

صحیح
مسند
شریف
امام شریف شریح مبینی رحمہ اللہ

۳۲۲ء احادیث نبوی کا مجموعہ تراویح اور ایامِ فوج و غیرہ

تبعہ: علامہ محمد سعید الدقمان
ناشر: محمد احسان پبلیشرز لاہور



۴۲۲ احادیث نبوی کا شرح پر نور انبیاءانِ فوز و ذخیرہ

صحیح

مُشْرِف

شرح صحیح نبویؐ جمع کی

جلد

اول

امام مسلم بن الحجاجؒ نے کئی لاکھ احادیث نبویؐ سے انتخاب فرما کر
مستند اور صحیح احادیث جمع فرمائی ہیں۔

ترجمہ:

علامہ وحید الرحمنؒ



نام کتاب
صحیح
شریف

تالیف: امام مسلم بن الحجاج

ترجمہ: علامہ وحید النعمان

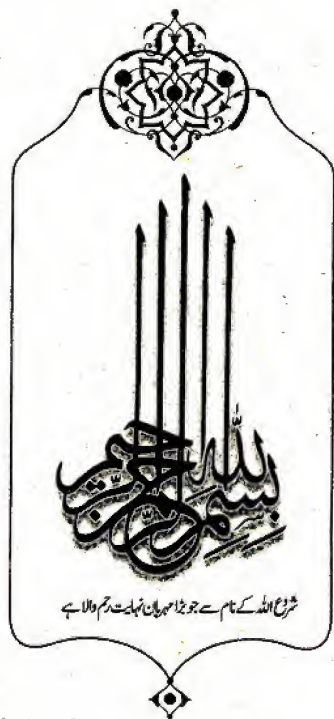
جلد: اول

تاریخ اشاعت: اگست ۲۰۰۲ء

COPY RIGHT

All rights reserved

Exclusive rights by nomani kutab khana Lahore Pakistan. No part of this publication may be translated, reproduced, distributed in any form or by any means or stored in a data base retrieval system, without the prior written permission of the publisher.



شرع اللہ کے نام سے جو خالص ترین نیت پر قائم ہے

فہرست صحیح مسلم مترجم مع شرح نووی جلد اول

| صفحہ | عنوان | صفحہ | عنوان |
|------|--|------|---|
| ۱۰۰ | اسلام کے ارکان کا بیان اربع | ۱۱ | عرض ناشر |
| ۱۰۱ | اللہ و رسول اور نبی پر ایمان لانے کا حکم کرنا۔ اربع | ۱۵ | انام مسلم لے حالات زندگی |
| ۱۰۸ | لوگوں کو شہادتین کی طرف بلانے اور اسلام کے ارکان کا بیان | ۱۵ | مناہدان و سلسلہ نسب |
| ۱۱۰ | جب تک لوگ نہ کہیں ان سے لانے کا حکم | ۱۶ | علم حدیث کی تعلیم و تحصیل |
| ۱۱۵ | بیان اس بات کا کہ جو شخص اربع | ۱۷ | کتب حدیث میں صحیح مسلم کا درجہ |
| ۱۱۸ | موضع قطعاً جتنی ہے | ۱۸ | انام مسلم کی دوسری تصانیف |
| | جو شخص اللہ کی خدائی اور اسلام کے دین اور <small>صلوات</small> کی تہنیر پر | ۱۹ | دیباچہ |
| ۱۳۲ | راضی ہو اور مومن ہے | ۲۴ | یہو جی سند نام مسلم تک |
| ۱۳۲ | اگر چہ کبر گناہ کر بیٹھے | ۲۷ | متحدہ صحیح مسلم |
| ۱۳۳ | ایمان کی شاخوں کا بیان | ۳۶ | ہو شہاد اور معتبر لوگوں سے روایت کرنا چاہیے اربع |
| ۱۳۸ | جامع اوصاف اسلام کا بیان | ۳۸ | رسول اللہ <small>صلوات</small> پر جھوٹ یا گھوٹا کتا بڑا گناہ ہے |
| ۱۳۸ | خصائص اسلام کی فضیلت اربع | ۴۰ | سنن نبوی بات بغیر تحقیق کئے ہوئے کہہ دینا منع ہے |
| ۱۴۰ | ان خصلتوں کا بیان جن سے ایمان کا حزمہ ملتا ہے | ۴۱ | ضعیف لوگوں سے روایت کرنا منع ہے اربع |
| ۱۴۱ | رسول اللہ <small>صلوات</small> سے محبت رکھنا واجب ہے وغیرہ | ۴۴ | حدیث کی سند بیان کرنا ضروری ہے اور وہ دین میں داخل ہے |
| | ایمان کی خصلت یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی وہی | ۴۶ | حدیث کے راویوں کا تعیب بیان کرنا درست ہے |
| ۱۴۲ | چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے | ۷۱ | مصحفین سے محبت پکڑنا صحیح ہے |
| ۱۴۳ | ہمسایہ کو ایذا دینا حرام ہے | ۸۳ | کتاب ایمان |
| ۱۴۳ | ہمسایہ اور مہمان کی خاطر داری کی ترغیب وغیرہ | ۸۴ | ایمان اور اسلام اور احسان |
| ۱۴۵ | بری بات سے منع کرنا ایمان میں داخل ہے وغیرہ | ۹۰ | ایمان کی حقیقت اور اس کے خصائص کا بیان |
| ۱۵۲ | ایمان داروں کا ایمان ایک دوسرے سے کم زیادہ ہوتا | ۹۳ | نمازوں کا بیان جو اسلام کا ایک رکن ہے |
| ۱۵۷ | جنت میں مومن کا جس گے | ۹۵ | اسلام کے ارکان پوچھنے کا بیان |
| ۱۵۸ | دین خیر خواہی، سچائی اور غلوں کو کہتے ہیں | ۹۷ | اس ایمان کا بیان جس آدمی جنت میں جائے گا |
| ۱۶۱ | گناہوں سے ایمان کے گھٹ جانے وغیرہ کا بیان اربع | ۹۹ | ایمان اور شریعت کا پابند جنت میں جائے گا |

| صفحہ | عنوان | صفحہ | عنوان |
|------|---|------|--|
| ۲۱۳ | جب کوئی مسلمان ہو جائے تو کیا؟ | ۱۶۴ | مناقیح کی خصلتوں کا بیان |
| ۲۱۴ | اسلام حج اور ہجرت سے ہو جانا | ۱۶۶ | مسلمان بھائی کو کافر کہنے والے کے ایمان کا بیان |
| ۲۱۶ | کافر اگر کفر کی حالت میں نیک کام کرے؟ | ۱۶۷ | اپنے باپ کے سوا اور کاہنہ کھلانے والا کافر ہے |
| ۲۱۸ | ایمان کی چابی اور مٹکوس کا بیان | ۱۶۸ | اپنے باپ سے بھڑ جانے "نفرت" کرنے والے وغیرہ کا بیان |
| ۲۲۷ | دل کے دوسروں کا بیان | ۱۶۹ | مسلمان کو گالی دینا برا کہنا گناہ ہے |
| ۲۳۰ | جھوٹی قسم کی سزا جہنم سے | ۱۷۱ | نسب میں طعن کرنے والے اور میت پر چلا کر رونے |
| ۲۳۴ | پر ایمان با حق جیسے والے شخص کا بیان | ۱۷۱ | اپنے موتی کے پاس سے بھاگے ہوئے غلام کو کافر کہنے کا بیان |
| | جو حاکم اپنی رعیت کے حقوق میں خیانت کرے اس کے لیے | ۱۷۲ | اس شخص کا کافر ہونا جو کہ پانی ماروں کی گردش سے |
| ۲۳۶ | جہنم ہے | ۱۷۶ | انصار اور حضرت علیؑ سے محبت رکھنا ایمان میں داخل ہے |
| ۲۳۷ | بعض دلوں سے امانت اٹھ جانے کا بیان | ۱۷۸ | عبادت کی کسی سے ایمان کا ٹکڑا |
| ۲۳۸ | اسلام شروع ہوا غربت کے ساتھ | ۱۸۰ | تارک نماز کا حکم |
| ۲۳۹ | آخر زمانہ میں ایمان کا مٹ جانا | ۱۸۱ | اللہ پر ایمان لانا سب کاموں سے بڑھ کر ہے |
| ۲۴۱ | اپنی عزت پا جانے جانے سے ڈرنے والے شخص کا بیان | ۱۸۳ | شرک سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے |
| ۲۴۱ | ضعیف الایمان شخص کا بیان | ۱۸۶ | کبیرہ گناہوں کا بیان |
| ۲۴۸ | جب دہلیس خوب پہنچ جائیں؟ | ۱۹۰ | کبیرہ فرد اور خود پسندی کی حرمت اور اس کا بیان |
| ۲۵۰ | ہمارے پیغمبر ﷺ کی پیغمبری کا یقین کرنا | ۱۹۲ | جو شخص شرک سے پاک ہو وہ مرتے تو جنت میں جائے گا |
| ۲۵۳ | نزول علی علیہ السلام کا بیان | ۱۹۳ | کافر کو لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کرنا حرام ہے |
| ۲۵۶ | اس زمانہ کا بیان جب ایمان مقبول نہ ہوگا | ۱۹۸ | جو شخص مسلمانوں پر ہتھیارا اٹھائے وہ مسلمان نہیں |
| ۲۶۰ | رسول اللہ ﷺ پر وحی اترنے کا بیان | ۱۹۹ | جو شخص مسلمانوں کو فریب دے وہ ہم سے نہیں |
| ۲۶۶ | معراج کا بیان | ۱۹۹ | رخسار پر مارنا حرام ہے |
| ۲۸۳ | منج اکین حرم..... | ۲۰۰ | چٹل خوری خست حرام ہے |
| ۲۸۷ | ولقد انا نزلہ اخری کا بیان | ۲۰۱ | تہنید فحشوں سے بچنے کا منع ہے |
| ۲۹۳ | اس قول کے بارے میں کہ وہ..... | ۲۰۳ | خودکشی حرام ہے |
| ۲۹۴ | اس قول کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ..... | ۲۰۸ | مال غنیمت پر اناخت منع ہے |
| ۲۹۶ | اللہ تعالیٰ کا دیا رومنون کو آخرت میں ہوگا | ۲۱۰ | خودکشی کرنے والا کافر نہ ہوگا |
| ۲۹۷ | اللہ تعالیٰ کے دیا رکی کیفیت کا بیان | ۲۱۱ | قیامت کے قریب ایک ہوا چلے گی |
| ۳۱۰ | شفاعت کا ثبوت اور مودوں کا جہنم | ۲۱۱ | قتل و فساد پھیلنے سے پہلے |
| ۳۱۲ | سب سے آخر میں نکلے والا دوزخی | ۲۱۱ | نیک اعمال کی ترغیب |
| ۳۱۶ | سب سے اوٹی درجہ کے مٹکی کا بیان | ۲۱۲ | مومن کو اپنے اعمال مٹ جانے سے ڈرنا چاہیے |

| صفحہ | عنوان | صفحہ | عنوان |
|------|--|------|--|
| ۳۸۴ | پانچاں پیشاب کے وقت قہقہ کی طرف منہ کرنے کا بیان | ۳۳۴ | نہی اگر کم کا یہ بیان کہ..... اراخ |
| ۳۸۴ | گھروں میں اس امر کی رخصت ہے | ۳۳۵ | رسول اللہ ﷺ کا حاجی امت کے لیے دعا کرنے کا بیان |
| ۳۸۵ | دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا منع ہے | ۳۳۹ | کھڑے پر مرنے والا شخص جہنم میں جائے گا |
| ۳۸۵ | طہارت میں بھی دائیں جانب کا خیال رکھو | ۳۳۹ | اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ اپنے قریبی..... اراخ |
| ۳۸۶ | راستہ اور سایہ میں پیشاب پانچاں کرنا منع ہے | | مختصر ﷺ کی سفارش سے ابوطالب کے مذہب میں تخفیف ہوگی |
| ۳۸۶ | قضاے حاجت کے بعد پانی سے استنجاء کرنا | ۳۴۲ | دو چیزوں میں مذہب کے لحاظ سے..... اراخ |
| ۳۸۶ | موزوں پر سب کرنا | ۳۴۲ | کھڑکی کی حالت پر مرنے سے کوئی عمل قبول نہیں |
| ۳۹۱ | پیشانی اور دستار پر سب کرنا | ۳۴۳ | مومن سے دو چیزیں رکھو |
| ۳۹۳ | موزوں پر سب کرنے کی مدت | ۳۴۳ | مسلمانوں کا ایک گروہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائے گا |
| ۳۹۳ | ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنے کا بیان | ۳۴۹ | آدمی جتنی اس امت کے ہوں گے |
| ۳۹۴ | پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنے کا بیان | ۳۵۱ | اللہ تعالیٰ..... اراخ |
| ۳۹۶ | کتے کے منہ ڈالنے کا بیان | | |
| ۳۹۸ | حے ہوئے پانی میں پیشاب | ۳۵۳ | کتاب الطہارت |
| ۳۹۹ | غسل کی ممانعت | ۳۵۳ | وضو کی فضیلت |
| ۳۹۹ | مسجد میں جب پیشاب کرے تو اسے پانی سے دھونا | ۳۵۴ | نماز کے لیے طہارت کا ہونا ضروری ہے |
| ۴۰۱ | شیر خوار بچہ کا پیشاب کیونکر دھوئیں | ۳۵۵ | وضو کی ترکیب |
| ۴۰۲ | منی کا حکم | ۳۵۸ | وضو اور اس کے بعد نماز کی فضیلت |
| ۴۰۴ | خون کی نجاست اور اس کے دھونے کا بیان | ۳۶۳ | وضو کے بعد کیا پڑھیں |
| ۴۰۵ | پیشاب کی نجاست کا بیان | ۳۶۴ | وضو کی ترکیب |
| | کتاب الحيض | ۳۶۶ | ناک میں پانی ڈالنے کا بیان |
| ۴۰۷ | تہیہ کے اوپر حائضہ عورت سے مباشرت کرنے کا بیان | ۳۶۷ | پاؤں دھونا واجب ہے |
| ۴۰۸ | حائضہ عورت کے ساتھ ایک چادر میں لیٹنے کا بیان | ۳۶۹ | وضو میں تمام اعضاء کو جو پاؤں اور دھونے کا بیان |
| ۴۰۹ | حائضہ عورت اپنے خاندان کا سر دھو سکتی ہے | ۳۶۹ | وضو کے انی سے گناہ دور ہوتے ہیں |
| ۴۱۱ | غذی کا بیان | ۴۷۰ | منہ کو دھونے کا بیان |
| ۴۱۲ | سوکراٹھے اور منہ ہاتھ دھونے کا بیان | ۴۷۵ | سختی اور تکلیف کی حالت میں..... اراخ |
| ۴۱۲ | جنسی کو سونا درست ہے لیکن..... اراخ | ۴۷۵ | سختی میں ضرور اشوکر کرنے کا ثواب |
| ۴۱۴ | اگر عورت کی منی نکلے تو اس پر غسل واجب ہے | ۴۷۶ | مسواک کرنے کا بیان |
| ۴۱۷ | عورت اور مرد کی منی کا بیان اور..... اراخ | ۴۷۸ | سنت باتوں کا بیان |
| ۴۱۹ | غسل جنابت کا بیان | ۴۸۱ | استنجے کا بیان |

| صفحہ | عنوان | صفحہ | عنوان |
|------|---|------|--|
| ۴۳۷ | صرف منی سے غسل کے نسخ اور ختا مین... ارخ | ۴۳۱ | غسل جنابت میں کتنا پانی... ارخ |
| ۴۳۹ | جو کھانا آگ سے پکا ہوا اس... ارخ | ۴۳۳ | سرد وغیرہ پر تین بار پانی ڈالنے کا بیان |
| ۴۳۹ | آگ سے پکی ہوئی چیز... ارخ | ۴۳۵ | عورت غسل میں چوٹی کھولے یا نہیں؟ |
| ۴۴۱ | اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنے کا بیان | ۴۳۶ | جو عورت حیض کا غسل کرے وہ... ارخ |
| ۴۴۲ | جس شخص کو طہارت کا یقین ہے پھر... ارخ | ۴۳۸ | مستحاضہ کا بیان |
| ۴۴۲ | مردہ جانور کی کھال و باغٹ سے پاک ہو جاتی ہے | ۴۳۱ | حائضہ عورت پر نماز کی قضاء واجب ہے |
| ۴۴۵ | تحیم کا بیان | ۴۳۱ | غسل کرنے والا کپڑے کی آڑ کرے |
| ۴۴۹ | مسلمان نجس نہیں ہوتا | ۴۳۲ | دوسرے کے سر کو دیکھنا منع ہے |
| ۴۵۰ | جنابت کی حالت میں اللہ کا ذکر کرنا | ۴۳۳ | تہائی میں عریاں غسل کرنا درست ہے |
| ۴۵۰ | بلا وضو کھانا درست ہے | ۴۳۴ | ستر چھپانے میں احتیاط رکھنے کا بیان |
| ۴۵۱ | پاکخانہ جاتے وقت کیا کہے | ۴۳۵ | پیشاب کرتے وقت ستر چھپانے کا بیان |
| ۴۵۱ | پیشے پیشے سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا | ۴۳۵ | اواکس اسلام میں جماع سے غسل واجب نہ ہوتا |

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حرفے ناشر

﴿الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين﴾
محترم قارئین!

حدیث رسول اور اس کے علوم کے ساتھ اشتغال اللہ تعالیٰ کے خاص کرم اور نعمتوں میں سے ہے۔ یہ مشغولیت اللہ تعالیٰ محض اپنے اُن بندوں کو عطا فرماتے ہیں کہ جن پر اس کی خاص رحمت اور نظر کرم ہوتی ہے۔
الحمد للہ یہ اعزاز والد گرامی (بشیر احمد نعمانی) کو نعمانی کتب خانہ کے قیام کے فوراً بعد ہی حاصل ہوا کہ علوم حدیث رسول میں صحاح ستہ کی کتب کے تراجم اور ان کی اردو زبان میں شروحات کی وسیع پیمانے پر اشاعت کرنے کی پاکستان میں ابتداء ہمارے ادارہ نے کی اور عوام الناس اردو پڑھنے والے لوگ اور علوم جدیدہ کے حامل علماء و طلباء ہر ایک کو حدیث اور علوم حدیث کی تفہیم کی ضرورت کا موقع ملا۔

ان تراجم میں علامہ وحید الزماں کا نام ان خوش قسمت لوگوں کی فہرست میں شامل ہے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ارشادات اور فرمودات سے اظہار محبت کرتے ہوئے علم حدیث کے میدان میں نمایاں خدمات سر انجام دیں آج تک ہونے والے دیگر تراجم میں انہی سے بکثرت استفادہ کیا جا رہا ہے۔

”نعمانی کتب خانہ“ کے شائع کردہ ان تراجم احادیث کی اشاعت کے لیے اُس دور کے تقاضوں کے مطابق دور دراز علاقوں سے سمجھدہ مشق خطاط حضرات کی خدمات سے استفادہ کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ تراجم صحاح ستہ میں ہمارے ادارہ کے شائع شدہ نسخے کم و بیش گزشتہ پچاس برس سے تاحال بیشتر دینی علمی لاہریوں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔

علمی و تحقیقی میدان میں کیپیوٹر کی آمد سے جو انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں ان کی روشنی میں ہم (مسلم شریف مع مختصر شرع النووی) موجودہ ایڈیشن نئی کیپوزنگ اور جدت کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں موجودہ ایڈیشن کو درج ذیل طباعتی خوبیوں سے مزین کیا گیا ہے۔ جس سے امید کی جاسکتی ہے کہ ”مسلم شریف“ کا موجودہ ایڈیشن مارکیٹ میں موجود دیگر اردو نسخوں میں منفرد اہمیت کا حامل ہے۔

تمام احادیث کو نئے سرے سے جدید اردو کیپیوٹر کیپوزنگ سے آراستہ کیا گیا ہے اور راوی حدیث کے بعد متن حدیث کا مرکزی حصہ الگ فونٹ (سائزل) میں لکھا گیا ہے تاکہ حدیث میں فرمان رسول کا حصہ نمایاں ہو جائے۔

تمام احادیث کی نئے سرے سے نمبرنگ کی گئی ہے تاکہ قارئین کو دیگر کسی اردو کتاب سے حوالہ تلاش کرنے میں آسانی ہو۔ اس سلسلہ میں جو عالمی معیار کے مطابق نمبر رائج ہیں انہی کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

اردو زبان میں شائع شدہ دیگر تراجم میں بعض احادیث سرے سے موجود ہی نہیں ان کو عربی کے سابقہ اصل نسخہ سے نقل کروا کر ترجمہ بھی کروایا گیا ہے۔ الحمد للہ اب اس نسخہ میں مکمل احادیث موجود ہیں۔

عربی اعراب کی درستگی کے ساتھ ساتھ بعض جگہوں پر اردو زبان کے پرانے الفاظ کو جدید الفاظ میں تبدیل کیا گیا ہے۔ بحیثیت ناشر کسی دینی کتاب کی اصل اشاعتی خوبصورتی کا اندازہ ہمیں اس وقت ہوتا ہے جب کوئی قاری کتاب کے نفس مضمون کو آسانی اور خوبصورتی سے پڑھ کر سمجھ لے اور اس پر عمل کرے یہ تمام تبدیلیاں اور کاوشیں اسی سلسلہ میں کی جاتی ہیں۔

اس عظیم الشان کتاب کی کیڈزنگ، پروف ریڈنگ، ڈیزائننگ اور نظر ثانی میں ہمیں اپنے نہایت قابل احترام دوست جناب ابو بکر قدوسی صاحب اور ان کے معاونین کا خصوصی تعاون حاصل رہا ہے ہم دل کی گہرائیوں سے ان کے شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مساعی حسنة میں شرکت کرنے والے ہم تمام کارکنان کو دین اور آخرت کی کامیابی و کامرانی سے نوازے۔ (آمین)

آخر میں ہم اللہ کے حضور نہایت عاجزی و انکساری سے سر بسجود و دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم کوشش کو قبول و منظور فرمائے اور ہمیں اور ہمارے والدین کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

محمد ضیاء الحق نعمانی و محمد عثمان ظفر
نعمانی کتب خانہ (لاہور۔ گوجرانوالہ)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائی

مسلمان اس حقیقت سے بے خبر نہیں کہ قرآن وحدیث دین اسلام کے دو بنیادی ماخذ ہیں اور جملہ تعلیمات دین کی اساس یہی دو چیزیں ہیں۔ نیز ان دونوں کا ایک دوسرے کے ساتھ ایسا گہرا ربط ہے کہ ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ کتاب اللہ اگر متن ہے تو احادیث نبویہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال اس کتاب اللہ کے مکمل احکام و ہدایات کی شرح و تفسیر ہیں۔

قرآن کو سب سے زیادہ اس نے سمجھا جس پر وہ نازل ہوا پھر ان صحابہ کرامؓ نے سمجھا جن کے سامنے وہ نازل ہوا انہوں نے براہ راست مجمع نبوت سے اکتساب نور کیا۔ ظاہر ہے کہ ان کے قابل رشک اعمال حکیمانہ اقوال اور پاکیزہ سیرتیں قرآن کریم کے دائرہ کے اندر رہی ہوں گی اس لئے قرآن کریم کے بعد آنحضرت ﷺ کے اقوال وافعال اور صحابہ کرام کے اعمال و اخلاق کو اسلام میں ایک ستون کی حیثیت حاصل ہے اور ان کا مطالعہ اور ان پر عمل اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے ناگزیر ہے۔

یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ صحاح ستہ (حدیث کی صحیح کتابیں: بخاری، مسلم، نسائی، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ) کتب احادیث میں بڑی اہمیت رکھتی ہیں اور محدثین نے ان کتابوں کے باہم درجات قائم کر کے ایک خاص ترتیب دے دی ہے۔ زیر نظر کتاب الصحیح المسلم (صحیح مسلم شریف) صحاح ستہ میں صحیح بخاری کے بعد دوسرے درجے کی کتاب تسلیم کی جاتی ہے، جسے امام مسلم بن الحجاج نے کئی لاکھ احادیث نبویہ کے مجموعہ سے منتخب فرما کر بڑی کاوش و جانفشانی سے مرتب فرمایا تھا۔

عرصہ سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ امام موصوف کی اس عظیم تالیف کا اس کے شایان شان اردو ترجمہ شائع کیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسے ہم نے علامہ وحید الزمان کے اردو ترجمہ کے ساتھ مع فوائد ضروریہ از شرح نووی نہایت اہتمام سے شائع کیا ہے کاغذ طبعات اور تجلید کے اعتبار سے بھی معیار خاصا بلند رکھا ہے۔

اردو دان حضرات جو علمی ذوق اور شرعی مسائل کا شوق رکھتے ہیں ان کی خدمت میں یہ کتاب پیش کرتے ہوئے ہمیں ایک

گو نہ سرت محسوس ہو رہی ہے کہ یہ کتاب مسائل کے سمجھنے میں بے حد مدد و معاون ہوگی اور خواص کے لئے بھی اس کی افادیت محتاج بیان نہیں۔

قرآن وحدیث کی خدمت اور ان کی تشریح و تفہیم کے ذرائع کو عام کرنا ہمارا نصب العین ہے اور یہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ امید ہے کہ ناظرین کرام ہماری اس کوشش کو بنظر استحسان دیکھیں گے اور اس پر عمل پیرا ہو کر دعائے خیر کے ساتھ یاد فرمائیں گے۔

بشیر احمد نعمانی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام الحدیث جتہ الاسلام حضرت امام مسلمؒ کے مختصر حالات زندگی:

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ محدثین کرام میں جو بلند پایہ رکھتے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ علمائے اسلام کا اگرچہ معتقد فیصلہ یہ ہے کہ میں قرآن مجید کے بعد پہلا مرتبہ صحیح بخاری شریف کا ہے اور پھر صحیح مسلم شریف کا جس سے صحیح مسلم کے جامع حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا کافی اندازہ ہو جاتا ہے۔ لیکن بعض علماء کا خیال یہ بھی ہے کہ صحیح مسلم شریف کا درجہ اگر صحیح بخاری شریف سے بلند نہیں تو مساوی ضرور ہے کیونکہ صحیح مسلم شریف کی احادیث کافی تحقیقات کے بعد جمع کی گئی ہیں۔ اور بعض اعتبارات سے تحقیقات میں حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا درجہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھا ہوا ہے۔

بہر حال حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا پایہ محدثین کرام رحمہم اللہ میں اس قدر بلند ہے کہ اس درجہ پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کوئی دوسرا محدث نہیں پہنچا اور ان کی کتاب صحیح مسلم شریف اس قدر بلند پایہ کتاب ہے کہ صحیح بخاری کے سوا کوئی کتاب اس کے سامنے نہیں رکھی جاسکتی۔

خاندان اور سلسلہ نسب پیدائش اور وفات:

حضرت امام مسلمؒ کا پورا نام ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری بن دروین تھا۔ ابوالحسین آپ کی کنیت تھی اور عساکر الدین لقب تھا۔ قبیلہ بنو قشیر سے آپ تعلق رکھتے تھے جو عرب کا ایک مشہور خاندان تھا اور خراسان کا مشہور شہر نیشاپور آپ کا وطن تھا۔ حضرت امام مسلمؒ ۲۰۳ھ یا ۲۰۶ھ میں باختلاف اقوال پیدا ہوئے لیکن اکثر علماء اور مؤرخین کی تحقیق یہ ہے کہ آپ کا سن ولادت ۲۰۶ھ زیادہ معتبر ہے۔ حضرت امام نوویؒ شارح صحیح مسلم لکھتے ہیں کہ حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۶ھ میں پیدا ہوئے ۵۵ سال کی عمر پائی اور ۲۴۳ھ جب ۲۶۱ھ کو اتوار کے دن شام کے وقت وفات پائی اور نیشاپور میں دفن ہوئے۔

تعلیم و تربیت:

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ نے والدین کی نگرانی میں بہترین تربیت حاصل کی اور اس پاکیزہ تربیت ہی کا یہ اثر تھا کہ ابتدائے عمر سے آخری سانس تک آپ نے پرہیزگاری اور بنداری کی زندگی بسر کی کبھی کسی کو اپنی زبان سے برانہ کہا یہاں تک کہ کسی کی نسبت نہیں کی اور نہ کسی کو اپنے ہاتھ سے مارا بیٹا۔

ابتدائی تعلیم آپ نے نیشاپور میں حاصل کی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی ذکاوت و ذہانت اور قوت حافظہ عطا کی تھی کہ بہت تھوڑے عرصہ میں آپ نے دسی علوم و فنون کو حاصل کر لیا اور پھر احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم و تحصیل کی جانب توجہ کی۔

علم حدیث کی تعلیم و تحصیل:

مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے علم حدیث کی تعلیم حضرت محمد بن یحییٰ ذہلی نیشاپوریؒ اور حضرت یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوریؒ سے حاصل کی۔ یہ دونوں حضرات اپنے زمانہ کے ائمہ حدیث تھے اور ان کا حلقہ درس نہایت وسیع تھا یہاں تک کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا برمحل شین نے بھی ان ہی سے علم حدیث کو حاصل کیا تھا۔

علامہ کا بیان ہے کہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ تحصیل حدیث کے دوران اپنے استاد محمد بن یحییٰ ذہلی سے ایک مسئلہ میں الجھ پڑے اور یہ نزاع اس قدر بڑھی کہ امام بخاریؒ کے ساتھ امام مسلمؒ کو بھی امام ذہلی کا حلقہ درس ترک کرنا پڑا یہاں تک کہ حضرت امام مسلمؒ نے اپنی دیانت داری کے باعث امام ذہلیؒ کی ان تمام احادیث کے نوشتوں کو جو احادیث انہوں نے امام ذہلیؒ سے حاصل کی تھیں امام مذکور کو دے آئے اور پھر ان سے کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ یہ اختلاف اصل میں امام بخاریؒ اور امام ذہلیؒ کے درمیان غلط لفظ کے مسئلہ پر ہوا تھا۔ امام بخاریؒ غلط لفظ کے قائل تھے اور امام ذہلیؒ لفظ کو قید میمانتے تھے۔ امام مسلمؒ نے اس نزاع میں امام بخاریؒ کا ساتھ دیا اور ان کی تائید کرتے رہے۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ جب امام بخاریؒ سے غلط لفظ کے مسئلہ پر امام ذہلیؒ کی نزاع بہت بڑھ گئی تو امام ذہلیؒ نے اپنے حلقہ درس میں یہ اعلان کر دیا کہ کوئی شخص امام بخاریؒ سے نہ ملے۔ امام ذہلیؒ چونکہ ایک بلند پایہ محدث تھے اور نیشاپور میں ان کی دھماک بیٹھی ہوئی تھی اس لیے ان کے حکم کی تعمیل کی گئی اور لوگوں نے امام بخاریؒ کے پاس آنا جانا ترک کر دیا لیکن امام مسلمؒ برابر آتے جاتے رہے۔ شاگردوں نے امام ذہلیؒ سے اس کی شکایت کی کہ امام مسلمؒ نے امام بخاریؒ کے پاس آنا جانا ترک نہیں کیا ہے۔ ایک روز امام مسلمؒ حلقہ درس میں شامل تھے کہ امام ذہلیؒ نے حلقہ درس کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ”تم میں سے جو شخص غلط لفظ کا قائل ہے اس کو میری مجلس میں شریک ہونا حرام ہے۔“ امام مسلمؒ یہ سنتے ہی اٹھے اپنی چادر سر پر رکھی اور واپس چلے آئے اور پھر کبھی امام ذہلیؒ کے حلقہ درس میں شامل نہیں ہوئے یہاں تک کہ حدیث کے ان نوشتوں کو بھی جو انہوں نے امام ذہلیؒ سے سن کر لکھے تھے امام ذہلیؒ کو دے آئے اور اس طرح تعلقات کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو گیا۔

اس کے بعد امام مسلمؒ نے اطراف و جوانب کے علاقوں میں تحصیل حدیث کے لیے سفر اختیار کیا۔ جازان، شام، مصر، یمن اور بغداد گئے اور وہاں کے محدثین کرام سے احادیث کو حاصل کیا۔ ان محدثین میں امام احمد بن حنبلؒ، اعلیٰ بن راہویہؒ، عبد اللہ بن مسلمہؒ، یحییٰ بن مہرانؒ، جمالؒ، ابو نضالؒ، سعید بن منصورؒ اور ابو مصعبؒ بہت مشہور ہیں۔

صحیح مسلم شریف کی ترتیب:

ممالک اسلامیہ کے طویل دورے کے بعد حضرت امام مسلمؒ نے چار لاکھ حدیثیں جمع کیں اور ان میں سے ایک لاکھ تکرر شدہ حدیثوں کو ترک کر کے تین لاکھ حدیثوں کو بچا کیا اور پھر ان تین لاکھ حدیثوں کی کافی عرصہ تک جانچ پڑتال کی اور ان میں جو احادیث ہر اعتبار سے مستند و معتمد ثابت ہوئیں ان کا انتخاب کر کے صحیح مسلم شریف کو ترتیب دیا یعنی تین لاکھ حدیثوں میں سے بارہ ہزار سے کچھ زیادہ حدیثیں منتخب کیں اور ان کو صحیح مسلم شریف میں درج کیا اور باقی کو چھوڑ دیا۔

کتاب حدیث میں صحیح مسلم شریف کا درجہ:

حدیث کی بہت سی کتابیں ہیں جن میں سے علمائے اسلام نے چھ کتابوں کو زیادہ مستند و معتبر قرار دے کر ان کو صحیح کا لقب دیا ہے یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ترمذی، صحیح ابوداؤد، صحیح نسائی اور صحیح ابن ماجہ۔ اور ان میں سب سے زیادہ مستند صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو قرار دیا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سے کون زیادہ معتبر ہے اور کس کا پایہ بلند ہے اس میں علماء کے درمیان اختلاف رائے ہے۔ بعض صحیح بخاری کو بلند پایہ مانتے ہیں اور بعض صحیح مسلم کو۔ اور بعض نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ بعض اعتبارات سے صحیح بخاری کا درجہ بلند ہے اور بعض اعتبارات سے صحیح مسلم کا درجہ بلند ہے۔ چنانچہ ذیل کے اقوال سے اس کی کیفیت واضح ہوتی ہے۔

① حافظ عبد الرحمن بن علی الریج یعنی شافعی کہتے ہیں۔

تنازع قوم فی البخاری و مسلم لدى وقالوا آى ذین يقدم

فقلت لقد فاق البخاری صحة كما فاق فی حسن الصناعة مسلم

”لوگوں نے میرے سامنے بخاری و مسلم کی ترجیح و فضیلت کے بارہ میں گفتگو کی۔ میں نے کہا کہ صحت میں بخاری اور تربیت وغیرہ میں مسلم قابل ترجیح ہے۔“

② ابو عمر بن احمد بن حمدان کہتے ہیں ”میں نے ابوالعباس بن عقدہ سے پوچھا کہ بخاری و مسلم میں کون اچھا ہے؟ انہوں نے فرمایا ”وہ بھی عالم (و محدث) ہیں اور یہ بھی۔“ میں نے دوبارہ پوچھا تو کہا ”بخاری اکثر غلطی لکھ دیتے ہیں۔ شام کے اکثر راوی ایسے ہیں جن کا ذکر بخاری نے نہیں کیا ہے اور انہیں نام سے جس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ در راوی ہیں لیکن مسلم نے ایسی غلطیاں نہیں کی ہیں اور ہر شخص کی تحقیق کر کے لکھا ہے۔“

③ خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ ”امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم میں بخاری کی پیروی کی ہے اور بخاری کے قدم بہ قدم چلے ہیں۔“

④ حافظ ابوبلی نیشاپوری کہتے ہیں کہ ”صحیح مسلم تمام کتب حدیث پر ترجیح رکھتی ہے۔ حافظ مودوح کا قول یہ ہے کہ ”ما تحت اديم السماء اصح من كتاب مسلم“ (آسمان کے نیچے صحیح مسلم سے زیادہ صحیح کتاب (قرآن کریم کے بعد) کوئی نہیں ہے۔)

⑤ ابو زرعہ رازی اور ابوحاتم امام مسلم کے تخریج حدیث کے سبب امام مسلم رحمۃ اللہ کو امام علم حدیث شمار کرتے اور جماعت اہل حدیث کا سرگروہ مانتے ہیں۔

وفات حضرت امام مسلم:

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا عجیب واقعہ مؤرخین نے یہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ مجلس مذاکرہ میں کسی نے امام مسلم سے کوئی حدیث دریافت کی۔ حضرت امام مسلم کو اس وقت اس حدیث کی نسبت صحیح علم نہ تھا اس لیے وہ جواب نہ دے سکے اور

مکان پر واپس آ کر اس حدیث کو تلاش کرنے لگے۔ آپ حدیث کی تلاش میں نوشتوں کی نوشتوں الٹ پلٹ کر رہے تھے پاس کھجوروں کا ایک نوکر رکھا اس میں سے کھجوریں کھاتے جاتے تھے یہاں تک کہ تلاش حدیث میں انہماک کے سبب کھجوروں کا نوکر خالی کر دیا اور اس وقت اس کا احساس ہوا جب کہ حدیث ٹل گئی۔ اور آپ نے مڑ کر نوکرے پر نظر ڈالی۔ کھجوریں زیادہ کھا جانے سے آپ بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں اتوار کی شام کو ۲۴ ربیعہ ۲۶۱ھ کو انتقال فرمایا۔

ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وفات کے بعد میں نے امام مسلم رحمۃ اللہ کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا۔ انہوں نے فرمایا ”خداوند تعالیٰ نے میرے لیے جنت کے ہر مقام کو جائز و مباح کر دیا ہے میں جہاں چاہوں رہوں۔“ ابوعلی زعونی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کسی نے امام مسلم کو خواب میں جنت کے اندر دیکھا اور پوچھا ”کیوں کر نجات نصیب ہوئی۔“ امام مسلم رحمۃ اللہ نے فرمایا ”اس جزو سے مجھ کو نجات میسر ہوئی جو میرے ہاتھ میں ہے۔“ یہ جزو صحیح مسلم کا تھا۔

امام مسلم کی دوسری تصانیف:

صحیح مسلم شریف کے علاوہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے چند اور نہایت مفید و معتد کتابیں لکھی ہیں جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں (۱) کتاب مسند کبیر (۲) کتاب الاسماء والکنی (۳) کتاب العلل (۴) کتاب العیال (۵) کتاب حدیث عمرو بن شعیب (۶) کتاب مشائخ مالک (۷) کتاب مشائخ الثوری (۸) کتاب ابیہام الحدیث (۹) کتاب الطبقات وغیرہ۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

از مولانا وحید الرحمن

الحمد لله الذي من علينا بهذه الآية التي دين الاسلام واحكمه
في قلوبنا خير احكام وجنينا من بواطيل انوسا وس والاوهام
بالافتقار بسنة نبيه خير الانام عليه افضل الصلوات ما تكررت الليالي
والايام وتعاقبت الانوار والظلام وعلى اله واصحابه الكرام.

بعد حمد و نعت کے فقیر حقیر سراپا فقیر وحید الزمان عطاء عید المنان خدمت میں تمامی برادران مسلمین اور شائقین حدیث
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عرض کرتا ہے کہ باوجود ضعف اور ناتوانی اور قلت بضاعت اور بے سرمائی کے اوائل ۱۳۰۰ھ
میں محض بتائید فیہی اور امداد خداوندی چار بڑی بڑی کتابیں حدیث کی منجملہ صحاح ستہ کے اردو میں ترجمہ ہو گئیں یعنی موطا امام مالک اور
جامع ترمذی اور سنن ابوداؤد اور سنن نسائی اور اللہ جل شانہ نے اپنے فضل کرم سے ان چاروں کتابوں کو قبول فرمایا اور مد بائرا ہائے
ان کے طالبین نے ہر چہا طرف ولایت بند کے خرید فرمائے۔ اب شروع چودھویں صدی یعنی ۱۳۰۱ھ ہجری ماہ محرم سے یہ فکر پیدا ہوئی
کہ اگر چہ حیات مستعار کا اعتبار نہیں اور زندگی دنیا محض ایک حباب ہے مگر جب تک چند چٹن باقی ہیں وہ بھی اگر خدمت حدیث میں
صرف ہوں تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت ہے۔ پس اس خیال سے صرف خداوند کریم کی مدد پر بھر سار کے میں نے صحیحین کے ترجمہ
میں وقت کو صرف کرنا مناسب پایا اور چونکہ صحیح بخاری کی شروحات اور ترجمے عربی اور فارسی زبان میں بہت ہو چکے ہیں بلکہ حال ہی
میں ایک ترجمہ اردو زبان میں بھی شہرہ آفاق میں چھپنا شروع ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ جناب نواب فیض ماب محلہ القاب خادمہ سنت
سید المرسلین وارث الانبیاء والمرسلین حامی شریعت نبیین ہا صردین متین قاصع بدعات ماحی ظلمات مجدد قرن ثالث عشر از م قرن رابع
عشر فخر العالما والجمہدین راس المفسرین والحمد للہین جناب نواب والا جاہ امیر الملک مولانا سید محمد صدیق حسن صاحب بہادر نے

جن کی ہمت والا ہمیشہ ہمیشہ اشاعت دین اور حمایت شریعت متین کی طرف متوجہ رہتی ہے اپنی عالی مقامی اور اولوالعزمی سے کتاب مستطاب نادر الوجود فتح الباری شرح صحیح بخاری کا چھپوانا مصر میں شروع فرمایا اور ظاہر ہے کہ شروع بخاری میں فتح الباری کی مثل کوئی شرح نہ بنی تھی نہ بنے گی اس لیے ترجمہ بخاری میں اس شرح کے میسر ہونے سے بڑی آسانی کا خیال تھا۔ میں نے ترجمہ بخاری کو بالفعل ملوٹی رکھ کر حسب ایماء و اشارت جناب ممدوح صحیح مسلم کا ترجمہ شروع کیا۔ صحیح مسلم بھی صحت حدیث اور وجود اسناد میں صحیح بخاری سے کم نہیں اور باتفاق علماء یہ کتاب بھی صحیح بخاری کے ہم پلہ ہے اسی وجہ سے ان دونوں کتابوں کو صحیحین کہتے ہیں اگرچہ اکثر علماء نے صحیح بخاری کو ایک درجہ اس پر مقدم رکھا ہے لیکن حافظ ابوبعلی عیثیٰ پورٹی نے کہا ہے کہ صحیح مسلم پر نسبت صحیح بخاری کے بھی زیادہ صحیح ہے اور بعض مغرب کے علماء نے بھی اس قول سے اتفاق کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ وہی حدیث نقل کرتے ہیں جس کو دو ثقہ تابعیوں نے دو صحابیوں سے روایت کیا ہو اور اسی طرح ہر طبقہ میں دو ثقہ یعنی معتبر شخص دو شخصوں سے نقل کرتے آئے ہوں لیکن امام بخاریؒ نے اس شرط کا خیال نہیں رکھا اور حدیث: ((انما الاعمال بالنیات)) جو صحیح مسلم میں موجود ہے اگرچہ اس میں یہ شرط نہیں پائی جاتی مگر بنظر تبرک اور بہ خیال صحیح اور مشہور ہونے کے اس کا ذکر کیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ صرف یہ حدیث مستثنیٰ ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کا تین لاکھ حدیثوں سے انتخاب کیا ہے اور اگر تمام زمین کے لوگ دوسو برس تک حدیثیں لکھیں تو پھر بھی ان کا اعتقاد و خراسی کتاب پر رہے گا اور میں نے کوئی حدیث اس کتاب میں داخل نہیں کی مگر سمجھ کر دلیل رکھ کر۔ اسی طرح کوئی حدیث نہیں نکالی اس میں سے مگر سمجھ کر دلیل سے۔ احمد بن سلمہؒ نے کہا میں مسلمؒ کے ساتھ اس کتاب کے جمع ہوتے وقت پندرہ برس تک رہا۔ اس کتاب میں بارہ ہزار حدیثیں ہیں۔ یحییٰ بن عیدان نے کہا میں نے مسلمؒ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے اس کتاب کو ابو زرعہ رازیؒ کے سامنے پیش کیا پھر جس حدیث میں انہوں نے کوئی علت بیان کی اس کو میں نے نکال ڈالا اور جس حدیث کو انہوں نے کہا صحیح ہے اور اس میں کوئی علت نہیں ہے اس کو میں نے داخل کیا۔ اس روایت کو خطیب بغدادیؒ نے اپنی سند سے روایت کیا ہے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ سند امام مسلمؒ کی وہ ہے جس میں مسلمؒ نے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک چار واسطے ہوں اور چھ امام بخاریؒ کی ثلاثیات ہیں تین واسطوں کی حدیثیں تو وہ صحیح مسلم میں نہیں ہیں۔ امام نوویؒ نے کہا مسلمؒ نے علم حدیث میں کسی کتابیں لکھی ہیں۔ سب میں مشہور یہ صحیح ہے اور یہ کتاب جو از مسلمؒ سے نقل کی گئی ہے اس طرح کہ اس کتاب کو مسلمؒ کی تصنیف یقیناً کہہ سکتے ہیں اور باسناد متصل مسلمؒ تک روایت کی گئی ہے اور ایک فائدہ خاص جو اس کتاب میں ہے وہ یہ ہے کہ مسلمؒ نے ہر ایک حدیث کے لیے ایک خاص مقام جو مناسب تھا مقرر کیا ہے اور وہ اس حدیث کے تمام طریقوں کو جمع کر دیا ہے اور اس کے مختلف الفاظ کو ایک ہی مقام پر بیان کیا ہے تاکہ ناظر کو آسانی ہو اور تمام طریقوں سے وہ فائدہ اٹھائے اور یہ بات صحیح بخاری میں نہیں ہے۔

امام حافظ عبد الرحمن بن علی یحییٰ نے چند اشعار صحیح مسلم کی تعریف میں لکھے ہیں جن کا مضمون یہ ہے کہ اے پڑھنے والے! صحیح مسلم علم کا دریا ہے جس میں پانی بہنے کے راستے نہیں ہیں (یعنی سب پانی ایک ہی جگہ موجود ہے)۔ اور مسلم کی روایتوں کا ذخیرہ بخاری کی روایتوں سے زیادہ خزاں ہے۔ حافظ ابن الصلاح نے کہا مسلم کی شرط یہ ہے کہ حدیث متصل الاشیاء ہواوول سے لے کر آخر تک ایک ثقہ دوسرے ثقہ سے نقل کرتا ہو اور اس میں کسی قسم کا شذوذ یا علت نہ ہو۔ سیوطی نے کہا ثقہ سے مراد یہ ہے کہ وہ راوی مسلم کے نزدیک ثقہ ہو اگرچہ اوہول کے نزدیک ثقہ نہ ہو اور اسی وجہ سے مسلم نے چھ سو چندرہ ایسے لوگوں سے روایت کی ہے جس سے بخاری نے روایت نہیں کی۔ اسی طرح بخاری نے چار سو تینتیس ایسے شخصوں سے روایت کی ہے جن سے مسلم نے نہیں کی۔ اور کئی حدیثیں ایسی نکلیں گی جو مسلم کی شرط پر صحیح ہیں اور بخاری کی شرط پر صحیح نہیں اس لیے کہ مسلم کے نزدیک اس کے راویوں میں وہ سب شرطیں پائی جاتی ہیں جو صحیح حدیث کے لیے ضروری ہیں مگر بخاری کے نزدیک نہیں پائی جاتیں۔ پھر مسلم علیہ الرحمۃ اپنی کتاب میں ایک ایسی راہ چلے ہیں کہ اس کی وجہ سے ان کی کتاب کو صحیح بخاری پر فضیلت دی گئی وہ یہ کہ امام مسلم علیہ الرحمۃ حدیث کے تمام مقبولوں کو اس کے سب طریقوں کے ساتھ ایک ہی مقام میں جمع کر دیتے ہیں اور اس کو مختلف بابوں میں جدا جدا نہیں لاتے اور پوری عبارت اس کی بیان کرتے ہیں اور باب کے ترجموں میں اس کے کھڑے کھڑے نہیں کرتے اور حتی المقدور الفاظ کی رعایت کرتے ہیں اور نقل بالعمی نہیں کرتے یہاں تک کہ اگر ایک راوی نے دوسرے راوی سے ایک لفظ میں بھی اختلاف کیا ہو اور معنی دونوں لفظوں کے ایک ہوں تب بھی مسلم ہر ایک راوی کے لفظ کو بیان کر دیتے ہیں یہاں تک احتیاط ہے کہ اگر ایک راوی نے ”حدثنا“ کہا ہو اور دوسرے نے ”اعبرنا“ تو وہ لکھ دیتے ہیں کہ فلان راوی نے ”حدثنا“ کہا اور فلان نے ”اعبرنا“ اور حدیث کے ساتھ صحابہ کے اقوال اور تابعین وغیرہ کے اقوال اور باب اور ترجموں کو نہیں ملاتے اس لیے کہ ان کو حرص تھی اس بات کی کہ حدیث میں کوئی اور چیز ملے نہ پائے تو بعد مقدمہ کے اس کتاب میں اور کچھ نہیں ہے سوائے حدیث کے۔ ابن الصلاح نے کہا وہ سب حدیثیں جن کی صحت کا حکم کیا مسلم نے اس کتاب میں یقیناً صحیح ہیں اور ایسی ہی وہ حدیثیں جن کو بخاری نے صحیح کہا ہے اس لیے کہ امت محمدی کے علماء نے ان دونوں کتابوں کی حدیثوں کو قبول کیا ہے اور جو کسی ایک آدھ شخص نے اس میں خلاف کیا ہے اس کے خلاف کا اعتبار نہیں۔ امام الحرمین نے کہا اگر کوئی شخص قسم کھائے اپنی عورت کی طلاق پر کہ بخاری اور مسلم کی جو حدیثیں صحیح ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہیں تو اس کی عورت پر طلاق نہ پڑے گی کیونکہ حقیقت میں ان دونوں کتابوں کی حدیثیں صحیح ہیں اور علماء نے اجماع کیا ہے ان کی صحت پر اور تمام امت محمدی نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ جس حدیث کی صحت پر بخاری اور مسلم دونوں کا اتفاق ہے وہ صحیح ہے۔ ابن الصلاح نے کہا کہ مسلم ابو زہرہ رازی کے پاس آئے اور ایک ساعت تک بیٹھے اور باتیں کرتے رہے۔ جب اٹھے تو کسی نے کہا

انہوں نے چار ہزار حدیثیں اپنی صحیح میں جمع کی ہیں۔ ابو زرہؓ نے کہا پھر باقی حدیثیں کس کے لیے چھوڑ دیں۔ شیخ نے کہا مراد اس شخص کی یہ تھی کہ صحیح مسلم میں اصل چار ہزار حدیثیں ہیں سوا کمرات کے اور کمرات کو ملا کر سات ہزار دو سو پچھتر حدیثیں ہیں۔

امام مسلمؒ نے اس کتاب کو ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا ہے اور حقیقت میں باب باب پر مرتب ہے پر باب کے ترجموں کو اس نے متن کتاب میں داخل نہیں کیا تاکہ کتاب کا حجم نہ بڑھے یا اور کسی غرض سے۔ امام نوویؒ نے کہا لوگوں نے صحیح مسلم کے ابواب کا ترجمہ کیا ہے۔ بعض اچھے ہیں اور بعض نہیں اس وجہ سے کہ ترجمہ کی عبت میں قصور ہے یا لفاظ اس کے ریکٹ ہیں اور میں اپنی شرح میں ان ترجموں کو مناسب عبارتوں کے ساتھ بیان کروں گا۔ سیوطیؒ نے کہا کہ یہ جو صحیح مسلم کے ایک نسخہ میں بابوں کے ترجمے پائے جاتے ہیں تو یہ مسلم کے بنائے ہوئے نہیں بلکہ لوگوں نے ان کے بعد بنادئے ہیں اور ان میں ایشیہ بنے سب ہیں جیسے نوویؒ نے کہا اور ان لوگوں کی غرض یہ تھی کہ حدیث نکالنے والے کو آسانی ہو لیکن بہتر یہی ہے کہ باب کے ترجمے کتاب میں نہ لکھتے ہوں جیسے پرانے نسخوں میں نہیں لکھے ہیں اور جن باتوں کی وجہ سے مسلم کی کتاب بخاری کی کتاب سے ممتاز ہے ان میں سے ایک بات یہی ہے کہ مسلمؒ نے تعلیقات (یعنی بے اسناد روایتیں) بہت کم بیان کی ہیں سوا چند مقاموں کے۔ برخلاف بخاریؒ کے کہ ان کی کتاب میں تعلیقات بہت ہیں۔ نوویؒ نے کہا مسلمؒ نے اپنی کتاب میں عمدہ راہوں کو اختیار کیا ہے نہایت احتیاط اور مضبوطی اور معرفت کے ساتھ اور اس سے ان کا کمال و روح اور نہایت علم اور انتہائی تحقیق اور عنوشان مستطاب ہے۔

مسلمؒ نے اپنے مقدمہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے حدیث کی تین قسمیں کی ہیں۔ ایک تو وہ جس کو بڑے بڑے عمدہ حافظوں نے روایت کیا ہو۔ دوسرے وہ جس کو متوسط لوگوں نے جن کا عیب ڈھکا ہوا ہے روایت کیا ہو۔ تیسرے وہ جس کو ضعیف اور متردک لوگوں نے روایت کیا ہو تو مسلمؒ جب پہلی قسم کی حدیثوں سے فارغ ہوتے ہیں تو دوسری قسم کی حدیثوں کو لاتے ہیں لیکن تیسری قسم کی حدیثوں کو بالکل نہیں لاتے۔ علماء نے اختلاف کیا ہے کہ اس تقسیم سے کیا مراد ہے۔ حاکم اور بیہقیؒ نے کہا کہ مسلمؒ دوسری قسم کی حدیثوں کو بیان کرنا چاہتے تھے مگر اس سے پہلے ناگہانی موت آگئی اور فقط پہلی قسم کی حدیثیں ان کی کتاب میں ہیں۔ قاضی عیاضؒ نے کہا کہ غور سے یہ بات صحیح معلوم نہیں ہوتی اور اس نے اپنی کتاب میں تینوں طرح کی حدیثوں کو بیان کیا ہے۔ ابن عساکرؒ نے کہا کہ مسلمؒ نے اپنی کتاب کو دو قسموں کی حدیثوں پر مرتب کرنا چاہا۔ ایک قسم میں عمدہ حافظ اور ثقہ لوگوں کی روایتوں اور دوسری قسم میں مستور اور چھ متوسطین لوگوں کی روایتیں مگر ان کو موت آگئی اور یہ آرزو پوری نہیں ہوئی۔ اور کتاب کی ترتیب تراجم اور ابواب کے ساتھ رہ گئی۔ یا جو داس کے ان کی کتاب مشہور اور مقبول ہوئی۔ اور تیسری قسم کی حدیثوں کو انہوں نے بالکل بیان نہیں کیا۔ پھر مسلمؒ کے بعد اور لوگوں نے کئی ایک کتابیں مسلم کی صحیح کی طرح لکھیں اور عالی سندوں کو حاصل کیا اور ان میں سے بعضوں نے مسلمؒ کے مشائخ کو پایا اور مسلم کی احادیث کو اپنی کتاب میں نکالا۔ شیخ ابو عمرؒ نے کہا کہ یہ جو کتابیں صحیح مسلم کے طور پر لکھی گئی ہیں اگرچہ ان

میں صحت کی ایک نشانی ہے مگر تمام باتوں میں وہ صحیح مسلم کے برابر نہیں ہو سکتیں۔ صحیح مسلم پر علماء نے بہت سی شروحات لکھی ہیں۔ سب میں مشہور وہ شرح ہے جس کو امام حافظ ابو ذریابی الدین نووی شافعی نے تالیف کیا اور وہی شرح شائع جو صحیح مسلم کے ساتھ ہندوستان میں طبع ہوئی ہے اور ایک اس شرح کا جلاصہ ہے جو کوئٹہ میں محمد بن یوسف قزوینی نے مرتب کیا۔ اور ایک شرح ہے قاضی عیاض مالکی کی اس کا نام ”اکمال المعتم فی شرح صحیح المسلم“ ہے اور ایک شرح ہے ابو العباس احمد بن عرب بن ابراہیم قرطبی کی اور یہ مقدم ہے نووی نے بھی۔ اور ایک شرح ہے امام ابو عبد اللہ محمد بن خلیفہ مالکی کی چار جلدوں میں اور ایک شرح ہے ابو عبد اللہ محمد بن علی مازری کی جس کا نام ”المعلم بعلوم الکتاب المسلم“ ہے اور ایک شرح ہے عماد الدین عبد الرحمن بن عبد اعلیٰ مصری کی اور ایک شرح ہے غرائب مسلم کی عبد الغافر بن اسماعیل فارسی کی جس کا نام ”المعتم فی شرح غریب المسلم“ ہے۔ اور ایک شرح ہے سبط ابن الجوزی کی اور ایک شرح ہے ابو الفرج عیسیٰ بن مسعود وادی کی پانچ جلدوں میں اور ایک شرح ہے قاضی زین الدین زکریا بن المنصور انصاری کی اور ایک شرح ہے مختصر شرح جلال الدین سیوطی کی جس کا نام ”الذبیح علی صحیح مسلم بن الحجاج“ ہے۔ اور ایک شرح ہے قوام الدین ابو القاسم اسماعیل بن محمد اصفہانی کی اور ایک شرح ہے تقی الدین شافعی کی اور ایک شرح ہے قسطلانی کی اس کا نام ”منہاج الدبیح“ ہے اور ایک شرح ہے ملا علی قاری کی چار جلدوں میں۔

صحیح مسلم کے مختصرات بھی بہت ہیں۔ ایک مختصر ہے ابو عبد اللہ شرف الدین محمد بن عبد اللہ حرسی کا اور ایک مختصر ہے زوائد مسلم کا بخاری پر حافظ سراج الدین عمرو بن علی ملحق شافعی کا۔ ایک مختصر ہے حافظ زکریا الدین منذری کا اور اس مختصر کی شروحات بھی بہت ہیں اور سب سے عمدہ شرح اس کی ”السراج الوہاب“ ہے جو ہمارے زمانے میں جناب مولانا سید محمد صدیق حسن صاحب بہادری تصنیفات میں سے چھپ رہی ہے اور اس ترجمہ میں اس شرح سے بہت فوائد منقول ہوئے ہیں۔

امام مسلم کا حال جو اس کتاب کے مؤلف ہیں۔ نام ان کا مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری بن دروین کرشاد غنیہ نیشاپوری ہے۔ امام حافظ ہیں علم حدیث کے انہوں نے سفر کا حجاز اور شام اور عراق اور مصر کا حدیث حاصل کرنے کے لیے اور مشہور مشائخ ائمہ کے یہ لوگ ہیں۔ یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری امام احمد بن حنبل اسحاق بن راہویہ، عبد اللہ بن مسلمہ قصبی، قتیبہ بن سعید البکر بن ابی شیبہ، محمد بن بشائر محمد بن اسماعیل وغیرہم۔ کئی بار بغداد میں آئے اور اہل بغداد نے ان سے روایت کی۔ سب سے آخر وہ بغداد میں ۲۵۹ھ ہجری میں تشریف لائے ترمذی نے ان سے روایت کی ہے۔ خطیب بغدادی نے کہا مسلم بخاری کی بیخ کرتے تھے اور لوگوں کے اعترافوں کو ان کے اوپر سے دفع کرتے تھے یہاں تک کہ ان میں اور ذیلی میں اسی وجہ سے رنجش ہو گئی۔ حافظ محمد بن یعقوب نے کہا بخاری جب نیشاپور میں آئے تو مسلم ان کے پاس بہت آتے جاتے تھے۔ بعد اس کے بخاری اور ذیلی میں ایک مسئلہ پر نزاع ہو اور ذیلی نے لوگوں کو منع کیا بخاری کے پاس جانے سے لیکن مسلم نے نہ مانا جب ذیلی کو اس کی خبر ہوئی وہ غصہ ہوا۔ مسلم مجلس سے اٹھے

اور جو کچھ ذیل سے حدیثیں لکھی تھیں وہ اس کے پاس والیس کر دیں اس پر ذیل سے ترک ملاقات ہو گئی۔ بہر حال امام مسلم علمائے اعلام میں سے ہیں حدیث کے اور حافظ اور امام مقتدا ہیں اس فن کے جن کو امام اہل حدیث نے مسلم کیا ہے اور طلب حدیث کے لیے دنیا کے اطراف و اکناف میں پھرے اور محمد بن مہران اور ابو نسیان اور عمر بن سواد اور جزیلہ بن یحییٰ اور سعید بن مسروق اور ابو مصعب سے سنا اور ان سے روایت کیا ایک جماعت نے علماء اور حفاظ کی جیسے ابو حاتم رازی اور موسیٰ بن ہارون اور احمد بن سلمہ اور ابو بکر بن خزیمہ اور بہت لوگوں نے جن کا شمار وشوار ہے۔ ابو عمر بن احمد بن حمدان نے کہا میں نے ابو العباس بن عقدہ سے پوچھا کہ بخاری اور مسلم میں کون بڑھ کر ہے؟ انہوں نے کہا دونوں عالم ہیں۔ میں نے پھر پوچھا انہوں نے کہا اے ابو عمر! بخاری سے کبھی غلطی ہوتی ہے یا مسلم میں کون بڑھ کر ہے؟ ایک جگہ کسی کی کثیت بیان کرتے ہیں اور دوسری جگہ اس کا نام تو خیال ہوتا ہے کہ یہ دو آدمی ہیں اور مسلم سے بہت کم غلطی ہوتی ہے۔ خطیب بغدادی نے کہا مسلم نے بیرونی کی ہے بخاری کی اور وہ چلے ہیں بخاری کی راہ پر۔ دارقطنی نے کہا کہ اگر بخاری نہ ہو تو مسلم کبھی یہ راہ نہ ملتی۔ غرض مسلم نے بخاری سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ ابو امامہ شیخ حاکم نیشاپوری نے کہا کہ مسلم نے اپنی کتاب میں بہت سی متفرق حدیثیں بخاری کی کتاب سے لی ہیں مگر ان کو بخاری کی طرف نسبت نہیں دی اور نہ اپنی صحیح میں بخاری سے روایت کی ہے۔

مسلم نے سواں صحیح کے اور بھی کتابیں لکھی ہیں جیسے مسند کبیر جامع کبیر کتاب العلل کتاب الطبقات کتاب اوہام الحدیث کتاب التیمیز کتاب فن لیس لہ الاروا واحد کتاب اوہام المختصر میں کتاب الاسماء والکنی کتاب الوحدان کتاب حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کتاب مشائخ مالک کتاب مشائخ الثوری۔

اور مسلم کے عجیب حالوں میں سے یہ ہے کہ انہوں نے تمام عمر کسی کی غیبت نہیں کی اور نہ کسی کو مارا اور نہ کسی کو گالی دی۔ حدیث کے کھنڈے کر کے پچانے میں اپنے زمانے میں سب پر مقدم تھے یہاں تک کہ بعض امور میں بخاری پر بھی ان کو فضیلت دی گئی ہے جیسے اوپر گزرا۔ ۲۰۶ ہجری میں پیدا ہوئے اور اتوار کی شام کو جب کی چھبیس تاریخ ۲۶۱ ہجری میں وفات پائی۔ عمران کی چھین برس کی تھی اور دوشنبہ کے روز دفن ہوئے۔ ان کی وفات کا قصہ یوں لکھا ہے کہ کسی مجلس میں لوگوں نے ان سے ایک حدیث پوچھی۔ ان کو معلوم نہ ہوئی۔ وہ گھر میں آ کر سب کتابوں میں ڈھونڈنے لگے اور ایک نوکر آخر ماکان کے سامنے رکھا تھا۔ ایک ایک خرما کھاتے جاتے تھے یہاں تک کہ نوکر تمام ہو گیا۔ اور حدیث کی تلاش میں ایسا استغراق تھا کہ ان کو خبر نہ ہوئی اور اسی وجہ سے مر گئے۔ ابو حاتم رازی نے مسلم رحمہ اللہ کے مرنے کے بعد ان کو خواب میں دیکھا ان کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا اللہ جل شانہ نے جنت کو میرے لیے مباح کر دیا ہے جہاں چاہوں رہوں۔

مترجم کی سند امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ تک:

اجازت دی مجھ کو صحیح مسلم شریف کی میرے شیخ علامہ احمد بن ابراہیم بن یحییٰ شرقی حنبلی نے، ان کو اجازت دی شیخ عبدالرحمن بن حسن نے، ان کو اجازت دی شیخ حسن قوسینی مصری نے۔ ان کو اجازت دی شیخ سلیمان بخیری نے۔ ان کو اجازت دی شیخ محمد عثادی نے، ان کو اجازت دی شیخ عبدالعزیزی نے، ان کو اجازت دی شیخ محمد شوہری نے، ان کو اجازت دی محمد ربی نے، انہوں نے سنا شیخ الاسلام زکریا بن انصاری سے۔ انہوں نے امام حافظ ابن حجر عسقلانی سے پھر حافظ ابن حجر روایت کرتے ہیں اس کتاب کو صلاح بن ابی عمرو مقدسی سے اور وہ علی بن احمد بن بخاری سے اور وہ مویطوسی سے اور وہ عبداللہ فراہی سے اور وہ عبدالغافر فارسی سے اور وہ ابی احمد محمد بن یحییٰ جلودی سے اور وہ ابی اسحاق ابراہیم بن محمد سے اور وہ امام حافظ مسلم بن الحجاج قشیری سے جو مؤلف ہیں اس صحیح کے۔

راضی ہو اللہ تعالیٰ ان سب بزرگوں سے اور مغفرت کرے میری اور میرے والدین اور بھائیوں اور سب مؤمنین کی۔ سو مترجم کتاب سے امام مسلم تک سولہ واسطے ہیں اور امام مسلم کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک رباعی حدیث میں چار ہیں۔ اس حساب سے مترجم سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اکیس واسطے ہوئے۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ ذَٰلِكَ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيهِ



صحیح مسلم شریف

شرح نووی رحمہ اللہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَىٰ جَمِيعِ أَهْلِ بَيْتِهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

شروع کرتا ہوں میں اللہ جل جلالہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا۔ سب تعریف لائق ہے اسی پروردگار کو جو پوتا ہے سارے جہان کو اور بہتر انجام دہی لوگوں کا ہے جو پرہیزگار ہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت امارے حضرت محمد ﷺ پر جو تمام پیغمبروں کے ختم کرنے والے ہیں (یعنی نبوت کے سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات باریک پر ختم کر دیا۔ اب دنیا میں آپ کے بعد کوئی پیغمبر نئی شریعت لے کر نہیں آئے گا اور تمام نبیوں اور پیغمبروں پر جو ہمارے پیغمبر ﷺ سے پہلے گزرے ہیں جیسے حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

بعد حمد اور صلوٰۃ کے خدا تجھ پر رحم کرے تو نے اپنے پروردگار کی توفیق سے ذکر کیا تھا (یہ امام مسلم کسی اور کو فرماتے ہیں) کہ تیرا قصہ یہ ہے کہ تلاش کرے ان سب حدیثوں کو جو رسول اللہ ﷺ سے روایت کی گئی ہیں دین کے طریقوں اور حکموں میں (یعنی مسائل کی حدیثیں جو فقہ سے متعلق ہیں) اور ان حدیثوں کو جو ثواب اور عقاب اور خوشخبری اور ڈرانے کے لیے ہیں (یعنی فضائل اور اخلاق کی حدیثیں) اور ان کے سوال و باتوں کی سندوں کے ساتھ جن کی رو سے وہ حدیثیں نقل کی گئی ہیں اور جن کو علامہ حدیث نے جاری رکھا ہے اپنے میں (یعنی مشہور و معروف حدیثیں) تو تیرا مطلب یہ تھا خدا تجھ کو ہدایت کرے کہ تو ان سب حدیثوں سے

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّكَ يَوْحَمُكَ اللَّهُ بِتَوْفِيقِ خَالِقِكَ ذَكَرْتَ أَنَّكَ هَمَمْتَ بِالْفَحْصِ عَنْ تَعَرُّفِ حُمَلَةِ الْأَخْبَارِ الْمَأْتُورَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سُنَنِ الدِّينِ وَأَحْكَامِهِ وَمَا كَانَ مِنْهَا فِي الثَّرَوَاتِ وَالْعُقَابِ وَالنَّهْيِ وَالْإِثْبَاتِ بِأَلْسَانِهِ النَّبِيِّ بِهَا نَقِصَتْ وَتَدَلَّوْهَا أَهْلُ الْعِلْمِ فِيمَا بَيْنَهُمْ فَازْدَدْتُ أَرْتَدُّكَ اللَّهُ أَنْ تَوَقَّفَ عَلَى حُمَتِهَا مُؤَلَّفَةً مُحْصَاةً وَسَائِغِي أَنْ

واقف ہو جائے اس طرح سے کہ وہ سب حدیثیں ایک جگہ جمع ہوں اور تو نے یہ سوال کیا تھا کہ میں ان سب حدیثوں کو اختصار کے ساتھ تیرے لیے جمع کروں اور اس میں تکرار نہ ہو کیونکہ اگر تکرار ہوگی (اور طول ہوگا) تو تیرا مقصد جو حدیثوں کو سمجھنا اور ان میں غور کرنا ہے اور ان سے مسائل نکالنا ہے وہ جاتا رہے گا اور تو نے جس بات کا سوال کیا خدا تجھ کو عزت دے جب میں نے اس میں غور کیا اور اس کے انجام کو دیکھا تو خدا چاہے اس کا انجام اچھا ہو گا اور بالفضل بھی اس میں فائدہ ہے (یعنی حال اور مال دونوں کے فائدہ کی بات ہے) اور میں نے یہ خیال کیا جب تو نے مجھے اس بات کی تکلیف دی کہ اگر یہ کام مجھ سے ہو جائے تو سب سے پہلے دوسروں کو تو خبر مجھے خود ہی فائدہ ہو گا کئی سببوں سے جن کا بیان کرنا طول ہے مگر خلاصہ یہ ہے کہ اس طول سے تھوڑی حدیثوں کو یاد رکھنا مضبوطی اور صحت کے ساتھ آسان ہے آدمی پر بہت ہی حدیثوں کو روایت کرنے سے (بغیر ضبط اور اتفاق کے کیونکہ اس میں ایک طرح کا فلجان پیدا ہوتا ہے) خاص کر عوام کو بڑا فائدہ ہو گا جن کو تمیز نہیں ہوتی کھوئی کھری حدیث کے بغیر دوسرے کے بتلائے ہوئے اور جب حال ایسا ہوا جیسا ہم نے اوپر بیان کیا تو تھوڑی صحیح حدیثوں کا بیان کرنا ان کے لیے بہتر ہے بہت ضعیف حدیثوں سے اور بہت سی حدیثیں بیان کرنا اور تکرار کرنا (خاص خاص شخصوں کو فائدہ دیتا ہے جن کو علم حدیث میں کچھ واقفیت ہے اور حدیث کے اسباب اور علتوں کو وہ پہچانتے ہیں ایسا شخص البتہ بوجہ اپنی واقفیت اور معرفت کے بہت حدیثوں کے جمع کرنے سے فائدہ اٹھائے گا لیکن عام لوگ جو برخلاف ہیں خاص لوگوں کے جو صاحب واقفیت و معرفت ہیں ان کو کچھ حاصل نہیں بہت حدیثوں کے طلب کرنے میں جب کہ وہ تھوڑی حدیثوں کے پہچاننے سے عاجز ہیں (یعنی جس قدر کم حدیثیں انھوں نے دیکھی ہیں ان ہی کے پہچاننے کی اور صحیح کو ضعیف سے

الْخَصَصَ لَكَ فِي التَّالِيفِ بَلَا تَكْرَارَ يَكْتَفَرُ فَإِنَّ ذَلِكَ رَغَبَتْ مِمَّا يَشْتَغَلُ عَنْهَا لَهُ فَصَدَّتْ مِنَ التَّفْهِيمِ فِيهَا وَالْإِسْتِطَاعَةِ مِنْهَا وَلِلَّذِي سَأَلْتَ أَكْرَمَكَ اللَّهُ حِينَ رَغَبْتَ إِلَى تَدْبِيرِهِ وَمَا تَوَوَّنَ بِوَالْحَالِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَاقِبَةُ مَحْمُودَةٍ وَمَنْفَعَةٌ مُوْجُودَةٌ وَظَنَنْتُ حِينَ سَأَلْتَنِي تَحْسَبُ ذَلِكَ أَنَّ لَوْ غَرِمَ لِي عَلَيْهِ وَقَضَى لِي نَمَائُهُ كَانَ أَثَرُ مَنْ يُصِيبُهُ نَفْعُ ذَلِكَ إِنِّي خَاصَّةً قَبْلَ غَيْرِي مِنَ النَّاسِ بِأَسْبَابٍ كَثِيرَةٍ يَطْلُونَ بِذِكْرِهَا الْوَصْفُ إِلَّا أَنَّ حُمْلَةَ ذَلِكَ أَنَّ حَبْطَ الْقَلِيلِ مِنْ هَذَا الشَّانِ وَإِقْفَانَهُ أَيْسَرُ عَلَى الْمَرْءِ مِنْ مُعَالَجَةِ الْكَثِيرِ مِنْهُ وَلَا سِيَّامًا عِنْدَ مَنْ لَا تَمَيِّزَ عِنْدَهُ مِنَ الْعَوَامِ إِلَّا بَأَن يُوَفِّقَهُ عَلَى التَّمْيِيزِ غَيْرُهُ فَإِذَا كَانَ الْأَمْرُ فِي هَذَا كَمَا وَصَفْنَا فَالْقَصْدُ مِنْهُ إِلَى الصَّحِيحِ الْقَلِيلِ أَوَّلَى بِهِمْ مِنَ الزَّيَادِ السَّقِيمِ وَإِنَّمَا يُرْجَى بَعْضُ الْمَنْفَعَةِ فِي الْإِسْتِكْرَارِ مِنْ هَذَا الشَّانِ وَجَمْعِ الْمَكْرَرَاتِ مِنْهُ لِخَاصَّةٍ مِنَ النَّاسِ مِمَّنْ رُزِقَ فِيهِ بَعْضُ التَّيَقُّظِ وَالْمَعْرِفَةِ بِأَسْبَابِهِ وَعَلَيْهِ فَذَلِكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ يَهْتَمُّ بِمَا أَوْتِيَ مِنْ ذَلِكَ عَلَى الْقَائِدَةِ فِي الْإِسْتِكْرَارِ مِنْ جَمِيعِهِ فَأَمَّا عَوَامُ النَّاسِ الَّذِينَ هُمْ بِجِلَافٍ مَعَانِي الْخَاصِّ مِنْ أَهْلِ التَّيَقُّظِ وَالْمَعْرِفَةِ فَلَا مَعْنَى لَهُمْ فِي طَلَبِ الْكَثِيرِ وَقَدْ

تمیز کرنے کی استعداد ان میں نہیں تو بہت حدیثوں سے وہ کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں پھر اگر خدا نے چاہا تو ہم ان حدیثوں کے بیان کرنے میں جن کے لیے تو نے فرمائش کی ہے ایک شرط پر چلیں گے جو بیان کرتے ہیں وہ شرط یہ ہے کہ ہم ان سب حدیثوں کی طرف قصد کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے مسنداً (یعنی مصللاً) ایک راوی نے دوسرے سے سنا ہو رسول اللہ ﷺ تک روایت کی گئی ہیں سب حدیثوں سے مراد اکثر حدیثیں ہیں اس لیے کہ سب مسند حدیثیں اس کتاب میں نہیں ہیں) پھر ان کو تقسیم کرتے ہیں تین قسموں پر اور راویوں کے تین طبقوں پر (پہلا طبقہ جو حافظ اور ثقہ لوگوں کی روایتوں کا، دوسرا متوسطین کا تیسرا اضعاف اور متردین کا مگر مصنف نے اس کتاب میں پہلی قسم کے بعد دوسری قسم کی حدیثوں کو بیان کیا ہے پر تیسری قسم کو مطلق ذکر نہیں کیا اور حاکم اور بیہقی نے کہا کہ اس کتاب میں سب سے پہلی قسم کی حدیثیں ہیں اور دوسری قسم کی حدیثیں بیان کرنے سے پہلے مسلم مرگے، بغیر تکرار کے مگر جب کوئی ایسا مقام ہو جہاں دوبارہ حدیث کا لانا ضروری ہو اس وجہ سے کہ اس میں کوئی دوسری بات زیادہ ہو یا کوئی ایسی اسناد ہو جو دوسری اسناد کے پہلو میں واقع ہو کسی علت کی وجہ سے تو وہاں تکرار کرتے ہیں (یعنی دوبارہ اس حدیث کو نقل کرتے ہیں) اس لیے کہ جب کوئی بات زیادہ ہوئی حدیث میں جس کی احتیاج ہے تو وہ مثل ایک پوری حدیث کے ہے پھر ضروری ہے اس سب حدیث کا ذکر کرنا جس میں وہ بات زیادہ ہے یا ہم اس زیادتی کو جدا کر لیں گے پوری حدیث سے اختصار کے ساتھ اگر ممکن ہو (یعنی ایک حدیث میں ایک جملہ زیادہ ہے جس سے کوئی بات کام کی نکلتی ہے اور وہ جملہ جدا ہو سکتا ہے تو صرف اس جملہ کو دوسری اسناد بیان کر کے نقل کر دیں گے اور ساری حدیث دوبارہ نہ لائیں گے مگر ایسا جب کریں گے کہ اس جملہ کا علیحدہ ہونا حدیث سے ممکن ہو (نو دینی نے کہا کہ اس مسئلہ میں علماء

عَجَزُوا عَنْ مَعْرِفَةِ الْقَلِيلِ ثُمَّ إِنَّا إِذَا شَاءَ اللَّهُ مُتَّبِعُونَ فِي تَخْرِيجِ مَا سَأَلْتَ وَتَأْلِيهِ عَلَى شَرْطِطَةٍ سَوَافَ أَذْكُرُهَا لَكَ وَهُوَ إِنَّا نَعْبُدُ إِلَى حِمْلَةٍ مَا أَسْنَدَ مِنَ الْأَخْبَارِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَقْسِمُهَا عَلَى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ وَثَلَاثَ طَبَقَاتٍ مِنَ النَّاسِ عَلَى غَيْرِ تَكْرَارٍ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ مَوْضِعٌ لَا يُسْتَفْتَى فِيهِ عَنْ تَرْوَادِ حَدِيثٍ فِيهِ زِيَادَةٌ مَعْنَى أَوْ إِسْنَادٌ يَفْعُ إِلَى حُسْبِ إِسْنَادٍ لِعِلَّةِ تَكْوُرُ هُنَاكَ لِأَنَّ الْمَعْنَى الزَّيَادَةُ فِي الْحَدِيثِ الْمُحْتَاجِ إِلَيْهِ يَقُومُ مَقَامَ حَدِيثٍ تَامٍ فَلَا بُدَّ مِنْ إِعَادَةِ الْحَدِيثِ الَّذِي فِيهِ مَا وَصَفْنَا مِنَ الزَّيَادَةِ أَوْ أَنْ يُفْصَلَ ذَلِكَ الْمَعْنَى مِنَ حِمْلَةِ الْحَدِيثِ عَلَى اخْتِصَارِهِ إِذَا أُمِكنَ وَلَكِنْ تَفْصِيلُهُ رَبَّمَا عَمَرَ مِنْ حِمْلَتِهِ فَاِعَادَتُهُ بِهَيْئَتِهِ إِذَا ضَاقَ ذَلِكَ أَسْلَمَ فَأَمَّا مَا وَجَدْنَا بُدًّا مِنْ إِعَادَتِهِ بِحِمْلَتِهِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ مِمَّا إِلَيْهِ فَلَا نَتَوَلَّى فَعَلَهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى فَأَمَّا الْقِسْمُ الْأَوَّلُ فَإِنَّا تَبَوَّعْنَاهُ أَنْ نُقَدِّمَ الْأَخْبَارَ الَّتِي هِيَ أَسْلَمُ مِنَ الْعُيُوبِ مِنْ غَيْرِهَا وَنَتَقَى مِنْ أَنْ يَكُونَ نَاقِلُوهَا أَهْلُ اسْتِفْهَامَةٍ فِي الْحَدِيثِ وَانْقَابَ لِمَا تَقَلُّوا لَمْ يُوجَدْ فِي رَوَايَتِهِمْ اخْتِلَافٌ شَدِيدٌ وَلَا تَحْلِيْطٌ فَاجْتَنَبْنَا كَمَا قَدْ عُذِرَ فِيهِ عَلَى كَثِيرٍ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَبَانَ ذَلِكَ فِي حَدِيثِهِمْ فَإِذَا

حدیث کا اختلاف ہے یعنی حدیث کا ایک ٹکڑا علیحدہ روایت کرنے میں بعضوں کے نزدیک مطلقاً منع ہے کیونکہ روایت بالمعنی ان کے نزدیک جائز نہیں بلکہ حدیث کو لفظاً بلفظ نقل کرنا چاہیے اور بعضوں کے نزدیک اگرچہ روایت بالمعنی جائز ہے مگر حدیث کا ایک ٹکڑا علیحدہ روایت کرنا ہی صورت میں درست ہے جب پہلے پوری حدیث کو روایت کر لیں اور بعضوں کے نزدیک مطلقاً جائز ہے اور قاضی عیاض نے کہا کہ مسلم کا یہی قول ہے اور صحیح یہ ہے کہ علماء اور اہل معرفت کو یہ بات درست ہے بشرطیکہ معنی میں خلل واقع نہ ہو لیکن جب حدیث کا اس جملہ کا شمار ہو تو پوری حدیث اپنی خاص وضع سے بیان کرنا بہتر ہے اور جس حدیث کی ہم کو دوبارہ بیان کرنے کی حاجت نہ ہو (یعنی اس میں کوئی ایسی بات زیادہ نہ ہو جس کی احتیاج ہے) تو ہم اس کو دوبارہ بیان نہ کریں گے اگر خدا چاہے پہلی قسم کی حدیثوں میں ان حدیثوں کو پہلے بیان کرتے ہیں جو بیہوشوں سے پاک اور صاف ہیں اس وجہ سے کہ ان کے روایت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو صاحب استقامت اور اتقان (یعنی مضبوط اور صاف ہیں اپنی روایات میں نہ ان کی روایت میں سخت اختلاف ہے اور نہ خلط معلط ہے) (اس لیے کہ جو راوی اور ثقہ لوگوں سے بہت اختلاف کیا کرے یا

نَحْنُ نَقْصِبُهَا أَحْبَابًا هَذَا الصَّنْفُ مِنَ النَّاسِ أَتْبَعَهَا أَحْبَابًا يَقَعُ فِي أَصَابِيهَا يَعْصُرُ مِنْ لَيْسَ بِالْمَوْصُوفِ بِالْجَفْظِ وَالْإِتْقَانِ كَالصَّنْفِ الْمَقْدَمِ قَبْلَهُمْ عَلَى أَنْهُمْ وَإِنْ كَانُوا فِيمَا وَصَفْنَا ذُوهُمْ فَإِنَّ اسْمَ السَّيْرِ وَانْتِظَارِ الْعِلْمِ يَسْتَمْلِكُهُمْ كَعَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ وَتَزِيدَ بْنِ أَبِي زَيْنَادٍ وَلَيْتَ بَنِي أَبِي سَلَيْمٍ

یہ تین راوی دوسرے درجے کے ہیں جو حفظ اور اتقان میں اعلیٰ نہیں ہیں مگر ان کی سچائی میں شبہ نہیں عطاء بن السائب کی کثرت اور السائب بن ابی یزید یا ابو محمد یا ابو زید و ثقہ ہیں مگر اخیر عمر میں ان کے حافظ میں تور آگیا تھا اور جن لوگوں نے ان سے اختلاف کے پہلے سنا ہے ان کی روایت صحیح ہے اور جنہوں نے بعد سنا ہے البتہ ان کی حدیث مضطرب ہے۔ سفیان ثوری اور شعبہ نے ان سے اختلاف کے پہلے سنا ہے اور جریر اور خالد بن عبد اللہ اور اسحاق بن عاصم نے بعد اختلاف کے سنا ہے۔ ایسا ہی کہا احمد بن حنبل نے اور یحییٰ بن معین نے کہا کہ عطاء سے سب نے اختلاف کے بعد روایت کی ہے مگر شعبہ اور سفیان نے اور ابو عوانہ نے عطاء سے سخت اور اختلاف و دو توں حالت میں سنا ہے تو ان کی روایت بھی اعتبار نہیں۔ یزید بن ابی زید یا یزید بن زیاد قرشی و متقی حفاظ حدیث نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ ابن نمیر اور یحییٰ بن معین نے کہا وہ جو نہیں۔ ابو حاتم نے کہا ضعیف ہے۔ زہبی نے کہا مترکک الحدیث ہے اور ترمذی نے کہا ضعیف ہے یحییٰ بن ابی سلیم کو مجہور نے ضعیف کیا ہے اور اس نے دو جملہ روایتیں اور اس کی روایتیں مضطرب ہیں۔ اس کی حدیث نقل چاہئے گی احمد بن حنبل نے کہا وہ مضطرب الحدیث ہے لوگوں نے ان سے روایت کی ہے وار قطنی اور ابن عدی نے کہا ان کی حدیث نقل جائے گی اور اکثر لوگوں نے کہا کہ اس کی روایت

بہت کم ہے۔ (نوٹی)

روایتوں میں بہت خلط ملط کرے وہ قابل اعتبار کے نہیں رہتا) جیسے بعض محدثین کی کیفیت معلوم ہو گئی اور ان کی حدیث میں یہ بات کھل گئی ہے پھر جب ہم بیان کر چکے اس قسم کے راویوں کی حدیثیں (یعنی جو موصوف ہیں ساتھ کمال حفظ اور ضبط اور اتقان کے) تو اس کے بعد وہ حدیثیں لاتے ہیں جن کی اسناد میں وہ لوگ ہیں جن میں اتنا حفظ اور اتقان نہیں جیسا پہلی قسم کے راویوں میں تھا اور یہ لوگ اگرچہ پہلی قسم کے راویوں سے درجہ میں کم ہیں مگر ان کا عیب ڈھکا ہوا ہے اور سچائی اور حدیث کی روایت میں وہ بھی شامل ہیں (یعنی دوسرے درجے کے راوی بھی سچے اور تحیک ہیں اور جو کچھ ان میں عیب تھا وہ چھپایا گیا ہے اہل حدیث نے ان کو معتم نہیں کیا ہے کذب سے نہ ان سے روایت ترک کی ہے) جیسے عطاء بن السائب اور یزید بن ابی زیاد اور لیث بن ابی سلیم۔

اور ان کی مانند لوگ حدیث کی روایت کرنے اور خبر کے نقل کرنے والے اگرچہ یہ لوگ مشہور ہیں علم میں اور مستور ہیں اہل حدیث کے نزدیک لیکن ان کے ہم عصر دوسرے لوگ جن کے پاس اتقان اور استقامت ہے روایت میں ان سے بڑھ کر ہیں حال اور مرتبے میں اس واسطے کہ اہل علم کے نزدیک یہ ایک درجہ ہے بلند اور ایک خصلت ہے عمدہ (یعنی ضبط اور اتقان)

کیا تو نہیں دیکھا اگر تو نے ان تینوں کو جن کا ہم نے نام لیا یعنی عطاء اور یزید اور لیث کو منصور بن معتمر اور سلیمان اعمر اور اسماعیل بن ابی خالد کے ساتھ (جو ان تینوں کے ہم عصر ہیں) حدیث کے اتقان اور استقامت میں تو ان کا نقل جدا پاسے گا ہر گز ان کے قریب نہ ہونگے اس بات میں شک نہ نہیں اہل حدیث کے نزدیک اس لیے کہ ان کو ثابت ہو گیا ہے حفظ منصور اور اعمر اور اسماعیل کا اور ان کا ضبط اور اتقان حدیث میں جو نہیں ثابت ہوا اس کا اور یزید اور لیث

وَأَضْرَابُهُمْ مِنْ حَمَالِ الْأَثَارِ وَقَالَ الْأَخْبَارِ فَهُمْ وَإِنْ كَانُوا بِمَا وَصَفْنَا مِنَ الْعِلْمِ وَالسَّيْرِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مَعْرُوفِينَ فَغَيْرُهُمْ مِنْ أَقْرَابِهِمْ مِمَّنْ عِنْدَهُمْ مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْإِتْقَانِ وَالِاسْتِقَامَةِ فِي الرِّوَايَةِ يَفْضَلُونَهُمْ فِي الْحَالِ وَالْمَرْكَبَةِ بَلَاءٌ هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ دَرَجَةٌ رُبِعَةٌ وَخَصْلَةٌ سَبْعَةٌ. أَلَا تَرَى أَنَّكَ إِذَا وَازَنْتَ هَذِلَاءِ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ سَمَّيْنَاهُمْ عَطَاءَ وَيَزِيدَ وَثَيْنًا يَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ وَسُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِيَّ وَإِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ فِي إِتْقَانِ الْحَدِيثِ وَالِاسْتِقَامَةِ فِيهِ وَجَدْتَهُمْ مُتَابِعِينَ لَهُمْ لَا يَدَّوْنُهُمْ لَا شَكَّ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ فِي ذَلِكَ لِلَّذِي اسْتَفَاضَ عَنْهُمْ مِنْ صِحَّةِ حِفْظِ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِيَّ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِتْقَانِهِمْ لِحَدِيثِهِمْ وَأَنَّهُمْ لَمْ يَعْرِفُوا

میں۔

مِثْلَ ذَلِكَ مِنْ عَطَاءٍ وَبَرِيدٍ وَكَثِيرٍ

وَفِي مِثْلٍ مَخْرُى هَؤُلَاءِ إِذَا وَارَتْ بَيْنَ
الْأَقْرَانِ كَأَنَّ عَوْنَ وَأَيُّوبَ السَّخِيَّانِيَّ مَعَ
عَوْفٍ بْنِ أَبِي جَحِيلَةَ وَأَشْعَثَ الْحُمْرَانِيَّ
وَهُمَا صَاحِبَا الْحَسَنِ وَابْنِ سِيرِينَ كَمَا أَنَّ
ابْنَ عَوْنَ وَأَيُّوبَ صَاحِبَاهُمَا إِلَّا أَنَّ التَّوَنَ
بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ هَذَيْنِ بَعِيدٌ فِي كَمَالِ الْفَضْلِ
وَصِحَّةِ النُّقْلِ وَإِنْ كَانَ عَوْفٌ وَأَشْعَثُ غَيْرَ
مَذْفُوعَيْنِ عَنْ صِدْقٍ وَأَمَانَةٍ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ
وَلَكِنَّ الْحَالَ مَا وَصَفْنَا مِنَ الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ أَهْلِ
الْعِلْمِ وَإِنَّمَا مَثَلْنَا هَؤُلَاءِ فِي التَّسْمِيَةِ لِيَكُونَ
تَشْبِيْلُهُمْ سِمَةً يَصْنُرُ عَنْ فَحْشِهَا مَنْ غِيْبَ
عَلَيْهِ طَرِيقُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَرْتِيبِ أَهْلِهِ فِيهِ فَلَا
يُقَصِّرُ بِالرَّجُلِ الْعَالِي الْقَدْرَ عَنْ دَرَجَتِهِ وَلَا
يُرَوِّعُ مَنْصِبُ الْقَدْرِ فِي الْعِلْمِ قَوْفَ مَنْزِلَتِهِ
وَيُعْطَى كُلُّ ذِي حَقٍّ فِيهِ حَقُّهُ وَيَنْزِلُ مَنْزِلَتُهُ
وَقَدْ ذَكَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا
قَالَتْ أَمَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
(أَنْ نُنْزِلَ الثَّامِسَ مَنَازِلَهُمْ) مَعَ مَا نَظَنُّ بِهِ الْقُرْآنُ

اور ایسی ہی کیفیت ہے جب تو موازنہ کرے (یعنی تولے
ایک کو دوسرے کے ساتھ) ہم عصروں کو جیسے ابن عون اور
ایوب سختیانی کو عوف بن ابی جلیلہ اور اشعث حمرائی کے ساتھ یہ
دونوں مصاحب تھے ابن سیرین اور حسن بصری کے (جو مشہور
تابعین میں سے ہیں) جیسے ابن عون اور ایوب ان کے مصاحب
تھے اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے (یعنی ابن عون اور ایوب کا
درجہ بہت بڑھ کر ہے) کمال فضل اور صحت روایت میں اگرچہ
عوف اور اشعث بھی سچے اور امانت دار ہیں (امام احمد نے کہا عوف،
ثقف ہیں صالح اللہ ریث اور یحییٰ بن معین نے بھی کہا کہ وہ ثقہ ہیں
اسی طرح اشعث حمرائی کو دار قطنی نے کہا کہ وہ ثقہ ہے اہل علم کے
نزدیک) مگر اصل حال وہ ہے درجے کا اہل علم کے نزدیک جو ہم
نے بیان کیا اور ہم نے مثال کے طور پر بیان کیا ان کا نام لے کر
تاکہ ان کی مثال ایک نشانی ہو اور فراغت پائے اس کو سمجھ کر وہ
شخص جس پر چسپا ہوا ہے راستہ علم والوں کا اہل علم کی ترتیب میں تو
کم نہ کیا جائے بلکہ درجے والا شخص اپنے درجے سے اور بلند نہ کیا
جائے کم درجے والا اپنے درجے پر اور ہر ایک کو اس کا حق دیا
جائے اور اپنا درجہ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم کیا ہر ایک آدمی کو اس کے مرتبے پر

ع یعنی عطاء اور بید اور لیث منصور اور سلیمان اور اسحاق اور اسحاق کے سامنے کچھ نہیں اترے اس لیے کہ عطاء اور بید اور لیث کا مرتبہ
بہت کم ہے جیسے ان کا حال اوپر گزرا اور منصور اور اسحاق اور اسحاق کے سامنے کچھ نہیں اترے اس لیے کہ عطاء اور بید اور لیث کا مرتبہ
تابعی مشہور ہیں۔ انھوں نے انس بن مالک اور سلم بن الأكوع اور عبد اللہ بن ابی الوثن اور عمر بن حریث اور قیس بن عابد اور ابو جریہ کو دیکھا اور یہ
سب صحابی ہیں اور سلیمان اسحاق بھی تابعی ہیں کیونکہ انھوں نے انس کو دیکھا اور اسحاق کے لیے بیان میں انور ہو یہ ان
کا لقب ہو گیا تھا اللہ ریث نے اس قسم کے القاب نقل کرنے میں قیاحت نہیں دیکھی کیونکہ یہ القاب معرفت کے لیے بیان کیے جاتے ہیں نہ
ذلت و توہین کے لیے منصور بن معتمر اگرچہ تابعی ہیں مگر حفظ اور اتفاق میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں اس لیے مسلم نے ان کا نام پہلے رکھا۔
عبدالرحمن بن مہدی نے کہا کہ منصور سب کو ذوالوں میں سے زیادہ ثقہ ہیں۔

رکھنے کا“ اور قرآن سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”ہر علم والے سے بڑھ کر دوسرا علم والا ہے۔“ (تو حدیث اور قرآن دونوں سے اہل علم کے تقادوت و درجات کا ثبوت مل گیا۔)

تو جیسے اوپر ہم نے بیان کیا انہی طریقوں پر ہم جمع کرتے ہیں حدیثوں کو رسول اللہ ﷺ سے جن کا تو نے سوال کیا۔ اب جو حدیثیں ایسے لوگوں سے مروی ہیں جن پر سب ائمہ حدیث نے کذب کی نسبت کی یا اکثر ائمہ حدیث نے تو ان کو ہم نہیں روایت کرتے جیسے عبد اللہ بن مسور ابی جعفر مدائنی، عمرو بن خالد، عبد اللہ دس شانی (جو روایت کرتا ہے عکرمہ اور عطاء سے۔ عمرو بن علی فلاس نے کہا کہ اتفاق کیا اہل علم نے اس کی حدیث کے ترک پر) محمد بن سعید مصلوب، غیاث بن ابراہیم، سلیمان بن عمرو ابوداؤد نخعی اور ان کی مانند اور لوگ جن سے حدیث بنانے کی اور خبریں تراشنے کی نسبت کی گئی ہے (یعنی یہ سب لوگ وضاع اور کذاب اور متروک الحدیث تھے۔ ایسے لوگوں کی روایتیں میں نے بالکل نہیں لکھیں اور اسی طرح ہم نے ان لوگوں کی روایت بھی نہیں لکھی جن کی حدیث اکثر منکر (یعنی ثقہ کے خلاف) یا غلط

مِنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَمَوْقِفُ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلَيْهِ

فَعَلَى نَحْوِ مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْوُجُوهِ نُؤَلِّفُ مَا سَأَلَتْ مِنَ الْأَخْبَارِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّمَا مَا كَانَ مِنْهَا عَنْ قَوْمٍ هُمْ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ مُتَّفِقُونَ أَوْ عِنْدَ أَكْثَرِ مِنْهُمْ فَلَمَّا نَفَضْنَا غُلَّ بَخْرِجِ حَدِيثِهِمْ كَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسُورٍ أَبِي جَعْفَرٍ الْمَدَائِنِيِّ وَعَمْرُو بْنُ خَالِدٍ وَعَبْدُ الْقُدُّوسِ الشَّامِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَصْلُوبِ

وَعِيَاثُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَسُلَيْمَانُ بْنُ عَمْرٍو أَبِي دَاوُدَ النَّخَعِيُّ وَأَصْبَاهِيمُ مِمَّنْ أَتَاهُمْ بَوَاضِعُ الْأَحَادِيثِ وَتَوَلَّيْدُ الْأَخْبَارِ وَكَذَلِكَ مِنَ الْغَالِبِ عَلَى حَدِيثِهِ الْمُنْكَرُ أَوْ الْغُلَطُ أَمْسَكْنَا أَيْضًا عَنْ حَدِيثِهِمْ وَعَلَامَةُ الْمُنْكَرِ فِي حَدِيثِ الْمُحَدِّثِ

ج امام مسلم نے اس حدیث کو معتقد یعنی اسناد ذکر کیا اور معتقد حدیثیں مسلم کی کتاب میں بہت کم ہیں۔ ایک ان میں سے یہ حدیث بھی ہے جس کی صحت میں علماء کا اختلاف ہے۔ حاکم ابو عبید اللہ حافظ نے اپنی کتاب ”معرفۃ علوم اہل حدیث“ میں اس کو صحیح بتلایا ہے اور ابوداؤد نے اپنی سنن میں اس کو روایت کیا میمون بن ابی حنیبلہ سے اس نے عائشہ سے۔ مگر میمون نے عائشہ سے نہیں سنا تو یہ حدیث منقطع ہوئی حالانکہ مسلم نے شرط کی ہے کہ حدیث متصل اور مستند ہو اس کا جواب یوں دیا ہے کہ میمون نے مغیرہ بن شعبہ کو پایا اور مغیرہ حضرت عائشہ سے پہلے مرے اور شرط مسلم کی ہے کہ ہم عصر ہو اور ملاقات ممکن ہو“ تو روایت حدیث کی ملاقات پر دلیل ہے۔ البتہ اگر میمون یہ کہتے کہ میں عائشہ سے نہیں ملا تو اعتراض در دست ہو تا۔ سوائے اس کے بزار نے اپنی مسند میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا کہ مرفوعاً یہ حدیث اسی طور سے مروی ہے لیکن موقوفاً اور طریقوں سے بھی روایت کی گئی ہے۔ واللہ اعلم۔

ج دمشق جس کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی یا ابو عبد اللہ یا ابو قیس اس کے نسب اور نام میں بڑا اختلاف ہے۔ حافظ عبد الغنی نے کہا وہ اپنے نام کو مو طریق پر بدلتا ہے۔ ابو حاتم نے کہا کہ متروک الحدیث ہے اور نقل کیا گیا اور سولی دیا گیا ہے و بی کی وجہ سے اور اس کی حدیث موضوع ہے۔ اور خالد بن یزید نے کہا کہ میں نے اس سے سنا وہ کہتا تھا جب میں کوئی عمدہ بات سنتوں تو اس کی اسناد بنانے میں کچھ قناعت نہیں۔ احمد بن صالح نے کہا کہ اس نے چار ہزار حدیثیں بنائیں۔

ہوتی ہے۔ اور منکر کی نشانی محدث کی حدیث میں یہ ہے کہ جب اس کی روایت کا مقابلہ دوسرے لوگوں کی روایت سے کیا جائے جو اچھے اور حافظے والے ہیں تو اس کی روایت ان کی روایت کے خلاف ہو ساری کی ساری یا کچھ موافق ہو اور اگر اکثر اس قسم کی روایتیں ہوں تو وہ مجبور الحدیث ہے یعنی اس کی روایت مقبول و مستعمل نہ ہوگی۔

اس قسم کے راویوں میں سے عبداللہ بن عمر بن ابی بن ابیہ، جراح بن منہال ابو العطف، عباد بن کثیر، حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ، عمر بن صہبان اور ان کے مثل اور لوگ ہیں جو منکر حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

تو ہم ان لوگوں کی حدیثیں نہیں لاتے نہ ان میں مشغول ہوتے ہیں اس لیے کہ اہل علم نے جو حکم کیا ہے اور جو ان کا مذہب معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ جس روایت کو ایک ہی محدث نے روایت کیا ہو وہ قبول کی جائے گی اس شرط سے کہ وہ محدث شریک ہو اور ثقہ اور حافظ لوگوں کا ان کی بعض روایتوں میں یا پوری روایتوں میں ان کا موافق ہو پھر جب یہ حال ہو اس کا اور کسی روایت میں کچھ عبارت زیادہ کرے جو اس کے ساتھیوں کی روایت میں نہ ہو تو وہ قبول کی جائے گی۔ لیکن اگر تو کسی کو کچھ جو زہری جیسے بزرگ شخص سے روایت کرنے کا قصد کرے جس کے

ہو تو منکر کے معنی یہ نہیں ہے کہ جو روایت اور ثقہ لوگوں کی روایت کے خلاف ہو اس کو منکر 'مردود' بھی کہتے ہیں اور ایک منکر اس کو بھی کہتے ہیں جس کو ایک ہی شخص نے روایت کیا ہو مگر یہ مردود نہیں ہے جب وہ ثقہ مضابط اور متقن ہو۔ (نووی)

عبداللہ بن عمر یا عبداللہ بن عمر مگر صحیح محدث ہے بعینہ اسم مفعول اور براہین مکمل تین اہاج تابعین میں سے ہے روایت کرتا ہے حسن 'مقادہ' زہری اور تابع وغیرہ تابعی سے روایت کی ہے اس سے ثوری اور ایک جماعت نے اتفاق کیا ہے محدثین نے اس کے ترک پر امام احمد بن حنبل نے کہا کہ لوگوں نے ترک کر دیا ہے اس کی حدیث کو۔ ابویہ جو یحییٰ کا باپ ہے اس کا نام زید ہے اور ابو العطف جراح بن منہال سے روایت کرتا ہے۔ بخاری نے کہا کہ منکر الحدیث ہے اور عمر بن صہبان اسلمی مدنی ہے اتفاق ہے اس کے متروک ہونے پر۔ (نووی)

شاگرد بہت ہیں اور وہ حافظ ہیں اور مضبوطی سے بیان کرتے ہیں اس کی اور اوروں کی حدیثوں کو یا ہشام بن عروہ سے روایت کا قصد کرے اور ان دونوں کی یعنی ہشام اور زہری کی حدیثیں اہل علم کے نزدیک پھیلی ہوئی ہیں اور مشترک ہیں اور ان دونوں کے شاگرد ان کی حدیثوں کو اتفاق کے ساتھ اکثر بیان کرتے ہیں پھر وہ شخص ان دونوں سے چند ایسی حدیثیں نقل کرے جو کسی شاگرد کو ان دونوں کے شاگردوں میں سے معلوم نہ ہوں اور وہ شخص صحیح روایتوں میں ان شاگردوں کا شریک نہ ہو تو اس قسم کی روایتیں ایسے لوگوں سے ہرگز مقبول نہ ہوں گی۔ (بلکہ وہ منکر و مرود ہوں گی۔)

اور ہم نے بیان کیا مذہب حدیث اور الجہد یت کا اس قدر جو مقصود ہے اس شخص کا جو چنانچہ الجہد یت کی راہ پر اور اس کو توفیق دی جائے چلنے کی اس پر اور خدا چاہے تو ہم اس کو شرح اور وضاحت سے بیان کریں گے اس کتاب کے کئی مقاموں میں جہاں وہ حدیثیں آئیں گی جن میں کچھ عین ہیں ان مقاموں میں جہاں شرح کرنا اور واضح بیان کرنا مناسب ہو گا۔ بعد ان سب باتوں کے جو اوپر گزریں خدا تجھ پر رحم کرے اگر ہم نہ دیکھتے وہ برا کام جو کر رہا ہے وہ شخص جس نے اپنے عین محدث بنایا ہے یعنی لازم ہے ایسے شخص کو کہ ضعیف حدیثوں اور منکر روایتوں کو نقل نہ کرے اور صرف انہی حدیثوں کو روایت کرے جو صحیح اور مشہور ہیں جن کو ثقہ لوگوں نے جن کی سچائی اور امانت مشہور ہے نقل کیا ہے اور وہ جانتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ بہت سی حدیثیں جن کو وہ عام لوگوں کو سناتا ہے منکر ہیں اور ان لوگوں سے مروی ہیں جن کی مذمت حدیث کے اماموں نے کی ہے جیسے مالک بن انسؒ شہید بن حجاجؒ سفیان بن عیینہؒ یحییٰ بن سعید القطانؒ اور عبد الرحمن بن مہدیؒ وغیرہم نے۔ (یہ سب حدیث کے بڑے امام اور پیشوا

غیرہ اَوْ لِجَمَلِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَحَدِيثُهُمَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مَبْسُوطٌ مُشْتَرِكٌ قَدْ نَقَلَ أَصْحَابُهُمَا عَنْهُمَا حَدِيثَهُمَا عَلَى الْإِتِّفَاقِ مِنْهُمْ فِي أَكْثَرِهِ فَيُرَوِّي عَنْهُمَا أَوْ عَنْ أَحَدِهِمَا الْعَدَّةُ مِنَ الْحَدِيثِ مِثْلًا لَا يَعْرِفُهُ أَحَدٌ مِنَ أَصْحَابِهِمَا وَلَيْسَ مِنْ قَدْ شَارَكَهُمْ فِي الصَّحِيحِ مِثْلًا عِنْدَهُمْ فَغَيْرُ حَالٍ يَقُولُ حَدِيثُ هَذَا الصَّرَافِ مِنَ النَّاسِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

وَقَدْ شَرَحْنَا مِنْ مَذْهَبِ الْحَدِيثِ وَأَهْلِهِ نَعْنُ مَا يَوْجِبُهُ بِهِ مَنْ أَرَادَ سَبِيلَ الْقَوْمِ وَوَقَفَ لَهَا وَسَتَرِيذُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى شَرْحًا وَابْتِصَاحًا فِي مَوَاضِعٍ مِنَ الْكِتَابِ عِنْدَ ذِكْرِ الْأَخْبَارِ الْمُعَلَّلَةِ إِذَا أَتَيْنَا عَلَيْهَا فِي الْأَمَّاكِينِ الَّتِي يَلِيقُ بِهَا الشَّرْحُ وَالْإِصْطِحَاحُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى وَبَعْدُ يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ قُلُوبًا الَّتِي رَأَيْنَا مِنْ سُوءِ صَنِيعِ كَثِيرٍ مِنْ نَصَبِ نَفْسِهِ مُحَدِّثًا فِيمَا يَلْزَمُهُمْ مِنْ طَرَحِ الْأَحَادِيثِ الضَّعِيفَةِ وَالرُّوَايَاتِ الْمُنْكَرَةِ وَتَرْكِهِمُ الْإِصْطِحَاحَ عَلَى الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ الْمَشْهُورَةِ مِثْلًا نَقْلَهُ الْقَتَاتِ الْمَعْرُوفُونَ بِالصَّدَاقِ وَالْأَمَانَةِ بَعْدَ تَعْرِفِهِمْ وَإِقْرَارِهِمْ بِأَلْسِنَتِهِمْ أَنَّ كَثِيرًا مِثْلًا يَقْدِرُونَ بِهِ إِلَى الْإَغْيَاءِ مِنَ النَّاسِ هُوَ مُسْتَنَكَّرٌ وَمَنْقُولٌ عَنْ قَوْمٍ غَيْرِ مُرَضِيَيْنَ مِنْ دَمِ الرُّوَايَةِ عَنْهُمْ أَيْمَةُ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِثْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ

ہیں) البتہ ہم کو یہ تکلیف اٹھانا تیری خواہش کے مطابق جو تو نے صحیح حدیثوں کو جدا کرنے کے لیے کی تھی دشوار ہوتی۔ (کیوں کہ جب سب لوگ یہی عادت اپناتے کہ صرف صحیح حدیثیں نقل کیا کرتے تو عوام کے دھوکے کھانے کا ڈرنہ ہوتا اور صحیح حدیثوں کے جدا کرنے کی بھی ضرورت نہ پڑتی) لیکن اس وجہ سے جو ہم نے بیان کی کہ لوگ منکر حدیثوں کو ضعیف اور مجہول سندوں سے بیان کیا کرتے ہیں اور عوام کو سنا دیتے ہیں جن کو بیہوشی کے پچانے کی لیاقت نہیں، تیری خواہش کا قبول کرنا ہم پر آسان ہو گیا۔ (اس لیے کہ جس کام کی ضرورت ہوتی ہے اس کا کرنا آسان ہوتا ہے۔)

باب: ہمیشہ ثقہ اور معتبر لوگوں سے روایت کرنا چاہئے اور جن لوگوں کا جھوٹ ثابت ہو ان سے روایت نہ کرنا چاہئے

جان تو! خدا تجھ کو توفیق دے، جو شخص صحیح اور ضعیف حدیث میں تمیز کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور ثقہ (معتبر) اور متہم (جن پر تہمت لگی ہو کذب وغیرہ کی) راویوں کو پہچانتا ہو اس پر واجب ہے کہ نہ روایت کرے مگر اس حدیث کو جس کے اصل کی صحت (۱) ہو اور اس کے (۲) نقل کرنے والے وہ لوگ ہوں جن کا عیب فاش نہ ہوا ہو اور بچے ان لوگوں کی روایت سے جن پر تہمت لگائی گئی ہے یا جو عناد رکھتے ہیں بدعتی لوگوں میں سے۔

وَيَحْتَسِبُ بْنُ سَعِيدٍ الْفُطَانَ وَعَبِيدَ الرَّحْمَنِ مِنْ مَهْدِيٍّ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْأَئِمَّةِ لِمَا سَهَّلَ عَلَيْنَا الْإِنْصَابَ لِمَا سَأَلْتُمْ مِنَ التَّمْيِيزِ وَالْمُخْصِصِ وَلَكِنْ مِنْ أَجْلِ مَا أَظْهَرَكَ مِنْ نَشْرِ الْقَوْمِ الْأَعْيَارِ الْمُتَنَكِّرَةِ بِالْأَسَانِيدِ الضَّعَافِ الْمَحْضُولَةِ وَقَدْ فُهِمَ بِهَا إِلَى الْعَوَامِ الَّذِينَ لَا يَعْرِفُونَ عُيُوبَهَا حَقًّا عَلَى قُلُوبِنَا إِجَابَتِكَ إِلَى مَا سَأَلْتَ.

باب وجوب الرواية عن الثقات وترك الكذابين

وَأَعْلَمُ وَقَفَكَ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّ الْوَاجِبَ عَلَى كُلِّ أَحَدٍ عَرَفَ التَّمْيِيزَ بَيْنَ صَحِيحِ الرِّوَايَاتِ وَسَقِيمِهَا وَثِقَاتِ السَّاقِلِينَ لَهَا مِنَ الْمُتَهَمِينَ أَنْ لَا يَرْوِيَ مِنْهَا إِلَّا مَا عَرَفَ صِحَّةَ مَخَارِجِهِ وَالسَّيِّئَةِ فِي تَأْلِيْقِهِ وَأَنْ يَنْقِي مِنْهَا مَا كَانَ مِنْهَا عَنْ أَهْلِ التَّهْمِ وَالْمُعَابَدِينَ مِنْ أَهْلِ الْبِدْعِ.

یہ نوٹ کرنے کے لیے کہ علماء نے اتفاق کیا ہے کہ جو بدعتی ایسا ہو جس کی بدعت نے اس کو کفر تک پہنچا دیا ہو اس کی روایت تو بالاحاق مقبول نہیں اور جس کی بدعت کفر تک نہیں پہنچی اس کی روایت قبول کرنے میں اختلاف ہے۔ لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اس کی روایت مقبول ہے بشرطیکہ وہ روایت اس کی بدعت کی تائید میں نہ ہو۔ اور صحیحین وغیرہ میں بہت سی روایتیں ان لوگوں سے منقول ہیں جو بدعت میں گرفتار تھے۔ اصل یہ ہے کہ جو بدعتی عناد رکھتا ہو یعنی تعصب کہ جمہوری روایت اپنی تائید کے لیے نقل کرنا چاہتا رکھے جیسے روافض میں سے ایک فرقہ خطابیہ جو اپنی قوم کے فائدے کے لیے جمہوری کو اس پر دینا چاہتا رکھتا ہے اس کی روایت قبول نہیں ہوگی اور جو بدعتی چاہے اور اس کی عدالت، روایت میں معلوم ہو اس کی حدیث قبول کی جائے گی۔

اور دلیل اس پر جو ہم نے کہا یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو! ایسا نہ ہو کہ تم تکلیف دو کسی قوم کو نادانی سے پھر کل کو چھٹا داسپے کے ہوئے پر۔

دوسرے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ گواہ بناؤ دو مردوں کو یا ایک مرد اور دو عورتوں کو جن کو تم پسند کرتے ہو۔ (گواہی کے لیے یعنی جو سچے اور نیک معلوم ہوں۔) اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ گواہ بناؤ دو شخصوں کو جو عادل ہوں۔ تو ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ فاسق کی بات بے اعتبار ہے اور قبول کے لائق نہیں اور جو شخص عادل نہ ہو اس کی گواہی مردود ہے۔

اور حدیث بیان کرنے اور گواہی دینے میں اگرچہ کچھ فرق ہے مگر وہ دونوں شریک ہیں ایک بڑے مطلب میں۔ لہذا حدیث فاسق کی مقبول نہیں علماء کے نزدیک جیسے گواہی فاسق کی مردود ہے سب کے نزدیک۔

وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ الْاِثْبَاتِ قُلْنَا مِنْ هَذَا هُوَ الْاِثْبَاتُ دُونَ مَا خَالَفَهُ قَوْلُ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِمَهَالَةٍ فَتُصْحَبُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ. ۵
وَقَالَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ وَأَشْهَدُوا ذَوِي عَدْلٍ مِنْكُمْ فَذَلِكُمْ بِمَا ذَكَّرْنَا مِنْ هَذِهِ الْآيَةِ أَنَّ خَيْرَ الْفَاسِقِ سَاقِطٌ غَيْرُ مَقْبُولٍ وَأَنَّ شَهَادَةَ غَيْرِ الْعَدْلِ مَرْدُودَةٌ.

وَالْخَيْرُ وَإِنْ فَارَقَ مَعْنَاهُ مَعْنَى الشَّهَادَةِ فِي بَعْضِ الْوُجُوهِ فَقَدْ يَحْتَمِلُ فِي أَكْثَرِ مَوَاقِعِهِمَا إِذْ كَانَ خَيْرُ الْفَاسِقِ غَيْرُ مَقْبُولٍ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَمَا أَنَّ شَهَادَتَهُ مَرْدُودَةٌ عِنْدَ حَامِلِيهِمْ. ۹

۵۔ ایک شخص کو حضرت نے بھیجا ایک قوم پر زکوٰۃ لینے کو وہ نکلے اس کے استقبال کو اسلام سے پہلے اس قوم میں اور اس کی قوم میں دشمنی تھی۔ یہ ڈرا کہ میرے مارنے کو نکلے! انا بگاڑ دے گا میں نے اس کو شکوہ کر دیا کہ غلامی قوم مرتد ہو گئی۔ حضرت ان پر فوج بھیجے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ شہادت فاسق کی مقبول نہیں۔

۹۔ یہ جواب ہے ایک اعتراض کا کہ جو آیتیں اوپر بیان ہوئیں ہیں ان سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فاسق کی گواہی مقبول نہیں لیکن اس کی حدیث کا مردود ہونا ان آیت سے ثابت نہیں ہوتا۔ جواب یہ ہے کہ حدیث اور گواہی دونوں درحقیقت ایک ہیں اگرچہ بعض باتوں میں کچھ فرق ہے۔ وہ فرق یہ ہے کہ گواہی میں آزادی اور مردیت اور عدد (یعنی دو گواہ) شرط ہے اور حدیث میں یہ شرط نہیں تو مقبول ہے حدیث غلام عورت اور ایک شخص کی۔ لیکن دونوں میں یہ ضرور ہے کہ اسلام ہو، عقل ہو، بلوغ ہو، عدالت ہو، مروءت ہو، ضبط اور حفظ ہو، عقل اور ادائے وقت۔ (عقل وہ وقت کہ جب حدیث سے یاد دیکھے اور اداء وہ وقت کہ جب اس کو بیان کرے کسی سے۔ اسی طرح گواہی میں ایک عقل کا وقت ہے یعنی جب واقعہ سنے یا دیکھے اور ایک اداء کا یعنی جب کاغذی کے سامنے گواہی دے۔) نہ ہر گواہی میں اختلاف ہے۔ امام شافعی اور علماء کی ایک جماعت کے نزدیک جائز نہیں اور امام مالک اور ایک جماعت کے نزدیک جائز ہے اور حدیث اس کی بالا اتفاق مقبول ہے۔ اسی طرح بلوغ کی شرط حدیث کے اداء کے وقت ہے نہ کہ عقل کے وقت۔ تو لو کہیں میں راوی ہوتے اور بلوغ کے وقت بیان کرے تو اس کی راویت مقبول ہے اور یہی قول ہے اکثر علماء کا۔ مگر بعض کا یہ کہ جب ہے کہ عقل کے وقت بھی بلوغ ضرور ہے اور بعض کا یہ قول ہے کہ بلوغ نہ عقل کے وقت شرط ہے نہ اداء کے وقت اور یہ دونوں مذہب شاذ اور جمہور علماء کے خلاف ہیں۔ (نوٹنی)

اسی طرح حدیث شریف سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ منکر روایت کا بیان کرنا (جس کے غلط ہونے کا احتمال ہو) درست نہیں جیسا کہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے اور وہ حدیث وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے بہ شہرت منقول ہے کہ فرمایا آپؐ نے کہ جو شخص مجھ سے حدیث نقل کرے اور وہ خیال کرتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے۔

باب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا کتنا بڑا گناہ ہے

۱۔ امام مسلمؒ نے اپنی اسناد سے روایت کیا سمرہ بن جندبؓ اور مغیرہ بن شعبہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ (یعنی وہی حدیث جو اوپر گذری کہ جو شخص مجھ سے حدیث نقل کرے اور وہ سمجھتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے۔)

وَذَلَّتِ السَّنَةُ عَلَى نَفْيِ رِوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنْ الْأَخْبَارِ كَتَبُوا ذَلِكَ الْقُرْآنَ عَلَى نَفْيِ خَيْرِ النَّاسِ وَهُوَ الْأَنْزَلُ الْمَشْهُورُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مِنْ حَدَّثْتُ عَنِّي بِجَهْلٍ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ)) ۱۰

بَابُ تَغْلِيظِ الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۔ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ.

۱۰ یعنی گو اس نے جھوٹ نہیں بتایا لیکن جب اس کو خیال ہے کہ اس حدیث کی صحت کا یقین نہیں ہو سکتا تو اس کے بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر اس پر بھی بیان کیا اور اس کا عیب ظاہر نہ کیا تو جھوٹوں میں وہ بھی شریک ہو گیا یعنی اس پر بھی اتنا ہی وبال ہو گا جتنا جھوٹی حدیث بنانے والے پر۔ امام مسلمؒ نے اس حدیث کو مشہور کہا کیونکہ یہ حدیث مختلف الفاظ سے متعدد صحابہؓ سے مروی ہے۔ بزرگ نے اپنی "مسند" میں بیان کیا کہ چالیس صحابیوں سے یہ حدیث اس نے روایت کی ہے اور ابو بکر صریحی نے لکھا ہے کہ وہ ساٹھ صحابیوں سے مروی ہے اور ابن مندہ نے کہا کہ ستاسی صحابیوں سے اور بعضوں نے کہ ہاتھ صحابیوں سے اور ان میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں اور کوئی حدیث سوائے اس حدیث کے ایسی نہیں جس کو سب عشرہ مبشرہ نے روایت کیا ہو یا ساٹھ صحابیوں سے زیادہ نے روایت کیا ہو اور بعضوں نے اس حدیث کو متواتر قرار دیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ حدیث دو سو صحابیوں سے منقول ہے اور بخاری اور مسلمؒ دونوں نے نقل کیا اس حدیث کو۔

(۱) اس حدیث سے کلی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ آنحضرتؐ پر جھوٹ باندھنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ جیسے آگے بیان کی گئیں روایتوں میں ہے کہ جو ایسا کرے گا اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ ضرور جہنم میں جائے گا۔ لیکن اگر مومن ہے تو جہنم سے نکلے گا کیونکہ نکل سنت کا انقطاع ہے کہ موحد ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا اگرچہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو۔ دوسرا یہ کہ جس حدیث کے جھوٹ ہونے کا ظن ہو اس کو نقل کرنا بھی درست نہیں۔ لیکن جب اس کے ساتھ یہ بات بھی کہہ دے یا لکھ دے کہ یہ حدیث منکر ہے یا ضعیف ہے یا اس میں یہ علت ہے تو درست ہے اور جائز ہے محدثین کے نزدیک۔ اس لیے کہ محدثین نے اپنی کتابوں میں تمام قسم کی حدیثوں کو بیان کیا ہے یہاں تک کہ موضوعات کو بھی۔ تیسرا یہ کہ اگر نقل کرنے والے کے خیال میں غلطی ہو یعنی وہ جھوٹی حدیث کو صحیح سمجھ کر بیان کرے تو اس پر گناہ نہیں جیسے حاکمؒ اور ابن ماجہؒ نے بعض حدیثوں کو صحیح خیال کر کے روایت کیا ہے۔ چوتھا یہ کہ ہر قسم کی حدیث خواہ کلام ہو یا خواہ فضائل یا اخلاق میں سب میں یہی حکم ہے اور اگر مریہ کے نزدیک فضائل اور اخلاق میں حدیث بتا کر درست ہے اور یہ ان کی انتہاء اور چر کی جہالت ہے۔ (کوئی نسخ زیادہ)

۲- ربیع بن حراش سے روایت ہے، اس نے سنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، وہ خطبہ پڑھ رہے تھے، کہتے تھے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مت جھوٹ باندھو میرے اوپر۔ جو کوئی میرے اوپر جھوٹ باندھے گا وہ جہنم میں جائے گا۔

۳- انس بن مالک سے روایت ہے، انھوں نے کہا مجھے بہت زیادہ حدیثیں بیان کرنے سے یہی بات روکتی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی جو شخص مجھ پر قصد اُجھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

۴- ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر قصد اُجھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

۵- علی بن ابی ربیعہ وابی سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں مسجد میں آیا اور ان دنوں مغیرہ بن شعبہ کوفہ کے حاکم تھے تو مغیرہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ میرے اوپر جھوٹ باندھنا ایسے نہیں ہے جیسے کسی اور پر جھوٹ باندھنا (کیونکہ اور کسی پر جھوٹ باندھنے سے جھوٹ بولنے والے کا نقصان ہوگا یا جس پر جھوٹ باندھا اس کا بھی یا اور دو تین آدمیوں کا سہی۔ لیکن رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنے سے ایک عالم گمراہ ہوگا اور دنیا کو نقصان پہنچے گا) پھر جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

۶- ایک دوسری سند سے مروی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں لیکن اس میں "ان کذباً علی لیس ککذب علی احد" کے الفاظ نہیں ہیں۔

۲- عَنْ رَبِيعٍ بْنِ حِرَاشٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَخْطُبُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ يَلْجِ النَّارَ)).

۳- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّهُ لَيَمْنَعُنِي أَنْ أُحَادِّثَكُمْ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ مُقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)).

۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مُقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)).

۵- عَنْ عَلِيٍّ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ الْمُسَجِدَ وَالْمَغِيرَةَ أُمِيرَ الْكُوفَةِ قَالَ فَقَالَ الْمَغِيرَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((إِنْ كَذَبْنَا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبِ عَلَيَّ أَحَدٍ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مُقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)).

۶- عَنْ الْمَغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَيْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ ((إِنْ كَذَبْنَا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبِ عَلَيَّ أَحَدٍ)).

(۲) یعنی وہ جہنم میں جانے کے لائق ہو گیا۔ اب اگر خدا معاف کر دے تو جہنم سے چھڑکا ہو سکتا ہے جیسے سب کبیرہ گناہوں میں ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ بدعا ہے جھوٹی حدیث بنانے والے کے لیے یعنی خدا اس کو جہنم میں داخل کرے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَدِيثِ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

باب: سنی ہوئی بات (بغیر تحقیق کئے ہوئے) کہہ دینا منع ہے

۷- عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ))

۸- عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذَلِكَ

۹- عَنْ أَبِي عَثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

۱۰- عَنْ أَبِي وَهْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي مَالِكٌ اْعْلَمْ أَنَّهُ لَيْسَ يَسْلَمُ رَجُلٌ حَدَّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ وَلَا يَكُونُ إِمَامًا أَبَدًا وَهُوَ يُحَدِّثُ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

۱۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

۱۲- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ يَقُولُ لَا يَكُونُ الرَّجُلُ إِمَامًا يُقْتَدَى بِهِ حَتَّى يُمْنِكَ عَنْ بَعْضِ مَا سَمِعَ

۱۳- عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ سَأَلَنِي إِبْنُ

(۷) ✽ بغیر تحقیق اور تصدیق کے 'اس لیے کہ جھوٹ کہتے ہیں خلاف واقع بیان کرنے کو پھر اگر عہد ایسا امر کرے تو گنہگار ہو گا ورنہ گنہگار نہ ہو گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ علامت کہ جو سنے وہ کہہ ڈالے بری ہے بلکہ تحقیق کرنا ضروری ہے کہ یہ خبر سچی ہے یا جھوٹی جب سچائی کا یقین ہو تو اس وقت اگر سننے سے نکالے تو برا نہیں۔

بَيْنَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ إِنِّي أَرَاكَ قَدْ كَلِفْتَ بَعْلِمُ
الْقُرْآنَ فَافْرَأْ عَلَيَّ سُورَةً وَفَسِّرْ حَتَّى أَتَنَظَّرَ فِيمَا
عَلِمْتَ قَالَ فَقَعَلْتُ فَقَالَ لِي احْفَظْ عَلَيَّ مَا
أَقُولُ لَكَ إِنِّي أَرَاكَ وَالشَّاعَةَ فِي الْحَدِيثِ فَإِنَّهُ قَلَمًا
حَتَمَلَهَا أَخَذَ إِلَّا ذَلِكَ فِي نَفْسِهِ وَكَذَّبَ فِي
حَدِيثِهِ.

نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں تم بہت محنت کرتے ہو قرآن کے حاصل
کرنے میں (یعنی علم تفسیر میں) تو ایک سورت پڑھو میرے
سامنے پھر اس کا مطلب بیان کرو تاکہ میں دیکھوں تمہارا علم۔
سفیان نے کہا میں نے ایسا ہی کیا۔ ایسا نے کہا یاد رکھ جو میں کہتا
ہوں تجھ سے کچھ تو شاعت سے حدیث میں (شاعت کے معنی
قباحت یعنی ایسی حدیثیں مت نقل کر کہ لوگ تمہیں برا سمجھیں
اور جھوٹا جانیں) کیونکہ جس نے شاعت کو اختیار کیا وہ خود بھی
ذلیل ہوا اور دوسروں نے بھی اس کو جھٹلایا (یعنی اس کا اعتبار جاتا
رہا۔ اب سچی بات بھی اس کی جھوٹی سمجھی جاتی ہے)۔

۱۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ مَا أَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِيثًا لَا تَبْلُغُهُ
عُقُولُهُمْ إِلَّا كَانُوا يَتَعَصَّبُونَ فِتْنَةً.

۱۴- عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ جب تو لوگوں سے ایسی حدیثیں
بیان کرے جو ان کی عقل میں نہ آئیں تو بعض لوگوں کے لیے اس
میں فتنہ ہو گا یعنی وہ گمراہ ہو جائیں گے اس لیے ہر شخص سے اس
کی عقل کے موافق بات کرنی چاہئے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الرَّوَايَةِ عَنِ الضَّعْفَاءِ
وَالْأَخْيَاطِ فِي تَحْمِيلِهَا

باب: ضعیف لوگوں سے روایت کرنا منع ہے اور
روایت کے تحمل کے وقت احتیاط کرنی چاہئے

۱۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ((سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي
أَنَاسٌ يُحَدِّثُونَكُمْ مَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا
آبَاؤُكُمْ فَيَأْتِيَكُمْ وَإِنَّا هُمْ)).

۱۵- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ
میری آخر امت میں ایسے لوگ پیدا ہونگے جو تم سے حدیثیں بیان
کریں گے جن کو نہ تم نے سنا نہ تمہارے باپ دادا نے تو ان سے
بچ رہنا۔

۱۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَكُونُ فِي آخِرِ

۱۶- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخر
زمانے میں دجال (یعنی جھوٹ کو بچ بنانے والے) اور کذاب یعنی

۱. بعض شخصوں میں اس باب کو یوں لکھا ہے ”باب فی الضعفاء والکذابين ومن يرغب عن حديثهم“ یعنی باب ضعیف اور کذابین
یعنی جھوٹوں کے بیان میں اور جن کی حدیث سے نفرت کرنا چاہئے۔

(۱۵) یعنی ان کے قریب بھی نہ آنا اور حدیث کو اچھی طرح سے جانچ لینا اب اس زمانے میں بھی بہت سے جاہل فقیر اور احمق کے کت ملنا
اپنی بات جاننے کے لیے حدیثیں بے سند نقل کرتے ہیں ان کا اعتبار نہ کرنا چاہئے جب تک وہ حدیث صحیح کتابوں میں نہ ملے۔ (اللہ کے فضل
سے اب صحاح ستہ کا ترجمہ قریب مکمل ہو چکا ہے۔ عام لوگوں کو بھی یہ کتابیں فائدہ دے سکتی ہیں۔)

جھوٹ بولنے والے پیدا ہوں گے۔ وہ ایسی حدیثیں تم کو سنائیں گے جو تمہارے باپ دادا نے نہ سنی ہو گی، تو بچے رہنا ان سے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو گمراہ کر دیں اور آفت میں ڈال دیں۔

۱۷- عامر بن عبدہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ شیطان ایک مرد کی صورت میں کر لوگوں کے پاس آتا ہے، پھر ان سے جھوٹی حدیث بیان کرتا ہے، جب لوگ اس جگہ سے جدا ہو جاتے ہیں تو ان میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے سنا ایک شخص سے جس کی صورت میں پہچانتا ہوں لیکن نام نہیں جانتا وہ ایسا بیان کرتا تھا۔

۱۸- عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ دریا میں یعنی سمندر میں بہت سے شیطان ہیں جن کو قید کیا ہے حضرت سلیمان نے قریب ہے کہ وہ نکلیں اور لوگوں کو قرآن سنائیں۔

۱۹- طاؤس سے روایت ہے کہ بشر بن کعب ابن عباس کے پاس آئے اور ان سے حدیثیں بیان کرنے لگے۔ ابن عباس نے کہا کہ فلائی حدیث پھر بیان کر، انھوں نے پھر دوبارہ بیان کیا اور کہا مجھے معلوم نہیں ہو کہ تم نے سب حدیثیں میری پہچانیں اور اسی کو منکر سمجھا یا سب حدیثوں کو منکر سمجھا اور اسی حدیث کو پہچانا۔ ابن عباس نے ان سے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے حدیث نقل کیا کرتے تھے جب آپ پر جھوٹ نہیں باندھا جاتا تھا لیکن جب لوگ بری اور اچھی راہ چلنے لگے (یعنی سب قسم کی حدیثیں صحیح اور غلط نقل کرنے لگے) تو ہم نے حدیثیں بیان کرنا چھوڑ دیا۔

۲۰- ابن عباس سے روایت ہے کہ ہم حدیث یاد کیا کرتے تھے اور حدیث رسول اللہ ﷺ کی یاد کرنا چاہتے لیکن جب تم بری اور اچھی ہر طرح کی راہ چلنے لگے تو اب اعتبار جاتا رہا اور دور ہو گیا۔

۲۱- مجاہد سے روایت ہے کہ بشر بن کعب عدوی ابن عباس کے

الزَّهْمَانِ ذَخَالُونَ كَذَابُونَ يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَلْيَأْيَأِكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ))

۱۷- عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ السَّيْطَانِ لِيَسْتَلْ فِي صُورَةِ الرَّجُلِ فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمُ بِالْحَدِيثِ مِنَ الْكُذِبِ فَيَتَفَرَّقُونَ فَيَقُولُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا أَعْرِفُ وَجْهَهُ وَلَا أَدْرِي مَا اسْمُهُ يُحَدِّثُ.

۱۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ إِذَا فِي الْبَحْرِ شَيَاطِينٌ مَسْحُورَةٌ أَوْفَقَهَا سُلَيْمَانُ يُؤْشِكُ أَنْ تَخْرُجَ فَيَقْرَأَ عَلَى النَّاسِ قُرْآنًا.

۱۹- عَنْ طَاوُسٍ قَالَ جَاءَ هَذَا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَغِيي بِشِيرٍ بَنَ كَعْبٍ فَحَقَّلَ يُحَدِّثُهُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عُدْ لِحَدِيثٍ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ لَهُ ثُمَّ حَدَّثَهُ فَقَالَ لَهُ عُدْ لِحَدِيثٍ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ لَهُ فَقَالَ لَهُ مَا أَدْرِي أَعْرِفْتُ حَدِيثِي كُلَّهُ وَأَنْكَرْتُ هَذَا ثُمَّ أَنْكَرْتُ حَدِيثِي كُلَّهُ وَعَرَفْتُ هَذَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّا كُنَّا نَحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ لَمْ يَكُنْ يَكْذِبُ عَلَيْهِ قَلَمًا رَكِيبَ النَّاسِ الصَّغْبَ وَالذَّلُولَ تَرَكْنَا الْحَدِيثَ عَنْهُ.

۲۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّمَا كُنَّا نَحْفَظُ الْحَدِيثَ وَالْحَدِيثُ يُحْفَظُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَمًا إِذْ رَكِبْنَا كُلُّ صَغِيرٍ وَذَلُولٍ فَهِيَ هَاتِ.

۲۱- عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ جَاءَ بِشِيرُ الْعَدَوِيِّ إِلَى

پاس آئے اور حدیث بیان کرنے لگے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہے۔ ابن عباسؓ نے کان نہ لگایا اس کی طرف نہ دیکھا ان کو۔ بشیر بولے اے ابن عباس! تم کو کیا ہوا جو میری بات نہیں سنتے، میں حدیث بیان کرتا ہوں رسول اللہ ﷺ سے اور تم نہیں سنتے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ ایک وہ وقت تھا جب ہم کسی شخص سے یہ سنتے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا تو اسی وقت اس طرف دیکھتے اور کان اپنے لگا دیتے، پھر جب لوگ بڑی اور اچھی راہ چلے گئے (یعنی غلط روایتیں شروع ہو گئیں) تو ہم لوگوں نے سنا چھوڑ دیا مگر جس حدیث کو ہم پہچانتے ہیں۔ (اور ہم کو صحیح معلوم ہوتی ہے تو اس کو سن لیتے ہیں)۔

۲۲۔ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباسؓ کو لکھا کہ میرے لیے ایک کتاب لکھ دو اور چھپا لو (ان باتوں کو جن میں کلام ہے تاکہ جھگڑا نہ ہو)۔ ابن عباسؓ نے کہا لا کا (اچھی) نصیحت کرتا ہے (یعنی ابن ابی ملیکہ کو کہا) میں اس کے لیے چنوں گا باتوں کو اور چھپا لوں گا (جو چھپانے کی باتیں ہیں)۔

پھر انھوں نے حضرت علیؓ کے فیصلوں کو منگولیا ان میں سے کچھ باتیں لکھنے لگے اور بعض فیصلوں کو دیکھ کر کہتے تھے کہ قسم خدا کی حضرت علیؓ نے ایسا فیصلہ نہیں کیا اگر کیا ہو تو وہ بھلک گئے۔ (یعنی ان سے غلطی ہوئی)۔

ابن عباسؓ فَحَقَّلَ يُحَدِّثُ وَيَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَقَّلَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يَأْذُنُ لِإِحْدَيْهِمْ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا لِي لَا أَزَالُ تَسْمَعُ لِإِحْدَيْهِمَا أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَسْمَعُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّا كُنَّا مَرَّةً إِذَا سَمِعْنَا رَجُلًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَدْرِيتهُ أَبْصَارُنَا وَأَصْغِيَانَا إِلَيْهِ يَأْذَانِنَا فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصُّعْبَ وَالذَّلُولَ لَمْ نَأْخُذْ مِنَ النَّاسِ إِلَّا مَا نَعْرِفُ

۲۲۔ عَنْ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ قَالَ كَتَبْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِي كِتَابًا وَيُخْفِيَ عَنِّي فَقَالَ وَلَدٌ نَاصِحٌ أَنَا أَعْتَارُ لَهُ الْاُمُورَ احْتِيَارًا وَأُخْفِي عَنْهُ

قَالَ فَذَعَا بِقُضَاءِ عَلِيٍّ فَحَقَّلَ يَكْتُبُ مِنْهُ أَشْيَاءَ وَيَمُرُّ بِوِ الشَّيْءِ يَقُولُ وَاللَّهِ مَا قَضَى بِهَذَا عَلِيٌّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ ضَلُّ

(۲۲) ☆ یہ ترجمہ جب ہے کہ اس روایت میں باخفی معجمہ سے ہو جیسا کہ اکثر نسخوں میں ہے اور بعض نسخوں میں یہ دونوں لفظ حائے طلی سے ہیں۔ اس صورت میں ترجمہ یوں ہو گا کہ کم کر لیں ان باتوں کو جو کئی کے قابل ہیں یعنی بہت لمبی کتاب نہ لکھیں مختصر لکھیں اور ابن عباسؓ نے بھی ایسا ہی کہا کہ کم کروں گا میں باخفی معجموں میں علیؓ کے بے یقینی میں نے بے خواہش کی کہ خوب اچھی طرح لکھیں اور ابن عباسؓ نے بھی ایسا ہی کہا کہ میں خوب انتخاب کروں گا حدیثوں کا اور اچھی طرح اس کو لکھوں گا۔

جب حضرت علیؓ ما شریں میں سے اور رسول اللہؐ کے عزیز اور ساتھی اور علم کے دیا تھے۔ ان کے فیصلوں میں غلطی ہو تو اور عالموں اور مولویوں کے سب حکم کیوں کر صحیح ہو سکتے ہیں۔ بعضوں نے کہا مطلب ابن عباسؓ کا یہ ہے کہ روایت غلط ہے اور حضرت علیؓ مگر اہل تہمت تھے تو انھوں نے یہ فیصلہ کیوں کر کیا ہو گا۔

۲۳- عَنْ طَاوُسٍ قَالَ أُمِّي ابْنُ عَبَّاسٍ يَكْتَابُ فِيهِ قَضَاءُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَصَحَّاهُ إِلَّا قَلِيلًا وَأَشَارَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ بِذِرَاعِهِ.

۲۳- طاؤس سے روایت ہے کہ ابن عباسؓ کے پاس حضرت علیؓ کے فیصلوں کی کتاب آئی انھوں نے سب کو مٹا دیا مگر ایک ہاتھ کے برابر رہے (جو فیصلہ صحیح تھا) اس لیے کہ ان کو معلوم ہوا کہ روایت ان فیصلوں کی ٹھیک نہیں۔

۲۴- عَنْ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ لَمَّا أَخَذْنَا يَتْلُقُ الْأَشْيَاءَ بَعَثَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَيُّ عِلْمٍ أَفْسَدُوا.

۲۴- ابو اسحاق نے کہا کہ جب لوگوں نے ان باتوں کو حضرت علیؓ کے بعد نکالا (یعنی جھوٹی جھوٹی روایتیں ان سے شائع کیں) تو حضرت علیؓ کے ایک رفیق بولے خدا ان کو تباہ کرے یا ان پر لعنت کرے کیسے علم کو بگاڑا۔ (یعنی لوگوں کو گمراہ کیا اور حدیث کے علم کا ستیاں کیا۔)

۲۵- أَبُو بَكْرٍ بْنُ عِيَّاشٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ عَمْرًا قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ يَقُولُ لَمْ يَكُنْ يَصْدُقُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْخَبَرِ فِي الْحَدِيثِ عَنْهُ إِلَّا مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ.

۲۵- ابو بکر بن عیاش سے روایت ہے کہ میں نے مغیرہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ سے جو لوگ روایت کرتے تھے ان کی روایت نہ مانی جاتی جب تک عبد اللہ بن مسعودؓ کے ساتھی اس کی تصدیق نہ کرتے۔

باب: حدیث کی سند بیان کرنا ضروری ہے اور وہ دین

میں داخل ہے

۲۶- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ دِينٌ فَانظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ.

۲۶- محمد بن سیرین (جو مشہور تابعی ہیں) نے کہا کہ یہ علم دین ہے تو دیکھو کس شخص سے تم دین حاصل کرتے ہو (یعنی ہر شخص کا اس میں اعتبار نہ کرو جو سچا اور دیندار اور معتبر ہو اسی سے علم دین حاصل کرنا ضروری ہے۔)

۲۷- عَنْ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ لَمْ يَكُونُوا يَسْأَلُونَ عَنِ الْإِسْنَادِ فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ قَالُوا سَمُّوا لَنَا رِجَالَكُمْ فَيَنْظُرُوا إِلَى أَهْلِ السُّنَنِ فَيُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ وَيَنْظُرُوا إِلَى أَهْلِ الْبِدْعِ فَلَمَّا يُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ.

۲۷- ابن سیرین نے کہا کہ پہلے زمانے میں کوئی حدیث بیان کرتا تو اس سے سند نہ پوچھتے۔ لیکن جب فتنہ پھیلنا (یعنی گمراہی شروع ہوئی اور بدعتیں روافض اور خوارج اور مرجیہ اور قدریہ کی شائع ہوئیں) تو لوگوں نے کہا اپنی اپنی سند بیان کرو۔ دیکھیں گے اگر روایت کرنے والے اہل سنت ہیں تو قبول کریں گے روایت ان کی اور جو بدعتی ہیں تو نہ قبول کریں گے روایت ان کی۔

۲۸- عَنْ سَلَمَانَ بْنِ مُوسَى قَالَ لَقِيتُ طَاوُسًا فَقُلْتُ حَدِّثْنِي حَدَّثَنِي طَلَانٌ سَكَنَتْ وَكَانَتْ قَالَ إِنَّ كَانَ صَاحِبُكَ مِثْلًا فَحَذَّ عَنْهُ.

۲۸- سلیمان بن موسیٰ نے کہا کہ میں طائوس سے ملا اور میں نے کہا کہ فلاں شخص نے مجھ سے حدیث بیان کی ایسی اور ایسی۔ انھوں نے کہا کہ اگر وہ معتبر ہے (یعنی اس کی دیانت اور امانت پر بھروسہ ہو سکتا ہے جیسے مالدار خوش معاملہ کی بات کا اعتبار ہوتا ہے) تو اس سے حدیث روایت کرو۔

۲۹- عَنْ سَلَمَانَ بْنِ مُوسَى قَالَ قُلْتُ لَطَاوُسٍ إِنَّ فَلَانًا حَدَّثَنِي بِكَذَا وَكَذَا قَالَ إِنَّ كَانَ صَاحِبُكَ مِثْلًا فَحَذَّ عَنْهُ.

۲۹- سلیمان بن موسیٰ نے کہا میں نے طائوس سے کہا کہ فلاں شخص نے مجھ سے حدیث بیان کی ایسی اور ایسی انھوں نے فرمایا کہ اگر تیرا ساتھی معتبر ہے تو اس سے حدیث روایت کرو۔

۳۰- ابوالثنا (جن کا نام عبد اللہ بن ذکوان ہے اور وہ امام تھے حدیث کے) نے کہا میں نے مدینہ میں سو شخصوں کو پایا سب کے سب اچھے تھے مگر ان سے حدیث کی روایت نہیں کی جاتی تھی لوگ کہتے تھے وہ اس لائق نہیں ہیں۔

۳۰- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَمَّا أَبُو الزُّنَادِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَدْرَكْتُ بِالْمَدِينَةِ مِائَةَ كَلْبٍ مَأْمُومٍ مَا يُؤْخَذُ عَنْهُمْ الْخَبَرُ يُقَالُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِهِ.

۳۱- سعد بن ابراہیم نے کہا کہ ہمیں حدیث قبول کی جاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر ثقہ لوگوں کی۔ (جن کی روایت پر بھروسہ ہو سکتا ہے)

۳۱- عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ لَقِيتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا الْبَقَاتِ.

۳۲- عبد اللہ بن مبارک کہتے تھے کہ اسناد دین میں داخل ہے اور اگر اسناد نہ ہوتی تو ہر شخص جو چاہتا کہہ ڈالتا اور اپنی بات دین میں چلا دیتا۔

۳۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَبْرُكٍ قَالَ لَقِيتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا الْبَقَاتِ.

۳۲- عبد اللہ بن مبارک نے کہا ہمارے اور لوگوں کے درمیان پائے ہیں یعنی اسناد۔ (جیسے جانور بغیر پاؤں کے تھم نہیں سکتا ویسے ہی حدیث بغیر اسناد کے جم نہیں سکتی۔)

(۳۰) ☆ یعنی اگرچہ وہ لوگ دیندار تھے مگر حدیث کے مقبول ہونے کے لیے اور شرطیں بھی ضروری ہیں جیسے حفظ اور اتقان اور معرفت۔

(۳۲) ☆ یعنی حجاج توحید تابعین میں سے ہے۔ تو ابوی درجہ یہ ہے کہ رسول اللہ تک دور ادبی اور ہوں گے جن کا پتہ نہیں بچر حدیث منقطع ہوئی اور وہ کیونکر قبول ہو سکتی ہے۔ بڑے بڑے جنگلوں سے یہی غرض ہے کہ کئی راوی چھوٹ گئے ہیں جن کا معلوم ہو یا ضروری ہے تو حدیث قابل اعتبار کے نہ ٹھہری مگر جس کا پتہ اپنے والدین کی طرف سے خیرات کرے تو اس کا ثواب سب علماء کے نزدیک پہنچے گا کیونکہ صدقہ کا ثواب میت کو بالاطلاق پہنچتا ہے البتہ نماز روزہ اور عبادات بدنیہ میں اختلاف ہے۔ امام شافعی اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ ان چیزوں میں

عَنْ أَبِي إِسْحَقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عِيسَى الطَّلَقَانِيُّ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَدِيثَ الَّذِي جَاءَ ((إِنَّ مِنْ الْبِرِّ بَغْدَ الْبِرِّ أَنْ تُصْنِيَ لِلْبَوَلِّكَ مَعَ صَلَاتِكَ وَتَصُومَ لَهُمَا مَعَ صَوْمِكَ)) قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ يَا أَبَا إِسْحَقَ عَمَّنْ هَذَا قَالَ قُلْتُ لَهُ هَذَا مِنْ حَدِيثِ شَيْهَابِ بْنِ عِزْهَاسٍ فَقَالَ بَقَّةٌ عَمَّنْ قَالَ قُلْتُ عَنْ الْحَاجِّاجِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ بَقَّةٌ عَمَّنْ قَالَ قُلْتُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أَبَا إِسْحَقَ إِنَّ نَبِيَّ الْحَاجِّاجِ بْنِ دِينَارٍ وَنَبِيَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَارُزٌ تَنْقَطِعُ فِيهَا أَغْشَاةُ الْمَطِيِّ وَلَكِنْ لَيْسَ فِي الصَّدَقَةِ اخْتِلَافٌ.

ابو اسحاق نے (جن کا نام ابراہیم بن عیسیٰ طالقانی ہے) کہا میں نے عبد اللہ بن مبارک سے کہا اے ابو عبد الرحمن! یہ حدیث کیسی ہے جو روایت کی گئی ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ نیکی کے بعد دوسری نیکی یہ ہے کہ تو نماز پڑھے اپنے ماں باپ کے لیے اپنی نماز کے بعد اور روزہ رکھے ان کے لیے اپنے روزے کے ساتھ؟ انھوں نے کہا اے ابو اسحاق! یہ حدیث کون روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا شہاب بن خراش۔ انھوں نے کہا وہ تو ثقہ ہے پھر انھوں نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا حاجج بن دینار سے۔ انھوں نے کہا وہ بھی ثقہ ہے۔ پھر انھوں نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا۔ عبد اللہ نے کہا اے ابو اسحاق! ابھی تو حاجج سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک اتنے بڑے بڑے منسلک باقی ہیں کہ ان کے ملے کرنے کے لیے اونٹوں کی گردنیں ٹھک جائیں۔ البتہ صدقہ دینے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔

باب : الْكُشْفُ عَنْ مَعَايِبِ رُؤَاةِ الْحَدِيثِ وَنَاقِلِي الْأَخْبَارِ وَقَوْلِ الْأَيْمَةِ فِي ذَلِكَ

باب: حدیث کے راویوں کا عیب بیان کرنا درست ہے اور وہ غیبت میں داخل نہیں کیونکہ دین کی ضرورت ہے جیسے گواہوں کا حال بیان کرنا درست ہے اور حدیث کے اماموں نے ایسا کہا ہے۔

۳۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ يَقُولُ عَلِيُّ رُوِيَ النَّاسُ دَعَا حَدِيثَ عَمْرٍو بْنِ نَابِسٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَسْبُ السُّلُفَ.

۳۳- عبد اللہ بن مبارک لوگوں کے سامنے کہتے تھے کہ چھوڑو روایت کرنا عمرو بن نابس سے کیونکہ وہ برا کہتا تھا اگلے بزرگوں کو۔

لہذا کا ثواب میت کو نہیں پہنچے گا مگر جس صورت میں میت پر روزے واجب ہوں اور اس کا وارث اس کی طرف سے قضاء کرے تو اسے جو جائیں گے اور ایک قول یہ ہے کہ اوائے ہو گئے۔ اور علماء کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ میت کو تمام قسم کی عبادات کا ثواب پہنچ سکتا ہے جیسے نماز اور روزہ و عبادت تلاوت قرآن وغیرہ اور عطاء بن ابی رباح اور اسحاق بن راہویہ کا یہی قول ہے۔ (نودینی)

(۳۴) ع: یعنی نے قاسم کو غیر تذلالتی کہ تمہارے دادا اور ماما اتنے بڑے امام تھے دین کے تمام نعمی کے نواسے اور پوتے ہو تم کو بھی چاہئے کہ خوب ظلم حاصل کرو اور حدیثیں بہت جمع کرو کہ ہر ایک مسئلہ کا جواب تمہارے پاس ہو لیکن قاسم نے وہ جواب دیا کہ تجھی کو سوائے اللہ

عَنْ أَبِي عَقِيلٍ صَاحِبِ بُهْمَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ الْقَاسِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ فَقَالَ يَحْيَى لِلْقَاسِمِ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّهُ قَبِيعٌ عَلَى مِثْلِكَ عَظِيمٌ أَنْ تَسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ هَذَا الدِّينِ فَلَا يُوجِدَ عِنْدَكَ مِنْهُ عِلْمٌ وَلَا فَرْجٌ أَوْ عِلْمٌ وَلَا مَخْرُجٌ فَقَالَ لَهُ الْقَاسِمُ وَعَمَّ ذَاكَ قَالَ يَا أَبَا ثَالِثٍ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ هَذِي الْهَذِي مِنْ أَبِي مُكْرٍ وَعُمَرَ قَالَ يَقُولُ لَهُ الْقَاسِمُ أَفَحَقَّ مِنْ ذَاكَ عِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنْ اللَّهِ أَنْ أَقُولَ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَوْ أَخَذَ عَنْ غَيْرِ بَقِيَّةٍ قَالَ فَسُكْتُ فَمَا أَحْبَبْتُ.

ابو عقیل (یحییٰ بن متوکل ضریر) سے روایت ہے جو صاحب تھا یہیہ کا (یہیہ ایک عورت کا نام ہے جو حضرت عائشہ سے روایت کرتی ہے) ابو عقیل اس کے مولیٰ تھے۔ اس نے کہ میں قاسم بن عید اللہ بن عبد اللہ بن عمر کے پاس بیٹھا تھا اور وہاں یحییٰ بن سعید بھی تھے تو یحییٰ نے قاسم سے کہا اے ابو محمد! تمہارا چیت آدمی کے لیے یہ بات بہت بری ہے کہ تم سے دین کا کوئی مسئلہ پوچھا جائے پھر تم کو اس کا علم نہ ہو نہ اس کا جواب۔ قاسم نے کہا کس وجہ سے؟ یحییٰ نے کہا اس وجہ سے کہ تم بیٹے ہو دو بڑے بڑے رہنما اماموں کے یعنی ابو بکر صدیق اور عمرؓ کے۔ قاسم ابو بکر صدیقؓ کے نواسے اور حضرت عمرؓ کے پوتے تھے۔ کیونکہ قاسم بن مالک بن عبد اللہ ہیں جو بیٹے ہیں قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ۔ قاسم نے کہا کہ اس سے بھی زیادہ یہ بات بری ہے اس شخص سے نزدیک جس کو خدا نے عقل عنایت فرمائی ہے کہ میں کہوں ایک بات اور اس کا مجھے علم نہ ہو یا میں اس شخص سے روایت کروں جو معتبر نہ ہو یہ سن کر یحییٰ چپ ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیا۔

۳۴- عَنْ أَبِي عَقِيلٍ صَاحِبِ بُهْمَةَ أَنَّ أَبَانَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ سَأَلُوهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ فَوَعَدَهُ فَقَالَ لَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْظِيمُ أَنْ يَكُونَ مِثْلُكَ وَأَنْتَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ الْهَذِي يَغْضَى عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ تَسْأَلُ عَنْ أَمْرِ

انہ کوئی چیز نہ ہو۔ پھر وہاں بے تمیزی سے بہرہ اور ہر ایک مسئلہ کا جواب تو کسی سے ممکن نہ ہوا۔ بڑے بڑے مجتہدین اور علماء نے بہت سے مسائل میں سکوت کیا ہے۔ اس روایت میں یحییٰ بن متوکل جس کی کثرت ابو عقیل ہے ضعیف ہے۔ جرح کی ہے اس پر یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی اور عمرو بن علی اور عثمان بن سعید دارمی اور ابن عمار اور نسائی نے پھر مسلم نے جو اس سے روایت کیا ہے اس کا جواب دو طرح ہے۔ ایک یہ کہ مسلم کے نزدیک شاید یہ راوی ثقہ ہو کیونکہ جنھوں نے جرح کی ہے وہ ہمہ جہت سے اور جب تک جرح کی وجہ بیان نہ کی جائے تو وہ قابل قبول نہیں ہوتی۔ دوسرا یہ کہ مسلم نے اس روایت کو بطور امداد اور مستحباء کے بیان کیا ہے اور وہ مقصود بالذات نہیں۔ (نودینی)

اور وہ بتلا نہ سکے۔ انھوں نے کہا اللہ کی قسم! اور اس سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک اور اس کے نزدیک جس کو اللہ نے عقل دی یہ بات بری ہے کہ میں کوئی بات کہوں اور مجھ کو علم نہ ہو یا روایت کروں اس شخص سے جو اللہ نہ ہو۔ سفیان نے کہا یحییٰ بن متوکل یعنی ابو عقیل اس گفتگو کے وقت موجود تھے۔

لَيْسَ عِنْدَكَ فِيهِ عِلْمٌ فَقَالَ أَغْظَمَ مِنْ ذَلِكَ وَاللَّهِ عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنِ اللَّهِ أَنْ أَقُولَ بغيرِ عِلْمٍ أَوْ أَخْبِرَ عَنْ غَيْرِ نَفْعٍ قَالَ وَشَهِدْهُمَا أَبُو عَقِيلٍ يَحْيَى بْنُ الْمُتَوَكِّلِ حِينَ قَالَ ذَلِكَ.

۳۵- یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے سفیان ثوریؒ اور شعبہؒ اور مالکؒ اور ابن عیینہؒ سے پوچھا (جو حدیث کے بڑے بڑے امام تھے) کہ اگر ایک شخص معتبر نہ ہو حدیث کی روایت میں اور کوئی اس کا حال مجھ سے پوچھے (تو میں اس کا عیب بیان کروں یا چھپاؤں؟) ان سب نے کہا کہ بیان کر دے کہ وہ شخص معتبر نہیں۔ (اور اس کے بیان کرنے میں غیبت کا گناہ نہیں بلکہ اجر ہو گا کیونکہ غیبت ہے۔ دین کی حفاظت منظور ہے نہ تو ہیں اس شخص کی۔)

۳۵- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَأَلْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ وَشُعْبَةَ وَمَالِكًا وَأَبْنَ عُيَيْنَةَ عَنِ الرَّحْلِ لَا يَكُونُ ثَبَاتٌ فِي الْحَدِيثِ فَإِنِّي الرَّحْلُ فَيَسْأَلُنِي عَنْهُ قَالُوا أَخْبِرْ عَنْهُ أَنَّهُ لَيْسَ بِثَبَاتٍ.

۳۶- نصر بن حشل سے روایت ہے، ابن عون سے کسی نے پوچھا شہر بن حوشب کی حدیث کو اور وہ کھڑے تھے دروازہ کی چوکت پر انھوں نے کہا شہر کو لوگوں نے ترک کیا شہر کو لوگوں نے ترک کیا۔ (مسلم نے کہا کہ ترک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں نے اس میں کلام کی اور اس کے حق میں جرح اور طعن کیا۔)

۳۶- عَنِ النَّضْرِ بْنِ شَعْبِلٍ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَوْنٍ عَنْ حَدِيثِ شَهْرٍ لِبَشِيرٍ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى أَسْكُفَةِ الْبَابِ فَقَالَ إِنَّ شَهْرًا نَزَّكَوَهُ إِنَّ شَهْرًا نَزَّكَوَهُ.

۴۳- شایہ بیان کرتے ہیں کہ شعبہ نے کہا میں شہر بن حوشب سے ملا لیکن میرے نزدیک اس کی روایت قابل اعتماد نہیں۔

۴۳- عَنْ شَيْبَةَ قَالَ قَالَ شُعْبَةُ وَقَدْ لَقِيتُ شَهْرًا فَلَمْ أَغْتَدِ بِهِ.

۳۸- عبد اللہ بن مبارک نے کہا میں نے سفیان ثوریؒ سے پوچھا کہ تم جانتے ہو عباد بن کثیر کا حال کہ جب حدیث بیان کرتا ہے تو ایک بلا لاتا ہے تو کیا تمہاری رائے ہے کہ میں لوگوں سے کہہ دوں

۳۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ قُلْتُ لِسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ إِنَّ عِبَادَ بْنَ كَثِيرٍ مِنْ نَعْرِفٍ حَالُهُ وَبَدَأَ حَدَّثَ جَاءَ بِأَمْرِ عَظِيمٍ فَتَرَى أَنَّ

(۳۹) جب عمر شہر بن حوشب کی توثیق کی ہے بہت سے ناموں نے جیسے امام احمد بن حنبلؒ اور یحییٰ بن معینؒ نے۔ احمد بن عبد اللہ عجلؒ نے کہا کہ وہ تابعی ہے اور ثقہ ہے اور ابو زرعہؒ نے کہا "لا باس بہ" اور بخاریؒ نے کہا شہر حسن اللہ ریث اور یعقوب بن شبہ نے کہا شہر ثقہ ہے۔ (۳۸) یہ عباد بن کثیر ثقفی بصریؒ ہے ترک کر دیا اہل حدیث نے اس کو امام احمدؒ نے کہا کہ وہ جھوٹی حدیثیں روایت کرتا ہے۔ اگرچہ یہ شخص ظاہری حال میں مرد پندار اور صالح تھا لیکن حدیث کے روایت کرنے میں اسے یقین نہ تھا۔ وہ غلط روایت کو صحیح روایت سے تیز نہیں کر سکتا تھا۔

کہ نہ روایت کرو اس سے سفیان نے کہا ہاں کہہ دو۔ عبد اللہ نے کہا پھر جس مجلس میں میں ہوں اور عباد بن کثیر کا ذکر آتا تو میں اس کی دیداری کی تعریف کرتا لیکن کہہ دیتا کہ مت روایت کرو اس سے حدیث۔

عبد اللہ بن مبارک نے کہا میں شعبہ کے پاس گیا، انھوں نے کہا کہ یہ عباد بن کثیر ہے، اس سے بچو۔ (یعنی اس سے روایت کرنے میں۔)

۳۹- فضل بن یزید سے روایت ہے اس نے کہا میں نے معمر الرازی سے پوچھا محمد بن سعید کا حال جس سے عباد بن کثیر روایت کرتا ہے تو انھوں نے نقل کیا عیسیٰ بن یونس سے، انھوں نے کہا میں عباد کے دروازہ پر تھا اور سفیان اس کے پاس تھے جب وہ باہر نکلے تو میں نے ان سے عباد کے بارے پوچھا۔ سفیان نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے۔

۴۰- محمد بن یحییٰ بن سعید قطان نے اپنے باپ سے سنا (یحییٰ بن سعید قطان سے جو حدیث کے بڑے امام تھے) وہ کہتے تھے کہ ہم نے نیک آدمیوں کو (یعنی درویشوں اور صوفیوں کو) اتنا جھوٹا کسی چیز میں نہیں دیکھا جتنا جھوٹا حدیث کی روایت کرنے میں دیکھا ابن ابی عتاب نے کہا کہ میں محمد بن یحییٰ سے ملا اور ان سے یہ بات پوچھی، انھوں نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ انھوں نے کہا کہ تو نیک لوگوں کو اتنا جھوٹا کسی بات میں نہ پائے گا جتنا حدیث کی روایت کرنے میں۔

أَقُولُ لِلنَّاسِ لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ قَالَ سَفْيَانُ بَلَى قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَكُنْتُ إِذَا كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ ذَكَرَ فِيهِ عِبَادٌ أَتَيْتُ عَلَيْهِ فِي دِينِهِ وَأَقُولُ لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ.

عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ أَبِي قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ انْتَهَيْتُ إِلَى شُعْبَةَ فَقَالَ هَذَا عِبَادٌ بَنٌ كَثِيرٌ فَأَحْذَرُوهُ.

۳۹- عَنْ الْفَضْلِ بْنِ سَهْلٍ قَالَ سَأَلْتُ مُعْمَرَ الرَّازِيَّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ الَّذِي رَوَى عَنْهُ عِبَادٌ فَأَخْبَرَنِي عَنْ عِيْسَى بْنِ يُونُسَ قَالَ كُنْتُ عَلَى بَابِهِ وَسَفْيَانُ عَنْدهُ فَلَمَّا خَرَجَ سَأَلْتُهُ عَنْهُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ كَذَّابٌ.

۴۰- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمْ نَرِ الصَّالِحِينَ فِي شَيْءٍ أَكْذَبَ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيثِ قَالَ ابْنُ أَبِي عَتَابٍ فَلَقِيتُ أَنَا مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ فَقَالَ عَنْ أَبِيهِ لَمْ نَرِ أَهْلَ الْخَيْرِ فِي شَيْءٍ أَكْذَبَ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيثِ.

(۴۰) ☆ اس لیے کہ اگر وہ قصداً جھوٹی حدیث بتائیں تو ان سے بدتر کون ہو گا پھر وہ نیک کیوں رہیں گے؟ اکثر زاہد اور درویشوں کی روایت غلط اور کذب نقلی ہے اور محدثین نے ان کا اعتبار نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان لوگوں کو عبادت اور استغراق سے اتنی فرصت نہیں ہوتی تھی کہ وہ حدیث کی طرف زیادہ توجہ کریں اور اس کو جانچیں، صحیح کو مستقیم سے جدا کریں۔ وہ لوگ نہایت بھولے بھالے، سیدھے سادے ہوتے تھے جس نے جو حدیث ان کے سامنے بیان کی وہ اس کو سچا سمجھ کر اس کو روایت کرنا شروع کر دیتے تھے اور راویوں کے عیب اور نقصان کی طرف التفات کم کرتے تھے۔

اس جگہ سے یہ بات معلوم ہوتی کہ زہد و ریاضت اور روشنی اور تقدس اور چیز سے اور علم دوسری چیز ہے۔

ع۔۔ ہر کے راہبر کا رہے ساختہ

امام مسلم نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ جھوٹی حدیث ان کی زبان سے نکل جاتی ہے لیکن وہ قصداً جھوٹ نہیں بولتے۔

۴۱- خلیفہ بن موسیٰ نے کہا میں غالب بن عبد اللہ کے پاس گیا وہ مجھ کو کھوانے لگا کہ حدیث بیان کی مجھ سے کھولنے 'استے میں اس کو پیشاب آ گیا وہ پیشاب کرنے گیا' میں نے اس کی کتاب کو دیکھا تو اس میں یوں لکھا تھا 'حدیث بیان کی مجھ سے ابان نے انس سے اور ابان نے فلاں سے' یہ دیکھ کر میں نے اس سے روایت کرنا چھوڑ دیا اور اٹھ کر چلا گیا۔

امام مسلم نے کہا کہ سنائیں نے حسن بن علی حلوانی سے وہ کہتے تھے میں نے عفان کی کتاب میں ہشام ابو القہام کی حدیث دیکھی جو عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے۔ ہشام نے کہا مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا جس کا نام بھی تھا فلاں کا بیٹا اس نے محمد بن کعب سے سنا میں نے عفان سے کہا لوگ کہتے ہیں ہشام نے اس حدیث کو خود محمد بن کعب سے سنا ہے۔ عفان نے کہا کہ ہشام اسی حدیث کی وجہ سے آفت میں پڑ گیا پہلے کہتا مجھ سے حدیث بیان کی گئی تھی اس نے سنا محمد سے پھر کہنے لگا میں نے خود سنا محمد سے۔

۴۲- عبد اللہ بن عثمان بن جبلة نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن مبارک سے کہا وہ کون شخص ہے جس سے تم نے عبد اللہ بن عمرو

قَالَ مُسْلِمٌ يَقُولُ يَعْزِي الْكَذِبُ عَلَى لِسَانِهِمْ وَلَا يَنْتَعِمُونَ الْكَذِبَ

۴۱- حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنِي خَلِيفَةُ بْنُ مُوسَى قَالَ دَخَلْتُ عَلَى غَالِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَجَعَلَ يُخْبِرُنِي عَلَى حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ فَاحَدَّثَهُ الْبُزْلُ فَقَامَ فَظَنَرْتُ فِي الْكَرَّاسَةِ فَإِذَا حَدَّثَنِي أَبَانٌ عَنْ أَنَسٍ وَأَبَانٌ عَنْ فَلَانٍ فَتَرَكْتُهُ وَقُمْتُ.

وَسَمِعْتُ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ الْخُلَوَانِيَّ يَقُولُ رَأَيْتُ فِي كِتَابِ عَفَّانَ حَدِيثَ هِشَامِ أَبِي الْقَهَامِ حَدِيثَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ هِشَامُ حَدَّثَنِي رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ يَحْيَى بْنُ فَلَانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ لِعَفَّانَ إِنَّهُمْ يَقُولُونَ هِشَامُ سَمِعَهُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ فَقَالَ إِنَّمَا أَتَيْتُ مِنْ قِبَلِ هَذَا الْحَدِيثِ كَانَ يَقُولُ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ادَّعَى بَعْدَ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ.

۴۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ جَبَلَةَ يَقُولُ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ مَنْ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي

کچھ بعض حضرات ایسے بھی گزرے ہیں جو زہد اور دورویں کے ساتھ علوم ظاہریہ میں بڑی لیاقت اور دستگاہ رکھتے تھے جیسے امام حسن بھری، سفیان ثوری، عبد اللہ بن مبارک، فضیل بن عیاض، دوحہ بن الجراح، راضی ہوا اللہ ان سب سے۔ یہ اگلے لوگوں کا حال ہے تو پچھلے علماء کو بھی اسی طرح خیال کرنا چاہیے۔ امام غزالی جو علم کلام اور حکمت اور اصول میں بڑے کامل تھے 'علم حدیث سے بالکل عاری تھے۔ ان کی کتابوں میں اکثر بے اشیاء حدیثیں ہیں۔

(۴۱) ☆ ہشام یہ بیٹا ہے زیادہ اموی کا اس کو ضعیف کہا ہے محدثین نے اسی وجہ سے جو بیان ہو اس سے۔ مگر اس قدر وجہ اس کے ضعف کے لیے کافی نہیں ہو سکتی کہ اس کا احتمال ہے کہ اس نے سنا ہو محمد سے پھر بھول گیا اور کجی کے واسطے سے سنا پھر اس کو یاد آیا کہ میں نے محمد سے خود سنا ہے۔ لیکن یہ احتمال ہے اور اس حدیث کو معلوم ہو گیا کہ ہشام نے محمد سے نہیں سنا۔ اس لیے اس کا جھوٹ کھل گیا۔ (نووی)

(۴۲) ☆ جو ابن ربیع سے جائزہ کی یعنی عطاء میں اور انعامات اور وہ حدیث یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ جب عبد القہر کا دن ہو تا ہے تو فرشتے راستے کے ٹاکوں پر آجاتے ہیں اور کہتے ہیں 'اے مسلمانو! چلو اپنے پروردگار کے پاس جو رحمت والا ہے 'حکم کر تا ہے نیک کام کا' پھر بدلہ دے

رَوَيْتَ عَنْهُ حَدِيثَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ((يَوْمَ الْفِطْرِ يَوْمَ الْحَوَائِزِ)) قَالَ سَلِمَانُ بْنُ الْحَجَّاجِ الْفُطْرُ مَا وَضَعَتْ فِي يَدِكَ مِنْهُ .
 کی حدیث روایت کی کہ ”یوم الفطر یوم الحوائز“ کہا (عبداللہ بن مبارک نے) کہہ سلیمان بن الحجاج ہے، دیکھو تم نے ان سے کیا حاصل کیا۔ (یعنی وہ عمدہ شخص تھے اور اللہ تھے یہ تعریف ہے ان کی۔)

قال ابن قُھَزَادٍ وَسَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ زَمْعَةَ يَذْكُرُ عَنْ سَفْيَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ يَعْني ابْنَ الْمُبَارَكِ رَأَيْتُ رَوْحَ بْنَ غَطِيفٍ صَاحِبَ الدَّمِ قَدَرِ الدَّرْهِمِ .
 ابن قہزاد نے کہا میں نے سنا وہب بن زمعہ سے وہ روایت کرتے تھے سفیان بن عبد الملک سے کہ عبداللہ بن مبارک نے کہا میں نے روح بن غطفی کو دیکھا جس نے درہم کے برابر خون کی حدیث روایت کی۔

وَجَلَسْتُ إِلَيْهِ مَجْلِسًا فَحَقَلْتُ أَسْنَحِي مِنْ أَصْحَابِي أَنْ يَرُونِي حَالِيسًا مَعَ كُرَّةِ خَدِيقِهِ .
 میں اس کی صحبت میں بیٹھا پھر اپنے دوستوں سے شرماتے لگا کہ وہ کیا کہیں گے مجھے اس کے پاس بیٹھا کچھ کر، اس وجہ سے کہ اس سے روایت کرنا کر وہ سمجھتے تھے۔

٤٣- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ بَيَّئْتُ صَدُوقَ اللِّسَانِ وَلَكِنَّهُ يَأْخُذُ عَنِّي أَقْبَلُ وَأَذْهَبُ .
 عبداللہ بن مبارک نے کہا بقیہ بن ولید بن صائد بن کعب کلاعی سچا ہے لیکن وہ روایت کرتا ہے سب قسم کے لوگوں سے (یعنی اللہ اور ضعیف کو نہیں دیکھتا۔ اسی وجہ سے اس کو بھی ضعیف کہا ہے محدثین نے۔)

٤٤- عَنْ الشَّعْبِيِّ يَقُولُ حَدَّثَنِي الْحَارِثُ الْأَعْوَرُ الْهَمْدَانِيُّ وَكَانَ كَذَّابًا .
 شعبی فرماتے ہیں کہ حارث اعور الحمدانی نے مجھ سے حدیث بیان کی اور وہ جھوٹا آدمی تھا۔

٤٥- عَنْ الشَّعْبِيِّ يَقُولُ حَدَّثَنِي الْحَارِثُ الْأَعْوَرُ وَهُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ أَخَذَ الْكَافِرِينَ .
 شعبی فرماتے ہیں کہ حارث اعور نے مجھ سے حدیث بیان کی حارث اعور نے اور وہ جھوٹا تھا۔

تھو دیتا ہے اس کا۔ اس کے حکم پر تم نے روزہ رکھا اور اپنے پروردگار کا کہنا مانا تو قبول کر دیا ہے جو اس نے یعنی عطاؤں کو پھر جب عید کی نماز پڑھ لیتے ہیں تو کہ ایک منادی ندا کرتا ہے آسمان سے کہ جانا اپنے گھروں کو سر لو پا کر تمہارے سب گناہ بخش دیئے گئے اور اس دن کو یوم الجوارح کہتے ہیں۔
 روح نے زہری سے اس نے ابو سلمہ سے اس نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ اگر کسی کو خون اکھاہور ہم کے برابر اور وہ نماز پڑھ لے تو نماز کو پھر لوٹائے۔ اس حدیث کو بخاری نے اپنی ”تاریخ“ میں ذکر کیا اور یہ حدیث باطل اور بے اصل ہے محدثین کے نزدیک۔
 کیونکہ روح بن غطفی ضعیف ہے بخاری نے کہا وہ منکر اللہ حدیث ہے۔

(٣٥) ☆ حَارِثُ بَيَّأَ عَبْدَ اللَّهِ بِاعِيدِ اللَّهِ كَأَوْرَاسٍ كَوَارِثِ اس لیے کہتے ہیں کہ وہ کانا تھا۔ کنیت اس کی ابو زہیر ہے۔ کوئے کا رہنے والا صاحب تھا حضرت علی کا مگر اس نے حضرت علیؓ پر جمہوت باعدھا شروع کیا اور بہت سی حدیثیں غلط مطلق روایت کیں آخر اس کا جمہوت کھل گیا اور محدثین نے اس کو ترک کر دیا صرف نسائی نے اس سے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ شخص رافضیوں کا مذہب رکھتا تھا۔ چنانچہ آگے کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

۴۶- عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَالَ عَلَقْمَةُ قَرَأْتُ الْقُرْآنَ فِي سِتِّينَ فَقَالَ الْحَارِثُ الْقُرْآنَ هَيِّنَ الْوَحْيُ أَشَدُّ.

۴۶- ابراہیم غنی (جو حدیث کے بڑے امام ہیں) روایت کرتے ہیں کہ علقمہ نے (جو مصاحب تھے عبداللہ بن مسعود کے) کہا کہ میں نے قرآن کو دو برس میں پڑھا۔ حارث کہنے لگا کہ قرآن آسان ہے لیکن وحی مشکل ہے۔

۴۷- عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ الْحَارِثَ قَالَ تَلَعْتُ الْقُرْآنَ فِي ثَلَاثِ سِنِينَ وَالْوَحْيُ فِي سِتِّينَ أَوْ قَالَ الْوَحْيُ فِي ثَلَاثِ سِنِينَ الْقُرْآنَ فِي سِتِّينَ.

۴۷- ابراہیم سے روایت ہے حارث نے کہا کہ میں نے قرآن کو تین برس میں سیکھا اور وحی کو دو برس میں یا کہا کہ وحی کو تین برس میں پڑھا اور قرآن کو دو برس میں۔

۴۸- عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ الْحَارِثَ أَتَاهُمْ كَذِبٌ أَوْ بِدْعٌ بَنِي سَ.

۴۸- ابراہیم نے کہا حارث مجھ سے۔ (یعنی وہ منسوب کیا گیا کذب اور بد مذہبی سے۔)

۴۹- عَنْ حَمْرَةَ الزَّيَّاتِ قَالَ سَمِعَ مَرْءَ الْهَمْدَانِيِّ مِنَ الْحَارِثِ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ أَفَعَدْتُ بِالْبَابِ قَالَ فَتَدَخَّلَ مَرْءٌ وَأَخَذَ سَيْفَهُ قَالَ وَأَحْسَرَ الْحَارِثُ بِالْبَشَرِ فَذَهَبَ.

۴۹- حمزہ زیات سے روایت ہے 'مرہ ہمدانی نے حارث سے کوئی بات سنی تو اس سے کہا تم دروازہ میں بیٹھو اور مرہ اندر گئے اور تلوار اٹھائی کہ حارث کو قتل کریں۔ حارث نے آہٹ پائی کہ کچھ شر ہونے والا ہے تو وہ چل دیا۔

۵۰- عَنْ أَبِي عَوْنٍ قَالَ قُلْنَا لِإِبْرَاهِيمَ إِبْرَاهِيمُ وَالْمَغِيرَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبَا عَبْدِ الرَّحِيمِ فَإِنَّهُمَا كَذَّابَانِ.

۵۰- ابن عون نے روایت ہے 'ابراہیم نے کہا کہ ہم سے بچو تم مغیرہ بن سعید اور ابو عبد الرحیم سے 'دو دونوں جھوٹے ہیں۔

۵۱- عَنْ عَاصِمٍ قَالَ كُنَّا نَأْتِي أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ وَنَحْنُ غُلَمَةٌ أَفْطَاعُ فَكَانَ يَقُولُ لَنَا لَا تُحَالِسُوا الْقُصَّاصَ غَيْرَ أَبِي الْأَخْوَصِ وَإِبْرَاهِيمَ وَشَقِيقًا قَالَ وَكَانَ شَقِيقُ هَذَا

۵۱- عاصم سے روایت ہے کہ ہم عبد الرحمن سلمیٰ کے پاس آیا جانا کرتے تھے اور اس زمانے میں ہم جوان لڑکے تھے۔ (یعنی جوانی کے قریب) تو وہ ہم سے کہا کرتے کہ مت بیٹھا کرو قصہ خوانوں کے پاس سوائے ابوالاحوص کے اور بچو تم شقیق سے اور یہ شقیق

(۴۶) ☆ یہ روایت حارث کی بد مذہبی کا ثبوت ہے کیونکہ اس نے قرآن اور وحی کو الگ الگ قرار دیا جیسے شیعہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی آنکھ کی باتیں اور اسرار اور حقیقتات حضرت کو بتلائے تھے جن کو حضرت نے خاص علی بن ابی طالب کو بتلایا اور انہی کو اپنا وصی کیا۔

(۵۰) ☆ مغیرہ بن سعید کوئی نسائی ہے 'سحاب الضعفاء' میں کہا کہ یہ شخص دجال تھا جیسا کہ آج میں غنی کے زمانے میں اور اس نے دعویٰ کیا تھا نبوت کا۔ ابو عبد الرحیم اس کا نام شقیق الشیبی ہے جو قاضی تھا اور بعض نے کہا کہ اس کا نام سلمہ بن عبد الرحمن غنی ہے اور دونوں کی کنیت ابو عبد الرحیم ہے اور دونوں ضعیف ہیں۔ (نوی)

(۵۱) ☆ ابوداؤد شقیق جو سلمہ کے بیٹے ہیں۔ وہ کہاں تابعین میں سے ہیں۔ یہ شقیق وحی ضعیفی کوئی ہے جس کا ذکر اوپر گزر اور نسائی نے اس کو ضعیف کہا اس کی کنیت ابو عبد الرحیم ہے جس سے ذریعہ ابراہیم نے اور بعضوں نے کہا کہ ابراہیم نے جس سے ذریعہ اس کا نام سلمہ بن عبد الرحمن غنی ہے۔ یہ ابن ابی حاتم نے ابن عدی سے نقل کیا۔ (نوی)

خارجیوں کا سارا اعتقاد رکھتا تھا۔ یہ ابو داؤد کی نہیں ہے۔

۵۲- جریر سے روایت ہے، میں جابر بن یزید جعفی سے ملا، پھر میں نے اس سے حدیث نہیں لکھی، وہ یقین کرتا تھا رجعت کا۔

۵۳- معمر سے روایت ہے کہ ہم سے حدیث بیان کی جابر بن یزید نے اس سے پہلے جو اس نے نئی بات نکالی (یعنی بد مذہبی سے پہلے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلے جابر کا اعتقاد درست تھا پھر فاسد ہو گیا)۔

۵۴- سفیان سے روایت ہے کہ پہلے لوگ جابر سے حدیثیں روایت کیا کرتے تھے جب تک اس نے بد اعتقادی ظاہر نہیں کی تھی، پھر جب اس نے اپنا اعتقاد کھولا تو لوگوں نے اسے متہم کیا حدیث میں اور بعضوں نے اس کو ترک کر دیا۔ لوگوں نے کہا کیا بد اعتقادی اس کی معلوم ہوئی؟ سفیان نے کہا کہ رجعت پر یقین کرنا۔

۵۵- جابر بن یزید جعفی نے کہا کہ میرے پاس ستر ہزار حدیثیں ہیں جن کو میں نے روایت کیا ہے ابو جعفر سے (یعنی امام محمد باقر سے) انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے۔

۵۶- زہیر سے روایت ہے، جابر کہتا تھا کہ میرے پاس پچاس ہزار ایسی حدیثیں ہیں جن کو میں نے لوگوں سے بیان نہیں کیا، پھر ایک روز ایک حدیث بیان کی اور کہنے لگا کہ یہ ان ہی پچاس ہزار میں سے ہے۔

۵۷- سلام بن ابی مطیع سے روایت ہے کہ میں نے سنا جابر جعفی سے وہ کہتا ہے کہ میرے پاس پچاس ہزار حدیثیں ہیں رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

بَرَى رَأْيِي الْخَوَارِجَ وَلَيْسَ بِأَبِي وَإِلَى.

۵۲- عَنْ جَرِيرٍ يَقُولُ لَقِيتُ جَابِرَ بْنَ يَزِيدَ الْحُفَيفِيَّ فَلَمْ أَكْتُبْ عَنْهُ كَانَ يُؤْمِنُ بِالرَّجْعَةِ.

۵۳- عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ يَزِيدَ قَبْلَ أَنْ يُحَدِّثَ مَا أَحَدَّثَ.

۵۴- عَنْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَحْمِلُونَ عَنْ جَابِرٍ قَبْلَ أَنْ يُظْهِرَ مَا أَظْهَرَ فَلَمَّا أَظْهَرَ مَا أَظْهَرَ اتَّهَمَهُ النَّاسُ فِي حَدِيثِهِ وَتَرَكَهُ بَعْضُ النَّاسِ فَقِيلَ لَهُ وَمَا أَظْهَرَ قَالَ الْإِيمَانُ بِالرَّجْعَةِ.

۵۵- عَنْ جَابِرٍ يَقُولُ عِنْدِي سَبْعُونَ أَلْفَ حَدِيثٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهَا.

۵۶- عَنْ زُهَيْرٍ يَقُولُ قَالَ جَابِرٌ أَوْ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ إِنَّ عِنْدِي لَخَمْسِينَ أَلْفَ حَدِيثٍ مَا حَدَّثْتُ مِنْهَا بِشَيْءٍ قَالَ ثُمَّ حَدَّثْتُ يَوْمًا بِحَدِيثٍ فَقَالَ هَذَا مِنَ الْخَمْسِينَ أَلْفًا.

۵۷- عَنْ سَلَامِ بْنِ أَبِي مُطْعِمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرًا الْحُفَيفِيَّ يَقُولُ عِنْدِي خَمْسُونَ أَلْفَ حَدِيثٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(۵۴) اسی وجہ سے محدثین نے جابر بن یزید کو ضعیف کہا ہے اور کہا ہے کہ وہ افہامی تھا رجعت سے مراد رجعتوں کا اعتقاد ہے کہ حضرت علیؑ زندہ ہیں اور اہل بیتؑ رہتے ہیں۔ جب ان کی اولاد میں سے امام برحق پیدا ہو گا تو وہ اپنے شیعوں کو اہل بیتؑ میں سے آواز دیں گے کہ اس کے ساتھ شریک ہو جاؤ۔ یہ ایسی بات ہے کہ جس کو کوئی عاقل قبول نہ کرے گا۔

(۵۵) پھر امام محمد باقرؑ نے رسول اللہؐ سے نہیں سنا تو یہ سب روایتیں منقطع ہوئیں۔ دوسرا یہ روایت کرنے والا جابر بد اعتقاد شخص ہے اس لیے یقین ہوتا ہے کہ وہ سب روایتیں جھوٹی اور جابر کی تراشی ہوئی ہو گئی جن کو شیعہ نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے۔

۵۸- سفیان سے روایت ہے کہ میں نے سنا کہ ایک شخص نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس آیت کو ﴿فَلَنْ يَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِیَ أَبِیْ أَوْ یُحْكَمَ اللَّهُ لِیْ وَهُوَ خَیْرُ الْحَاكِمِیْنَ﴾ ابی اویس حکم اللہ لی وہو خیر الحکمین

جابر نے کہا کہ اس آیت کا مطلب ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ سفیان نے کہا جابر جھوٹا تھا حمیدی نے (جو اس روایت کو سفیان سے نقل کرتے ہیں) کہا ہم لوگوں نے سفیان سے پوچھا جابر کی کیا غرض تھی؟ انھوں نے کہا کہ رافضی لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ ابر میں ہیں اور ہم ان کی اولاد میں سے کسی کے ساتھ نہ نکلیں گے یہاں تک کہ آسمان سے حضرت علیؑ آواز دیں گے کہ نکلو اس شخص کے ساتھ تو جابر نے کہا کہ اس آیت کی تفسیر یہ ہے اور اس نے جھوٹ کہا۔ اسلئے کہ یہ آیت یوسفؑ کے بھائیوں کے قصہ میں ہے۔

۵۹- سفیان سے روایت ہے میں نے جابر سے تیس ہزار حدیثوں کو سنا میں حلال نہیں جانتا ان میں سے ایک بھی حدیث بیان کرنے کو اگرچہ مجھے یہ اور یہ ملے۔ (یعنی کیسی ہی دولت ملے لیکن میں ان حدیثوں کو نقل نہ کروں گا کیونکہ وہ سب جھوٹ تھیں۔)

ابی عسان محمد بن عمر درازی نے کہا میں نے جریر بن عبد الحمید سے پوچھا کہ تم نے حارث بن حصیرہ کو دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا کہ ہاں ایک بڑا بزرگ تھا اکثر خاموش رہتا لیکن بہت بڑی بات پر اصرار کرتا تھا۔

۵۸- عَنْ سَفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا سَأَلَ جَابِرًا عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَنْ يَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يُحْكَمَ اللَّهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ.

فَقَالَ جَابِرٌ لَمْ يَحِجِّيْ تَابِيلَ هَذِهِ سَفْيَانُ وَكَذَّبَ فَقُلْنَا لِسَفْيَانَ وَمَا أَرَادَ بِهَذَا فَقَالَ إِنَّ الرَّاغِبَةَ تَقُولُ إِنَّ عَلِيًّا فِي السَّحَابِ فَلَا نَخْرُجُ مِنْهُ مِنْ حَرَجٍ مِنْ وَلَدِهِ حَتَّى يَنَادِيَ مَنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ يُرِيدُ عَلِيًّا أَنَّهُ يُنَادِي اعْرَاجُوا مَعَ فَلَانٍ يَقُولُ جَابِرٌ هَذَا تَابِيلَ هَذِهِ الْآيَةُ وَكَذَّبَ كَانَتْ فِي إِخْوَةِ يُوسُفَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۹- عَنْ سَفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَحَدِّثُ بَنُوهُ مِنْ تَلَامِيذِهِ أَلْفَ حَدِيثٍ مَا أَسْتَجِلُّ أَنْ أَذْكَرَ مِنْهَا شَيْئًا وَأَنْ لِي كَذَا وَكَذَا.

عَنْ أَبِي عَسَانَ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو الرَّاذِي قَالَ سَأَلْتُ جَرِيرَ بْنَ غَنْبِلَةَ الْحَمِيدِيَّ فَقُلْتُ الْحَارِثُ بْنُ حَصِيرَةَ لَقِيتَهُ قَالَ نَعَمْ شَيْخٌ طَوِيلٌ السُّكُوتِ يُصِرُّ عَلَى أَمْرِ عَظِيمٍ

(۵۸) ☆ یہ آیت سورہ یوسف میں ہے جب حضرت یوسفؑ نے اپنے چھوٹے بھائی کو جو رہو نے کے بہانے سے رکھ لیا تو بڑا بھائی جو قافلہ کے ساتھ آیا تھا بولا "میں نے جاؤں گا اس ملک سے یہاں تک کہ اجازت دے مجھ کو میرا باپ یا فیصلہ کرے اللہ میرے لیے اور وہ سب سے بہتر ہے فیصلہ کرنے والا۔"

اس آیت کے اول اور آخر ان کے بھائیوں کا قصہ ہے۔ یہ تفسیر جو جابر نے عقل کے خلاف کی بے ڈھنگ ہے۔ رافضی لوگ قرآن کو اسی طرح سے بے نگاہ رہا دھر پھیرتے ہیں اور غور نہیں کرتے۔

(۵۹) ☆ یعنی رافضیوں کا عقیدہ رکھتا تھا تقریب میں ہے کہ حارث بن حصیرہ ازدی جس کی کنیت ابو نعمان ہے کو نے کارہنے دلا سچا ہے مگر خطا کرتا ہے اور نسبت کیا گیا ہے طرف رافضی کے۔

۶۰- عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ ذَكَرَ أَيُّوبُ رَجُلًا
يَوْمًا فَقَالَ لَمْ يَكُنْ يَسْتَقِيمُ اللِّسَانَ وَذَكَرَ آخَرَ
فَقَالَ هُوَ يَزِيدُ فِي الرِّقْمِ.

۶۰- حماد بن زید نے کہا ایوب سختیابی ابن ابی تمیمہ کیسان ابو بکر
بصری جو ثقہ، شہت، حجت، فقیہ، عابد مشہور تھے نے کہا ایک شخص کا
حال کہ اس کی زبان درست نہ تھی اور دوسرے کو کہا کہ وہ رقم کو
بڑھا دیتا ہے۔

۶۱- عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
قَالَ أَيُّوبُ إِنَّ لِي جَارًا تَمُّ ذَكَرٌ مِنْ فَضْلِهِ وَكُلُّ
شَيْءٍ عِنْدِي عَلَى تَمَرَّتَيْنِ مَا رَأَيْتُ شَهِادَةً
جَائِزَةً.

۶۱- حماد بن زید سے روایت ہے، ایوب نے کہا کہ میرا ایک ہمسایہ
ہے، پھر بیان کی اس کی فضیلت (یعنی اس کی لیاقت اور علم کی
تقریف کی) اور کہا کہ اگر وہ میرے سامنے دو گھجور پر گواہی
دے تو میں اس کی گواہی درست نہ رکھوں۔

۶۲- عَنْ مَعْمَرٍ مَا رَأَيْتُ أَيُّوبَ اعْتَابَ أَحَدًا
فَقَطُّ إِلَّا عَبْدَ الْكَرِيمِ يَعْنِي أَبَا أُمَيَّةَ فَإِنَّهُ ذَكَرَهُ
فَقَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ كَانَ غَيْرَ يَفْقَهُ لَقَدْ سَأَلَنِي عَنْ
حَدِيثٍ لِعَبْرَكِرْمَةَ ثُمَّ قَالَ سَجَعْتُ عَيْكِرْمَةَ.

۶۲- معمر سے روایت ہے کہ میں نے ایوب کو کسی شخص کی
نقصیت کرتے نہیں سنا کبھی بھی مگر عبدالکریم بن ابی الحارث کی جس
کی کنیت ابوامیہ ہے، ذکر کیا انھوں نے اس کا اور کہا کہ خدا رحم
کرے اس پر وہ ثقہ نہ تھا۔ ایک بار مجھ سے ایک حدیث پوچھی
عکرمہ کی، پھر کہنے لگا میں نے خود سنا ہے عکرمہ سے۔

۶۳- عَنْ هَمَّامٍ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو دَاوُدَ
الْأَعْمَى فَجَعَلَ يَقُولُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ
وَحَدَّثَنَا زَيْدٌ بْنُ أَرْقَمٍ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لِقَتَادَةَ

۶۳- ہمام سے روایت ہے ابو داؤد اندلس (فتح بن حارث) ہمارے
پاس آیا اور کہنے لگا کہ حدیث بیان کی مجھ سے براہ بن عاذب نے
اور حدیث بیان کی مجھ سے زید بن ارقم نے، ہم نے یہ قتادہ سے

(۲۰) ☆ اکثر بے ایمان سوداگروں کی عادت ہوتی ہے کہ کپڑوں کے تھانوں پر جو قیمت خرید لکھی ہوتی ہے اس کو بڑھا دیتے ہیں تاکہ خریدار کو
دھوکہ دے کر اپنا فائدہ بڑھا لیں۔ یہاں مروایہ ہے کہ حدیث میں زیادہ درج ہوتا اور یہ دونوں لفظ اشارہ ہیں کذب کے لیے یعنی دونوں جھوٹے اور
کذب تھے۔

(۶۱) ☆ یعنی اس میں یہی عیب ہے کہ جھوٹ ہوتا ہے تو ایسے جھوٹے مقدمہ میں بھی اس کا اعتبار نہیں ہو سکتا۔

(۶۲) ☆ مگر صرف اس بات سے اس کا ضعف ثابت نہیں ہوتا کیونکہ شاید وہ عکرمہ سے سن کر بھول گیا ہو پھر ایوب سے سن کر اس کو یاد آیا
اور روایت کرنے لگا لیکن دوسرے قریبوں سے اس کا جھوٹ ثابت ہو گیا۔ اور ضعیف کا عیدالکریم کو سفیان بن عیینہ اور عبدالرحمن بن مہدی
اور یحییٰ بن سعید القطان اور احمد بن حنبل اور ابن عدی نے اور عبدالکریم بصرہ کے فاضلین اور فقہوں میں سے تھا۔ (نودنی) تقریب میں ہے کہ
اس کے باپ کا نام قیس یا طارق تھا اور یہ کہ میں اگر ہاتھ ضعیف ہے۔ بخاری نے اس سے ایک زیادت نقل کی ہے باب قیام اللیل میں اور سنائی
نے اس سے روایت کی ہے مگر تھوڑی۔

(۶۳) ☆ اور وہ کہتا تھا کہ میں نے اٹھارہ ہجری صحابیوں سے سنا ہے کہ ابو داؤد باحق علماء ضعیف ہے۔ عمرو بن علی نے کہا وہ متروک ہے اور
یحییٰ بن یحییٰ اور ابو زرہ نے کہا وہ کچھ چیز نہیں اور ابو حاتم نے کہا مگر اللہ بیش ہے۔

قَالَ كَذَبَ مَا سَمِعَ مِنْهُمْ۔ ذکر کیا انھوں نے کہا جھوٹا ہے اس نے نہیں سنا براہ اور زید سے۔
إِنَّمَا كَانَ ذَلِك سَائِلًا يَتَكَفَّفُ النَّاسَ زَمَنٌ وہ تو ایک سنگنا تھا لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا تھا سخت دبا کے
طاعُونُ الْحَارِبِ لے زمانے میں۔

۱۔ یہ دو بائینی طاعون ایک قسم کا پھوڑا تھا جس میں جلن ہوتی تھی اور اس کے ارد گرد سرخی یا سیاہی یا سبزی پھیل جاتی تھی اور اس کے ساتھ
خفقان اور تہ عارض ہوتی۔ علماء نے اس کے زمانے میں اختلاف کیا ہے ابن عبدالبر نے کہا ایوب سختیانی اسی طاعون کے زمانے میں مرے
۱۳۲ھ میں اور ابن حقیہ نے "معارف" میں اصفہی سے نقل کیا ہے کہ یہ طاعون عبداللہ بن زبیرؓ کے زمانے ۶۷ھ میں ہوا۔ اور قاضی عیاض
نے کہا کہ یہ طاعون ۹۱ھ میں ہوا اور حافظ عبداللہ بن مقدسی نے کہا کہ مطرف بعد طاعون کے مرادور یہ طاعون ۸۷ھ میں تھا اور احتمال ہے کہ ان
سب سالوں میں طاعون واقع ہوا ہو۔ اور چارف اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ چارف کے معنی جھلانے والا ہے اور یہ طاعون بھی لوگوں کو جھاڑ کر
لے گیا یعنی بہت لوگوں کو ہلاک کیا۔ ابن حقیہ نے "معارف" میں اصفہی سے نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے اسلام میں طاعون عمواس شام میں
واقع ہوا حضرت عمرؓ کے زمانے میں اور اسی سے مرے ابو عبیدہ بن الجراحؓ اور معاذ بن جبلؓ اور ان کی بی بی اور بیٹی راضی ہوا اللہ ان سے۔ پھر دوسرا
طاعون چارف واقع ہوا عبداللہ بن زبیرؓ کے زمانہ میں۔ پھر طاعون قیامت کیونکہ یہ واقع ہوا جو ان عورتوں پر بھرے واسطہ شام اور کوفے
میں۔ اس زمانے میں حجاج عالم واسطہ میں تھا عبدالملک بن مروان کی خلافت میں اور اس کو طاعون اشراف بھی کہتے ہیں کیونکہ بہت سے شریف
لوگ اس طاعون سے ہلاک ہوئے۔ پھر طاعون عدی بن اوطاة ۱۰۰ھ میں واقع ہوا پھر طاعون غراب ۱۲ھ میں ہوا پھر طاعون مسلم بن حقیہ
۱۳۱ھ میں واقع ہوا شعبان اور رمضان میں اور موقوف ہوا شوال میں۔ اسی میں ایوب سختیانی مرے اور مدینہ اور مکہ میں کوئی طاعون واقع
نہیں ہوا یہ ابن حقیہ نے کہا۔ ابوالحسن مدائنی نے کہا اسلام میں پانچ طاعون مشہور ہیں۔ ایک طاعون شیردہ جو بدائین میں ہوا رسول اللہؐ کے
زمانہ ۶ھ میں۔ دوسرا طاعون عمواس جو حضرت عمرؓ کے زمانے میں شام میں واقع ہوا اس میں پچیس ہزار آدمی مرے۔ تیسرا طاعون چارف جو
عبداللہ بن زبیرؓ کے زمانہ میں ۶۹ھ میں ہوا اس میں ہر روز ستر ہزار آدمی مرے تین دن تک۔ انس بن مالکؓ کے تراوی یا تہر بیٹے مر گئے اور
عبدالرحمن بن ابی بکر کے چالیس بیٹے جاتے رہے۔ چوتھا طاعون قیامت جو شوال ۸۷ھ میں واقع ہوا۔ پانچواں طاعون ۱۳۱ھ میں ہوا اور سخت
ہو گیا رمضان میں یعنی دن۔ اس طاعون میں ایک ہزار جنازے سکتہ المرید میں آتے تھے۔ پھر شوال میں کم ہو گیا اور ایک طاعون کوفہ میں ۵۰ھ
میں ہوا جس میں مغیرہ بن شعبہ مرے اور طاعون عمواس ۱۸ھ میں واقع ہوا اور ابو زرعہ نے کہا اہ میں اور عمواس ایک گاؤں کا نام ہے جو مدینہ
اور بیت المقدس کے درمیان واقع ہے۔ تو قوادحہ کی تاریخ پیدا کش ۱۱۱ھ ہے اور ان کی وفات ۷۱ھ میں ہوئی۔ اس صورت میں قاضی عیاض نے جو
اس طاعون کی تاریخ ۱۱۹ھ بیان کی ہے غلط معلوم ہوتی ہے اور یہاں پر لازمی طور پر دو طاعون میں سے ایک طاعون مراد ہے یا ۶۷ھ کا طاعون مگر
اس وقت قوادحہ کی عمر صرف چھ برس کی ہوتی ہے یا ۸۷ھ کا اور یہ ظاہر ہی ہے۔ (نودہ)

طاعون ہمیشہ ایک ہی قسم کا نہیں ہوتا بلکہ بیماریوں کی ایک عمر ہے۔ ہر ایک بیماری اپنی اپنی عمر تک رہتی ہے، پہلے آہستہ آہستہ نشوونما
کرتی ہے پھر زور پکڑ جاتی ہے، پھر چھٹتی چھٹتی بالکل دنیا سے مٹ جاتی ہے۔ پہلے زمانہ میں طاعون شورات اور پھوڑوں سے ہوا تھا۔ چھک بھی اگر
عام ہو تو اسی قسم میں سے ہے، پھر بخار کا طاعون ہو۔ اب ہمارے زمانے میں ایک سو سال سے کہ ۱۳۰۱ھ سے طاعون نے اسراہال کا ہوتا ہے
جس کو ہیضہ کہتے ہیں۔ یہ بیماری اب زور پکڑتی جاتی ہے ولایت ہند، عرب اور گرم ملکوں میں۔ یہ عارضہ تقریباً ہر سال کچھ نہ کچھ رہتا ہے۔
۱۳۰۰ھ کے اخیر میں ولایت مصر میں بڑی شدت ہو گئی۔ اب دیکھئے اس کی عمر دنیا میں کب تک ہے۔

۶۳۔ ہم اسے روایت ہے کہ ابو داؤد احمیٰ قتادہ کے پاس آیا جب وہ اچھ کر چلا تو لوگوں نے کہا یہ کہتا ہے کہ میں ان اٹھارہ صحابیوں سے ملا جو بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔ قتادہ نے کہا یہ تو طاعون جارف سے پہلے بھیک مانگا کر تاتھا۔ اس کو حدیث روایت کرنے کا کب خیال تھا نہ کبھی اس نے گفتگو کی حدیث میں۔ قسم خدا کی حسن بصری نے (جو ابو داؤد سے سن میں زیادہ اور حدیث کے عالم تھے) کوئی حدیث ہم سے نہیں بیان کی کسی بدری صحابی سے سن کر سعید بن المسیب نے مگر سعد بن ابی وقاصؓ سے۔

۶۵۔ رقبہ بن مسلمہ بن عبد اللہ کو فی نے کہا کہ ابو جعفر ہاشمی مدنی (جس کا نام عبد اللہ بن مسور مدائنی ہے) سچی سچی باتوں کو حدیث ہنا کر نقل کرنا حلال لاکہ وہ حدیث نہ ہو تھی اور روایت کرتا ان کو رسول اللہ ﷺ سے۔

۶۶- یونس بن عبید سے روایت ہے کہ عمرو بن عبید حدیث میں جھوٹ بولتا تھا۔

٦٤- عَنْ هَمَامٍ قَالَ دَخَلَ أَبُو دَاوُدَ الْأَعْمَى عَلَى قَتَادَةَ فَلَمَّا قَامَ قَالُوا إِنَّ هَذَا يُرْعَمُ أَنَّهُ لَقِيَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ بَدْرِيًّا فَقَالَ قَتَادَةُ هَذَا كَانَ سَائِلًا ثَبِيلَ الْحَارِثِ لَأَ يَغْرُسَ فِيهِ شَيْءٌ مِنْ هَذَا وَلَا يَتَكَلَّمُ فِيهِ قَوْلًا لِمَا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ بَدْرِيِّ مُشَافَهَةً وَلَا حَدَّثَنَا سَعِيدٌ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ بَدْرِيِّ مُشَافَهَةً إِلَّا عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ.

٦٥- عَنْ رَقِيبَةَ أَنَّ أَبَا جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيَّ الْمَدَنِيَّ
كَانَ يَضَعُ أَحَادِيثَ كَلَامَ حَقٍّ وَلَيْسَتْ مِنْ
أَحَادِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ
يُرْوَاهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٦- عَنْ يُوسُفَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ كَانَ عَمْرُو بْنُ
عُبَيْدٍ يَكُذِّبُ فِي الْحَدِيثِ.

٦٧- عَنْ مُعَاذِ بْنِ مُعَاذٍ يَقُولُ قُلْتُ لِعُوفِ بْنِ أَبِي حَمِيلَةَ إِنَّ عَمْرُوَ بْنَ عَبِيدٍ حَدَّثَنَا عَنْ الْحَسَنِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۶۳) ☆ توجہ لان دونوں صاحبوں نے جو ایوڈاؤڈ کی نسبت

اس جگہ سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ حسن بصری نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کچھ سنا ہے۔

مسلمانوں کے قتل پر بغیر کسی وجہ شرعی کے مستعد ہو) وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ عوف نے کہا قسم خدا کی عمرو جھوٹا ہے۔ اس کا مقصد اس حدیث کی روایت کرنے سے یہ ہے کہ اپنے ناپاک اعتقاد کو اس سے ثابت کرے۔

۶۸- حماد بن زید سے روایت ہے کہ ایک شخص ہمیشہ ایوب سختیابی کی صحبت میں رہا کرتا اور ان سے حدیثیں سنتا۔ ایک مرتبہ ایوب نے اس کو نہ پا کر پوچھا تو لوگوں نے کہا اے ابو بکر! (یہ کینیت ہے ایوب سختیابی کی) وہ شخص اب عمرو بن عبید کی صحبت میں رہتا ہے۔ حماد نے کہا کہ ایک روز میں ایوب کے ساتھ صبح سویرے بازار کو جا رہا تھا کہ اسے میں وہ شخص سامنے آیا۔ ایوب نے اس کو سلام کیا اور حال پوچھا پھر اس سے کہا میں نے سنا ہے تم اس شخص کے پاس رہتے ہو عمرو بن عبید کا نام لیا۔ وہ بولا ہاں اے ابو بکر! کیونکہ وہ ہم کو عجیب باتیں سنانا ہے۔ ایوب نے کہا تم تو ایسی ہی عجیب باتوں سے بھگتے ہیں۔

۶۹- حماد سے روایت ہے کہ ایوب سے کسی نے کہا کہ عمرو بن عبید نے حسن سے روایت کیا ہے کہ جو شخص غیبی چیز سے مست ہو جائے اس پر حد نہ لگے گی۔ ایوب نے کہا کہ عمرو بن عبید جھوٹا ہے۔ حسن

قَالَ ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا))
قَالَ كَذَبَ وَاللَّهِ عَمْرُو وَلَكِنَّهُ أَرَادَ أَنْ يَحْزُمَهَا
إِلَى قَوْلِهِ الْحَبِيبُ وَ حَدَّثَنَا غَيْبُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو
الْقَوَارِيرِيّ.

۶۸- عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ قَدْ
لَزِمَ أَيُّوبَ وَسَمِعَ مِنْهُ فَقَدَهُ أَيُّوبُ فَقَالُوا يَا أَبَا
بَكْرٍ إِنَّهُ قَدْ لَزِمَ عَمْرُو بْنُ غَيْبٍ قَالَ حَمَّادٌ فَبَيْنَا
أَنَا يَوْمًا مَعَ أَيُّوبَ وَقَدْ بَكَرْنَا إِلَى السُّوقِ
فَاسْتَقْبَلَهُ الرَّجُلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ أَيُّوبُ وَسَأَلَهُ ثُمَّ
قَالَ لَهُ أَيُّوبُ بَلِّغْنِي أَفْكَ لَزِمْتُ ذَلِكَ الرَّجُلَ قَالَ
حَمَّادٌ سَنَاهُ يَغْيِي عَمْرُو قَالَ نَعَمْ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّهُ
يَحْمِلُنَا بِأَشْيَاءَ غَرَابٍ قَالَ يَقُولُ لَهُ أَيُّوبُ إِنَّمَا
نَعْرِهُ أَوْ تَفَرَّقُ مِنْ بَلَدِكَ الْغَرَابِ.

۶۹- عَنْ حَمَّادٍ قَالَ قِيلَ لَأَيُّوبَ إِنَّ عَمْرُو بْنَ
غَيْبٍ رَوَى عَنْ الْحَسَنِ قَالَ لَا يُجْلَدُ الشُّكْرَانُ
مِنْ الشَّيْءِ فَقَالَ كَذَبَ أَنَا سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ

لہٰذا کیونکہ ظاہر حدیث سے یہ بات نفی ہے کہ مسلمانوں پر ہتھیار اٹھانے والا ہم میں سے نہیں ہے یعنی مسلمان نہیں ہے اور مسلمان پر ہتھیار اٹھانا کبیرہ گناہ ہے تو اس سے یہ نکلا کہ یہ کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان نہیں ہے اور کافر بھی نہیں ہے۔ پھر کیا ہوا نہ مسلمان نہ کافر بھی عمرو بن عبدی کا نہ ہب ہے اور اہل سنت ہے کہتے ہیں کہ انسان یا کافر ہے یا مسلمان اور کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان ہے مگر گنہگار۔ خداوند کریم کو اختیار ہے کہ قیامت کے دن اس کا گناہ معاف کرے یا چند روز کے لیے جہنم کا عذاب دے۔ مگر وہ ایک دن ضرور جہنم سے نکل کر جنت میں جائے گا اس لیے کہ ایمان اس کا قائم تھا۔ پھر وہ ضائع نہ جائے گا۔ اور آگے کتاب الایمان میں ان شاء اللہ تعالیٰ بہت سی حدیثیں بیان ہو گئی ہیں جن سے معتزلہ کے مذہب کا رد ہوتا ہے اور اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے مسلمان پر ہتھیار اٹھایا وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے اور ہماری راہ پر نہیں ہے جیسے باپ اپنے شریر اور نافرمان بیٹے کو غصہ ہو کر کہتا ہے تو میرا نہیں ہے اسی طرح حدیث سے بھی تشدد اور سختی منظور ہے اور مقصود یہ ہے کہ لوگ مسلمان پر ہتھیار اٹھانے سے بچیں اور نظیر اس کی دوسری حدیثوں میں بھی موجود ہے جیسے "من عَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا" یعنی جو خردی و خردشت میں دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔ (توہی)

(۶۸) ☆ یعنی غریب اور نادار حدیثوں سے جن کو اور لوگ نہیں پہچانتے اور عمرو بن عبیدان کو روایت کرتا ہے اس لیے کہ وہ جھوٹی ہیں اور عمرو بن عبید کا اشتہار نہیں۔

يُحَدِّثُ السَّكَرَانُ مِنَ الْبَيْتِ.

کہتے تھے جو شخص فیض سے مست ہو جائے اس پر حدنگی۔

۷۰- عَنْ سَلَامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ يَقُولُ بَلَغَ الْيُؤَبُ أَنِّي آتِي عَمْرًا فَأَقْبَلَ عَلَيَّ يَوْمًا فَقَالَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا لَا تَأْتُهُ عَلَى دِينِهِ كَيْفَ تَأْتُهُ عَلَى الْحَدِيثِ.

۷۰- سلام بن ابی مطیع سے روایت ہے، ابوب کو خبر پہنچی کہ میں عمرو بن عبید کے پاس جاتا ہوں تو ایک روز میرے پاس آئے اور کہنے لگے تو کیا سمجھتا ہے کہ جس شخص کے دین پر تجھے بھروسہ نہ ہو کیا اس کی حدیث پر تو بھروسہ کر سکتا ہے۔

۷۱- عَنْ أَبِي مُوسَى يَقُولُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ قَيْلٍ أَنَّ يُحَدِّثُ.

۷۱- ابو موسیٰ کہتے تھے مجھ سے حدیث بیان کی عمرو بن عبید نے قبل اسکے کہ اس نے نکالیں نئی باتیں۔ (یعنی بد اعتقادی سے پہلے)

۷۲- عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي شُعْبَةَ أَسْأَلُهُ عَنْ أَبِي شُعْبَةَ قَاضِيٍّ وَاسِطٍ فَكَتَبَ إِلَيَّ لَا تَكْتُبْ عَنْهُ شَيْئًا وَمَنْزُقٌ كِتَابِي.

۷۲- معاذ غبری نے کہا میں نے شعبہ کو لکھا کہ ابوشعبہ واسطہ (ایک گاؤں کا نام ہے بصرہ کے پاس) کے قاضی کا کیا حال ہے؟ انھوں نے جواب میں لکھا کہ مت روایت کر اس سے کچھ بھی اور پھاڑ ڈال میرا خط۔

۷۳- عَنْ عَفَّانٍ قَالَ حَدَّثْتُ حَمَّادَ بْنَ سَلَمَةَ عَنْ صَالِحِ الْمُرِّيِّ بِحَدِيثٍ عَنْ ثَابِتٍ فَقَالَ كَذَبَ وَحَدَّثْتُ هَمَّامًا عَنْ صَالِحِ الْمُرِّيِّ بِحَدِيثٍ فَقَالَ كَذَبَ.

۷۳- عفان سے روایت ہے میں نے حماد بن سلمہ سے ایک حدیث بیان کی صالح مری کی انھوں نے ثابت سے اُحماد نے کہا جھوٹ ہے پھر میں نے ہمام سے ایک حدیث بیان کی صالح مری کی۔ انھوں نے کہا جھوٹ ہے۔

۷۴- عَنْ أَبِي ذَاوَدَ قَالَ قَالَ لِي شُعْبَةُ إِنَّ حَرِيرَ بْنَ خَزَامٍ قُلْتُ لَهُ لَا يَجِئُ لَكَ أَنْ تَرَوِي

۷۴- ابو داؤد سے روایت ہے مجھ سے شعبہ نے کہا تو جریر بن حازم کے پاس جا اور کہہ کہ تجھ کو درست نہیں حسن بن عمارہ سے روایت

(۷۲) ☆ تاکہ اور کوئی نہ دیکھے۔ ایسا نہ ہو کہ ابوشعبہ کو خبر پہنچے اور وہ کچھ اپنے اور قسدا پھیلا دے۔ یہ ابوشعبہ اداوا ہے ابوبکر بن ابی شیبہ اور عثمان بن ابی شیبہ کا مترادف ہے محدثین کے نزدیک اور اس کے پوتے معتبر اور ثقہ ہیں خصوصاً ابوبکر بن ابی شیبہ جن کا مصنف مشہور ہے۔ اسی ابوشعبہ نے دو حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھیں۔ ذہبی نے کہا کہ یہ حدیث ابوشیبہ کی منکر حدیثوں میں سے ہے۔

(۷۳) ☆ یہ صالح مری شریک ابی بصری ہے۔ بڑے عابدوں اور زاہدوں میں سے تھا۔ اور مری اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ باپ اس کا مری تھا اور اس کی مال لکھری جس کو بنی مرہ کی ایک عورت نے آزاد کیا تھا۔ صالح مری کی حکایتیں سونیوں میں بہت مشہور ہیں۔ آواز ان کی نہایت عمدہ تھی قرآن پڑی خوش کن آواز سے پڑھتے تھے یہاں تک کہ بعض لوگ ان کا قرآن سن کر خوف کے مارے مر گئے ہیں۔ یہ خود بھی بہت صالح اور اسم کا مری اور خدا ترس تھے۔ اکثر خدا کے خوف سے روایا کرتے مگر حدیث کی روایت میں ان کا اعتبار نہیں جیسے اوپر گزر چکا کہ درویشی اور بیخیز ہے اور حدیث کی روایت اور بیخیز۔

(۷۴) ☆ تو ان دونوں مقاموں میں حسن بن عمارہ کا جھوٹ ظاہر ہوا۔ کیونکہ شعبہ نے خود حکم سے مل کر پوچھا اور انھوں نے کہا کہ ظن

کرنا کیونکہ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ ابو داؤد نے کہا میں نے شعبہ سے پوچھا کہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ جھوٹ بولتا ہے؟ شعبہ نے کہا اس وجہ سے کہ حسن بن عمارہ نے حکم سے چند حدیثیں نقل کیں جن کی اصل میں نے کچھ نہ پائی۔ میں نے کہا وہ کونسی حدیثیں ہیں؟ شعبہ نے کہا میں نے حکم سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد کے شہیدوں پر نماز پڑھی تھی؟ حکم نے کہا نہیں۔ پھر حسن بن عمارہ نے حکم سے روایت کیا اس نے مقسم سے اس نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی احد کے شہیدوں پر اور دفن کیا ان کو۔ اور میں نے حکم سے کہا کہ تم زنا کی اولاد کے حق میں کیا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا ان پر نماز پڑھی جائے جنازہ کی۔ میں نے کہا کس سے روایت کیا گیا ہے اس باب میں؟ انھوں نے کہا حسن بصری سے۔ حسن بن عمارہ نے کہا مجھ سے حکم نے بیان کیا انھوں نے یحییٰ بن الجزار سے سنا انھوں نے حضرت علیؑ سے۔

۷۵- یزید بن ہارون نے ذکر کیا یزید بن میمون کا اور کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ اس سے کچھ روایت نہ کروں گاندہ خالد بن محمود سے۔ یزید نے کہا میں زیاد بن میمون سے ملا اور اس سے ایک حدیث پوچھی۔ اس نے روایت کیا کہ بکر بن عبد اللہ مزینی سے پھر میں اس سے ملا تو اس نے روایت کیا اسی حدیث کو مورق بن شمرج سے پھر میں اس سے ملا تو روایت کیا اس حدیث کو حسن سے اور یزید بن ہارون ان دونوں کو یعنی زیاد بن میمون اور خالد بن محمود

عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عُمَارَةَ فَإِنَّهُ يَكْذِبُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ قُلْتُ لِشُعْبَةَ وَكَثِيفٌ ذَلِكَ فَقَالَ حَدَّثَنَا عَنْ الْحَكَمِ بِأَشْيَاءَ لَمْ أَحِذْ لَهَا أَصْلًا قَالَ قُلْتُ لَهُ يَا شُعْبَةَ قَالَ قُلْتُ لِلْحَكَمِ أَصْلِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَتْلِي أُحُدٍ فَقَالَ لَمْ يَصِلْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ عَنْ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَيْهِمْ وَدَفَنَهُمْ قُلْتُ لِلْحَكَمِ مَا تَقُولُ فِي أَوْلَادِ الزُّنَا قَالَ يَصَلُّي عَلَيْهِمْ قُلْتُ مِنْ حَدِيثٍ مَنْ يَرَوِي قَالَ يَرَوِي عَنْ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَزَارِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

۷۵- عَنْ يَزِيدَ بْنِ هَارُونَ وَذَكَرَ زَيْدَ بْنَ مَيْمُونٍ فَقَالَ حَلَفْتُ أَلَّا أُرَوِّيَ عَنْهُ شَيْئًا وَلَا عَنْ عَالِدِ بْنِ مَخْذُومٍ وَقَالَ لَقِيتُ زَيْدَ بْنَ مَيْمُونٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَدِيثِ فَحْدَثَنِي بِهِ عَنْ بَكْرِ الْمَزَنِيِّ ثُمَّ عُدْتُ إِلَيْهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ مُورِقٍ ثُمَّ عُدْتُ إِلَيْهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ الْحَسَنِ وَكَانَ يَنْسِبُهُمَا إِلَى الْكَذِيبِ قَالَ الْخَلَوَانِيُّ سَمِعْتُ عَبْدَ الصَّمَدِ

ﷺ رسول اللہ نے احد کے شہیدوں پر نماز نہیں پڑھی۔ پھر حکم خود ہی کیونکر روایت کرتے ابن عباس سے کہ آپ نے نماز پڑھی ان پر۔ اسی طرح سے حکم نے ولد الزنا پر نماز جنازہ پڑھنے کے باب میں حسن بصری کا قول نقل کیا اور حسن نے ان ہی سے حضرت علیؑ کا قول روایت کیا اگرچہ احتمال ہے کہ اس باب میں حسن اور علی دونوں سے منقول ہو مگر حدیث کے حفاظ راویوں کا کذب دلائل اور قرآن سے بچکان لینے ہیں۔ حسن بن عمارہ بھی ابو محمد کوئی ہے قاضی بغداد کا اور بالا قاضی ضعیف ہے اور مزور۔

(۷۵) زیاد بن میمون بصری جس کی کثیت ابو عمارہ ضعیف ہے۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں کہا کہ ترک کیا اس کو محدثین نے اور خالد بن محمود واسطی بھی ضعیف ہے۔ نسائی نے اس کو ضعیف کہا۔ کثیت اس کی ابو روح ہے اور اس نے دیکھا انس بن مالک کو۔ (نووی)

کو جھوٹا کہتے تھے۔ حسن حلوانی نے کہا میں نے عبدالصمد سے سنا میں نے اس کے پاس زیاد بن میمون کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا جھوٹا ہے۔

۷۶- محمود بن غیلان سے روایت ہے میں نے ابو داؤد طیارسی سے کہا کہ تم نے عباد بن منصور سے بہت روایتیں کیں تو کیا یہ ہے کہ تم نے وہ حدیث نہیں سنی عطارہ عورت کی جو روایت کی نصر بن شمیل نے ہمارے لیے؟ انھوں نے کہا چہرہ میں اور عبدالرحمن بن مہدی دونوں زیاد بن میمون سے ملے اور اس سے پوچھا ان حدیثوں کو جو وہ روایت کرتا ہے اس سے تو وہ بولا تم دونوں کیا سمجھتے ہو۔ اگر کوئی شخص گناہ کرے پھر توبہ کر لے تو کیا اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا؟ عبدالرحمن نے کہا ضرور معاف کرے گا۔ زیاد نے کہا میں نے اس سے کچھ نہیں سنا نہ زیاد نہ کم۔ اگر لوگ اس بات کو نہیں جانتے تو کیا تم بھی نہیں جانتے (یعنی تم تو جانتے ہو) کہ میں اس سے ملا تک نہیں۔ ابو داؤد نے کہا پھر ہم کو خبر پہنچی کہ زیاد روایت کرتا ہے اس سے، میں اور عبدالرحمن پھر گئے اس نے کہا میں توبہ کرتا ہوں۔ پھر وہ بعد اس کے روایت کرنے لگا آخر ہم نے اس کو ترک کیا (یعنی اس سے روایت چھوڑ دی کیونکہ وہ جھوٹا نکلا اور جھوٹا بھی کیسے کہ توبہ کا بھی خیال اس نے چھوڑ دیا۔)

۷۷- عَنْ شَبَابَةَ قَالَ كَانَ عَبْدُ الْقُدُّوسِ يُحَدِّثُنَا قَبُولُ سُؤْدَةَ بْنِ عَقْلَةَ قَالَ شَبَابَةُ وَسَمِعْتُ عَبْدَ الْقُدُّوسِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُتَّخَذَ (۷۶) عطارہ کی حدیث یہ ہے کہ ایک عورت تھی مدینہ میں عطاری جس کا نام حواء تھا۔ وہ رسول اللہ کے پاس آئی تو حضرت عائشہ سے ملی اور اپنے خاوند کا حال بیان کیا۔ آپ نے خاوند کی بزرگیاں بتلائیں۔ یہ حدیث بہت طویل ہے اور صحیح نہیں ہے۔ ابن وضاح نے اس کو پورا نقل کیا ہے۔ روایت کیا ہے اس حدیث کو زیاد بن میمون نے اس سے۔

(۷۷) یہ سب عبدالقدوس کی تصحیف اور تافہی ہے۔ اس نے غلطی کی اسناد اور متن دونوں میں اسناد کی غلطی تو یہ ہے کہ راوی کا نام سوید بن غفلہ ہے عین اور فادہ سے نہ غفلہ عین اور فادہ سے اور متن کی غلطی یہ ہے کہ روح بنضم رواہ ہے یعنی جان نہ روح بنضم رواہ جس کے معنی ہوا کے ہیں اور عرض عین سے ہے نہ عرض عین سے اور اصل معنی حدیث کے یہ ہیں کہ آپ نے منع کیا جائداد کو نشانہ بنا کر مارنے سے جس کو عبدالقدوس نے الٹ پلٹ کر کے کہہ کر کا کر دیا۔

وَذَكَرْتُ عَنْهُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ قَسَبَهُ إِلَى الْكُذْبِ.

۷۶- عَنْ مَحْمُودِ بْنِ غَيْلَانَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي دَاوُدَ الطَّيَّارِيِّ قَدْ أَكْثَرْتُ عَنْ عِبَادِ بْنِ مَنْصُورٍ فَمَا لَكَ لَمْ تَسْمَعْ مِنْهُ حَدِيثَ الْغَطَّارَةِ الَّتِي رَوَى لَنَا النَّصْرُ بْنُ شَمِيلٍ قَالَ لِي اسْكُتْ فَإِنَّا لَقِيتُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَهْدِيٍّ فَسَأَلَاهُ فَقُلْنَا لَهُ هَذِهِ الْحَادِيثُ الَّتِي تَرَوِيهَا عَنْ أَنَسٍ فَقَالَ أَرَأَيْتُمَا رَجُلًا يُذْنِبُ فَيَتُوبُ أَلَيْسَ يَتُوبَ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَنَسٍ مِنْ ذَا قَلِيلٍ وَلَا كَثِيرٍ إِنْ كَانَ لَا يَعْلَمُ النَّاسُ فَأَتَيْتُمَا لَا تَعْلَمَانِ أَنِّي لَمْ أَلْقِ أَنَسًا قَالَ أَبُو دَاوُدَ فَلَبَّغْنَا بَعْدَ أَنَّهُ يَزُورُ فَأَتَيْنَاهُ أَنَا وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقَالَ أَتُوبُ ثُمَّ كَانَ بَعْدَ يُحَدِّثُ فَتَرَكَتَاهُ.

سے۔ لوگوں نے کہا اس کا مطلب کیا ہے؟ وہ بولا مطلب یہ ہے کہ دیوار میں ایک سوراخ کرے ہوا آنے کے لیے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے سنا عبید اللہ بن عمرو قواریکی سے 'انھوں نے سنا حماد بن زید سے' انھوں نے کہا ایک شخص سے جب مہدی بن ہلال کئی دن تک بیٹھا یہ کیا کھاری چشمہ ہے جو پھوٹا تمہاری طرف وہ شخص بولا ہاں اے ابی اسطلیل۔

۷۸- ابو عوانہ سے روایت ہے کہ مجھے حسن سے کوئی روایت نہیں پہنچی مگر میں نے پوچھا ابان بن ابی عیاش سے 'پس اس نے پڑھا اس کو میرے سامنے۔

۷۹- علی بن مسیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے اور حمزہ زیات نے ابان بن عیاش سے قریب ایک ہزار حدیثوں کے سنیں۔ علی نے کہا پھر میں حمزہ سے ملا انھوں نے بیان کیا کہ میں

الرُّوحُ عَرْضًا قَالَ فَقِيلَ لَهُ أَيْ شَيْءٍ هَذَا قَالَ يُعْنَى تَتَّخِذُ كَوْنَهُ فِي حَاطِطٍ لِيَذْخُلَ عَلَيْهِ الرُّوحُ قَالَ سُبُلِيمُ وَ سَبَعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو الْقَوَارِيئِي يَقُولُ سَبَعْتُ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ لِرَجُلٍ بَعْدَ مَا جَلَسَ مَهْدِيُّ بْنُ هِلَالٍ يَأْتِي مَا هَذِهِ الْعَيْنُ الْمَالِحَةُ الَّتِي نَبَعَتْ قَبْلَكُمْ قَالَ نَعَمْ يَا أَبَا اسْتَعْبِيلَ.

۷۸- عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ مَا بَلَغَنِي عَنْ الْحَسَنِ حَدِيثٌ إِلَّا أَتَيْتُ بِهِ أَبَانَ بْنَ أَبِي عِيَّاشٍ فَقَرَأَهُ عَلَيَّ.

۷۹- عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسِيرٍ قَالَ سَبَعْتُ أَبَانَ وَحَمْزَةَ الزِّيَّاتِ مِنْ أَبَانَ بْنِ أَبِي عِيَّاشٍ نَحْوًا مِنْ أَلْفِ حَدِيثٍ قَالَ عَلِيُّ فَلَقِيتُ حَمْزَةَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ

ابو اسطلیل کہتے ہیں حماد بن زید کی کھاری چشمے سے ان کی غرض مہدی بن ہلال کو ضعیف کرنا تھا اور اتفاق کیا ہے محدثین نے اس کے ضعف پر۔ سنائی ہے کہ وہ بصرہ کا رہنے والا ہے اور متروک ہے روایت کرتا ہے داؤد بن ابی ہند اور یونس بن عبید سے۔ (نوٹ)

(۷۸) یعنی ابان کا یہ حال تھا کہ جو بات اس سے پوچھتے وہ اس کو روایت کرتے حسن سے اور یہ دلیل ہے اس کے کذب اور جھوٹ کی تقریب میں ہے کہ ابان بن ابی عیاش کی کثرت ابو اسطلیل عبدی ہے اور یہ متروک ہے۔

(۷۹) نوٹی نے کہا کہ مقصود اس روایت کے لانے سے تاہم ہے اس امر کی جو اوپر ثابت ہو چکا کہ ابان بن ابی عیاش ضعیف ہے نہ کہ یہ بات کہ خواب سے کوئی امر یقیناً ثابت ہو سکتا ہے۔ نہ یہ کہ خواب سے کوئی سنت جو ثابت ہو چکی ہے باطل ہو سکتی ہے یا جو باطل ہو گئی ہے وہ ثابت ہو سکتی ہے اور اس پر علماء کا اجماع ہے کہ خواب کوئی دلیل شرعی نہیں۔ ایسا ہی کہا تا ماضی عیاش نے اور ہمارے اصحاب نے بھی یہی کہا ہے اور اتفاق کیا ہے اس پر کہ خواب سے کوئی بات شرعی بدل نہیں سکتی اور یہ امر اس حدیث کے خلاف نہیں ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مقرر دیکھا کہ نہ شیطان میری صورت بن نہیں سکتا۔ اس لیے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو خواب میں دیکھنا صحیح ہے اور مثل اور شیطانی پر بیان خیالات کے نہیں مگر حدیث سے یہ بات کہاں نکلتی ہے کہ خواب میں جو باتیں وہ ایک شرعی حکم ہے اور خواب کی حالت غفلت کی حالت ہے نہ ضبط اور تحقیق کی۔ اور اتفاق کیا ہے علماء نے کہ روایت اور شہادت قبول کرنے کے لیے ضروری ہے کہ روایت اور شاہد بیدار اور ہو شیخ صحیح لفظ، نقل الخطا ہو اور جو شخص اس میں ہے اس میں یہ کوئی صفت نہیں پھر اس کی روایت کیونکر مقبول ہوگی۔ مگر یہ سب جو بیان ہو اس صورت میں ہے کہ خواب میں کوئی ایسی بات سنی یا دیکھی جو شرع شریف کے خلاف ہو۔ لیکن اگر وہ بات سنی یا دیکھی جو شرع شریف کی رو سے جائز یا ثواب ہو یا آپ کو منع کرے دیکھے اس کام سے جو شرع شریف کی رو سے منع ہو یا اس کا کوئی دنیا کا کام ہو جس میں کوئی مصلحت ہو تو بالاتفاق اس خواب پر عمل کرنا مستحب ہے کیونکہ یہ حکم خواب سے ثابت نہیں ہو کہ وہ تو پہلے ہی سے ثابت ہو چکا ہے۔ اسی طرح جرم کہتا ہے کہ اگر خواب کی باتوں کو ایک دلیل شرعی قرار دیا جائے تو بڑی قباحت پیدا ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ ہر شخص دعویٰ حق

ناموں کو کنیت سے بیان نہ کرتا اور کنیت کو ناموں سے (یعنی بقیہ کی یہ عادت خراب ہے کہ تدلیس و تلبیس کرتا ہے راویوں کا عیب چھپانے کے لیے) نام کو کنیت سے بدل دیتا ہے اور کنیت کو نام سے تاکہ لوگ پہچان نہ سکیں۔ (ایک مدت تک ہم سے حدیث بیان کرتا تھا ابو سعید وحاشی۔ جب ہم نے غور کیا کہ وہ وحاشی کون شخص ہے) تو معلوم ہوا کہ وہ عبد القدوس ہے۔

۸۲- عبد الرزاق سے روایت ہے عبد اللہ بن مبارک کو میں نے نہیں سنا کسی کو صاف جھوٹا کہتے ہوئے مگر عبد القدوس کو۔ وہ کہتے تھے یہ جھوٹا ہے۔

۸۳- ابو نعیم نے ذکر کیا معلی بن عرفان کا تو کہا کہ معلی نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی ابو وائل نے کہ نکلے ہمارے سامنے عبد اللہ بن مسعود صفین میں۔ ابو نعیم نے کہا شاید مر کر پھر قبر سے اٹھے ہوں گے۔

۸۴- عفان بن مسلم سے روایت ہے ہم اسمعیل بن علیہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک شخص نے دوسرے شخص سے ایک حدیث روایت کی، میں نے کہا وہ معتبر نہیں۔ وہ شخص بولا تو نے اس کی غیبت کی۔ اسمعیل نے کہا اس نے غیبت نہیں کی بلکہ حکم لگایا اس پر کہ وہ معتبر نہیں۔

۸۵- بشر بن عمر سے روایت ہے میں نے امام مالک سے پوچھا محمد بن

كَانَ يُكْنَى الْأَسَمِيَّ وَيُسَمَّى الْكُنَى كَانَ دُفْرًا يُحَدِّثُنَا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْوُحَاظِيِّ قَطَرْنَا فَإِذَا هُوَ عَبْدُ الْقُدُوسِ.

۸۲- عَنْ عَبْدِ الرَّزَاقِ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يُفَصِّحُ يَقُولُهُ كَذَابٌ إِلَّا لِعَبْدِ الْقُدُوسِ فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ لَهُ كَذَابٌ

۸۳- عَنْ أَبِي نَعِيمٍ وَذَكَرَ الْمُعَلَّى بْنُ عُرْفَانَ فَقَالَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو وَائِلٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا ابْنُ مَسْعُودٍ بِصَفِينٍ فَقَالَ أَبُو نَعِيمٍ أَرَاهُ يُبْحَثُ بَعْدَ الْمَوْتِ.

۸۴- عَنْ عَفَّانَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ عَلِيٍّ فَحَدَّثَ رَجُلٌ عَنْ رَجُلٍ فَقُلْتُ إِنَّ هَذَا لَيْسَ بِبَشَرٍ فَقَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ اعْتَبَرْتَهُ قَالَ إِسْمَاعِيلُ مَا اعْتَبَرْتَهُ وَلَكِنَّهُ حَكَمَ أَنَّهُ لَيْسَ بِبَشَرٍ.

۸۵- عَنْ بَشِيرِ بْنِ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

(۸۳) ✽ مقصود اس سے معاملے کا جھوٹ ظاہر کرنا ہے ابو وائل پر اس واسطے کہ عبد اللہ بن مسعود نے وفات پائی ۳۳ھ یا ۳۴ھ میں حضرت عثمان کی وفات سے تین برس پہلے اور صفین کی جنگ حضرت علیؓ کی خلافت کے دو برس بعد ہوئی تو ابن مسعودؓ میں اس کیسے نکل سکتے ہیں مگر اسی طرح کہ پھر جی اٹھے ہوں۔ اور ابو وائلؓ تھ اور فاضل ہیں ان سے یہ جھوٹ صادر نہیں ہو سکتا تو ضرور ہے کہ مطلباً نے جھوٹ باندھا ہو۔ معلی بن عرفان اسدی کوئی ہے جو بالافتقار ضعیف ہے۔ بخاری نے "تاریخ" میں کہا کہ وہ مگر اللہ بیٹ ہے اور نسائی نے بھی اس کو ضعیف کیا۔ صفین ایک مقام کا نام ہے جہاں حضرت علیؓ اور معاویہؓ میں جنگ عظیم واقع ہوئی تھی۔

(۸۴) ✽ یعنی احمد حدیث کا کسی پر جرح کرنا غیبت میں داخل نہیں بلکہ مثل ثنوی اور حکم کے ہے۔

(۸۵) ✽ یعنی عبد الرحمن بن معاویہ جو مرثیہ النصارى مدنی کو حکم نے کہا وہ قوی نہیں ہے اور امام احمدؒ نے مالکؒ کے قول کا انکار کیا اور کہا کہ روایت کیا اس سے شعبہ نے اور بخاری نے ذکر کیا اس کو "تاریخ" میں اور نہیں کلام کیا اس میں اور شعبہ نے اس کی کنیت ابو الجریج یہ فیصلہ

سَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الَّذِي يَرَوِي عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَالِحِ مَوْلَى التَّوَّامَةِ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُهُ عَنْ أَبِي الْخُوَيْرِثِ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُهُ عَنْ شُعْبَةَ الذُّبْيِ رَوَى عَنْهُ ابْنُ أَبِي ذَنْبِرٍ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُهُ عَنْ حَرَامِ بْنِ عُثْمَانَ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُ مَالِكًا عَنْ هَؤُلَاءِ الْخَمْسَةِ فَقَالَ لَيْسُوا بِثِقَةٍ فِي حَدِيثِهِمْ وَسَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ آخَرَ نُسِبْتُ اسْمَهُ فَقَالَ هَلْ رَأَيْتَهُ فِي كُتُبِي قُلْتُ لَا قَالَ لَوْ كَانَ ثِقَةً لَرَأَيْتَهُ فِي كُتُبِي

عبد الرحمن کے بارے جو روایت کرتا ہے سعید بن المسیب سے انہوں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے اور پوچھا میں نے ان سے ابو الجریث کے بارے انہوں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے اور پوچھا میں نے ان سے شعبہ کے بارے جس سے روایت کرتا ہے ابن ابی ذہب تو انہوں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے اور پوچھا میں نے ان سے صالح کے بارے جو مولیٰ ہے توامہ کا تو انہوں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے اور پوچھا میں نے ان سے حرام بن عثمان کے بارے تو انہوں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے اور پوچھا میں نے امام مالک سے ان پانچوں آدمیوں کے بارے (جن کا ذکر اوپر گزرا) تو انہوں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہیں اپنی حدیث میں اور میں نے پوچھا ان سے ایک اور شخص کے بارے جس کا نام میں بھول گیا تو انہوں نے کہا تو نے اس کی روایت میری کتابوں میں دیکھی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ امام مالک نے کہا اگر وہ ثقہ ہو تا تو اس کی روایت میری کتابوں میں دیکھتا۔

اس کی ہے اور حاکم نے کہا یہ وہم ہے شعبہ کا۔ تقریب میں ہے کہ عبد الرحمن سچا ہے مگر حافظ اس کا خراب تھا اور نسبت کیا گیا ہے ساتھ اور جاد یعنی مر جیہ ہونے کے۔ یہ وہ شعبہ نہیں ہے جو حدیث کے مشہور نام ہیں۔ وہ تو شعبہ بن جراح مصری ہیں اور یہ شعبہ بن دینار ہاشمی ہے۔ مولیٰ ابن عباس کا۔ اس کی نسبت ابو عبد اللہ ابو یحییٰ سے اس کو ضعیف کہا ہے بہت سے ائمہ حدیث نے۔ احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے کہا وہ کچھ برا نہیں۔ ابن عدنی نے کہا میں نے اس کی کوئی حدیث منکر نہیں دیکھی۔ تقریب میں ہے کہ یہ شعبہ سچا ہے مگر حافظ اس کا خراب تھا یہ صالح چٹا ہے نہان کا مدینہ کا رہنے والا اور اس کو مولیٰ توامہ کہتے ہیں۔ اسلئے کہ جس عورت نے اس کو آزاد کیا تھا وہ اپنی بہن کے ساتھ توامہ یعنی جڑواں پیدا ہوئی تھی۔ امام مالک نے صالح کو ضعیف کہا لیکن روایت کیا اس سے ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے۔ یحییٰ بن معین نے کہا وہ ثقہ ہے اور مالک نے اس کو پایا جب وہ بوڑھا ہو گیا تھا اور اس کا حافظ بگڑ گیا تھا۔ اسی طرح ثورثی نے بھی اس کو پایا جب وہ شہیا گیا تھا تو میں اس سے کئی منکر حدیثیں۔ لیکن جن لوگوں نے روایت کیا ہے اس سے قبل اختلاف (یعنی حافظ بگڑنے سے پہلے) ان کی روایت صحیح ہے ابن عدنی نے کہا کہ ابن ابی ذہب اور ابن جریج اور زیادہ بن سعد نے اس سے سنا ہے قبل اختلاف (یعنی حافظ بگڑنے سے پہلے) ان کی روایت میں کوئی برا نہیں۔ یہ حرام بن عثمان انصاری مسلم ہے۔ بھاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے۔ زہیری نے کہا وہ شیخہ تھا روایت کرتا ہے جابر بن عبد اللہ سے۔ سنائی نے کہا وہ ضعیف ہے۔

اس قول سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں سے امام مالک نے اپنی کتابوں میں روایت کی ہے وہ سب ثقہ ہیں مگر یہ ضروری نہیں کہ سب لوگوں کے نزدیک ثقہ ہوں البتہ امام مالک کے نزدیک وہ ثقہ ہیں اور اختلاف کیا ہے علماء نے اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص ایک بھول شخص سے روایت کرے تو اس سے اس بھول کی توثیق ہوگی یا نہیں؟ اکثر کا یہ قول ہے کہ صرف روایت کرنا اس سے توثیق کا باعث نہیں اور یہی ٹھیک ہے۔ کیونکہ کبھی غیر ثقہ سے روایت کرتا ہے اس وجہ سے نہیں کہ وہ روایت دلیل اور حجت ہے بلکہ اعتبار اور تائید کے لیے۔ البتہ جب ثقہ ایسا ہے جیسا مالک نے کہا تو جس سے وہ اپنی کتاب میں روایت کرے وہ اس کے نزدیک ثقہ سمجھا جائے گا اور جو ثقہ اتنا ہے کہ مجھ سے بیان کیا ثقہ نے تو وہ کافی ہے تعدیل کے لیے۔ (نودنی)

۸۶- عَنْ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ سَعْدٍ وَكَانَ مِنْهُمْ ۸۶- ابن ابی ذعب نے روایت کیا شرحبیل بن سعد سے اور وہ محکم ہے۔

۸۷- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ لَوْ خَيْرْتُ بَيْنَ أَنْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَبَيْنَ أَنْ أَلْقَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَرَّرٍ لَأَحْتَرْتُ أَنْ أَلْقَاهُ ثُمَّ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ كَانَتْ بَعْرَةً أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْهُ. ۸۷- عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کہتے تھے اگر مجھے اختیار دیا جاتا کہ جنت میں جاؤں یا عبد اللہ بن محرر سے ملوں تو میں پہلے اس سے ملنا پھر جنت میں جاتا (ایسی اس کی تعریف سنتا تھا اور اس قدر اس سے ملنے کا اشتیاق تھا) پھر جب میں اس سے ملا تو ایک اونٹ کی منگی مجھے اس سے بہتر معلوم ہوئی۔

۸۸- عَنْ زَيْدِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ أَبِي أَنَسٍ لَنَا نَأْخُذُوا عَنْ أَبِيهِ. ۸۸- زید بن ابی انیس نے کہا مت روایت کرو میرے بھائی سے۔

۸۹- عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَنَسٍ كَذَبًا. ۸۹- عبید اللہ بن عمرو نے کہا بھئی بن ابی انیس جھوٹا تھا۔

۹۰- عَنْ حَمَادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ ذَكَرْتُ فَرْقَدًا عِنْدَ أَيُّوبَ فَقَالَ إِنَّ فَرْقَدًا لَيْسَ صَاحِبَ حَدِيثٍ. ۹۰- حماد بن زید نے کہا فرقہ (بن یعقوب بنی ابویعقوب) کا ذکر آیا ایوب کے سامنے تو انھوں نے کہا وہ صاحب حدیث نہیں۔

۹۱- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَشْرِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ قَطَانَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ ذَكَرَ عِنْدَهُ مُحَمَّدٌ ۹۱- عبد الرحمن بن بشر عبد اللہ بن سعید قطان سے سنا ان کے سامنے ذکر آیا محمد بن عبید اللہ بن عبید بن عمیر لیش

(۸۶) ☆ یعنی نسبت کیا گیا تھا طرف کذب کے۔ شرحبیل بڑا عالم تھا مغازی کا۔ (یعنی رسول اللہ کے جہادوں کا) سفیان بن عیینہ نے کہا اس سے بڑھ کر کوئی مغازی کا جاننے والا نہ تھا۔ وہ محتاج ہو گیا تو لوگ اس ڈر کے مارے اس کو دیتے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ کہہ دے میرا باپ بدر کی لڑائی میں حاضر نہ تھا۔ اور شرحبیل موطا ہے انصار کا مدنی نسبت اس کی ابو سعد ہے۔ محمد بن سعد نے کہا جو بڑا پرانا یوزھا تھا روایت کی ہے اس نے زید بن ثابت اور اکثر صحابہ سے رسول اللہ کے۔ تقریب میں ہے کہ وہ سچا ہے لیکن آخر میں اس کا حافظہ ٹوٹ گیا تھا سو برس کا ہو کر مراد۔

(۸۷) ☆ یعنی ایسا نکلا اور خراب نکلا۔

(۸۸) ☆ یعنی بھئی بن ابی انیس سے روایت کرتا ہے زہری اور عمر بن شعیب سے اس لیے کہ وہ ضعیف ہے۔ بخاری نے کہا وہ کچھ نہیں۔ نسائی نے کہا ضعیف ہے، متروک اللہ ریث ہے۔ تقریب میں ہے کہ کثرت اس کی ابو زید جزری سے اور وہ ضعیف ہے۔ نووی نے کہا اس کا بھائی زید بن ابی انیس وہ ثقہ ہے، طویل ہے حجت لی ہے اس سے بخاری اور مسلم نے۔ محمد بن سعد نے کہا وہ ثقہ ہے، کثیر اللہ ریث اور ثقہ ہے۔ الجہد ریث کا انصاف اور ظلو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کے فائدے کا خیال رکھتے تھے۔ اپنی قربت کا لحاظ کیے بغیر۔

(۹۰) ☆ یعنی حدیث کا روایت کرتا اور کام ہے۔ فرقہ کو اس میں دخل نہ تھا اگرچہ وہ تابعی تھا اور عابد و زاہد تھا جسے اوپر گزرا کہ عبادت اور زہد اور چیز ہے اور حدیث کا علم اور۔ مگر بھئی بن معین سے منقول ہے کہ انھوں نے ثقہ کہا فرقہ کو۔ تقریب میں ہے کہ روایت کیا اس سے تردید اور ابن ماجہ نے اور وہ سچا تھا مگر حدیث میں ضعیف ہے، کثیر الخطا ہے۔ اسلحہ میں مرا۔

کا تو انھوں نے اس کو بہت زیادہ ضعیف کہا۔ اس سے کسی نے کہا کیا وہ یعقوب بن عطاء سے بھی زیادہ ضعیف ہے تو انھوں نے کہا ہاں۔ پھر کہا کہ میں نہ سمجھتا تھا کہ کوئی محمد بن عبید اللہ بن عبید بن عمیر سے روایت کرے گا۔

۹۲- بشر بن حکم سے روایت ہے میں نے سنا یحییٰ بن سعید قطان سے (جو امام تھے حدیث کے) انھوں نے ضعیف کہا حکیم بن جبر کو اور عبداللہ علی (بن عامر الثعلبی) کو اور ضعیف کہا یحییٰ بن موسیٰ بن دینار کو اور کہا کہ اس کی حدیث مثل ہوا کے ہے اور موسیٰ بن وہقان کو اور عیسیٰ بن ابی نعیم مدنی کو۔

امام مسلم نے کہا کہ میں نے سنا حسن بن عیسیٰ سے اس نے کہا مجھ سے کہا عبد اللہ بن مبارک نے کہ جب تو جبریر کے پاس جائے تو اس کا سارا علم لکھ لے (یعنی سب حدیثیں اس کی روایت کر) مگر تین آدمیوں کی حدیثیں مت لکھ، عبیدہ بن مقب، سری بن اسحاق اور محمد بن سالم کی روایتیں۔

امام مسلم نے کہا اور اس کے مانند جو ہم نے ذکر کیا اہل حدیث کا کلام متہم راویوں میں اور ان کے عیبوں میں بہت ہے جس کے سب بیان کرنے سے کتاب لمبی ہو جائے گی اور جس قدر

بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ النَّبِيِّ فَضَعَفَهُ جَدًّا فَقِيلَ لِيَحْتَمِلُ أَوْضَعُفَ مِنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَطَاءٍ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ مَا كُنْتُ أَرَى أَنَّ أَحَدًا يَرْوِي عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَيْرٍ بْنِ عُمَيْرٍ

۹۲- عَنْ بَشَرَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ ضَعَفَ حَكِيمَ بْنَ جَبْرِ وَعَبْدَ اللَّهِ الْأَعْلَى وَضَعَفَ يَحْيَى بْنَ مُوسَى بْنِ دِينَارٍ قَالَ حَدِيثُهُ رِيحٌ وَضَعَفَ مُوسَى بْنُ وَهْقَانَ وَيَعْسَى بْنُ أَبِي عَيْسَى الْمَدَنِيُّ

قَالَ وَسَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَيْسَى يَقُولُ قَالَ لِي ابْنُ الْمُبَارَكِ إِذَا قَدِمْتَ عَلَى جَبْرِيرٍ فَاتَّكِبْ عَلَيْهِ كُلَّهُ إِلَّا حَدِيثَ ثَلَاثَةٍ لَا تَكْتُبْ حَدِيثَ عُبَيْدَةَ بْنِ مُقَبِّرٍ وَالسَّرِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ وَمُحَمَّدٍ بْنِ سَالِمٍ

قَالَ مُسْلِمٌ وَأَشْبَاهُ مَا ذَكَرْنَا مِنْ كَلَامِ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي مُتَهَمِي رِوَاةِ الْحَدِيثِ وَإِخْتِارِهِمْ عَنْ مَعَايِهِمْ كَثِيرٌ يَطُولُ الْكِتَابُ بِذِكْرِهِ عَلَى

(۹۲) ☆ یہ حکیم بن جبریر اسدی کو فی ہے شیعہ تھا ابو حاتم رازی نے کہا بڑا کثر شیعہ تھا عبد الرحمن بن مہدی اور شعبہ سے پوچھا گیا کہ تم نے حکیم بن جبریر سے روایت کرنا کیوں چھوڑا تو انھوں نے کہا ہم ڈرتے ہیں جنہم سے یعنی اس کی روایتیں جھوٹی ہیں۔ اگر ہم اس سے نقل کریں گے تو دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ تقریب میں ہے کہ وہ ضعیف ہے اور روایت کیا اس سے ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اور انہیں روایت کیا اس سے بخاری اور مسلم نے۔ تقریب میں ہے کہ وہ سچا ہے مگر وہم کرتا ہے یعنی لغو اور بے ثبات ہے۔ اس مقام میں تمام شخصوں میں یحییٰ کے بعد لفظ بن کا موجود ہے جو یحییٰ غلطی ہے اور صواب یہ ہے کہ بن کا لفظ نہ ہو۔ نووی نے کہا یہ غلطی مسلم کی کتاب نقل کرنے والوں سے ہوئی ہے نہ مسلم سے۔ یہ موسیٰ بن دینار کی ہے جو روایت کرتا ہے سالم سے جو بصری ہے روایت کرتا ہے ابن کعب سے۔ تقریب میں ہے کہ یہ ضعیف ہے۔ یہ عیسیٰ بن مہمرہ ہے۔ اس کی نکت ابی موسیٰ ہے یا ابو محمد غفاری مدنی۔ اصل اس کی کوئی ہے۔ اس کو خیاط یا حنا کہتے ہیں یا خیاط۔ یحییٰ بن مہمین نے کہا پہلے خیاط (درزی) تھا پھر اس پیشے کو چھوڑ کر حنا ہوا (یعنی گہیوں بیچنے لگا تھا سے) پھر اس کو چھوڑ کر خیاط ہوا۔ (یعنی سچے چھانڑنے والا) تقریب میں ہے کہ یہ مزدک ہے۔

☆ کیونکہ یہ سب ضعیف ہیں۔ نووی نے کہا یہ تینوں کوئی ہیں اور مزدک ہیں۔

ہم نے بیان کیا وہ کافی ہے اس شخص کے لیے جو قوم کا مذہب سمجھ بوجھ جائے۔

اور حدیثوں کے اماموں نے راویوں کا عیب کھول دینا ضروری سمجھا اور اس بات کا فتویٰ دیا جب ان سے پوچھا گیا اس لیے کہ یہ بڑا اہم کام ہے۔ کیونکہ دین کی بات جب نقل کی جائے گی تو وہ کسی امر کے حلال ہونے کے لیے ہوگی یا حرام ہونے کے لیے اس میں کسی بات کا حکم ہو گا یا کسی بات کی ممانعت ہوگی کسی کام کی طرف رغبت دلائی جائے یا کسی کام سے ڈرا جائے گا۔ بہر حال جب راوی سچا اور امانت دار نہ ہو پھر اس سے کوئی روایت کرے جو اس کے حال کو جاننا ہو گا اور وہ حال دوسرے سے بیان نہ کرے جو نہ جانتا ہو تو گنہگار ہو گا اور دھوکا دینے والا ہو گا مسلمانوں کو اس لیے کہ بعض لوگ ان حدیثوں کو سنیں گے اور ان سب پر یا بعض پر عمل کریں گے اور شاید وہ سب یا ان میں سے اکثر جھوٹی ہوں (اور بعض نسخوں میں یہ ہے کہ ان میں کہا زیادہ جھوٹی ہوں) جن کی اصل نہ ہو۔ حالانکہ صحیح حدیثیں ثقہ لوگوں کی اور جن کی روایت پر قناعت ہو سکتی ہے کیا کم ہیں کہ بے اعتبار اور جن کی روایت پر قناعت نہیں ہو سکتی ان کی روایتوں کی احتیاج پڑے۔

اور میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں نے اس قسم کی ضعیف حدیثیں اور مجہول سندیں نقل کی ہیں اور ان میں مصروف ہیں اور وہ جانتے ہیں ان کے ضعف کو تو ان کی غرض یہ ہے کہ عوام کے نزدیک اپنا کثرت علم ثابت کریں اور اس لیے کہ لوگ

اسْتَفْصَاہِ وَیَمَّا ذَکَرْنَا کِمَایَہُ لِمَنْ تَقَہُمْ وَعَقَلَ مَذْہَبَ الْقَوْمِ فِیْمَا قَالُوا مِنْ ذَٰلِکَ وَیَسُوۡا ۚ
وَإِنَّمَا أَلْزَمُوۡا أَنْفُسَهُمُ الْکُشْفَ عَنْ مَغَایِبِ رُوَاۡةِ الْحَدِیْثِ وَنَاقِلِیِ الْأَخْبَارِ وَأَقْبُوا بِذَٰلِکَ حِیْنَ سُئِلُوا لِمَا فِیْہِ مِنْ عَظِیْمِ الْخَطَرِ
إِذْ الْأَخْبَارُ فِی أَمْرِ الدِّیْنِ إِنَّمَا تَأْتِی بِتَخْلِیْلِ أَوْ تَخْرِیْمِ أَوْ أَمْرٍ أَوْ نَهْیٍ أَوْ تَرْغِیْبٍ أَوْ تَرْهِیْبٍ فَإِذَا كَانَ الرَّوَاۡی لَهَا لَیْسَ بِمُعْتَدٍ لِّلصَّدَقِ وَالْأَمَانَةِ ثُمَّ أَقْدَمَ عَلَی الرَّوَاۡیَةِ عَنْهُ مِنْ فَدَ عَرَفَهُ وَلَمْ یَمِیۡنْ مَا فِیْہِ لِغَیْرِہِ مِمَّنْ جَہَلَ مَعْرِفَتَہُ کَانَ إِنَّمَا یَفْعَلُ ذَٰلِکَ غَاشًا یَعُوۡمُ الْمُسْلِمِیۡنَ إِذْ لَا یُؤْمِنُ عَلَی بَعْضِ مَنْ سَمِعَ بِلَکَ الْأَخْبَارِ أَلَّا یَسْتَعِیۡلُہَا أَوْ یَسْتَعْمِلَ بَعْضُہَا وَلَعَلَّہَا أَوْ أَكْثَرُہَا أَتَّخِذُ لَهَا أَصْلًا لِّہَا مِنْ أَنَّ الْأَخْبَارَ الصَّحَاحَ مِنْ رُوَاۡیَةِ الثَّقَاتِ وَأَهْلِ الْفَنَاعَةِ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ یُعْطَرَ بِأَلٰی نَقْلِ مَنْ لَیْسَ بِثِقَہٍ وَلَا مُقْبَحٍ ۚ

وَلَا أَحْسَبُ کَثِیۡرًا مِّمَّنْ یَعْرِجُ مِنَ النَّاسِ عَلَی مَا وَضَعْنَا مِنْ هٰذِہِ الْآحَادِیْثِ الضَّعَافِ وَالْأَسَاسِیۡدِ الْمُسْخَہُولَةِ وَیَعْتَدُ بِرُوَاۡیَتِہَا بَعْدَ مَعْرِفَہِہَا بِمَا فِیْہَا مِنَ التَّوۡہَنِ وَالضَّعْفِ إِلَّا أَنَّ الَّذِی یَحْمِلُہُ عَلَی رُوَاۡیَتِہَا

یعنی یہ کتاب کچھ جرح اور تعدیل کی تھوڑی ہے کہ اس میں سب راویوں کا حال بیان کیا جائے بلکہ جرح اور تعدیل کی تو جد بڑی بڑی کتابیں ہیں جن میں تمام راویوں کا پورا پورا حال بیان کیا گیا ہے۔ یہاں تو چند راویوں کا عیب ائمہ حدیث کے اقوال سے بیان کیا گیا صرف اس مقصد کے لیے کہ ائمہ حدیث کے نزدیک راویوں کا عیب اور قسم بیان کرنا برا نہیں اور اس کو نفیثت میں داخل نہیں کرتے۔

یعنی روایت کرنے کے لیے صحیح حدیثیں ہزاروں ہیں پھر ضرورت کیا ہے کہ ان کو چھوڑ کر ضعیف، مشکوٰۃ اور موضوع حدیثوں کو نقل کرے۔

وَالْبَاطِلُ يُدْخِلُهَا بِهَا إِزَادَةُ التَّكْثِيرِ بِذَلِكَ عِنْدَ الْعَوَامِّ وَلَئِنْ يُقَالُ مَا أَكْثَرَ مَا جَمَعَ فَلَا مِنْ التَّخْدِيشِ وَأَلْفَ مِنَ الْعُدُوِّ وَمَنْ ذَهَبَ فِي الْعِلْمِ هَذَا التَّنْذِبِ وَسَلَّكَ هَذَا الطَّرِيقَ فَلَا يُصِيبُ لَهُ فِيهِ وَكَانَ يَأْنٍ يُسَمَّى جَاهِلًا أَوْ يَمْنُ أَنْ يُنْسَبَ إِلَى عِلْمٍ

کہیں سبحان اللہ 'فلاں' شخص نے کتنی زیادہ حدیثیں جمع کی ہیں اور جس شخص کی یہ چال ہے اور اس کا یہ طریقہ ہے اس کا علم حدیث میں کچھ نہیں اور وہ جاہل کہلانے کا زیادہ سزاوار ہے عالم کہلانے سے۔

یہ حدیث کیونکہ علم وہ ہے جس کو عالم لوگ تسلیم کریں اور جاہل ناواقف لوگوں کا کیا اعتبار ہے۔ وہ اگر ایسے شخص کو بڑا عالم خیال کریں تو ان کے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے۔ حدیث کے امام اور فاضل ہمیشہ ایسے شخص کو جو ہر قسم کی حدیثیں نقل کرے اور صحیح اور ضعیف میں تمیز نہ کرے جاہل اور بے وقوف جانیں گے۔ امام نووی نے قاضی عیاض سے نقل کیا ہے کہ راویوں کا عیب بیان کرنا جائز ہے بلکہ واجب ہے باعتبار علماء۔ اس واسطے کہ شریعت کی حفاظت ضروری امر ہے اور یہ غیبت میں داخل نہیں جو حرام ہے بلکہ فصاحت ہے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ اور مسلمانوں کے لیے یعنی سب کی خیر خواہی ہے اور ہمیشہ امت محمدی کے فاضل اور پرہیزگار اور تقویٰ شعار لوگ ایسا کرتے چلے آئے ہیں جیسے مسلم نے اس باب میں کتنے ہی بزرگوں کے اقوال نقل کئے ہیں اور میں نے بھی بخاری کی شرح کے شروع میں چند اقوال اس قسم کے بیان کئے ہیں۔ مگر یہ امر ضروری ہے کہ جو شخص راویوں کا عیب بیان کرے وہ خدا سے ڈرے اور سوچ سمجھ کر کہے اور سستی اور کاہلی سے پرہیز کرے اور اس شخص کا عیب بیان نہ کرے جو عیب سے پاک ہو یا جس کا عیب فاش نہ ہوا ہو اس لیے کہ جرح کرنے سے بھی ایک مفیدہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ اس راوی کی روایتیں اعتبار کے قابل نہیں رہیں اور اس کی سب حدیثیں رد ہو جاتی ہیں پھر اگر جرح غلط ہو تو گویا صحیح روایتوں اور حدیثوں کو رد کیا۔ اسی واسطے جرح اس شخص کا مقبول ہے جو خود صاحب معرفت 'مقبول القول' ہو ورنہ جرح کرنے والے کو جرح کرنا درد ست نہیں۔ اب یہ بات کہ جرح اور تعدیل دونوں میں ایک شخص کا کہنا کافی ہے یا کئی شخص ہونے چاہیں؟ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایک شخص کا کہنا کافی ہے۔ پھر یہ بات کہ جرح کا سبب بیان کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اس میں بھی اختلاف ہے۔ امام شافعی اور بہت سے علماء کا یہ قول ہے کہ سبب بیان کرنا ضروری ہے اور جرح بہم مقبول نہیں اور قاضی ابوبکر باقلائی وغیرہ کا یہ بیان کرنا ضروری نہیں اور جو نہیں پہچانتا اس کے لیے ضروری ہے۔ پھر جن لوگوں کے نزدیک جرح میں سبب کا بیان کرنا ضروری ہے وہ کہتے ہیں کہ جرح بہم کا اثر صرف اسی قدر ہو گا کہ اس کی روایت جحمت کے لائق نہ رہے گی جب تک اس جرح کا قوت یا بطلان نہ ہو۔ اب محققین میں جو بعض ایسے راوی ہیں جن پر اگلے لوگوں نے جرح کی ہے تو ان کی جرح بہم ہے جو غایت نہیں ہوتی اگر بعض لوگ جرح کریں اور بعض تعدیل ایک ہی راوی کی تو قول مختار جس پر جمہور علماء اور محققین ہیں یہ ہے کہ جرح تعدیل کی جائے گی اور جرح مقدم ہے تعدیل پر اگرچہ تعدیل کرنے والے عدد میں زیادہ ہوں اور بعضوں نے کہا مگر تعدیل کرنے والے زیادہ ہوں تو تعدیل مقدم ہے مگر صحیح پہلا قول ہے۔ امام مسلم نے اس باب میں غشی سے نقل کیا کہ انھوں نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے فلاں نے اور وہ متہم تھا۔ اس مقام پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ان اماموں نے اپنے لوگوں سے کیوں روایت کی حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہ لوگ کذاب اور متہم ہیں اور اس کے کئی جواب ہیں ایک یہ کہ انھوں نے روایت کیا لوگوں کو جتنے کہیں گے اس روایت کے ضعف سے آگاہ ہو جائیں۔ دوسری یہ کہ ضعیف شخص سے بطور استیساہ اور تائید کے روایت کرنا درد ست ہے مگر بالاخر انھوں اس کی روایت جحمت پکڑنے کے لائق نہیں۔ تیسری یہ کہ ضعیف شخص کی سب روایتیں جھوٹی نہیں ہوتیں۔ تو حدیث کے امام اس کی روایتوں کو پہچان لیتے ہیں اور ان کو روایت کرتے ہیں اور ضعیف اور باطل کو چھوڑ دیتے ہیں اور یہ امر ان پر آسان ہے۔ جیسے کسی نے سفیان ثوری سے کہا سب انھوں نے کبھی (محمد بن سائب) کی روایت کرنے کو منع کیا کہ تم کیوں اس سے روایت کرتے ہو تو انھوں نے کہا کہ میں اس کے جھوٹ اور کج کو پہچان لیتا ہوں۔ چوتھی یہ کہ اکثر ضعیف شخصیتوں سے اح

ظہر غریب و ترہیب فضائل قصص اور زہد و اخلاق کی حدیثیں روایت کرتے ہیں جو کسی شے کی حلت یا حرمت سے متعلق نہیں اور ابجدیث سے اس قسم کی ضعیف روایتوں کو جائز رکھا ہے بشرطیکہ موضوع نہ ہو لیکن حدیث کے اماموں نے ضعیف لوگوں سے کسی قسم کی روایت نقل کرنا بالانفراد جائز نہیں رکھا نہ محققین علماء نے اور یہ جو بعض نقیبوں کی (جیسے صاحب بدایہ کی) عادات ہے کہ ہر قسم کی روایت نقل کرتے ہیں یہ عمدہ بات نہیں بلکہ نہایت بری بات ہے۔ اس لیے کہ اگر ان کو معلوم تھا کہ یہ روایت ضعیف ہے تو درست نہ تھا دلیل لا لاس سے کیونکہ سب علماء کا اتفاق ہے اس بات پر کہ ضعیف حدیث ابجدیث شریعہ میں جیت پڑنے کے قابل نہیں ہے اور اگر ان کو معلوم نہ تھا ضعیف اس کا تو بھی درست نہ تھی یہ بات کہ نقل کرتے اس کو بغیر جانچے ہوئے یا دراصل علم سے پوچھے بغیر۔ کا ذہین یعنی حدیث بنانے والوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جن کا جھوٹ صاف کھل گیا ہے۔ وہ کئی طرح کے ہیں۔ بعض تو ایسے کہ صاف تراش لیتے ہیں حضرت پر جو بات آپؐ نے نہیں فرمائی جیسے زندگی بے دین لوگ جن کے نزدیک دین کی کوئی عظمت یا عزت نہیں۔ یا اس کام کو اچھا اور ثواب سمجھتے ہیں جیسے بعض جاہل درویش اور صوفی کہ فضائل اور جن کے نزدیک دین کی کوئی عظمت یا عزت نہیں یا اس کام کو اچھا اور ثواب سمجھتے ہیں جیسے بعض جاہل درویش اور صوفی کہ فضائل اور اخلاق میں لوگوں کو رغبت دلانے کے لیے حدیثیں بنا لیتے ہیں یا اپنا فخر جتانے کے لیے نئی اور نادر روایتوں سے جیسے فاسق لوگ کرتے ہیں یا تعصب سے اپنا مذہب ثابت کرنے کے لیے جیسے بدعتی اور شیعہ اور قدریہ اور جمہیہ خلفہم اللہ تعالیٰ۔ اور اہل علم کے نزدیک ہر ایک طبقے کے لوگ ان میں سے مطمئن اور معلوم ہو گئے ہیں اور بعض ان کذابین میں سے ایسے ہیں جو حدیث کے متنب کو نہیں مانتے لیکن اس کے لیے ایک صحیح سند تراش لیتے ہیں اور بعض سند کو الٹ پلٹ دیتے ہیں اور بعض اس میں بڑھاپے ہیں اور اس سے مقصود اپنا فعل ظاہر کرنا یا اپنی جہالت رفع کرنا ہوتا ہے اور بعض اس طرح جھوٹ بولتے ہیں کہ جس سے انہیں سلااس سے کہتے ہیں کہ ہم نے سنا ہے یا جس سے نہیں ملے اس سے ملنا بیان کرتے ہیں اور اس کی صحیح حدیثیں نقل کرتے ہیں اور بعض ایسا کیا کرتے ہیں کہ صحابی یا تابعی یا حکیم کے قول کو بڑھا کر رسول اللہ کا قول نقل کر دیتے ہیں۔ ان سب قسموں کے لوگ کذاب ہیں اور مژدک ہیں ابجدیث کے نزدیک۔ اسی طرح وہ شخص جو حدیث کی روایت پر جرأت کرتا ہے بغیر اس کو تحقیق کئے ہوئے اور جانچے ہوئے تو ایسے لوگوں سے روایت نہیں کرتے نہ ان کی روایتیں قبول کرتے ہیں اگرچہ صرف ایک ہی بار انھوں نے ایسا کیا ہو۔ کیونکہ جب ایک بار سب احتیاطی کی توان کا اعتبار جارہا۔ جیسے جھوٹا گواہ ایک بار جھوٹی گواہی دینے سے اس کی گواہی اعتبار کے لائق نہیں رہتی۔ پھر اگر ایسا شخص تو بہ کرے تو آئندہ بھی اس کی روایت قبول ہوگی یا نہ ہوگی اس میں اختلاف ہے۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ قبول ہوگی اس لیے کہ تو بہ سے سب قسم کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جنھوں نے آئندہ بھی قبول نہ کیا ان کی جہت یہ ہے کہ یہ گناہ نہایت سخت ہے یعنی حضرت پر جھوٹ باندھنا تو اس کی سزا سخت ہوتی چاہئے کیونکہ آپؐ نے خود فرمایا کہ مجھ پر جھوٹ باندھنا ایسا نہیں ہے جیسے اور کسی پر جھوٹ باندھنا۔ دوسری قسم کا ذہن کی یہ ہے کہ حدیث میں تو وہ کسی قسم کا جھوٹ نہیں بولتے لیکن اور دنیا کی باتوں میں جھوٹ بولتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی روایت بھی قبول نہیں ہوتی نہ ان کی گواہی قبول ہے البتہ اگر تو بہ کریں تو قبول ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر ایک آدھ جھوٹ کسی دنیا کی بات میں نقل جائے اور وہ معلوم اور مشہور نہ ہو تو اس کی روایت قبول ہوگی۔ کیونکہ احتمال ہے کہ اس سے غلطی ہوئی یا وہ ہم ہو اور جو وہ خود ایک مرتبہ جھوٹ بولنے کا اقرار کرے بشرطیکہ اس کے جھوٹ سے کسی مسلمان کو نقصان نہ پہنچا ہو اور پھر تو بہ کرے تو بھی اس کی روایت قبول ہوگی کیونکہ یہ نادر ہے اور ان گناہوں میں سے نہیں جو انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں اور اس قسم کی خطائیں اکثر لوگوں سے سرزد ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی حکم ہے اس جھوٹ کا جو بطریق تعریف یا طفرے کے ہو کیونکہ وہ درحقیقت جھوٹ نہیں اگرچہ ظاہر صورت میں جھوٹ ہے جیسے رسول اللہؐ نے ابوہریرہؓ کو کہ وہ اپنی لاشیٰ کھدیجے سے زمین پر نہیں رکھا۔ (یعنی اکثر بار بیٹ کیا کرتا ہے) ایسا تو حضرت ابراہیمؑ نے بھی کیا کہ اپنی بیوی کو بہن بتلایا۔ یہ تو یہ جو بنظر مصلحت ہو درست ہے۔ تمام ہو انکلام کا مضمی عیاض کا۔ (نووی)

بَابُ: صَحَّةِ الْإِحْتِجَاجِ بِالْحَدِيثِ
الْمُعْتَمَدِ إِذَا امْتَنَ لِقَاءُ الْمُعْتَمَدِينَ وَلَمْ
يَكُنْ فِيهِمْ مُدَلِّسٌ ۝

باب: معتمن حدیث سے حجت پکڑنا صحیح ہے جب کہ
معتمن والوں کی ملاقات ممکن ہو اور ان میں کوئی
تدلیس کرنے والا نہ ہو۔

وَقَدْ تَكَلَّمْتُ بَعْضُ مُتَحَبِّطِي الْحَدِيثِ مِنْ
أَهْلِ عَصْرِنَا فِي تَضْيِيقِ الْأَسَانِيدِ وَتَسْتَعْيِمِهَا
بِقَوْلِ لَوْ صَرَرْنَا عَنْ جِهَاتِهِ وَذَكَرْنَا قَسَادَهُ
صَفْحًا لَكَانَ رَأْيًا مَبِينًا وَمَذْهَبًا صَحِيحًا إِذْ

ہے معتمن اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی اسناد میں فلاں عن فلاں عن فلاں فلاں سے روایت کیا۔
چونکہ ایسی اسناد میں راوی یوں نہیں کہتا کہ میں نے فلاں سے سنا یا اس نے مجھ سے بیان کیا تو شبہ رہتا ہے کہ ایک نے دوسرے سے سنا ہے یا
نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ سچ میں کوئی راوی رہ گیا ہو۔ اس واسطے معتمن حدیث کے حجت ہونے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کا یہ قول ہے کہ اگر ایک
راوی نے دوسرے سے کلام نہ پایا ہو اور اس کی ملاقات اس سے ممکن ہو تو روایت محمول ہوگی اتصال پر اور حجت ہوگی۔ امام مسلم کا یہی مذہب ہے اور
اس باب میں اسی کو ثابت کیا ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ صرف ملاقات کا ممکن ہو کافی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ کم سے کم ایک بار اس راوی کی
دوسرے راوی سے ملاقات ہو جانا ثابت ہو جائے۔ امام مسلم نے کہا یہ قول اعتبار کے لائق نہیں اور بالکل بیاضہب ہے جو اہل علم میں سے کسی
نے اختیار نہیں کیا اور بدعت ہے لیکن تحقیق علماء نے اس قول کو اختیار کیا ہے اور مسلم کے مذہب کو ضعیف کہا ہے۔ علی بن المدینی اور بخاری
اور ایک جماعت علماء مسلم کی مخالفت میں ہیں بلکہ بعضوں نے اس سے زیادہ اور شرطیں بھی کی ہیں کہ اس راوی کی دوسرے راوی سے ملاقات
معلوم اور مشہور ہو اور ان میں صحبت رہی ہو۔ مگر ابن مدینی اور بخاری نے جو قول اختیار کیا ہے وہی صحیح ہے کہ جب کم سے کم ایک بار ملاقات
ثابت ہوگی تو روایت متصل بھی جائے گی کیونکہ راوی کا حال معلوم ہے کہ اس کی حالت تدلیس کی نہیں۔ تدلیس کے معنی پھپھانا اور اصطلاح
کے ہیں۔ ابجدیث میں تدلیس اس کو کہتے ہیں کہ راوی اپنے شیخ کو جس سے حدیث سنی ہے چھپا کر اس کے اوپر کے راوی کا نام لے تاکہ لوگوں کو
معلوم ہو کہ اس نے اس سے سنا ہے اور یہ عادت بعض ابجدیث کی تھی جن کا حال معلوم ہو گیا ہے کہ وہ اپنا علو اسناد بتلانے کے لیے یا کسی اور
مخمس سے روایت کرنے میں شرم کر کے تدلیس کیا کرتے تھے۔ پھر اگر ایسا نہ لیس کرنے والا راوی معتمن حدیث میں ہو تو وہاں ایک بار ملاقات
ہو یا ملاقات ممکن ہو یا کسی کے نزدیک حدیث کے متصل ہونے کے لیے کافی نہ ہو گا جب تک صاف معلوم نہ ہو جائے کہ درحقیقت اس مدلس
راوی کی صحبت اور ملاقات دوسرے راوی سے ہوئی تھی۔ بعض نے یہ کہا ہے کہ معتمن روایت بالکل کسی صورت میں حجت کے لائق نہیں مگر یہ
قول مردود ہے باوجود سلف اس کو کسی نے اختیار نہیں کیا۔ (نووی مع زیادہ) نووی نے اس باب کے ترجمہ کو اس طرح قائم کیا ہے جیسے اوپر لکھا
گیا لیکن نسخہ مطبوعہ کلکتہ میں یہ باب یوں لکھا ہے: باب مائنص به رواية الرواة بعضهم عن بعض والتبعية على من غلط في ذلك. یعنی
باب بیان میں اس بات کے کیونکر صحیح ہوتی ہے روایت ایک راوی کی دوسرے راوی سے اور بیان اس غلطی کا جو لوگوں نے اس مقام پر کی ہے۔
اگرچہ یہ ترجمہ بھی برا نہیں لیکن نووی نے جو ترجمہ کیا ہے وہ زیادہ مناسب ہے اور اولیٰ ہے۔ اس واسطے ہم نے اسی کو اختیار کیا اور وجہ اس
اختلاف کی وہی ہے جو اوپر گزری کہ امام مسلم نے خود تو ابواب کے تراجم کئے نہیں لوگوں نے ان کے بعد لکھ دیے پھر ہر ایک نے مناسب دیکھ
کر اپنی رائے سے باب قائم کئے۔ ہم بھی جو ترجمہ زیادہ مناسب ہو گا اسی کو لکھا کریں گے۔

ہوگا۔ اسلئے کہ غلط بات کی طرف التفات نہ کرنا اس کو مٹانے کیلئے اور اس کے کہنے والے کا نام کھودنے کے لیے بہتر ہے اور مناسب ہے جاہلوں کے لئے تاکہ ان کو خبر بھی نہ ہو اس غلط بات کی مگر اس وجہ سے کہ ہم انجام کی برائی سے ڈرتے ہیں اور یہ بات دیکھتے ہیں کہ جاہل نئی بات پر فریفتہ ہو جاتے ہیں اور غلط بات پر جلد اعتقاد کر لیتے ہیں جو علماء کے نزدیک ساقط الاعتبار ہوتی ہے۔ ہم نے اس قول کی غلطی بیان کرنا اور اس کو رد کرنا جیسا چاہئے لوگوں کے لیے بہتر اور فائدہ مند خیال کیا اور اس کا انجام بھی نیک ہوگا اگر خدا عزوجل چاہے۔

اور اس شخص نے جس کے قول سے ہم نے گفتگو شروع کی اور جس کے فکر اور خیال کو ہم نے باطل کہانیوں گمان کیا ہے کہ جو اسناد ایسی ہو جس میں فلاں عن فلاں ہو اور یہ بات معلوم ہو گئی کہ وہ دونوں ایک زمانہ میں تھے اور ممکن ہو کہ یہ حدیث ایک نے دوسرے سے سنی ہو اور اس سے ملا ہو مگر ہم کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس نے اس سے سنا ہے نہ ہم نے کسی روایت میں اس بات کی تصریح پائی کہ وہ دونوں ملے تھے اور ان میں منہ در منہ بات چیت ہوئی تھی تو ایسی اسناد سے جو حدیث روایت کی جائے وہ حجت نہیں ہے جب تک یہ بات معلوم نہ ہو کہ کم سے کم وہ دونوں اپنی عمر میں ایک بار ملے تھے اور ایک نے دوسرے سے بات چیت کی تھی یا ایسی کوئی حدیث روایت کی جائے جس میں اس امر کا بیان ہو کہ ان دونوں کی ملاقات ایک یا زیادہ بار ہوئی تھی۔ اگر اس بات کا علم نہ ہو اور نہ کوئی حدیث ایسی روایت کی جائے جس سے ملاقات اور سماع کا ثبوت ہو تو ایسی حدیث نقل کرنا جس سے ملاقات کا علم نہ ہو ایسی حالت میں حجت نہیں ہے اور وہ حدیث موقوف رہے گی یہاں تک کہ ان دونوں کا سماع تھوڑا یا زیادہ دوسری روایت سے معلوم ہو۔

الْبَعْضُ عَنْ الْقَوْلِ الْمُطْرَحِ أُخْرَى لِإِمَانِيَّةٍ وَإِسْمَاعِيلَ ذَكَرَ قَائِلَهُ وَأَحْذَرُ أَنْ لَا يَكُونَ ذَلِكَ تَبْيِيهَا لِلْحَمَالِ عَلَيْهِ غَيْرُ أَنَّا لَمَّا نَحْوَقْنَا مِنْ شُرُوبِ الْعَوَاقِبِ وَغَيْرِهَا الْجَهْلَةَ بِمُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ وَإِسْرَاعِهِمْ إِلَى اسْتِقْصَادِ عَطَلِ الْمُخْطِئِينَ وَالْأَقْوَالِ السَّاقِطَةِ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ رَأَيْنَا الْكَشْفَ عَنْ مَسَادِ قَوْلِهِ وَرَدَّ مَقَالِيهِ بِقَدَرِ مَا تَلَيَّقَ بِهَا مِنْ الرَّدِّ أَحَدَى عَلَى الْأَنَامِ وَأَحْمَدَ لِلْعَاقِبَةِ بِإِذْنِ اللَّهِ.

وَزَعَمَ الْقَائِلُ الَّذِي افْتَتَحْنَا الْكَلَامَ عَلَى الْحِكَايَةِ عَنْ قَوْلِهِ وَالْإِسْبَارِ عَنْ سُوءِ رَوَيْتِهِ أَنَّ كُلَّ إِسْنَادٍ لِحَدِيثٍ فِيهِ فَلَانٌ عَنْ فَلَانٍ وَقَدْ أَحَاطَ الْعِلْمُ بِأَنَّهُمَا قَدْ كَفَا فِي غَضَبٍ وَاجِدٍ وَحَازِلٍ أَنْ يَكُونَ الْحَدِيثُ الَّذِي رَوَى الرَّوَايَ عَنْ رَوَى عَنْهُ قَدْ سَمِعَهُ مِنْهُ وَشَافَهُ بِهِ غَيْرُ أَنَّهُ لَا نَعْلَمُ لَهُ مِنْهُ سَمَاعًا وَلَمْ نَجِدْ فِي شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ أَنَّهُمَا اتَّفَقَا قَطُّ أَوْ تَشَافَقَا بِحَدِيثٍ أَنْ الْحُجَّةَ لَا تَقُومُ عِنْدَهُ بِكُلِّ غَيْرِ سِوَا هَذَا السَّجِيَةِ حَتَّى يَكُونَ عِنْدَهُ الْعِلْمُ بِأَنَّهُمَا قَدْ اجْتَمَعَا مِنْ دُفْعَتَيْنِ مَرَّةً فَصَاعِدًا أَوْ تَشَافَقَا بِالْحَدِيثِ بَيْنَهُمَا أَوْ يَرُدَّ غَيْرُ فِيهِ بَيَانُ اجْتِمَاعِهِمَا وَتَلَاقِيهِمَا مَرَّةً مِنْ دُفْعَتَيْنِ مَرَّةً قَطًّا قَوْلُهَا فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ عِلْمُ ذَلِكَ وَلَمْ تَأْتِ رَوَايَةٌ صَحِيحَةٌ تُخَيِّرُ أَنَّ هَذَا الرَّوَايَ عَنْ صَاحِبِهِ قَدْ لَقِيَتهُ مَرَّةً وَسَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ فِي نَفْلِهِ الْخَيْرَ عَنْ رَوَى عَنْهُ عِلْمُ ذَلِكَ وَالْأَمْرُ كَمَا وَصَفْنَا حُجَّةً وَكَانَ الْخَيْرَ عِنْدَهُ مُتَوَقِّفًا حَتَّى يَرُدَّ

عَلَيْهِ سَمَاعُهُ مِنْهُ لِيُشْمَرْ مِنَ الْحَدِيثِ قُلْ أَوْ كَثُرَ فِي رَوَايَةٍ مِثْلَ مَا وَرَدَ.

اور یہ قول اسناد کے باب میں 'خدا تجھ پر رحم کرے' ایک نیا ایجاد کیا ہوا ہے جو پہلے کسی نے نہیں کہا نہ حدیث کے عالموں نے اس کی موافقت کی ہے۔ اس لیے کہ مشہور مذہب جس پر اتفاق ہے اہل علم کا پہلے اور بعد والوں کا وہ یہ ہے کہ جب کوئی ثقہ شخص کسی ثقہ شخص سے روایت کرے ایک حدیث کو اور ان دونوں کی ملاقات جائز اور ممکن ہو (باعتبار سن اور عمر کے) اس وجہ سے کہ وہ دونوں ایک زمانے میں موجود تھے اگرچہ کسی حدیث میں اس بات کی تصریح نہ ہو کہ وہ دونوں ملے تھے یا ان میں درپردہ بات چیت ہوئی تھی تو وہ حدیث حجت ہے اور وہ روایت ثابت ہے۔ البتہ اگر اس امر کی وہاں کوئی کھلی دلیل ہو کہ درحقیقت یہ راوی دوسرے راوی سے نہیں ملایا اس سے کچھ نہیں سنا تو وہ حدیث حجت نہ ہوگی۔ لیکن جب تک یہ امر مبہم رہے (یعنی گول مول اور کوئی دلیل نہ سننے اور نہ ملنے کی نہ ہو) تو صرف ملاقات کا ممکن ہونا کافی ہو گا اور وہ روایت سماع پر محمول کی جائے گی۔

پھر جس شخص نے یہ قول نکالا ہے یا اس کی حمایت کرتا ہے اس سے یوں گفتگو کریں گے کہ خود تیرے ہی سارے کلام سے یہ بات نکلی کہ ایک ثقہ شخص کی روایت دوسرے ثقہ شخص سے حجت ہے جس پر عمل کرنا واجب ہے۔ پھر تو نے خود ایک شرط بعد میں بڑھا دی کہ جب یہ بات معلوم ہو جائے کہ وہ دونوں اپنی عمر میں ایک بار ملے تھے یا زیادہ بار اور ایک نے دوسرے سے سنا تھا۔ اب اس شرط کا ثبوت کسی ایسے شخص کے قول سے ملنا چاہئے جس کا ماننا ضروری ہو۔ اگر ایسا قول نہیں ہے تو اور کوئی دلیل اپنے دعویٰ پر لانا۔ اگر وہ یہ کہے کہ اس باب میں سلف کا قول ہے یعنی اس شرط کے ثبوت کیلئے تو کہا جائے گا کہاں ہے؟ لا! پھر نہ اس کو کوئی قول

وَهَذَا الْقَوْلُ يَرْتَحِلُ اللَّهُ فِي الطَّعْنِ فِي الْأَسَانِيدِ قَوْلٌ مُخْتَرَعٌ مُسْتَحْدَثٌ غَيْرُ مُسْتَوٍ صَاحِبُهُ بَلَّغٌ وَلَا مُسَاعِدٌ لَهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَيْهِ وَذَلِكَ أَنَّ الْقَوْلَ الشَّائِعَ الْمُتَّفَقَ عَلَيْهِ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْأَحْيَارِ وَالرَّوَايَاتِ قَدِيمًا وَحَدِيثًا أَنَّ كُلَّ رَجُلٍ ثَقَّةٍ رَوَى عَنْ مِثْلِهِ حَدِيثًا وَحَاجَزَ مُمْكِنٌ لَهُ لِقَاؤُهُ وَالسَّمَاعُ مِنْهُ لِيَكُونَهُمَا جَمِيعًا كَأَنَّهُمَا غَضَبٌ وَاحِدٌ وَإِنْ لَمْ يَأْتِ فِي خَبَرٍ قَطُّ أَنَّهُمَا اجْتَمَعَا وَلَا تَشَافَهَا بِكَلَامٍ فَالرَّوَايَةُ نَائِبَةٌ وَالْحُجَّةُ بِهَا لَازِمَةٌ إِلَّا أَنْ يَكُونَ هُنَاكَ دَلَالَةٌ بَيِّنَةٌ أَنَّ هَذَا الرَّوَايَ لَمْ يَلْقَ مَنْ رَوَى عَنْهُ أَوْ لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ شَيْئًا فَأَمَّا وَالْأَمْرُ مِنْهُمْ عَلَى الْإِمْكَانِ الَّذِي فَسَّرْنَا فَالرَّوَايَةُ عَلَى السَّمَاعِ أَبَدًا حَتَّى تَكُونَ الدَّلَالَةُ الَّتِي بَيَّنَّا.

فَيَقَالُ لِمُخْتَرَعِ هَذَا الْقَوْلِ الَّذِي وَصَفْنَا مَقَالَتَهُ أَوْ لِلذَّائِبِ عَنْهُ قَدْ أُعْطِيتَ فِي حُجَّتِهِ قَوْلُكَ أَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ الثَّقَةِ عَنْ الْوَاحِدِ الثَّقَةِ حُجَّةٌ يَلْزَمُ بِهِ الْعَمَلُ ثُمَّ أَدْخَلْتَ فِيهِ الشَّرْطَ بَعْدَ فَقُلْتَ حَتَّى نَعْلَمَ أَنَّهُمَا قَدْ كَانَا الثَّقَيَيْنِ مَرَّةً فَصَاعِدًا أَوْ سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا فَهَلْ تَجِدُ هَذَا الشَّرْطَ الَّذِي اشْتَرَطْتَهُ عَنْ أَحَدٍ يَلْزَمُ قَوْلُهُ وَإِلَّا فَهَلْ دَلِيلًا عَلَى مَا زَعَمْتَ فَإِنْ ادَّعَى قَوْلَ أَحَدٍ مِنْ عُلَمَاءِ السَّلَفِ بِمَا زَعَمَ مِنْ إِدْخَالِ الشَّرْطِ فِي تَقْيِيسِ الْخَبَرِ طَوْلَبَ بِهِ وَلَنْ يَجِدَ هُوَ وَلَا

ملے گا اور نہ کسی اور کو اور اگر یہ اور کوئی دلیل قائم کرنا چاہے تو پھر جیسا کہ وہ دلیل کیا ہے؟

پھر اگر وہ شخص یہ کہے کہ میں نے یہ مذہب اس لیے اختیار کیا ہے کہ میں نے حدیث کے تمام اگلے اور پچھلے راویوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے سے حدیث روایت کرتے ہیں حالانکہ اس ایک نے دوسرے کو دیکھا ہے نہ اس سے سنا۔ تو جب میں نے دیکھا کہ انھوں نے جائز رکھا ہے مرسل کو روایت کرنا بغیر سماع کے اور مرسل روایت ہمارے اور اہل علم کے نزدیک حجت نہیں ہے تو ضرورت محسوس ہوئی مجھ کو راوی کے سماع دیکھنے کی جس کو وہ روایت کرتا ہے دوسرے سے۔ پھر اگر مجھے کہیں ذرا بھی ثابت ہو گیا کہ اس نے سنا ہے دوسرے راوی سے تو اس کی تمام روایتیں اس سے درست

غَيْرُهُ إِلَىٰ ابْنِ أَبِي سَيْبَةَ وَإِنَّهُ دَعَىٰ فِيمَا زَعَمَ ذَلِيلًا يَحْتَجُّ بِهِ قَبْلَ لَوْ وَمَا ذَٰلِكَ الدَّلِيلُ. ۱
فَإِنْ قَالَ قُلْتُمْ لَنَا وَحَدَّثْتَ رِوَاةَ الْأَخْبَارِ قَدِيمًا وَحَدِيثًا يُزَوِّي أَخْبَاهُمْ عَنِ الْأَخْبَارِ الْحَدِيثِ وَلَمَّا يُعَانِيهِ وَلَا سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا قَطُّ فَلَمَّا رَأَيْنَهُمْ اسْتَحْزَاوُا رِوَاةَ الْحَدِيثِ يَتَفَهَمُ هَكَذَا عَلَى الْإِسْرَافِ مِنْ غَيْرِ سَمَاعٍ وَالْمُرْسَلُ مِنَ الرِّوَايَاتِ فِي أَصْلِ قَوْلِنَا وَقَوْلِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْأَخْبَارِ لَيْسَ بِحُجَّةٍ اخْتَصَتْ لِمَا وَصَفَتْ مِنْ تَأْبِغُلٍ إِلَى التَّبَحُّثِ عَنْ سَمَاعٍ رَاوِي كُلِّ خَبَرٍ عَنْ رَاوِيهِ فَإِذَا أَنَا هَجَمْتُ عَلَى سَمَاعِهِ مِنْهُ

۱۔ اس مقام پر امام مسلم نے ایک بڑا ضروری قاعدہ شرع کا بیان کیا ہے۔ وہ ہے عمل کرنا خبر واحد پر۔ علامہ نے کہا کہ حدیث یعنی خبر واحد قسم کی ہے ایک متواتر اور ایک احاد۔ متواتر وہ ہے جس کے روایت کرنے والے آدی ہوں کہ ان سب کا جھوٹا ہونا عقل کے نزدیک محال معلوم ہو اور ہر طبقے میں اس کے راوی اسی اکثریت سے ہوں۔ اس قسم کی روایت سے تو علم بھی حاصل ہو تا ہے یعنی یقین اور اس پر عمل بھی واجب ہوتا ہے۔ خبر احاد وہ ہے جس کو ہر طبقے میں اس قدر راویوں نے نقل نہ کیا ہو خواہ ایک ہی راوی نے نقل کیا ہو یا زیادہ نے اگرچہ بعض طبقوں میں اس کے راوی کثرت سے ہوں۔ مثلاً ایک ہی صحابی نے ایک حدیث کو روایت کیا ہے لیکن بہت سے تابعین نے اس صحابی سے سنا ہے تو اگرچہ وہ حدیث مشہور ہوگی لیکن خبر احاد میں داخل ہے۔ خبر احاد کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے مگر جمہور اہل اسلام صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد اور محدثین اور فقہاء اور علماء کا مذہب یہ ہے کہ خبر واحد کا راوی اگر ثقہ ہو تو وہ قابل حجت ہے اور اس سے ظن حاصل ہوتا ہے اگرچہ یقین جیسا متواتر سے حاصل ہوتا ہے نہیں ہوتا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے اور اس کے مقابلے میں قیاس اور رائے کو ترک کرنا چاہیے اور اگر خبر احاد پر عمل واجب نہ ہو تو سارا حدیث کا علم بے کار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حدیثیں متواتر ایک یا دو سے زیادہ نہیں ہیں۔ باقی سب احاد ہیں پھر سوائے قرآن کے کچھ باقی نہیں رہتا۔ قدر یہ اور رافضیہ کا قول یہ ہے کہ خبر واحد پر عمل واجب نہیں اور بعض اہل حدیث کا قول یہ ہے کہ خبر واحد علم اور عمل دونوں کو موجب ہے مثل خبر متواتر کے اسلئے کہ راوی ثقہ اور معتبر ہے اور بعضوں کا قول یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کی احاد حدیثیں علم کو موجب ہیں اور عمل کو بھی جبکہ باقی کتابوں کی احاد حدیثیں صرف عمل کو موجب ہیں۔ مگر یہ سب اقوال ضعیف ہیں اور صحیح دینی ہے جو پہلے بیان ہوا کہ خبر واحد پر عمل واجب ہوتا ہے اور اس سے علم یعنی یقین حاصل نہیں ہوتا یا اسلئے اعتقادات میں خبر واحد پر بھروسہ نہیں ہو سکتا البتہ اگر اخبار احاد بہت سی ہوں جن میں سے ایک مشترک مضمون پیدا ہو تو وہ مضمون متواتر ہو جائے گا اور ایسی حدیث کو متواتر کہتی کہتے ہیں۔ اس میں اگرچہ ہر حدیث کے الفاظ متواتر نہیں ہوتے لیکن ان سب کا حاصل مضمون متواتر خیال کیا جاتا ہے اور اس پر یقین کرنا لازم ہے۔ شفاعت، طاعات، قیامت، ظہور مہدی اور اکثر اعتقادات کے متعلق مضامین اسی قسم کے ہیں جن کے مضامین مختلف حدیثوں اور روایتوں سے متواتر ہو گئے ہیں۔

ہو گئیں۔ اگر بالکل مجھے معلوم نہ ہو کہ اس نے اس سے سنا ہے تو میں روایت کو موقوف رکھوں گا اور میرے نزدیک وہ روایت حجت نہ ہوگی۔ اس لیے کہ ممکن ہے اس کا مرسل ہو نا دلیل ہو مخالف کی۔ (اب اس کا جواب آگے مذکور ہوتا ہے)

تو اس سے کہا جائے گا کہ اگر تیرے نزدیک حدیث کو ضعیف کرنے کی اور اس کو حجت نہ سمجھنے کی علت صرف ارسال کا ممکن ہونا ہے (جیسے اس نے خود کہا کہ جب سماع ثابت نہ ہو تو وہ روایت حجت نہ ہو گی کیونکہ ممکن ہے کہ وہ مرسل ہو) تو لازم آتا ہے کہ تو کسی اسناد متعین کو نہ مانے جب تک اول سے لے کر آخر تک اس میں تصریح نہ ہو سماع کی۔ (یعنی ہر راوی دوسرے سے بچنی ہشام کی روایت سے اس نے اپنے باپ عروہ سے اس نے حضرت عائشہ سے سنا ہے، جیسے ہم اس بات کو بالیقین جانتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے باوجود اس کے احتمال ہے کہ اگر کسی روایت میں ہشام یوں نہ کہے کہ میں نے عروہ سے سنا ہے یا عروہ نے مجھے خبر دی (بلکہ صرف عن عروہ کہے) تو ہشام اور عروہ کے بیچ میں ایک اور شخص ہو جس نے عروہ سے بن کر ہشام کو خبر دی ہو اور خود ہشام نے اپنے باپ سے اس روایت کو نہ سنا ہو لیکن ہشام نے اس کو مرسل روایت کرنا چاہا اور جس کے ذریعہ سے سنا اس کا ذکر مناسب نہ جانا اور جیسے یہ احتمال ہشام اور عروہ کے بیچ میں ہے دیے ہی عروہ اور حضرت عائشہؓ کے بیچ

لَا أَذْنَى شَيْءٍ ثَبَتَ عَنْهُ عِنْدِي بِذَلِكَ جَمِيعٌ مَا يَرْوِي عَنْهُ بَعْدَ فَإِنْ عَزَبَ عَنِّي مَعْرِفَةُ ذَلِكَ أَوْ قُفْتُ الْخَبَرَ وَلَمْ يَكُنْ عِنْدِي مَوْضِعٌ حُجَّةٍ لِيُمْكِّنَ الْإِسْنَادَ فِيهِ. كے

فَيَقَالُ لَهُ فَإِنْ كَانَتْ الْعِلَّةُ فِي تَضَعِيفِكَ الْخَبَرَ وَتَرْكِكَ الْإِسْنَادَ بِوَإِمْكَانِ الْإِسْنَادِ فِيهِ لِرِمَاكَ أَنْ لَا تَثْبِتَ إِسْنَادًا مُتَعَمِّدًا حَتَّى تَرَى فِيهِ السَّمَاعَ مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ وَذَلِكَ أَنَّ الْحَدِيثَ الْوَارِدَ عَلَيْنَا بِإِسْنَادِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ فَيَتَبَيَّنُ نَعْلَمُ أَنَّ هِشَامًا قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ وَأَنَّ أَبَاهُ قَدْ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ كَمَا نَعْلَمُ أَنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَمِعَتْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ يَحُورُ إِذَا لَمْ يَقُلْ هِشَامٌ فِي رِوَايَةِ يَرْوِيهَا عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ أَوْ أَخْبَرَنِي أَنْ يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَبِيهِ فِي تِلْكَ الرِّوَايَةِ إِنْسَانٌ آخَرٌ أَخْبَرَهُ بِهَا عَنْ أَبِيهِ وَلَمْ يَسْمَعْهَا هُوَ مِنْ أَبِيهِ لَمَّا أَحَبَّ أَنْ يَرْوِيَهَا مُرْسَلًا وَلَا يُسَيِّدَهَا إِلَيَّ مَنْ سَمِعَهَا مِنْهُ وَكَمَا يُكُونُ ذَلِكَ فِي هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ أَيْضًا مُمَكِّنٌ فِي أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَكَذَلِكَ كُلُّ إِسْنَادٍ لِحَدِيثٍ لَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ سَمَاعٍ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ وَإِنْ كَانَ قَدْ

یہ مرسل کہتے ہیں اس روایت کو جس کی اسناد میں اقبال نہ ہو یعنی کوئی راوی بیچ میں چھوٹ گیا ہو۔ مثلاً تابعی یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہے اور صحابی کو ذکر نہ کرے جس سے اس تابعی نے سنا ہے۔ منقطع اور معطل بھی اس کی قسمیں ہیں مگر منقطع اکثر اس روایت کو کہتے ہیں جو بیچ تابعی صحابی سے روایت کرے یا بیچے کے راویوں میں سے کوئی راوی چھوٹ جائے اور معطل وہ جس میں دو راوی چھوٹ گئے ہوں۔ مرسل حدیث کے قبول کرنے میں علماء کا بہت زیادہ اختلاف ہے۔ مشہور مذہب یہ ہے کہ وہ قابل حجت نہیں۔ اور یہی قول ہے شافعی اور ایک جماعت فقہاء کا اور مالک، ابو حنیفہ، احمد اور اکثر فقہاء کا قول یہ ہے کہ مرسل روایت قابل حجت ہے جب اس کا راوی ثقہ ہو۔

میں بھی ہو سکتا ہے اسی طرح ہر ایک استاد میں جس میں سماع کی تصریح نہیں اگرچہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ ایک نے دوسرے سے بہت سی روایتیں سنی ہیں مگر یہ ہو سکتا ہے کہ بعض روایتیں اس سے نہ سنی ہوں بلکہ کسی اور کے ذریعہ سے سن کر اس کو مرسل نقل کیا ہو۔ لیکن جس کے ذریعہ سے سنا اس کا نام نہ لیا اور کبھی اس اہمال کو رفع کرنے کے لیے اس کا نام بھی لے دیا اور سال کو ترک کیا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اہتمام جو ہم نے بیان کیا (صرف فرضی اور خیالی نہیں ہے) بلکہ حدیث میں موجود ہے اور جاری ہے۔ بہت سے ثقہ محدثین کی روایتوں میں ہم تھوڑی سی ایسی روایتیں بیان کرتے ہیں خدا چاہے تو ان سے دلیل پوری ہوگی بہت سی روایتوں پر۔ پہلی روایت وہ ہے جو ابوب خنیئہ اور ابن مبارک اور کچھ اور ابن نمیر اور ان کے علاوہ ایک جماعت نے ہشام سے نقل کی اس نے اپنے باپ عروہ سے اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ میں خوشبو لگاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کھولنے وقت اور احرام باندھتے وقت جو سب سے عمدہ مجھ کو ملتی۔ اسی روایت کو بیہنہ لیث بن سعد اور داؤد عطاء اور حمید بن الاسود اور وہیب بن خالد اور ابواسامہ نے ہشام سے روایت کیا۔ ہشام نے کہا کہ خبر دی مجھ کو عثمان بن عروہ نے اس نے عروہ سے اس نے حضرت عائشہ

عُرِفَ فِي الْخُتْلَةِ أَنْ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ قَدْ سَمِعَ مِنْ صَاحِبِهِ سَمَاعًا كَثِيرًا فَحَاجَّزَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ أَنْ يَنْزِلَ فِي بَعْضِ الرِّوَايَةِ فَيَسْمَعَ مِنْ غَيْرِهِ عَنْهُ بَعْضُ أَحَادِيثِهِ ثُمَّ يُرْسِلُهُ عَنْهُ أَحْيَانًا وَلَا يُسَمِّي مَنْ سَمِعَ مِنْهُ وَيَنْشِطُ أَحْيَانًا فَيُسَمِّي الرَّحْلَ الَّذِي خَمَلَ عَنْهُ الْحَدِيثَ وَيَتْرَكَ الْبَرَّاسَانَ. ۵

وَمَا قُلْنَا مِنْ هَذَا مَوْجُودٌ فِي الْحَدِيثِ مُسْتَفْصِلٌ مِنْ فِعْلِ بَقَاةِ الْمُحَدِّثِينَ وَأَيْمُهُ أَهْلُ الْعِلْمِ وَسَدُّوا مِنْ رِوَايَاتِهِمْ عَلَى الْحِجَةِ الَّتِي ذَكَرْنَا عِدَّةً يُسْتَدَلُّ بِهَا عَلَى أَكْثَرِ مِنْهَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى فَمِنْ ذَلِكَ أَنَّ أَبُو بَرٍّ السَّخَّيْنِيَّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَوَكَيْعًا وَابْنُ نُمَيْرٍ وَجَمَاعَةٌ غَيْرُهُمْ رَوَوْا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَطِيبُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَبْلِهِ وَلِحَبْرَتِهِ بِأَطْيَبِ مَا أُحِبُّ فَرَوَى هَذِهِ الرِّوَايَةَ بَعْثُهَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَدَاؤُدُ الشَّعْطَرُ وَخُثَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَوُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى

۹ حاصل جواب یہ ہے کہ جب احتمال ارسال کا حدیث کے حجت نہ ہونے کے لیے کافی ہو تو احتمال تو وہاں بھی موجود ہے جہاں ایک راوی کی ملاقات دوسرے راوی سے ثابت ہو جائے کیونکہ ملاقات کا ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ تمام حدیثیں اس کی روایت کی ہوئی خود اسی سے بنی ہوں۔ جائز ہے کہ کچھ اس سے خود سے کچھ اور لوگوں کے واسطے سے۔ تو ملاقات کا حال معلوم ہونا بھی احتمال رفع کرنے کے لیے کافی نہ ہو۔ پھر اس شرط ملاقات سے حاصل ہی کیا ہو بلکہ اور ضرر پیدا ہو کہ ہزاروں صحیح، متصل روایتیں جو عن عن کے ساتھ مروی ہیں ایک بے بنیاد احتمال سے بیکار ہو گئیں۔ مخالف اس کا جواب یہ دے سکتا ہے کہ مطلق احتمال رفع اتصال کے لیے کافی نہیں جب ملاقات ثابت ہوگی تو جانب اتصال کو ترجیح ہے اور جانب ارسال مروجہ تو اختیار اتصال ہی کا ہو گا کیونکہ وہی ظاہر ہے اور ظن غالب بھی اسی کا ہے۔ اس لیے کہ راوی مدرس نہیں بر خلاف اس صورت کے کہ جس ملاقات ایک بار بھی ثابت نہیں وہاں جانب اتصال اور ارسال دونوں مساوی ہیں۔ اس لیے شک اور تردد ہو اور وہ مستلزم ہے روایت کے موقوف ہونے کو۔

رضی اللہ عنہا ہے۔

اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۱۰

دوسری روایت ہشام کی ہے اپنے باپ عروہ سے اس نے عائشہ سے کہ رسول اللہ ﷺ جب امکاف میں ہوتے تو پاس میری طرف جھکا دیتے۔ میں آپ کے سر میں کٹھی کر دیتی حالانکہ میں حاضر ہوتی۔ اسی روایت کو یحییٰ امام مالک نے زہری سے روایت کیا ہے اس نے عروہ سے اس نے عروہ سے اس نے عائشہ سے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے۔

وَرَوَى هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَكَفَ يُذْنِبِي إِلَيَّ رَأْسَهُ فَأَرْجُلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ فَرَوَاهَا بَعْثُهَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۱۱

تیسری روایت وہ ہے جو زہری اور صالح بن ابی احسان نے ابو سلمہ سے نقل کی اس نے عائشہ سے کہ رسول اللہ ﷺ بوسہ لیتے تھے اور آپ روزہ دار ہوتے۔ یحییٰ بن ابی کثیر نے اس بوسہ کی حدیث کو یوں روایت کیا کہ خبر دی مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے ان کو خبر دی عمر بن عبد العزیز نے ان کو خبر دی عروہ نے ان کو عائشہ صدیقہ نے کہ رسول اللہ ﷺ ان کا بوسہ لیتے اور آپ روزہ دار ہوتے۔

وَرَوَى الزُّهْرِيُّ وَصَالِحُ بْنُ أَبِي حَسَّانٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ فَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ فِي هَذَا الْخَبَرِ فِي الْقُبْلَةِ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْغَزِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ ۱۲

چوتھی روایت وہ ہے جو سفیان بن عیینہ وغیرہ نے عمرو بن دینار سے کی انھوں نے جابر سے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو گھوڑوں کا

وَرَوَى ابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُهُ عَنْ عُمَرَ بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَطْعَمَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

۱۰ تو ہشام اور عروہ کے سچ میں عثمان بن عروہ کا واسطہ نقل کیا اور پہلی اسناد میں عثمان کا واسطہ نہیں ہے صرف ہشام بن عروہ کا ہے۔ پہلی اسناد نقل کرتے والے حدیث کے بڑے بڑے امام ہیں۔ ان سب سے غلطی نہیں ہو سکتی تو لازم آتا ہے کہ اس روایت کو ہشام نے خود عروہ سے نہیں سنا بلکہ عثمان کے واسطے سے سنا۔ لیکن کبھی ہشام نے اس کو مسنداً عروہ سے نقل کیا اور کبھی مسند عثمان سے اگرچہ اس مقام میں یہ احتمال بھی ہے کہ ہشام نے اس کو پہلے عثمان کے واسطے سے سنا ہو پھر خود عروہ سے مل جلا واسطہ بھی اس سے سن لیا ہو۔

۱۱ تو امام مالک کی روایت میں عروہ اور عائشہ کے سچ میں ایک واسطہ ہے عروہ کا جو پہلی اسناد میں نہیں ہے۔ نووی نے کہا کہ اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ حاضرہ عورت کے اور اعضا پاک ہیں اور اس پر علماء کا اتفاق ہے اور ابو یوسف سے جو منقول ہے کہ حاضرہ کا ہاتھ نجس ہے وہ روایت صحیح نہیں۔ دوسرا یہ کہ مختلف اپنے بالوں میں کٹھی کر سکتا ہے۔ تیسرا یہ کہ اپنی عورت کی طرف دیکھ سکتا ہے اور اس کو چوم سکتا ہے بغیر شہوت کے۔

۱۲ اور ایک نسخہ میں صالح بن کیمان ہے اور وہ غلط ہے صحیح صالح بن ابی حسان ہے۔ نسائی نے اس کو روایت کیا ابن وہب سے اس نے ابن ابی ذئب سے اس نے صالح بن ابی حسان سے اس نے ابو سلمہ سے۔ ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ صالح بن ابی حسان ثقہ ہے اور صالح بن حسان بصری ابو الدارث دوسرا شخص ہے۔ وہ بھی ابو سلمہ سے روایت کرتا ہے اور وہ ضعیف ہے (نووی) کو یحییٰ بن کثیر نے ابو سلمہ اور عائشہ کے

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحُومُ الْخَيْلِ وَنَهَانَا عَنْ لَحْمِ
الْحُمْرِ قَرَوَاهُ حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو عَنْ
سُحَيْبٍ بْنِ سَلَيْبٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا الشَّوْخُ فِي الرِّوَايَاتِ كَثِيرٌ
يَكْثُرُ تَعْدَادُهُ وَبِمَا ذَكَرْنَا مِنْهَا كِفَايَةٌ لِدَوِي
الْفَهْمِ.

فَإِذَا كَانَتْ الْبَعْلَةُ عِنْدَ مَنْ وَصَفْنَا قَوْلَهُ مِنْ
قَبْلِ فِي قَسَادِ الْحَدِيثِ وَتَوَهُّبِهِ إِذَا لَمْ يُعْلَمْ
أَنَّ الرَّاوِي قَدْ سَمِعَ مِنْ رَوَى عَنْهُ شَيْئًا
إِمَّا كَانَ الْإِسْنَالُ فِيهِ لَزِمَةً تَرُكُ الْإِخْتِجَاجِ فِي
قِيَادِ قَوْلِهِ بِرَوَايَةٍ مَنْ يُعْلَمُ أَنَّهُ قَدْ سَمِعَ مِنْ
رَوَى عَنْهُ إِلَّا فِي نَفْسِ الْخَبَرِ الَّذِي فِيهِ ذِكْرُ
السَّمَاعِ لِمَا بَيَّنَّا مِنْ قَبْلِ عَنْ الْأَيْمَةِ الَّذِينَ
تَقَلُّوا الْأَخْبَارَ أَنَّهُمْ كَانَتْ لَهُمْ تَارَاتُ يُرْسِلُونَ
فِيهَا الْحَدِيثَ إِسْنَالًا وَلَا يَذْكُرُونَ مَنْ سَمِعُوهُ
مِنْهُ وَتَارَاتُ يَنْشَطُونَ فِيهَا فَيَسْتَدُونَ الْخَبَرَ
عَلَى هَيْئَةٍ مَا سَمِعُوا فَيُخْبِرُونَ بِالْأُزُولِ فِيهِ إِنْ
نَزَلُوا وَبِالصُّعُودِ إِنْ صَعِدُوا كَمَا شَرَحْنَا ذَلِكَ
عَنْهُمْ. ۱۳

وَمَا عَلَيْنَا أَحَدًا مِنْ أَيْمَةِ السَّلَفِ مِنْ

گوشت کھلایا اور منع کیا پالتو گدھوں کے گوشت سے۔ اسی حدیث کو
روایت کیا حماد بن زید نے عمرو سے، انھوں نے محمد بن علی (یعنی
امام باقر) سے، انھوں نے جابر سے (تو حماد بن زید نے عمرو بن
دینار اور جابر کے بیچ میں ایک واسطہ اور نقل کیا محمد بن علی کا جو پہلی
اسناد میں نہیں) اور اس قسم کی حدیثیں بہت ہیں جن کا شمار کثیر ہے
اور جتنی ہم نے بیان کیں وہ سمجھ والوں کے لئے کافی ہیں۔

پھر جب اس شخص کے نزدیک جس کا قول ہم نے اوپر
بیان کیا حدیث کی خرابی اور توہین کی علت یہ ہے کہ ایک راوی کا
سماع جب دوسرے راوی سے معلوم نہ ہو تو ارسال ممکن ہے تو اس
کے قول کے بموجب اس کو لازم آتا ہے حجت کو ترک کرنا ان
روایتوں کے ساتھ جن کے راوی کا سماع دوسرے سے معلوم
ہو چکا ہے۔ (لیکن خاص اس روایت میں سماع کی تصریح نہیں) البتہ
اس شخص کے نزدیک صرف وہی روایت حجت ہوگی جس میں
سماع کی تصریح ہے۔ کیونکہ اوپر ہم بیان کر چکے ہیں کہ حدیث
روایت کرنے والے اماموں کا حال مختلف ہوتا ہے۔ کبھی تو وہ ارسال
کرتے اور جس سے انھوں نے سنا ہو اس کا نام نہیں لیتے اور کبھی
خوش ہوتے اور حدیث کی پوری اسناد جس طرح سے انھوں نے سنی
ہوتی ہے بیان کر دیتے۔ پھر اگر ان میں اتار ہو تا تو اتار بتلاتے اور
اگر چھڑاؤ ہو تا تو چھڑاؤ بتلاتے جیسے ہم اوپر صاف بیان کر چکے ہیں۔
اور ہم نے سلف کے اماموں میں سے جو حدیث کو استعمال

لئے بیچ میں دو واسطے اور نقل کیے عمر بن عبد العزیز اور عروہ کا اور یہ دونوں واسطے پہلی اسناد میں نہیں ہیں۔ اس اسناد میں ایک بار بات یہ ہے کہ
چاروں راوی یعنی کئی ابوسلمہ عمر بن عبد العزیز اور عروہ تابعین میں سے ہیں اور ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں۔ دوسرا لطف یہ ہے کہ ابو
سلمہ یعنی عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوف کبار تابعین میں سے ہیں اور عمر بن عبد العزیز ان کی نسبت اس اور طبقہ میں کم ہیں لیکن وہ ان سے
روایت کرتے ہیں۔

۱۳ اتار اور چڑھاؤ سے یہ مقصود ہے کہ اگر سند عالی ہوئی اور واسطے کم ہوئے تو چڑھاؤ ہوا اور جو سند عالی نہ ہو اور واسطے زیادہ ہوں تو
اتار ہوا۔

يَسْتَمُولُ الْأَخْبَارَ وَيَقْفِدُ حَيْثُ الْأَسَانِيدِ. وَسَمِعَهَا
بِئْلِ الْيُوبِ السَّخِينِيَّيْنِ وَأَبْنِ عَوْنٍ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ
وَشُعْبَةُ بْنُ الْحَخَّاجِ وَتَيْحِيَّ بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ
وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ أَهْلِ
الْحَدِيثِ فَتَشَوُّوا عَنْ مَوْضِعِ السَّمَاعِ فِي الْأَسَانِيدِ
كَمَا أَذْعَاهُ الْبُذِّيَّ وَصَحَّاهُ قَوْلُهُ مِنْ قَبْلِ وَإِنَّمَا كَانَ
تَقْفِدُ مَنْ تَقْفَدَ مِنْهُمْ سَمَاعٌ رُوَاةُ الْحَدِيثِ يَمْنُ
رَوَى عَنْهُمْ إِذَا كَانَ الرَّأْيِي يَمْنُ عَرَفَ بِالتَّدْلِيلِ
فِي الْحَدِيثِ وَشَهْرُ بِهِ فَحَيْثُ يَتَحَوَّنَ عَنْ سَمَاعِهِ
فِي رَوَايَتِهِ وَيَقْفِدُونَ ذَلِكَ مِنْهُ كَيْ تَنَزَّاعَ عَنْهُمْ
عِلَّةُ التَّدْلِيلِ فَمَنْ ابْتِغَى ذَلِكَ مِنْ غَيْرِ مُتْلَسٍ عَلَى
الْوَجْهِ الَّذِي زَعَمَ مِنْ حَكْمِنَا قَوْلَهُ فَمَا سَمِعْنَا ذَلِكَ
عَنْ أَحَدٍ يَمْنُ سَمِينًا وَلَمْ نَسْمَعْ مِنَ الْأَيْمَةِ.

فَمِنْ ذَلِكَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ
الْأَنْصَارِيَّ وَقَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَدْ رَوَى عَنْ حُذَيْفَةَ وَغَيْرِ أَبِي مَسْعُودٍ
الْأَنْصَارِيَّ وَغَيْرِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَدِيثًا
يُسَيِّدُهُ بِأَبِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ
فِي رَوَايَتِهِ عَنْهُمَا ذِكْرُ السَّمَاعِ مِنْهُمَا وَلَا
حِفْظُنَا فِي شَيْءٍ مِنَ الرُّوَايَاتِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ
بْنَ يَزِيدَ شَافَهُ حُذَيْفَةَ وَأَبَا مَسْعُودٍ يَحْدِثُهُ
قَطُّ وَلَا وَحْدَنَا ذِكْرُ رَوَاتِهِمَا فِي رَوَايَةٍ
بَعْثِنَاهَا وَلَمْ نَسْمَعْ عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ
بِمَنْ مَضَى وَلَا يَمْنُ أَذْرَكْنَا أَنَّهُ طَعَنَ فِي
هَذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ اللَّذَيْنِ رَوَاهُمَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
يَزِيدَ عَنْ حُذَيْفَةَ وَأَبِي مَسْعُودٍ بِضَعْفٍ فِيهِمَا

کرتے تھے اور اسناد کی صحت اور سقم کو دریافت کرتے تھے جیسے
الیوب سختیانی، ابن عون، مالک بن انس، شعبہ بن حجاج، یحییٰ بن
سعید قطان، عبدالرحمن بن مہدی اور جو ان کے بعد ہیں کسی کو
نہیں سنا کہ وہ اسناد میں سماع کی تحقیق کرتے ہوں جیسے یہ شخص
دعویٰ کرتا ہے جس کا قول اوپر ہم نے بیان کیا۔ البتہ جنہوں نے
ان میں سے راویوں کے سماع کی تحقیق کی ہے تو وہ ان راویوں کے
جو مشہور ہیں تدلیس میں اس وقت پیشک ایسے راویوں کے سماع
سے بحث کرتے ہیں اور اس کی دریافت کرتے ہیں تاکہ ان سے
تدلیس کا مرض دور ہو جائے لیکن سماع کی تحقیق اس راوی میں جو
مدلس نہ ہو جس طرح اس شخص نے بیان کیا تو یہ ہم نے کسی امام
سے نہیں سنا ان اماموں میں سے جن کا ذکر ہم نے کیا اور جن کا
نہیں کیا۔

اس قسم کی روایات میں سے عبداللہ بن یزید انصاری کی
روایت ہے۔ (جو خود صحابی ہیں) انھوں نے دیکھا ہے رسول اللہ
ﷺ کو اور روایت کی ہے حذیفہ بن الیمان اور ابو مسعود (مقبہ بن
عمر و انصاری بدری) سے ہر ایک سے ایک ایک حدیث کو جس کو
انھوں نے مستد کیا ہے رسول اللہ ﷺ تک۔ لیکن ان روایتوں
میں اس بات کی تصریح نہیں کہ عبداللہ بن یزید نے سنا۔ ان دونوں
سے (یعنی حذیفہ اور ابو مسعود سے سنا) اور نہ کسی روایت میں ہم
نے یہ بات پائی کہ عبداللہ حذیفہ اور ابو مسعود سے رو بروئے اور
ان سے کوئی حدیث سنی اور نہ کہیں ہم نے پایا کہ عبداللہ نے ان دونوں
کو دیکھا کسی غافل روایت میں (مگر چونکہ عبداللہ خود صحابی تھے
اور اس کا سن اتنا تھا کہ ملاقات ان کی حذیفہ اور ابو مسعود سے ممکن
ہے۔ اس لیے روایت عن کے ساتھ محمول ہے اتصال پر تو صرف
امکان ملاقات کافی ہوا جیسے امام مسلم کا مذہب ہے اور کسی علم والے

سے نہیں سنا گیا نہ پہلے لوگوں سے نہ ان سے جن سے ہم ملے ہیں کہ انھوں نے طعن کیا ہوا ان دونوں حدیثوں میں جن کو عبد اللہ نے روایت کیا حذیفہؓ اور ابی مسعودؓ کے یہ ضعیف ہیں بلکہ یہ حدیثیں اور جو ان کے مشابہ ہیں صحیح حدیثوں میں سے ہیں اور قوی ہیں ان اماموں کے نزدیک جن سے ہم ملے ہیں اور وہ ان کا استعمال جائز رکھتے ہیں اور ان سے جہت لیتے ہیں حالانکہ یہی حدیثیں اس شخص سے نزدیک جس کا قول اوپر ہم نے بیان کیا (جو ثبوت ملاقات شرط کرتا ہے) وہی ہیں اور بے کار ہیں جب تک سلم عبد اللہ کا حذیفہؓ اور ابی مسعودؓ سے متفق نہ ہو۔

اور اگر ہم سب ایسی حدیثوں کو جو اہل علم کے نزدیک صحیح ہیں اور اس شخص کے نزدیک ضعیف ہیں بیان کریں تو ان کو ذکر کرتے کرتے ہم تھک جائیں گے۔ (اس قدر کثرت سے ہیں) لیکن ہم چاہتے ہیں کہ تھوڑی سی ان میں سے بیان کر دیں تاکہ باقی کے لیے وہ نمونہ ہوں۔

ابو عثمان نبیدی (عبد الرحمن بن مل جو ایک سو تیس برس کے ہو کر مرنے) اور ابو رافع صالح (تقیع مدنی) ان دونوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا ہے (لیکن رسول اللہ ﷺ کی صحبت میسر نہ ہوئی ایسے لوگوں کو ختم کرتے ہیں)۔ اور رسول اللہ ﷺ کے بڑے بڑے بدری صحابیوں سے ملے ہیں اور روایتیں کی ہیں۔ پھر ان سے ہٹ کر اور صحابہؓ سے یہاں تک کہ ابو ہریرہؓ اور ابن عمرؓ اور ان کے مانند صحابیوں سے۔ ان میں سے ہر ایک نے ایک حدیث ابی بن کعبؓ سے روایت کی ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے حالانکہ کسی روایت سے یہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ ان دونوں نے ابی بن

بکرؓ ہما وَمَا أَتَيْتَهُمَا عِنْدَ مَنْ لَقَيْنَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْخَبَرِ مِنْ صِحَاحِ الْأَمَانِيدِ وَقَوَّيْهَا بِرُؤُوسِ اسْتِعْمَالِ مَا قِيلَ بِهَا وَالْإِخْتِجَاجُ بِمَا أَتَتْ مِنْ سَنَنِ وَأَثَرٍ وَهِيَ فِي زَعَمِ مَنْ حَكَيْنَا قَوْلَهُ مِنْ قَبْلِ زَاهِيَةٍ مُهْمَلَةٍ حَتَّى يُصِيبَ سَمَاعُ الرَّوْلِيِّ عَمَّنْ رَوَى. ۳۱

وَلَوْ ذَهَبْنَا نَعْدُو الْأَخْبَارَ الصَّحَاحَ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِمَّنْ يَهْنُ بِهِمْ بِرُؤُوسِ هَذَا الْقَائِلِ وَنُحْصِيهَا لَعَجَزْنَا عَنْ تَقْصِيمِ ذِكْرِهَا وَإِخْصَانِهَا كُلِّهَا وَلَكِنَّا أَحْبَبْنَا أَنْ نَتَّصِبَ مِنْهَا عَدَدًا يَكُونُ سِيْمَةً لِمَا سَكَنَّا عَنْهُ مِنْهَا.

وَهَذَا أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ وَأَبُو رَافِعٍ الصَّالِحُ وَهُمَا مِنْ أَذْرَاكِ الْجَاهِلِيَّةِ وَصَحْبَا أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَدْرِيِّينَ هَلَمْ خَرًّا وَنَقَلًا عَنْهُمْ الْأَخْبَارَ حَتَّى نَزَلَا إِلَى مِثْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَإِبْنِ عُمَرَ وَذَوَيْهِمَا قَدْ أَشْنَدَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنْ أَبِي بَكْرٍ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَيْنَا وَلَمْ نَسْمَعْ فِي رِوَايَةٍ بَعْثَيْنَاهَا أَنَّهُمَا غَايَبَا أَبَيًّا أَوْ سَمِعَا مِنْهُ شَيْئًا.

۳۱ ابو مسعودؓ سے انھوں نے "نفقة الرجال علی اہلہ" کی حدیث روایت کی ہے جس کو بخاری اور مسلم دونوں نے اپنی کتابوں میں نقل کیا اور حذیفہؓ سے یہ حدیث روایت کی ہے "اخبرنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بما ہو کائن" اخیر تک جس کو مسلم نے نقل کیا ہے تو عبد اللہ بن یزیدؓ صحابی ہیں انھوں نے روایت کی حذیفہؓ اور ابی مسعودؓ سے جو مشہور صحابی ہیں۔

کعبہ کو دیکھا یا ان سے کچھ سنا ہے۔

اور ابو عمرو شیبانی (سعد بن یاس) نے جس نے جاہلیت کا زمانہ پایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو ان مرد تھا اور ابو معمر عبد اللہ بن شمرہ نے ہر ایک نے ان میں سے دو۔ دو حدیثیں ابو مسعود انصاری سے روایت کیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبید بن عمیر نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث روایت کی، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبید پیدا ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور قیس بن ابی حازم جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے ابو مسعود انصاری سے تین حدیثیں روایت کیں اور عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا ایک حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ربیع بن حراش نے عمران بن حصین سے دو حدیثیں روایت کیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابو بکرہ سے ایک حدیث، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ربیع نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اور ان سے روایت کی ہے اور نافع بن جبیر بن مطعم نے ابو شریح خزاعی سے ایک حدیث روایت کی۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نعمان بن ابی عیاش نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے تین حدیثیں روایت کیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عطاء بن یزید لشی نے تمیم داری سے ایک حدیث روایت کی، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور سلیمان بن یبار نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبید بن عبد الرحمن حبیری

وَأَسْنَدُ أَبُو عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ وَهُوَ مِمَّنْ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ وَكَانَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا وَأَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَمْرَةَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمْرٍو وَأَسْنَدُ عُبَيْدُ بْنُ عَمِيرٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا وَعُبَيْدُ بْنُ عَمِيرٍ وَلِدُهُ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْنَدُ قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ وَقَدْ أَدْرَكَ زَمَنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثَةَ أَحْبَارٍ وَأَسْنَدُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى وَقَدْ حَفِظَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَصَحْبٍ عَلَيْهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثًا وَأَسْنَدُ رَبِيعُ بْنُ جَرَّاحٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثَيْنِ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثًا وَقَدْ سَمِعَ رَبِيعُ بْنُ عَلِيٍّ مِنْ أَبِي طَالِبٍ وَرَوَى عَنْهُ وَأَسْنَدُ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ مِنْ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِي شَرِيحٍ الْخَزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثًا وَأَسْنَدُ الثُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عِيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ثَلَاثَةَ أَحَادِيثَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ وَأَسْنَدُ عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّشِّيُّ عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثًا وَأَسْنَدُ سَلِيمَانُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثًا وَأَسْنَدُ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کئی حدیثیں روایت کیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

پھر یہ سب تابعینؓ جنہوں نے صحابہؓ سے روایت کی ہے، جن کا ذکر ہم نے اوپر کیا، ان کا سماع ان صحابہؓ سے کسی معین روایت میں معلوم نہیں ہوا نہ ملاقات ہی ان صحابہؓ کے ساتھ وایت سے ظاہر ہوئی باوجود اس کے یہ سب روایتیں حدیث اور روایت کے بچھاننے والوں کے نزدیک (یعنی ائمہ حدیث کے نزدیک) صحیح السند ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ کسی نے ان میں سے کسی روایت کو ضعیف کہا ہو یا اس میں سماع کی تلاش کی ہو۔ اس لیے کہ سماع ممکن ہے، اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ دونوں ایک زمانہ میں موجود تھے اور یہ قول جس کو اس شخص نے نکالا ہے جس کا بیان اوپر ہم نے کیا حدیث کے ضعیف ہونے کیلئے اس علت کی وجہ سے جو مذکور ہوئی اس لائق بھی نہیں کہ اس طرف التفات کریں یا اس کا ذکر کریں اس لیے کہ یہ قول نیا نکالا ہوا ہے اور غلط اور فاسد ہے۔ کوئی اہل علم سلف میں سے اس کا قائل نہیں ہوا اور جو لوگ سلف کے بعد گزرے انھوں نے اس کا انکار کیا تو اس سے اس کے رد کرنے کی حاجت نہیں جب اس قول کی اور اس کے کہنے والے کی یہ وقعت ہے جیسے بیان ہوئی اور اللہ مدد کرنے والا ہے اس بات کو رد کرنے کے لیے جو عالموں کے مذہب کے خلاف ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔ تمام ہوا مقدمہ مسلم کا۔ اب شروع ہوتا ہے بیان ایمان کا جو اصل ہے تمام اعمال کا اور جس پر موقوف ہے نجات آخرت کے عذاب سے۔

الْحَمِيرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَحَادِيثٌ. ١٥

فَكُلُّ هَؤُلَاءِ التَّابِعِينَ الَّذِينَ نَصَبْنَا وَرَوَيْتَهُمْ
عَنِ الصَّحَابَةِ الَّذِينَ سَمِعُواهُمْ لَمْ يَحْفَظْ عَنْهُمْ
سَمَاعٌ عَلِمَانُهُ مِنْهُمْ فِي رِوَايَةِ بَعْضِهَا وَلَا أَنْتُمْ
تَقُولُهُمْ فِي نَفْسِ خَبَرٍ بَعْضُهُ وَهِيَ أَكْسَانِيْدُ عِنْدَ
ذَوِي الْمَعْرِفَةِ بِالْأَخْبَارِ وَالرَّوَايَاتِ مِنْ صِحَاحِ
الْأَسَانِيْدِ لَا تَعْلَمُهُمْ وَهَنُوا مِنْهَا شَيْئًا قَطُّ وَلَا
الْقَسَمُوا فِيهَا سَمَاعٌ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ إِذْ
السَّمَاعُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مُمَكِّنٌ مِنْ صَاحِبِهِ
غَيْرُ مُسْتَكْرٍ لِكُونِهِمْ جَمِيعًا كَانُوا فِي الْعَصْرِ
الَّذِي اتَّفَقُوا فِيهِ وَكَانَ هَذَا الْقَوْلُ الَّذِي أَحَدُهُ
الْقَائِلُ الَّذِي حَكَمِيْنَاهُ فِي تَوْحِيْنِ الْحَدِيثِ بِالْعِلْمَةِ
الَّتِي وَصَفَ أَقَلُّ مِنْ أَنْ يُعْرَجَ عَلَيْهِ وَيُتَّخَذَ ذِكْرُهُ
إِذَا كَانَ قَوْلًا مُحَدَّثًا وَكَلَامًا خَلْفًا لَمْ يَقُلْ أَحَدٌ
بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ سَلَفٌ وَيَسْتَكْبِرُهُ مَنْ بَعْدَهُمْ
خَلْفٌ فَلَا حَاجَةَ بِنَا فِي رَدِّهِ بِأَكْثَرِ مِمَّا شَرَحْنَا
إِذَا كَانَ قَدْرُ الْمَقَالَةِ وَقَابِلُهَا الْقَدْرُ الَّذِي
وَصَفْنَاهُ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَيَّ دَفْعِ مَا خَالَفَ
مَذْهَبَ الْعُلَمَاءِ وَعَلَيْهِ التَّكْلَانِ. وَالْحَمْدُ لِلَّهِ
وَحْدَهُ وَ صَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَ
صَحْبِهِ وَسَلَّمَ.

۱۵ ☆ ان سب حدیثوں کو نوٹوئے اپنی شرح میں نقل کیا ہے مگر اکثر حدیثیں ان میں سے مسلم نے آگے نقل کی ہیں اس لیے خوف طوالت ہم نے ان کو یہاں نہیں لکھا اور غرض ان سب راویوں کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ یہ سب راوی باقتدار اور عمر کے جن لوگوں سے روایت کی ہے ان سے سن سکتے ہیں۔ لیکن ان کا سننا اور ملاقات کرنا ثابت نہیں ہوا۔ حالانکہ محدثین نے ان راویوں کو قبول کیا ہے اور ان کو صحیح کہا ہے تو معلوم ہو کہ صرف امداد کا کافی ہے، نبوت، سماع ضروری نہیں۔

کِتَابُ الْإِيمَان

ایمان کا بیان

خطابی نے کہا اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ ایمان اور اسلام ایک ہے اور زہری نے کہا اسلام زبان سے اقرار کرنا ہے اور ایمان اعمال صالحہ کو کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ اسلام عام ہے اور ایمان خاص۔ تو ہر مومن مسلم ہے لیکن ہر مسلم کا مومن ہونا ضروری نہیں۔ ایمان کی اصل تصدیق ہے یعنی دل سے یقین کرنا اور اسلام کی اصل فرمانبرداری ہے یعنی اطاعت کرنا۔ تو کبھی آدمی ظاہر میں مطیع ہو تا ہے پر دل میں اس کے یقین نہیں ہو تا۔ وہ مسلم ہے نہ مومن۔ پھر ایمان اصطلاح شرع میں یہ ہے کہ دل سے یقین کرے اور زبان سے اقرار کرے اور اعمال کو باہر پاؤں سے ادا کرے اس لیے ایمان گھٹتا پر ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے اہل حدیث کا اور اس کی دلیل بہت سی آیتیں اور حدیثیں ہیں۔ اور مرجعہ کا قول یہ ہے کہ ایمان صرف قول کا نام ہے اور اعمال صالحہ ایمان میں داخل نہیں اس لیے ایمان نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے اور حنفیہ بھی اس باب میں موافق ہوئے ہیں مرجعہ کے مگر فرق یہ ہے حنفیہ اعمال صالحہ کو عذاب سے بچنے کے لیے ضروری جانتے ہیں اور مرجعہ کہتے ہیں اعمال کی ضرورت نہیں اور ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا اور جو لوگ خلاف احادیث صحیحہ اور آیات قرآنیہ کے اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ ایمان میں زیادتی اور کمی نہیں ہوتی اس لیے کہ ایمان صرف تصدیق قلبی اور یقین کو کہتے ہیں انھوں نے غور نہیں کیا۔ اس لیے کہ تصدیق اور یقین دونوں صفات نفسانی میں سے ہیں اور ہمیشہ صفات نفسانی جیسے رنج، غصہ، محبت اور عداوت میں زیادتی اور کمی ہوتی ہے۔ پس اسی طرح دلائل میں غور کرنے سے یقین میں بھی کمی اور بیشی ہوتی ہے بعضوں نے کہا ہے کمی اور بیشی نہ ہونے سے یہ غرض ہے کہ کیت میں کمی بیشی نہیں ہوتی لیکن کیفیت میں تو کمی اور بیشی ہونا ضروری ہے کیونکہ مقلد کا ایمان ہرگز محقق کے ایمان کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ایمان ادنیٰ عادی کو کا اور ایمان انبیاء اور اولیاء کا کیوں کر برابر ہو سکتا ہے؟ اب علماء نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ مومن جس پر حکم کیا جاوے گا اہل قبلہ ہونے کا اور جو ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا وہ وہ شخص ہے جو اپنے قلب سے یقین کرے دین اسلام کے حق ہونے پر اور اس میں شک نہ رکھے اور زبان سے اقرار کرے اللہ جل جلالہ کی توحید اور آنحضرت کی رسالت کا۔ اب اگر ایک بات کا اقرار کرے یعنی فقط توحید یا فقط رسالت کا تو وہ مومن نہ ہو گا اور بعضوں نے کہا کہ اگر فقط توحید کا اقرار کرے تو وہ مسلم ہو گا اور اس سے کہا جائے گا رسالت کے اقرار کے لیے پھر اگر وہ انکار کرے تو مرتد واجب القتل ہو گا۔ اسی طرح جو شخص اہل قبلہ میں سے ہو وہ کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ ہو گا۔ البتہ اگر اسلام کے کسی ضروری رکن کا انکار کرے اور عمل نہ کرے جس کا ثبوت بتواتر اور اتفاق ہے جیسے نماز یا روزہ کی فرضیت کا یا غمر کی حرمت کا یا زنا کا یا ناحق قتل کی حرمت کا تو وہ کافر کہا جائے گا۔ (نودی باختصار مع زیادہ)

بَابُ بَيَانِ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْإِحْسَانِ
وَوُجُوبِ الْإِيمَانِ بِثَبَاتِ اللَّهِ
مُسْخَاةً وَتَعَالَى وَيَبَيِّنُ الدَّلِيلَ عَلَى
التَّوَكُّلِ مِمَّنْ لَا يُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ وَإِعْلَاطِ
الْقَوْلِ فِي حَقِّهِ

باب: ایمان اور اسلام اور احسان اور
اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تقدیر کے اثبات کے
بیان میں

امام ابو الحسن مسلم الحجاج اس کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں ہم
شروع کرتے ہیں کتاب کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے اور اسی کو کافی سمجھ کر
اور نہیں ہے ہم کو توفیق دینے والا اللہ تعالیٰ بڑا ہے جلال اس کا۔
۹۳- یحییٰ بن یحییٰ سے روایت ہے سب سے پہلے جس نے تقدیر
میں گفتگو کی بصرے میں (جو ایک شہر ہے دہانہ طنج فارس پر۔ آباد
کیا تھا اس کو عقبہ بن غزوہ ان نے حضرت عمرؓ کی خلافت میں۔ سمعانی
نے کہا بصرہ تہ ہے اہل اسلام کا اور خزائن ہے عرب کا اور درحقیقت
بصرہ ایک شہر ہے جس سے تجارت اہل ہند اور فارس کے ساتھ
بخوبی قائم ہو سکتی ہے اور شاید اسی مصلحت سے اس شہر کی بنیاد ہوئی
ہوگی۔) وہ معبد چھنی تھا۔ تو میں اور حمید بن عبد الرحمن حیمیری

قَالَ أَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمٌ بْنُ الْحَجَّاجِ
الْقُسَيْرِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ بَعَثَ اللَّهُ نَبِيَّ دِينِهِ
نَسْتَكْفِي وَمَا تَوْفِيقُنَا إِلَّا بِاللَّهِ جَلَّ جَلَالُهُ
۹۳- عَنْ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ أَوَّلَ
مَنْ قَالَ فِي الْقَدَرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبُدَ الْجَنَّةِ
فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
الْحَمِيرِيُّ حَاجَتَيْنِ أَوْ مَعْتَمِرَتَيْنِ فَقُلْنَا لَوْ
لَقِينَا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ عَمَّا يَقُولُ هَؤُلَاءِ
فِي الْقَدَرِ فَوَفَّقَ لَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ

۱۔ اب یہاں سے کتاب مسلم کی شروع ہوتی ہے مگر ہم نے ترجمے میں اختصار کے واسطے حدیث کی اسناد کو نہیں لکھا کیونکہ اسناد سے وہی
لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو اہل عمل اور اہل معرفت ہیں اور عامی آدمی کو صرف یہی کافی ہے کہ علامہ حدیث جس حدیث کو صحیح کہتے ہیں اس پر عمل
کرے۔ امام مسلم اسناد میں کہیں حدیث اور اخیر تا کہتے ہیں اور کہیں حدیث اور اخیر تا کہتے ہیں اس سے امام مسلم کی کمال احتیاط حدیث کی روایت میں معلوم
ہوتی ہے۔ حدیث اور اخیر یعنی وہاں کہا جاتا ہے جہاں امام مسلم نے اس کی کسی شے سے حدیث سنائی یا اس کیلئے پڑھ کر سنائی اور حدیث اور اخیر وہاں
جہاں اور لوگوں کے ساتھ حدیث سنائی یا پڑھ کر سنائی۔

(۹۳) یعنی تقدیر کی نفی کی اور بدعت نکالی اور خلافت کی اہل حق کی کیونکہ اہل حق تقدیر کو ثابت کرتے ہیں یعنی یوں کہتے ہیں کہ اللہ جل
جلالہ نے ازل میں سب چیزوں کا اندازہ کر دیا تھا یعنی وہ جانتا تھا کہ فلاں چیز فلاں وقت میں فلاں طرح پر واقع ہوگی پھر اسی کے موافق جیسے خدا
کے علم میں تھا وہ چیزیں واقع ہوئیں اور تقدیر یہ اس امر کا انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ نے ان کا اندازہ نہیں کیا۔ اس کو ان کا علم نہ
تھا بلکہ جب وہ چیزیں واقع ہوئیں تو اس وقت خدا کو ان کا علم ہوا اور یہ ان کا جھوٹ ہے خدا نے عز و جل پر۔ اس فرقہ کو تقدیر یہ اس لیے کہتے ہیں
کہ وہ انکار کرتے ہیں کہ صاحب مقالات نے کہا کہ یہ فرقہ تقدیر یہ کا تمام ہو گیا اور کوئی اہل قبلہ میں سے اس قول کا قائل نہ رہا اور اخیر زندہ میں
جو تقدیر یہ کہلاتے ہیں وہ تقدیر الہی کو ثابت کرتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ خیر اللہ کی طرف سے ہے اور شر شیطان اور بندے کی طرف سے ہے۔ اور
معزلہ کہ بھی تقدیر یہ کہتے ہیں کیونکہ وہ اس بات کے قائل ہوتے ہیں کہ بندہ بالکل قادر ہے اور وہ خود اپنے افعال کا خیر ہوں یا شر خالق ہے اور
رائض بھی اس بات میں معزلہ کہ شریک ہوتے ہیں اور اہل حدیث یہ کہتے ہیں کہ خالق کوئی نہیں ہے سوائے خدا کے۔ خدا ہی تمام ہے

دونوں مل کر چلے جی یا عمرے کے لیے اور ہم نے کہا کاش ہم کو کوئی صحابی رسول اللہ ﷺ کا مل جائے جس سے ہم ذکر کریں اس بات کا جو یہ لوگ کہتے ہیں تقدیر میں۔ تو مل گئے ہم کو اتفاق سے عبد اللہ بن عمر بن خطاب مسجد کو جاتے ہوئے۔ ہم نے ان کو کوچ میں کر لیا یعنی میں اور میرا ساتھی دابہ اور بائیں بازو ہو گئے۔ میں سمجھا کہ میرا ساتھی (حمید) مجھ کو بات کرنے دے گا (اس لیے کہ میری گفتگو اچھی تھی) تو میں نے کہا اے اباء عبد الرحمن! (یہ کیت ہے ابن عمر کی) ہمارے ملک میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوئے ہیں جو قرآن کو پڑھتے ہیں اور علم کا شوق رکھتے ہیں یا اس کی باریکیاں نکالتے ہیں

الْخَطَّابِ ذَا جِلْدًا الْمَسْجِدَ فَاصْتَفْتُهُ أَنَا وَصَاحِبِي أَخَذْنَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ فَقُلْتُ أَنَا صَاحِبِي سَبَّحُكَ الْكَلَامَ إِنِّي قُلْتُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّهُ قَدْ ظَهَرَ قِبَلَنَا نَاسٌ يَقْرَعُونَ الْقُرْآنَ وَيَتَفَقَّرُونَ الْعِلْمَ وَذَكَرَ مِنْ شَأْنِهِمْ وَأَنْتُمْ يَزْعُمُونَ أَن لَّا قَدْرَ وَأَنَّ الْآخَرَ أَفْأَقَالُ فَإِذَا لَقِيتَ أَوْلَيْكَ فَالْحَبْرَ هُمْ أَهْمُ بَرِيءٍ مِنْهُمْ وَأَنْتُمْ بَرَاءُ مِنِّي وَالَّذِي يَخْلِفُ بِوَ عَبْدِ اللَّهِ مِنْ عَمَرَ لَوْ أَنَّ

تھے چیزوں کا خالق یہاں تک کہ انسان کے افعال اور خیالات اور ارادے کا بھی۔ پر خدا نے بندے کو ایک قسم کا اختیار دیا ہے جس پر عذاب اور ثواب منحصر ہے اس اختیار کو خلق نہیں کہتے۔ خود قرآن مجید میں یہ بات موجود ہے واللہ خلقکم وما تعملون یعنی اللہ نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے عملوں کو اور فرمایا: هل من خالق غیر اللہ یعنی کوئی خالق نہیں سوائے خدا کے۔ ابو محمد بن قتیہ نے غریب اللہ میں بت اور ابو العالی امام الحرمین نے ارشاد میں یوں لکھا ہے کہ بعض قدر یہ کہتے ہیں ہم قدر یہ نہیں ہیں بلکہ اہلسنت قدر یہ ہیں کیونکہ وہ قدر اور قضا ثابت کرتے ہیں۔ اور یہ محض دھوکا اور فریب ہے۔ اس لیے کہ اہل حق تمام کاموں کو خدا کے سپرد کرتے ہیں اور قدر اور افعال کو خدا کی طرف نسبت کرتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں اپنی طرف نسبت کرتے ہیں اور جو شخص اپنی طرف نسبت کرے کسی چیز کی تو وہ دلوئی ہے کہ نام رکھا جائے اس چیز کے ساتھ بہ نسبت اس شخص کے جو اس چیز کو اپنے سے نفی کرے اور غیر کے لیے ثابت کرے۔ امام الحرمین نے کہا رسول اللہ نے فرمایا قدر یہ جو اس میں اس امت کے۔ تو مشابہت دی قدر یہ کو جو اس کے ساتھ جیسے جو اس (فارسی لوگوں) نے دو خالق ثابت کئے ہیں۔ ایک خیر کا اس کو "یزدان" کہتے ہیں اور ایک شر کا اس کو "اہرمین" کہتے ہیں۔ اسی طرح قدر یوں نے بھی شر کا خالق بندے کو قرار دیا بلکہ وہ بدتر ہیں جو اس سے کیونکہ جو اس نے تو دو خالق نکالے اور انھوں نے ہزاروں، لاکھوں کروڑوں خالق کر دیے۔

نودی نے کہا یہ حدیث کہ قدر یہ جو اس میں اس امت کے روایت کیا اس کو ابو حازم نے ابن عمرؓ سے انھوں نے رسول اللہ سے اور روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اپنی سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں اور کہا کہ صحیح بخاری اور مسلم کی شرط پر اگر ابو حازم کا سماع ابن عمر سے ثابت ہو جائے۔ خطابی نے کہا رسول اللہ نے قدر یہ کو جو اس لیے کہا کہ ان کا قول مشابہ ہے جو اس کے مذہب کے کیونکہ جو اس دو اصولوں کے قائل ہیں۔ ایک نور یعنی روشنی کو دوسری ظلمت یعنی تاریکی۔ اور کہتے ہیں کہ خیر نور کا فضل ہے اور شر ظلمت کا۔ تو وہ بد پرست اور مشرک ہوئے۔ اسی طرح قدر یہ نسبت کرتے ہیں خیر کی اللہ کی طرف اور شر کی دوسرے کی طرف حالانکہ اللہ جل جلالہ خالق ہے خیر اور شر کا اور کوئی کام برا ہو یا بھلا بغیر اس کی مشیت اور ارادے کے نہیں ہو سکتا۔ تو خیر اور شر دونوں باعتبار خلق کے منسوب ہیں اللہ کی طرف۔ اور باعتبار کسب اور قاضیت کے بندے کی طرف اور بعض آدمی قضا اور قدر کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ بندہ بالکل مجبور ہے خدا کی قدر اور قضا کے سامنے اور اس کو کسی طرح کا اختیار نہیں۔ یہ فرقہ جبریہ کہلاتا ہے جو قدر یہ کی طرح مکرہ ہے اور اہل سنت سے خارج ہے۔ حالانکہ قضا اور قدر کا یہ مطلب نہیں بلکہ قضا اور قدر اللہ تعالیٰ کا علم ہے کہ بندہ کیسے کام کرے گا یہ یا کھلے اور کب کرے گا پر بندے کو اس کا علم نہیں اسی واسطے وہ سب کام اپنے اختیار سے کرتا ہے

لَا خَلْدَ لَهُمْ مِثْلُ أَحَدٍ ذَعَبًا فَأَنْفَعَهُ مَا قَبِلَ اللَّهُ مِنْهُ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ ثُمَّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدٌ بَيَاضَ الثِّيَابِ شَدِيدٌ سَوَادَ الشَّعْرِ لَا يَرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَيْهِ عَلَى فَخْذَيْهِ وَقَالَ يَا

اے اللہ! میں اور اس کا ثواب یا عذاب ملتا ہے۔ (کوئی معذرت)

مسعودی نے کتاب الايمان میں لکھا ہے کہ جہنمی نسبت ہے جہنم کی طرف جو ایک قبیلہ ہے قضاہ میں سے اور اس کا نام زید بن لیث بن اسود بن اسلم بن الحنف بن قضاہ تھا۔ کچھ لوگ اس کے کوفے کے ایک محلہ میں اترے جو منسوب ہے جہنم کی طرف اور کچھ بصرے میں اور بصرے والوں میں تمام عین بن خالد جہنمی جو حسن بصری کا شاگرد تھا اور سب سے پہلے اس نے تنگنوی کی تقدیر میں بصرے میں پھر بصرہ والے اس کی راہ چلتے گئے۔ حجاج بن یوسف نے اس کو قتل کیا یا بھڑکے۔ تقریب میں ہے کہ بعضوں نے کہا اس کے باپ کا نام عبد اللہ بن عقیقہ ہے اور بعضوں نے کہا اس کا دادا عمر تھا۔ وہ سچا ہے۔ مسکین بد معنی تھا۔ اس نے اول تقدیر میں تنگنوی بصرے میں اور قتل کیا گیا ۸۰ھ میں۔

حدیث میں یہاں یتفقون ہے تقدیر کا فہم برقاء جس کے معنی یہ ہیں کہ طلب کرتے ہیں علم کو اور شوق رکھتے ہیں اور بعض نسخوں میں یتفقون ہے تقدیر کا فہم برقاء۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ باریکیاں نکالتے ہیں اور مشکافیاں کرتے ہیں اور بعضوں نے مسلم کے سوا یہ لفظ روایت کیا ہے یتفقون بخلاف الراوی یعنی بیرونی کرتے ہیں علم کی۔ قاضی عیاض نے کہا بعضوں نے یتفقون پڑھا فقہ سے یعنی گہری باتیں نکالتے ہیں۔ اور ابویعلیٰ کی روایت میں یتفقون ہے یعنی نقد حاصل کرتے ہیں۔ (کوئی)

یعنی ابتداً ایک ہی ہے سوچے سمجھے ہوئے اللہ تعالیٰ کو پیشتر سے انکا علم یہ تھا نہ اس نے پہلے سے کوئی اندازہ کیا تھا بلکہ وقوع کے بعد خدا کو علم ہوا۔ جیسے اوپر گزرا کہ یہ قول خلاۃ قدر یہ ہے کہ سب قدر یہ کائناتیں اور قائل اس کا مراد اور جہاں ہے۔ خدا سب مسلمانوں کو اس اعتقاد سے بچائے یعنی علاقہ اسلام کا اس لیے کہ وہ سب کافر ہیں۔ قاضی عیاض نے کہا کہ مراد وہ قدر یہ ہیں جو خدا کا علم مخلوق کے ساتھ نفی کرتے ہیں وہ علاقہ کافر ہیں اور یہ لوگ در حقیقت فلاسفہ ہیں جو کہتے ہیں خدا تعالیٰ کو جزئیات کا علم نہیں ہو سکتا اگر ہو بھی تو ایک طرح کا اجہلی علم ہو گا نہ کہ تفصیلی۔ بعضوں نے کہا کہ ابن عمر کا یہ قول صاف دلائل کے ساتھ قدر یہ کے کافر ہونے پر اور احتمال ہے کہ مراد ان کے ہاں شکر ہے لیکن آگے کی مہارت سے صاف ان کا فکر معلوم ہوتا ہے۔ اس ایک فقرے میں رسول اللہ نے سارے تصوف اور سلوک کو بیان کر دیا۔

تصوف کی تعریف:

خلاصہ تصوف کا یہ ہے کہ بندے کو خدا سے محبت اور الفت پیدا ہو اور خدا کا خیال ہر وقت بندے کے دل میں رہے۔ تو مطلقاً وہ نہ اس کا یہ ہے کہ بندہ خدا کی ذات کے تصور میں ایسا غرق ہو جائے کہ سوا خدا کے کچھ نہ نظر آئے۔ گو ظاہری آنکھوں سے دنیا کی چیزیں دیکھنے لگے

مُحَمَّدٌ أَنْبِئَنِي عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ شَاكِرًا لِأَسَدِ سَانِهِ)) پھر یوں اے محمد! بتلاؤ مجھ کو

اللہ اور کانوں سے سنے پر جب دل خدا سے لگا ہے تو آگے اور کان مردے کی آنکھ اور کان کی طرح کھلے ہیں۔ آنکھ دیکھتی ہے کان سنتا ہے مگر دھیان اور لومنی کی طرف ہے۔ اس کو وحدۃ الشہود کہتے ہیں جو اعلیٰ درجہ کے فقیروں اور صوفیوں اور خدا کے پاک بندوں کو حاصل ہوتا ہے۔ اور ایک مرتبہ اس سے لونی ہے جس کے حاصل کرنے کے لیے ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہیے۔ وہ یہ کہ ہر وقت خدا کو حاضر اور ناظر سمجھے اور یہ یقین کرے کہ خدا اس کی تمام حرکات اور سکناات یہاں تک کہ قلب کے خطرات اور خیالات کو بھی جانتا ہے۔ پھر اس کی عبادت کے وقت دوسری چیز میں دل لگانا اور بیہودہ وسوسوں کو روک دینا شیطان کا کام ہے جس سے پناہ مانگنا چاہیے۔

نوی نے کہا مقصود اس کام سے یہ ہے کہ بندہ عبادت میں اخلاص کرے اور دل لگا دے یعنی عبادت بہت خضوع اور خشوع سے کرے۔ قاضی عیاض نے کہا کہ یہ حدیث ایسی جامع ہے کہ تمام شریعت کے علوم اس سے نکل سکتے ہیں۔ یعنی قیامت کا آسمانی کو معلوم نہیں سوا خدا کے۔ نوی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مفتی اور عالم سے جب کوئی ایسی بات پوچھی جاوے جس کو وہ نہیں جانتا تو یوں کہنا چاہیے کہ مجھ کو معلوم نہیں اور یہ کہاس کی ذلت اور نقصان کا باعث نہ ہو گا بلکہ دلیل ہے اس کے کمال علم اور درجہ اور تقویٰ کی۔ بڑے بڑے اماموں نے بھی ابو حنیفہ اور مالک سے بہت سے مسائل میں سکوت کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ ہم کو معلوم نہیں۔

یہ ترجمہ ہے ان ثلاث الامۃ رہنما کا جیسے اس روایت میں ہے اور ایک روایت میں رہنما کے بدلے رہنما ہے تذکیر کے ساتھ۔ تو ترجمہ یہ ہو گا کہ سنے گی لوٹدی اپنے میاں کو۔ اور ایک روایت میں بعلہا ہے یعنی سنے گی لوٹدی اپنے خاندان کو۔

اس فقرہ کے مطلب میں مختلف اقوال ہیں۔ بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ لوٹدیاں بہت پکڑی جائیں گی اور اور ان کی اولاد بہت پھیلے گی۔ اور ظاہر ہے کہ لوٹدی بھی شریعت کی رو سے ایک مال ہے اور باپ کا مال اس کے بعد بیٹے کا ہوتا ہے اور بیٹا اپنی اپنی مال کے میاں میں بی بی اور مالک ہو گئے۔ بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ لوٹدیاں بادشاہوں کی مائیں ہو گئی۔ کیونکہ اس زمانہ کے بادشاہ موافق شریعت کے نکاح کے پابند نہ ہوں گے بلکہ بہت سے نکاحیں نہ کریں گے لوٹدیاں اور خواہشیں رکھیں گے پھر ان کے لڑکے اور لڑائیں تخت پر بیٹھ کر بادشاہ بنیں گے اور اپنی مال کو اپنی رحمت میں شامل کریں گے۔ بعضوں نے کہا غرض یہ ہے کہ لوگوں کا حال تباہ ہو گا اور ام دلد کو بیچنا شروع کر دیں گے۔ آخر کیتے کیتے کبھی وہ اپنے بیٹے ہی کے ہاتھ آن کر کے گی اور اس کو معلوم نہ ہو گا کہ میری ماں ہے اور یہ صورت سوا ام دلد کے اور لوٹدیوں میں بھی ہو سکتی ہے۔ مثلاً ایک لوٹدی کا لڑکا سوا اس کے مالک کے کسی اور سے ہو نکاح یا شہ یا زنا سے پھر وہ لوٹدی کیتے کیتے اس لڑکے کا ہاتھ میں چاڑھے اور وہ نہ بچکے۔ اور بعل کے معنی بھی مالک سید کے آئے ہیں جیسے اندھون بعلہا یعنی تم پر نکارتے ہو بالک کو اور بعضوں نے کہا بعل سے مراد خاندان ہے یعنی خصم۔ وہ کہتے ہیں لوٹدیوں کی خرید و فروخت اس کثرت سے ہو گی کہ کبھی ایک شخص اپنی ماں سے نکاح کر لے گا اور اس کو معلوم نہ ہو گا۔ اور بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ لوگ ماؤں کی عزت و حرمت چھوڑ دیں گے اور ماں سے وہ سلوک کریں گے جو لوٹدی سے کرتے ہیں۔

خدا اپنی پناہ میں رکھے اس زمانہ میں بھی بہت سے لوگ ایسے نکلے ہیں جو ماں باپ کا لوب نہیں کرتے اور ان کی اطاعت نہیں کرتے بلکہ لوٹدی غلاموں کی طرح ان کو جھڑکتے ہیں۔

اسلام کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اسلام یہ ہے کہ تو گوہی دے (یعنی زبان سے کہے اور دل سے یقین کرے) اس بات کی کہ کوئی معبود سچا نہیں سوا خدا کے اور محمد اس کے پیغمبر ہوئے ہیں اور قائم کرے نماز کو اور ادا کرے زکوٰۃ کو اور روزے رکھے رمضان کے اور حج کرے خانہ کعبہ کا اگر تجھ سے ہو سکے۔ (یعنی راہ خرچ ہو اور راستے میں خوف نہ ہو) وہ بولا حج کہا تم نے۔ ہم کو تعجب ہوا کہ آپ ہی پوچھتا ہے پھر آپ ہی کہتا ہے حج کہا۔ (حالانکہ پوچھنے والا لاعلم ہوتا ہے اور حج کہنے والا وہ ہوتا ہے جس کو علم ہو تو یہ دونوں کام ایک شخص کیوں کرے گا؟) پھر وہ شخص بولا مجھ کو بتلاؤ ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا "ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے (دل سے) اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر (کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاک بندے ہیں اور اس کا حکم بجالاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی طاقت دی ہے) اور اس کے پیغمبروں پر (جن کو اس نے بھیجا خلق کو راہ بتلانے کیلئے) اور پیچھے دن پر (یعنی قیامت کے دن جس روز حساب کتاب ہو گا اور اٹھے اور برے اعمال کی جانچ اور پڑتال ہوگی) اور یقین کرے تو تقدیر پر کہ برا اور اچھا سب خدا پاک کی طرف سے ہے۔ (یعنی سب کا خالق وہی ہے) وہ شخص بولا حج کہا تم نے۔ پھر اس شخص نے پوچھا مجھ کو بتلاؤ احسان کیا ہے؟ آپ نے

وَتَحُجُّ الْبَيْتَ إِنْ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَمَعْنَىٰ لَهُ يَسْأَلُهُ وَيَصَدِّقُهُ قَالَ فَأَخْبَرَنِي عَنِ الْإِيمَانِ قَالَ ۖ ((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْفَقْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ)) قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَأَخْبَرَنِي عَنِ الْإِحْسَانِ قَالَ ۖ ((أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَمَا نَكَتَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)) قَالَ فَأَخْبَرَنِي عَنِ السَّاعَةِ قَالَ ۖ ((مَا الْمُسْتَوُونَ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ)) قَالَ فَأَخْبَرَنِي عَنْ أَمَارَتِهَا قَالَ ۖ ((أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا وَأَنْ تُورَى الْخَفَاءَ الْغُرَاءَ الْعَالَةَ رِغَاءَ الشَّيْءِ يَصَطْلَوْنَ فِي الْبَيْنَانِ)) قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَيَّيًّا ثُمَّ قَالَ لِي ۖ ((يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنْ السَّائِلُ)) قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ۖ ((فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ))

لہ نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نہیں نکلی ہے کہ ام ولد کی بیع ممنوع یا جائز ہے اور جن لوگوں نے استدلال کیا اس امر پر اس حدیث سے تعجب ہوتا ہے۔ مسئلے کے جو چیز قیامت کی نشانی ہوں اس کا حرام یا نہ موم ہونا ضروری نہیں۔ کیونکہ اونچے اونچے مکان بنانا، دولت بہت کمانا، پچاس پچاس عورتیں رکھنا حرام نہیں حالانکہ وہ بھی قیامت کی نشانی ہیں۔ یعنی دنیا کی حالت میں ایک بڑا عقلا بولے گا کہ جو لوگ مفلس فاقش "ہو" کے تھے وہ امیر و مالدار ہو جائیں گے اور جو امیر مالدار تھے وہ مفلس و محتاج ہو جائیں گے۔ اگرچہ ایسے انقلاب دنیا میں بڑی جنگوں سے کیا ہوا ہو چکے ہیں پر قیامت کے قریب وہ ساری دنیا میں ہو گئے اور اب تک جو ہوئے وہ دنیا کے ایک ایک حصہ میں ہوئے۔ جیسے دوسری روایت میں ہے کہ قیامت کے قریب کشت و خون بہت ہو گا اور فساد کا ۱۱ ہو جائے گا۔ بعضوں نے کہا کہ مراد ان نگوں کو گاؤں سے عرب کے لوگ ہیں اور یہ ایک پیشین گوئی تھی ان کے لیے کہ اسلام کو ترقی ہوگی اور عربوں کی شوکت بڑھے گی اور وہ فتنا کی اور غربت سے نکل کر مالدار اور امیر بن جائیں گے۔ پھر ایسا ہی ہوا کہ آپ کی وفات کے تھوڑی مدت بعد ایران اور روم اور مصر فتح ہوئے اور عرب کے لوگ مالامال ہو گئے۔ ۱۱

فرمایا 'احسان یہ ہے کہ توحہ کی عبادت کرے اس طرح دل لگا کر جیسے تو اس کو دیکھ رہا ہے اگر اتنا نہ ہو تو یہی سہی کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ پھر وہ شخص بولا بتائیے مجھ کو قیامت کب ہو گی؟ آپ نے فرمایا اس کو جس سے پوچھتے ہو وہ خود پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ وہ شخص بولا تو مجھے اس کی نشانیاں بتائیں؟ آپ نے فرمایا ایک نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنی بی بی کو بجے گی۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ تو دیکھے گا تنگوں کو جن کے پاؤں میں جوتا نہ تھا، تن کو پکڑا نہ تھا، کنگال بڑی بڑی عمارتیں ٹھونک رہے ہیں۔ راوی نے کہا پھر وہ شخص چلا گیا میں بڑی دیر تک ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا اے عمر! تو جانتا ہے یہ پوچھنے والا کون تھا؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ جبریل تھے تم کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

۹۴۔ اس سند سے بھی یہ حدیث مردی ہے کچھ الفاظ کی کمی اور بیشی کے ساتھ۔

۹۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرٍ قَالَ لَمَّا تَكَلَّمَ مَعْبُدٌ بَمَا تَكَلَّمَ بِهِ فِي شَأْنِ الْقَدَرِ أَنْكَرْنَا ذَلِكَ قَالَ فَحَضَرْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجَمْعِيُّ حَقَّةً وَسَاقُوا الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ كَهْمَسٍ وَإِسْنَادِهِ وَفِيهِ بَعْضُ زِيَادَةٍ وَنَقْصَانٍ أَخْرَفَ.

لہٰذا یہ ترجمہ ہے غلبت ملیا کا اور بعض نسخوں میں غلبت ملیا یعنی بہت دیر تک چپ رہے۔ ابو داؤد اور ترمذی کی روایت میں ہے تین دن کے بعد حضرت مجھ سے ملے۔ لیکن یہ ظاہر مخالف ہے ابو ہریرہ کی روایت کے کہ وہ شخص چپہ موڑ کر چلا آپ نے فرمایا اس کو بلاؤ۔ لوگ دوڑے تو وہاں کسی کو نہ پایا۔ اس وقت رسول اللہ نے فرمایا یہ جبریل تھے۔ اور ممکن ہے تو فیئ اس طور پر کہ حضرت عمر اس وقت مجلس سے اٹھ کر چلے گئے ہوں تو آپ نے اور لوگوں سے اسی وقت کہا ہو اور حضرت عمر سے تین دن کے بعد۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام اور احسان سب دین میں داخل ہے۔

اور یہ حدیث علوم اور معارف کی بہت سی قسموں پر مشتمل ہے بلکہ وہ اصل ہے اسلام کی جیسے ہم نے قاضی عیاض سے نقل کیا اور کچھ فائدہ اس کے اوپر نہ کور ہوئے۔ ایک فائدہ اس کا یہ بھی ہے کہ جب اہل مجلس کو کسی بات کا علم نہ ہو تو ان کو معلوم کرانے کے لیے پوچھنا درست ہے تاکہ سب واقف ہو جائیں۔ دوسرا یہ ہے کہ عالم کو بہت نرمی کرنا چاہیے پوچھنے والے کو اچھی طرح سے جواب دینا چاہیے کہ اس کی کفایت ہو جائے۔

۹۵- یحییٰ بن یحییٰ رضی اللہ عنہ اور حمید بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملے اور ہم نے ان سے تقدیر کے مسئلہ کا ذکر کیا اور ان باتوں کا بھی جو لوگ اس بارے میں کر رہے تھے تو انہوں نے یہی حدیث بیان کی جو گذر چکی ہے چند الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ۔

۹۶- یہ حدیث اس سند سے بھی مرئی ہے۔

۹۵- عَنْ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَا لَقِينَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَلَا كَرْنَا الْقَدْرَ وَمَا يَقُولُونَ فِيهِ فَاقْتَصَمَ الْحَدِيثَ كَحَدِيثِهِمْ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُؤَيِّدُ شَيْءٌ مِنْ زِيَادَةِ وَقَدْ نَقَصَ مِنْهُ شَيْئًا.

۹۶- عَنْ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْحُو حَدِيثِهِمْ.

باب: ایمان کی حقیقت اور اس کے خصال کا بیان

۹۷- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن لوگوں میں برآمد تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور بولا یا رسول اللہ! ایمان کسے کہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے دل سے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر۔ اور اس سے ملنے پر اور اس کے پیغمبروں پر اور یقین کرے پچھلے جی اٹھنے پر پھر وہ شخص بولا یا رسول اللہ! اسلام کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ جل جلالہ کو پوجے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور قائم کرے تو فرض نماز کو اور دیوے تو زکوٰۃ کو جس قدر

بَابُ الْإِيمَانِ مَا هُوَ وَبَيَانُ خِصَالِهِ

۹۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَارِدًا لِلنَّاسِ فَأَنَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِيمَانُ قَالَ ((أَنْ تُوْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَلِقَائِهِ)) وَتَقْوَ مِنْ بَالِغِ الْأَجْرِ ((قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ ((الْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ وَكَأَنَّهُ تَشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتَقِيمَ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِّيَ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ)) قَالَ يَا

(۹۷) جتنا خدا سے ملنا تو مرنے کے ساتھ ہی ہو جاتا ہے اور پچھلے جی اٹھنے سے مراد قیامت کا اٹھنا ہے۔ بعضوں نے کہا خدا سے ملنا حساب و کتاب کے بعد ہو گا لیکن ملنے سے خدا کا دیدار مراد نہیں کیونکہ وہ خاص لوگوں کو ہو گا۔ (نودی) یعنی خدا کے برابر کسی کو نہ سمجھے نہ قدرت میں نہ تصرف میں نہ عبادت میں نہ دعا میں بلکہ پوچھے تو خدا ہی کو پوچھے، مانگے تو خدا سے مانگے، خواہاں کے سب کو عاجز بندہ خیال کرے۔ اگرچہ بعض بندوں کا اور غلاموں کا پروردگار نے بہت درجہ بلند کیا ہے اور ان کو بہت کچھ سرفراز فرمایا ہے پر خدا کے سامنے وہ بندے اور غلام ہی ہیں۔ البتہ بندوں میں ان کو امتیاز ہے۔ یہ سب چیزیں عبادت میں داخل ہیں مگر چونکہ یہ چیزیں عبادت میں اعلیٰ درجے کی تھیں اس لیے ان کو علیحدہ بیان کیا اور بعضوں نے کہا عبادت سے مراد صرف اللہ ہی ہے اور اقربا ہے اس کی وحدانیت کا۔ نماز میں تہ کی فرض کی اس لیے کہ مسلمان ہونے کے لیے صرف فرض کا اور ان کا ہی ہے، سنن اور مستحب کا اور ان کا لازم نہیں۔ اسی طرح نفل صدقات کا یا لازم نہیں اور قائم کرنے سے نماز کے یہ مراد ہے کہ ہمیشہ پابندی کے ساتھ اس کو پڑھے یا سب شرائط اور ارکان کے ساتھ اس کو پورا کرے۔ آنحضرتؐ کے زمانے میں عرب اور ہند اور روم اور مصر اور ایران میں ایک طرح کی تہذیب اور شائستگی تھی اور یورپ یعنی فرنگستان کے لوگ بالکل وحشی، جاہل، منکوار جانوروں کی جی

فرض ہے اور روزے رکھے رمضان کے۔ پھر وہ شخص بولا یا رسول اللہ! احسان کسے کہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا تو عبادت کرے اللہ کی جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے، اگر تو اس کو نہیں دیکھتا (یعنی اتنا استغرق نہ ہو اور یہ درجہ نہ ہو سکے) تو اتنا تو ہو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر وہ شخص بولا یا رسول اللہ! قیامت کب ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا جس سے پوچھتے ہو قیامت کا وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا، لیکن اس کی نشانیاں میں تجھ سے بیان کرتا ہوں۔ جب لوٹدی اپنے مالک کو جتنے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب تنگ بدن، تنگے پاؤں پھرنے والے لوگ سردار بنیں تو قیامت کی نشانی ہے اور جب بکریاں یا بھیڑیں چرانے والے بڑی بڑی حویلیاں بناویں تو یہ بھی قیامت کی نشانی ہے۔ قیامت ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کو کوئی نہیں جانتا سوا خدا کے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ”اللہ ہی جانتا ہے قیامت کو اور امارتا ہے پانی کو اور جانتا ہے جو کچھ ماں کے رحم میں ہے“ (یعنی زریادہ) اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس ملک میں رہے گا۔ اللہ ہی جانتے والا اور خبردار ہے۔“ راوی نے کہا پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو پھیر لے آؤ۔ لوگ چلے اس کو لینے کو لیکن وہاں کچھ نہ ملا۔ (یعنی اس شخص کا نشان بھی نہ ملا) تب آپؐ نے فرمایا یہ جبریلؑ تھے، تم کو دین کی باتیں سکھانے آئے تھے۔

۹۸- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اور ”اب“ کے بجائے ”بعل“ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

رَسُولُ اللَّهِ مَا الْيَحْسَنُ قَالَ ((أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِنْ لَا تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ ((مَا الْمُسْتَوُونَ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلَكِنْ سَأَخَذُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتْ أَلَمَةً رُبَّمَا فَذَلِكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا كَانَتِ الْغَرَاءُ الْخَفَاءُ رُغُوصُ النَّاسِ فَذَلِكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا تَطَلَّوْا رِعَاءَ انْهَبَ فِي الْبُيُوتِ فَذَلِكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ)) ثُمَّ تَلَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُرَوِّ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَادَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ قَالَ ثُمَّ أَذْبَرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((رُدُّوْا عَلَيَّ الرَّجُلَ)) فَأَتَعَلُّوْا لِيُرَوِّهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِينَهُمْ))

۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّمِيمِيُّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي رَوَاتِهِ ((إِذَا وَلَدَتْ أَلَمَةً بَعْلُهَا يَعْنِي السَّرَايَ))

یہ طرح تھے۔ خصوصاً انگلیٹڈ کے لوگ اور روم کے لوگ تو انسانیت سے بہت تھوڑا حصہ رکھتے تھے اور حالوروں کی طرح جھاڑوں اور پہاڑوں میں رہتے تھے۔ ان میں بادشاہت یا ملک داری کا سلیقہ بالکل نہ تھا۔ اب ہمارے زمانے میں چند روزے انہی وحشی لوگوں نے وہ ترقی کی ہے کہ تمام دنیا کے حاکم اور سردار بن بیٹھے ہیں۔ جس شاید یہ بھی قیامت کی نشانی ہو اور یہی مراد ہو اس حدیث سے۔

۹۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((سَلَوْنِي)) فَيَاوَهُوْهُ أَنْ يَسْأَلَهُوْهُ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَجَلَسَ عِنْدَ رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ ((لَا تَشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا)) وَتُقِيمُ ((الصَّلَاةَ)) وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصُومُ وَتَحْضُضُ)) قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْيَمَانُ قَالَ ((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْعَقِبِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ كُلِّهِ)) قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِحْسَانُ قَالَ ((أَنْ تَخْشِيَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِنْ لَا تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)) قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ قَالَ ((مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ)) وَأَخَذَتْكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا رَأَيْتِ الْمَرْءَ تَلَذُّ رَيْهًا فَذَلِكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا رَأَيْتِ الْخُفَاةَ الْغُرَاةَ الصَّمَّ الْبِكْمَ مَلُوكَ الْأَرْضِ فَذَلِكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا رَأَيْتِ رِعَاءَ الْبَهْمِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُيُوتِ فَذَلِكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خَمْسٍ مِنَ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ)) ثُمَّ قَرَأَ إِذْ اللَّهُ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيَزُولُ الْغَيْثُ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَآذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

قَالَ ثُمَّ قَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

۹۹- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پوچھو مجھ سے دین کی باتیں جو ضروری ہیں البتہ بے ضرورت پوچھنا منع ہے۔ لوگوں نے خوف کیا پوچھنے میں (یعنی ان پر عرب آپ کا چھا گیا) تو ایک شخص آیا اور آپ کے گھٹنوں کے پاس بیٹھا اور بولا یا رسول اللہ! اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دیوے اور رمضان کے روزے رکھے۔ وہ بولا لاچ کہا آپ نے۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ! ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یقین کرے تو اللہ پر اور اس کی کتابوں پر اور اس سے ملنے پر اور اس کے پیغمبروں پر اور یقین کرے تو جی اٹھنے پر مرنے کے بعد اور یقین کرے تو پوری اللہ پر۔ وہ بولا لاچ کہا آپ نے پھر بولا یا رسول اللہ! احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرے جیسے تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اس کو نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ وہ بولا لاچ کہا آپ نے۔ پھر بولا یا رسول اللہ! قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا جس سے پوچھتا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ البتہ میں تجھ سے اس کی نشانیاں بیان کرتا ہوں۔ جب تو لوٹری کو دیکھے (یا عورت کو) وہ اپنے مالک اور میاں کو جتنے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب تو دیکھے ننگے پاؤں، ننگے بدن بہروں، گونگوں (یعنی احمق اور نادانوں کو) وہ بادشاہ ہیں ملک کے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب تو دیکھے بکریاں چرانے والوں کو بڑی بڑی عمارتیں بنارہے ہیں تو یہ قیامت کی نشانی ہے۔ قیامت غیب کی پانچ باتوں میں سے ہے جن کا علم کسی کو نہیں سوا خدا کے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ان اللہ عنده علم الساعة انحرى تک یعنی اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور برساتا ہے پانی اور جانتا ہے جو ماں کے پیٹ میں ہے اور کوئی نہیں جانتا کس کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کس ملک میں مرے گا۔ پھر وہ شخص کھڑا ہوا اور چلا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو بلاؤ میرے پاس۔ لوگوں نے ڈھونڈا تو کہیں نہ

پایا اس کو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جبریل تھے۔ انھوں نے چاہا تم کو علم ہو چاہے جب تم نے نہ پوچھا۔ (یعنی تم نے سوال نہ کیا) رعب میں آگئے تو حضرت جبریل آدمی کے بھیس میں آئے اور ضروری باتیں پوچھ کر گئے تاکہ تم کو علم ہو جائے۔

باب: نمازوں کا بیان جو اسلام کا ایک رکن ہے

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((رُدُّوهُ عَلَيَّ فَاتَّخِصَّ فَلَمْ يَجِدُوهُ)) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((هَذَا جِبْرِيلُ أَرَادَ أَنْ تَعْلَمُوا إِذْ لَمْ تَسْأَلُوا))

بَابُ بَيَانِ الصَّلَوَاتِ الَّتِي هِيَ أَحَدُ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ

۱۰۰۔ طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے نجد والوں (نجد عرب میں ایک ملک ہے) میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جس کے بال پریشان تھے اس کی آواز کی گنگناہٹ سنی جاتی تھی لیکن سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کہتا ہے یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک آیا۔ تب معلوم ہوا کہ وہ اسلام کے بارے میں پوچھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دن رات میں پانچ نمازیں ہیں۔ وہ بولا ان کے سوا میرے اوپر اور کوئی نماز ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل پڑھنا چاہے اور رمضان کے روزے ہیں۔ وہ بولا مجھ پر رمضان کے سوا اور کوئی روزہ ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکھنا چاہے۔ پھر آپ نے اس سے زکوٰۃ کا بیان کیا۔ وہ بولا مجھ پر اس کے سوا اور کوئی چیز ہے؟ فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو

۱۰۰۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبِيدَةَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ نَائِبُ الرُّأْسِ نَسَمِعُ دَوِيَّ صَوْتِهِ وَتَا نَفَقَهُ مَا يَقُولُ حَتَّى ذَنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((خَمْسٌ صَلَوَاتٌ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ)) فَقَالَ هَلْ غَيْرُهُنَّ قَالَ ((لَا إِلَّا أَنْ تَطُوعٌ وَصِيَامٌ شَهْرٌ رَمَضَانٌ)) فَقَالَ هَلْ غَيْرُهُ فَقَالَ ((لَا إِلَّا أَنْ تَطُوعٌ)) وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۱۰۰) یعنی سو اان پانچ نمازوں کے اور کوئی نماز فرض نہیں ہے بلکہ سنت ہے یا مستحب۔ و زکی نماز اور عید کی نماز اور گھن کی نماز یہ سب سنت ہیں اور جو کوئی ان کو واجب کہتا ہے اس پر یہ حدیث جثت ہے۔ وہ کہتا ہے کہ شاید اس وقت تک و تراور عید کی نماز واجب نہ ہوگی مگر یہ صرف احتمال ہے۔

رمضان کے سوا کوئی روزہ فرض نہیں مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکھنا چاہے تو تھا کار و زور رمضان کا روزہ ہے اور ظہار وغیرہ کے کفاروں میں روزہ متعین نہیں اور چیزوں سے کفارہ ادا ہو سکتا ہے۔

بولا زکوٰۃ کے سوا مجھ پر اور کوئی چیز ہے؟ فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل ثواب کے لیے صدقہ دیتا چاہے۔ تو صدقہ فطر واجب نہ ہو اور جو واجب کہتے ہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ اس وقت تک واجب نہ ہوا ہوگا۔

اس شخص کے اوپس جاتے ہوئے یہ کہنے پر کہ خدائی قسم میں نہ ان سے زیادہ کروں گا نہ ان میں کمی کروں گا آپ نے فرمایا رپائی اس نے اگر سچا ہے۔ یعنی اگر بجالایا ان سب باتوں کو اور کہی نہ کی ان میں جیسے زبان سے کہتا ہے تو آخرت میں نجات پائے گا اپنی مراد کو پہنچے گا اور جو زیادہ کیا ان سے تو اور بہتر ہے اس کے لیے۔

نفل ثواب کے لیے صدقہ دینا چاہیے۔ راوی نے کہا پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا اور کہتا جاتا تھا خدا کی قسم میں نہ ان سے زیادہ کروں گانہ میں اس کی کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مرد اپنی اس نے اگر سچا ہے۔

۱۰۱۔ طلحہ بن عبید اللہ سے وہ نبی سے۔ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گزری اتنا فرق ہے کہ جب اس شخص نے کہا قسم خدا کی میں اس میں نہ کی کروں گانہ بیشی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نجات پائی اس نے، قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہے یا جنت میں جائے گا، قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہے۔

الرَّكَاءَةَ فَقَالَ هَلْ عَلِمَ غَيْرُهَا قَالَ ((لَا إِلَّا أَنْ تَطْلُوعَ)) قَالَ فَأَذْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ وَاللَّهِ لَا أُرِيدُ عَلَى هَذَا وَلَكَا أَنْقَضَ مِنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ))۔

۱۰۱۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ نَحْوَ حَدِيثِ مُثَلِّبٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَفْلَحَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ))۔

۱۰۲۔ اس مقام پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دین کے ارکان اور اعمال اور بھی ہیں پھر اس شخص نے نہ کیوں کہا اس سے زیادہ نہ کروں گا؟ جواب اس کا یہ ہے کہ بخاری کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو شریعت کی باتیں بتائیں اور وہ کہتا جاتا تھا قسم خدا کی جس قدر اللہ نے مجھ پر فرض کیا ہے میں اس میں کی بیشی نہ کروں گا تو فرض میں اور دین کی باتوں میں سب ضروری ارکان اور اعمال آگئے اور تو داخل اور مستثنیٰ کا لدا کرنا نجات کے لیے ضروری نہیں گواہی دینے کے لیے مستثنیٰ کا ترک کرنا ہے اور ایسے شخص کی گواہی مقبول نہ ہوگی پر وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا اور نجات ضرور پائے گا اور اس حدیث میں حج کا ذکر نہیں اور بعض روایتوں میں روزہ کا ذکر نہیں کسی میں ذکر کا ذکر نہیں۔

قاضی عیاض نے کہا کہ یہ راویوں کا قصور ہے جیسا کسی کو یاد ہو یا اس نے بیان کیا اور چونکہ زیادتی اللہ کی مقبول ہے تو سارے اعمال اور ارکان جو سب روایتوں کے دیکھنے سے معلوم ہوئے ہیں ضروری نہیں تھے۔ بعض روایتوں میں نا تاملات یعنی عزیز داروں سے سلوک اور محبت کرنا اور ایمان قیمت میں سے پانچواں حصہ لدا کرنا بھی اسلام کے ارکان میں سے بیان کیا ہے اور احتمال ہے کہ آنحضرت ﷺ نے موقع اور محل دیکھ کر جو ارکان جس قوم کے لیے زیادہ ضروری ہوں وہی بیان کئے ہوں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ارکان کو جن کی فریضت ان کو معلوم ہو جائے خواہ پیشتر سے معلوم نہ تھی بجا نہ لائیں۔ واللہ اعلم۔

(۱۰۱) ☆ اس حدیث میں حضرت نے قسم کھائی اس کے باپ کی حالانکہ دوسری حدیث میں ہے جو شخص قسم کھاتا چاہے تو اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ منع کرتا ہے کہ تم کو باپ دادوں کی قسم کھانے سے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت کا یہ فرمانا بطریق عادت اور بیکہ کلام کے تھا کیونکہ عرب کے لوگ باتوں میں اس قسم کی کھلیا کرتے ہیں نہ بطور حلف کے جس میں تعظیم کسی کے نام کی مقصود ہوتی ہے اور نہ مشابہ کرنا اس کا اللہ جل جلالہ کے ساتھ۔ یہی جواب صحیح ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ اس وقت ہو گا جب خدا کے سوا اور کسی کی قسم کھانا منع نہ تھا اور صحیح ہے کہ قسم کھانا اللہ کے سوا اور کسی کی اس لیے منع ہوئی ہے کہ خدا کے ساتھ کسی اور کو برابر نہ کیا جائے یعنی جیسے خدا کے نام کی عظمت اور بزرگی دل میں ہو ویسی کسی اور کی نہ ہو نہ کسی اور کے نام کی قسم کو پورا کرنا ایسا لازم اور ضروری سمجھا جاوے جیسے خدا کے نام کی قسم کو پھر اگر کسی اور کو ایسا بڑا اور بزرگ سمجھ کر جیسے خدا کو سمجھتا ہے اس کی قسم کھائے تو وہ شخص مشرک ہو جائے گا اور جو ایسا نہ سمجھے۔ صرف بطور بیکہ کلام یا عادت کے بطور تو کسی کی قسم کھائے تو وہ مشرک نہیں ہے۔ مگر چونکہ مشابہ ہے شرکوں کے افعال کے اس سے بھی پرہیز کرنا بہتر ہے اور یہی مقصد ہے رسول اللہ ﷺ کا جو آپ نے فرمایا جو قسم کھائے کسی اور کی سوائے خدا کے اس نے شرک کیا۔

بَابُ السُّؤَالِ عَنْ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ

باب: اسلام کے ارکان کو پوچھنے کا بیان

۱۰۲- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَيْنَا أَنْ نَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ فَكَانَ يَفْجِئُنَا أَنْ يَجِيءَ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ الْعَاقِلِ فَيَسْأَلُهُ وَنَحْنُ نَسْتَمِعُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّمَا رَسُولُكَ قَرَعَمَ لَنَا أَنْكَ تَرَعُمُ أَنَّ اللَّهَ أَرْسَلَكَ قَالَ ((صَدَقَ)) قَالَ فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ قَالَ اللَّهُ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ قَالَ ((اللَّهُ)) قَالَ فَمَنْ نَصَبَ هَذِهِ الْجِبَالِ وَجَعَلَ فِيهَا مَا جَعَلَ قَالَ اللَّهُ قَالَ فَبِأَلَيْسَى خَلَقَ السَّمَاءَ وَخَلَقَ الْأَرْضَ وَنَصَبَ هَذِهِ الْجِبَالِ اللَّهُ أَرْسَلَكَ قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا حُمْسَ صَلَواتِ فِي يَوْمِنَا وَلَيْلَتِنَا

۱۰۲- انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم کو ممانعت ہوئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھنے کی تو ہم کو اچھا معلوم ہوتا کہ جنگل کے رہنے والوں میں سے کوئی شخص آئے مگر سمجھ دار ہو، آپ سے پوچھے اور ہم سنیں۔ تو جنگل کے رہنے والوں میں سے ایک شخص آیا اور کہنے لگا اب محمد! آپ کا اپنی ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا آپ کہتے ہیں کہ اللہ نے آپ کو بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا اس اپنی نے سچ کہا۔ وہ شخص بولا تو آسمان کس نے پیدا کیا؟ آپ نے فرمایا اللہ نے۔ پھر اس نے کہا پہاڑوں کو کس نے کھڑا کیا اور ان میں جو چیزیں ہیں وہ کس نے پیدا کیں؟ آپ نے فرمایا اللہ نے۔ اب اس شخص نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آسمان کو پیدا کیا اور زمین بنائی اور پہاڑوں کو کھڑا کیا اللہ تعالیٰ نے سچ سچ آپ کو بھیجا؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر وہ شخص بولا آپ کے اپنی نے ہم سے کہا کہ ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں ہر دن اور رات میں۔ آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔ وہ شخص بولا قسم ہے اس

(۱۰۳) اللہ جل جلالہ نے فرمایا ایہا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم نسو کم اخیر تک یعنی اے ایمان والو! مت پوچھو بہت چیزیں اگر تم پر گھٹیں تو تم کو بری لگیں اور اگر پوچھو گے جس وقت قرآن اترتا ہے تو کوئی باتیں کی اللہ نے ان سے درگزر کی ہے اور اللہ بخشتا ہے عقل والا۔ دیکھنا باتیں پوچھنے میں کچھ لوگ تم سے اس پر عمل کرو جو تم فرمایا اس کو معاف جانو تاکہ دین آسان رہے اور جو ہر بات کا جواب آوے تو دین تنگ ہو جائے گا پھر عمل نہ کر سکو گے جیسے اگلے لوگ نہ کر سکے پھر کفر کی رسیں بتائیں کہ پوچھنے کی حاجت نہیں ہو اللہ نے نہ فرمایا ہو ہے اصل ہے اور اسی طرح ہے فائدہ باتیں پوچھنی۔ کسی نے پوچھا میرا آپ کو کون تھا میری عورت گھر میں کس طرح ہے؟ اگر بغیر ہر بات کا جواب دے تو شاید ہر جواب آوے اور پشیمانی حاصل ہو۔ (موضح القرآن) تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن میں امام عالی جاہ مولانا سید محمد صدیق حسن خان بہادر لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کثرت سوال سے منع کیا اس لیے کہ کبھی بے حاجت سوال کرنے سے ایک امر جو واجب نہ تھا واجب ہو جاتا ہے اور بخاری اور مسلم نے انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ نے خطبہ پڑھا لیا کہ کبھی کسی نے ایسا خطبہ نہ سنا تھا ایک شخص بولا میرا آپ کو کون تھا؟ اس وقت یہ آیت اتری۔ بخاری نے ابن عباس سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ پوچھنے والا عبد اللہ بن حذافہ تھا۔ اس نے پوچھا میرا آپ کو کون ہے؟ آپ نے فرمایا میرا آپ حذافہ ہے۔ ابن حبان نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا کیا ہر سال رسول اللہ! آپ چپ رہے۔ اس نے تین بار یہی پوچھا۔ جب آپ نے فرمایا اگر میں ہاں کہتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا پھر تم اس کو ادا نہ کر سکتے۔ جو بات میں بیان نہ کروں تم بھی اس کو چھوڑ دو۔ یعنی نہ لاپہ

فَالَمْ يَزَلْ يَهْدِيهِ اللَّهُ (صَدَقَ) قَالَ فَبِالَّذِي أَرْسَلْتَ اللَّهُ أَمْرَكَ يَهْدِيهِ قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا زَكَاةً فِيْ أَمْوَالِنَا قَالَ ((صَدَقَ)) قَالَ فَبِالَّذِي أَرْسَلْتَ اللَّهُ أَمْرَكَ يَهْدِيهِ قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِيْ سِتِينَا قَالَ ((صَدَقَ)) قَالَ فَبِالَّذِي أَرْسَلْتَ اللَّهُ أَمْرَكَ يَهْدِيهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ

کی جس نے آپؐ کو بھیجا کیا اللہ نے آپؐ کو ان نمازوں کا حکم کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ پھر وہ شخص بولا آپؐ کے اچھی نے کہا کہ ہم پر ہمارے مالوں کی زکوٰۃ ہے آپؐ نے فرمایا اس نے سچ کہا وہ شخص بولا قسم اس کی جس نے آپؐ کو بھیجا ہے اللہ نے آپؐ کو زکوٰۃ کا حکم کیا ہے آپؐ نے فرمایا ہاں۔ پھر وہ شخص بولا آپؐ کے اچھی نے کہا ہم پر رمضان کے روزے فرض ہیں ہر سال۔ آپؐ نے فرمایا اس نے سچ کہا وہ شخص بولا قسم اس کی جس نے آپؐ کو بھیجا اللہ نے آپؐ کو ان روزوں کا حکم کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ پھر

اپنے پوچھو اس لیے کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے وہ جاہلوں سے تھے اور اختلاف کرنے سے اپنے پیغمبروں پر۔ جب میں تم کو کسی بات سے منع کروں تو اس سے بچو اور جب کسی بات کا حکم کروں تو اس کو بجالاؤ جہاں تک تم سے ہو سکے اور یہ آیت اسی باب میں اتری۔ بخاری اور مسلم نے سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت کیا کہ لوگ ایک چیز کو پوچھتے جو حلال ہوتی اور پوچھتے پھر پوچھتے یہاں تک کہ وہ شے حرام ہو جاتی۔ جب حرام ہو جاتی تو اس کو کرنے لگتے۔ ابن منذر نے روایت کیا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا سب سے بڑا گناہ اس مسلمان پر ہے جس نے پوچھا ایک شے کو اور وہ حرام نہ تھی پھر اس کے پوچھنے سے حرام ہوئی اور ابن منذر اور حاکم نے ابو یوسفؒ کی روایت کیا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اللہ نے حدیں باندھ دی ہیں پھر اس سے آگے مت بڑھو اور فرض بتلا دے میں ان کو ادا کرو اور حرام کر دیا ہے جن چیزوں کو موت کر داور جن باتوں کو نہیں بیان کیا ان کو وہ بھولا نہیں بلکہ رحمت ہے اس کی تمہارے اوپر تو چپ ہو رہو اور ان کی بحث مت کرو۔ ابھی اگرچہ یہ منافقت ہے فائدہ سوال کرنے سے اور بیکار چیزوں کے پوچھنے سے تھی اور یہ مطلب حضرت کا نہ تھا کہ لوگ ایمان کی باتیں یا ضروری کام دین کے نہ پوچھیں کیونکہ ان باتوں کے بتلانے کے لیے تو خود حضرتؐ بھیجے گئے تھے پر صحابہؓ کا اٹھ کر بعض وقت پوچھنے کی بات کو بھی نہ پوچھتے اور منتظر رہتے کہ کوئی نیا واقعہ شخص آئے اور وہ پوچھتے تو ہم بھی سن لیں اور سمجھ لیں۔

پہلے اس شخص نے خدا کی بات دریافت کیا پھر رسالت کی تصدیق کی بعد اس کے اعمال کو دریافت کیا یہ ترقیب نہایت عمدہ ہے اور یہ ایک کافی قرینہ ہے اس بات کا کہ وہ پوچھنے والا اگرچہ جنگی تھا پر عاقل اور سمجھدار تھا۔ ابن الصلاحؒ نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے ان لوگوں کے لیے جو مسلمان عوام کا ایمان درست جانتے ہیں اس لیے کہ عوام کو بھی یقین حاصل ہوتا ہے اور شک اور دو شبہ نہیں رہتا پر خلاف معزلہ کے کہ وہ مقلد کے ایمان کو صحیح نہیں سمجھتے اور یہ حدیث جنت ہے ان پر کیونکہ آپؐ نے ان کے ایمان کو جائز نکھارا یہ نہیں کہا کہ تجھ کو ان باتوں پر یقین کرنے کے لیے دلیل اور معجزہ کا دیکھنا ضروری ہے۔ معزلہ یہ کہتے ہیں کہ گو مقلد کا اعتقاد مضبوط ہوتا ہے پر اس کی مضبوطی پر بھروسہ نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اس نے بغیر دلیل کے ایک آدمی کی بات کو مان لیا ہے اور اگر کوئی دوسرا اس میں شک ڈال دے تو اس کا اعتقاد پلٹ سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک اس کو شک پیدا نہ ہو اس وقت تک تو اس کا ایمان صحیح ہے کیونکہ وہ برابر ہے تحقیق کے ایمان کے جس نے دلائل میں غور کر کے حاصل کیا ہے۔ اب مقلد القلوب خدا سے عزوجل ہے وہ چاہے تو ایمان پر ثابت رکھے چاہے تو ڈگمگائے۔ بڑے بڑے محقق و سوسوں میں بڑے بڑے گمراہ ہو گئے ہیں اور مقلد کا مایاب ہو گئے ہیں۔ اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں کہ اعلیٰ درجہ تحقیق کا ہے اور جہاں تک تحقیق ممکن ہو تھیں کہ راہ چلنا بہتر نہیں تھیں بلکہ حلاوت اور ذلت ہے پر اس حصر سے کہ وہی سمجھتے ہیں جو محقق ہیں۔

وہ شخص بولا آپ کے اچھی نے کہا کہ ہم پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو کوئی راہ چلنے کی طاقت رکھے۔ (یعنی خرچ راہ اور سوار ی و اور راستہ میں امن ہو) آپ نے فرمایا اس نے حج کہا۔ یہ سن کر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا اور کہنے لگا قسم ہے اس کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا میں ان باتوں سے زیادہ کروں گا نہ کم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سچا ہے یہ توجہ میں جائے گا۔

۱۰۳- انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قرآن میں ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرنے سے منع کر دیا گیا تھا۔ باقی حدیث وہی ہے۔

باب: بیان اس ایمان کا جس سے آدمی جنت میں جائے گا اور بیان اس بات کا کہ حکم بجالانے والا جنت میں جائے گا ۱۰۴- ابی ایوب (خالد بن زید) انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں جا رہے تھے اتنے میں ایک جنگلی آیا اور آڑے آکر آپ کی اونٹنی کی رسی یا گھیل پکڑ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ! یا یوں کہا یا محمد! مجھے وہ چیز بتلائے جو مجھے جنت کے نزدیک اور جہنم سے دور کرے؟ آپ یہ سن کر رک گئے اور اپنے اصحاب کی طرف دیکھا پھر فرمایا اس کو توفیق دی گئی یا ہدایت کی گئی (یعنی خدا نے اس کی مدد کی اور اس بات کے پوچھنے کی طاقت دی۔ توفیق کہتے ہیں نیک بات

وَرَعَمَ رَسُولُكَ أَنْ عَلَيْنَا حَجَّ النَّبِيِّ مَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا قَالَ ((صَدَق)) قَالَ ثُمَّ وَلَّى قَالَ وَالَّذِي بَعَثَ بِالْحَقِّ لَا أُرِيدُ عَلَيْهِمْ وَلَا أَنْقَضُ مِنْهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَكِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ))

۱۰۳- عَنْ أَنَسٍ كُنَّا نُهَيَّا فِي الْقُرْآنِ أَنْ نَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ وَسَأَلَ الْحَدِيثَ بِمَنْبَلِهِ

بَابُ بَيَانِ الْإِيمَانِ الَّذِي يَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَأَنْ مَنْ تَمَسَّكَ بِمَا أُمِرَ بِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ

۱۰۴- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا عَرَضَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي سَفَرٍ فَأَخَذَ بِحِطَامِ نَاقَتِهِ أَوْ بِرِمَامِهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي بِمَا يُقَرِّبُنِي مِنَ الْجَنَّةِ وَمَا يُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ فَكَفَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَظَرَ فِي أَصْحَابِهِ ثُمَّ قَالَ ((لَقَدْ

لہ امام نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ ایک شخص کی خبر معتبر ہے اور اس پر عمل کرنا چاہیے۔ جب تو آپ نے دین کی باتیں بتلانے کے لیے ایک ایسی راہ کیا اور یہ شخص جو آیا تھا اس کا نام طام بن ثعلبہ تھا۔ قاضی عیاض نے کہا ظاہر یہ ہے کہ یہ شخص مسلمان ہو کر آیا تھا مگر اسلام کی باتوں کو اچھی طرح تحقیق کرنے کے لیے حضرت سے خود پوچھ لیا۔ حاکم ابو عبد اللہ نے کتاب المعرفہ میں کہا کہ یہ حدیث دلیل ہے اس بات کی کہ علوانہ طلب کرنا جائز ہے کیونکہ اس شخص نے پہلے تمام باتیں دین کی اچھی کے واسطے سے سنی تھیں پھر وہ واسطہ نکال کر خود حضرت سے سننے کو آیا۔

(۱۰۴) اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر چلتے چلتے بھی کوئی شخص دین کی بات پوچھے تو ٹھہرنا چاہیے اور اس کو بتانا چاہیے اور دین کی بات بتلانے میں علم ہوتے ہوئے سستی کرنا بری بات ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی چپ ہو رہے حق بات سے وہ گونا گونا گونا گویا ہے۔

کی قدرت دینے کو اور خدا لان بری بات کی قدرت دینے کو) آپ نے (اس جنگی سے) فرمایا تو نے کیا کہا؟ اس نے پھر وہی کہا۔ (یعنی مجھ کو وہ بات بتلائیے جو جنت کے نزدیک کرے اور جہنم سے دور) تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کو پوج اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور ادا کر نماز اور دے زکوٰۃ اور ناتے کو ملا (یعنی عزیزوں، رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کر اگر وہ برائی کریں یا ملاقات ترک کریں تو تو نیکی کر اور ان سے ملنا رہ) چھوڑ دے اونٹنی کو۔ (کیونکہ اب تیرا کام ہو گیا)

۱۵۵- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

وَقَالَ أَوْ لَقَدْ هَدَيْتَنِي قَالَ ((كَيْفَ قُلْتَ)) قَالَ فَأَعَادَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ ذَا النِّفَاقَةِ))

۱۰۵- وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَسْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَهْرُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ وَأَبُوهُ عُثْمَانُ أَنَّهُمَا سَمِعَا مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هَذَا الْحَدِيثِ

۱۰۶- ابوالیوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگا مجھے کوئی ایسا کام بتلائیے جو مجھے جنت کے قریب اور جہنم سے دور کر دیوے؟ آپ نے فرمایا وہ کام یہ ہے کہ تو اللہ کو پوجے اور کسی کو اس کا شریک نہ کرے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور ناتے کو ملا دے۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ ان باتوں پر چلا جن کا حکم کیا گیا میں نے جن کا حکم کیا تو جنت میں جائے گا۔

۱۰۶- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَلَّنِي عَلَى عَمَلٍ أَشْمَلُهُ يُبْذِنُنِي مِنَ الْحَنَةِ وَيَسَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ ((تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ ذَا رَحِمِكَ)) قَلْبًا أَذْبَرَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنْ تَمَسَّكَ بِمَا أُمِرَ بِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) وَفِي رِوَايَةٍ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ ((إِنْ تَمَسَّكَ بِهِ))

۱۰۷- ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگا یا رسول اللہ

۱۰۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا حَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا

(۱۰۷) شاید اللہ عزوجل نے آپ کو آگاہ کر دیا ہو گا کہ یہ شخص ضرور جنت میں جائے گا کیونکہ یہ ان کاموں کو بجالائے گا اور ہمیشہ کرے گا یہاں تک کہ اس کا خاتمہ یا خیر ہو گا۔

رَسُولُ اللَّهِ ذُلِّي عَلَى عَمَلِي إِذَا عَوَّلْتُهُ دَخَلْتُ
الْجَنَّةَ قَالَ ((تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا
وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ
الْمَقْرُوصَةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ)) قَالَ وَالَّذِي
نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا شَيْئًا أَبَدًا وَلَا
أَنْقُصُ مِنْهُ فَلَمَّا وَكَلَى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ
مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَيَّ هَذَا))

بَابُ مَنْ قَامَ عَلَى الْإِيمَانِ وَالشَّرَاعِ

دَخَلَ الْجَنَّةَ

۱۰۸- عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ الْمَكْتُوبَةَ وَحَرَمْتُ
الْحَرَامَ وَأَخْلَلْتُ الْحَلَالَ أَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((نَعَمْ))

۱۰۹- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ التَّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ يَا
رَسُولَ اللَّهِ بَعِثْهُ وَزَادَا فِيهِ وَلَمْ أَزِدْ عَلَى ذَلِكَ
شَيْئًا

۱۱۰- عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ
الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ وَصُمْتُ رَمَضَانَ
وَأَخْلَلْتُ الْحَلَالَ وَحَرَمْتُ الْحَرَامَ وَلَمْ أَزِدْ عَلَى
ذَلِكَ شَيْئًا أَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَاللَّهِ لَا
أَزِيدُ عَلَى ذَلِكَ شَيْئًا

صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ کو بتلائیے کوئی ایسا کام جس کے کرنے
سے میں جنت میں چلا جاؤں؟ آپؐ نے فرمایا وہ کام یہ ہے کہ
پورے تو اللہ کو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور قائم
کرے تو نماز کو اور دیوے زکوٰۃ جو فرض ہے اور رمضان کے
روزے رکھے۔ وہ شخص بولا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری
جان ہے میں نہ اس سے زیادہ کروں گا نہ اس سے کم۔ جب وہ پیچھے
کر چلا۔ آپؐ نے فرمایا جو خوش ہو اس بات سے کہ وہ جنتی کو
دیکھے تو اس کو دیکھے۔

باب: ایمان اور شریعت کا پابند جنت میں

جائے گا

۱۰۸- جابرؓ سے روایت ہے کہ نعمان بن قوقل رسول اللہ ﷺ
کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں فرض نماز ادا
کروں اور حرام کو حرام سمجھوں اور اس سے باز رہوں اور حلال کو
حلال سمجھوں اگرچہ اس کو نہ کروں تو میں جنت میں جاؤں گا؟
آپؐ نے فرمایا ہاں۔

۱۰۹- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۱۱۰- جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا میں اگر فرض نمازوں
کو ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور حلال کو حلال
سمجھوں اور حرام کو حرام اس سے زیادہ کچھ نہ کروں تو جنت
میں جاؤں گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ وہ شخص بولا قسم خدا کی میں
اس سے زیادہ کچھ نہ کروں گا۔

بَابُ بَيَانِ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ وَدَعَائِمِهِ

الْعِظَامُ

۱۱۱- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((بِنْيُ الْإِسْلَامِ عَلَى خَمْسَةٍ عَلَى أَنْ يُؤَخَّذَ اللَّهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَالْحَجُّ)) فَقَالَ رَجُلٌ الْحَجُّ وَصِيَامُ رَمَضَانَ قَالَ لَا صِيَامَ رَمَضَانَ وَالْحَجُّ هَكَذَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۱۲- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((بِنْيُ الْإِسْلَامِ عَلَى خَمْسٍ عَلَى أَنْ يُعْبَدَ اللَّهُ وَيُكْفَرَ بِمَا دُونَهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَحُجُّ الْبَيْتِ

باب: اسلام کے بڑے بڑے ارکان اور ستونوں

کامیاب

۱۱۱- عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبیؐ سے سنا ' آپؐ نے فرمایا اسلام بنایا گیا ہے پانچ چیزوں پر یعنی پانچ ستونوں پر اسلام کھڑا ہے۔ (یہ تشبیہ ہے ' اسلام کو ایک گھر کی مانند سمجھو یا چھت جس میں پانچ کھمبے ہوں) اللہ جل جلالہ کی توحید، نماز کو قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، حج کرنا۔ ایک شخص بولا حج اور رمضان کے روزے۔ (یعنی حج کو پہلے کیا اور روزوں کو بعد) ابن عمرؓ نے کہا رمضان کے روزے اور حج میں نے رسول اللہ ﷺ سے یوں ہی سنا۔

۱۱۲- عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام پانچ ستونوں پر کھڑا کیا گیا ہے۔ ایک یہ کہ اللہ ہی کی عبادت کی جائے اور اس کے سوا تمام جھوٹے خداؤں کا انکار کیا جائے دوسرے نماز پڑھنا، تیسرے زکوٰۃ دینا، چوتھے بیت اللہ کا حج کرنا،

(۱۱۱) اگر دوسری روایت خود ابن عمرؓ سے بتلھیم مروی ہے پھر انھوں نے اس شخص پر کیسے انکار کیا؟ اس کا جواب علماء نے یوں دیا ہے کہ انھوں نے اس حدیث کو رسول اللہؐ سے سنا یا کہ بار بتلھیم صوم اور ایک بار بتلھیم حج، پھر اس شخص کے سامنے وہ روایت نقل کی جو بتلھیم صوم تھی جب اس نے حج کو پہلے کیا تو ابن عمرؓ نے اس پر انکار کیا کہ تو اس بات کو کیا جانے حضرتؓ نے یوں فرمایا بتلھیم صوم اور اس سے یہ بات نہیں لگتی کہ انھوں نے دوسری طرح سے یہ روایت نہیں سنی اور احتمال ہے کہ ابن عمرؓ اس وقت بتلھیم حج کی روایت کو فراموش کر گئے ہوں اس لیے انھوں نے انکار کیا پھر یاد پڑی تو اس کو روایت کیا۔ حافظ ابن الصلاحؒ نے کہا ابن عمرؓ کی مخالفت اس ترتیب سے دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ واکلام عرب میں ترتیب کے لیے آتا ہے اور یہ مذہب ہے بہت سے فقہائے شافعیہ اور بعض خوہوں کا لیکن جو لوگ دواو سے ترتیب نہیں نکالتے جیسے جمہور کا قول ہے اور وہی مختار ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ کا یہ انکار اس لیے نہ تھا کہ وادرتیب کو متفقہی ہے بلکہ اس لیے کہ رمضان کے روزے ۲ھ میں فرض ہوئے اور حج ۶ھ یا ۷ھ میں فرض ہوا تو روزہ کو پہلے ذکر کرنا مناسب ہے پھر لھیم حج کی روایت بالعمنی ہے اور اس میں تصرف ہوا ہے لھیم حج اور تاخیر سے۔

نودی نے کہا ابن الصلاحؒ کی یہ تقریر مسلم نہیں کیونکہ دونوں روایتیں صحیح ہیں اور دونوں میں منافات نہیں اور اس قسم کا احتمال روایات میں بے فائدہ تدریج پیدا کرتا ہے اور ابو عوانہؒ اسراہیلیؒ نے کتاب خرج علی صحیح مسلم میں انکار ابن عمرؓ کا صیام کی تقدیم پر نقل کیا ہے اور یہ برعکس ہے مسلم کی روایت کے۔ لیکن ابن الصلاحؒ نے کہا کہ یہ روایت مسلم کی روایت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ نودی نے کہا احتمال ہے کہ یہی صحیح ہو اور شاید یہ واقعہ دوبارہ پیش آیا ہو۔ واللہ اعلم۔ (نودی)

وَصَوْمَ (مَضَانِ)۔

پانچویں رمضان کے روزے رکھنا۔

۱۱۳- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام بنایا گیا ہے پانچ چیزوں پر، ایک تو گواہی دینا اس بات کی کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور حضرت محمدؐ اس کے بندے ہیں اور اس کے پیچھے ہوئے، دوسرے نماز قائم کرنا، تیسرے زکوٰۃ دینا، چوتھے حج کرنا خانہ کعبہ کا پانچویں رمضان کے روزے رکھنا۔

۱۱۴- طاؤسؓ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ سے ایک شخص نے کہا کہ تم جہاد کیوں نہیں کرتے؟ انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپؐ فرماتے تھے اسلام کے پانچ قہم (ستون) ہیں، ایک تو گواہی دینا اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے خدا کے، دوسرے نماز پڑھنا، تیسرے زکوٰۃ دینا، چوتھے رمضان کے روزے رکھنا، پانچویں خانہ کعبہ کا حج کرنا۔

باب: اللہ در رسولؐ اور دینی احکام پر ایمان لانے کا حکم
کرنا اور اس کی طرف لوگوں کو بلانا، دین کی باتوں کو پوچھنا، یاد رکھنا اور دوسروں کو پہنچانا۔

۱۱۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْنِي الْإِسْلَامَ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَحَجَّ الْبَيْتِ وَصَوْمَ رَمَضَانَ.

۱۱۴- عَنْ طَاوُسٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَلَا نَغْزُو فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((إِنْ الْإِسْلَامَ يَبْنِي عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَحَجَّ الْبَيْتِ وَصَوْمَ رَمَضَانَ))

بَابُ الْأَمْرِ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ تَعَالَى وَرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَائِعِ الدِّينِ وَالِدُّعَاءِ إِلَيْهِ وَالسُّؤَالِ عَنْهُ وَحِفْظِهِ وَتَبْلِيغِهِ مَنْ لَمْ يَبْلُغْهُ

۱۱۵- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عبد القیس کے وفد رسول اللہ ﷺ

(۱۱۳) بنے اور جہاد اس قسم کا کہ نہیں کہ ہر مسلمان کو اس کا کرنا ضروری ہو بلکہ جہاد فرض کفایہ ہے اگر بعضوں نے کیا تو سب کی طرف سے الزام جاتا رہا۔ البتہ اگر کوئی نہ کرے تو سب کے سب گنہگار ہو گئے۔ یہ اس وقت ہے جب جہاد میں سب مسلمانوں کے شریک ہونے کی ضرورت نہ ہو اور جو جماعت جہاد کر رہی ہو وہ دشمن کے مقابلے کے لیے کافی ہو اور جب کافر ہجوم کر آویں اور جہاد کرنے والے ان کے مقابلے سے عاجز ہوں تو اس وقت سب پر جہاد فرض ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ ابن عمرؓ رسول اللہ کے ساتھ جہاد میں شریک ہو چکے تھے، پھر یہ واقعہ اس وقت کا ہو گا جب وہ بوڑھے ہو گئے یا اور کسی ضرور سے ان کو جہاد میں جانے کی طاقت نہ ہوگی یا وہ فتنہ کا وقت ہو گا جب کہ خود مسلمان ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے۔ ایسے وقت میں تو گھر بیٹھ رہنا بہت عمدہ ہے۔

(۱۱۵) وفد کہتے ہیں ان لوگوں کو جو ایک جماعت یا قوم کی طرف سے منتخب ہو کر پیچھے جاویں کسی ضروری کام کے واسطے یا شاہ یا وزیر یا کسی سردار کی طرف اور عبد القیس ایک شخص کا نام ہے جس کی اولاد کو بنی عبد القیس کہتے ہیں اور یہ ایک شاخ ہے ربیعہ کی جو ایک بڑا قبیلہ تھا عرب میں۔ یہ لوگ رسول اللہ کے پاس آئے تھے، چودہ سوار تھے جن کا سر دار اربعہ عمری تھا اور ان لوگوں میں تھے مزیدہ بن مالک، حباریہ بن لہو

قَالَ قَدِيمٌ وَقَدْ عَنِيَ الْقَيْسُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا هَذَا الْحَيُّ مِنْ رِبْعَةٍ وَقَدْ خَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارٌ مُضَرٌّ فَلَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي شَهْرِ الْحَرَامِ فَمَرْنَا بِأَمْرِ نَعْمَلُ بِهِ وَنَدْعُو

ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ! ہم ربیعہ کے قبیلہ میں سے ہیں اور ہمارے اور آپ کے بیچ میں مضر کے کافر روک ہیں (مضر بھی ایک قبیلہ کا نام ہے۔ اس کے لوگ کافر تھے اور وہ عبدالقیس اور مدینہ کے بیچ میں رہتے تھے عبدالقیس کے لوگوں کو آنے نہ دیتے تھے) اور ہم آپ تک نہیں آسکتے مگر حرام مہینے میں۔

لہٰذا امام بخاری نے اس حدیث میں عمار بن مرثد اور عمرو بن مخرمہ بن حارث بن شعیب عصری اور حارث بن جندب اور باقی لوگوں کا نام معلوم نہیں ہوا اور ان لوگوں کے آنے کا یہ سبب تھا کہ مہذب بن حیان ایک شخص تھا جو اکثر مدینہ منورہ میں تجارت کے لیے آیا کرتا تھا بلکہ زمانہ میں ایک بار وہ چادریں اور کھجوریں بجز (ایک ہستی کا نام ہے) سے مدینہ میں لے کر آیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ سے مدینہ ہجرت کر چکے تھے۔ مہذب راہ میں بیٹھا تھا کہ رسول اللہ اُسر سے گزرے۔ مہذب آپ کو دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ آپ نے فرمایا مہذب تمہاری قوم کے سب لوگوں کا کیا حال ہے پھر آپ نے اس کی قوم کے بڑوں بڑوں میں سے ہر ایک کا نام لیا۔ مہذب یہ معجزہ دیکھ کر حیران ہوا اور اسی وقت اسلام لایا اور سورۃ فاتحہ اور اقراء لیکن پھر ہجری کی طرف جانے لگا۔ رسول اللہ نے اس کے ساتھ ایک خط روانہ کیا عبدالقیس کے لوگوں کو۔ وہ خط مہذب نے عبدالقیس کے لوگوں کو نہیں دیا اور اپنے پاس پھیرا رکھا۔ ایک بار مہذب کی بیوی جو بیچ عصری کی بیٹی تھی اشک کا نام منذر بن عائد تھا لیکن حضرت نے اس کا نام اشک رکھا (کیونکہ اس کی بیٹی اشک میں چوٹ کا نشان تھا) اس نے اپنے خاوند کو نماز اور قرآن پڑھنے دیکھ کر اپنے باپ منذر سے اس کا تذکرہ کیا اور یہ کہا کہ میرے خاوند کا جب سے وہ مدینہ سے لوٹ کر آیا ہے جب حال ہو گیا ہے ہاتھ پاؤں دھو تا ہے پھر ایک طرف (یعنی قبل کی طرف) منہ کر کے کبھی پیچہ کھتا ہے (روکھ) کبھی زین پر گر تا ہے۔ (بجہ) جب منذر اس کے خاوند سے ملا اور دونوں کی باتیں ہوئیں تو بیچ کے دل میں اسلام کا خیال جم گیا اور وہ رسول اللہ کا خط لے کر اپنی قوم کے پاس آیا اور پڑھ کر سنایا۔ ان سب کا دل اسلام کی طرف مائل ہوا اور انھوں نے ایک جماعت رسول اللہ کی طرف روانہ کی جس کا سردار اشک ہو گیا۔ جب وہ مدینہ کے قریب پہنچے تو رسول اللہ نے صحابہ سے فرمایا تمہارے پاس عبدالقیس کے لوگ آتے ہیں جو پورب والوں میں سب سے بہتر ہیں اور ان میں بھی مسیح ہے وہ لوگ پھرتے والے نہیں تھے شک کرنے والے۔

دوسری روایت میں پانچ باتیں مذکور ہیں چار تو بیہ (توحید و رسالت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، مال غنیمت میں سے پانچوں میں حصہ کی مانگ) اور ایک رمضان کے روزے۔ اور بخاری کی روایت میں بھی پانچ باتیں ہیں۔ اس مقام پر یہ افکار ہوتا ہے کہ آپ نے چار باتیں فرمائیں اور ذکر کیا پانچ کو علماء نے اس کا جواب کئی طرح سے دیا ہے سب سے ظاہر وہ ہے جو ابن بطلان نے کہا کہ اصل مقصود چار ہی باتیں تھیں یعنی توحید اور نماز اور زکوٰۃ اور روزہ مگر ایک بات غنیمت کے شمس کی زیادہ بتلائی اس لیے کہ وہ لوگ کفار مضر کے قریب رہتے تھے اور ان کو عبادت کا رنہ تھا اور غنیمتیں ملتی تھیں اور ابن الصلاح نے کہا وہ ان کو دوا کا عطف شہادۃ ان لا الہ الا اللہ پر نہیں ہے تاکہ پانچ باتیں ہوں بلکہ اربع پر ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ میں تم کو حکم کرتا ہوں چار باتوں کا اور ایک اور بات کا۔

(فرمایا میں تم کو منع کرتا ہوں دیارے اور حتم سے) حتم کی تفسیر میں علماء نے کئی اقوال ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ حتم کہتے ہیں بنز لا محکی گھڑوں کو اور یہ تفسیر خود صحیح مسلم میں کتاب الاثر بہ میں ابوہریرہ سے منقول ہے اور سبکی قول ہے عبد اللہ بن مسقل اور اکثر اہل لغت کا اور بعضوں نے کہا کہ حتم ہر ایک گھڑے (ٹھلپا) کو کہتے ہیں عبد اللہ بن عمر اور سعید بن جبیر اور ابو سلمہ کا قول ہے اور بعضوں نے کہا کہ حتم ایک قسم کے گھڑے ہیں جو مصر سے آتے ہیں وہ روٹی ہوتے ہیں اور یہ انس بن مالک اور ابن ابی لیلیٰ سے منقول ہے انھوں نے کہا کہ وہ لال ہوتے ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ حتم لال رنگ کے گھڑے ہیں ان میں مصر سے شراب آیا کرتی تھی یہ حضرت عائشہ سے منقول ہے اور ابن ابی لیلیٰ لہ

(عرب کے نزدیک چار مہینے حرام تھے یعنی ذیقعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب۔ ان مہینوں میں وہ لوٹ ماند نہ کرتے اور مسافروں کو نہ ستاتے اس وجہ سے ان مہینوں میں مسافر سفر کیا کرتے اور بے کھلے راہ چلتے) تو ہم کو کوئی ایسی بات بتلائے جس پر ہم عمل کریں اور اپنی طرف سے لوگوں کو بھی اس طرف بلا دیں۔ آپؐ نے فرمایا میں تم کو حکم کرتا ہوں چار باتوں کا اور منع کرتا ہوں چار باتوں سے پھر بیان کیا ان کو حکم کرتا ہوں کہ گواہی دو اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا خدا کے اور حضرت محمدؐ اس کے پیچھے ہوئے ہیں اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور منع کرتا ہوں دیباہ سے (یعنی کدو کے توبے) اور حنتہ سے اور نفیر سے (یعنی چوٹی برتن سے) ایک لکڑی کو لے کر اس کو کھود کر گڑھا سنا لیتے تھے) اور مقبر سے۔ خلف بن ہشام نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ کیا کہ گواہی دینی اس بات کی کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور اشارہ کیا آپؐ نے انگلی سے ایک کا۔

إِلَيْهِ مَنْ وَرَأَيْنَا قَالَ ((أَمَرْتُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَيْتُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيمَانُ بِاللَّهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ فَقَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَأَنْ تُوَدُّوا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَيْتُمْ عَنْ الدُّبَاءِ وَالْخَنَازِيرِ وَالنَّقِيرِ وَالْمَقْبَرِ)) زَادَ حَلْفٌ فِي رِوَايَتِهِ ((شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَعَقْدُ وَاحِدَةٍ))

لہ نے کہا کہ طائف سے اس میں شراب آتی تھی اور کچھ لوگ ان میں فیض پتایا کرتے تھے۔ بعضوں نے کہا کہ حتم وہ گھڑے ہیں جو مٹی والے بال اور خون سے بنتے ہیں اور یہ عطاء سے منقول ہے۔ (توہی)

(فرمایا میں تم کو مقبر سے منع کرتا ہوں) مقبر کا سے نکلا ہے یعنی جس برتن پر کار چڑھا ہو۔ کار زفت کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا زفت ایک قسم ہے قار کی اور اول قول صحیح ہے کیونکہ ابن عمرؓ سے یہ سند صحیح منقول ہے کہ حضرت اور مقبر ایک چیز ہے اور قار اور زفت کو ہندی میں سرال کہتے ہیں۔ یہ جوان چاروں قسم کے برتنوں سے ممانعت کی اس سے فرض یہ ہے کہ ان برتنوں میں شراب نہ بننا یعنی بھجور اور انگوڑے بھگوڑے اس لیے کہ ان برتنوں میں شراب تیار ہوا کرتی تھی اور نشہ ان میں جلدی پیدا ہوا جاتا ہے اور پڑوسے میں شراب بننے بھگوانے کی ممانعت جنیں کو نیکو کھڑا لطیف ہے۔ اس میں نشہ والی چیز نہیں چھٹی بلکہ اکثر چڑا نیز شراب سے پھٹ جاتا ہے اور یہ ممانعت بھی ادا اکل اسلام میں تھی پھر بریدہ کی حدیث سے منسوخ ہو گئی۔ اس میں یہ ہے کہ میں نے تم کو منع کیا تھا شراب بننے بھگوانے سے سوا چڑوسے کے اور برتنوں میں لیکن اب بھگوڑے برتن میں اور نہ پیاس شراب کو جو نشہ لاوے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے اور یہی قول ہے جمہور علماء کا اور خطاب نے کہا ہے کہ یہ ممانعت منسوخ ہو گئی اور علماء کی ایک جماعت نے اس ممانعت کو قائم رکھا ہے اور یہی قول مالک اور احمد اور اسحاق کا ہے اور یہی منقول ہے عمر اور ابن عباسؓ۔ (توہی)

۱۔ حتم (دھنی گھڑے) مقبر (کھوکھلی لکڑی یا سوراخ کیا ہوا پتھر) مقبر (تار کو لے کر چھایا ہوا برتن)

۱۶۶- عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أُرْجِمُ بَيْنَ يَدَيْهِ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَبَيْنَ النَّاسِ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ تَسْأَلُهُ عَنْ نَبِيِّ الْحَرِّ فَقَالَ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ أَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ الْوَفْدُ أَوْ مَنْ الْقَوْمُ)) قَالُوا رِبْعَةٌ قَالَ ((مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ عَزَائِي وَلَا النَّدَامَى)) قَالَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَأْتِيكَ مِنْ شَقَى بَعِيدَةٍ وَإِنَّا تَيْنَا وَبَيْنَكَ هَذَا الْحَيَّ مِنْ كُفَّارٍ مُضَرٍّ وَإِنَّا لَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيكَ إِلَّا فِي شَهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصَلَّ نُخْبِرْ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا نَدْخُلُ بِهِ الْفَتْحَةَ قَالَ فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ قَالَ أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَخَذَهُ وَقَالَ ((هَلْ تَذَرُونَ مَا بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ)) قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَكْبَرُ قَالَ ((شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَاقْبَامُ الصَّلَاةِ وَابْتِئَاءُ الزَّكَاةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُوَدُّوا خُمُسًا مِنَ الْمَغْنَمِ)) وَنَهَاهُمْ عَنْ الدِّيَابِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمَرْؤَةِ قَالَ شُعْبَةُ وَرَبَّمَا

۱۶۶- ابو جعفر (نصر بن عمران) روایت ہے کہ میں ابن عباسؓ کے سامنے ان کے اور لوگوں کے بیچ میں مترجم تھا (یعنی اوروں کی بات کو عربی میں ترجمہ کر کے ابن عباسؓ کو سمجھاتا) اتنے میں ایک عورت آئی جو آپ کو پوچھتی تھی گھڑے کی نیزہ کے بارے میں۔ ابن عباسؓ نے کہا عبد القیس کے وفد (وفد کے معنی اوپر گزر چکے ہیں) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ نے پوچھا یہ وفد کون ہیں یا یہ کس قوم کے لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا ربیعہ کے لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا مرحبا ہو قوم یا وفد کو جو نہ رسوا ہو نہ شرمندہ۔ (کیونکہ بغیر لڑائی کے خود مسلمان ہونے کے لیے آئے۔ اگر لڑائی کے بعد مسلمان ہوتے تو وہ رسوا ہوتے) لوٹ کر غلام بنائے جاتے، مال لٹ جاتا تو شرمندہ ہوتے) ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم آپ کے پاس دور دور دراز سے سفر کر کے آتے ہیں اور ہمارے اور آپ کے بیچ میں یہ قبیلہ ہے مضر کے کافروں کا، تو ہم نہیں آسکتے آپ تک مگر حرام کے مہینہ میں۔ (جب لوٹ مار نہیں ہوتی) اس لیے ہم کو حکم کیجئے ایک صاف بات کا جس کو ہم بتلا دیں اور لوگوں کو بھی اور جاویں اس کے سبب سے جنت میں۔ آپ نے ان کو چار باتوں کا حکم کیا اور چار باتوں سے منع فرمایا۔ ان کو حکم کیا اللہ کی توحید پر ایمان لانے کا اور ان سے پوچھا کہ جانتے ہو ایمان کیا ہے؟ انھوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا ایمان گواہی دینا ہے اس بات کی کہ سوا اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک محمدؐ اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور نماز کا قیام

(۱۶۶) ☆ ایک عورت نیزہ کے گھڑے کے بارے میں دریافت کرتی تھی یعنی مٹی کی مٹھور یا پلٹنی یا گھڑے میں جو گھوڑا یا گھوڑا کا شربت بنایا جائے اس کا پیتا کیسا ہے؟ نووی نے کہا اس میں دلیل ہے اس بات کی کہ عورت انہیں اور غیر مردوں سے بات کر سکتی ہے اور ان کی آواز سن سکتی ہے اور وہ اس کی آواز سن سکتے ہیں احتیاج کے وقت۔

مرحبا ایک کلمہ ہے جس کو عرب کے لوگ ملاقات کے وقت بولتے ہیں یعنی جب کوئی ملے کو آتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم اچھی جگہ آئے، وسعت اور کشادگی کی جگہ میں۔

کرنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا (یہ چار باتیں ہو گئیں اب ایک پانچویں بات اور ہے) اور غنیمت کے مال میں سے پانچویں حصہ کا ادا کرنا (یعنی جو کافروں کی لوٹ میں سے مال ملے اس میں سے پانچواں حصہ خدا اور رسول کے لیے نکالنا) اور منع فرمایا ان کو کدو کے توبے اور بنز لا کھی گھرے اور روغنی برتن سے شعیبہ نے کبھی یوں کہا اور تقیر سے اور کبھی کہا مقیر سے۔ (دونوں کے معنی اوپر گزر چکے ہیں) اور فرمایا اس کو یاد رکھو اور ان باتوں کی ان لوگوں کو بھی خبر دو جو تمہارے پیچھے ہیں۔ اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے من وراء کم کہا بدلے من وراء کم کے (اور مطلب دونوں کا ایک ہے) اور ان کی روایت میں مقیر کا ذکر نہیں ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ قَالَ شُعْبَةُ وَرَبَّمَا قَالَ الْمُقِيرُ وَقَالَ ((احْفَظُوهُ وَأَخْبِرُوا بِهِ مِنْ وَرَائِكُمْ)) وَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِوَايَتِهِ ((مَنْ وَرَاءَكُمْ)) وَلَيْسَ فِي رِوَايَتِهِ الْمُقِيرُ.

۱۱۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ نَحْوَ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَقَالَ ((أَنَهَاكُمْ عَمَّا يُنْبَذُ فِي الدُّبَاءِ وَالْقَبْرِ وَالْحَتَمِ وَالْمَرْفَتِ)) وَزَادَ ابْنُ مُعَاذٍ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَشْجِ أَشْجُ عَبْدِ الْقَيْسِ ((إِنْ فِيتَ خَصَلْتَنِ يُجِئُهُمَا اللَّهُ الْجُلْمَ وَاللَّانَةَ))

۱۱۸- عَنْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْ لَقِيَ الْوَفْدَ الَّذِينَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ

۱۱- دوسری روایت بھی ابن عباسؓ سے اسی طرح ہے۔ اس میں یہ ہے کہ میں تم کو منع کرتا ہوں اس نیز سے جو بھگوئی جاوے کدو کے توبے اور چوبی اور بنز لا کھی اور روغنی برتن میں۔ ابن معاذ نے اپنی روایت میں اپنے باپ سے اتنا زیادہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ عبد القیس کے اشج سے (جس کا نام منذر بن حارث بن زیاد تھا) منذر بن عبید یا عائد بن منذر یا عبد اللہ بن عوف) فرمایا تجھ میں دو عادتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ ایک تو عقل مندی دوسرے دیر میں سوچ سمجھ کر کام کرنا جلدی نہ کرنا۔

۱۱۸- قتادہ سے روایت ہے کہ مجھ سے یہ حدیث بیان کی اس شخص نے جو ملا تھا اس وفد سے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے

(۱۱۷) ☆ یہ رسول اللہؐ نے اس لیے فرمایا کہ جب عبد القیس کے لوگ مدینہ میں پہنچے تو چھت چتر رسول اللہؐ کے پاس آگئے مگر اشج سامان کے پاس کھڑے رہے اور سب سامان اکٹھا کیا اور لوٹ کر باندھا پھر اچھے کپڑے بدلے اس کے بعد آپؐ کے پاس آئے۔ آپؐ نے ان کو نو دیک بلایا اور اپنے بازو کی طرف بٹھایا پھر یہ فرمایا کہ حقیقت میں عقلمندی اور اطمینان یہ دونوں صفات ایسی ہیں جو تمام خوبیوں کی بڑ ہیں۔ بعض آدمی عقلمند ہوتے ہیں لیکن جلد باز۔ ان سے بہت سی غلطیاں ہو جاتی ہیں پھر شرمندہ ہوتے ہیں۔ عمدہ بات یہ ہے کہ جس کام کو کرنا چاہے پہلے اس میں خوب فکر کرے اور اس کے فائدوں اور نقصانوں پر نظر ڈالے پھر جب فائدے زیادہ معلوم ہوں اور اس کا انجام بھی اچھا ہو تو اس کو کرے۔ اگر خود سے یہ کام نہ ہو سکے تو اور عقلمند دوستوں سے مشورہ لے۔ حکماء نے کہا ہے کہ جو آدمی ہر کام کو خیال آتے ہی کر دیتا ہے اس میں اور جانور میں کوئی فرق نہیں۔ جانور کی عقل اسی قدر ہے کہ جو خیال آیا اسی طرف دوڑا فکر و غامل اور انجام بھی کچھ نہیں۔

عبدالقیس کے قبیلہ میں سے، (اور قنادہ نے نام نہ لیا اس شخص کا جس سے یہ حدیث سنی۔ اس کو تدلیس کہتے ہیں) سعید نے کہا قنادہ نے ابو نصرہ کا نام لیا انھوں نے سنا ابو سعید خدریؓ سے تو قنادہ نے اس حدیث کو ابو نصرہ (منذر بن مالک بن قنعد) سے سنا انھوں نے ابو سعید خدریؓ سے (سعید بن مالک سنان سے) کہ کچھ لوگ عبدالقیس کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے نبی اللہ کے! ہم ایک شاخ ہیں ربیعہ کی اور ہمارے اور آپ کے بیچ میں مضر کے کافر ہیں اور ہم نہیں آسکتے آپ تک مگر حرام مہینوں میں تو حکم کیجئے ہم کو ایسے کام کا جس کو ہم بتلا دیں اور لوگوں کو جو ہمارے پیچھے ہیں اور ہم اس کی وجہ سے جنت میں جاویں جب ہم اس پر عمل کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم کو چار چیزوں کا حکم کرتا ہوں اور چار چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ (جن چار چیزوں کا حکم کرتا ہوں وہ یہ ہیں کہ) اللہ کو پوجو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رمضان کے روزے رکھو اور غنیمت کے مالوں میں سے پانچواں حصہ ادا کرو اور منع کرتا ہوں تم کو چار چیزوں سے، کدو کے توبے اور سبز لاٹھی برتن اور روفنی برتن اور تھیرے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! تھیر آپ نہیں جانتے۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں جانتا تھیر ایک ککڑی ہے جس کو تم کھود لیتے ہو پھر اس میں قطعاً (ایک قسم کی چھوٹی بھجور) اس کو شہریر بھی کہتے ہیں) بھگوتے ہو سعید نے کہا یا ترم بھگوتے ہو پھر اس میں پانی ڈالتے ہو جس سے اس کا جوش ختم جاتا ہے تو اس کو پیتے ہو یہاں تک کہ ایک تم میں اپنے پیچا کے بیٹے کو تلوار سے مارتا ہے۔ (نشہ میں آکر) جب عقل جاتی رہتی ہے تو دوست دشمن کی شناخت نہیں رہتی، اپنے بھائی کو جس کو سب سے زیادہ چاہتا ہے تلوار سے مارتا ہے۔ شراب کی برائیوں میں سے یہ ایک بڑی برائی ہے جس کو آپ نے بیان کیا) راوی نے کہا ہمارے لوگوں

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ سَعِيدٌ وَذَكَرَ قَنَادَةُ أَبَا نَصْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ فِي حَدِيثِهِ هَذَا أَنَّ أَنَسًا مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّا حَمِي مِنْ رِبْعَةٍ وَنِسْنَا وَنِسْنَا كُفَّارٌ مُضَرٌّ وَلَا تَقْدِرُ عَلَيْكَ إِلَّا فِي أَشْهُرِ الْحَرَمِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَأْمُرُ بِهِ مِنْ وَرَاءِنَا وَنَدْخُلُ بِهِ الْحَنَةَ إِذَا نَحْنُ أَحَدُنَا بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَمُرْكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَأَكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ اعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَصُومُوا رَمَضَانَ وَأَعْطُوا الْخُمْسَ مِنَ الْغَنَائِمِ وَأَنْهَأَكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ غِنِ الدُّبَاءِ وَالنَّسْتَمِ وَالْمَرْقَبِ وَالْفَقِيرِ)) قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا عَلَيْكَ بِالْفَقِيرِ قَالَ ((بَلَى جَذَعٌ تَفْقَرُونَهُ فَتَقْبِضُونَ فِيهِ مِنَ الْقُطْعَاءِ)) قَالَ سَعِيدٌ أَوْ قَالَ مِنْ التَّمْرِ ثُمَّ تَصْبُونَ فِيهِ مِنْ الْمَاءِ حَتَّى إِذَا سَكَنَ عَلَيْهِ أُنْثَى شَرِبْتُمُوهُ حَتَّى إِذَا أَحَدُكُمْ أَوْ إِذَا أَحَدُهُمْ لَيَضْرِبُ ابْنَ عَمِّهِ بِالسَّيْفِ قَالَ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ أَصَابَتْهُ جَرَاخَةٌ كَذَلِكَ قَالَ وَكُنْتُ أَسْمِعُهَا حَيَاءً مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ فَيَسِمُ تَشْرِبُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((فِي أَسْقِيَةِ الْأَذَمِ الَّتِي يَلِدُ عَلَى أَفْوَاهِهَا)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا أَرْضُنَا كَثِيرَةَ الْجُرْدَانِ وَلَا تَبْقَى بِهَا أَسْقِيَةُ الْأَذَمِ فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَإِنْ أَكَلْتُمُهَا الْجُرْدَانِ وَإِنْ أَكَلْتُمُهَا الْجُرْدَانِ وَإِنْ أَكَلْتُمُهَا))

الْحَزْذَانُ)) قَالَ وَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَشْرَجَ عَبْدُ الْقَيْسِ ((إِنَّ فَيْتَ لَخَصْلَتَيْنِ يُجِبُهُمَا اللَّهُ الْجَنَّةَ وَالْأَنَاءَ))

میں اس وقت ایک شخص موجود تھا (جس کا نام جہم تھا) اس کو اسی نشہ کی بدولت ایک زخم لگ چکا تھا اس نے کہا کہ لیکن میں اس کو چھپاتا تھا رسول اللہ ﷺ سے شرم کے مارے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ پھر کس برتن میں ہم شربت پیئیں؟ آپ نے فرمایا پیو چڑے کے برتنوں میں، مشکوں میں جن کا منہ باندھا جاتا ہے۔ (ذوری یا قمر سے) لوگوں نے کہا اے نبی اللہ کے ہمارے ملک میں چوہے بہت ہیں وہاں چڑے کے برتن نہیں رہ سکتے۔ آپ نے فرمایا پیو چڑے کے برتنوں میں اگر چہ چوہے ان کو کاٹ ڈالیں۔ (یعنی جس طور سے ہو سکے چڑے ہی کے برتن میں پیو۔ چوہوں سے حفاظت کرو لیکن ان برتنوں میں پینا درست نہیں کیونکہ وہ شراب کے برتن ہیں) اگر اونی نے کہا رسول اللہ ﷺ نے عبد القیس کے لیٹج سے فرمایا تجھ میں دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے ایک تو عقیقندی دوسری سہولت اور اطمینان، جلدی نہ کرنا۔

۱۱۹- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ صرف سند اور چند الفاظ کا رد بدل ہے۔

۱۱۹- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ وَفَدَ عَبْدُ الْقَيْسِ لَنَا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِبُخَيْرٍ حَدِيثِ ابْنِ عُثَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ فِيهِ ((وَتَذْيُقُونَ فِيهِ مِنْ الْقَطِيعَاءِ أَوْ التَّمْرِ وَالْمَاءِ)) وَلَمْ يَقُلْ قَالَ سَعِيدٌ أَوْ قَالَ مِنَ التَّمْرِ.

۱۲۰- ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے عبد القیس کا وفد جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو کہنے لگائے نبی اللہ کے! اللہ ہم کو آپ پر فدا کرے! کوئی شراب ہم کو درست ہے؟ آپ نے فرمایا حقیر میں نہ پیو۔ انھوں نے کہا اے نبی اللہ کے! اللہ ہم کو آپ پر فدا کرے کیا

۱۲۰- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ وَفَدَ عَبْدُ الْقَيْسِ لَنَا فَأَتَوْا نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلْنَا اللَّهُ فِدَاكَ مَاذَا يَصْلُحُ لَنَا مِنَ الْأَشْرَبَةِ فَقَالَ

(۱۲۰) نووی نے کہا اس حدیث سے (یعنی اس حدیث سے جو کئی راویوں سے مختلف طریقوں سے اوپر روایت کی گئی ہے) بہت سے مسائل معلوم ہوئے جو چاہا اور پر مذکور ہوئے اور میں اختصار سے ان کو یہاں بیان کرتا ہوں۔ ایک تور و ساء اور اشراف کی سفارت روانہ کرتا ضروری اور ہم کاموں کے لیے۔ دوسرے سوال سے پہلے غر ظاہر کرتا۔ تیسرے مہمات اسلام اور ارکان اسلام کا بیان سواج کے اور اوپر ہم کہہ چکے ہیں کہ اس وقت تک حج فرض نہیں ہوا تھا۔ چوتھے عالم کا دوا چاہنا دوسروں کے سمجھانے کے لیے کسی اور شخص سے جیسے ابن عباس کے مترجم تھے

((لَا تَشْرَبُوا فِي النَّعِيرِ)) قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلْنَا اللَّهُ فِدَاءَكَ أَوْ تَذَرِي مَا النَّعِيرُ قَالَ ((نَعَمْ الْجَذْعُ يَنْفَرُ وَسَطُهُ وَلَا فِي الدَّبَائِ وَلَا فِي الْحَنْتَمَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْمَوْتَى))

آپ جانتے ہیں تھیر کو؟ آپ نے فرمایا ہاں تھیر ایک لکڑی ہے جس کے بیچ میں کھود کر گڑھا کر لیتے ہیں اور کدو کے تو بے میں نہ پیو اور ہنر لا کھی برتن میں نہ پیو اور پیو (چمڑے کی) مشکوں میں جن کا منہ ڈوری یا تسمہ سے بندھا ہو۔

بَابُ الدُّعَاءِ إِلَى الشَّهَادَتَيْنِ وَشَرَائِعِ الْإِسْلَامِ

باب: لوگوں کو شہادتین کی طرف بلانے اور اسلام کے ارکان کا بیان

۱۲۱- عَنْ أَنَسِ بْنِ عَسَاءٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ مُعَاذًا قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَأَذْغُهُمْ بِأَنِّي شَهِادَةٌ أَنَّنَا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمْنَهُمْ أَنَّ اللَّهَ أَفْضَرُ عَلَيْهِمْ حُمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ

۱۲۱- ابن عباسؓ سے روایت ہے معاذ بن جبلؓ نے کہا مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے (میں کی طرف حاکم کر کے) بھیجا تو فرمایا تم ملو گے کچھ لوگوں سے اہل کتاب کے تو بتانا ان کو اس بات کی گواہی کی طرف کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا خدا کے اور میں خدا کا بھیجا ہوا ہوں۔ (یعنی حضرت محمدؐ) اگر وہ اس کو مان لیں تو بتانا ان کو یہ بات کہ اللہ نے ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس کو مان لیں تو ان کو یہ بات بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی

اور ابو ہریرہؓ تھے۔ پانچویں ترجمہ اور توفی اور خبر میں ایک شخص کا قول کافی ہوتا۔ چھٹے مہمان کے لیے مرحبا کہنا اس کے خوش کرنے کے لیے اس کی تعریف کرنا۔ ساتویں منہ پر تعریف کرنا جب کہ اس میں تہذیب کا خوف نہ ہو اور منہ پر تعریف کرنا یعنی مدح جو منہ سے وہ اس وقت ہے جب کہ تہذیب کا خوف ہو۔ ورنہ خود رسول اللہؐ سے بہت سے مقاموں میں مدح ثابت ہے۔ آپؐ نے ازار لگانے کی حدیث میں ابو بکرؓ سے فرمایا تو ان لوگوں میں سے نہیں ہے جو تکبر سے ایسا کام کرتے ہیں اور فرمایا اے ابو بکر! امت دو سب لوگوں سے زیادہ احسان صحبت اور مال کی وجہ سے مجھ پر تیرا ہے اور جو میں کسی کو دوست بنانا (سوا خدا کے) تو ابو بکر کو بنا تا اور ایسی ہی بہت سی حدیثیں اور آثار منقول ہیں۔ آٹھویں پوچھنے والے پر عتاب نہ کرنا اگر وہ کبے مجھ سے کھول کر بیان کر دے۔ نویں صرف رمضان کا لفظ کہنا درست ہوتا شہر رمضان کہنا ضروری نہیں۔ دسویں عالم سے دوبارہ سمجھنے کے لیے پوچھنا۔ گیارہویں تاکید کرنا حکام کے زیادہ اثر ڈالنے کے لیے۔ بارھویں یہ کہنا درست ہے کہ خدا مجھے تم پر قربان اور فدا کرے۔ اچھا مختصر۔

(۱۲۱) یعنی فوراً اللہ تک پہنچ جاتی ہے اور قبول ہوتی ہے۔ نو دہی نے کہا اس حدیث سے بہت باتیں نکلی ہیں 'قبول کرنا' خبر واحد کا اور واجب ہونا عمل اس پر اور ترک واجب نہ ہونا اس لیے کہ معاذؓ رسول اللہؐ کی وفات سے چند روز پہلے یمن کی طرف بھیجے گئے تھے پھر اگر ترک واجب ہوتا تو آپؐ اس کو بھی نمازوں میں شریک کرتے اور مستون ہونا دعوت کفار کا طرف توحید کے جنگ سے پہلے اور حکم نہ ہونا اسلام کا جب تک شہادتین کا زبان سے اقرار نہ کرے اور یحییٰ مذہب ہے اہل سنت کا اور واجب ہونا پانچوں نمازوں کا ہر دن اور رات اور گناہ عظیم ہونا ظلم کا اور امام کا نصبت کرنا اپنے عاملوں کو اللہ سے ڈرنے کے لیے اور ظلم سے بچنے کے لیے اور حرام ہونا زکوٰۃ وصول کرنے والے پر عہدہ مال چھانت لینا۔ اسی طرح صاحب مال پر بر مال دینا اور زکوٰۃ دینا کا خوف نہ مالدار کو۔ اور استدلال کیا ہے اس حدیث سے خطایاں اور ہمارے اصحاب نے کہ حق

ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی، پھر انہی کے فقیروں اور محتاجوں کو دی جائے گی۔ اگر وہ اس بات کو مان لیں تو خبردار نہ لینا عمدہ مال ان کے (یعنی زکوٰۃ میں متوسط جانور لینا، عمدہ دودھ والا اور پر گوشت قرہ چھانٹ کر نہ لینا) اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ مظلوم کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی روک نہیں۔

۱۲۲- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

أَطَاعُوا لَذَلِكَ فَأَعْلَمْنَاهُمْ أَنَّ اللَّهَ أَفْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تَتَّخِذُ مِنْ أَغْنِيَاءِهِمْ فَتُرَدُّ فِي فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَذَلِكَ فَإِنَّكَ وَكَّرَانَهُمْ أَهْوَاهِهِمْ وَأَتَى ذَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَنْ يَنْتَهِيَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ))

۱۲۲- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ ((إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا)) بِمِثْلِ حَدِيثِ وَكَيْعٍ

۱۲۳- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب معاذؓ کو یمن بھیجا تو ان سے کہا تم جاؤ گے اہل کتاب میں سے ایک قوم کے پاس تو سب سے پہلے جس طرف تم ان کو بلاؤ وہ اللہ جل جلالہ کی عبادت ہے، پھر جب وہ خدا کو پہچان لیں تو ان کو بلاؤ کہ

۱۲۳- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ قَالَ ((إِنَّكَ تَقْدُمُ عَلَى قَوْمٍ أَهْلُ كِتَابٍ فَلْيَكُنْ أَوَّلُ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ عِبَادَةَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِذَا

تو زکوٰۃ کا نقل جائز نہیں یعنی ایک ملک کی زکوٰۃ دوسرے ملک کے فقیروں کو نہ بھیجی جائے اور یہ استدلال قوی نہیں کیونکہ اس سے مراد مسلمانوں کے فقیر ہو سکتے ہیں۔ اور بعضوں نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ کافر فروع شریعت جیسے نماز، روزہ کے ساتھ مخاطب نہیں ہیں یعنی ان کو صرف یہی حکم ہے کہ ایمان لادیں اور اسی امر کے نہ کرنے پر ان کو عذاب ہوگا۔ نماز، روزہ وغیرہ ان پر جب فرض ہے کہ وہ مسلمان ہوں اور دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرتؐ نے اس حدیث میں یوں فرمایا اگر وہ اس کو مان لیں تو ان کو یہ بتلاؤ۔ تو معلوم ہوا کہ جب وہ شہادتیں ہی کو نہ مانیں تو اور ارکان اسلام ان پر واجب نہیں اور یہ استدلال ضعیف ہے اس لیے کہ حدیث سے مقصود یہ ہے کہ جب وہ شہادتیں کا اقرار کریں تو ان کو بتلاؤ کہ نماز کا مطالبہ ان سے ہوگا نہ نیا میں اور نیا میں تو ارکان اسلام کا مطالبہ جب ہی ہوگا جب وہ اسلام ان لیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آخرت میں بھی ان کو ارکان اسلام کے ترک پر عذاب نہ ہو اور قرینہ اس پر یہ ہے کہ حضرتؐ نے ایک ایک بات پر ترتیب بتلائی۔ پہلے جو بہت ضروری تھی پھر جو اس سے کم، پھر جو اس سے کم اور خود اسی حدیث میں یہ بات موجود ہے کہ جب وہ نماز کو مان لیں تو تجاؤ ان کو زکوٰۃ کی فرضیت حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں ہوا کہ پہلے انسان پر نماز فرض ہوتی ہے پھر اس کے بعد زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔

(۱۲۳) ☆ قاضی عیاضؒ نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ خدا کو نہیں پہچانتے اور یہی قول ہے بڑے بڑے متکلمین کا اگرچہ وہ ظاہر میں خدا کی پرستش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے خدا کو پہچانا اگرچہ عقل اس بات کو جائز رکھتی ہے کہ جو شخص رسول کو نہ مانے وہ خدا کو پہچان لے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا جو شخص خدا کو اور مخلوقات کے مشابہ سمجھتا ہے یا خدا کو مجسم جانتا ہے اور اجسام کی طرح یہود میں سے۔ یا خدا کی اولاد ہونا جائز جانتا ہے یا اس کی لہائی یا مینا ثابت کرتا ہے یا طول اور انتقال اور احترام اجسام کی طرح اس کے لیے جائز سمجھتا ہے نصاریٰ میں سے۔ یا اس کے اوصاف ایسے بیان کرتا ہے جو اس کو لائق نہیں یا اس کے لیے شریک یا مخالف برابر والا ثابت کرتا ہے جو اس اور بت پرستوں میں سے۔ ان سب کا معبود درحقیقت خدا نہیں اگرچہ وہ اس کا نام خدا رکھیں۔ تو درحقیقت انھوں نے سچے خدا کو نہیں پہچانا۔ اس نکتہ کو سمجھ کر یاد رکھنا چاہیے۔ (نودویؒ)

اللہ نے ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں ہر رات و دن میں۔ جب وہ یہ کرنے لگیں تو ان کو یاد کہ اللہ عزوجل نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالوں میں سے لی جائے گی پھر انہی کے فقیروں کو دی جائے گی۔ جب وہ یہ بھی مان لیں تو ان سے زکوٰۃ لے اور ان کے عمدہ مالوں سے بچ۔

باب: جب تک لوگ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ کہیں ان سے لڑنے کا حکم

۱۲۴- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور ابو بکر صدیق خلیفہ ہوئے اور عرب کے لوگ جو کافر ہونے تھے وہ کافر ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے ابو بکرؓ سے کہا تم ان

عَرَفُوا اللَّهَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَذَا فَعَلُوا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً تَوَخَّذُ مِنْ أَعْيُنِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَىٰ فُقَرَائِهِمْ فَإِذَا أَطَاعُوا بِهَا فَخَذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ))

بَابُ الْأَعْمَرِ بِقِتَالِ النَّاسِ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ .

۱۲۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تَوَفَّي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنْ

جن یہ جو فرمایا ان کے مال میں سے زکوٰۃ لی جائے گی اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی مسلمان زکوٰۃ نہ دے تو جبر اس کے مال میں سے وصول کی جائے گی۔ اس میں اختلاف نہیں ہے مگر اختلاف اس میں ہے کہ آیا وہ باطنیہ و دین اللہ زکوٰۃ سے بری ہو گا یا نہ ہو گا۔ اس میں ہمارے اصحاب کے دو قول ہیں۔ (نووی)

(۱۲۴) ☆ خطابی نے کہا جو لوگ اسلام سے پھر گئے تھے وہ وہ طرح کے تھے۔ ایک تو وہ جو بالکل دین اسلام کو چھوڑ کر اپنی کفری حالت کی طرف پھر لوٹ گئے تھے اور ابو ہریرہؓ نے جو کہا کافر ہو گئے عرب کے لوگ جو کافر ہوئے تھے اس سے مزاد ایسی قسم کے لوگ ہیں اور ایسے لوگوں میں بھی دو گروہ تھے۔ ایک گروہ تو مسلمان کذاب کو کافر جانتا تھا اور اسود بنی سہیل کی نبوت کا انکار کرتے تھے اور مسلمان اسود کو پیغمبر سمجھتے تھے۔ ابو بکر صدیقؓ نے ان سے لڑا تا کہ وہ یہاں تک کہ سہیل یہاں میں اور اسود بنی سہیل یہاں میں نہ رہیں اور ان کی جماعتیں ٹوٹ گئیں اور اکثر ان میں سے مارے گئے۔ دوسرا گروہ وہ تھا جو دین سے پھر گیا تھا اور شرع اور احکام دین کا منکر ہو کر نماز روزہ کو چھوڑ چکا تھا اور پھر ایسی جاہلیت کے طریق پر چلنے لگا تھا اس وقت خدا کو سجدہ صرف تین مسجدوں میں ہو تا تھا۔ ایک کہ مسجد دوسری مدینہ کی مسجد تیسری عبد القیس کی مسجد تھیں جن میں۔ دوسری طرح کے لوگ تھے جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق نکالا تو نماز پڑھتے تھے لیکن زکوٰۃ دینے سے انکار کیا۔ یہ لوگ درحقیقت ایک قسم کے باقی تھے۔ ان ہی لوگوں کے بارے میں حضرت عمرؓ کو شبہ ہوا۔ (السرراج النجاشی)

حضرت عمرؓ کا اعتراض نظر نگاہ یہ حدیث کے تھا کہ جب حضرت نے لڑا تو ان کی مال و جان لینا کیوں کر درست ہو گا۔

جان کو اور یہ لوگ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں صرف زکوٰۃ دینے سے انکار کرتے ہیں پھر ان کی مال و جان لینا کیوں کر درست ہو گا۔ مطلب حضرت ابو بکرؓ کا یہ تھا کہ رسول اللہؐ نے مال اور جان کی حفاظت دو شرطوں پر متعلق کی ہے اور جو حکم دو شرطوں پر متعلق ہو وہ ایک شرط کے ہونے سے حاصل نہیں ہوتا جب دوسری شرط نہ ہو پھر قیاس کیا اس کا نماز سے بعد اس کے زکوٰۃ کو مثل نماز کے قرار دیا اور اس حدیث میں دلیل ہے اس بات کی کہ جو شخص نماز چھوڑ دے باجماع صحابہؓ اس سے لڑائی درست ہے۔ جب ابو بکرؓ نے زکوٰۃ کو مختلف فقہی نماز کے مثل قرار دیا جو متفق علیہ تھی۔ تو اس معاملہ میں حضرت عمرؓ نے عموم حدیث سے استدلال کیا اور ابو بکرؓ نے قیاس سے اور معلوم ہے

الْعَرَبُ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِأَبِي بَكْرٍ كَيْفَ تَقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَفَنَ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَجَسَانِهِ عَلَى كَرِّهِ يَأْخُونُ كَرِّهِ تَوَكَّرَ جَاوِزَ الْغَايَةِ)

لوگوں سے کیونکر لڑو گے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے مجھ کو حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ لالہ اللہ کہیں پھر جس نے لالہ اللہ کہا اس نے مجھ سے اپنے مال اور جان کو بچا لیا مگر کسی نے حق کے بدلے (یعنی کسی قصور کے بدلے جیسے زنا کرے یا خون کرے تو پکڑا جاوے گا) پھر حساب اس کا اللہ پر ہے۔

۴۔ ہوا کہ عام کی تخصیص قیاس سے ہو سکتی ہے۔

مسلم میں عقلا مردی ہے اور ایمانی بخاری میں اور بعض رواجوں میں عقلا کے بدلے عناق ہے عناق کہتے ہیں بکری کے بچے کو اور دونوں صحیح ہیں اور محمول ہیں اس امر پر کہ ابو بکرؓ نے یہ کلام دوسرے کہا ہو گا۔ ایک بار عقلا کہا اور ایک بار عناق تو روایت کئے گئے ان سے دونوں لفظ۔ تو عناق سے مراد بکریوں کے بچے ہیں جن کی مائیں مر چکی ہوں اور عقلا سے مراد ایک سال کی زکوۃ ہے اور بعضوں نے کہا کہ عقلا وہی رسی ہے جس سے اونٹ کو باندھتے ہیں اور نووی نے اس کو صحیح کہا کیونکہ یہ موقع شدت اور مبالغہ کا ہے۔ تو جہاں تک عقلا کی تحقیر ہو مناسب ہے اور جب ایک سال کی زکوۃ مراد لیں تو یہ مطلب حاصل نہیں ہو تا۔ (السر اجابہ)

نووی نے کہا عمرؓ نے ابو بکرؓ کی تقلید نہیں کی اس واسطے کہ عمرؓ خود مجتہد تھے اور مجتہد دوسرے نہیں دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا اور روافض نے یہ خیال کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابو بکرؓ کی تقلید کی اور بنیاد اس کی ان کے خیال قاسد پر ہے کہ امام کو معصوم ہونا ضروری ہے۔ یہ ان کی کسلی ہو کی جہالت ہے۔ (السر اجابہ) نووی نے کہا بعض روافضوں نے یہ خیال کیا ہے ابو بکرؓ نے سب سے پہلے مسلمانوں کو قید اور قتل کیا حالانکہ وہ لوگ زکوۃ کے باب میں تاویل کرتے تھے اور کہتے تھے قرآن میں یہ جو حکم ہے حذ من اموالہم صدقۃ اللہ ہے تو یہ خطاب رسول اللہ کے لیے خاص ہے اس واسطے کہ تعلیم۔ یعنی گناہوں سے پاک کرنا اور ترک کرنا اور صلوة دوسرے سے نہیں ہو سکتا خطاب نے کہا یہ خیال ایسے لوگوں کا ہے جن کو دین سے ذرا واسطہ نہیں اور ان کے عمدہ مقاصد افتراء اور بہتان اور ملف کی برائی ہیں اور ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ اسلام سے مرتد ہو جانے والے لوگ کئی طرح کے ہیں۔ بعض تو دین سے بالکل پھر گئے تھے اور مسلک وغیرہ کو بغیر جانے گئے تھے اور بعضوں نے نماز اور زکوۃ اور تمام شرائع کو ترک کر دیا تھا پھر ان ہی لوگوں کو صحابہ نے کافر سمجھا اور ابو بکرؓ نے ان سے لڑائی کی اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا اور اکثر صحابہ نے اس بات میں ابو بکرؓ کی موافقت کی خود حضرت علیؓ نے بنی مہضہ کے قیدیوں میں سے ایک عورت کو لونڈی بنایا جس کے پیٹ سے محمد بن حنفیہ پیدا ہوئے۔ پھر صحابہ کا زمانہ گزرنے سے پہلے اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ مرتد کو قید نہ کرنا چاہیے بلکہ قتل کرنا چاہیے اور وہ لوگ جنہوں نے زکوۃ دینے سے انکار کیا تھا وہ دین پر قائم تھے پر بانی تھے اور اگرچہ ان میں سے بعض زکوۃ دینے پر راضی ہوتے تھے پر ان کے سرداروں نے ان کو زکوۃ دینے سے روکا۔۔۔ جیسے بنی براء وہ زکوۃ دینے پر مستعد ہو گئے تھے اور بل زکوۃ جمع کر کے روانہ کرنے والے تھے کہ مالک بن نویرہ نے ان کو روک دیا اور ان لوگوں کو خاص کر کے کافر نہیں کہا اگرچہ یہ بھی ایک قسم کے مرتد تھے کیونکہ مرتد لوگوں میں شریک ہو گئے تھے دین کی بعض باتیں موقوف کرنے میں اس لیے کہ مرتد کا طلاق ہر گزراہ پر ہوتا ہے اور ہر اس شخص پر جو پہلے ایک کام کی طرف توجہ رکھتا ہو پھر اس سے پھر جاوے اور یہ لوگ بھی اطاعت سے پھر گئے تھے اور حق کو رد کتے تھے۔ تو یہ قبیح لقب مرتد کا ان کے ساتھ بھی لگ گیا اور دینداری جاتی رہی اور یہ جو انہوں نے استدلال کیا تھا قرآن سے کہ قرآن میں حذ من اموالہم میں خطاب خاص ہے رسول اللہ سے تو قرآن کے خطاب تین طرح کے ہیں۔ ایک خطاب عام جیسے یا ایہا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوۃ فمذہب الی ایمان والو! جب تم کھڑے ہو نماز کے لیے۔ یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام! اے ایمان والو! فرض ہیں تم پر روزے اور ایک خطاب خاص حضرت کے لیے ہے جس میں

کی میں تو لڑوں گا اس شخص سے جو فرق کرے نماز اور زکوٰۃ میں۔ اس لئے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ قسم خدا کی اگر وہ ایک عقلمند ہو تو اس کے نہ دینے پر۔ حضرت عمرؓ نے کہا قسم خدا کی پھر وہ کچھ نہ تھا مگر میں نے یقین کیا کہ اللہ جل جلالہ نے ابو بکرؓ کا سینہ کھول دیا ہے لڑائی کے لیے۔ (یعنی ان کے دل میں یہ بات ڈال دی) تب میں نے جانا کہ حق یہی ہے۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَهُمْ عَلَى مَنَعِهِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ شَرَحَ صَدْرُ أَبِي بَكْرٍ لِلْفِتَنِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

۱۲۵- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں پھر جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے بچا لیا مجھ سے اپنے مال اور جان کو گھر کسی حق کے بدلے اور حساب اس کا اللہ پر ہے۔

۱۲۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ غُصِمَ مِنِّي مَالُهُ وَنَفْسُهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَجَسَدِهِ عَلَى اللَّهِ)).

۱۲۶- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حکم

۱۲۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ

اللہ وہ حدیث سے دلیل لاتے قیاس کیوں کرتے۔

اس حدیث سے بہت سی باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو قیاس کا حجت ہونا اور اس پر عمل کرنا۔ دوسرے نماز یا زکوٰۃ یا اور فرائض اسلام کو ادا نہ کرنے والوں سے لڑنا۔ تیسرے باغیوں سے لڑنے کی اجازت۔ چوتھے امام کو ضرورت کے وقت اجتہاد و دست ہونا اور امام سے بحث کرنا۔ نوٹی لے کر کہا قاضی عیاضؒ نے کہا کہ لا الہ الا اللہ کہنے پر جان اور مال محفوظ رہتا ہے کہ شرک اور بت پرستیوں کے لیے ہے ان کے سوا اور کافر جو توحید کا اقرار کرتے ہیں جیسے اہل کتاب وہ وغیرہ صرف توحید کی وجہ سے فتح نہیں سکتے۔ اس لیے دوسری حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ صرف توحید کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جتنے احکام اور مسائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں ان سب کو مانیں۔ پھر نوٹی لے کر کہا کہ علماء نے اختلاف کیا ہے زمین پر تو یہ قبول کرنے میں یعنی جو بالکل شریعت الہی کا منکر ہو۔ (جیسا ہمارے اس وچال زمانہ میں ایک فرقہ نکلا ہے جس کو نیجری یا طبعی کہتے ہیں) تو اس میں پانچ قول ہیں سب میں صحیح اور صواب یہ ہے کہ تو یہ اس کی قبول ہے یہ سب احادیث صحیحہ مطفقہ کے اور ایک قول یہ ہے کہ اس کی تو یہ ہرگز قبول نہیں بلکہ اس کو قتل کرنا چاہیے۔ پھر اگر وہ دہشت گرد و دہشت گردی کا آخرت میں اس کی نجات ہوگی۔ ایک قول یہ ہے کہ پہلی بار کی تو یہ قبول ہے پھر اگر کفر اختیار کرے تو قبول نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ اگر خود تو یہ کرے تو قبول ہے اور تلواریں ڈرے کرے تو قبول نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ اگر دوسروں کو بھی گمراہی کی طرف بلاتا ہو تو اس کی تو یہ قبول نہیں ورنہ قبول ہے۔ اچھی

(۱۲۶) نوٹی لے کر کہا اس حدیث میں بیان ہے اس بات کا جو دوسری روایتوں میں اختصار کیا گیا صرف لا الہ الا اللہ کہنے سے یعنی اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوپر کی روایتیں جن سے صرف لا الہ الا اللہ کہنے کا بیان ہے محقق اور مجمل ہیں۔ جان اور مال بچانے کے لیے اللہ

ہو اے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ گواہی دیں اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا خدا کے اور ایمان لاویں مجھ پر (کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں) اور اس پر جس کو میں لے کر آیا۔ (یعنی قرآن پر اور شریعت کے تمام احکام پر جن کو میں لایا) جب وہ ایسا کریں گے تو انھوں نے مجھ سے بچالیا اپنی جانوں اور مالوں کو مگر حق کے بدلے اور حساب ان کا اللہ پر ہے۔

۱۲۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا۔ باقی حدیث وہی ہے۔

۱۲۸- جابر اور ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں پھر جب انھوں نے لا الہ الا اللہ کہا تو بچالیا مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو مگر حق کے بدلے اور حساب ان کا اللہ پر ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی انما انت مذکور لست علیہم بمسيطر یعنی تو تو نصیحت کرنے والا ہے لوگوں کو۔ تیرا کچھ زور ان پر نہیں۔ (یہ آیت اس وقت کی ہے جب جہاد فرض نہ ہوا تھا)

۱۲۹- عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ گواہی دیں اس بات

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيُؤْمِنُوا بِي وَبِمَا جِئْتُ بِهِ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحَسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ))

۱۲۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ)) يَجِبُ حَدِيثُ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

۱۲۸- عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَإِذَا فَعَلُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحَسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ)) ثُمَّ قَرَأَ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ لَنْتَ عَلَيْهِمْ بِمُسْطَبِرٍ.

۱۲۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ

لَهُ يَسِيءُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَأَقْرَابِ ضُرُورِي هُوَ يَسِيءُ يَحْمَدُ رَسُولَ اللَّهِ بَلْ كَيْفَ قَرَأَنَ أَوْ حَدِيثَ أَوْ قَامَ أَحْكَامَ شَرِيعَتِ كَأَمَانًا جَنِّ كَثُوبَ تَوَاتُرَ يَتَّقِينَ كَوَيْحَ كَيْفَا بَ ضُرُورِي هُوَ أَوْ اسْ بَيَانِ كِي تَقْصِيلِ أَوْ بِرُزْجَلِي هُوَ۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آدمی دین اسلام پر مضبوط عقیدہ رکھے اور شک نہ کرے تو وہ مومن ہے اور موحد۔ یہ ضروری نہیں کہ اہل کلام کے دلائل دریافت کرے اور خدا کو ان دلیلوں سے پہچانے۔ یہی قول ہے تفتیین اور جمہور سلف کا اور بعض لوگوں کے نزدیک ایمان پورا ہونے کے لیے دلائل پہچاننا ضروری ہے اور یہ قول ہے معتزلہ اور بعض اشاعرہ کا اور یہ خطا ہے اس لیے کہ مقصود یقین ہے اور وہ حاصل ہو گیا عقیدہ سے بھی۔ دوسرے یہ کہ رسول اللہ نے بھی صرف یقین کو کافی سمجھا اور دلائل دریافت کرنے کی شرط نہیں کی۔

(۱۲۹) السراج الوہاج میں ہے کہ امام شوکانیؒ سے سوال ہوا وہ لوگ جو جنگل میں رہتے ہیں اور کوئی حکم شرعی نہیں نبھاتے نہ نماز نہ روزہ صرف زبان سے کلمہ شہادت پڑھتے ہیں وہ کافر ہیں یا مسلمان اور آیا مسلمانوں کو ان سے جہاد کرنا چاہیے یا نہیں؟ تو جواب دیا انھوں نے "اوشادو السائل" میں ہے کہ جو شخص ارکان اسلام اور فرائض اسلام کو بالکل ترک کرے اور اس کے پاس کچھ نہ ہو سوا زبان سے لا الہ الا اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا خدا کے اور بے شک محمدؐ اس کے رسول ہیں اور قائم کریں نماز کو اور دیویں زکوٰۃ کو۔ پھر جب یہ کریں تو بچالیا انھوں نے مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو مگر حق کے بدلے اور حساب ان کا اللہ پر ہے۔

۱۳۰- ابوالک سے روایت ہے اس نے سنا اپنے باپ سے کہنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے 'آپؐ فرماتے تھے جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہا اور انکار کیا ان چیزوں کا جن کو پوجتے ہیں سوا خدا کے' آدمی ہوں یا جن 'اوتار یا جھاڑ' پہاڑ یا بیت وغیرہ تو حرام ہو گیا مال اس کا اور خون اس کا اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔

۱۳۱- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ لا الہ الا اللہ کے بجائے یہاں توحید کے الفاظ ہیں۔

باب: بیان اس بات کا کہ جو شخص مرتے وقت مسلمان ہو تو اس کا اسلام صحیح ہے جب تک حالت نزع نہ ہو یعنی

النَّاسُ حَتَّى يَشْهَدُوا أَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ فَإِذَا فَعَلُوا عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِخَفَاةٍ وَجَسَائِهِمْ عَلَى اللَّهِ)).

۱۳۰- عَنْ أَبِي مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَفَّرَ بِمَا يَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَرَّمَ مَالُهُ وَدَمُهُ وَجَسَائُهُ عَلَى اللَّهِ)).

۱۳۱- وَ حَدَّثَنَا أَبُو نَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ وَ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((مَنْ وَحَّدَ اللَّهَ)) ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهِ.

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى صِحَّةِ إِسْلَامٍ مَنْ حَضَرَهُ الْمَوْتُ مَا لَمْ يَشْرَعْ فِي النُّزْعِ وَهُوَ

لہ رسول اللہ کہنے کے تو بیچک دو کا فر ہے اور شدید الکفر۔ اس کا جان اور مال حلال ہے۔ اس لیے کہ صحیح حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے کہ جان اور مال اس وقت بچے گی جب ارکان اسلام کو ادا کرے تو ایسے کافروں کے قریب جو مسلمان رہتے ہوں ان پر واجب ہے کہ ان کافروں کو اسلام کے احکام بتائیں اور انکے بھلانے کے لیے ان کو دعوت کریں اور پہلے نرمی اور سہولت سے توبہ کی رغبت دلا کر اور مذاہب سے ڈرا کر ان کو سمجھادیں اور اگر وہ مان لیں اور ارکان اسلام کو ادا کر لیں گئیں تو خیر اور جو انکار کریں اور نہ مانیں تو مسلمانوں کو چہار کرنا چاہیے ان پر اور جب تک وہ اعمال اسلام بجا نہ لائیں ان کا خون اور مال حلال ہے اور ان کا حکم ایسا ہے جیسے جاہلیت کے لوگوں کا اور رسول اللہ نے ہم سے کھولی کر بیان کر دیا ہے ان باتوں کو جو کافروں کے ساتھ لڑنے سے متعلق ہیں اور آیات قرآنی اور احادیث نبویؐ اس باب میں بہت ہیں ہر شخص کو معلوم ہیں بلکہ خاص اسی امر کے لیے اللہ جل جلالہ نے اپنے رسول اللہ کو بھیجا اور کتابیں اتاریں اور اس کا زیادہ بیان کرنا بے فائدہ طول ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب ان لوگوں نے اصرار کیا کفر پر تو وہ ملک دار الحرب ہے بلا شک اور بلا شبہ اور جو احکام دار الحرب کے ہیں وہ احکام ان کے ملک کے ہونگے۔ اور اختلاف کیا ہے مسلمانوں نے کہ کافروں کے ملک پر جہاد کرنے کے لیے امام کا ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ لیکن حق یہ ہے کہ ضروری نہیں اور یہ جہاد واجب ہے ہر ایک شخص پر جو مسلمان ہو اور آیات قرآنی اور احادیث نبویؐ مطلق ہیں ان میں کوئی قید نہیں۔ اچھی۔

جہان کنی نہ شروع ہو اور مشرکین کے لئے دعا کرنا منع ہے اور جو شرک پر مرے گا وہ جہنمی ہے، کوئی وسیلہ اس کے کام نہ آئے گا۔

الْعَرَفُوْنَ نَسَخَ جَوَارِ الْاِسْتِغْفَارِ
لِلْمُشْرِكِيْنَ وَالذَّلِيلِ عَلٰى اَنْ مِّنْ مَّاتَ
عَلَى الشِّرْكِ فَهُوَ فِيْ اَصْحَابِ الْحَجِيْمِ
وَلَا يَنْقِذُهُ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ مِنَ الْوَسَائِلِ

۱۳۲- سعید بن مسیب (جو مشہور تابعین میں سے ہیں۔ ابن ہدی نے کہا میں نے ان سے زیادہ علم میں کوئی تابعی نہیں پایا۔ فقہ ہیں امام ہیں) روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے (مسیب بن حزن بن عمرو بن عابد بن عمران بن مخزوم قرشی مخزومی سے جو صحابی ہیں) انھوں نے کہا جب ابوطالب بن عبدالمطلب (رسول اللہ ﷺ کے حقیقی چچا اور پرورش کرنے والے) مر گئے تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور وہاں ابو جہل (عمرو بن ہشام) اور عبد اللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو بیٹھا دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے چچا میرے اتم کھ لولا لا الہ الا اللہ ایک کلمہ "یس اللہ کے پاس اس کا گواہ ہو اور ان کا تمہارے لیے۔ (یعنی خدائے عزوجل سے قیامت کے روز عرض کروں گا کہ ابوطالب موحد تھے اور ان کو جہنم سے نجات ہوئی چاہے) انھوں نے آخر وقت میں کلمہ توحید

۱۳۲- عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةَ حَاضَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَا عَمَّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ)) فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرَأَيْتَ عَنْ بَلْعَةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْزِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيدُ لَهُ بِلَاكِ الْمَقَالَةِ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرُ مَا كَلَّمَهُمْ هُوَ عَلَى بَلْعَةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبِي أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

(۱۳۲) ☆ سعید روایت کرتے ہیں اپنے باپ مسیب سے جو صحابی ہیں۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا حالانکہ مسیب سے اس کاراوی کوئی نہیں سوائے ان کے بیٹے سعید کے تو روہو گیا حاکم کے قول کا کہ بخاری اور مسلم نے کوئی حدیث ایسی روایت نہیں کی جس کاراوی ایک ہی شخص ہو اور شاید مراد ان کی یہ ہے کہ ہوا صحابہ کے اور شخصوں سے روایت کرنے والے کسی سے کم ہو چاہیں۔ (دودی) نبی نے کہا اپنے چچا ابوطالب سے جب وہ مرنے لگے یعنی بیماری کی شدت ہوئی اور موت کا یقین ہو گیا یہ مراد نہیں ہے کہ سکران شروع ہو گئی کیونکہ نزع اور سکران کے وقت توبہ قبول نہیں۔ فرمایا اللہ جل جلالہ نے ولست التوبة للذين يعملون السيات حتى اذا حضر احدهم الموت قال اني تبت الان يعني نہیں ہے توبہ ان لوگوں کے لیے جو گناہ کرتے ہیں پھر جب موت سامنے آگئی تو کہنے لگے ہم نے اب توبہ کی اور اس کی بدلیل یہ ہے کہ ابوطالب سے حضرت نے گفتگو کی اور مشرکوں نے آپ کے خلاف ان کو سمجھایا۔ آخر ابوطالب نے مشرکوں کا کہنا مانا تو معلوم ہوا کہ نزع کی حالت نہ تھی۔ فاضی عیاض نے کہا بعض متکلمین نے یہاں معنی کے ہیں کہ نزع کی حالت ابوطالب پر طاری ہوئی اور یہ صحیح نہیں تو ابوطالب نے دین اسلام کو قبول نہیں کیا اور اپنی قوم کا پاس کیا اور جہنم کو اختیار کیا۔

السران ابوطالب میں ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس بات کی کہ عبدالمطلب بھی کفر پر مرے تھے جیسے ابوطالب۔ امام ابو حنیفہ

کا اقرار کیا تھا) ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بولے اے ابوطالب! عبد المطلب کا دین چھوڑتے ہو؟ اور رسول اللہ ﷺ برابر یہی بات ان سے کہتے رہے (یعنی لکھ تو حید پڑھنے کے لیے۔ اور ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ اپنی بات بکتے رہے) یہاں تک کہ ابوطالب نے اخیر بات جو کہ وہ یہ تھی کہ میں عبد المطلب کے دین پر ہوں اور انکار کیا لا الہ الا اللہ کہنے سے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم خدا کی میں تمہارے لیے دعا کروں گا (بخشش کی) جب تک منع نہ ہو۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ماکان للنبی والذین امنوا اخیر تک یعنی نبی کو اور مسلمانوں کو درست نہیں کہ مشرکوں کے لیے دعا کریں اگرچہ وہ ناساتے والے ہوں جب معلوم ہو گیا کہ وہ جہنمی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابوطالب کے بارے میں یہ آیت اتاری رسول اللہ ﷺ سے فرمایا انک لا تھدی من احببت اخیر تک یعنی تم راہ پر نہیں لا سکتے جس کو چاہو لیکن اللہ راہ پر لا سکتا ہے جس کو چاہے اور وہ جانتا ہے ان لوگوں کو جن کی قسمت میں ہدایت ہے۔

۱۳۳- مندرجہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے مگر اس میں دونوں آیات ذکر کیں۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَمَّا وَاللّٰهُ لَا تَسْتَغْفِرُونَ لَكَ مَا لَمْ اَنْتَ عَنْكَ)) مَا نَزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا اَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْا اُولٰٓئِ اُولٰٓئِ فُرْقٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّ لَهُمْ اَنْهُمْ اَصْحَابُ الْحَنِيْمِ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ اٰيِى طٰلِبٍ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ لَا تَهْدِى مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنْ اللّٰهُ يَهْدِى مَنْ يَشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ.

۱۳۳- وَ حَدَّثَنَا اِبْنُ سَبْحٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ وَعَبْدِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَا اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَ حَدَّثَنَا حَسَنُ الطَّحَلُوفِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي اُمِّي

نے فقہ اکبر میں صاف لکھا ہے کہ ابوطالب کفر پر مرے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم خدا کی میں تو تمہارے لیے دعا کروں گا۔ تو وہی نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم کھانا خود بخود بغیر اس کے کہ دوسرا قسم کھلا دے درست ہے اور اس جگہ قسم سے تاکید مقصود ہے کہ میں تمہارے لیے ضرور استغفار کروں گا اور یہ آپ ﷺ نے ابوطالب کو خوش کرنے کے لیے فرمایا اور ان کی وفات مکہ میں ہجرت سے کچھ ہی پہلے ہوئی تھی۔ ابن فارس نے کہا ابوطالب جب مرے تو رسول اللہ کی عمر شریف انچاس برس آٹھ مہینے گیارہ دن کی تھی اور ابوطالب کی وفات کے تین روز بعد امام المؤمنین خدیجہ کا انتقال ہوا۔ رسول اللہ کو رنج کے بعد دو درراج ہوا۔ اسی واسطے اس سال کو ”عام الحزن“ کہتے ہیں۔

نو وہی نے کہا مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ آیت انک لا تھدی من احببت ابوطالب کے باب میں اتری ہے۔ نہ حاج نے بھی اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

عَنْ صَالِحٍ كَلَّمَاهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ
غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ صَالِحٍ انْتَهَى عِنْدَ قَوْلِهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ
عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْاِثْنَيْنِ وَقَالَ فِي حَدِيثِهِ
وَيَعُودَانِ فِي تِلْكَ الْمَقَالَةِ وَفِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ
مَكَانَ هَذِهِ الْكَلِمَةِ فَلَمْ يَزَلْ يَدُ.

۱۳۴- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے مرتے وقت کہا تم لا الہ الا اللہ کہو میں قیامت کے دن تمہارے لیے اس کا گولہ ہوں گا۔ انھوں نے انکار کیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اَنْتَ لَا تَهْدِي مِنْ اَحْسَنِ الْاَمَةِ۔

۱۳۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهِ عِنْدَ الْمَوْتِ ((قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَأَنزَلَ اللَّهُ بِكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْسَبَتِ الْأَمَةِ

۱۳۵- ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا سے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ میں اس بات کی گواہی دوں گا تمہارے لیے قیامت کے دن انھوں نے کہا اگر قریش میرے اوپر عیب نہ رکھتے وہ کہیں گے ابو طالب ڈر گیا یاد بہشت میں آگیا البتہ میں سختی کرتا تمہاری آنکھ یہ کہہ کر (یعنی تم کو خوش کر دیتا اور لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیتا پر قریش کے لوگوں سے مجھے شرم آتی ہے۔ وہ کہیں گے ابو طالب ایسا دل کا بود اور کچا تھا کہ مرتے وقت ڈر کے مارے اپنا دین بدل ڈالا۔) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اَنْتَ لَا

۱۳۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهِ ((قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ لَوْ أَنِّي أَنْتَضِعُ فَرِيضَ يَقُولُونَ إِنَّمَا حَمَلُهُ عَلَى ذَلِكَ الْخَرْعَ لَأَقْرَزْتُ بِهَا عَيْنَكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ بِكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْسَبَتِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ.

تہدی من احسبت ولكن الله يهدي من يشاء ○

باب: موحد قطعی جنتی ہے

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى التَّوْحِيدِ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَطْعًا ۚ

۱۳۶- عَنْ عُمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

۱. ایک نہ ایک روز اگرچہ تھوڑے دنوں غراب پاسے گا اپنے لور گناہوں پر پر وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہ سکتا۔ نووی نے کہا اہل سنت اور اہل حق کا مسلم اور خلف میں سے یہ اعتقاد ہے کہ جو شخص توحید پر مرے وہ ہر حال میں جنت میں جاوے گا۔ پھر اگر گناہوں سے پاک ہو جیسے نابالغ بچوں جو بالغ ہوتے ہی بچوں ہو گیا ہو یا اس نے صحیح توبہ کی ہو تمام گناہوں سے اور پھر توبہ کے بعد کوئی گناہ نہ کیا ہو یا خدا کی طرف سے اس کو گناہوں سے بچنے کی توفیق ہوئی ہو وہ توحید میں جاوے گا اور جہنم میں بالکل نہ جاوے گا اور یہ جو آیت ہے کہ تم میں سے کوئی نہیں مگر جہنم ہے

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مِنْ مَاتَ وَهُوَ يَغْلُمُ أَنَّهُ لَا)) جو شخص مر جاوے اور اس کو اس بات کا یقین ہو کہ کوئی لائق

ہو اس کا دوز ہو گا۔ تو دوز سے مراد دوسرے جہنم کی اس پرست گزرتا اور گزرتا سب کے لیے ہے کیونکہ صراط یعنی پہلی جہنم کے اوپر سے ہے۔ اللہ ہم کو جہنم سے اور سب آفتوں سے بچا دے اور اگر اس نے کبیرہ گناہ کئے ہوں گے اور بغیر توبہ کے مر اے تو وہ اللہ کی مرضی پر ہے اگر چاہے تو اس کا تصور معاف کر دے اور اس کو جنت میں بھیجے اور اگر چاہے تو تھوڑے دنوں اس کے تصور کے لائق عذاب دے کہ پھر جنت میں لے جائے پر وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا۔ تو جو شخص توحید پر مرے وہ کیسے بھی گناہ کرے ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا جیسے وہ شخص جو کفر پر مرے ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور جنت میں نہ جائے گا یہ مختصر بیان ہے اہل حق کے عقیدہ کا اس مسئلہ میں اور کتاب اور سنت اور اجماع امت دلیل ہیں اس اعتقاد کی اور نصوص متواترہ ہیں اس باب میں جن سے یقین حاصل ہو سکتا ہے۔ پھر جب یہ قاعدہ ثابت اور مقرر ہو گیا تو اب جتنی حدیثیں وارد ہوں اگرچہ ظاہر میں کچھ اس قاعدہ کے خلاف ہوں پر ان کو اس قاعدہ پر حل کرنا چاہیے تاکہ نصوص شریعہ میں تداخل اور تخالف نہ ہو اور خدا چاہے تو ہم بعض حدیثوں کی تاویل بیان کریں گے جن سے اور حدیثوں کی تاویل بھی معلوم ہو جائے گی۔

(۱۳۶) نووی نے کہا قاضی عیاض نے کہا لوگوں نے اختلاف کیا ہے اس شخص کے باب میں جو شہادتیں کا قائل ہو یعنی توحید و رسالت کا لیکن گنہگار ہو کر مرے تو مر جیہ (ایک گمراہ فرقہ ہے وہ) یہ کہتا ہے کہ ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا اور خوار کئے جتے ہیں کہ گناہ ضرر کرتا ہے اور آدمی گناہ کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے اور معتزل کہتے ہیں کہ اگر اس کا کبیرہ گناہ ہے تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور نہ اس کو سونگہیں گے نہ کافر بلکہ فاسق کہیں گے اور اشاعرہ کے نزدیک جو اہل سنت ہیں وہ شخص مومن ہے۔ اب اگر اس کا گناہ نہ بخشا جائے اور اس کو عذاب ہو تو ہمیشہ نہ ہو گا ایک نہ ایک دن وہ جنت میں جاوے گا۔ تو اس حدیث سے رد ہو گیا خوار کئے اور معتزل کا اور مر جیہ جو دلیل لائے ہیں اس حدیث سے ان کا جواب یہ ہے کہ تمہارا مطلب اس حدیث سے کہاں نکلتا ہے۔ اس حدیث میں توبہ ہے کہ مومن جنت میں جائے گا پھر ہو سکتا ہے کہ اس کا گناہ بخش دیا جائے یا شفاعت سے نجات ہو جہنم سے یا گناہ کے مقدار بڑا آپ کا جنت میں جائے گا اور یہ تاویل ضروری ہے اس لیے کہ بہت سی آیات اور احادیث سے گناہگاروں کے لیے عذاب نکلتا ہے پر نصوص شریعت کو ایک دوسرے کے مطابق کرنا لازم ہے اور جو فرمایا اس حدیث میں کہ اس کو یقین ہو توحید کا تو رد ہو گیا بعض کئے مر جیہ کا جو کہتے ہیں شہادتین کو صرف زبان سے کہنے والا جنت میں جاوے گا گو دل سے اس پر اعتقاد نہ ہو اور دوسری حدیث میں اس کی اور تاکید مروی ہے یعنی اس کو شک نہ ہو اور یہ مؤید ہے ہمارے مذہب کے۔ قاضی عیاض نے کہا اس حدیث سے وہ شخص بھی جنت لا تا ہے جو کہتا ہے صرف دل سے شہادتین کو پہنچا نہ کافانی ہے زبان سے کہنا ضروری نہیں مگر اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ دل سے یقین کرنا اور زبان سے اقرار کرنا دونوں ضروری ہیں اور جہنم سے نجات پانے کے لیے صرف ایک کافی نہیں۔ البتہ جب زبان میں کوئی آذت ہو جیسے گویائی نہ رہے یا مہلت نہ ہو زبان سے کہنے سے پہلے مر جائے تو دل سے یقین کرنا کافی ہے اور اس حدیث میں جنت نہیں اس شخص کی جس نے خلاف کیا اہل سنت اور جماعت کا۔ اس لیے کہ دوسری حدیث میں صاف وارد ہے کہ جس نے کہا لا الہ الا اللہ اور جس نے گواہی دی لا الہ الا اللہ کی اور معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے جس کی اخیر بات لا الہ الا اللہ ہو گی وہ جنت میں جاوے گا اور ایک روایت میں ہے جو اللہ سے ملے گا اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو جنت میں جائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں جو گواہی دے اس بات کی کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں مگر اللہ حرام کر دے گا اس کو جہنم پر اور ایسا ہی عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور عثمان بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کے اعمال چاہے جیسے ہوں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ اللہ سے ملے اور اس کو شہادتین میں شک نہ ہو تو وہ جنت میں جائے گا اگرچہ زنا کرے یا چوری کرے۔ ان سب احادیث کو مسلم نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ تو مسلم کی ایک جماعت سے ہے

إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) عبادت نہیں سوا اللہ جل جلالہ کے تو وہ جنت میں جائے گا۔

جن میں سعید بن مسیبؓ بھی ہیں یہ منقول ہے کہ یہ حدیثیں اس وقت کی ہیں جب اور فرائض اور اوامر اور نواہی نہ تھے اور بعضوں نے کہا یہ حدیثیں بجل میں اشرع کی محتاج ہیں اور مطلب ان کا یہ ہے کہ شہادتین کا اقرار کرے اور ان کے حقوق و فرائض سب کو ادا کرے اور یہ قول حسن بصریؒ کا ہے اور بعضوں نے کہا کہ وہ اس شخص کے لیے ہے جو کفر اور شرک سے شرمندہ ہو کر اس کا اقرار کرے پھر مر جائے یہ قول بخاریؒ کا ہے اور ان سب تاویلات کی ضرورت اسی وقت ہے جب حدیث کو ظاہر پر رکھیں لیکن جب اپنے درجہ اور مرتبہ پر اے جائیں تو تاویل مشکل نہیں جیسے علماء محققین نے بیان کیا ہے۔ تو پہلے یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ تمام اہل سنت سلف صالحین اور محدثین اور فقہاء اور متکلمین کا وہ سب یہ ہے کہ گنہگار اللہ کی مشیت پر ہیں اور جو شخص ایمان پر مرے اور دل سے یقین رکھتا ہو شہادتین کا وہ جنت میں جاوے گا پھر اگر اس نے گناہوں سے توبہ کر لی ہو یا گناہوں سے پاک ہو وہ تو اپنے پروردگار کی رحمت سے جنت میں جائے گا اور جہنم پر حرام کیا جائے گا پھر اگر ہم ان حدیثوں کو ایسے شخصوں پر محمول کریں تو مطلب صاف ہو گا اور حسن بصریؒ اور بخاریؒ کی یہی مراد ہے اور اگر وہ شخص گناہوں کے ساتھ آلودہ ہو و انہیات کو ترک کیا ہو یا حرام کار کتاب کو اللہ کی مشیت پر ہے اس کا یقین نہیں ہو سکتا کہ وہ جہنم میں بالکل نہ جائے گا اور پہلے یہ پہلی جنت میں چلا جائے گا لیکن اس کا یقین ہے کہ وہ ایک دن آخر کو ضرور جنت میں جائے گا اور خدا نے تعالیٰ کو اختیار ہے چاہے اس کا گناہ معاف کر دیوے اور چاہے اس کو چند روز عذاب دے کہ پھر جنت میں لے جائے اور ممکن ہے کہ سب احادیث اپنے معنی پر قائم ہیں اور جمع بھی ہو جاویں اس طرح پر کہ جنت میں جانے سے یہ مراد ہو کہ جنت کا استحقاق اسے ہو گیا ہو یا بالفعل بطریقاً آئندہ بعد عذاب اور جہنم حرام ہونے سے یہ غرض ہو کہ ہمیشہ کا جہنم اس پر حرام ہے اور دونوں مسکون میں خوارج اور معتزل کا خلاف ہے اور احتیال ہے کہ حدیث میں کان اخر کلامہ لا الہ الا اللہ یعنی جس کی انخیر بات لا الہ الا اللہ ہوگی وہ جنت میں جائے گا یہ اس شخص کے لیے ہو جس کی زبان سے مرتے وقت انخیر میں یہ کلمہ نکلے اور پھر بعد اس کے دوسری بات نہ کرے اگرچہ اس سے پہلے گناہ کر چکا ہو پر شائد خاتمہ کلام کی وجہ سے خدا کی رحمت شامل حال ہو اور وہ جہنم سے بالکل نجات پاوے برخلاف ان گناہگاروں کے جن کی آخری بات یہ کلمہ نہ ہو۔ اسی طرح پر جو عبادہ کی حدیث میں ہے کہ وہ جنت کے جس دروازہ میں سے چاہے جائے وہ خاص ہے اس کے لیے جو شہادتین کے ساتھ ایمان اور توحید حقیقی کے ساتھ متصف ہو اور اس کا ثواب اس قدر ہو جائے کہ اس کے گناہوں سے بڑھ جائے اور مغفرت اور رحمت کو واجب کرے تمام ہو اکلام کا ماضی عیاض کا اور یہ نہایت عمدہ ہے لیکن ابن مسیبؓ سے جو تاویل منقول ہے وہ ضعیف اور باطل ہے۔ اس لیے کہ ابو ہریرہؓ بہت دیر میں اسلام لائے تھے جس سال خبر فتح ہوا ہے میں اور اس وقت تو تمام احکام شریعت جاری ہو چکے تھے اور سب فرائض مثل نماز اور روزے اور زکوٰۃ کے فرض ہو چکے تھے اور حج بھی فرض ہو گیا تھا اس قول کے موافق جو کہتا ہے حج ۵۱۶ھ میں فرض ہوا اور شیخ ابن الصلاحؒ نے اس مقام پر ایک اور تاویل بیان کی ہے۔ انھوں نے کہا کہ شاید یہ قصور راویوں کے حفظ اور قلت ضبط کی وجہ سے ہے نہ رسول اللہؐ کی طرف سے۔ آپؐ نے تو پورا پورا ایمان دوسری حدیثوں میں کیا ہے اور چاہے کہ یہ اختصار رسول اللہؐ نے کیا ہو بہت پرستوں کے ساتھ خطاب کرنے میں کیونکہ توحید ان کے لیے دین کی تمام باتوں کو لازم کرتی تھی اور جو کافر توحید کا قائل نہ ہو جیسے بت پرست یا پاری یا مجرہ لا الہ الا اللہ کے لیے اور اس کا وہ حال ہو جو ابو ہریرہؓ نے بیان کیا تو حکم کیا جائے گا اس کے اسلام کا اور ہم وہ کہیں گے اس حال میں جیسے ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اس کے اسلام کا حکم کیا جاوے گا پھر اس پر جبر کریں گے اور احکام قبول کرنے کے لیے اس لیے کہ اس کا حاصل یہ لکھا ہے کہ اسلام کے پورا کرنے کے لیے اس پر جبر کریں گے اور اس کا حکم مثل مرتد کے ہو گا۔ اگر وہ باقی احکام کو بجا نہ لائے اور نفس الامراء اور آخرت کے احکام میں وہ مسلمان نہ ہو گا حالانکہ ہم نے جس کو بیان کیا وہ نفس الامراء اور آخرت کے احکام میں مسلمان ہیں۔ واللہ اعلم (نووی)

۱۳۷- عَنْ الزُّبَيْدِ أَبِي بَشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ عُثْمَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِثْلَهُ سَوَاءً.

۱۳۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسِيرٍ قَالَ فَفَقَدْتُ أَزْوَاجَ الْقَوْمِ قَالَ حَتَّى هَمَّ بِنَحْرِ بَعْضِ حَمَالِيهِمْ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ جَنَعْتُ مَا بَقِيَ مِنْ أَزْوَاجِ الْقَوْمِ فَذَعَوْتُ اللَّهَ عَلَيْهَا قَالَ فَفَعَلَ قَالَ فَجَاءَ ذُو الْبُرِّ بِرُؤُوسِهِمْ وَذُو الشُّمْرِ بِشَمْرِهِمْ قَالَ وَقَالَ مُحَابِدٌ وَذُو النَّوَالِ بِنَوَالِهِمْ قُلْتُ وَمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ بِالنِّسْوَةِ قَالَ كَانُوا يَمْصُونَهُ وَيَشْرَبُونَهُ عَلَيْهِ الْمَاءُ قَالَ فَذَعَا عَلَيْهَا حَتَّى مَلَأَ الْقَوْمُ أَزْوَاجَهُمْ قَالَ فَقَالَ عِنْدَ ذَلِكَ ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ لَا يَلْقَى اللَّهُ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍ فِيهِمَا إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)).

۱۳۸- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ایک سفر میں (جنگ تبوک میں) تو لوگوں کے توشے تمام ہو گئے اور آپؐ نے قصد کیا لوگوں کے بعض لاونٹ کاٹ ڈالنے کا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! کاش! آپؐ جمع کرتے لوگوں کے سب توشے اور پھر اس پر اللہ سے دعا کرتے۔ (تاکہ اس میں برکت ہو اور سب کے لیے کافی ہو جائے) آپؐ نے ایسا ہی کیا تو جس کے پاس گیسوں تھیں لے کر آیا اور جس کے پاس کھجور تھیں وہ کھجور لے کر آیا اور جس کے پاس گھٹلی تھیں وہ گھٹلی لے کر آیا۔ میں نے کہا گھٹلی کو کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا اس کو چوستے تھے پھر اس پر پانی پی لیتے تھے۔ راوی نے کہا آپؐ نے ان سب توشوں پر دعا کی تو لوگوں نے اپنے اپنے توشے کے برتنوں کو بھر لیا۔ اس وقت آپؐ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کوئی معبود برحق نہیں سوا خدا کے وہی سچا خدا ہے اور سب جھوٹے خدا ہیں اور میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں۔ جو بندہ اللہ سے ملے اور ان دونوں باتوں میں اس کو شک نہ ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔

(۱۳۸) حدیث میں حمالانہم ہے حمالے طحی سے یا جمالنہم جیم سے اور انوں منقول ہیں۔ صاحب تحریر اور ابن الصلاح نے دونوں کو ذکر کیا ہے۔ لیکن صاحب تحریر نے جمالنہم جیم سے اختیار کیا ہے اور قاضی عیاض نے حمالے طحی سے۔ شیخ ابو عمر نے کہا دونوں صحیح ہیں۔ تو جب حمالے طحی سے ہو تو ہمال جمع ہے حمولہ کی یعنی وہ لاونٹ جس پر لا دا جاوے سالمان وغیرہ اور جب جیم سے ہو تو جمع ہے جمال کی اور جمال جمع ہے حمل کی، ہمال لاونٹ کو کہتے ہیں۔

نوٹی نے کہا اس حدیث سے یہ ثابت ہو کہ مسافروں کو اپنے اپنے توشے ملا لیا اور ساتھ لے کر کھانا درست ہے اگرچہ کوئی زیادہ کھائے کوئی کم اور ہمارے اصحاب نے کہا یہ سنت ہے۔

جب لوگ اپنے اپنے توشے کے برتنوں کو لے آئے تو آپؐ نے دعا کی تو توشہ میں آپؐ کی دعا کی برکت سے ایسی افزائش ہو گئی کہ یا تو تمام ہونے کے قریب تھا یا سب کے برتن پھر سے بھر گئے اور اطمینان حاصل ہوا کہ ایک معجزہ تھا آپؐ کے کھجوروں میں سے۔

۱۳۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ شَكَ الْأَعْمَشُ قَالَ لَمَّا كَانَ غَزْوَةُ تَبُوكَ أَصَابَ النَّاسَ مَخَافَةٌ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَدْنَيْتَ لَنَا فَتَحَرْنَا نَوَاضِحًا فَأَكَلْنَا وَادَعْنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((افْعَلُوا)) قَالَ فَخَاءُ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ فَعَلْتُ قَلَّ الظَّهْرُ وَلَكِنْ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ أَوْزَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللَّهُ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ فِي ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((نَعَمْ)) قَالَ فَمَدَعَا بِنَاطِعٍ فَمَسَلَهُ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ أَوْزَادِهِمْ قَالَ فَجَعَلَ الرَّحْلُ يَجِيءُ بِكَفٍّ ذَرَّةً قَالَ وَتَجِيءُ الْآخَرُ بِكَفٍّ تَمَرٍ قَالَ وَتَجِيءُ الْآخَرُ بِكَسْرَةٍ حَتَّى اجْتَمَعَ عَلَى النَّطْعِ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ يَسِيرُ قَالَ فَمَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ ((خُذُوا فِي أَوْعِيَّتِكُمْ)) قَالَ فَأَخَذُوا فِي أَوْعِيَّتِهِمْ حَتَّى سَا تَرَكَوْا فِي الْفَسْكَرِ وَغَاءَ إِلَا مَلُؤُوا قَالَ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا وَفَضَلَتْ فَضْلَةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

۱۳۹) ☆ دار القلمی نے اس حدیث کی اسناد میں طعن کیا ہے کہ اس میں اعمش سے اختلاف ہے اور کبھی اعمش سے بھی ابی صالح عن جابر بھی روایت کیا گیا ہے پر حدیث کی صحت میں یہ طعن کچھ قدر نہیں کرتا ہے۔ اس لیے کہ اعمش کو صحابی کے نام میں شک ہے اور صحابہ سب ثقہ ہیں۔ نووی نے کہا جب کوئی راوی نام لے کر یوں کہے کہ مجھ سے فلاں نے یا فلاں نے حدیث بیان کی اور وہ دونوں ثقہ ہوں تو روایت حجت ہے بلا خلاف۔ اس لیے کہ غرض یہ ہے کہ روایت ثقہ سے ہو اور وہ حاصل ہے۔ اس قاعدہ کو خطیب بغدادی نے کفایہ میں اور لوگوں نے بیان کیا ہے اور یہ غیر صحابہ میں سے تو صحابہ میں تو طبرانی ابی داؤد اس لیے کہ صحابہ سب عادل ہیں۔ پھر راوی کے تعین نہ کرنے سے مقصود فوت نہیں ہوتا۔

صحابہ نے سخت بھوک کی وجہ سے خواہش ظاہر کی کہ کاش! آپ ہم کو اجازت دیتے تو اپنے اونٹوں کو جن پر پانی لاتے ہیں کات ڈالتے۔ یہ ایک عمدہ طریقہ ہے لہذا اب کی جگہ پر سوال کرنے کا اور اس سے معلوم ہوا کہ لشکر کے لوگوں کو اپنے جانور جو لڑائی میں لہو دیتے ہیں کانا درست نہیں جب تک امام اجازت نہ دے۔ (السرائح الواجہ)

وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ لَا يَلْقَى اللَّهُ بِهِمَا عَذَابٌ عَظِيمٌ
شَاكًا فَيُخَذَّبُ عَنْ النَّجْةِ)).

۱۴۰- عَنْ عُمَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ قَالَ
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَخَذَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ
اللَّهِ وَابْنُ أَمِيهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْفَاظُهَا إِلَهِي مُوْتَمٍ
وَزَوْجُ مِنْهُ وَأَنَّ النَّجْةَ حَقٌّ وَأَنَّ النَّارَ حَقٌّ
أَدْخَلَهُ اللَّهُ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الشَّمَانِيَةِ
شَاءَ)).

آپ نے فرمایا اچھا اپنے اونٹوں کو کاٹو! جسے میں حضرت عمرؓ نے آئے اور نبیؐ سے کہا اگر ایسا کیا تو سواریاں کم ہو جائیں گئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ
امام اور بادشاہ کے حکم میں اعتراض کرنا جائز ہے اور کم درجہ والے کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وقتی مصلحت کے مطابق بڑے درجہ والے کو عمدہ مشورہ
دے اور ان کے احکام کو مشورہ کرنے کے لیے کہے۔

(۱۴۰) بتا دو تو نبیؐ نے کہا یہ حدیث ایک بہت عمدہ حدیث ہے عقائد میں جو جامع ہے تمام ضروری باتوں کو اور اس سے رد ہوتا ہے تمام کفر کی
ملوث کا انحصار کے ساتھ۔ بعض لوگ ہمارے زمانہ میں یہ شبہ کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے کیوں پیدا ہوئے؟ حالانکہ قطب
کے قاعدہ اور اصول صکت سے یہ بات محال معلوم ہوتی ہے۔ ان کا جواب یہ ہے کہ تم عالم کو قدیم جانتے ہو یا حادث؟ اگر حادث مانتے ہو
تو ابتداء و آفرینش میں نوع انسان کا ظہور کسی پہلے شخص سے ہوا ہو گا جو نہ باپ رکھتا تھا نہ ماں! پھر جب خدا نے بغیر ماں اور باپ کے ایک شخص کو
پیدا کیا تو بغیر باپ کے پیدا کرنا اس کے نزدیک کیا دشوار ہے۔ اگر قدیم جانتے ہو تو قدیم سے یہ مرد انہیں کہ عالم اسی طرح بوضوح خاص قدیم ہے
کیونکہ اوضاع اور اطوار میں ہمیشہ تغیر ہوتا رہتا ہے بلکہ اسی بنا پر کرات کے کرات متغیر اور پریشان ہو سکتے ہیں اور ان کے اجزاء پھر دوبارہ مل کر
ایک نیا کردہ ظاہر کر سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے انبیاء و رسل اور دینی جانشین اور فلاسفہ کی ایک جماعت نے جو قدیم عالم کے قائل تھے یہ کھلم کھلا کر احوال
ترکیب زمین میں زمین سے اعلیٰ اعلیٰ قسم کے جاندار جیسے انسان اور بہائم خود بخود پیدا ہوتے تھے۔ آخر زمانہ دراز کے بعد زمین کی قوت کھٹے کھٹے
اب یہ قوت پہنچی ہے کہ سو نباتات اور کم درجہ کے حیوانات جیسے چوہے گھونس کیڑے مکوڑے وغیرہ کے عمدہ قسم کے جاندار زمین سے خود بخود
پیدا نہیں ہوتے۔

پھر جس خدا نے زمین میں یہ استعداد رکھی ہے کہ آدمی اور سب طرح کے جانور اس میں سے پیدا کر دیوے اس کے نزدیک خود
انسان میں سے ایک دوسرا انسان پیدا کرنا نہ مشکل ہے نہ عقل کے خلاف۔ ہے اور تعجب ہے کہ یہی حضرت عیسیٰؑ کو بن باپ کے نہ ماننے والے
لوگ عقل اور فلسفہ کا دم بھرے ہیں اور حکیموں اور فلسفیوں کی لغویات کو بھی تسلیم کر لیتے ہیں اور قرآن وحدیث کی حجی قرین قیاس باتوں
میں شبہ کرتے ہیں۔ خود حکیم اور فلسفی انسان کی ابتدائی خلقت اور عالم کی ابتدائی آفرینش میں اس قدر اختلاف رکھتے ہیں کہ ایک دوسرے کے
خیال کو لغو اور باطل سمجھتا ہے۔

ہیں اس لیے کہ اللہ جل جلالہ نے ان کی روح کو پیدا کیا۔ اگرچہ سب روحوں کو خدا ہی نے بنایا ہے پر حضرت عیسیٰ کی روح بڑی عزت اور بزرگی والی ہے اس لیے خدا کی طرف نسبت دی گئی جیسے خالد کہہ کو بیت اللہ کہتے ہیں اور بے شک جنت حق ہے اور جہنم حق ہے 'تو لے جاوے گا اس کو اللہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس میں سے چاہے جائے۔

۱۴۱- یہ حدیث اس سند سے بھی مذکور ہے۔ اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ اس کے بجائے یہ الفاظ ہیں کہ اس کو اس کے اعمال کے مطابق اللہ تعالیٰ جنت میں لے جائیں گے۔

۱۴۱- وَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدُّورَقِيُّ حَدَّثَنَا مُبَشَّرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ هَانِئٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((وَأَذْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنْ عَمَلٍ)) وَلَمْ يَذْكُرْ ((مَنْ أَيُّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الْقَصِيَّةِ شَاءَ)).

۱۴۲- صناجی سے روایت ہے میں عبادہ بن صامتؓ کے پاس گیا وہ مرنے کے قریب تھے میں رونے لگا۔ انھوں نے کہا مجھ کو مہلت دو (یعنی مجھ کو بات کرنے میں) کیوں روتا ہے؟ قسم خدا کی اگر میں گواہ بنایا جاؤں گا تو تیرے لیے ایمان کی گواہی دوں گا اور اگر میری سفارش کام آئے گی تو تیری سفارش کروں گا اور اگر مجھے طاقت ہوگی تو تجھ کو فائدہ دوں گا۔ پھر کہا قسم خدا کی کوئی حدیث

۱۴۲- عَنْ لُصَّابِجٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَبَكَتُ فَقَالَ مَهْلًا يَا بُنَيَّ قَوْلَ اللَّهِ لِفِرْعَوْنَ أَشْهَدْتُكَ لَأَشْهَدَنَّ لَكَ وَلَئِنْ شَفَعْتُ لَأَشْفَعَنَّ لَكَ وَلَئِنْ اسْتَفْطَيْتُ لَأُفْعَلَنَّ لَكَ ثُمَّ قَالَ وَاللَّهِ مَا مِنْ حَبِيبٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ

(۱۴۲) صناجی سے روایت ہے) صناجی صناع کی طرف نسبت ہے جو قبیلہ مرو کی ایک شاخ ہے اور نام ان کا ابو عبد اللہ عبد الرحمن بن عریضہ ہے۔ نووی نے کہا یہ جلیل القدر تابعی تھے۔ یہ رسول اللہؐ سے ملنے کے لیے جا رہے تھے ابھی یہ راہ میں تھے ہی میں تھے کہ آپؐ کی وفات ہو گئی۔ آپؐ کی وفات کے پانچ یا چھ دن بعد یہ مدینہ میں آئے اور ابو بکر صدیقؓ اور بہت سے صحابہ سے ملے اور روایتیں کیں۔ "قریب" میں سے کہ عبد الملک کی خلافت میں انھوں نے انتقال کیا۔ نووی نے کہا جس کو حدیث میں اشتغال نہیں ہے وہ اس صناجی کو صناع بن عمر خیال کرتا ہے حالانکہ صناع بن عمر صحابی ہیں۔

عبادہ بن صامتؓ نے صناجی سے قسم کھا کر کہا کوئی حدیث میں نے رسول اللہؐ سے نہیں سنی جس میں تمہاری بھلائی تھی مگر میں نے اس کو تم سے بیان کر دیا۔ قاضی عیاضؒ نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے وہ حدیثیں چھپائیں جن کے بیان کرنے میں انکو نقصان یا فتنہ معلوم ہوا۔ اس لیے کہ ہر شخص کی عقل اتنی نہیں جو ہر حدیث کا مطلب سمجھے اور اس میں کوئی عمل کرنے کی بات نہ ہوگی نہ کوئی حد ہوگی شریعت کی حدود میں سے۔ اور ایسا بہت صحابہ نے کیا ہے کہ بے ضرورت حدیث کو بیان نہیں کیا یا اس حدیث کو جس سے لوگوں میں فساد پھیلنے کا خوف تھا اس وجہ سے کہ اس کے سمجھنے سے ان کی عقل کا صدمہ تھی۔ ایسے ہی وہ حدیثیں جو منافقوں کے بیان میں یا قیامت کی علامات میں یا حق

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ فِيهِ خَيْرٌ إِنَّا حَدَّثَكُمْهُ إِنَّا حَدِيثًا وَاحِدًا وَنُفُوتٌ أَحَدُنَا لَكُمْهُ الْيَوْمَ وَقَدْ أَحْبَبْتُ بِنَفْسِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ النَّارَ)).

میں نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنی جس میں تمہاری بھلائی تھی مگر میں نے اس کو تم سے بیان کر دیا البتہ ایک حدیث میں نے اب تک بیان نہیں کی وہ آج بیان کرتا ہوں کسی لیے کہ میری جان جانے کو ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص گواہی دے (یعنی دل سے یقین کرے اور زبان سے اقرار) کہ خدا کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور بے شک حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کر دے گا۔ (یعنی ہمیشہ جہنم میں رہنے کو یا جہنم کے اس طبقہ کو جس میں ہمیشہ رہنے والے کا فردا لے جائیں گے۔

۱۴۳- عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كُنْتُ رَدِفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا مَوْخَرَةٌ الرَّحْلِ فَقَالَ ((يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ)) قُلْتُ لَيْتَكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ ((يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ)) قُلْتُ لَيْتَكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ قُلْتُ لَيْتَكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ ((هَلْ تَذَرِي مَا حَقَّ اللَّهُ عَلَى الْعِبَادِ)) قَالَ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَظْلَمُ قَالَ ((فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا)) ثُمَّ سَارَ سَاعَةً قَالَ يَا مُعَاذُ

لہ کسی قوم کے برے اوصاف میں یا ان کی مذمت اور لعنت میں نہیں (تو ہی) صاحب "تحریر" نے کہا کہ جتنے ہیں ہر موجود کو جو پیدا جائے یا جس کا پیدا جانا آئندہ ضروری ہو اور اللہ سبحانہ حق ہے 'موجود ہے' ازیں ہے 'باقی ہے' ابدی ہے 'موت اور قیامت اور جنت اور نار حق ہیں' کیا معنی 'وہ ضروری کی پائی جاگیاں کی اور ہوگی اور سچ بات کو بھی حق کہتے ہیں' یعنی وہ پائی گئی ہے اور اس کا وجود ہے۔ اسی طرح حق واجب اور لازم کام کو بھی کہتے ہیں جس میں اختیار نہ ہو جیسے فرائض اللہ کے جن کا کارنا لازم ہے یا کسی کا فرض جس کا کارنا لازم ہے یا اور کوئی حق حقوق میں سے۔ تو جب یوں کہیں اللہ کا حق بندہ کو تو اس کے معنی یہ ہیں جو بندہ پر کارنا لازم اور واجب ہے اللہ کے لیے اور جب یوں کہیں بندوں کا حق اللہ پر تو وہاں حق سے مراد اس کا تحقق ہے یعنی وہ ضرور پایا جائے گا۔ یہ نہیں کہ حق

مول اللہ! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ
میں آپ نے فرمایا تو جانتا ہے بندوں کا اللہ پر کیا حق
ہے یہ کام کریں یعنی اسی کی عبادت کریں کسی کو اس
یکب نہ کریں۔ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب
بانتے فرمایا وہ حق ہے کہ اللہ ان کو عذاب نہ کرے۔

بن جبل سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے
پر سوار تھا جس کا نام ”غفیر“ تھا۔ آپ نے فرمایا اے
ہے اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا
نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے
بندوں پر یہ ہے کہ اسی کی عبادت کریں اس کے
شریک نہ کریں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو
نہ کرے اللہ اس کو عذاب نہ دیوے۔ میں نے کہا یا
خوش نہ کروں لوگوں کو یہ سنا کر؟ آپ نے فرمایا
ایسا نہ ہو کہ وہ اس پر بھروسہ کر بیٹھیں۔

میں اور نہ کوئی اس پر کسی کام کو واجب کر سکتا ہے۔ وہ خود
ہے۔ پر اپنے وعدہ اور قول کا سچا ہے۔ اس کی بات مٹنے والی
اگر وہ چاہے تو تیکوں کو بھی دوزخ میں ڈال دے کسی کی کیا

میں ہے اور قاضی عیاض نے جو اس کو تین مجملہ سے کہا ہے
اسے کہا وہ چھ الوداع میں مر گیا اور اس حدیث سے معلوم
ہے۔ اس لیے کہ پہلی حدیث میں پالان کا ذکر ہے اور پالان
ہو کہ میرے اور آپ کے درمیان میں صرف اتنا فاصلہ تھا

وہ اس خوشخبری پر بھروسہ کر بیٹھیں پھر اور نیک کام کرنا اور
مخوف ظاہر ہونے کے لیے اور جنت میں اعلیٰ درجہ پانے کے لیے

((هَلْ تَذَرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ إِذَا
فَعَلُوا ذَلِكَ)) قَالَ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ قَالَ
كَافِرًا مَرْدًا يُو
ہے؟ جب بند
کے ساتھ شر
جانتا ہے۔ آپ

۱۴۴- عَنْ شُعَابٍ بْنِ خَتْلٍ قَالَ كُنْتُ رَدِفَ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى جِمَارٍ يُقَالُ لَهُ غَفِيرٌ قَالَ
فَقَالَ ((يَا مَعَاذَ تَذَرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ
وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ)) قَالَ قُلْتُ اللَّهُ
وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ قَالَ ((فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ
أَنْ يَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَحَقُّ
الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا
يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا)) قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا
أُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ ((لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَكَبَّرُوا))

لن اللہ پر واجب یا فرض ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ پر کوئی کام لازم اور واجب نہیں
بادشاہ ہے مالک ہے صاحب ہے سارے جہان کا جو چاہے کرے جو نہ چاہے کرے
نہیں۔ اس نے جیسا فرمایا اس کے ایک بندے جنت میں ضرور جائیں گے۔ لیکن
خیال جو اس کو کچھ بھی کہہ سکے۔

(۱۴۴) عَنِ عَفْرِ بْنِ مَعْمَرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَا حَقُّ الْوَدَّعِ عَلَى الْعِبَادِ
وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ قَالَ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ قَالَ
كَافِرًا مَرْدًا يُو
ہو تا ہے کہ یہ واقعہ دوسری بار کا ہے اور پہلی حدیث میں جو مذکور ہے وہ اور بار کا
اونٹ پر ہو ۲۔ اور احتمال ہے کہ ایک ہی واقعہ ہو اور پہلی حدیث کا یہ مطلب
جیسے پالان کی لکڑی۔

آپ نے معاذ بن جبل سے فرمایا لوگوں کو خوشخبری مت سننا ایسا نہ ہو
گناہوں سے بچنا چھوڑ دیں۔ اگرچہ جو توحید نجات کے لیے کافی ہے پر جہنم سے بالکل
افعال صالحہ نہ کرنا اور برے کاموں سے بچنا ضروری ہے۔

۱۴۵- معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! تو جانتا ہے اللہ کا حق بندہ پر کیا ہے؟ انھوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ پوچھا جاوے خدا اور شریک نہ کیا جاوے اس کے ساتھ کوئی۔ پھر آپؐ نے فرمایا تو جانتا ہے بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ اللہ ان کو عذاب نہ کرے۔ (یعنی ہمیشہ کاذب جیسے مشرکوں کو ہوگا)

۱۴۶- اوپر والی حدیث کی طرح حدیث ہے لیکن ایک اور سند سے مروی ہے۔

۱۴۵- عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَا مُعَاذُ أَتَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ)) قَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((أَنْ يُعْبَدَ اللَّهُ وَلَا يُشْرَكَ بِهِ شَيْءٌ)) قَالَ ((أَتَدْرِي مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ)) فَقَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ)).

۱۴۶- حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَاءَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَيْدَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاذًا يَقُولُ دَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَجَبْتُهُ فَقَالَ ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى النَّاسِ)) نَحْوَ حَدِيثِهِمْ.

۱۴۷- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے گرد بیٹھے تھے اور ہمارے ساتھ ابو بکر اور عمرؓ بھی تھے اور آدمیوں میں اتنے میں رسول اللہ ﷺ اٹھے اور ابھر تشریف لے گئے پھر آپؐ نے ہمارے پاس آنے میں دیر لگائی تو ہم کو ڈر ہوا کہ کہیں دشمن آپؐ کو اکیلا پا کر نہ مار ڈالیں۔ ہم گھبرا اٹھے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ سب سے پہلے میں گھبرایا تو میں آپؐ کو ڈھونڈنے کے لیے نکلا اور بنی تمجار

۱۴۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا فَعْرَدًا حَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَنَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فِي تَفَرُّقٍ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا فَأَبْطَأَ عَلَيْنَا وَخَشِينَا أَنْ يَقْطَعَ دُونَنَا وَتَفَرَعْنَا فَمَقَمْنَا فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَرَّغَ

(۱۴۵) ☆ اور بعض نسخوں میں بھیجے ہے نصب تو ترجمہ یہ ہو گا کہ پوچھے بندہ اللہ کو اور اس کے ساتھ شریک نہ کرے کسی کو۔
(۱۴۶) ☆ حضرت ابو ہریرہؓ نے دیکھا کہ ایک نالی میر خادج یعنی باہر کنویں سے بانگ کے اندر جاری ہے تو خادج کنویں کی صفت ہے اور بعضوں نے کہا کہ خادج ایک شخص کا نام ہے تو ترجمہ یہ ہو گا کہ خادج کے کنویں سے یعنی پانی کی وہ نالی خادج کے کنویں سے آتی تھی۔
ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جب میں نے بنی کاغوث غیری دالا پیغام عزم کو سنایا تو حضرت عمرؓ نے میری چھاتیوں کے بیچ میں ایک ہاتھ مارا جس سے میں سرین کے بل گر پڑا اس سے حضرت عمرؓ کا قصد نہ تھا کہ ابو ہریرہؓ کو گرا دیں یا بڑا پچھانیں بلکہ ان کو اس کام سے باز رکھنا مقصود تھا اور ہاتھ سینہ پر اس لیے مارا کہ ان کو تنبیہ ہو اور وہ یہ کہنے سے باز ہیں۔ قاضی عیاض وغیرہ نے کہا کہ حضرت عمرؓ کا یہ فعل بطور اعتراض کے نہ تھا رسول اللہؐ پر کیونکہ ابو ہریرہؓ کے پیغام میں سوا امت کے خوش کرنے کے اور کوئی بری بات نہ تھی۔ مگر حضرت عمرؓ نے ایسے پیغام کو فاش کر دیا خلاف مصلحت کے جتنا کہ یہ وہ وقت سنی اور کوشش کا تھا اور میں اور تمام احکام الہی کا نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ و السلام کو بغیرہ کا ترقی دین کے لیے اس وقت نہایت ضروری تھا اور اگر یہ خوش خبری سب کو پہنچائی جاتی تو احتمال تھا کہ بہت لوگ تن آسانی کرتے اور اس پر بھروسہ کر کے سست ہو جاتے تھے

کے باغ کے پاس پہنچا۔ بنی نضار انصار میں سے ایک قبیلہ تھا۔ اس کے چاروں طرف دروازہ کو دیکھتا ہوا پھرا کہ دروازہ پاؤں تو اندر جاؤں۔ (کیونکہ گمان ہوا کہ شاید رسول اللہ ﷺ اس کے اندر تشریف لے گئے ہوں) دروازہ ملا ہی نہیں۔ (شاید اس باغ میں دروازہ ہی نہ ہوگا یا اگر ہوگا تو ابورہہ کو گھبراہٹ میں نظر نہ آیا ہوگا) دیکھا کہ باہر کنویں سے ایک نالی باغ کے اندر جاتی ہے۔ میں لومڑی کی طرح سمٹ کر اس نالی کے اندر گھسا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپ نے فرمایا ابورہہ! میں نے کہا میں ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کیا حال ہے تیرا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہم لوگوں میں تشریف رکھتے تھے پھر آپ تشریف لے گئے اور آپ نے آنے میں دیر لگائی تو ہم کو ڈر ہوا کہ کہیں دشمن آپ کو ہم سے جدا کر دیکھ کر نہ ستائیں۔ ہم گھبرا گئے اور سب سے پہلے میں گھبرا کر اٹھا اور اس باغ کے پاس آیا (دروازہ ملا) تو اس طرح سمٹ کر گھس آیا جیسے لومڑی اپنے بدن کو سمیٹ کر گھس جاتی ہے اور سب لوگ میرے پیچھے آتے ہیں۔ آپ نے کہا اے ابورہہ! اور عنایت کیں مجھ کو اپنی جوتیاں (نشانی کے لیے تاکہ اور لوگ ابورہہ کی بات کو سچ سمجھیں) اور فرمایا میری یہ دونوں جوتیاں لے کر جا اور جو کوئی تجھے اس باغ کے پیچھے ملے اور وہ اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اس بات پر دل سے یقین رکھتا ہو تو اس کو یہ سنا کر خوش کر دے کہ اس کے لیے جنت ہے۔ (ابورہہ نے کہا میں جوتیاں لے کر چلا) تو سب

فَخَرَجْتُ أَبْعَيْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَيْتُ حَاطِبًا بِالْأَنْصَارِ لِيُنِي النِّجَارَ فَذُرْتُ بِهِ هَلْ أَحَدٌ لَهُ بَابٌ فَلَمْ أَحَدُ فَإِذَا رُبْعٌ يَدْخُلُ فِي جَوْفِ حَاطِبٍ مِنْ بَنِي حَارِجَةَ وَالرُّبْعُ الْخَذُولُ فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الْعُغْلَبُ فَذَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((أَبُو هُرَيْرَةَ)) فَقُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((مَا شَأْنُكَ)) قُلْتُ كُنْتُ نَبِيٍّ أَطْهَرُنَا فَكُنْتُ فَاطْبَاتٍ عَلَيْنَا فَخَشِينَا أَنْ تَقْطَعَ دُونَنَا فَفَرَعْنَا فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَرَعَ فَأَتَيْتُ هَذَا الْحَاطِبَ فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الْعُغْلَبُ وَهَؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَأَيْتُ فَقَالَ يَا ((أَبَا هُرَيْرَةَ)) وَأَعْطَانِي نَعْلَيْهِ قَالَ ((إِذَا أَهْبُ بِنَعْلِي هَاتَيْنِ فَمَنْ لَقِيتَ مِنْ وَرَاءِ هَذَا الْحَاطِبِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَقِيمًا بَهَا قَلْبُهُ فَشَرُّهُ بِالْحَنَةِ)) فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ لَقِيتُ عُمَرُ فَقَالَ مَا هَاتَانِ السُّلْطَانُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ هَاتَانِ نَعْلَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْعِيَانِي بِهِمَا مَنْ لَقِيتُ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَقِيمًا بَهَا قَلْبُهُ

اور اسی وجہ سے حضرت عمرؓ حضرت ابورہہؓ کے ساتھ آئے اور حضرت سے یہ مصلحت بیان کی۔ آپ نے ان کی برائے کو ٹھیک سمجھا اور اسی پر عمل کیا۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رعیت کو امام کے حکم پر اعتراض کرنا پہنچتا ہے اور امام کو چاہیے کہ یا تو اس اعتراض کا معقول جواب دے کر رعیت کو نادموش کرے یا اپنے حکم کو موقوف رکھے۔ (نودی)

نودی نے کہا یہ حدیث بہت سے فائدوں پر مشتمل ہے۔ ایک عالم کا بیٹھا لوگوں کو سمجھانے اور دین کی باتیں بتانے کے لیے۔ دوسرے غیر کے ملک کے اندر جانا بغیر اس کی اجازت کے درست ہے جب یقین ہو اس بات کا کہ وہاں امن نہ ہوگا۔ کیونکہ ابورہہؓ باغ کے اندر تھے

سے پہلے میں عمر رضی اللہ عنہ سے ملا انھوں نے پوچھا اے ابو ہریرہ جو تیاں کہیں ہیں؟ میں نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کی جوتیاں ہیں۔ آپ نے یہ دے کر مجھ کو بھیجا ہے کہ میں جس سے ملوں اور وہ گواہی دیتا ہو لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین کر کے تو اس کو جنت کی خوشخبری دوں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے ایک ہاتھ میری چھاتیوں کے بیچ میں مارا تو میں سرین کے بل گر ا۔ پھر کہا اے ابو ہریرہ! رسول اللہ کے پاس لوٹ جا۔

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ کر چلا گیا اور رونے والا ہی تھا کہ میرے ساتھ جیسے سے عمرؓ بھی آ پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! تجھے کیا ہوا؟ میں نے کہا میں عمرؓ سے ملا اور جو پیغام آپؐ نے مجھے دے کر بھیجا تھا پہنچا۔ انھوں نے میری چھاتیوں کے بیچ میں ایسا مارا کہ میں سرین کے بل گر پڑا اور کہا لوٹ جا؟ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے کہا تو نے ایسا کیوں کیا؟ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ پر میرے ماں باپ قربان ہوں ابو ہریرہؓ کو آپؐ نے اپنی جوتیاں دے کر بھیجا تھا کہ جو شخص ملے اور وہ گواہی دیتا ہو لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین رکھ کر تو خوشخبری وہ اس کو جنت کی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ حضرت عمرؓ نے کہا آپؐ پر میرے ماں باپ قربان ہوں ایسا نہ کیجئے کیونکہ میں ڈرتا ہوں لوگ اس پر تکیہ کر بیٹھیں گے۔ ان کو عمل کرنے دیجئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا ان کو عمل کرنے دو۔

بَشَرْتُهُ بِالْحَنَّةِ فَضَرَبَ عُمَرُ بِيَدِهِ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ فَخَرَزَتْ لِسَانِي فَقَالَ ارْجِعْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَتْهُ بَنَاتُ بَنِي زَكِيٍّ عُمَرُ فَإِذَا هُوَ عَلَى أَثَرِي فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَا لَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ)) قُلْتُ لَقِيتُ عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي بَغْتَتَنِي بِهِ فَضَرَبَ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ضَرْبَةً خَرَزَتْ لِسَانِي قَالَ ارْجِعْ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ((يَا عُمَرُ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ)) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا أَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَتَعْنَتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَنْغَلِظُ مَنْ لَقِيَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَفِئًا بِهَا قَلْبُهُ بَشَرَةً بِالْحَنَّةِ قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ فَلَا تَفْعَلْ فَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَتَكَلَّمَ النَّاسُ عَلَيْهَا فَخَلَّاهُمْ يَعْمَلُونَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((فَخَلَّاهُمْ))

پہلے ملے اور حضرت نے بھی منع نہیں کیا بلکہ جائز ہے دوسرے کے ہتھیار سے فائدہ اٹھانا اور دوسرے کا کھانا کھالینا اور اس کے جانور پر سواری کرنا اور کھانا اپنے گھر لے جانا اور اس کے شل اور باتیں جو اس کو ناگوار نہ ہوں لیکن روپیہ پیسہ لینا درست نہیں جو ناگوار ہو۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ اس کی رضامندی کا یقین ہو اور جو شک ہو تو بغیر وزن کے تصرف درست نہیں۔ تیسرے کام کو نشانی دے کر کسی کو بھیجا۔ چوتھے بعض دین کی باتیں چھپانے نظر صحت یا خوف فساد۔ پانچویں تابع کا اعتراف کرنا متوجہ اور تابع کی رائے قبول کرنا جب رائے ٹھیک ہو۔ چھٹے یہ قول درست ہونا میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں اور بعض سلف نے اس کو مردہ رکھا ہے مگر وہ صحیح نہیں۔

۱۴۸- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَهُمَا عَلَى الرَّحْلِ قَالَ ((يَا مُعَاذُ)) قَالَ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ ((يَا مُعَاذُ)) قَالَ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ ((يَا مُعَاذُ)) قَالَ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَنْهَضَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا حَرَمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ)) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا أُحَبَّرُ بِهَا النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوا قَالَ ((إِذَا يَتَكَلَّمُوا)) فَأَحَبُّرُ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَأْتِلًا.

۱۴۸- انس بن مالک سے روایت ہے کہ معاذ بن جبلؓ آنحضرت ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے سواری پر آپؐ نے فرمایا اے معاذ! انھوں نے کہا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور فرمانبردار ہوں آپ کا یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا اے معاذ! انھوں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ! اور فرمانبردار ہوں آپ کا۔ آپؐ نے فرمایا اے معاذ! انھوں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ! اور فرمانبردار ہوں آپ کا۔ آپؐ نے فرمایا جو بندہ گواہی دے اس بات کی کہ سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہیں اور حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں تو اللہ حرام کرے گا اس کو جہنم پر۔ معاذؓ نے کہا یا رسول اللہ! میں اس کی لوگوں کو خبر کر دوں وہ خوش ہو جائیں۔ آپؐ نے فرمایا تب تو وہ تکلیف کر لیں گے اس پر۔ پھر معاذؓ نے گناہ سے بچنے کے لیے مرتے وقت یہ حدیث بیان کی۔

(۱۴۸) ہذا کیونکہ علم کا چھپانا اس طرح کہ وہ ضائع ہو جائے منع ہے۔ معاذ جب تک زندہ تھے تو یہ حدیث ضائع نہیں ہو سکتی تھی اور جب مرتے گئے تو درہم بواکہ یہ حدیث بالکل تلف ہو جائے گی اس لیے انھوں نے بیان کر دیا اور حضرت نے جو بیان کرنے سے منع کیا وہ بطور تحریم کے نہ تھا بلکہ بطور مصلحت کے تھا یا ممانعت مشہورہ کرنے سے تھی نہ کہ خاص لوگوں سے بیان کرنے کی۔ ورنہ معاذ کو کیوں بتلاتے۔ شیخ ابن الصلاح نے کہا کہ رسول اللہ نے معاذ کو عام خوشخبری دینے سے منع کیا تھا اس ڈر سے کہ کہیں جاہل اور بے خبر آدمی سن کر دھوکہ نہ کھائے اور تکلیف کر بیٹھے اور خود آپؐ نے یہ حدیث ان لوگوں کو بتائی جن کے دھوکے میں پڑنے کا ڈر نہ تھا اور وہ صاحب علم اور معرفت تھے جیسے معاذ بن جبلؓ تو معاذ بھی راوی اور پرستار۔ انھوں نے بھی خاص آدمیوں کو اس لائق پایا یہ حدیث بتلائی اور ابو ہریرہؓ کی روایت میں جو یہ منقول ہے کہ رسول اللہؐ نے ان کو عام خوشخبری دینے کے لیے فرمایا تھا تو یہ پہلی رائے تھی جس کے بعد رائے بدل گئی اور رائے دینا یعنی اجتہاد رسول اللہؐ کو بھی درست تھا جیسے اور مجتہدوں کو درست ہے۔ پر آپؐ کو اور مجتہدوں پر فضیلت ہے کہ آپؐ خطا پر قائم نہیں رہتے تھے فی الفور وحی سے اس کی اصلاح ہو جاتی برخلاف اور مجتہدوں کے کہ وہ خطا پر قائم رہتے ہیں اور جس شخص نے دین کی باتوں میں رسول اللہؐ کے لیے اجتہاد جائز نہیں رکھا وہ کہتا ہے شاید ابو ہریرہؓ کو عام خوشخبری دینے کا حکم پہلا اتر ہو پھر حضرت عمرؓ کے سوال کے وقت دوسرا حکم اتر ہو جس سے پہلا حکم منسوخ ہو گیا۔ نووی نے کہا کہ رسول اللہؐ کے اجتہاد میں تفصیل ہے جو مشہور ہے لیکن دیلاوی امور میں تو آپؐ بالاطلاق اجتہاد کرتے تھے اور دین کی باتوں میں علماء کا اختلاف ہے۔ اکثر جاز کہتے ہیں اجتہاد کو دین کی باتوں میں بھی کیونکہ آپؐ خدا سے پوچھ کر یقین حاصل کر سکتے تھے اور بعضوں نے کہا کہ لڑائی کے کاموں میں اجتہاد جائز تھا اور باتوں میں نہیں۔ پھر جن علماء نے اجتہاد دین کی باتوں میں جائز رکھا ہے انھوں نے اختلاف کیا ہے کہ آیا اجتہاد آپؐ نے کیا بھی یا نہیں؟ اکثر نے کہا کہ کیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ نہیں کیا اور بعضوں نے تو قہ کیا اس مسئلہ میں۔ پھر جن لوگوں نے کہا کہ اجتہاد کیا ہے انھوں نے اختلاف کیا ہے کہ خطا آپؐ سے ہو سکتی تھی یا نہیں؟ فقہین کا یہ قول ہے کہ خطا آپؐ سے نہیں ہو سکتی تھی اور اکثر لوگوں کا یہ قول ہے کہ خطا ہوئی تھی پر آپؐ اس خطا پر قائم نہیں رہتے تھے اور یہ مقام اس کی تفصیل کا نہیں ہے۔

۱۴۹- انس بن مالک سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھ سے حدیث بیان کی محمود بن ربیع نے انھوں نے سنا عثمان بن مالک سے۔ محمود نے کہا کہ میں مدینہ میں آیا تو عثمان سے ملا اور میں نے کہا ایک حدیث ہے جو مجھے پہنچی ہے تم سے تو بیان کرو اس کو۔ عثمان نے کہا میری نگاہ میں فتور ہو گیا۔ (دوسری روایت میں ہے کہ وہ اندھے ہو گئے اور شاید ضعف بصارت مراد ہو) میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کہا بھیجا کہ میں چاہتا ہوں آپ میرے مکان پر تشریف لا کر کسی جگہ نماز پڑھیں تاکہ میں اس جگہ کو مصلیٰ بنا لوں (یعنی ہمیشہ وہیں نماز پڑھا کروں اور یہ درخواست اس لیے کی کہ آنکھ میں فتور ہو جانے کی وجہ سے مسجد نبوی میں ان کا آنا دشوار تھا) تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور جن کو خدا نے چاہا اپنے اصحاب میں سے ساتھ لائے۔ آپ اندر آئے اور نماز پڑھنے لگے اور آپ کے اصحاب آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ (منافقوں کا ذکر چھڑ گیا تو ان کا حال بیان کرنے لگے اور ان کی بری باتیں اور بری عادتیں ذکر کرتے تھے) پھر انھوں نے بڑا منافق مالک بن دحخم کو کہا یا مالک بن دحخم یا مالک بن دحخم یا دحخم اور چاہا کہ رسول اللہ ﷺ اس کے لیے بددعا کریں وہ مر جائے اور اس پر کوئی آفت اترے۔ (تو معلوم ہوا کہ بدکاروں کے شاہ ہونے کی آرزو کرتا رہا نہیں) کہنے میں رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا کیا وہ (یعنی مالک بن دحخم) اس بات کی گواہی نہیں دیتا کہ سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا

۱۴۹- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيْتُ عُثْمَانَ فَقُلْتُ حَدِّثْ بَلَّغْنِي عَنْكَ قَالَ أَصَابَنِي فِي بَصَرِي بَعْضُ الشَّيْءِ فَبَعَثْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أُحِبُّ أَنْ تَأْتِيَنِي فَصَلَّيْتُ فِي مَنْزِلِي فَأَتَنِيهِ مُصَلًى قَالَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ شَاءَ اللَّهُ مِنْ أَصْحَابِهِ فَدَخَلَ وَهُوَ يُصَلِّي فِي مَنْزِلِي وَأَصْحَابُهُ يَتَخَذُلُونَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ أَسْتَلَمُوا عَظْمَ ذَلِكَ وَكَثِيرَهُ إِلَى مَالِكِ بْنِ دَحْخَمٍ قَالُوا وَدُّوا أَنَّهُ دَعَا عَلَيْهِ فَهَلَكَ وَدُّوا أَنَّهُ أَصَابَهُ شَرٌّ فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ وَقَالَ ((أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ)) قَالُوا إِنَّهُ يَقُولُ ذَلِكَ وَذَا هُوَ فِي قَلْبِهِ قَالَ ((لَا يَشْهَدُ أَحَدٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَيَدْخُلَ النَّارَ أَوْ تَقَطَّعَتْ)) قَالَ أَنَسٌ فَأَعْتَبَنِي هَذَا الْحَدِيثُ فَقُلْتُ لِأَنِّي احْتَبَيْتُهُ فَكُنْتُ.

(۱۴۹) نووی نے کہا اس حدیث کی اسناد میں دو عجیب باتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ تین صحابی برابر ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں وہ انس بن محمود اور عثمان بن مالک۔ دوسرے یہ کہ بڑے نے چھوٹے سے روایت کی۔ انس بڑے ہیں محمود سے ان کا علم اور مرتبہ میں۔ (انھوں نے یعنی صحابہ نے مالک بن دحخم کو بڑا منافق کہا) صحابہ نے نفاق میں اول درجہ کا اس شخص کو قرار دیا حالانکہ یہ بدر میں شریک تھا اور لڑائیوں میں اور نفاق اس کا ثابت نہیں ہوا بلکہ خود حضرت نے اس کو مومن قرار دیا۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ وہ لالہ الا اللہ شخص خدا کے واسطے کہتا ہے۔

وہ تو اس بات کو زبان سے کہتا ہے لیکن دل میں اس کے یقین نہیں۔ آپؐ نے فرمایا جو گواہی دوے لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی پھر وہ جہنم میں نہ جائے گا یا اس کو انکار سے نہ کھائیں گے۔ انسؓ نے کہا یہ حدیث مجھ کو بہت اچھی معلوم ہوئی تو میں نے اپنے بیٹے سے کہا اس کو لکھ لے۔ اس نے لکھ لیا۔

۱۵۰۔ انسؓ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے عثمان بن مالکؓ نے۔ وہ اندھے ہو گئے تھے تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کہا بیچا کہ میرے مکان پر تشریف لائے اور مسجد کی ایک جگہ مقرر کر دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ آئے اور آپؐ کے لوگ آئے پر ایک شخص غائب تھا جس کو مالک بن دحیشم کہتے تھے۔ پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری۔

باب : جو شخص اللہ کی خدائی، اسلام کے دین اور محمد ﷺ کی پیغمبری پر راضی ہو وہ مومن ہے اگرچہ کبیرہ گناہ کر بیٹھے

۱۵۰۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَانُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ عَمِيَ فَأُرْسِلَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَعَالَ فَحُطُّ لِي مَسْجِدِي فَحَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ قَوْمُهُ وَنُوعِتَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يَقَالُ لَهُ مَالِكُ بْنُ الدُّحَيْشِمِ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ.

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَإِنْ ارْتَكَبَ الْمَعَاصِيَ الْكَبِيرَ

۱۵۱۔ عَنْ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ ۱۵۱۔ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ سَمِعَ

(۱۵۰) ہنوئی نے کہا اس حدیث سے کیا باتیں معلوم ہوئیں کچھ اوپر گزریں۔ ایک بات یہ ہے کہ آچار صالحین کے ساتھ حرکت کرنا درست ہے۔ دوسرے یہ کہ علماء اور فضلاء اور مشائخ کو اپنے مریدوں اور شاگردوں کے گھر جانا اور ان سے ملنا بہتر ہے۔ تیسرے مفسول کو فاضل سے کچھ درخواست کرنا کسی مصلحت سے درست ہے۔ چوتھے نماز پڑھنے والے کے سامنے باتیں کرنا درست ہے اگر نماز کا مرتبہ نہ ہو۔ پانچویں جو شخص ملاقات کو جائے اس کو امامت درست ہے اگر صاحب شانہ و رضاء ہو۔ چھٹے حاکم اور امام سے کسی شخص کا حال بیان کرنا بیجا اب سے ضرر کا خوف ہو درست ہے۔ ساتویں حدیث کا لکھنا درست ہے کیونکہ انسؓ نے اپنے بیٹے سے کہا لکھ لے اس کو۔ لکھ لینا مستحب ہے اور حدیث لکھنے سے ممانعت بھی آئی ہے اور اجازت بھی۔ ممانعت تو اس کے لیے ہے جو یاد نہ کرے صرف لکھنے پر بھروسہ کرے حالانکہ اس کو یاد کرنے کی طاقت ہو اور اجازت اس کے لیے ہے جو یاد نہ رکھ سکے اور بعضوں نے کہا ممانعت اس وقت تھی جب حدیث کے مل جانے کا ڈر تھا قرآن کے ساتھ پھر اجازت ہوئی اور پہلے سلف صحابہؓ اور تابعین میں اختلاف تھا حدیث کی کتابت میں لیکن بعد میں کتابت کے درست ہونے پر امامت کا اتباع ہو گیا۔ آٹھویں امام یا عالم کو اپنے آدمی کے ساتھ لے جانا درست ہے ملاقات کے لیے یا دعوت میں۔ انہی باختصار۔

(۱۵۱) ہنوئی نے نقل کیا صاحب ”تحریر“ سے ”راضی ہونا یعنی قناعت کرنا اور کافی جانا اور کچھ نہ چاہنا تو حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سوا خدا کے اور کسی کو طلب نہ کرے اور سوا اسلام کے دوسرے کفر کے راستوں پر نہ چلے اور حضرت کی شریعت کے موافق رہے پھر جس میں چلے

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((ذَاقَا طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا))
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے ایمان کا مزہ اچھکا اس نے جو راضی ہو گیا خدا کی خدائی پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد کی پیغمبری پر۔

لہٰذا یہ صفات ہو گئی ہے شک ایمان کی علامات اس کے دل میں معلوم ہو گئی اور وہ اس کا مزہ اچھکے گا۔

قاضی عیاضؒ نے کہا مزہ اچھکنے سے یہ مراد ہے کہ اس کا ایمان صحیح ہو گا اور اس کے دل کو اطمینان ہو گا۔ اس واسطے کہ جب وہ ان چیزوں سے راضی ہو تو یہ دلیل ہے اس کے کمال معرفت اور نفاذ بصیرت کی اور اس کے ساتھ اس کا دل بھی خوش ہو گا اس لیے کہ جو شخص کسی چیز سے راضی ہو تا ہے تو وہ اس پر کھل ہوئی ہے۔ اسی طرح جب مومن کے دل میں ایمان بیٹھ جاتا ہے تو تمام عبادتیں اور احاطہ میں اس پر آسان ہو جاتی ہیں اور لذت دیتی ہیں۔ توحید الہیہ میں ہے کہ خدا کی خدائی پر راضی ہونے کی یہ نشانی ہے کہ اس کی قضا اور قدر پر راضی رہے۔ رنج اور تکلیف اور مصیبت میں اس کا گلہ شکوت کرے اور دین اسلام پر راضی ہونے کی علامت یہ ہے کہ اسلام کے احکام پر مضبوط ہو جائے کفر کی رسومات کے گرد نہ پھلے اور حضرت محمدؐ کی پیغمبری پر راضی ہونے کی یہ پہچان ہے کہ حضرت کی سنت پر پلے اور بدعت سے عداوت رکھے اور جس کو یہ بات حاصل نہیں اس کو ایمان کے خزانے کی خبر نہیں۔ انتہی

مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث میں آنحضرتؐ نے ایک بڑے مرتبہ کی طرف اشارہ کیا جو عام مومنوں اور مسلمانوں کو حاصل نہیں۔ پھر دنیا میں ان کو ایمان کی علامات اور لذت کچھ نہیں ہے۔ وہ تمام عبادتیں اور احاطہ میں جو کرتے ہیں تو جہنم کے ذرے ٹھس پر زور ڈال کے کرتے ہیں اور دین کے احکام بھالانا ان کے نزدیک ایسے ہی دشوار ہیں جیسے بھاری پتھر ڈھونڈنا اور کوئی محنت شاقہ کرتا جس کو دل نہ چاہتا ہو پر پیٹ کی خاطر یا کسی سے ڈر کر انسان کرتا ہے۔ قدرت و دین پر جان و دین۔ پہلے ہر مسلمان کو اسی طرح ریاضت اور محنت کر کے نفس کی بری خواہشوں اور تن آسانی اور آرام طلبی کو توڑنا چاہیے۔ ہر ان باتوں کا مزہ بہت آگے چل کر کتنے دنوں کے بعد حاصل ہو گا جب اس کا نفس تکرار عمل سے یعنی بار بار نیک کام کرنے سے ان کاموں کا عادی ہو جائے گا تو اس کو ان کاموں میں ایک لذت پیدا ہو گی اور ایک مزہ حاصل ہو گا۔ جیسے انسان پہلے کسرت کرنا، ڈنڈہ پینا یا گلدہ رچا تا ہے تو چند روز کیسے ناگوار گزرتے ہیں پھر ان میں ایسا مزہ آنے لگتا ہے کہ انکا چھوڑنا دشوار گزرتا ہے اور بے کسرت کے چہین نہیں پڑتا۔ یہ تو جسمانی قوی اور حرکات کی لذت ہے جو عادت ہونے کے بعد چھوٹ نہیں سکتی۔ ایمان جو روحانی لذت ہے اس کا مزہ اور لذت اللہ کے قدر ہو گا؟ کیس کرنا چاہیے۔ پر اس کا بیان کیوں کر ہو سکتا ہے؟ اس کو تو وہی جانے جس نے اس کا مزہ اچھکا ہو۔ آدمی جب دنیا میں مدت تک بسر کرتا ہے اور دنیا کے انقلابات اور حرکات اور تغیرات میں غور کرتا رہتا ہے تو اس کو ایک غلبان اور اضطراب پیدا ہوتا ہے اور چونکہ وہ اسباب خیر اور راحت اور خوشی کی متح کرنا چاہتا ہے پر اسباب کی تحقیق شناخت میں غلطی کر تا ہے تو ہر مرتبہ اس کی کوشش رائیگاں اور اس کی سعی برباد ہونے سے اس کو دہشت پیدا ہوتی جاتی ہے۔ آخر میں ایک ایسا صحت اور اضطراب اس کے دل کو ہو جاتا ہے کہ معاذ اللہ اکثر زیادہ اسی عار سے میں گرفتار ہیں ان کو دم بھر جہنم نہیں ان کی زندگی موت سے بدتر ہے۔ ان کو دنیا ہی میں وہ عذاب الیم ہے کہ خدا کی پناہ۔ جب کسی شخص کا یہ حال ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ برا سے نام مومن ہے جو حکمت ایمان کو طوطے کی طرح کہتا ہے پر دل میں اس کے نور ایمان بالکل نہیں اور خدا بالقدر کا مرہم اس کو حاصل نہیں جس نے خداوند کریم کو اپنا مالک پروردگار مری پرست ہر طرح کی حاجتیں برلانے والا سب کے کام کالے والا برے اور اچھے کی خبر لینے والا تمام ضروریات کا بندوبست کرنے والا تمام ایذاؤں اور تکلیفوں سے بچانے والا سمجھا اور دل سے اس پر یقین کیا اور سب مقاصد اور مطالب کو اس کی مرضی پر چھوڑ دیا وہ خدا کی خداوندی سے راضی اور خوش ہوا۔ اب کیا ممکن ہے کہ دنیا کے تغیرات سے اس کو رتی برابر رنج یا اضطراب پیدا ہو وہ تو اپنے مالک کے ارادوں پر اور اس کے کاموں پر دل سے خوش ہے جو اس کو انتظام پروردگار کا قائم کرنا دہی اس کا مین مطلب اور مقصد ہے۔ پھر اس کو کیا تکلیف اور رنج کہ اس اور حقائق کیسا۔ کار ساز یا فکر کار مارا فکر مار کار مارا آزاد ہونا

بَابُ بَيَانِ عَدَدِ شُعَبِ الْإِيمَانِ وَأَفْضَلِهَا
وَأَذْنَاهَا وَفَضِيلَةِ الْحَيَاءِ وَكُونِهِ مِنْ

باب: ایمان کی شاخوں کا بیان، کون سی شاخ افضل ہے
اور کون سی ادنیٰ، شرم و حیا کی فضیلت اور اس کا ایمان
میں داخل ہونے کا بیان

۱۵۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الْإِيمَانُ بَضْعٌ وَتَسْتَوُونَ شُعْبَةً وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ))
۱۵۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی ستر پر کئی شاخیں ہیں اور حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔

(۱۵۲) دوسری روایت میں ساتھ پر کئی شاخیں ہیں مگر اس میں راوی کو شک ہے کہ ستر پر کئی شاخیں ہیں یا ساتھ پر کئی شاخیں اور بھاری نے بغیر شک کے ساتھ پر کئی روایت کی اور ابو داؤد اور ترمذی نے ستر پر کئی بغیر شک کے اور ایک روایت میں ترمذی کی ایمان کے چونسٹھ دروازے منقول ہیں اور علاوہ نے اختلاف کیا ہے کہ صحیح کون سی روایت ہے۔ قاضی عیاض نے کہا کہ صحیح ساتھ پر کئی شاخیں ہیں۔ شیخ ابن الصلاح نے کہا کہ یہ شک سبیل راوی کی طرف سے واقع ہوا۔ ایسا ہی کہا جیٹلی نے اور سبیل سے ستر پر کئی شاخیں بغیر شک کے بھی منقول ہیں اور راجح ان دونوں کی روایت ہے یہ مختلف فیہ ہے۔ کسی نے کم کی روایت کو ترجیح دی ہے کسی نے زیادہ کی روایت کو۔

حدیث میں بضع کا جو لفظ آیا ہے تو اس کے معنوں میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔ کسی نے کہا بضع تین سے دس تک کو کہتے ہیں۔ کسی نے کہا تین سے نو تک کو۔ غلیل نے کہا بضع سات کو کہتے ہیں۔ کسی نے کہا دس سے دس تک کو اور بارہ سے دس تک کو اور شعبہ سے مراد ایک ٹکڑا ہے تو معنی حدیث کے یہ ہیں کہ ایمان ستر پر کئی فصلوں کا نام ہے قاضی عیاض نے کہا اوپر یہ بات گزر چکی ہے کہ ایمان لغت میں یقین کرنے کو کہتے ہیں اور شرع میں دل سے یقین کرنے کو اور زبان سے اقرار کرنے کو۔ اور شرع کے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اعمال کو کہتے ہیں جیسے ایک حدیث میں ہے کہ سب سے افضل خصلت ایمان کی کلہ توحید پر یقین کرنا ہے اور سب سے کمتر راہ میں سے ایذا دینے والی چیز بٹا دینا۔

اور ہم اوپر کہہ چکے ہیں کہ کمال ایمان کا اعمال سے اور اتمام ایمان کا عبادات سے ہے اور عبادات کا کمال اور ان سب شاخوں کا کمال ان تہذیب سے ہے اور دلیل ہے تقدیر ان کی اور یہ خصلتیں ان ہی کی ہیں جو تقدیر رکھتے ہیں تو وہ ایمان سے خارج نہیں ہیں نہ ایمان شرعی سے نہ لغوی سے اور رسول اللہ نے اس بات کو بتلایا کہ افضل ان سب خصلتوں میں توحید ہے جو ہر شخص پر واجب ہے اور کوئی شاخ بغیر اس کے قائم نہیں رہ سکتی گویا یہ جڑ ہے۔ اور سب سے کمتر خصلت یہ ہے کہ جس چیز سے مسلمانوں کو ضرر پہنچنے کا گمان ہو جیسے کاٹا دھیرہ وہ راہ سے بٹا دے یا نوران دہانوں کے بیچ میں بہت سے خصلتیں ہیں جو کوشش کرنے سے معلوم ہو سکتی ہیں اور بعضوں نے اس میں کوشش کی ہے مگر ان پر یقین نہیں ہو سکا کہ وہی رسول اللہ کے دل میں تھیں اور ان کا نہ پچھانا ایمان میں کچھ نقصان نہیں کرتا اس واسطے کہ اصول اور فروغ ایمان کی سب معلوم اور محقق ہو چکی ہیں البتہ اجماعاً یقین کرنا کہ ایمان کے خصلت اس قدر ہیں ضروری ہے۔ قاضی عیاض کا کلام ختم ہوا۔

حافظ ابن حبان نے کہا میں نے اس حدیث میں ایک مدت تک غور کیا اور عبادت اور اطاعات کا شمار کیا تو وہ ستر پر کئی سے بہت زیادہ ہیں۔ پھر میں نے حدیثوں کی طرف رجوع کیا اور جن عبادتوں کو رسول اللہ نے ایمان میں شمار کیا ہے ان کو جوڑا تو وہ ستر پر کئی سے کم ہوتی ہیں۔ آخر میں رجوع ہوا اللہ کی کتاب کی طرف اور اس کو غور سے پڑھا اور جن عبادتوں کو اللہ نے ایمان میں داخل کیا ہے ان کو جوڑا تو وہ بھی ستر پر کئی سے کم ہوتی ہیں۔ پھر میں نے قرآن اور حدیث کو ملایا اور جو عبادتیں مکرر ملیں ان کو نکال ڈالا تو اللہ اور اس کے رسول کی بیان کی ہوئی تھیں

۱۵۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الْإِيمَانُ بَضْعٌ وَسَبْعُونَ أَوْ بَضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَذْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ))

۱۵۳- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی ستر پر کئی یا ساٹھ پر کئی شاخص ہیں۔ ان سب میں افضل لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور ادنیٰ ان سب میں راہ میں سے موذی چیز کا ہٹانا ہے اور حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے۔

۱۵۴- عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُعِطُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ ((الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ))

۱۵۴- سالم نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ ایک شخص اپنے بھائی کو حیاء کے باب میں نصیحت کر رہا تھا فرمایا (جانے دے یعنی حیاء سے مت منع کر)۔ (بخاری) حیاء ایمان میں داخل ہے۔

دوسری روایت میں ہے:
مَرَّ بِرَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ يُعِطُ أَخَاهُ
۱۵۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

یعنی آپ ایک انصاری پر گذرے جو اپنے بھائی کو نصیحت کر رہا تھا۔
۱۵۵- یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

لہ عبادتیں مل کر ستر پر نو ہوں۔ نہ زیادہ نہ کم۔ جب میں نے یقین کیا کہ مراد آپ کی یہ عبادتیں ہیں۔ اور ان جاننے والے ان سب عبادتوں کو اپنی کتاب شعب الایمان میں بیان کیا ہے اور اس فن میں سب سے عمدہ کتاب منہاج ہے ابو عبد اللہ علی کی اور کتاب شعب الایمان ہے امام بیہقی کی اور ابن حبان نے کہا کہ ساٹھ پر کئی روایت بھی صحیح ہے اس لیے کہ عرب کے لوگ گنتی بیان کرتے ہیں اور اس سے یہ غرض نہیں ہوتی کہ اس سے بڑھ کر اور نہیں ہیں۔ (انہی کلام النووی) السراج الوہاب میں مولانا سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ شعب الایمان بیہقی کا خلاصہ امام قزوینی نے کیا ہے پھر میں نے قزوینی کے خلاصہ کا خلاصہ کیا ہے اور اس کا نام اردو مصنف لکھا۔

(۱۵۳) نیز اور ایک روایت میں ہے کہ حیاء ایمان میں ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ حیاء نہیں ہوتی مگر بھائی۔ ایک روایت میں ہے کہ حیاء بالکل خیر ہے۔ واحدی نے کہا کہ حیاء اور استیاء دونوں حیاء سے نکلے ہیں اور حیاء انسان کی قوت حیاء ہے۔ تو جس شخص کا احساس لطیف اور ریاضت قوی ہے اسی کو حیاء ہوتی ہے۔ جہیز بغدادی نے کہا کہ حیاء نعمتوں کا دیکھنا اور اپنے قصوروں پر نظر کرنا ہے یعنی خدا کے احسانات اور اپنی تقصیرات پر غور کرنا اس سے ایک حالت پیدا ہوتی ہے جس کو حیاء کہتے ہیں اخلاق میں فضائل نفس میں رکے ہیں عفت اور شجاعت اور عدالت پھر حیاء عفت کا ایک شعبہ ہے۔ ابو علی بن مسکوی نے کتاب الطہارۃ میں کہا کہ حیاء نفس کا بری باتیں کرنے سے رک جانا ہے اور برائی سے پرہیز کرنا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا حیاء تو ایک ظنی صفت ہے پھر اس کو ایمان میں داخل کیا اس لیے کہ کبھی حیاء پیدا ہوتی ہے ریاضت اور کب سے جیسے اخلاق حسنہ ریاضت سے حاصل ہوتے ہیں اور کبھی خلقی ہوتی ہے لیکن حیاء کا استعمال قانون شرع کے موافق محتاج ہوتا ہے کب اور نیت اور علم کی طرف تو وہ ایمان میں ہے اور دوسرے یہ کہ حیاء یک کام کرائی ہے اور گناہوں سے باز رکھتی ہے۔ لیکن یہ جو فرمایا کہ حیاء بالکل خیر ہے اور نہیں ہوتی اس سے مگر خیر تو اس میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ بعض وقت حیاء کی وجہ سے انسان حق بات کہنے سے رک جاتا ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کرتا ہے اور کبھی حیاء کی وجہ سے اس کے حقوق تلف ہو جاتے ہیں تو خیر کھل کیونکر ہوتی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حیاء نہیں ہے یہ تو جبر اور اتقانی ہے۔ اس کو حیاء بعضوں نے مجاز کہا ہے لیکن حقیقت حیاء اس خلق کا نام ہے جو بری بات سے روکتی ہے اور اچھی بات کی طرف بلاتی ہے اور کسی حقدار کے حق میں قصور کرنے سے منع کرتی ہے اور جہیز کا قول اس پر دلالت کرتا ہے۔ (نووی)

الرَّزَاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ مَرَّ بِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يُعْطَى أَسْأَةً.

۱۵۶- عمران بن حصین حدیث بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا سے نہیں ہوتی مگر بہتری۔ بشر بن کعب نے کہا حکمت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حیا ہی سے وقار ہوتا ہے اور حیا سے سکینہ ہوتا ہے۔ عمران نے کہا میں تو تجھ سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اپنی کتابوں کی باتیں بیان کرتا ہے۔

۱۵۶- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ((الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ)) فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ إِنَّهُ مَكْتُوبٌ فِي الْحِكْمَةِ أَنَّ مِنْهُ وَقَارًا وَمِنْهُ سَكِينَةٌ فَقَالَ عِمْرَانُ أَحَدُثْكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُنِي عَنْ صُحْبِكَ.

۱۵۷- ابو قتادہ سے روایت ہے ہم عمران بن حصین کے پاس ایک ربط میں تھے ہمارے لوگوں میں سے (ربط کہتے ہیں دس سے کم مردوں کی جماعت کو) اور ہمارے لوگوں میں بشر بن کعب (ابن ابی الحخیری عدوی ابو ایوب بصری) بھی تھے۔ عمران نے ایک دن حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حیا خیر ہے۔ بشر بن کعب نے کہا ہم نے بعض کتابوں میں یا حکمت میں دیکھا ہے کہ حیا

۱۵۷- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا بَعْدَ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فِي رَهْطٍ مِنَّا وَفِينَا بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ فَحَدَّثَنَا عِمْرَانُ يَوْمَئِذٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ قَالَ أَوْ قَالَ ((الْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ)) فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ إِنَّا

(۱۵۶) وقار کہتے ہیں سوچ سمجھ کر ایک کام کرنے کو اور اس کے خلاف چھچھوراپن ہے کہ جلدی سے جو خیال میں آئے کرنے لگے اور اس کا انجام نہ سوچے جیسے جانوروں کا حال ہے اور سکینہ بھی وہی وقار کو کہتے ہیں یعنی سکون نفس اور ثبات حرکات کے وقت اور اس کے خلاف میں ہیں اضطراب اور غلٹ۔

(عمران بن حصین نے بشر بن کعب سے کہا کہ میں تو تجھ سے رسول اللہ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اپنی کتابوں کی باتیں بیان کرتا ہے) یعنی قرآن وحدیث کے سامنے حکیموں کے اقوال بیان کرنا بے موقع ہے۔ گو حکیم بڑے دانشمند اور عقل مند تھے مگر پھر بھی ان سے بزرگوں طرح کی غلطیاں ہوتی ہیں۔ حکیم کا رتبہ بشیر سے بہت کم ہے۔ اسی طرح حکمت کا رتبہ نبوت سے بہت کمتر ہے۔ پھر تنبیہ کا قول جب مل جائے تو اب حکیموں کی بات دھوڑنا بے کار ہے۔

(۱۵۷) ہذا ایک حیا ضعف نفس ہے یعنی بودا پن اور دوا پن کو پناہ صحت جس کے دل میں طاقت نہیں ہوتی، خون اس میں کم ہوتا ہے۔ اس کو یہ مفت اکثر لاحق ہوتی ہے۔ اس کو غری میں غرور اور خور اور بہات بھی کہتے ہیں۔ اس مفت کی وجہ سے انسان میں دایت اور حماست پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے حقوق کو پورا پورا حاصل نہیں کر سکتا ڈرتا ہے آخر جو مل جاتا ہے اسی پر قناعت کرتا ہے اور دم نہیں مارتا بلکہ اپنے حقوق کو حاصل کرنے میں کوشش بھی نہیں کرتا۔ اکثر ہندوستان کے لوگ اس بری صفت میں مبتلا ہیں اور یہ اخلاق ہمہ میں سے ہے جس سے حکیم ہمیشہ منع کرتے چلے آئے ہیں اور در حقیقت یہ حیا نہیں ہے جو صفات حمیدہ اور اخلاق فاضلہ میں سے ہے۔ پر بعضوں نے اس پر حیا کا اخلاق مفاصل سے یا مجازا کیا ہے۔ دیو جاس حکیم جو یونان میں تھا اس نے بھی کہا ہے کہ حیا ضعف نفس سے پیدا ہوتی ہے اور اس کو ترک کرنا چاہیے۔ مراد اس کی طرف

لَتَجِدُ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ أَوْ الْحِكْمَةِ أَنَّ مِنْهُ سَكِينَةٌ وَوَقَارًا لِلَّهِ وَمِنْهُ ضَعْفٌ قَالَ فَغَضِبَ عِمْرَانُ حَتَّى احْمَرَّتَا عَيْنَاهُ وَقَالَ أَلَا أُرَانِي أَخَذْتَنِي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُعَارِضُنِي بِهِ قَالَ فَأَعَادَ عِمْرَانُ الْحَدِيثَ قَالَ فَأَعَادَ بُشَيْرٌ فَغَضِبَ عِمْرَانُ قَالَ فَمَا زِلْنَا نَقُولُ فِيهِ إِنَّهُ مَنَا يَا أَبَا نُحَيْدٍ إِنَّهُ لَا يَأْسُ بِهِ.

کی ایک قسم تو سکی نہ اور وقار ہے اللہ تعالیٰ کے لیے اور ایک حیا ضعف نفس ہے۔ یہ سن کر عمران کو غصہ آیا ان کی آنکھیں لال ہو گئیں اور انھوں نے کہا میں تو رسول اللہ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اس کے خلاف بیان کرتا ہے ابو قتادہ نے کہا عمران نے پھر دوبارہ اسی حدیث کو بیان کیا۔ بشیر نے پھر دوبارہ وہی بات کہی جب تو عمران غصے ہوئے۔ (اور انھوں نے قصد کیا بشیر کو سزا دینے کا) ہم سب کہنے لگے ابا نعید! (یہ کنیت ہے عمران بن حصین کی) بشیر ہم میں سے ہے (یعنی مسلمان ہے) اس میں کوئی عیب نہیں (یعنی وہ منافق یا بے دین یا بدعتی نہیں جیسے تم نے خیال کیا)

۱۵۸- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا النُّضْرُ حَدَّثَنَا أَبُو نَعَامَةَ الْعَدَوِيُّ قَالَ سَمِعْتُ حُجَيْرَ بْنَ الرَّبِيعِ الْعَدَوِيَّ يَقُولُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ حَدِيثُ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ.

۱۵۸- اوپر والی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

جیسا کہ وہ حیا جو انسان کو بری باتوں سے روکتی ہے۔ وہ تو بالاتفاق عمدہ صفت ہے۔

(عمران بن حصین نے بشیر بن کعب سے کہا میں تو رسول اللہ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اس کے خلاف بیان کرتا ہے) ہر چند حدیث میں جو مطلب ہے وہ بالکل صحیح ہے کیونکہ مراد حضرت کی حیا سے وہی صفت ہے جو اخلاق فاضلہ میں سے ہے جس کا بیان ابھی ہوا اور جو انسان کو قبايح اور معاصی سے روکتی ہے اور بالکل خیر ہے سراسر بہتری ہے اور حکمت کی رو سے جو امر ثابت ہے وہ بھی صحیح ہے۔ اس لیے کہ نیکوں نے اس جا کو برا نہیں کہا بلکہ ضعف نفس کو جو در حقیقت حیا میں داخل نہیں ہے اور دونوں قولوں میں کسی قسم کے تضاد کے خلاف نہیں ہے۔ ہرچہ کہ بشیر نے حیا کا اطلاق اس بری صفت پر بھی کیا اور حیا کو دو قسموں پر تقسیم کیا ایک عمدہ اور ایک بری اور حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ حیا بالکل خیر ہے۔ تو ظاہر گویا حدیث کے خلاف میں ایک بات کہی اور حکمت کی بات کو حدیث کے مقابلہ میں بیان کیا اس لیے عمران غصہ ہوئے۔ اسراج الوہاج میں ہے کہ اکثر سلف بلکہ خلف کے صلحاء نے ایسا ہی غصہ اور انکار کیا ہے اس شخص پر جو رسول اللہ کے مقابلہ میں کسی اور کا قول بیان کرے اگرچہ وہ کیسے ہی بلند درجہ کا شخص ہو۔ اس لیے کہ کسی صحابی یا ولی یا مجتہد کا درجہ اور مرتبہ حضرت کے برابر نہیں ہو سکتا پھر اس کی بات بھی حضرت کے ارشاد کے خلاف میں تھیں بے وقعت اور بے اعتبار ہے اور حاصل یہ ہے کہ سوا حضرت کے اور جتنے لوگ ہیں سب کے اقوال میں سے کچھ لے کر قابل ہیں اور کچھ چھوڑنے کے قابل بقول "خذلما صفا ودع ما کدر"۔ اور مجھے تعجب ہوتا ہے اس شخص پر جو ایمان لاوے اللہ پر اور اس کے رسول پر اور قیامت پر کہ اس کا دل کیونکر مانتا ہے جب وہ حدیث سن لے اور رسول اللہ کی پھر اور کسی کی امت میں سے بات مانے یا سنے اور اس کی بات کو مقدم کرے رسالت مآب کی بات پر جن کی شان میں یہ آیت انزلی وما یطلق عن الہوی ○ ان ہوا ولا وحی یوحی ○

بَابُ جَمَاعِ أَوْصَافِ الْإِسْلَامِ

باب: جامع اوصاف اسلام کا بیان

۱۵۹- عَنْ سَفِيَّانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ التَّقْفِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَكَ وَفِي حَدِيثِهِ أَبِي أَسْمَاءُ غَيْرُكَ قَالَ ((قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ فَاسْتَقِيمَ))

۱۵۹- سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے روایت ہے میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے اسلام میں ایک ایسی بات بتا دیجئے کہ پھر میں اس کو آپ کے بعد کسی سے نہ پوچھوں۔ آپ نے فرمایا کہہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر ہمارا ابو اسماء کی روایت میں ہے آپ کے سوا کسی سے۔

بَابُ بَيَانِ تَفَاضُلِ الْإِسْلَامِ وَأَيُّ أُمُورِهِ

باب: خصائل اسلام کی فضیلت اور اس بات کا بیان کہ

أَفْضَلُ

اسلام میں کون سے کام افضل ہیں۔

۱۶۰- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ

۱۶۰- عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول

(۱۵۹) ☆ قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث جامع الکلم میں ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے قول ان الذین قالوا اربنا الله ثم استغفروا کے مطابق ہے یعنی جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اس پرستے رہے یعنی توحید کی اور اس پر ایمان لائے اور سچے رہے یعنی توحید سے ڈگے نہیں اور شرک میں نہ پھنسے اور انھوں نے اللہ جلالت کی اطاعت لازم کر لی یہاں تک کہ اسی حال میں مرے اور یہی تعبیر ہے اس آیت کی اکثر مفسرین متعجب کہ امام ابن عبد ہم کے مطابق اور یہی معنی ہیں اس حدیث کے قاضی کا کام تمام ہوا۔

ابن عباس نے کہا اللہ تعالیٰ کے اس قول میں قاسم کلامت کہ رسول اللہ پر سارے قرآن میں کوئی آیت اس سے زیادہ شوار اور سخت نہیں اتری اور اسی واسطے جب صحابہؓ نے آپ سے کہا آپ جلد بوڑھے ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے سورہ ہود اور اس کے مانند اور سورتوں نے بوڑھا کر دیا۔

استاذ ابوالقاسم قشیری نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے استقامت وہ درجہ ہے جس سے سب کام پورے اور کامل ہوتے ہیں اور اسی صفت سے تمام بھلائیاں حاصل ہوتی ہیں اور ان کا انتظام ہوتا ہے اور جس شخص میں استقامت اور استقامت نہ ہو اس کی کوشش سب رائیگاں ہے اور اس کی سعی سب بے نتیجہ ہے بعضوں نے کہا استقامت ایسی صفت ہے کہ اس کو بڑے بڑے ہی لوگ کر سکتے ہیں کیونکہ وہ رومات کے ترک سے اور خلاف شرعی عادات کے چھوڑنے سے اور خلوص و صدق کے ساتھ خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے حاصل ہوتی ہے اسی واسطے رسول اللہؐ نے فرمایا استقامت کرو اور تم ہر گز سب نیکیاں نہ کر سکو گے۔

واسطی نے کہا استقامت وہ صفت ہے جس سے ساری نیکیاں پوری ہوتی ہیں اور اس کے نہ ہونے سے سب نیکیاں بری ہو جاتی ہیں اور مسلم نے اپنی صحیح میں سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے صرف یہی حدیث روایت کی ہے اور اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور اتنا زیادہ کیا ہے کہ میں نے کہا رسول اللہؐ مجھے سب سے زیادہ کسی چیز سے ڈرنا چاہیے آپ نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا اس سے کیونکہ اکثر گناہ زبان ہی سے صادر ہوتے ہیں اور اکثر آفتیں اور بلائیں انسان پر زبان سے آتی ہیں اور شروع تربیت کا حکم میں یہی ہے کہ پہلے انسان اپنی زبان کو قابو میں کرے اور دیکھتا رہے کہ اس کی زبان سے جو باتیں نکل رہی ہیں وہ مناسب ہیں یا غیر مناسب اور لازم ہے کہ مصلحت کے خلاف کوئی بات زبان سے نہ نکلے۔

(۱۶۰) ☆ کون سا اسلام بہتر ہے یعنی اسلام کی کون سی خصلت بہتر ہے اور سنت اسلام یہی ہے جو اس حدیث سے بیان ہوئی کہ مسلمان حق

اللہ ﷻ سے پوچھا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا (یہ کہ تو مجھ کے اور مہمان کو) کھانا کھلاوے اور ہر شخص سے السلام علیکم کرے خواہ تو اس کو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔

۱۶۱- عبد اللہ بن عمرو بن العاص کہتے تھے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کون سا مسلمان بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا وہ مسلمان جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں (یعنی نہ زبان سے کسی مسلمان کی برائی کرے نہ ہاتھ سے کسی کو ایذا دیوے)

۱۶۲- جاہل سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بچے رہیں۔

۱۶۳- ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے میں نے کہا یا رسول اللہ کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ نے فرمایا جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

۱۶۴- حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ ((تَطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ))

۱۶۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ قَالَ ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ))

۱۶۲- عَنْ جَابِرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ))

۱۶۳- عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ قَالَ ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ))

۱۶۴- وَ حَدَّثَنِي أَبُو رَهِيمٍ بْنُ سَعِيدٍ الْحَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي بُرَيْدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

رحمہ اللہ سے اسلام علیکم کرے خواہ اس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور یہ عادت جو بعض لوگوں نے اختیار کی ہے اسی شخص کو سلام کرتے ہیں جس سے پہچان ہو اچھی نہیں۔

(۱۶۳) ☆ نوڈی نے کہا کبھی حضرت نے افضل اس مسلمان کو قرار دیا جو کھانا کھلائے اور ہر شخص کو سلام کرے اور کبھی اس کو جس کی زبان اور ہاتھ سے اور مسلمان بچے رہیں۔ یہ اختلاف بوجہ اختلاف احوال سا مکین اور حاضرین کے تھا تو ایک مقام میں سلام اور طعام یعنی کھانا کھلانے کی زیادہ ضرورت معلوم ہوئی آپ نے اسی کو بیان فرمایا اور ایک موقع پر ایذا دہی سے روکنے کی ضرورت معلوم ہوئی تو اسی کو بیان فرمایا اور یہ جو فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بچے رہیں تو مطلب یہ ہے کہ کامل مسلمان وہی ہے جس میں یہ صفت ہو اور یہ غرض نہیں کہ جس میں یہ صفت نہ ہو وہ مسلمان ہی نہیں ہے اور ان حدیثوں میں بہت سے نوڈی ہیں ایک تو یہ کہ کھانا کھانا اور سخاوت کرنا اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچانا اور نہ ضروری کام ہے۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو ایذا دینے سے بچنا چاہیے خواہ زبان سے ایذا ہو یا کسی فعل سے۔ کسی کی توہین یا عداوت نہ کرنا چاہیے۔ تیسرے اس میں مسلمانوں کو یک دلی اور اتفاق کی اور باہم محبت اور دوستی اور الفت رکھنے کی ترغیب ہے قاضی عیاض نے کہا باہم الفت رکھنا اور اتفاق کرنا دین کے فرضوں میں سے ایک فرض ہے اور شریعت کا بڑا ارکن ہے اور اسی سے اسلام کا انتظام ہے۔ چوتھے حکم ہے سلام کا ہر مسلمان پر خواہ اس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور مراد ہر شخص سے ہر مسلمان ہے تو یہ عام خاص کیا گیا ہے اور کا فر کو سلام کرنا ضروری نہیں پانچویں ہدایت ہے اعلاص عمل کے واسطے۔ چھٹے ارشاد ہے تو اضحیٰ اور انکساری کی طرف جو شعلہ ہے اسلام کا۔

بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ سَيِّدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ أَفْضَلُ فَذَكَرَ مَثَلَهُ.

بَابُ بَيَانِ خِصَالِ مَنْ اتَّصَفَ بِهِمْ

وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ

باب: ان خصلتوں کا بیان جن سے ایمان کا

مزا ملتا ہے

۱۶۵- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِمْ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ مَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَأَنْ يَكُونَ أَنْ يَتُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ مِنْهُ كَمَا يَكُونُ أَنْ يُقَذَّفَ فِي النَّارِ)).

۱۶۵- انس سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین باتیں ہیں جس میں ہو گئی وہ ان کی وجہ سے ایمان کی مٹھاس اور حلاوت پائے گا۔ ایک تو یہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے دوسرے سب لوگوں سے زیادہ محبت رکھے۔ دوسرے یہ کہ کسی آدمی سے صرف خدا کے واسطے دوستی رکھے (یعنی دنیا کی کوئی غرض نہ ہو نہ اس سے ڈر ہو) تیسرے کہ کفر کو پھر اختیار کرنا بعد اس کے کہ خدا نے اس کو نجات دی اس سے اتنا برا چاہتا جیسے آگ میں پڑنا۔

(۱۶۵) نو دئی نے کہا یہ حدیث بہت بڑی ہے اور اسلام کے اصولوں میں سے ایک اصل ہے۔ علماء نے کہا ہے حلاوت ایمان کے معنی یہ ہیں کہ عبادت میں اور تکلیف اٹھانے میں خدا اور رسول کی رضامندی کے لیے لذت اور مزہ چھوڑ دے اور دنیا کے فائدے اور منافع پر خدا اور رسول کی رضامندی کو مقدم رکھے اور خدا کی محبت یہ ہے کہ اس کا حکم مانے اور اس کی مخالفت کو ترک کرے ایسی ہی رسول اللہ کی محبت ہے۔

قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث اسی مطلب کی ہے جیسے اوپر گزری۔ ایک حدیث کہ ایمان کا مزا کچھ اس نے جو خدا کی خدا کی ساتھ اور محمد کی پیغمبری کے اور اسلام کے دین کے ساتھ راضی ہوا اس لیے کہ خدا اور رسول کی محبت اسی طرح خاص خدا کے لیے دوسرے مسلمان سے محبت اسی طرح کمزور کو پھر اختیار کرنے کی نفرت نہیں ہوگی مگر اس شخص کو جس کا ایمان اور یقین زوردار ہے اور اس کے دل کو اطمینان ہے اور اس کا سینہ کشادہ ہے اور ایمان اس کے گوشت اور خون میں اثر کر گیا ہے۔ یہی وہ شخص ہے کہ جس نے ایمان کی مٹھاس پائی۔ اور خدا کیلئے کسی سے محبت رکھنا پھل ہے خدا کی محبت کلا اور بعضوں نے کہا خدا کی محبت یہ ہے کہ اپنے دل کو موقوف کر دیوے خدا کی مرضی کے توجہ خدا کو پسند ہے وہی اس کو بھی پسند ہو اور جو خدا کو ناپسند ہے وہ اس کو بھی ناپسند ہو۔ اور اس باب میں متکلمین کی عبارتیں مختلف ہیں لیکن مطلب ایک ہی ہے اور حاصل یہ ہے کہ محبت ایک میل اور خواہش ہے پھر یہ میل بھی تو ان چیزوں کی طرف ہو تا ہے جو بالطبع انسان کو مرغوب ہیں جیسے خوبصورتی خوش آواز، کھانے کا لذت اور بھی ان چیزوں کی طرف جن کا حسن عقل سے معلوم ہوا ہے جیسے محبت صالحین اور علماء اور اہل فضل کی اور کبھی یہ میل اس وجہ سے ہو تا ہے کہ کسی نے اس پر احسان کیا ہو یا مصیبت سے بچایا ہو اور یہ سب باتیں ہمارے رسول کریمؐ میں موجود ہیں کیونکہ تمام کمالات ظاہری اور باطنی آپ میں جمع تھے اور تمام فضائل اور محاسن اخلاق آپ میں موجود تھے اور آپ کا احسان اور فیض تو اتنا عام ہے کہ سب مسلمانوں کی گردن پر ہے۔ ان کو ہمیشہ ہمیشہ آرام دلویا جنم کے عذاب سے بچایا۔ پھر خداوند کریم کا احسان تو سب سے زیادہ ہے کیونکہ اسی نے حضرت کو پیدا کیا پھر پیغمبر بنا کر ہمارے پاس بھیجا۔ پس درحقیقت اصل الاصول محبت ہے اللہ جل جلالہ کی محبت رسول اللہ اور صحابہ کرام اور اہل بیت اور صالحین اور اولیاء اللہ اور ائمہ دین کی رافع ہے اللہ کی محبت کی طرف تو اللہ کی محبت بالذات ہے باقی سب کا بالعرض ہے۔

۱۶۶- انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس میں تین باتیں ہو گئی وہ ایمان کا مزہ پائے گا۔ جو شخص کسی سے دوستی رکھے پھر اس سے دوستی نہ رکھتا ہو مگر خدا کے لیے (خدا کا نیک بندہ سمجھ کر) اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے دوستی رکھے دوسرے اور سب لوگوں سے یا چیزوں سے زیادہ جو آگ میں ڈالا جانا پسند کرے مگر پھر کفر اختیار کرنا پسند نہ کرے جب خدا نے اس کو کفر سے نجات دی۔

۱۶۷- انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں وہی حدیث جو اوپر چکی سوائے اس کے کہ اس میں ہے کہ یہودی یا نصرانی ہو نا پسند نہ کرے۔

باب۔ رسول اللہ ﷺ سے بی بی اولاد ماں باپ اور سب لوگوں سے زیادہ محبت رکھنا واجب ہے اور جس کو ایسی محبت نہ ہو وہ مومن نہیں۔

۱۶۸- انس سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نبی بندہ مومن نہیں ہو تا جب تک اس کو میری محبت گھر والوں اور مال اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو اور عبدالوارث کی روایت میں ہے کوئی

۱۶۶- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ كَانَ يُحِبُّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَمَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ كَانَ أَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُرْجَعَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَتَقَدَّهُ اللَّهُ مِنْهُ))

۱۶۷- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْحَرُ حُدُودَهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((مِنْ أَنْ يُرْجَعَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا))

بَابُ وَجُوبِ مَحَبَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَكْثَرَ مِنَ الْأَهْلِ وَالْوَلَدِ وَالْوَالِدِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ وَإِطْلَاقِ عَدَمِ الْإِيمَانِ عَلَى مَنْ لَمْ يُحِبَّهُ هَذِهِ الْمَحَبَّةُ

۱۶۸- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ وَفِي حَدِيثٍ عَبْدُ الْوَارِثِ الرَّجُلُ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ

یعنی خدا کی محبت کے ذیل میں اور جو کوئی سوا خدا کے کسی اور شے سے بالذات محبت رکھے وہ اہل اللہ کے نزدیک مشرک ہے یہودی نہیں کعب اللہ یہ صفت ہے مشرکین کی اور مومنوں کی یہ صفت ہے والذین امنوا اشد حبا لله (تو ہی مع زیادہ) (۱۶۶) ✽ مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو پہلے کار یا مشرک تھے پھر خدا نے ان کو اسلام سے مشرف فرمایا تو ان کا اسلام ان کو تب ہی مزہ دے گا جب وہ کفر کے دین سے اس قدر بیزار ہوں کہ آگ میں گرنا قبول کریں پر کفر قبول نہ کریں۔

(۱۶۸) ✽ خطابی نے کہا مراد وہ محبت نہیں ہے جو طبعی ہوتی ہے اور غیر اختیار کی بلکہ مقصود محبت اختیار ہے جو تو مطلب ہے یہ کہ رسول اللہ کی اطاعت اور آپ کے ارشاد کی تعمیل سب چیزوں پر مقدم رکھے ماں باپ، بی بی، اولاد، دوست، آشنائے سب اگر ناراض ہو جائیں تو قبول کرے پر خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی ہرگز اختیار نہ کرے۔ یہی محبت صادق ہے جس پر ایمان کا کلام ہے۔ ابن بطال اور قاضی عیاض نے کہا محبت تین قسم کی ہوتی ہے ایک تو محبت بزرگی کی وجہ سے جیسے بیٹے کو باپ سے ہوتی ہے اور شاکر کو استاد سے۔ دوسری محبت شفقت اور پیار کی جیسے ماں باپ کو اولاد سے ہوتی ہے۔ تیسری محبت ہم شکل اور ہم خیال ہونے کی جیسے دوست آشنائوں سے ہوتی ہے تو حق

آدمی مومن نہیں ہوتا۔

مَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ))۔

۱۶۹- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی تم میں سے مومن نہیں ہو تا جب تک کہ اس کو میری محبت اولاد، مال، باپ اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔

۱۶۹- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ))۔

باب: ایمان کی خصلت یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مِنْ خِصَالِ الْإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ الْمُسْلِمِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ مِنَ الْخَيْرِ

۱۷۰- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی تم میں سے مومن نہیں ہو تا جب تک وہ نہ چاہے اپنے بھائی یا اپنے ہمسایہ کے لیے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔

۱۷۰- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يُحِبَّ لِأَخِيهِ أَوْ قَالَ لِجَارِهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ))۔

۱۷۱- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی آدمی مومن نہیں ہو تا جب تک اپنے بھائی یا ہمسایہ کے لیے وہی نہ چاہے جو

۱۷۱- عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّىٰ يُحِبَّ لِجَارِهِ)) أَوْ قَالَ ((لِأَخِيهِ مَا

تو حضرت نے ان تمام محبتوں کو جمع کیا ہے۔ ابن بطال نے کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کا ایمان کامل ہو وہ اس بات کا یقین کرنے کا کہ رسول اللہ کا حق اس پر زیادہ ہے اس کے باپ اور بیٹے کے حق سے۔ کیونکہ رسول اللہ کے طفیل سے ہم کو جہنم سے نجات ملی ہے اور ہم نے مگر اسی سے نکل کر ہدایت پائی ہے۔

قاضی عیاض نے کہا رسول اللہ کی محبت میں سے یہ بات بھی ہے کہ آپ کی سنت کی مدد کرنا اور آپ کی شریعت پر جو اعتراض کرے اس کا جواب دینا اور آپ سے ملنے کی آرزو کرنا اگرچہ جان اور مال سے تصدق ہو جائے اور جب یہ بات معلوم ہوئی تو یہ بات ثابت ہوئی کہ ایمان کی حقیقت پوری نہیں ہوتی بغیر اس محبت کے اور ایمان صحیح نہیں ہو تا جب تک رسول اللہ کی قدر و منزلت ماں باپ، بزرگ، محسن سب سے زیادہ دل میں نہ ہو اور جس کا یہ اعتقاد نہ ہو وہ مومن نہیں ہے۔ (نووی)

(۱۷۰) ☆ علماء نے کہا ہر آدمی ہے کہ مومن کامل نہیں ہو تا نہ اصل ایمان تو بغیر اس صفت کے بھی حاصل ہوتا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی عبادت اور نیکیاں اور دنیا کی تمام وہ چیزیں جو اپنے لیے چاہتا ہے چاہے۔ نسائی کی روایت میں ہے بھلائی اور خوبی۔ ابن الصلاح نے کہا بعضوں نے اس صفت کے حاصل کرنے کو دشوار اور محال سمجھا ہے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ مراد یہ ہے تم میں سے کسی کا ایمان کامل نہیں ہو تا جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے یعنی اس کے لیے بھی نعمتوں کا حاصل ہونا چاہتا ہے اگر خود کا نقصان نہ ہو اور یہ امر بہت آسان ہے قلب سلیم پر یعنی جس کا دل صاف ہو البتہ جس کے دل میں کینہ اور حسد بھرا ہو اس پر بہت دشوار ہے۔ خدا ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو ایسے خراب دل سے بچائے۔ (نووی) حاصل یہ ہے کہ جب کسی مسلمان بھائی کی بھلائی ہو تو ہمارا پاس میں کچھ ضرر نہ ہو تو اس پر خوش ہونا چاہیے اور ہمیشہ عام خیر خواہی اور عام نیک روی میں شریک رہنا چاہیے۔

يُحِبُّ لِنَفْسِهِ))

اپنے لیے چاہتا ہے۔

بَابُ بَيَانِ تَحْرِيمِ إِذَاءِ الْجَارِ

باب: ہمسایہ کو ایذا دینا حرام ہے۔

۱۷۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمُرُ جَارَهُ بِتَوَاقُّفِهِ))

۱۷۲- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کا ہمسایہ اس کے مکروہ فساد سے محفوظ نہیں ہے۔

بَابُ الْحَثِّ عَلَى إِكْرَامِ الْجَارِ

باب: ہمسایہ اور مہمان کی خاطر داری کی ترغیب اور

وَالصِّيْفِ وَلِزُومِ الصَّمْتِ إِلَّا عَنِ

چپ رہنے کی فضیلت اور ان باتوں کا ایمان میں داخل

الْخَيْرِ وَكَوْنِ ذَلِكَ كُلِّهِ مِنَ الْإِيمَانِ

ہونا۔

۱۷۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُفْلِنْ خَيْرًا أَوْ

۱۷۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن (قیامت) پر یقین رکھتا ہے اس کو چاہیے یا تو اچھی بات کرے یا چپ رہے اور جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن پر

(۱۷۲) یعنی اس کی بدی اور ظلم سے امن نہ ہو اور وہ ہمیشہ ڈرتا ہو کہ کہیں مجھ کو حد نہ نہ پہنچے اس کی طرف سے۔ علماء نے کہا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو ہمسایہ کو ستا کر دست کیجھے حالانکہ وہ جانتا ہو کہ یہ فعل حرام ہے تو وہ کاغذ پر یہ لکھی جنت میں نہ جائے گا۔ یا یہ فرض ہے کہ اس کو جنت کھلتی ہی جنت میں جانا نصیب نہ ہو گا بلکہ دروازے کا پھیلنا تک کہ اس کے گناہ پر عذاب ہو یا معاف کیا جائے اور ضرورت ان تاویلوں کی یہ ہے جو اوپر گذرنا کہ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص توحید پر مرے اگرچہ کبیرہ گناہ کر تا ہو وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ چند روز عذاب دیا جائے گا یا معاف کیا جائے گا پھر جنت میں جائے گا۔ بہر حال ہمسایہ کو رنج دینا اور ناحق اس کو ستانا یا حرام ہے کہ بہشت سے محروم رکھتا ہے۔

(۱۷۳) سبحان اللہ کیا عمدہ فصاحت ہے۔ نو دئی نے کہا فرض یہ ہے کہ جب بات کرنے کا ارادہ کرے تو سوچ لے کہ جو بات کہنا چاہتا ہے وہ بہتر ہے ثواب کی بات واجب ہے یا مستحب اس وقت کہے اور اگر معلوم ہو کہ اس بات کا کہنا کچھ ثواب نہیں تو چپ ہو رہے۔ پھر چاہے وہ بات حرام ہو یا مکروہ ہو یا مباح ہو جس میں نہ ثواب ہے نہ عذاب ہر حال میں خاموشی بہتر ہے تو مباح بات کا بھی نہ کہنا بہتر ہے اور اولیٰ ہے کیونکہ مباح باتیں لے جاتی ہیں انسان کو حرام اور مکروہ کی طرف اور ایسا اتفاق اکثر ہوتا ہے۔ اہل عقل جلالہ نے فرمایا ما یلفظ من قول الا لہدہ وحب عیدہ یعنی جو بات انسان منہ سے نکلتا ہے اس کے پاس ایک شخص ہے جو روک دیکھتا ہے تیار ہے اس کے لکھنے کو۔ اور اختلاف کیا ہے سلف اور خلف نے اس مسئلہ میں کہ انسان کی سب قسم کی باتیں اگرچہ مباح ہوں لکھی جاتی ہیں یا صرف وہی باتیں جن میں ثواب یا عذاب ہو۔

ابن عباسؓ کا یہ قول ہے کہ صرف وہی باتیں لکھی جاتی ہیں جن کا بدلہ ملے گا ثواب یا عذاب۔ اس صورت میں آیت کو خاص کرنا پڑے گا اور شرع نے ترغیب دی ہے اس طرف کہ مباح باتیں بہت کرنا اچھا نہیں کیونکہ انسان اکثر بہت باتیں کرنے سے گو مباح ہوں حرام یا مکروہ باتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

امام شافعیؒ نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ انسان کو بات کرنے سے پہلے فکر کرنا چاہیے پھر اگر اس کو یہ امر متحقق ہو کہ اس بات سے کچھ نقصان نہیں تو اس بات کو کہے اور اگر یہ امر متحقق ہو کہ اس سے ضرر ہو گا یا ضرر اور عدم ضرر میں شک ہو تو چپ رہے۔ امام احم

بَصُنْتُمْ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ صَیْفَهُ))۔
ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے ہمسایہ کی خاطر داری کرے اور جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے۔

۱۷۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُؤْذِي جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ))
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن پر یقین رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے اور جو شخص اللہ

پر ایمان لے کر رہتا ہو اور اخلاق حسنہ چار حدیثوں سے نکلتے ہیں ایک تو نبی حدیث دوسری وہ حدیث کہ آدمی کا چھٹا اسلام یہ ہے کہ اس بات کو چھوڑ دے جو کلمہ نہ آئے (یعنی پکار اور لغو سے پرہیز کرے) تیسری حدیث لا تغضب یعنی غصہ مت کر۔ چوتھی وہ حدیث جو اوپر گزری کہ انسان کو چاہیے کہ اپنے بھائی کے لیے وہی چاہے جو اپنے لیے خاص چاہتا ہے۔ اور استاد ابوالقاسم قشیری نے فرمایا کہ موقع پر چپ رہنا مردوں کی صفت ہے جیسے موقع پر بولنا نہایت عمدہ خصلت ہے اور میں نے ابوبکر و قاضی سے سنا وہ کہتے تھے جو شخص چپ ہو رہے ہیں بات سے (یعنی جہاں حق بات بیان کرنے کا موقع ہو) تو وہ گوشت کا شیطاں ہے لیکن اگر باب مجاہدہ اور ریاضت نے جو سکوت اختیار کیا ہے وہ اس لیے کہ باطن کرنے میں طرح طرح کی آفتیں ہیں اور اس میں نفس کو دخل ہوتا ہے۔ وہ اپنی تعریف کرتا ہے اور کبھی اپنی قصاصات اور شیریں بیانی لوگوں پر ظاہر کرتا چاہتا ہے اور یہ سکوت و خاموشی تہذیب و اخلاق کا ایک بڑا رکن ہے۔ فضیل بن عیاض نے یوں بیان کیا کہ جو شخص بات کو اپنے اعمال میں سے ایک عمل سمجھے گا وہ یہ فائدہ بات کم کرے گا اور ذالون مصری نے کہا کہ سب سے زیادہ اپنے نفس کی حفاظت کرنے والا وہ شخص ہے جو اپنی زبان کو زیادہ روکے۔

جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ ہمسایہ اور مہمان کی خاطر داری کرے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جو شخص شریعت اسلام پر چلتا چاہے اس کو ہمسایہ اور مہمان کے ساتھ سلوک کرنا ضروری ہے اور اللہ نے اپنی کتاب میں ہمسایہ کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم کیا ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا جو بیکل ہمیشہ مجھ کو وصیت کرتے تھے ہمسایہ کے ساتھ سلوک کرنے کے لیے یہاں تک کہ میں سمجھا کہ جبرئیل اس کو ترک نہ بھی دلائیں گے۔ اسی طرح مہمانداری کرنا بھی اسلام کا طریقہ ہے اور پیغمبروں اور صالحین کی خصلت ہے اور لیٹ نے کہا کہ ایک رات مہمان داری کرنا واجب ہے اور ان کی دلیل وہ حدیث ہے کہ ایک رات مہمانی کرنا حق ہے ہر مسلمان پر واجب ہے اور عقبہ کی حدیث کہ جب تم کسی قوم پر اترو پھر وہ بطور مہمانی تم کو کچھ دین تو اس کو قبول کرنا اور جو نہ دیں تو ان سے اپنی مہمانی کا حق لو۔ اور اکثر فقہاء اس بات پر ہیں کہ مہمانی کرنا اخلاق میں داخل ہے پر واجب نہیں اور دلیل ان کی وہ حدیث ہے کہ ضیافت کا جائزہ ایک رات ہے اور جائزہ کہتے ہیں عطا اور صلہ اور احسان کو اور یہ اختیار یہی ہوتا ہے جن نہ کہ وہ جولی۔ اور بھی حضرت نے فرمایا چاہیے کہ احسان کرے اور سلوک کرے۔ اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ مہمانی واجب نہیں کیونکہ ایسے الفاظ کا استعمال واجب میں نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ مہمان اور ہمسایہ ایک ساتھ بیان کیا حالانکہ ہمسایہ کے ساتھ سلوک واجب نہیں اور ان کی حدیثوں کی یہ تاویل کی ہے کہ وہ اوائل اسلام کی حدیثیں ہیں جب دل داری اور خاطر داری واجب تھی۔ پھر اختلاف کیا ہے علماء نے کہ مہمان داری بہت ہی وادوں اور جنگل وادوں دونوں پر واجب ہے یا صرف جنگل میں رہنے والوں پر تو شافعی اور محمد بن حکم کا قول یہ ہے کہ دونوں پر واجب ہے اور مالک اور حنن نے کہا کہ صرف جنگل وادوں پر واجب ہے اس لیے کہ بہت سی یا شہر میں مسافر کو ٹھہرنے کی جگہ مل جاتی ہے سرائے وغیرہ میں اور کھانے پینے کی چیزیں بھی سب بازار سے ملتی ہیں اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ ضیافت جنگل میں رہنے والوں پر ہے نہ بہت وادوں پر۔ لیکن یہ حدیث اہل معرفت کے نزدیک موضوع ہے۔ (نوری)

فَلْيَكُفِّرْ حَتْفَةً وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ فَلْيُكَلِّمْ خَيْرًا أَوْ لَيْسَ كُنْتُ))

۱۷۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي حَصِينٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَلْيُحْسِنِ إِلَى جَارِهِ.

۱۷۶- عَنْ أَبِي شَرِيحٍ الْخَزَاعِمِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُحْسِنِ إِلَى جَارِهِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَكُفِّرْ حَتْفَةً وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكَلِّمْ خَيْرًا أَوْ لَيْسَ كُنْتُ)).

ثواب ہو یا چپ رہے۔

بَابُ بَيَانِ كَوْنِ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ مِنَ
الْإِيمَانِ وَأَنَّ الْإِيمَانَ يُزِيدُ وَيَنْقُصُ وَأَنَّ الْآثَرَ
بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاجْتِبَانِ

۱۷۷- عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ وَهَذَا حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْمُحَطِّبَةِ يَوْمَ الْبَيْدِ

(۱۷۷) ☆ عید کے دن سب سے پہلے جس نے نماز سے پہلے خطبہ شروع کیا وہ مراد تھا۔ قاضی عیاض نے کہا اس بات میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ سب سے پہلے خطبہ نماز سے پہلے حضرت عثمانؓ نے پڑھا ہے اور بعضوں نے کہا حضرت عمرؓ نے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ نماز ختم ہوئی ہی چل دیتے تھے اور خطبہ کے ختم ہونے کا انتظار نہ کرتے اور بعضوں نے کہا اس میں یہ معمولیت تھی کہ دور رہنے والوں کو بھی نماز مل جائے اور جو لوگ دیر میں آئیں ان کو بھی نماز ملے اور بعضوں نے کہا کہ یہ فعل سب سے پہلے معاویہؓ نے کیا اور بعضوں نے کہا عبد اللہ بن زبیرؓ نے کیا (پر یہ سب روایتیں ثابت نہیں ہیں) اور جو رسول اللہؐ اور ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ و علیؓ سے ثابت ہوا ہے وہ یہ ہے کہ پہلے نماز عید پڑھی پھر خطبہ شروع کیا اور یہی قول ہے تمام لوگوں کے فقہاء اور بعضوں نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور یہ اجماع اختلاف کے بعد ہوا یا یہ کہ انصاف نہیں کیا گیا یا یہی امیہ کے اختلاف کی طرف کیونکہ تمام خلفائے راشدین اور صدر اول کا اتفاق ہو چکا تھا۔ اور اس روایت میں ابو سعیدؓ نے جو کہا کہ اس شخص نے اپنا حق ادا کر دیا سب لوگوں کے سامنے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ لوگوں کے نزدیک کی سنت ثابت ہو چکی تھی پر خلاف اس کے جو مراد ان نے کیا تھا اور یہ بھی ابو سعیدؓ نے کہا میں نے رسول اللہؐ سے سنا جو شخص تم میں سے کوئی کام خلاف شروع دیکھے اس کو منادے اور لے

قَبْلَ الصَّلَاةِ مَرْوَانُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ الصَّلَاةُ خَلْفَاءُ بَنِي امِيَّةٍ مِنْ سَبِيلِ خَلِيفَةٍ (ہے) اس وقت ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا خطبہ سے پہلے نماز پڑھنا چاہیے۔ مروان نے کہا یہ بات

لہٰذا خلاف شرع وہی کام ہو گا جو سنت کے خلاف ہو گا اور اس پر عمل نہ ہو اور گزشتہ ساری میں اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ سوامر دان کے اور کسی خلیفہ نے ایسا نہیں کیا تھا اور عثمان اور عمر اور معاویہؓ سے جو منقول ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ (نووی)

ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ خطبہ سے پہلے نماز پڑھنا چاہیے۔ مروان نے کہا یہ بات موقوف کر دی گئی اس مقام پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابوسعید خدریؓ نے خود کیوں نہیں منع کیا اس بارے کام سے یہاں تک کہ ایک دوسرا شخص اٹھا اور اس نے کہا۔ اب اس کا جواب یہ ہے کہ شاید ابوسعید خطبہ شروع ہوتے وقت نہ ہو گئے تو اس شخص نے اعتراض کیا۔ پھر ابوسعید پہلے سے موجود ہوں لیکن انھوں نے خوف کیا ہو ضرر کا اپنے لیے یا فتنے کا تو ساتھ ہو گیا اس سے انکار جو واجب تھا اور اس شخص نے خوف نہ کیا کسی قوت کی وجہ سے یا خوف کیا ہو صرف اپنے نفس پر اور یہ جائز ہے ایسی صورت میں بلکہ مستحب ہے اور احتمال ہے کہ ابوسعیدؓ نے اس کی تائید کی اور دوسری روایت میں جس کو بخاری اور مسلم دونوں نے نکالا باب صلوة بعد العید میں یہ ہے کہ ابوسعیدؓ نے خود مروان کا ہاتھ کھینچا جب اس کو منبر پر جاتے دیکھا اور مروان اور ابوسعید ساتھ آئے تھے پھر مروان نے ابوسعید کی بات کو نہ مانا تو احتمال ہے کہ یہ موقع دوبارہ ہوا ہو۔

اگر زبان سے منع یعنی روکنے کی طاقت نہ ہو تو دل سے برا جانے یہ سب سے کم درجہ کا ایمان ہے اگر یہ بھی نہ ہو اور دل میں بھی خلاف شرع کام سے نفرت نہ آئے تو سمجھنا چاہیے کہ ایمان رخصت ہو گیا اور کفر جم گیا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ نووی نے کہا کہ یہ جو حضرت نے فرمایا برے اور خلاف شرع کام کو مٹانے اور لگاڑے ہاتھ پاؤں سے تو یہ امر باجماع امت واجب کے لیے ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے پر کتاب و سنت اور اجماع امت سے دلیل ہے اور یہ فصاحت میں داخل ہے جو خود دین ہے اور اس میں سوا چند رافضیوں کے کسی نے خلاف نہیں کیا اور ان کے خلاف کا کوئی اعتبار نہیں۔

امام الحرمین نے بھی کہا کہ ان کے خلاف کا اس مسئلہ میں اعتبار نہ کرنا چاہیے اس لیے کہ مسلمانوں کا اس کے وجوب پر رافضیوں کے پیدا ہونے سے پہلے اتفاق ہو چکا تھا اور وجوب اس کا شرع سے ہے نہ کہ عقل سے اور مجتہد کے نزدیک عقل سے ہے اور یہ جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ لا یضو کم من ضل اذھادھنم یعنی اسے ایمان والو تم اپنے تئیں سنبھالو تم کو دوسرے کے گمراہ ہونے سے کچھ نقصان نہ ہو گا جب تم ہدایت پاؤ گے تو یہ ہمارے مذہب کے خلاف میں نہیں کیونکہ آیت کے معنی مذہب صحیح پر یہ ہیں کہ جب تم سب احکام کو جو تم پر واجب ہیں بجالاؤ گے تو دوسروں کی تقصیر سے تم کو ضرر نہ ہو گا۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا ولا تورذذو اذہم و ذراخو یعنی ایک کا بوجھ دوسرا نہ اٹھائے گا پھر جب کسی نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر دیا تو اس پر سے مواخذہ جاتا رہا اب گناہی برے کا جس نے پر اکام کیا۔ یہ بھی جانتا چاہیے کہ اچھی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا فرض کفایہ ہے اگر بعضوں نے کر دیا تو سب کے ذمہ سے یہ فرض ادا ہو گیا ورنہ سب گنہگار ہو گئے۔ اور بعض مقاموں میں یہ فرض ہوتا ہے کسی خاص شخص پر جیسے اس مقام میں کوئی نہ ہو سو اس کے یا کسی کے حکم سے وہ کام مٹتا ہو یا جیسے کوئی اپنی بی بی یا بچے یا غلام کو کوئی بر اکام کرتے یا فرض کو ترک کرتے دیکھے۔

علامہ نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو گمان ہو کہ میرے منع کیے سے کچھ فائدہ نہ ہو گا تو بھی منع کرنا چاہیے اس لیے کہ فصاحت سے مسلمانوں کو کچھ فائدہ ضرور ہو گا اور ہر ہم کہہ چکے ہیں کہ اس شخص کا کام حکم کر دینا ہے اچھے کا اور کلام منع کر دینا ہے برے کام سے اب چاہے وہ مانے یا نہ مانے منو اناس کا فرض نہیں ہے اللہ جل جلالہ نے فرمایا رسول پر کچھ نہیں مگر پیچھا دینا۔ علامہ نے کہا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں یہ شرط نہیں ہے کہ حکم کرنے والا خود تمام شریعت کے احکام پر چلا ہو اور بری باتوں سے بچتا ہو بلکہ اگر وہ خود تقصیر دار ہو تو حق

152

فَيْلَسَانِهِ فَإِنَّ لَمْ يَسْتَطِعْ فَيَقْلِبْهُ وَذَلِكَ أَوْعَفُ
دل ہی نے سہی (دل میں اس کو برا جانے اور اس سے بیزار ہو) یہ
سب سے کم درجے کا ایمان ہے۔

لہذا دوستی اور محبت اور سستی کی وجہ سے ترک نہ کرنا چاہیے اور اپنی سرخروئی اور مرتبہ بڑھانے کے لیے بھی نہیں۔ اس لیے کہ دوستی اور محبت سے تو اس کا حق اس پر ہو گیا اور وہ حق یہ ہے کہ اس کو صیحت کرے اور آخرت کی بھلائی بخلائے اور معذور اور مہلک باتوں سے بچائے۔ اور آدمی کا دوست اور عزیز وہی ہے جو اس کی آخرت کی بھلائی میں کوشش کرے اگرچہ دنیا میں اس کی وجہ سے نقصان واقع ہو اور دشمن وہ ہے جو اس کی آخرت کو تباہ کرے اگرچہ دنیا کا فائدہ اس سے حاصل ہو اور شیطان جو ہم لوگوں کا دشمن گناہاں سے وہ اسی وجہ سے۔ پیغمبر جو مومنوں کے دوست سمجھے جاتے ہیں وہ اسی سبب سے کہ وہ ان کی آخرت کے درست کرنے میں کوشش کرتے ہیں۔ یا اللہ تو ہم کو اور ہمارے دوستوں کو اور سب مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ تیری خوشی حاصل کرنے میں کوشش کریں اور اپنی رحمت و عنایت ہم سب پر عام کر دے اور جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اس کو چاہیے کہ نرمی کرے تاکہ اس پر لوگ جلدی عمل کریں۔

امام شافعیؒ نے فرمایا جس شخص نے اپنے بھائی کو پوشیدہ صیحت کی اس نے اس کو درست کیا اور آراستہ کیا اور جس نے کھلم کھلا صیحت کی اس نے اپنے بھائی کو سوا کیا۔ اور اس باب میں سے ایک کام وہ ہے جس میں اکثر لوگ سستی کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایک آدمی کو عیب دار چیز پہنچے ہوئے دیکھتے ہیں پھر اس کو منع نہیں کرتے اس عیب سے اور یہ ایک بڑی خطا ہے اور علماء نے صاف تصریح کر دی ہے کہ جو شخص اس امر کو جانتا ہے کہ اس چیز میں یہ عیب ہے تو اس پر واجب ہے کہ پہنچنے والے کو منع کرے اور خریدار کو اس عیب سے آگاہ کر دے لیکن طریقہ منع کرنے کا تو وہ خود حضرت نے بتا دیا کہ اس کو (یعنی برے کام کو) ہاتھ سے بگاڑے اگر یہ نہ ہو سکے تو زبان سے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو دل سے۔ دل سے بگاڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو برا جانے اور اگرچہ برا جاننا اس کا بگاڑنا نہیں ہو سکتا پر کیا کرنا چاہیے اس کا اختیار اسی قدر ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا سب سے کم درجے کا ایمان یہ ہے یعنی یہ ایک اونٹنی خمر ہے ایمان کا کہ دل سے برے کام کو برا جانے اور اس سے نفرت کرے۔

قاضی عیاضؒ نے کہا کہ یہ حدیث اصل ہے برے کام کے بگاڑنے میں تو بگاڑنے والے پر واجب ہے کہ جس طرح سے ہو سکے بگاڑے قول سے یا فعل سے تو جو حرام کام کے آلات اور اسباب ہوں ان کو ہاتھ سے توڑے اور شراب اور مسکرات کو بہادویہ یا دوسرے سے کہہ بہادے اور زبردستی سے چھینی ہو تو چھین کر خود اس کے مالک کو واپس کر دیوے یا دوسرے کو حکم کرے اور چاہے کہ بگاڑنے میں نرمی کرے جاہل پر اور اس ظالم پر جس سے شر کا خوف ہو مگر یہ جب ہے کہ اس کو اپنی بات چلنے کا خیال ہو جیسے مستحب ہے یہ بات کہ بگاڑنے والا خود صالح اور صاحب فضیلت ہو اور جو شخص اجتہاد پر مگر گمراہ ہو یا اپنے کام میں اصرار کرتا ہو اس پر سختی بھی کرے جب یہ معلوم ہو کہ اس کی سختی سے فائدہ ہو گا اور خوف نہ ہو۔

دوسرے مسندہ کا اگر اس کو گمان غالب ہو کہ ہاتھ سے بگاڑنے میں اور کوئی بڑا فائدہ ہو گا یعنی کسی کا خون ہو گا خود بگاڑنے والے کا یا اور کسی کا تو باز رہے اور صرف زبان سے صیحت کرے اور خدا کے عذاب سے ڈرے اور اگر گمان غالب ہو کہ زبان سے کہتے ہیں بھی اس قسم کا شر ہو گا تو صرف دل سے اس کو برا سمجھے اور چپ ہو رہے اور یہی مقصود ہے حدیث سے اگر خدا نے چاہا اور جو اس کو کوئی بدکار گالے تو اس سے بددیوبے پر ہتھیار نہ اٹھائے اور لڑائی شر ذرا نہ کرے اور چاہے کہ اطلاع کرے اس کی حاکم کو اگر یہ کام سوا حاکم کے اور کوئی کرتا ہو یا لے

۱۷۸- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فِي قِصَّةِ مَرْوَانَ وَحَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَشُعْيَانَ.

۱۷۸- یہ حدیث بالکل وہی ہے جو اوپر گزری ہے مگر ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔

ابو صرف بدل سے اس کو برا سمجھے۔ یہی مسئلہ ہے اور یہی محققین علماء کے نزدیک صواب ہے اور بعضوں نے کہا کہ ہر حال میں زبان سے کلمہ پھر اگر قتل کیا جائے یا زنا دیا جائے تو ممبر کرے۔ قاضی عیاض کا کلام تمام ہوا۔

امام الحرمین نے کہا کہ رعیت میں سے ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ کبیرہ گناہ کرنے والے کو روکے اس گناہ سے پر لڑائی شروع کرے اور ہتھیار نہ اٹھائے اگر وہ نہ مانے تو بادشاہ وقت کو اطلاع کرے۔ پھر اگر بادشاہ بھی ظلم پر مستعد ہو اور شریعت کی مخالفت سے باز نہ آئے اور سمجھائے نہ سمجھے تو سب مسلمان جو صاحب الرائے ہوں مل کر اس بادشاہ کو تخت سے اتار دیں اگرچہ اس میں ہتھیار اٹھانے کی ضرورت پڑے اور خون ریزی اور لڑائی ہو۔ یہ کلام ہے امام الحرمین کا۔ اور قاضی القضاہ ماردی نے کہا محاسب کو بحث کرنا نہیں چاہیے ان گناہوں سے جو ظاہر نہ ہوں پھر اگر گمان غالب ہو کہ بعض لوگ ایسے کاموں کو پوشیدہ کیا کرتے ہیں تو اس میں دقتیں ہیں۔

ایک قسم تو یہ ہے کہ جس کا تذکرہ بعد وقوع کے دشوار ہو جیسے کوئی شخص محاسب کو خبر کرے کہ فلاں شخص فلاں عورت کے ساتھ خجائی میں زنا کرنا چاہتا ہے یا فلاں کو قتل کرنا چاہتا ہے تو فوراً محاسب کو تجسس کرنا چاہیے اور اس واقعہ کا بندوبست کرنا چاہیے۔ اسی طرح اگر محاسب کے سوا اور لوگوں کو خبر ہو ان کو بھی بندوبست کرنا چاہیے۔

دوسری قسم وہ جو اس سے کم ہے اس میں تجسس اور کھوج جائز نہیں جیسے کسی مکان سے باہر بجائے کی آواز آئے تو باہر سے پکار کر منع کرے اور گھر کے اندر نہ گئے اور ماردی نے "احکام سلطانہ" کے آخر میں ایک عمدہ باب احتساب کے باب میں لکھا ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قاعدوں پر مشتمل ہے اور ہم نے اس مقام پر اس کے مطالب بیان کر دیے اور کلام کو طول دی اس لیے کہ مفید ہے اور یہ باب اسلام کا ایک بڑا باب ہے اور اس کی بہت حاجت پڑتی ہے۔ (نودی)

السران الوہاب میں ہے مسلمانوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے اور کہا ہے کہ یہ دونوں دین کے بڑے ستون ہیں اور یہ واجب ہیں ہر مسلمان پر۔ القول الجمیل میں ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کلاہم یہ ہے کہ نری اور ملاعت کے ساتھ ہو اور سختی اور شدت بادشاہوں کو نہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جادلہم بالنی ہی احسن بحث کر ان سے اچھے طور سے۔ و ضرور نماز میں امر بالمعروف کا یہ طریقہ ہے مثلاً کسی کو کچھ دھپاؤں اچھی طرح نہیں دھو تا تو یہ حدیث سنائے خرابی ہے کو چوں کی جہنم کے عذاب سے یا نماز اچھی طرح نہیں پڑھتا تو یہ حدیث سنائے کہ پھر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی اور اس اور کلام وغیرہ میں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا لیکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینہون عن المنکر و اولئک ہم المفلحون۔ یعنی تم میں سے ہونے چاہیں کچھ لوگ جو نیکی کی طرف بلائیں اچھی بات کا حکم کریں اور بری بات سے منع کریں اور وہی لوگ ہیں جہنم کا پانے والے۔

۱۷۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللَّهُ فِي أُمَّةٍ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّونَ وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ وَيَقُولُونَ مَا لَا يُمْزُونَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَاءَ ذَلِكَ مِنَ الْإِيمَانِ حَبَّةٌ)

۱۷۹- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا کہ جس کے اس کی امت میں سے حواری نہ ہوں اور اصحاب نہ ہوں جو اس کے طریقہ پر چلتے ہیں اور اس کے حکم کی پیروی کرتے ہیں پھر ان لوگوں کے بعد ایسے نالائق لوگ پیدا ہوتے ہیں جو زبان سے کہتے ہیں اور کرتے نہیں اور ان کا مومن کو کرتے ہیں جن کا حکم نہیں۔ پھر جو کوئی ان نالائقوں سے لڑے ہاتھ سے وہ مومن ہے اور جو کوئی لڑے زبان سے (ان کو برا کہے ان کی باتوں کا رد کرے) وہ بھی مومن ہے اور جو کوئی لڑے ان سے دل سے (ان کو برا جانے)

(۱۷۹) ☆ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کے اس کی امت میں سے حواری نہ ہوں۔ حواری کے معنی مخلص اور برگزیدہ لوگ جو قریم کے عیب سے پاک ہوں یا مددگار یا جہاد کرنے والے یا پیغمبر کے بعد خلافت کے مستحق ہوں۔

عبد اللہ بن مسعود آئے اور قحطہ میں اسے نووی نے کہا قحطہ کا قاف ایسا ہی ذکر کیا اس کو حیدری نے کتاب الجمع بین الصحیحین میں اور اکثر نسخوں میں بھی یہی ہے اور مسلم کی اکثر روایت کرنے والوں نے ہفتابہ روایت کیا ہے فہم مودعہ سے اور قحطہ کہتے ہیں اس میدان کو جو گھر کے سامنے ہوتا ہے۔ ایسا ہی روایت کیا ابو عوانہ اسراہی نے قاضی عیاض نے کہا سر قحطہ کی روایت قحطہ قاف سے ٹھیک ہے اور جمہور کی روایت غناء قحطہ سے اور صحیفہ۔

صالح بن کیسان نے کہا اسی طرح یہ حدیث اور انفع سے روایت کی گئی ہے یعنی صالح بن کیسان نے کہا کہ یہ حدیث اور انفع سے اس نے رسول اللہؐ سے روایت کی ہے اور اس میں عبد اللہ بن مسعود کا ذکر نہیں۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں اسی طرح باختصار اور انفع سے اس نے رسول اللہؐ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ ابو علی جبلی نے کہا امام احمد بن حنبلؓ نے کہا یہ حدیث محفوظ نہیں ہے اور یہ کلام ابن مسعود کے کلام سے نہیں ملتا تو یہ روایت کرتے ہیں کہ ایسے وقت صبر کرو یہاں تک کہ مجھ سے ملو۔ یہ کلام ہے قاضی عیاض کا اور شیخ ابو عمرو نے کہا کہ اس حدیث کا انکار کیا ہے امام احمدؓ نے اور اس کی اتنااد میں حادث بن فضیل انصاری ہے۔

ابو عبد اللہ مدنی بخلی نے کہا وہ حدیث ہے اور روایت کیا اس سے ایک جماعت ثقات نے اور ہم نے اس کا ذکر حشاکہ کی کتابوں میں نہیں پایا۔ اس کے علاوہ حادث منفرد نہیں ہے اس حدیث کے ساتھ جگہ متابعت کی ہے اس کی دوسرے نے جیسا کہ صالح بن کیسان کے کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ دارقطنی نے کتاب العلل میں کہا کہ یہ حدیث اور طریقوں سے بھی مروی ہے ان میں سے ایک روایت ہے ابو داؤد قحطہ کی کہ ابن مسعودؓ نے انھوں نے رسول اللہؐ سے اور یہ جو ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ تم صبر کرو یہاں تک کہ مجھ سے ملو تو یہ اس موقع پر ہے جہاں قتل اور خون ریزی اور قتل کا ذکر ہو اور اس حدیث میں جو حکم ہے نالائقوں سے جہاد کرنے کا مجھ سے اور زبان سے وہ اس موقع پر ہے جہاں کسی فتنے کے اٹھ کھڑے ہوئے کا ذکر نہ ہو علاوہ اس کے اس حدیث میں اگلی امتوں کا بیان ہے اور اس امت کا ذکر نہیں ہے۔ تمام اہل کلام ابو عمرو کا اور وہی ظاہر ہے اور امام احمد کا ذکر اس حدیث میں بہت عجیب ہے۔ (اتحی ما قال النووی)

السر ابن ابی ہازم میں ہے کہ اگرچہ حدیث میں اس امت کا ذکر نہیں لیکن حضرتؐ نے اشارہ کیا کہ ایسا ہی آپ کی امت میں بھی ہے

وہ بھی مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہیں (یعنی اگر دل سے بھی برانہ جانے تو اس میں ذرہ برابر بھی ایمان نہیں) ابورافع (جنہوں نے اس حدیث کو ابن مسعود سے روایت کیا اور نام ان کا سلم یا ابراہیم یا ہرمز یا ثابت یا زید تھا مولیٰ تھے رسول اللہ ﷺ کے) نے کہا میں نے یہ حدیث عبد اللہ بن عمر سے روایت کی انھوں نے نہ مانا اور انکار کیا۔ اتفاق سے میرے پاس عبد اللہ بن مسعود آئے اور قناتہ (مدینہ کی دایوں میں سے ایک وادی کا نام ہے) میں اترے تو عبد اللہ بن عمر مجھے اپنے ساتھ لے گئے عبد اللہ بن مسعود کی عیادت کو۔ میں ان کے ساتھ گیا۔ جب ہم بیٹھے تو میں نے عبد اللہ بن مسعود سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے اسی طرح بیان کیا جیسے میں نے ابن عمر سے بیان کیا تھا۔ صالح بن کیسان نے کہ یہ حدیث ابورافع سے اسی طرح بیان کی گئی ہے۔

عَرَفَل ((قَالَ أَبُو رَافِعٍ فَحَدَّثْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَأَنْكَرَهُ عَلَيَّ فَقَدِمْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ فَنَزَلَ بِقَنَاتٍ فَاسْتَبَيْعَنِي إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَعُودُهُ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَلَمَّا جَلَسْنَا سَأَلْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِيهِ كَمَا حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ صَالِحٌ وَقَدْ تَحَدَّثْتُ بِنَحْوِ ذَلِكَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ.

۱۸۰- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کے حوالی نہ ہوں وہ اس کی (یعنی اپنے نبی کی) راہ پر چلتے ہیں اور اس کی سنت پر عمل کرتے ہیں پھر روایت کو اس طرح بیان کیا جیسے اوپر گزری مگر اس میں ابن مسعود کے آنے کا اور ان سے ابن عمر کے ملنے کا ذکر نہیں۔

۱۸۰- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَا كَانَ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ كَانَ لَهُ خَوَارِیُونَ يَهْتَدُونَ بِهَدْيِهِ وَيَسْتَنْوُونَ بِسُنَّتِهِ)) مِثْلَ حَدِيثِ صَالِحٍ وَلَكِنْ يَذْكُرُ قُلُومُ ابْنِ مَسْعُودٍ وَاجْتِمَاعُ ابْنِ عُمَرَ مَعَهُ.

لہ ہوگا۔ اس قول سے فمن جاہدہم یعنی جو کوئی ان سے جہاد کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ امت شامل نہ ہو اور اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے دوسرے یہ کہ مطلب اس حدیث کا دوسری حدیثوں میں بھی منقول ہے آپ نے فرمایا اسیر القرون قرنی اخیر حدیث تک۔ نوٹی۔ نے کہا اس حدیث کی اسناد میں چار تابعی ہیں ایک دوسرے سے روایت کرتا ہے صالح اور عمارت اور جعفر اور عبد الرحمن اور ایسے ہی ایک اسناد پہلے گزر چکی ہے اور میں نے ایک رسالہ بتایا ہے اسی قسم کی رباعی اسنادوں میں ان میں سے بعض اسناد ایسی ہیں جن میں چار صحابی ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں اور چار تابعی ایک دوسرے سے۔

بَابُ تَفَاضُلِ أَهْلِ الْإِيمَانِ فِيهِ وَرُجْحَانِ أَهْلِ الْيَمَنِ فِيهِ

باب: ایمان داروں کا ایک دوسرے سے کم زیادہ ہونا اور یمن کے لوگوں کا ایمان زیادہ ہونا

۱۸۱- عَنْ أَبِي مُسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ ((أَلَا إِنَّ الْإِيمَانَ هَهُنَا وَإِنَّ الْفَسَادَ وَغِلَظَ الْقُلُوبِ فِي الْقُدَادِينِ عِنْدَ أَهْلِ أَذْنَابِ الْإِلَالِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ فِي رِبْعَةٍ وَمُضَرٍّ)).

۱۸۱- ابو مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف (جو ایک ملک ہے جزیرہ عرب میں جنوبی مشرقی جانب مدینہ سے اس میں بہت سے شہر اور بستیاں ہیں صنعاء وہاں کا مشہور شہر ہے) اور فرمایا خبردار رہو ایمان ادھر ہے اور کڑا پن اور دلوں کی سختی ان لوگوں میں ہے جو چلا یا کرتے ہیں اونٹوں کی دم کی جڑ کے پاس جدھر سے شیطان نکلتے ہیں یعنی قوم ربیعہ اور مضر۔

۱۸۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((جَاءَ أَهْلُ

۱۸۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمن کے لوگ آئے (خود مسلمان ہونے کو) وہ

(۱۸۱) غیاث اللغات میں ہے کہ یمن اقلیم اول اور دوم میں ایک مشہور ملک ہے اور یہ ملک مکہ معظمہ سے داہنی طرف واقع ہے۔ اس واسطے اس کو یمن کہتے ہیں کیونکہ کعبہ کو عربوں نے ایک شخص قرار دیا ہے جس کا منہ پورب کی طرف ہے اور پیٹھ اس کی پیچھے کی طرف۔ اول حضرت نے یمن کی طرف اشارہ کر کے ان کی تفریق کی اس واسطے کہ وہاں کے لوگ بہت جلد ایمان لائے اور پورب کی طرف اشارہ کیا اور ان کی مذمت کی یعنی قوم ربیعہ اور مضر جن کے پاس اونٹ بہت تھے اس واسطے کہ وہ اسلام کے بہت مخالف رہے۔ شیطان کے دو سینگ سے مراد سورج ہے اس واسطے کہ جب آفتاب نکلتا ہے تو شیطان اپنے دونوں سینگ (یعنی سر کے دونوں کوٹے) اس پر رکھ دیتا ہے کہ کافروں کا سجدہ اسی کو ہو۔ (تحفۃ الاخیار)

نووی نے کہا شیطان کے قرن سے مراد اس کے سر کے دونوں کوٹے ہیں اور بعضوں نے کہا اس کی دونوں جماعتیں جن کو وہ بھیجتا ہے لوگوں کے گمراہ کرنے کے لیے اور بعضوں نے کہا کہ اس کے دونوں گروہ کافروں میں سے اور مقصود اس سے یہ ہے کہ مشرق یعنی پورب کی طرف شیطان کا تسلط زیادہ ہے جیسے دوسری حدیث میں ہے کفر کا سر مشرق کی طرف ہے اور حضرت کے زمانہ میں یہی حال تھا کیونکہ اس وقت پورب کی جنوب جو ملک واقع تھے جیسے ہند اور چین اور خود عرب کے ملک میں سے نجد وغیرہاں ایمان بالکل نہ تھا اور تراکثر ہی کفر تھا اور جس وقت دجال نکلے گا تو وہ بھی مشرق سے نکلے گا اس وقت بھی کفر کا سر مشرق ہی کی طرف ہو گا اور بڑے بڑے فتنے اور فساد اسی طرف سے واقع ہوئے اور یہی جانب ہے جاہل وحشی ترکوں کا جو ابھار چکے ہیں اور فساد ہی ہوتے ہیں اور فتنہ ان ترکوں کا ”ہلاک“ کے زمانہ میں عمارت کرتا ان کا بغداد کو اور ختم کر دینا خلافت عباسی کو اور قتل ہو مالا کموں مسلمانوں کا ان کے ہاتھ سے تاریخ میں مشہور ہے اور یہ ایک ایسا وقت ہے جس کے مثل اسلام میں بہت کم ہوا ہے پھر فتنہ تیور لگے گا اور ان فتنوں کی دوسری حدیثوں میں بھی حضرت نے خبر دی ہے۔

(۱۸۲) نووی نے کہا یہ جو فرمایا ایمان یمن کا ہے اس کو علماء نے ظاہر سے پھیرا ہے اس لیے کہ ایمان کا شرعاً مکہ سے ہوا پھر مدینہ سے۔ ابو سعید مغرب کے امام نے اس باب میں چند قول بیان کیے ہیں ایک تو یہ کہ یمن سے مراد مکہ ہے کیونکہ تہامہ میں ہے اور تہامہ ملک نجد

الَّذِينَ هُمْ أَزْوَاجٌ ثَمَرُهُ الْإِيمَانُ الْيَمَانُ وَالْفَيْقَةُ لَوْغَ نَزَمَ دَلْ هِيَ إِيْمَانٌ بَعْجِي يَمِنُ كَافَّةً بَعْجِي يَمِنُ كِي اَوْر حَكْمَتِ بَعْجِي يَمِنُ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ))

یمن کی۔

لئے یمن میں داخل ہے دوسرے یہ کہ یمن سے مراد مکہ اور مدینہ دونوں ہیں اس لیے کہ یہ حدیث آپ نے تبوک میں کہی اور مکہ اور مدینہ تبوک اور یمن کے درمیان ہیں تو اشارہ کیا آپ نے یمن کی طرف یعنی یمن کی سمت کی طرف اور مراد آپ کی مکہ اور مدینہ سے تھی۔ اس لیے آپ نے فرمایا ایمان یمن کا ہے کیونکہ اس وقت مکہ اور مدینہ دونوں یمن کی سمت میں تھے اور اس کی نظیر یہ ہے کہ رکن یمانی مکہ میں واقع ہے اور اس کو یمانی کہتے ہیں اس لیے وہ یمن کی جانب واقع ہے۔ تیسرے یہ کہ یمن سے مراد انصار کے لوگ ہیں اس لیے کہ انصار اصل میں یمن کے رہنے والے تھے پھر ایمان نسبت دیا گیا انصار کی طرف کیونکہ وہ ایمان کے مددگار تھے اور یہ اختیار کیا بہت لوگوں نے اور سب میں یہی قول اچھا ہے۔ شیخ ابو عمرو نے کہا کہ اگر ابو عبیدہ اور جو اسے تابع ہوئے حدیث کے الفاظ کو دیکھتے اور اس میں شامل کرتے تو یہ تاویل نہ کرتے اور ظاہر حدیث کو نہ چھوڑتے اور یہی کہتے کہ مراد یمن کے لوگ ہیں اس لیے کہ ایک روایت میں ہے تمہارے پاس یمن کے لوگ آئے۔ اور یہ خطاب ہے انصار کی طرف تو ضرور یمن والوں سے انصار کے سوا اور لوگ مراد ہونگے۔ اسی طرح اس روایت میں جو ہے کہ یمن کے لوگ آئے تو ظاہر ہے کہ اس وقت انصار نہیں آئے تھے دوسرے یہ کہ حضرت نے پہلے ان کے عمدہ صفات بیان کئے کہ وہ نرم دل ہیں پھر اس کے بعد بیان کیا کہ ایمان بھی یمن کا ہے تو یہ اشارہ ہے ان لوگوں کی طرف جو یمن سے آئے تھے مکہ اور مدینہ کی طرف اور حدیث کو ظاہر پر رکھنے سے کوئی مانع نہیں ہے اس واسطے کہ جو شخص کسی وصف سے موصوف ہوتا ہے اور اچھی طرح اس پر قائم ہوتا ہے اس کو نسبت دیتے ہیں اس شخص کی طرف اور یمن والوں کا ایسا ہی حال تھا اس وقت ایمان میں اور ان لوگوں کا جو رسول اللہ کے پاس آئے تھے یمن والوں میں سے اور آپ کی وفات کے بعد بھی بعض یمن والے ایمان میں ایسے ہی کامل گزرے ہیں جیسے او ایس قرنی اور ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہما اور ان کے ہاتھ اور لوگ جن کے قلب سلیم تھے اور ایمان قوی تھا تو ایمان کی نسبت ان کی طرف اس وجہ سے ہے کہ وہ ایمان میں کامل تھے اور اس سے یہ غرض نہیں ہے کہ ان کے سوا اور لوگ ممکن نہیں ہیں اس صورت میں اس حدیث میں کہ ایمان حجاز میں ہے منافات بھی نہ ہوگی پھر مراد اس حدیث میں یمن والوں سے وہی یمن والے ہیں جو اس وقت موجود تھے نہ کہ ہر زمانہ کے یمن والے۔ اس لیے کہ لفظ سے یہ نہیں نکلا اور یہی حق ہے اور ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہم کو سیدھی راہ بتلائی۔ آمین

السرائح الوہاب میں ہے کہ لفظ سے نہ نکلتا کچھ یمن والوں سے خاص نہیں بلکہ یہ حکم ہر حدیث میں چل سکتا ہے جس میں کسی ملک والوں کی فضیلت بیان ہوئی ہے لیکن صحیح روایتیں جو یمن والوں کی فضیلت یا اور کسی ملک کی فضیلت میں آئی ہیں ان رواؤں سے اب تک لوگ اس ملک والوں کی فضیلت نکالتے ہیں اس لیے کہ اصول کی تاخیر فروغ میں ضرور ہوتی ہے پھر تجربہ سے بھی یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جیسا ایمان اور حکمت اور فقہ یمن میں ہر زمانہ میں رہا ہے ایسا اور کسی ملک میں نہیں رہا ہے اس کی طرف اس سبب اشارہ ہو گا اور اس قدر کافی ہے حدیث کے مضمون کی صحت کے لیے اور اللہ خاص کر تا ہے اپنی رحمت سے جن کو چاہتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ حدیث کو خاص کریں ان لوگوں سے جو موجود تھے اس زمانہ میں اور اللہ کی رحمت اس سے زیادہ وسیع ہے۔ آمین

یہ جو فرمایا کہ فقہ بھی یمن کی ہے جو فقہ سے مراد یہاں دین کی سمجھ بوجھ ہے پھر اصطلاح شرع میں اہل اصول نے فقہ کے یہ معنی قرار دیے کہ وہ علم ہے احکام شرعیہ عملیہ کا ان کے دلائل کے ساتھ۔

پھر فرمایا حکمت بھی یمن کی ہے حکمت کے باب میں یہی قول ہیں لیکن عمدہ قول یہ ہے کہ حکمت عبارت ہے اس علم سے جو اللہ کی معرفت پر مشتمل ہے اور اس کی وجہ سے بصیرت کھل جاتی ہے اور نفس درست ہو جاتا ہے اور حق معلوم ہو جاتا ہے اور توفیق عمل کی لپ

۱۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ ح وَحَدَّثَنِي عَمْرُو النَّاقِلُ حَدَّثَنَا

إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ الْأَزْرَقِيُّ كَلَاهُمَا عَنْ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْلِهِ

۱۸۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَضْعَفُ قُلُوبًا وَأَرْقُ أَفْعَدَةُ الْفِقْهِ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ))

کہا ہوا ہے اور خواہش نفسانی سے بچاؤ ہوتا ہے اور حکیم وہ ہے جس میں یہ سب باتیں موجود ہوں۔ ابو بکر بن درید نے کہا جو کلمہ فصاحت کا ہوا یا زجر کا اور جرات بھری کی طرف لے جائے اور برائی سے بچائے وہ حکمت ہے اور وہ حکم ہے اور یہی مقصود ہے اس حدیث میں ان من الشعر لحکمة یعنی بعض شعر حکمت ہوتا ہے۔ لہذا قال النووی۔ اور السراج الاویج میں ہے کہ حکمت رسول اللہ کی حدیث کو کہتے ہیں جو اللہ کے کلام کے بعد ہے اور ایک جماعت سلف نے آیۃ يعلمہم الکتاب والحکمة کی تفسیروں کی ہے اسی طرح اس آیت ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنہ کی توصیف حدیث کے معنوں میں یہی ہے کہ حکمت سے حدیث نبوی مراد ہے جس پر حدیث کی کتابیں مشتمل ہیں اور فرمایا کہ بعض شعر حکمت ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شعر حدیث کے موافق ہو تا ہے وہ اچھا اور جو حدیث کے خلاف ہو وہ فبیح ہے اور وہ جو ایمان الصلاح وغیرہ نے حکمت کے معنی بیان کیے ہیں وہ فلاسفہ کی تعریف سے ملتے ہیں اور اس سے قریب ہیں اور ایک دلیل اس بات کی کہ حکمت سے مراد حدیث شریف ہے یہ ہے کہ اس کے ساتھ فقہ کو بیان کیا اور یہ حدیث نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور اس میں رسول اللہ کی طرف سے یمن اور اہل یمن پر شہادت ہے کہ ان میں ایمان ہے اور حدیث سے اور فقہ ہے اور یہ اتنی بڑی فضیلت ہے کہ اس سے بڑھ کر دوسری فضیلت نہیں اور کئی آیتیں اور حدیثیں ان کی شان میں اور ان کے ایمان کی محنت میں وارد ہوئی ہیں ان کو علامہ شوکانی نے اپنی تصانیف میں بیان کیا ہے اور میں نے ان کو سلسلۃ المعجم وغیرہ میں ذکر کیا ہے اور یمن اور حضامہ کا بیان کئی کتابوں میں لکھا ہے کہ ان میں سے حظیرۃ القدس اور ریاض المراض ہیں اور میں نے یمن والوں میں سے چند علماء کا حال جو کتاب و سنت پر چلنے والے تھے کتاب "تحاف العلماء" اور "الترجیح للکمل" میں ذکر کیا ہے اور شکر ہے خدا کا اس بات پر جو قرآن اور حدیث اور فقہ کے علم میں ہم کو اہل یمن سے توکل ہے۔ اچھی۔

(۲۸۳) فہو فواد اور قلب دونوں شہرت کی بنا پر ایک ہیں اور بعضوں نے کہا فواد مغار ہے قلب کے اور یمن ہے قلب کی اور بعضوں نے کہا کہ فواد باطن قلب ہے اور بعضوں نے کہا کہ قلب کا پردہ ہے اور قلب ضعیف ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس میں خدا کا خوف اور تواضع ہے اور وہ فصاحت پانے کے قابل ہے اور سختی اور قسوت سے سالم ہے پیسے اور لوگوں کے دل میں ہے اور وہ ضعیف قلب مراد نہیں جو حکیموں کے نزدیک بڑا عیب ہے۔

۱۸۵- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بکری چوٹی مشرق کی طرف ہے اور بڑائی و بھنی مارتا اور فخر و گھمنڈ کرنا گھوڑے والوں اور اونٹ والوں میں ہے جو چلاتے ہیں اور ویر والے ہیں اور غریبی اور نری بکری والوں میں ہے۔

۱۸۶- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایمان یمن میں ہے اور کفر پورب کی طرف ہے اور غریبی اور اطمینان بکری والوں میں ہے اور گھمنڈ اور دکھاوا شور کرنے والوں میں ہے جو گھوڑے اور اونٹ رکھتے ہیں۔

۱۸۷- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا بڑائی اور گھمنڈ کرنا شور کرنے والوں میں ہے جو اونٹ رکھتے ہیں اور غریبی اور مسکینی بکری والوں میں ہے۔

۱۸۸- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے اتنا اضافہ ہے کہ ایمان یمن والوں میں ہے، حکمت یمن والوں میں ہے۔

۱۸۹- ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یمن والے آگے ہیں یہ لوگ نرم دل اور کمزور دل والے ہیں۔ ایمان یمن والوں میں ہے، حکمت یمن والوں میں ہے، مسکینی بکریاں چرانے والوں میں ہے اور فخر و غرور اور شور و

۱۸۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوُ الْمَشْرِقِ وَالْفُخْرُ وَالْخِيَلُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْيَبِلُ الْفُتَادِيْنَ أَهْلُ الْوَبْرِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ))۔

۱۸۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((الْإِيمَانُ يَمَانٌ وَالْكَفْرُ بَقِلُ الْمَشْرِقِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ وَالْفُخْرُ وَالْوَبْرُ فِي الْفُتَادِيْنَ أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْوَبْرُ))۔

۱۸۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((الْفُخْرُ وَالْخِيَلُ فِي الْفُتَادِيْنَ أَهْلِ الْوَبْرِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ))۔

۱۸۸- وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ ((الْإِيمَانُ يَمَانٌ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ))۔

۱۸۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((جَاءَ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرْقُ أَفْئِدَةً وَأَضْعَفُ قُلُوبًا الْإِيمَانُ يَمَانٌ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ السَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ وَالْفُخْرُ وَالْخِيَلُ فِي

(۱۸۵) حدیث میں فدوین کا لفظ ہے اس کے معنوں میں اختلاف ہے ابو عمرو شیبانی نے کہا یہ فدو کی جمع ہے جھجیدہ دال اور فدو گائے بیل کو کہتے ہیں جن سے بکھتی میں کام لیا جاتا ہے اس سے مراد کاشتکار اور زمیندار بھی لوگ ہیں لیکن اوروں نے اس کا انکار کیا اور کہا فدوین مذید سے ہے جس کے معنی ہیں چالاک اور شور کرنا اور مدد بھی لوگ ہیں جو اونٹوں اور گھوڑوں اور کھیتوں میں چلایا کرتے اور حد درجہ کے بد خلق اور سخت ہوتے ہیں۔ ابو عبیدہ نے کہا فدوین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس بہت اونٹ ہیں دوسرے لے کر ہزار تک (نووی) فتح الاخیار میں ہے کہ جانوروں کی صحبت کی بھی تاثیر ہوتی ہے۔ سائیکس اور شر بان اکثر بد خلق ہوتے ہیں اور بکری چرانے والے بیشتر مسکین ہوتے ہیں اسی واسطے پیغمبروں نے بکریوں کو چرا لیا۔

(اور ویر والے ہیں) اور کہتے ہیں اونٹ کے بالوں کو اور یہ اونٹ والوں کے پاس ہوں گے نہ کہ گھوڑے والوں کے پاس اور شاید مراد دو لوگ ہیں جن کے پاس گھوڑے اور اونٹ دونوں ہوں۔

- فَلَذَّادِينَ أَهْلَ الْوَبَرِ قَبْلَ مَطْلَعِ الشَّمْسِ))۔
- ۱۹۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَثْنَيْنِ قُلُوبًا وَارْتَقَى أَفِيدَةُ الْإِيمَانِ يَمَانٌ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ رَأْسُ الْكُفْرِ قَبْلَ الْمَشْرِقِ))۔
- ۱۹۱- وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ بِهِذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ ((رَأْسُ الْكُفْرِ قَبْلَ الْمَشْرِقِ))۔
- ۱۹۲- وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ ح وَ حَدَّثَنِي بَشَرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْأَعْمَشِ بِهِذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ حَرِيرٍ وَ زَادَ ((وَالْفَخْرُ وَالْحُلَاءُ فِي أَصْحَابِ الْيَابِلِ وَالسَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَصْحَابِ الشَّاءِ))۔
- ۱۹۳- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((غِلْظُ الْقُلُوبِ وَالْخَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْإِيمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ))۔
- ۱۹۴- جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ سَ رَوَايَتُ هُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا دلوں کی سختی اور کھر کھر اپن پورب والوں میں ہے اور ایمان حجاز والوں میں۔
- ۱۹۵- غُوْثُ الْوَدُوْثِ چُرَا نَے والوں میں ہے جو مشرق کی جانب رہتے ہیں۔
- ۱۹۶- ابُو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس یمنی آئے ہیں یہ بہت نرم دل اور رقیق القلب ہیں حکمت اور ایمان یمن میں ہے اور کفر کاسر چشمہ مشرق میں ہے۔
- ۱۹۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے صرف اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ کفر کاسر چشمہ مشرق کی طرف ہے۔
- ۱۹۸- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

(۱۹۳) ☆ مدینہ سے مشرق کی طرف معمر کے کافر رہتے تھے جو نہایت سخت لوگ تھے اور حضرت کے پاس آنے والے لوگوں کو ستاتے تھے اور حجاز عرب کا ایک قطعہ ہے جس میں مکہ اور مدینہ اور طائف واقع ہیں۔

السرراج الوباب میں ہے کہ اس حدیث میں مشرق کی مذمت اور حجاز کی تریف ہے اور یمن حجاز میں داخل ہے اور ہندوستان مشرق میں ہے اور یہ ایک گزشتہ زمانہ کی حکایت ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ہندوستان پر اپنا فضل کیا اور اس میں اسلام اور مسلمانوں کو پھیلایا اور ہند کے بہت سے لوگ اسلام سے مشرف ہوئے اور یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہے دیتا ہے اور ہندوستان میں بہت بڑے بڑے علماء اور فضلاء گزرے ہیں اور بہت سے محدث جو کتاب اور سنت پر عمل کرتے تھے اور ہند کے رہنے والے وہ بعض بدعتی جو اس حدیث سے بات نکالتے ہیں کہ مشرق سے مراد نجد کے لوگ ہیں اور یہ حدیث نجد والوں پر صادق آتی ہے اور اسی بنا پر تکفیر کرتے ہیں شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی جو نجد سے نکل کر حجاز میں آئے تھے اور انھوں نے توحید کو پھیلایا تھا اور شرک کو مٹایا تھا تو یہ متہدین ہند کا تعصب اور عناد ہے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کفر کی چوٹی یورپ میں ہے اور نجد کو خاص نہیں کیا اور مشرق عام ہے تمام ان ممالک کو شامل ہے جو مدینہ سے یورپ کی جانب واقع ہیں ہند ہویا سندھ اور شیخ محمد بن عبد الوہاب مسلمان تھے عالم تھے حق بات کی دعوت دیا کرتے تھے۔ وہ نہ کافر تھے نہ اسلام سے خارج تھے۔ پھر وہ اس لفظ

بابُ بَيَانِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ
وَأَنَّ مَحَبَّةَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الْإِيمَانِ وَأَنَّ إِفْشَاءَ
السَّلَامِ سَبِيلُ الْخُصُولِهَا

باب: جنت میں مومن ہی جائیں گے اور مومنوں سے
محبت رکھنا ایمان میں داخل ہے اور سلام کا رواج دینا
محبت کا سبب ہے

۱۹۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا أُولَ الْأَذْلُكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ))

۱۹۴- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم بہشت میں نہ جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ گے اور ایمان نہ ہو گا جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ رکھو گے اور میں تم کو وہ چیز نہ بتا دوں جب تم اس کو کرو تو آپس میں محبت ہو جائے۔ سلام کو آپس میں رائج کرو۔

حدیث سے کیوں کر مراد ہو گئے اس حال میں جب کہ بعض احادیث صحیحہ میں نجد والوں کی فضیلت موجود ہے آپ نے ایک شخص کے باب میں جو نجد کا رہنے والا تھا فرمایا کہ اس نے نہایت پائی گروہ سچا ہے۔ اور حدیث سے مراد وہی شخص ہے جو اس صفت کا ہو یعنی ختہ دل اور کافر ہو اور جس میں یہ صفت نہیں وہ حدیث میں داخل نہیں ہے خواہ مشرقی نجد کی یا ہند کی ہو یا مغربی اندلسی ہو اور حدیث کا مفہوم یہی ہے۔

مترجم نے مولانا محمد بشیر الدین صاحب مرحوم کو قبی سے سنا فرماتے تھے کہ مشرق سے مراد ”بدایاں“ کا قصبہ ہے جو مدینہ منورہ سے پورب کی جانب واقع ہے اور وہاں سے شیطان کا قرن نکلا جس نے دنیا میں بدعت کا رواج دیا اور علمائے موحدين کو کافر اور فاسق قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے شر سے تمام مسلمانوں کو بچائے۔ آمین یا رب العالمین۔

(۱۹۴) ☆ ایماندار نہ ہو گئے یعنی پورے ایمان دار نہ ہوں گے جب تک محبت نہ رکھو گے۔ آپس میں ایک دوسرے سے اور سلام رائج کرنے کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک مومن کو سلام کرے خواہ اس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور سلام الفت کا سبب ہے اور دوستی پیدا کرنے کی کھینچی ہے اور سلام کے رائج کرنے میں مسلمانوں کے دلوں میں الفت جیتی ہے اور ان کی علامت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ سلام مسلمانوں کی نشانی ہے جو ان کو اور قوموں سے ممتاز کر دیتی ہے اور اس میں نفس کی ریاضت ہے اور تواضع ہے اور دوسرے مسلمانوں کی تعظیم ہے۔

بخاری نے اپنی صحیح میں عمار بن یاسر سے روایت کیا انھوں نے کہا میں جانتا ہوں کہ ان کو حاصل کیا تو ایمان کو حاصل کیا۔ ایک تو انصاف اپنے نفس سے دوسرے سب کو سلام کرنا، تیسرے تنگی کے وقت خرچ کرنا اور بخاری کے سوا اور لوگوں نے اس قول کو مرفوعاً روایت کیا ہے اور سلام میں ایک اور فائدہ یہ وہ ہے کہ اس سے عداوت اور دشمنی دور ہوتی ہے اور آپس کا بغض رفع ہوتا ہے جو ٹکیوں کا مٹانے والا ہے مگر سلام خاص خدا کے واسطے کرے نہ کسی خواہش نفسانی سے اور نہ اپنے دوستوں اور احباب کو خاص کرے۔ گناہ گراں کو دے۔

تختہ الاخبار میں ہے کہ بہشت کا نام ایمان پر موقوف ہے اور ایمان محبت پر موقوف تو معلوم ہوا کہ بہشت محبت پر موقوف ہے پھر حضرت نے محبت حاصل کرنے کا آسان طریقہ اسلام علیکم کرنا بتلایا۔ سلام سے اس واسطے محبت حاصل ہوتی ہے کہ وہ دعائے خیر ہے یعنی خدا تم کو ہر بلا سے سلامت رکھے اور معمول ہے کہ آدمی اپنے خیر خواہ دعا مانگنے والے کو اپنا دوست جانتا اور سمجھتا ہے تو آپ بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ ہر چند سخاوت اور اخلاص بھی محبت کا سبب ہے لیکن احسان اور سخاوت تمام عالم کے مسلمانوں سے نہیں ہو سکتی اور سلام آسان بات ہے کہ ہر ایک کو ہو سکتا ہے اس واسطے حضرت نے اسی کو خاص کر کے بتلایا ہے لیکن انوس عجیب الٹا زمانہ ہو گیا ہے کہ جہالت اور غرور کے سبب سے اب بعض لوگ سلام علیک کرنے سے ناخوش ہوتے اور عداوت پر کمر باندھتے ہیں محبت اور خیر خواہی کی چیز ان انوں کے نزدیک تھی

۱۹۵- عَنْ الْأَعْمَشِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُوْمِنُوا)) بِمَنْحِلِ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَوَسَّيْعٍ.

۱۹۵- دوسری روایت بھی ایسی ہے اس میں یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ بہشت میں نہ جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ گے اخیر تک ابو معاویہ اور وسیع کی حدیث کی طرح۔

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ

۱۹۶- عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ أَنَّ الشَّيْبَةَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الدِّينُ النَّصِيحَةُ)) فَلَمَّا لَمِنَ خُلُوصَ أَوْ خَيْرَ خَوَاصٍ كَمَا تَامَ هُيَ هَمُّ نَ كِهَاسِ كِي خَيْرِ خَوَاصٍ ؟ أَيْ

باب: دین خیر خواہی سچائی اور خلوص کو کہتے ہیں

۱۹۶- تميم داري سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دین خلوص اور خیر خواہی کا نام ہے ہم نے کہا کس کی خیر خواہی؟ آپ

لقہ عداوت کا سبب ہو گئی ہے۔ اسی

مترجم کہتا ہے میں نے جن لوگوں کو سلام علیک کرنے سے ناراض ہوتے دیکھا وہ وہ لوگ ہیں جو انتہاء درجہ کے جاہل اور وحشی ہیں جن کو یہ بھی معلوم نہیں کہ سلام علیک کے معنی کیا ہیں اگر انہی لوگوں سے کوئی اردو زبان میں کہے خدا آپ کو سلامت رکھے جو عین سلام علیک کے معنی ہیں تو خوش ہوتے ہیں۔ پس ایسے جاہلوں کا علاج یہ ہے کہ ان کو سلام علیک کے معنی بتا دیے جائیں اور یہ سمجھا دیا جائے کہ صحابہ کرام رسول اللہ کو جو دین و دنیا دونوں کے ہلکے تھے سلام علیک کیا کرتے تھے اور یہ سلام کا شعار ہے پھر تمہاری حقیقت کیا ہے جو تم رسول اللہ کی سنت سے ناراض ہوتے ہو اور تمہارا درجہ بھی کیا ہے اور تم کو کون پوچھتا ہے اگر اس برس خیال کو ترک نہ کر دو گے تو اسلام سے خارج ہو جاؤ گے اور اس فرد اور جہالت کی بدولت دین اور دنیا دونوں تباہ ہوں گے۔

(۱۹۶) نووی نے کہا یہ حدیث عظیم الشان ہے اور اس پر اسلام کا دار و مدار ہے اور وہ جو بعضوں نے کہا ہے کہ یہ ان چار حدیثوں میں سے ایک حدیث ہے جو اسلام کی تمام باتوں کو جامع ہیں تو صحیح نہیں بلکہ صرف اسی حدیث پر اسلام کا مدار ہے اور یہ حدیث مسلم کے افراد میں سے ہے اور تميم داري سے صحیح بخاری میں کوئی روایت نہیں اور نہ مسلم میں اس کے سوا اور کوئی روایت ہے۔

اس روایت پر امام ابو سلیمان خطابی نے کہا نصیحت ایک جامع لفظ ہے جس کے مثل دوسرا لفظ زبان عرب میں بہت کم ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ سب بھلائیوں کا اکٹھا کرنا جس کے لیے نصیحت کی جائے ایسے ہی فلاح کا لفظ ہے عربی زبان میں جو دنیا اور آخرت سب قسم کی بھلائیوں کو جامع ہے بعضوں نے کہا نصیحت ماخوذ ہے نصح الرجل ثوبہ سے یعنی سیافلانے نے کپڑا پلند تو نصیحت کرنے والے کے فعل کو مشابہت دی سینے سے پیسے سینے سے کپڑا اور ست ہوا ہے ایسے ہی نصیحت سے دوسرے کے غلغلے رفع ہوتے ہیں اور درد درست ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا ماخوذ ہے نصحت العسل سے یعنی صاف کیا میں نے شہد کو موم سے تو مشابہت دی صاف بات کو جس میں کھونا پین نہ ہو اس شہد کے ساتھ جو موم اور چرک سے صاف کیا جائے لیکن نصیحت کی تفسیر میں تو خطابی اور علماء نے اس باب میں انکس نفیس نکاح کہا ہے اور میں سب کو مل کر مختصر طور پر بیان کرتا ہوں اللہ کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اس پر ایمان لائے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اسکی صفات میں بے دینی اختیار نہ کرے جتنے صفات کمال اور جمال کے ہیں وہ سب اس کے لیے ثابت کرے اور اس کو پاک سمجھے تمام نیکیوں اور نقصانات سے اس کی عبادت کے لیے مستعد رہے اس کی نافرمانی سے بچتا رہے اس کے لیے دوستی رکھے اور اسی کے لیے دشمنی جو شخص خدا کا فرمانبردار ہو اس سے محبت رکھے اور جو شخص خدا کی نافرمانی کرے اس سے دشمنی رکھے جو شخص خدا کا نیکار کرے اس سے جہاد کرے اس کے احسان کا اقرار کرے اس کا شکر گزار رہے تمام کاموں میں سچا اور مخلص رہے ان باتوں کی طرف لوگوں کو بلائے اور ان کی سب لوگوں کو یاجن پر اسے قدرت

قَالَ ((لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأُمَّتِهِ)) نے فرمایا اللہ کی اور اس کی کتاب کی اور اس کے رسول کی اور المسلمین و عاصمتہم))۔

لہ ہے ترغیب دے۔ خطابی نے کہا ان صفات سے بندے کو صحیح حاصل ہوتا ہے نہ اللہ تعالیٰ کو کیونکہ اللہ ہے ہر ناسخ کی فصیح ہے۔
دوسم یہ کہ خدا کی کتاب کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اس بات پر یقین کرے کہ وہ اللہ کا کلام ہے اسی نے امارہ کسی بھی مخلوق کا کلام اس کے مثل نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی مخلوق اس کے مثل ہو سکتا ہے پھر اس کی بڑائی دل میں رکھے اس کی عداوت کرے جس طرح تلاوت کا حق ہے اس کو خوش آواز ہی سے پڑے درد اور رقت کے ساتھ اس کے حروف اچھی طرح سے ادا کرے۔ جو لوگ اس میں تحریف کرنا چاہتے ہیں تاویلات سے ان کا رد کرے جو اس پر اعتراض اور طعن کرتے ہیں اُن کا جواب دے جو مضمون اس میں ہیں ان کی تصدیق کرے اس کے احکام سے خبردار ہو اس کے علوم اور مثالوں کو سمجھے اس کی نصیحتوں پر غور کرے اس کے غائب و غریب میں غور و خوض کرے اس میں جو آیتیں محکم ہیں ان پر عمل کرے (یعنی حلال حرام کی آیتیں اور احکام کی آیتیں) اور جو آیتیں مقلاب ہیں (یعنی اعتقاد کی آیتیں) ان کو تسلیم کرے (یعنی ان کے ظاہر ہی معنی پر یقین کرے اس کی حقیقت کو خدا کے سپرد کرے اس میں تاویل یا تحریف یا انکار نہ کرے اس کے عام اور خاص اور ناسخ اور منسوخ کو پہچانے اس کے علوم کو پھیلانے اس کی طرف دعوت کرے۔

رسول اللہ کے لیے نصیحت یہ ہے کہ آپ کو خدا کا بھیجا ہوا سمجھے اور اس پر یقین رکھے اور جتنی باتیں آپ لے کر آئے ہیں ان سب پر ایمان لائے آپ کے حکم کو مانے آپ نے جس سے منع کیا اس سے باز رہے آپ کی مدد کرے گو آپ دلفات پانچے ہیں (جیسے زندگی میں آپ کی مدد کرنا اگر آپ دنیا میں تشریف رکھتے ہوئے) جو شخص آپ کا دشمن ہو اس سے دشمنی رکھے جو شخص آپ کا دوست ہو اس سے دوستی رکھے آپ کا درد چڑھا سمجھے آپ کے حق کی توفیق کرے آپ کے طریقے کو زندہ کرے آپ کی سنت کو چلائے آپ کی دعوت کو پھیلانے آپ کی شریعت کو مشہور کرے آپ کی شریعت پر جو کوئی تہمت لگائے اس کی تہمت کو دور کرے آپ کی شریعت کے علم کو پھیلانے آپ کی شریعت کے مضامین میں غور کرے۔ اس کی طرف لوگوں کو بلائے اس کے سیکھنے اور سکھانے میں کو مشغول اور زری کرے اس کی عظمت اور بزرگی کرے اور اس کو بڑھتے وقت ادب سے پڑھے لغو باتیں نہ کرے بغیر جانے بوجھے اس میں گفتگو نہ کرے جو لوگ شریعت کا علم رکھتے ہوں یعنی قرآن و حدیث کا ان کی عظمت اور بزرگی کرے آپ کے اخلاق و عادات کو اختیار کرے آپ کے آداب پر چلے آپ کے اہل بیت اور اصحاب سے محبت رکھے جو آپ کی شریعت میں بدعت نکالے اس سے علیحدہ رہے (یعنی اس کا شریک نہ ہو اس کی مدد نہ کرے) جو شخص آپ کے آل یا اصحاب سے بغض رکھے اس سے جدا رہے۔

مسلمان حاکموں کے لیے نصیحت یہ ہے کہ حق بات میں ان کی مدد کرے ان کی اطاعت کرے اور ان کو حق بات کا حکم کرے اور یاد دلانے اور نری اور مامعت سے نصیحت کرے اور جس بات سے وہ غافل ہوں ان کو بتائے اور مسلمانوں کے کسی حق کی ان کو خبر نہ ہو تو اس سے مطلع کرے اور ان سے بکارت اور سرکشی نہ کرے اور لوگوں کا دل ان کی اطاعت کی طرف مائل کرے۔

خطابی نے کہا یہ بھی ان کے لیے نصیحت ہے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے اور ان کے ساتھ کافروں سے جہاد کرے زکوٰۃ ان کو ادا کرے نکوار ان پر نہ اٹھائے جب وہ کچھ ظلم کریں یا بد خلقی کریں اور جھوٹی خوشامد سے ان کو مغرور نہ کرے اور ان کے واسطے نیکی کی دعا کرے اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ مسلمانوں کے اماموں سے خلفاء و غیرہ مراد ہوں جو مسلمانوں کے کاموں کا انتظام کرتے ہیں حکومت دلوں میں سے اور یہی مشہور ہے اور خطابی نے اسی کو نقل کیا پھر کہا اماموں سے سمجھی دین کے علاوہ مراد لے جاتے ہیں اور ان کے لیے نصیحت یہ ہے کہ ان کی باتوں کو مانیں جو قرآن اور حدیث کے مطابق ہوں لیکن عام مسلمانوں کے لیے نصیحت وہ بات ہے کہ ان کو وہ بات بتلانے کہ جس میں صحت

۱۹۷- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ تَيْمِيمِ الدَّارِيِّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۱۹۸- عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ سَمِعَهُ وَهُوَ يُحَدِّثُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ تَيْمِيمِ الدَّارِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۱۹۹- عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالتَّصَدُّعِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

۲۰۰- عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّصَدُّعِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

۱۹۷- ذکر کردہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔
۱۹۸- اس سند سے بھی ذکر کردہ بالا روایت کی گئی ہے۔
۱۹۹- جریر بن عبد اللہ کلبی سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز پڑھنے پر اور زکوٰۃ دینے پر اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر بیعت کی۔
۲۰۰- جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مسلمان کی خیر خواہی کے لیے بیعت کی۔

لہٰذا ان کی آخرت کا قاعدہ ہو اور دنیا کا اور ان کو ایذا نہ دے اور ان کو دین کی وہ بات سکھائے جو وہ نہیں جانتے اور زبان سے اور ہاتھ سے ان کی مذکر سے اور ان کے بیویوں کو چھپانے اور ان کے ضرر کو دور کرے اور ان کی منفعت کے لئے جو شغل کرے اور ان کو نیک بات کا حکم کرے اور بری بات سے نرمی اور ملامت اور شفقت سے منع کرے اور ان میں جو بزرگ ہوڑھا ہو اس کی بزرگی کرے اور جو بچہ چھوٹا ہو اس پر شفقت اور ان کو اچھی ہندو نصیحت کرے اور ان سے فریب نہ کرے اور ان سے حسد نہ کرے اور ان کے واسطے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے اور ان کے لیے برا جانے جو اپنے لیے برا جانتا ہے اور ان کے مال یا عزت کی محافظت کرے۔ اسی طرح بعضی باتیں ہم نے نصیحت کی بیان کیں ان سب کی ان کو دعوت دے ان کی ہمت کو عیادت کی طرف لگائے اور سلف صالحین میں بعض ایسے بزرگ تھے کہ وہ نصیحت کے لیے اپنی دنیا کا نقصان گوارا کرتے۔

یہ خلاصہ ہے اس کا جو بیان کیا گیا نصیحت کی تفسیر میں۔ ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نصیحت کو دین اور اسلام کہتے ہیں اور دین کا اطلاق اعمال پر بھی ہوتا ہے جیسے اقوال پر ہو تا ہے اور نصیحت فرض کلتایہ ہے اگر بعض کریں گے تو کافی ہے باقی لوگوں کے اوپر مواخذہ نہ رہے گا اور نصیحت اپنی طاقت کے موافق لازم ہے جب یہ بات معلوم ہو کہ اس کی نصیحت قبول کی جائے گی اور اس کے حکم کی اطاعت کی جائے گی اور اس کی جان پر کوئی آفت نہ آئے گی اگر کسی معصیت یا آفت کا خوف ہو تو عذر ہے چاہے تو نصیحت چھوڑ دے۔

(۱۹۸) ☆ خاص کیا نماز اور زکوٰۃ کو کیونکہ یہ دونوں شہادتین کے بعد دین کے بڑے رکن ہیں اور روزہ کو ذکر نہیں کیا اس لیے کہ دوسری روایت میں ہے بیعت کی سننے اور مان لینے پر اور روزہ اس میں داخل ہے بلکہ دین کے تمام احکام اس میں آگئے۔

۲۰۱- عَنْ حَرِيرٍ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقِنِي ((فِيمَا اسْتَطَعْتُ)) وَالصُّحُ لِكُلِّ مُسْلِمٍ فَإِنْ يَغُفَرُ فِي رِوَايَةٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ.

۲۰۱- جریر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی سن لینے اور مان لینے کی (یعنی جو حکم آپ فرمائیں گے اس کو سنوں گا اور بجالاؤں گا) پھر آپ نے مجھے سکھایا اتنا اور کہہ جہاں تک مجھے قدرت ہے (یہ آپ کی کمال شفقت تھی اپنی امت پر کہ شاید کوئی حکم دشوار ہو اور نہ ہو سکے تو بیعت میں خلل آدے اس لیے اتنا اور پڑھا دیا کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے) اور اس بات پر میں نے بیعت کی کہ ہر مسلمان کا خیر خواہ ہوں گا۔

بَابُ بَيَانِ نَقْصَانِ الْإِيمَانِ بِالْمَعَاصِي وَنَفْيِهِ عَنِ الْمُتَلَبِّسِ بِالْمَعْصِيَةِ عَلَى إِزَادَةِ نَفْيِ كَمَالِهِ

باب: گناہوں سے ایمان کے گھٹ جانے اور بوقت گناہ گنہگار سے ایمان کے جدا ہو جانے یعنی گناہ کرتے وقت ایمان کا کمال نہ رہنے کا بیان

۲۰۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((لَا يُؤْمِنُ الْإِنْسَانُ حِينَ يُؤْمِنُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يُسْرِقُ السَّارِقَ حِينَ يُسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يُشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يُشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ))

۲۰۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں زنا کرتا زنا کرنے والا مگر زنا کرتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا اور نہ چور چراتے وقت مومن ہوتا ہے اور نہ شراب پینے والا شراب پیتے وقت مومن ہوتا

(۲۰۱) ☆ پھر جریر نے اپنی بیعت پر ایسا عمل کیا کہ ایک بار اپنے غلام کو گھوڑا خریدنے کے لیے بھیجا وہ تین سو درہم میں ایک گھوڑا چکا لایا۔ اس کا مالک بھی رام لینے کے لیے ساتھ آیا جریر نے گھوڑے کے مالک سے کہا تیرا گھوڑا تین سو درہم سے زیادہ کا مال ہے تو چار سو درہم کو بیچ۔ اس نے کہا میں نے تم کو اختیار دیا جو دام مناسب ہے دے دو۔ جریر نے کہا وہ چار سو درہم سے بھی زیادہ کا مال ہے پانچ سو درہم کو بیچ۔ اس طرح جریر سو سو درہم بڑھا دے گئے اور مالک کم پر راضی تھا یہاں تک کہ آٹھ سو درہم تک لگائے اور آٹھ سو درہم میں خرید لیا۔ لوگوں نے کہا یہ کیا کیا؟ جریر نے کہا میں نے رسول اللہ سے ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی تھی تو گھوڑا بیچنے والا بھی مسلمان تھا اور یہ بات خیر خواہی کی نہ تھی کہ میں اس کا مال کم قیمت میں خرید لوں اور سے نقصان دوں۔ روایت کیا اس کو طبرانی نے۔

(۲۰۲) ☆ نووی نے کہا علمائے متحققین نے اس حدیث کے معنی یوں بیان کیے ہیں کہ ان افعال کو کرتے وقت اس کا ایمان کامل نہیں ہوتا اور ایسا عاودہ بہت ہے کہ ایک شے کی نفی کرتے ہیں اور مراد اس کے کمال کی نفی ہوتی ہے جیسے یہ کہتے ہیں علم نہیں مگر وہ جو فائدہ دے سال نہیں مگر اونٹ عیش نہیں مگر آخرت کا عیش اور ہم نے یہ تاویل اس لیے کی کہ ابو ذرؓ وغیرہ کی حدیث یوں آئی ہے جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت میں جائے گا اگرچہ زنا یا چوری کرے اور عبادہ بن صامتؓ کی حدیث میں ہے کہ صحابہ نے رسول اللہ سے اس بات پر بیعت کی کہ چوری نہ کریں گے نہ زنا کریں گے نہ اور کوئی گناہ۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا جو کوئی تم میں سے اپنی بیعت کو پورا کرے اس کا تو ثواب اللہ پر ہے اور جس سے ان خطاؤں میں سے کوئی خطا ہو جائے پھر اس کو نہای میں مزا ملے جائے تو یہی اس کا کفارہ ہے اور جو دنیا میں مزا ملے تو آخرت میں خدا کو اختیار ہے چاہے اس کو معاف کرے چاہے عذاب دے۔ تو یہ دونوں حدیثیں مع اپنے نفاذ کے اور اللہ تعالیٰ کی اس قول کے ان لا الہ الا باللہ بغیر طر

ہے۔ ابن شہاب نے کہا مجھ سے عبد الملک بن ابی بکر نے بیان کیا کہ ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث اس حدیث کو روایت کرتے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پھر کہتے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس میں اتنا اور غلا دیتے تھے نہ لوٹنے والا ایسی لوٹ جو بڑی ہو (یعنی حقیر چیز نہ ہو) جس کی طرف لوگوں کی نظر اٹھے لوٹے وقت مومن ہو تا ہے۔

۲۰۳- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں زنا کر تازانی۔ باقی حدیث وہی ہے جو گذر چکی ہے اس میں ”ذوات شرف“ کے الفاظ استعمال نہیں ہوئے۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُحَدِّثُهُمْ هَؤُلَاءِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَقُولُوا وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُلْجِئُ مَعَهُمْ ((وَلَا يَنْتَهَبُ نَهْيَةَ ذَاتِ شَرَفٍ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَنْصَارُهُمْ حِينَ يَنْتَهَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ))

۲۰۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَزْنِي الزَّانِي)) وَأَقْصَصَ الْحَدِيثَ بِسَبِيلِهِ يَذْكُرُ مَعَ ذِكْرِ النَّهْيَةِ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَاتَ شَرَفٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

اللہ ان بشوئکہ وہ بغیر مادونِ ذلک لمن یشاء یعنی اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشے گا اور سوا شرک کے جس کو چاہے گا گناہ بخش دے گا اور اہل حق کا اس بات پر اجماع ہے کہ زانی اور چور اور قاتل اور ان کے سوا اصحابِ کبائر جو شرک اور کفر میں مبتلا نہ ہو مومن ہیں مگر ان کا ایمان ناقص ہے اگر توبہ کریں گے تو گناہ معاف ہو جائے گا اور جو گناہ کرتے کرتے مر جائیں گے تو خدا کے اختیار پر ہے چاہے ان کو بخش دیوے اور جنت میں لے جائے اور چاہے گناہ کے برابر عذاب دے کر پھر جنت میں لیجائے ہم کو اس حدیث کی تائید پر لاچار کرتی ہیں اور جو حدیث اس کے مشابہ آئی ہے۔ پھر یہ تائید ظاہر ہے لغت سے بعید نہیں نہ استعمال سے اور جب دو حدیثیں ایسی وارد ہوں کہ بظاہر ان میں اختلاف ہو تو ان کی تائید کرنا ضروری ہے اور جمع کرنا واجب ہے اور بعض علماء نے اس حدیث کے معنی یوں بیان کیے ہیں کہ جو شخص زنا کرے اس کو حلال جان کر یا چوری کرے اس کو حلال جان کر تو وہ مومن نہیں کیونکہ شرعی حرام کو حلال جانتا یا حلالیٰ علامہ کفر ہے۔ اور حسن اور ابو جعفر طبری نے کہا مومن نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ تعریف کے قابل نہیں رہتا کہ مومن اللہ کا دوست ہے وہ کسی اور پرے لقب کا مستحق ہو تا ہے جیسے زانی یا چور یا لٹیئر یا شری اور ان عباس سے منقول ہے کہ اس کے دل سے ایمان کا نور جاتا رہتا ہے اور اس باب میں ایک مرفوع حدیث بھی آئی ہے اور مہلب نے کہا اس کی ہیستمر اللہ کی عبادت میں جاتی رہتی ہے اور زہری نے کہا یہ حدیث اور جو حدیثیں اس کے مشابہ آئی ہیں ان پر ایمان لانا چاہیے اور جس مطلب پر آئی ہیں اس پر رواں کرنا چاہیے اور اس کے معنی میں زیادہ غور نہ کرنا چاہیے کیونکہ ہمیں اس کے معنی معلوم نہیں اور انھوں نے کہا کہ جلاؤ ان حدیثوں کو اسی طرح جیسے اگلے لوگوں نے ان کو چلا دیا اور بعضوں نے اس حدیث کے معنی میں اور اقوال بیان کیے ہیں جو ظاہر نہیں ہیں بلکہ بعض غلط ہیں اس لیے میں نے ان کو نقل نہیں کیا اور یہ اقوال جو بیان ہوئے سب محتمل ہیں اور صحیح وہی معنی ہیں جو ہم نے سب سے پہلے بیان کیے۔

اہم بخاری نے زانی صحیح میں اس حدیث کے معنی یہی بیان کیے ہیں کہ وہ مومن کامل نہیں ہو تا اور اس میں ایمان کا نور نہیں رہتا۔

وَسَلَّمَ بِعَثَلٍ حَدِيثِ أَبِي بَكْرٍ هَذَا إِلَى النَّهْبَةِ.

۲۰۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَيْلٍ حَدِيثُ غَفِيلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ "نَهْيَةٌ" كَمَا ذَكَرَ فِي "ذَاتِ شَرَفٍ" مَذْكُورٌ فِيهِ -

۲۰۵۔ و حَدَّثَنِي حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلَوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ

۲۰۶- وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ۲۰۶- اس سند سے بھی وہی حدیث روایت کی گئی ہے۔

۲۰۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّ هَؤُلَاءِ يَمِثِلُ حَدِيثَ الرَّهْرِيِّ غَيْرَ أَنَّ الْعُلَاءَ وَصَفَوْنَ ابْنَ سَلِيمٍ لَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا ((يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ وَفِي حَدِيثِ هَمَامٍ يَرْفَعُ إِلَيْهِ الْمُؤْمِنُونَ أَصْبَهُمْ فِيهَا وَهُوَ حِينَ يَنْتَهِيهَا مُؤْمِنٌ وَزَادَ وَلَا يَغْلُ أَحَدُكُمْ حِينَ يَغْلُ هُوَ مُؤْمِنٌ فَإِنَّاكُمْ))

۲۰۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يُزْنِي الزَّانِي حِينَ يُزْنِي))

☆ (۲۰۸) نووی نے کہا علماء نے اجماع کیا ہے کہ تو بہ قبول ہوتی ہے جب تک جان کنی شروع نہ ہو اور تو بہ کے تین رکن ہیں ایک تو یہ گناہ سے جدا ہو جائے دوسرے اس کے کرنے پر شرمندہ ہو تیسرے قصد کرے کہ پھر کبھی نہ کروں گا۔ پھر اگر تو بہ کی ایک گناہ سے اور اس کو دوبارہ کیا تو یہ باطل نہ ہوگی اور جو ایک گناہ سے تو بہ کی پھر دوسری قسم کا گناہ کیا تو پہلی تو بہ صحیح ہے۔ اہل حق کا یہی نہ جب ہے اور مستعملہ نہ دونوں محسوس میں خلاف کیا ہے۔

وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يُسْرِفُ حِينَ يَسْرِفُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرِبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَالْقَوْلُ مَعْرُوضَةٌ بَعْدُ))

نہیں ہوتا۔ چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور شرابی جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور توبہ اس کے بعد قبول ہوگی۔

۲۰۹- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سَفْيَانُ بْنُ الْأَعْمَشِ عَنْ ذَكَوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ قَالَ ((لَا يُؤْمِنُ الْوَأْنِي)) ثُمَّ ذَكَرَ بَعْضَ حَدِيثِ شُعْبَةَ

۲۰۹- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے چند الفاظ کے اختلاف کے ساتھ۔

بَابُ بَيَانِ خِصَالِ الْمُنَافِقِ

۲۱۰- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَرْبَعٌ مَنْ كُنْ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْ))

۲۱۰- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس میں چار باتیں ہوں گی وہ تو منافق ہے اور جس میں ان چاروں میں سے ایک خصلت ہوگی تو اس میں نفاق کی ایک ہی خ

لہ کا ضعی عیاض نے کہا کہ بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اس حدیث میں اشارہ ہے تمام گناہوں کی طرف اور ذکر کیا گیا سب سے توڑنا اشارہ ہے ان تمام گناہوں کی طرف جو خواہش نفسانی سے ہوتے ہیں اور حرام کی خواہش سے اور شراب اشارہ ہے تمام گناہوں کی طرف جو خدا کی یاد سے روکتے ہیں اور اس کے حقوق سے غافل کرتے ہیں اور لوٹ اشارہ ہے ان تمام گناہوں کی طرف جس میں اللہ کے بندوں پر ظلم ہوتا ہے اور ان کی بے عزتی ہوتی اور دنیا جائز طریقوں سے انھیں کی جاتی ہے۔

(۲۱۰) اور بعض روایتوں میں یہ ہے جس باب کے پاس المات نہ بھی جائے تو خیانت کرے۔ نووی نے کہا علماء نے اس حدیث کو مشکل کہا ہے اس وجہ سے کہ کبھی یہ خصلتیں اس مسلمان میں پائی جاتی ہیں جو ارکان ایمان پر یقین رکھتا ہے اور علماء نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ جو شخص دل سے یقین رکھے اور زبان سے ایمان کے ارکان کا اقرار کرے پھر یہ چاروں کام کرتا ہو تو وہ کافر نہیں نہ منافق ہے جو ہمیشہ جہنم میں رہے گا اس لیے کہ حضرت یوسف علی نبیہ وعلیہ السلام کے بھائیوں میں یہ چاروں خصلتیں موجود تھیں تو علمائے محققین نے یہ کہا ہے کہ وہی صحیح اور مختار ہے کہ یہ خصلتیں نفاق کی ہیں اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص میں یہ خصلتیں ہوں وہ ان خصال میں اور اخلاق میں منافقوں کے مشابہ ہے جو کہ نفاق یہی ہے کہ ظاہر باطن کے خلاف ہو اور جس شخص میں یہ خصلتیں ہو گئی اس کا ظاہر باطن کے خلاف ہو اور نفاق ان ہی لوگوں کے حق میں اثر کرے گا جن سے وہ وعدہ کرے گا یا گفتگو کرے گا یا جھگڑے گا یا امانت لے گا اور اسلام کے حق میں یہ نفاق اثر نہ کرے گا کیونکہ اسلام میں اس کا ظاہر باطن کے خلاف میں نہیں ہے اور رسول اللہ کا یہ مقصود نہیں ہے کہ ان خصلتوں کے رکھنے والا ایسا منافق ہے جو کافر ہو تا ہے جس کی سزا ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے۔

اور یہ جو فرمایا کہ وہ منافق ہو گا اس سے غرض یہ ہے کہ ان خصلتوں کے سبب سے منافق کے بہت مشابہ ہو گا۔ بعض علماء نے کہا ہے یہ حدیث اس شخص کے باطن میں ہے جس سے ایسی خصلتیں عموماً توقع میں آتی ہوں لیکن جس سے شاذ و نادر یہ باتیں ہو جائیں وہ اس میں داخل نہیں ہے اور حدیث کے معنی میں یہی مختار ہے اور امام ابو نعیمؒ نے کہا ہے کہ اس کے لیے معنی نقل کیے ہیں کہ حدیث سے مراد عمل کا نفاق ہے نہ اعتقاد کا نفاق اور علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے اس حدیث سے وہ منافق مراد ہیں جو رسول اللہ کے زمانہ میں تھے اور ان

ہے یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دیوے۔ ایک توبہ کہ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ دوسرا یہ کہ جب اقرار کرے تو اس کے خلاف کرے۔ تیسرا یہ کہ جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے چوتھا یہ کہ جب جھگڑا کرے تو ناحق چلے اور طوفان جوڑے۔

۲۱۱- ابی ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منافق کی نشانیاں تین ہیں جب بات کرے تو جھوٹی جب وعدہ کرے تو خلاف کرے جب امانت لیوے تو اس میں خیانت کرے۔

۲۱۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منافق کی تین خصلتیں ہیں جب بولے جھوٹ بولے وعدہ کرے تو پورا نہ کرے اور جب امانت بنایا جائے تو خیانت کرے۔

۲۱۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ اتنا اضافہ

يُنَاقِي حَتَّى يَذْعَبَهَا إِذَا حَدَّثَ كَذِبًا وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا حَاصِمٌ فَجَرَ)) غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ ((وَأَنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُمْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ)).

۲۱۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((أَيُّهُ الْمُنَافِقُ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذِبًا وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا أَوْثَمِنَ خَانَ)).

۲۱۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مِنْ عَلَامَاتِ الْمُنَافِقِ ثَلَاثَةٌ إِذَا حَدَّثَ كَذِبًا وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا أَوْثَمِنَ خَانَ)).

۲۱۳- حَدَّثَنَا عَفِيَةُ بْنُ مُكَرَّمٍ الْعُمِيُّ حَدَّثَنَا

انہوں نے جھوٹ سوٹ اپنا ایمان ظاہر کیا تھا اور دین کی امانت میں خیانت کی تھی اور دین کی مذکورہ حد کا وعدہ کیا تھا پھر وعدہ کا خلاف کیا اور لڑائی جھگڑے میں ناحق بیروی کی اور یہی قول ہے سعید بن جبیر اور عطاء بن ابی رباح کا اور جو عاصی طرح حسن بصری نے اگرچہ پہلے اس کے خلاف پر تھے اور یہی منقول ہے ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ سے اور انہوں نے روایت کیا اس کو رسول اللہ ﷺ سے۔

قاضی عیاضؒ نے کہا ہمارے بہت سے امام اسی قول کی طرف گئے ہیں اور خطابیؒ نے ایک اور قول نقل کیا وہ یہ ہے کہ مقصود اس حدیث سے ذرا ہے مسلمانوں کو کہ وہ ان خصلتوں کی علامت نہ ڈالیں ورنہ خوف ہے کہ حقیقتاً منافق ہو جائے گا اور خطابیؒ نے حکایت کی کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے ایک خاص منافق کے باب میں اور حضرت کا قاعدہ تھا کہ آپ صاف یوں نہ فرماتے کہ فلاں منافق ہے بلکہ اشارہ کرتے جیسے آپ نے فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا کیا کرتے ہیں۔

مترجم کہتا ہے اللہ جل جلالہ نے مجھے الہام کیا کہ حدیث میں کوئی اشکال نہیں ہے اور نہ اس میں تاویل کی ضرورت ہے۔ بے شک جس شخص میں یہ چاروں باتیں جمع ہو گئی اور وہ ہمیشہ سچی کہتا ہو کہ بات کرتے وقت جھوٹ بولے، عہد کرے تو توڑ ڈالے، لاتے وقت ناحق چلے، امانت میں خیانت کرے تو وہ پکا منافق ہو گا اس لیے کہ دین کی باتوں میں بھی وہ سچی کرے گا زبان سے اقرار کرے گا پر دل میں خلاف ہو گا۔ دین کے احکام میں بھی خیانت کرے گا اس لیے کہ اس کا تو یہ قاعدہ ہو گیا ہے یہ نہیں کہ کبھی کبھی اس سے یہ باتیں سرزد ہوں اور وہ ان پر شرمندہ ہو۔ اس صورت میں اذا حدث کذب وغیرہ یہ سب فقہاء لکھے ہوں گے نہ کہ جزئیہ اور ظاہر ہے کہ ایسا شخص جس کا ہمیشہ یہ قاعدہ ہو مومن نہیں ہو سکتا۔

تختہ الاخلاص میں ہے کہ منافق کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ دل میں کفر ہو صرف زبان سے اقرار کرے۔ حضرت کے وقت میں جو منافق تھے اسی طرح کے تھے دوسرے یہ کہ دل میں کفر نہیں بلکہ اسلام ہے لیکن سست اعتقاد اور فسق و فجور میں گرفتار ہو اس حدیث میں دوسری قسم کا اتفاق مراد ہے یعنی ایمان کے لائق توبہ تھا کہ آدمی ان بد کاموں سے بچتا پھر جب ان بد کاموں میں گرفتار رہا تو اسلام کا لطف اس میں کچھ ظاہر نہ ہوا اس واسطے اس کو منافق فرمایا۔ اچھی۔

يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ قَيْسٍ أَبُو زَكِيَّةٍ قَالَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُحَدِّثُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ))

ہے کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں اگرچہ وہ روزہ رکھتا ہو نماز پڑھتا ہو اور سمجھتا ہو کہ وہ مسلمان ہے۔

۲۱۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ ذَكَرَ فِيهِ ((وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ))

۲۱۴- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے چند الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ۔

باب بَيَانُ حَالِ إِيْمَانٍ مَنْ قَالَ لِأَخِيهِ الْمُسْلِمُ يَا كَافِرٌ

باب: مسلمان بھائی کو کافر کہنے والے کے ایمان کا بیان

۲۱۵- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا تَكَفَّرَ الرَّجُلُ أَحِبَّاهُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَخَذَهُمَا))

۲۱۵- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی مرد نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو وہ کفر دونوں میں سے کسی پر ضرور پلٹے گا۔

(۲۱۵) ☆ یعنی اگر وہ جس کو کافر کہا حقیقت میں کافر ہے تو بجا ہوا اور اگر وہ کافر کہنے والے پر پلٹ پڑے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی اپنی زبان کو روکے ہر ایک کو بے دلیل یقینی کافرت کہے شاید اسی پر پلٹ پڑے اور خدا کے غضب میں گرفتار ہو۔ ہاں یوں کہنا مضائقہ نہیں کہ غلام شخص کافروں کے سے کام کرتا ہے اگر اس کے عمل دین کے خلاف ہوں اور اگر کسی کا کفر بدلیل قطعی ثابت ہو گیا ہو اور ضروریات کا دواہ انکار کرتا ہو تو اس کو شوق سے کافر کہے تاکہ کوئی اس کی راہ پر نہ پلے اور شریعت محمدیؐ میں خلل نہ پڑے جیسے کہ اس زمانہ میں فقہ طحطاویؒ ظاہر ہوتے ہیں کہ شریعت محمدیؐ پر جتنے ہیں بے شک وہ کافر ہیں۔ ابھی مترجم کہتا ہے ہمارے زمانہ میں ایک منافقہ مسلمانوں میں پھریدا ہوا ہے جن کو نیچر کی کہتے ہیں وہ گواہ تین عقل کے تابع کہتے ہیں پر عقل سلیم سے بہرہ نہیں رکھتے وہ تمام ضروریات دین جیسے فرشتوں کا، شیطان کا، وحی کا، معجزات کا انکار کرتے ہیں۔ نماز روزہ کو لغو اور بیکار خیال کرتے ہیں وہ بلاشبہ کافر ہیں اور کافر بھی کیسے سخت کہ اگر کوئی مسلمان ان کے کفر میں شہرہ کرے تو میں ڈرتا ہوں کہیں وہ خود بھی کافر نہ ہو جائے۔

امام نوویؒ نے فرمایا کہ اس حدیث کو بھی بعض علماء نے مشکلات میں سے خیال کیا ہے۔ اس لیے کہ ظاہری معنی مراد نہیں کیونکہ اہل حق کا وہ جب یہ ہے کہ مسلمان گمراہ کرنے سے جیسے قتل یا زنا کرنے سے کافر نہیں ہو تاہیں اسی طرح جانتے بھائی مسلمان کو کافر کہتے سے بھی کافر نہ ہو گا جب تک دین اسلام کے بطلان کا اعتقاد نہ کرے اور جب یہ معلوم ہوا تو حدیث کی تاویل کی صورتوں سے کی گئی ہے ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو اس بات کو درست جانے کفر پلٹنے سے یہ مراد ہو گا کہ وہ کہنے والا خود کافر ہو جائے گا کیونکہ مسلمان کو کافر بہادر مت جانتا ہے دوسرے یہ کہ مراد کفر پلٹنے سے یہ ہو کہ اس کا گمراہ اور عیب کہنے والے پر لوٹ جائے گا تیسرے یہ کہ حدیث ان خوارین پر محمول ہے جو عقل

۲۱۶- عَنْ ابْنِ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَيْمَانُ امْرِئٍ قَالَ لَا عِيَةَ يَا كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ)) .

۲۱۷- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہہ کر پکارے تو دونوں میں سے ایک پر کفر آجائے گا۔ اگر وہ شخص جس کو اس نے پکارا کافر ہے تو خیر (کفر اس پر رہے گا) ورنہ پکارنے والے پر لوٹ آئے گا۔

باب بیان حال ایمان من رغب عن آبیہ وهو یعلم۔

باب : اپنے باپ کے سوا اور کا بیٹا کہلانے والا کافر ہے۔

۲۱۷- عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِغَيْرِ آبِيهِ وَهُوَ يَغْلِبُهُ إِلَّا كَفَرَ وَمَنْ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكَفْرِ أَوْ قَالَ عَدُوُّ اللَّهِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ)) .

۲۱۷- ابو ذر غفاریؓ (جندب بن جنادہ یا بریر) سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے تئیں کس اور کا بیٹا کہے اور وہ جانتا ہو کہ اس کا بیٹا نہیں ہے (یعنی جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی اور کو باپ بتلائے) وہ کافر ہو گیا اور جس شخص نے اس چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیوے۔ اور جو شخص کسی کو کافر کہہ کر بلاوے یا خدا کا دشمن کہہ کر پھروہ جس کو اس نام سے پکارا

وہ مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں اور اس تاویل کو قاضی عیاض نے امام مالکؒ سے نقل کیا ہے اور یہ ضعیف ہے اس لیے کہ اہل حق کے نزدیک خوارج بھی اور اہل بدعت کی طرح کافر نہیں ہیں۔ یہی مذہب صحیح اور مختار ہے۔ چوتھی تاویل یہ کہ مراد پلٹنے سے یہ ہے کہ انجام اس کافر ہو گا اس لیے کہ گناہ گویا کفر کا قاصد ہے اور جو شخص گناہ بہت کرے تو ذرے کے گناہوں کی خواست اس کو کفر تک نہ لے جائے اور موعیہ سے اس تاویل کی وروایت جو ابو حوان اسراکسی نے اپنی کتاب خزین علی صحیح مسلم میں نکالی کہ پھر اگر وہ شخص جس کو اس نے کافر کہا حقیقت میں کافر ہو تو خیر ورنہ کفر لوٹ آئے گا اس پر اور ایک روایت میں ہے جب اپنے بھائی کو کافر کہا تو دونوں میں سے ایک پر کفر واجب ہو گیا۔

پانچویں تاویل یہ ہے کہ مراد پلٹنے سے اس کی تکفیر کا پلٹنا ہے یعنی اس نے جو ایک مسلمان کو کافر کہا اور وہ کافر نہیں تو اس نے خود اپنی تکفیر کی اس لیے کہ مثل اس کے ایک مسلمان ہے۔ (تحتیما قال النووی۔)

(۲۱۷) جو شخص جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا دوسرے کو اپنا باپ بتائے تو وہ کافر ہو گیا۔ نووی نے کہا اس کی تاویل دو طرح پر ہے ایک تو یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو اس امر کو حلال اور جائز جانے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد کفر شرعی نہیں ہے جو اسلام کے مقابلے سے بلکہ کفر سے مقصود کفران ہے یعنی ناشکری اور احسان فراموشی اس لیے کہ باپ کا حق اس نے فراموش کر دیا اور غیر کو باپ بتلایا اور اس کی نظیر دوسری حدیث میں ہے آپ نے فرمایا عورتوں کے بارے میں کہ وہ کفر کرتی ہیں یعنی خداوند کی ناشکری کرتی ہیں۔ (صحیح)

جس شخص نے اس چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیوے یعنی وہ جانتا ہے کہ یہ شے میری نہیں ہے خود دوسرے کسی کی ہو یا نہ ہو اس پر دعویٰ کرے کہ میری ہے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے یعنی ہماری راہ اور طریقہ پر نہیں ہے کیونکہ اسلام کی شان سے جھوٹا دعویٰ کرنا نہایت بعید ہے جیسے باپ بیٹے سے کہتا ہے تو میرا نہیں ہے یعنی میری وضع اور چال ہے۔

ہے ایسا نہ ہو (یعنی کافر نہ ہو) تو وہ کفر پکارتے والے پر پلٹ آئے گا۔

بَابُ بَيَانِ حَالِ إِيْمَانٍ مَنْ رَغِبَ عَنْ إِيْمِهِ وَهُوَ يَعْلَمُ

۲۱۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا تَزْنُوا عَنْ آيَاتِنَا لَكُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ آيَةٍ فَهُوَ كُفْرٌ))
۲۱۸- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے باپوں سے نفرت مت کرو (یعنی اپنے باپ کو باپ کہو دوسرے کو باپ مت بناؤ) جو شخص اپنے باپ سے نفرت کرے وہ کافر ہو گیا (اس کے معنی اوپر گزر چکے ہیں)۔

۲۱۹- أَبُو عَلِيٍّ (نہدی عبد الرحمن بن مل) سے روایت ہے جب زیاد کا دعویٰ کیا گیا تو میں ابو بکر سے ملا (زیاد ان کا داری بھائی تھا) اور میں نے کہا تم نے یہ کیا کیا (یعنی تمہارے بھائی نے) میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے میرے کانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جس نے اذعی آبا فی الاسلام غیر

ظہر پر نہیں ہے اور جہنم میں ٹھکانا بنانے سے یہ فرض ہے کہ اس قصور کی سزا جہنم ہے پھر اگر خدا چاہے تو معاف کر دے اور توبہ سے بھی معاف ہو سکتا ہے۔ (نوی)

(۲۱۹) ☆ جب زیاد کا دعویٰ کیا گیا اصل میں زیاد عبید ثقیفی کا بیٹا تھا اور حضرت علیؓ کے یاروں میں سے تھا۔ پھر معاویہؓ نے اس کو اپنے باپ ابو سفیان کا غلطہ قرار دیا اور زیاد نے قبول کر لیا اور معاویہؓ کا بھائی بن بیٹھا۔

فرمایا جس نے اسلام میں آن کر اپنے باپ کے سوالور کسی کو باپ بنایا تو جنت اس پر حرام ہے اور وہ اس امر کو درست جان کر کرے یا اس فعل کی جزیہ ہے کہ جنت اس پر اس وقت حرام ہو گی جب اتنے لوگ جنت میں داخل ہو گئے پھر خدا چاہے تو یہ جزیہ اس کو دے یا معاف کر دے۔ (نوی)

ابو بکرؓ نے کہا میں نے خود رسول اللہؐ سے سنا ہے اور ابو بکرؓ نے اس گناہ کی وجہ سے زیاد سے ملنا چھوڑ دیا اور قسم کھائی کہ زیاد سے کبھی بات نہ کروں گا۔ (نوی)

سراج الوہاج میں ہے کہ لوگوں نے اس بات میں بڑی ذہیل کی ہے یہاں تک کہ بعض لوگ دوسروں کی اولاد بن بیٹھے اور وہ جانتے ہیں کہ ہم ان کی اولاد نہیں اور یاد شاہوں اور امیروں اور نوابوں میں حرام کی نسل بہت بھیل ہے اور یاد جو اس کے اپنے تئیں نسبت دیتے ہیں باپوں کی طرف حالانکہ وہ بنی فاطمہؓ نہیں ہیں اور وہ اس بات کو جانتے ہیں لیکن دنیا کی وجاہت اور عزت کے خیال سے یہ طوائف جوڑتے ہیں اور اکثر ایسے ہلاکت اور تباہی میں امیروں و مغلّوں پڑ جاتے ہیں امیر تو اپنی شان و بڑھانے کے لیے اور مغلّ پیشہ کمانے کے لیے اور یہ نہیں ہے مگر شیطان کے تسلط سے جس نے ان کی عقلوں کو مٹا دیا ہے اور گمراہ کر دیا ہے۔ خدا نیک رلہ کی ہدایت کرے۔

نے اسلام میں آن کر اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ بنایا تو جنت اس پر حرام ہے ابو بکرؓ نے کہا میں نے یہ خود سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

۲۲۰- سعد اور ابو بکرؓ دونوں سے روایت ہے ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ انوں نے سنا اور دل نے یاد رکھا آپ فرماتے تھے جو شخص اپنے باپ کے سوا کسی اور کو باپ بنائے تو اس پر جنت حرام ہے (یعنی وہ جنت سے روکا جائے گا)۔

باب: مسلمان کو گالی دینا برا کہنا گناہ ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔

۲۲۱- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا (یا اس کا عیب بیان کرنا) فسق ہے (یعنی گناہ ہے اور ایسا کرنے والا فاسق ہو جاتا ہے) اور اس سے لڑنا کفر ہے۔ زید نے کہا میں نے ابو داؤد سے پوچھا آپ نے خود عبد اللہ بن مسعودؓ کو نبیؐ سے روایت کرتے ہوئے سنا ہے؟ تو انھوں نے کہا ہاں اور نہیں ہے شعبہ کی حدیث میں پوچھنا زید کا ابو داؤد سے۔

أَبِيهِ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ))
مَقَالٌ لِّأَبِي بَكْرَةَ وَأَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۲۰- عَنْ سَعْدٍ وَأَبِي بَكْرَةَ كِلَاهُمَا يَقُولَانِ سَمِعْنَاهُ أَذْنَانِيَّ وَوَعَاهُ قَلْبِي مُحْتَمًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((مَنْ ادَّعَى إِلَى هَبِيرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ)).

بَابُ بَيَانِ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِيَابَ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ
۲۲۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((سِيَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)) قَالَ زَيْدٌ فَقُلْتُ لِأَبِي وَإِلَى أَنْتَ سَمِعْتُهُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ قَوْلُ زَيْدٍ لِأَبِي وَإِلَى.

(۲۲۰) ☆ مراد یہ ہے کہ اپنا کسی باپ کی کو بتائے یعنی اپنے تئیں اس کے نطفے سے کہے اور شفقت کی راہ سے دوسرے کو باپ کہہ سکتا ہے۔ (۲۲۱) یہ نوودی نے کہا مسلمانوں کو ناحق برا کہنا یا اجتماعت حرام ہے اور اس کا مرتکب فاسق ہے لیکن مسلمان سے لڑنا کفر نہیں ہے اہل حق کے نزدیک جیسے ہم اور آپ کی جگہ بیان کر چکے ہیں تو حدیث کی تاویل کی طرح ہے کہ ایک یہ ہے کہ حلال جان کر لڑے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد ناشکری ہے نہ کہ کفر شرعی تیسرے یہ کہ انجام اس کا کفر ہے۔ چوتھے یہ کہ کافروں کا فعل ہے۔

السران الوہاب میں ہے کہ حدیث دلیل سے رد الفسق کے فتن کی اور جو ان کے کھل اہل بدعت اور شرک اور تہقید میں سے ہیں جو صحابہؓ اور علماؓ سلف اور اہل حدیث کو برا کہتے ہیں اور دلیل سے ان لوگوں کے کفر کی جو مسلمانوں سے لڑتے ہیں جیسے خوارج اور نو اصحاب شیعہ اور مقلدین اپنے اپنے مذہب کی حمایت میں۔

مترجم کہتا ہے اس حدیث پر مسلمانوں کو التفات کرنا چاہیے اور ذرا ذرا سی بات پر جو وہ مسلمانوں سے لڑائی پر مستعد ہو جاتے ہیں تو دیکھنا چاہیے کہ یہ لڑائی ان کا درجہ کہاں تک پہنچاتی ہے۔ ایک امر مستحب یا سنت کے لیے لڑ کر اپنے تئیں کافر بنانا انتہادار چہ کا جہل اور غلو ہے خدا پچائے۔

۲۲۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ الْمُثَنَّى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْأَعْمَشِ كُلَّاهُمَا عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۲۲۳- عَنْ جَرِيرٍ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوُذَاعِ ((اسْتَظْهِمِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)).

۲۲۳- جریر بن عبد اللہ بخاری سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا حجۃ الوداع میں (یعنی آخری حج میں) وداع کالج اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ آپ نے لوگوں کو رخصت کیا۔ اس حج میں دین کے احکام بتلائے اور دوسرے سال آپ کی وفات ہوئی) چپ کر او لوگوں کو (تاکہ وہ اس ضروری بات کو سنیں) پھر فرمایا میرے بعد (میرے اس موقف کے بعد یا وفات کے بعد) ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافرنہ بن جانا۔

۲۲۴- حَدَّثَنَا عُمَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَائِلٍ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۲۲۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوُذَاعِ

۲۲۴- و حَدَّثَنَا عُمَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَائِلٍ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

(۲۲۳) ☆ یعنی اتفاق سے رہا اور سب مل کر کافروں سے لڑنا تاکہ اسلام کی ترقی ہو اور جو پھوٹ ڈالو گے اور آپس ہی میں ایک دوسرے کو مارو گے تو خود کافر ہو جاؤ گے۔

امام نووی نے کہا اس حدیث کی تفسیر میں سات قول ہیں ایک یہ کہ مراد دو لوگ ہیں جو آپس میں لڑنا درست جائیں مطلق وہ تو بلاشبہ کافر ہیں دوسرے یہ کہ مراد کفر سے اسلام کے حق کی ناشکری ہے تیسرے یہ کہ وہ کفر سے قریب ہو جائیں گے اور یہ فعل ان کو کفر تک پہنچا دے گا چوتھے یہ کہ یہ فعل کافروں کا سا ہے۔ پانچویں یہ کہ مراد کفر ہے حقیقتاً اور غرض آپ کی یہ ہے کہ میرے بعد کافرنہ ہو جانا اسلام پر قائم رہنا۔ چھٹے وہ جو حکایت کیا خطابی وغیرہ نے کہ مراد کفار سے سلاح پوش ہیں یعنی ہتھیار بند ہو کر ایک دوسرے کی گردن نہ مارنا اور کافر سلاح پوش کو بھی کہتے ہیں ساتویں یہ کہ ایک دوسرے کو کافر مت کہنا پھر کفر کے بہانے سے گردنیں مارا اور سب میں ظاہر جو قسمی تاویل ہے اور قاضی عیاض نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

(۲۲۵) ☆ و محکم یا ولیکم قاضی عیاض نے کہا یہ دونوں کلمے عرب کے لوگ تعجب اور درد میں استعمال کرتے ہیں۔ سیہوی نے کہا وہیل اس کے لیے کہتے ہیں جو ہتھیار میں پڑ جائے اور دوح رحم کے لیے اور مقتول ہے ان سے کہ دوح زجر ہے اس شخص کے لیے جو بلا کت کے حق

((وَيُحَكِّمُ)) أَوْ قَالَ ((وَيُلَكِّمُ لَا تَوَجُّعًا بَعْدِي كُفَّارًا يَنْضَرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)).
 ۲۲۶- عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْثَلٍ حَدِيثٍ شُعْبَةَ عَنْ وَقِيدٍ.

۲۲۶- اوپر والی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

بَابُ إِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى الطَّغْنِ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةِ
 باب: نسب میں طعن کرنے والے اور میت پر چلا کر رونے والے پر کفر کا اطلاق

۲۲۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِئْتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفَرُ الطَّغْنِ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ)).
 ۲۲۷- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں دو باتیں موجود ہیں اور وہ کفر ہیں ایک نسب میں طعن کرنا، دوسری میت پر چلا کر رونا (اس کے اوصاف بیان کر کے جس کو نوحہ کہتے ہیں)۔

بَابُ تَسْمِيَةِ الْعَبْدِ الْآبِقِ كَافِرًا
 باب: اپنے مولیٰ کے پاس سے بھاگے ہوئے غلام کو کافر کہنے کا بیان

۲۲۸- عَنْ مَنصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ (وَأَشْلَ عِدَالِي بَصْرِي) اس کو احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے ثقہ کہا اور اس کو ابو حاتم نے ضعیف

لقہ قریب ہو اور ان گھلوں سے بددعا مقصود نہیں ہے فقط رحم اور تعجب مقصود ہے اور حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ ریح رحمت کا کلمہ ہے اور ریحی نے کہا کہ وہ تیس اس شخص کے لیے کہتے ہیں جو آفت میں پڑ جائے اور اس کے سر وار نہ ہو اور وہی اس کے لیے جو سزاوار ہو تو ریح سے رحم مقصود ہوتا ہے اور وہی سے نہیں۔ (نوی)

(۲۲۷) ☆ نسب میں طعن کرنا یعنی کسی کی ذات پر دھبہ لگانا کہ وہ شریف نہیں ہیں یا ان کا خاندان برا ہے یا وہ مذی کے بنے ہیں یہ سب کافروں کی تقلید ہے کیونکہ عرب کے کفار زمانہ جاہلیت میں اپنے حسب و نسب پر بڑا فخر کیا کرتے تھے اور دوسروں کے نسب پر طعن و تشنیع کرتے تھے مسلمانوں کو یہ بات ہرگز سزاوار نہیں اس لیے کہ سب بنی آدمی ہیں اور انصاف و بزرگی علم اور اعمال صالحہ سے ہے اور قیامت میں ہر شخص کو اس کے عمل کا کام آئے گا اور نسبت کچھ کام نہ آئے گی جیسے دوسری حدیث میں صاف مصرح ہے۔

میت پر چلا کر دنا یعنی اس کے اوصاف بیان کر کے رونا جسے نوحہ کہتے ہیں۔ نوہی نے کہا ان دونوں کے کفر ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ کافروں کے فعل ہیں اور جاہلیت کی عادات ہیں یا وہ کفر کی طرف مودی ہوتے ہیں یا مراد کفرانِ لغت ہے اور ان کاموں کو محال یا ناشکری جان کر کہنا وہ تو بلاشبہ کفر ہے اور اس حدیث سے نوحہ کی اور نسب میں طعن کرنے کی بڑی برائی نکلی اور ہر ایک کے باب میں مشہور حدیثیں آئی ہیں۔

(۲۲۸) ☆ منصور نے خاص لوگوں سے کہہ دیا اور مرفوعاً روایت کرنا انھوں نے اس لیے برا کہا کہ اس زمانہ میں یہ میں خوار خج کا زور تھا

قریب کہ کے) اور رات کو پانی پڑ چکا تھا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا تم جانتے ہو تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ انھوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندوں میں سے بعضوں کی صحیح ایمان پر ہوئی اور بعضوں کی کفر پر تو جس نے کہا پانی پڑا اللہ کے فضل اور رحمت سے وہ ایمان لایا مجھ پر اور کافر ہوا تاروں سے اور جس نے کہا پانی پڑا تاروں کی گردش سے وہ کافر ہوا میرے ساتھ اور ایمان لایا تاروں پر۔

۲۳۲- ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے جو فرمایا تمہارے رب نے فرمایا اس نے میں نے کوئی

الصُّبْحِ بِالْحَدِيثِ فِي إِنْ السَّمَاءِ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ ((هَلْ تَذَرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ)) قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((قَالَ أَصْحَبُ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنِينَ بِي وَكَافِرًا فَمَا مِنْ قَالَ مُطْبَرًا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ فَذَلِكَ مُؤْمِنِينَ بِي كَافِرًا بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطْبَرًا بِنُوءٍ كَذَا وَكَذَا فَذَلِكَ كَافِرًا بِي مُؤْمِنًا بِالْكَوْكَبِ))

۲۳۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَلَمْ تَرَوْا إِلَهِي مَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالَ مَا أَنْعَمْتُ

ظہ کے لوگوں کا اعتقاد تھا اور جو شخص ایسا اعتقاد رکھے اس کے کفر میں کچھ شک نہیں اور اسی قول کی طرف جمہور علماء گئے ہیں۔ ان میں سے ہیں امام شافعیؒ اور سبکیؒ ظاہر ہے حدیث سے اور ان لوگوں نے کہا ہے کہ اگر کوئی کہے تاروں کی گردش سے پانی پڑا لیکن اس کا اعتقاد یہ ہو کہ پانی برساتے والا اللہ ہے اور اسی کی رحمت سے پانی پڑتا ہے اور تارا اگر کچھ ہو تو ایک نشانی ہے پانی پڑنے کی تو وہ کافر نہ ہو گا کہ ایسا کہنا مکروہ تنزیہی ہے پر گناہ نہیں ہے اس میں۔ اور سب کراہت کا یہ ہے کہ یہ کلمہ مشابہ ہے کافروں کے کلمہ کے اور شعاہ ہے جاہلیت کا اور بعضوں نے کہا کافر سے مراد ناشکری ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس نے ناشکری کی خدا کی عین یہ اسی صورت میں ہے جب کہنے والا تاروں کو فاعل مؤثر نہ جانتا ہو اور مؤید ہے اس تاویل کی وہ جو دوسری روایت میں ہے کہ صبح کی بعضوں نے شکر پر اور بعضوں نے کفر پر اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کوئی نعت اپنے بندوں کو نہیں دی پر بعض نے ان میں سے صبح کو کافر ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان سے کوئی برکت اللہ نے نہیں اتاری پر بعض کافر ہوئے اس کے ساتھ۔ تو مراد اس سے کفر ان نعت ہی ہے اور نوہ کا لفظ جو حدیث میں آیا ہے اس میں بڑی مشکوک ہے۔ خلاصہ بیان کیا ہے اس کا شیخ ابو عمرو بن الصلاحؒ نے انھوں نے کہا نوہ تارے کو نہیں کہتے بلکہ نوہ کے معنی ذہن یا فکرا ہے اور اصل یہ ہے کہ انھیں تارے ایسے ہیں جن کا فکرا تمام سال میں معین اور معروف ہے اور وہی انھیں منازل ہیں قمر کی یعنی چاند کی ہر تیرہ رات کے بعد ایک تارہ ان میں سے مغرب کی طرف ڈوب جاتا ہے اور دوسرا مقابل اس کے اسی وقت مشرق سے نکلتا ہے تو جاہلیت کے لوگ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جب پانی پڑتا تو اس تارے کی طرف نسبت دیتے جو ڈوب جاتا اور اصحیٰ نے کہا کہ اس تارے کی طرف جو نکلتا ہے مشرق سے۔ ابو عبیدہؓ نے کہا نوہ سے ذہن یا فکرا مقام پر مراد ہے پھر کبھی نوہ خود تارے کو کہتے ہیں۔ زجاجؒ نے کہا جو تارے مغرب میں ڈوبیں ان کو نوہ کہتے ہیں اور جو مشرق کی طرف نکلیں ان کو بارح کہتے ہیں۔ ابھی احوال الخوئیؒ۔

(۲۳۲) یعنی تاروں کے پھرنے کو اس نعت کی علت قرار دی اب تک دنیا میں ایسے ضعیف الاعتقاد تاحیہ لوگ موجود ہیں جو ہر شخص کی بھلائی برائی کو اس کے ستارے کی طرف منسوب کرتے ہیں اور قمر اور سیدہ کی حرکات کو خاص خاص انسان اور آدمیوں کے لیے مفید اور مضر سمجھتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان بڑے بڑے جسموں کو بیکار پیدا نہیں کیا اور چاند اور سورج کی وجہ سے منجملہ ہزاروں فائدہ ان میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ان سے نباتات اور حیوانات کی پرورش ہوتی ہے پر یہ تاخیر سب نباتات و حیوانات پر حق

عَلَى عِبَادِي مِنْ نِعْمَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ قَرِيبًا مِنْهُمْ بَعْدًا نِعْمَتِ نَحْنُ دِي اسے بندوں کو مگر ایک فرقتے نے ان میں سے صبح

لن بطور عموم ہے جیسے انکار بیانی کی تاثیر۔ انکار اور پائی کی طرح آفتاب اور چاند کو بھی سمجھنا چاہیے۔ آفتاب یا چاند انسان کی طرح عقل نہیں رکھتے نہ جان کر بعضوں کو نفع پہنچاؤں اور بعضوں کو نقصان اور جو اجرام طوبیہ کو طاقتور اور صاحب قوت خیال کرتے ہوں تو زمین بچاؤی نے کیا قصور کیا ہے کہ وہ کسی کو نفع اور ضرر نہیں پہنچا سکتی حالانکہ بابریت جدیدہ کے زمین اور سیاروں میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔ اصل یہ ہے کہ زمانہ سابق میں جب آلات اور دور زمینیں ایسی نہ تھیں تو لوگوں نے صرف آنکھوں سے کام لیا تھا اور جہاں تک ان کی آنکھوں نے کام کیا وہ یہ تھا کہ انھوں نے سات تارے سیارے لگائے اور باقی ثوابت اور چاند اور سورج کو بھی ایک ایک سیارہ خیال کیا اس طرح پانچ سیارے یعنی عطارد اور زہرہ مشتری و مریخ اور زحل اور پونکے یہ اجسام نہایت بلند اور اونچے اور چمکتے ہوئے نظر آتے اور ان کے دورات ہمیشہ مختلف منازل میں زمین کے گرد پائے گئے اس لیے عوام کیا بہت سے خواص سائنس دان اور حکماء کو بھی یہ خیال گزرا کہ یہ اجسام عقل اور نفس رکھتے ہیں انھوں نے زمین کے مختلف واقعات اور حادثات کو جن کے اسباب پوشیدہ تھے ان سیاروں کی طرف منسوب کیا پر یہ خیال بڑھتے بڑھتے تک بڑھا کہ صاحبین اور کلدانی اور مصری لوگوں نے چاند اور سورج اور سیاروں کی پرستش شروع کر دی اور شرک میں گر کر ہوئے اللہ تعالیٰ نے جب اسلام کی روشنی دنیا میں پھیلانی اور یہ اعتقاد منسوخ شروع ہوا اور حضرت نے صاف فرمایا تمہیں جھوٹے ہیں۔ بعد اس کے جب بیت کی زیادہ تحقیقات ہوئی اور بڑے بڑے آلات اور دور زمینیں ایجاد ہوئیں تب سے تو اس کی اعتقاد کی جڑا کھڑکی کیونکہ سوائے سیاروں کے اور کوئی سیارے نظام شمسی میں معلوم ہوئے جیسے سیریز، پاپلس، جوتو، نیپٹون اور رانٹس اور آفتاب مرکز عالم ٹھہرا اور زمین بھی ان سیاروں کی طرح ایک سیارہ قرار پائی اور چاند زمین کے تابع قرار پایا پھر سارا کائنات جو زرادوں برس سے ٹھہرنے کا کم کیا تھا بالپٹ اور چوٹ ہو گیا اور محال ہے کہ مشتری، مریخ اور زحل وغیرہ کی تاثیر تو خاص خاص آدمیوں پر ہوتی ہو اور سیریز، پاپلس، نیپٹون وغیرہ کی نہ ہوتی ہو حالانکہ وہ بھی ان کی طرح سیارے ہیں پھر محال ہے کہ زمین جس پر ہم سب بستے ہیں اور وہ بھی ایک سیارہ ہے اس کی تاثیر ہم پر نہ ہو اور ان سیاروں کی باوصف اس قدر بعد کے ہمارے اوپر یہ قدرت اور طاقت ہو دور کے و جمل سہانے زمین بچاؤی گہری مرقی ہے اس کی کوئی قدر اور منزلت نہیں۔ اس کو کھودتے ہیں، کوٹتے ہیں، مارتے ہیں، اس پر پلٹتے ہیں، پاؤں سے روندتے ہیں پھر دور کے تارے چمکتے اور اونچے دیکھ کر مقدس اور پاکیزہ خیال کئے جاتے ہیں حالانکہ ان سیاروں پر اگر جانا ہو سکے تو صاف معلوم ہو جائے کہ بعضے ان میں سے زمین سے بھی میلے اور ٹھکے اور پھاڑ دیں خود چاند میں دور زمین سے بہت بڑے بڑے غار معلوم ہوتے ہیں ہزار ہا صند بائیل کی ان کی گہرائی ہے۔ معاذ اللہ وہ کیسے حبیب اور تیار ہو سکتے۔ اور دور سے چاند کا وہ حسن ہے کہ معشوقوں کے دمنے کو اس سے تشبیہ دیتے ہیں یہی حال ہے انسان کا وہ بغیر غور اور فکر کئے ہوئے اور بغیر اپنے فکر کو میزان مقررہ سے جانچے ہوئے ایک خیال کو جمالیاتا ہے اور اس کا بغیر ہو جاتا ہے۔ خبر یہ تارے تو بڑے بڑے اجسام ہیں اور چمکتے اور روشن ہیں خدا کی باران کو لوگوں پر جو پھروں اور دریاؤں اور پہاڑوں اور درختوں اور جانوروں کو پونے ہیں اور ان کو اپنا معبود، مالک اور متصرف خیال کرتے ہیں بلکہ اپنے ہاتھ سے ایک بے جان پتھر مٹی یا تانبے یا چاندی یا سونے کا بنا کر اس کو پونے ہیں خدا کو اپنی خواہش کے موافق گھرا کرتے ہیں افروہ من من اتخذ اللہ ہونہ اور بیٹھے جو ان کی نسبت ذرا عاقل ہیں وہ آدمیوں اور جنوں کو پونے ہیں اور آدمی کی سی بے ثابت اور ناپائیدار ہستی کو معاذ اللہ خدا بنا دیتے ہیں آدمی کو خدا کا بنایا محبوب خیال کر کے اس کو مقدس اور لائق عبادت کے جانتے ہیں حالانکہ وہ آدمی جب زندہ تھے تو دنیا کی بات میں اور آدمیوں سے متوازن تھے کھاتے دھتے پیتے تھے جو ان ضروریہ ان کو پیش آتی تھیں جیسے اور آدمی مرے وہ بھی مر گئے یا مرے والے ہیں پھر ان کو خدا کی سے کیا علاقہ؟ وہ ہماری طرح خدا کی ایک مخلوق ہیں اور اصل یہ ہے کہ ان کو لوگوں نے اب تک سچے خدا کو نہیں پہچانا اور اس کی عظمت اور بڑائی اور تقدس پر غور نہیں کیا ورنہ ایسی ناپاک بات کہتے ہوئے ان کو شرم آتی اور سچے خدا کو ان کی درگاہ میں ایسی بے ادبی نہ کرتے خداوند کریم کی عظمت اس کی مخلوقات میں جن

كَافِرِينَ يَفْعُلُونَ الْكُفَرَ أَكْبَرُ وَبِالْكُفْرِ أَكْبَرُ ۝ کو اس کا انکار کیا اور کہنے لگے تارے تارے۔

تجہ غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے۔ زمین اس کی ایک ادنیٰ مخلوق ہے جس کا محیط چوبیس ہزار میل اور قطر قریب آٹھ ہزار میل کے ہے پھر مشرقی جو ہمارے نظام شمسی میں ایک سیارہ ہے وہ ہماری اس زمین سے ہزار ہوں گے اور اس کا قطر لاکھ میل ہے۔ اسی طرح ذیل زمین سے قریب چھ سو درجے کے ہوا ہے اس کا قطر اسی ہزار میل اسی طرح اور سیارے کچھ زمین سے بڑے کچھ چھوٹے کچھ زمین کے برابر ہیں ہماری زمین کو ایک چاند روشنی کے لیے عینیت ہوا ہے وہ بھی اس قدر بڑا ہے کہ اس کا قطر دو ہزار میل سے زیادہ ہے مشرقی کو چار چاند اور ذیل کو سات چاند اور یو اس کو چھ چاند یو ج اس کے کہ آفتاب سے بہت دور ہیں عینیت ہوتے ہیں۔ پھر آفتاب جو ان سب سیاروں کا مرکز ہے اس کی بڑائی اس قدر ہے کہ اگر اکیلا ہماری زمین سے تیرہ لاکھ سے بڑا ہے اور زمین سے نو کروڑ چوبیس لاکھ میل بعد رکھتا ہے۔ اگر آفتاب کی قدر کو برابر ایک گھڑے کے سمجھو تو زمین کی قدر ایک مزر کے برابر ہوگی اگر آفتاب کے قریب سے توپ چھوڑ دی جاوے تو زمین تک اس کا گولہ انیس برس میں بھی نہیں پہنچے گا۔ اب یہ سب سیارے اس آفتاب کے گرد پھرتے ہیں اور اس سے گرمی اور روشنی حاصل کرتے ہیں زمین کی حرکت اس قدر تیز ہے کہ ایک سو بیس گنا زیادہ توپ کے گولے سے حرکت کر رہی ہے اور اٹھاون ہزار میل ایک گھنٹے میں کرتی ہے اسی طرح اور ہمارے بھی اپنے مدار پر بڑی سرعت اور تیزی سے گھوم رہے ہیں پھر آفتاب ان سب بڑے بڑے جسموں کو لیے ہوئے معلوم نہیں کس کے گرد گھوم رہا ہے۔ اب سو اٹھاون سیاروں کے خود ہمارے نظام میں بڑے بڑے دمدار تارے ہیں جن کی عظمت پر خیال کرنے سے خدا کا خوف دل میں آجاتا ہے ایک دمدار تارے کی دم دس کروڑ میل سے بھی زیادہ لمبی حساب کی گئی ہے اور یہ دمدار تارے ایسے تیزرو ہیں کہ ان کی تیزروی خیالی ہے باہر ہے یہ آفتاب کے پاس آتے ہیں اور پھر کھلتے ہیں پھر اپنے کج کردار استوں میں نہایت جلد چلے جاتے ہیں۔ ۱۵۵ء میں ایک دمدار تارہ ایسا زمین کے نزدیک آگیا تھا کہ چاند اور زمین کے بیچ میں ہو گیا تھا اور چاند کو نظریے سے چھپا دیا تھا وہ دمدار تارہ جو ۱۵۵ء میں نمودار ہوا تھا زمین کے ایسا نزدیک آیا کہ زمین کی قوت جاذبہ نے اس کے چلنے پر اثر کیا تھا اگر وہ دمدار تارہ ہماری اس زمین سے رگڑ کھا کر ایک صدمہ پہنچاتا تو زمین مع سمندروں اور پہاڑوں کے پانی کی ایک بوند کی طرح یا پتھر کے ایک ٹکڑے کی طرح کسی زبردست اور بڑے تارے پر جا پڑتی لیکن وہ اپنی تیزروی سے مشرقی کے چاندوں کے بیچ میں سے ہو کر نکل گیا اگر ان چاندوں میں سے کہ وہ آپ نہایت تیزرو ہیں کسی کو اس تیزرو دمدار سے ٹکر لگ جاتی تو ایک یا دونوں ٹوٹ جاتے پر خدا کی نظر اپنی سب مخلوقات پر ہے اور وہ سب کی نگہبانی اور حفاظت کرتا ہے۔ اب یہ سارا ہمارا نظام شمسی مع اپنے سب سیاروں اور دمدار تاروں وغیرہ کے خدائی ان مصنوعات کے مقابلے میں جو آسمان پر بکثرت معلوم ہوتی ہیں بے قدر ہے اس لئے کہ یہ جو سب تارے صدمہ میل آسمان پر چپکے نظر آتے ہیں ہر ایک ان میں سے بخیر لک ایک آفتاب کے ہے اور اسی طور پر ہر ایک کو ان میں سے سیارے عینیت ہوتے ہیں پس کیا کیا عجب قدرت اور ادا کی ہے رات کو آسمان کی طرف دیکھ کر غور کر دو کہ جتنے سیارے دور ہیں سے نظر آتے ہیں وہ آٹھ کروڑ ہیں ان میں سے ایک ایک اس آفتاب کی مانند روشن ہے اور خیال میں یوں آتا ہے کہ ایک ایک ان میں سے اس آفتاب کے موافق اپنے اپنے جلو میں سیاروں کو رکھتا ہے اور ان کو گرمی اور روشنی دیتا ہے۔ اسلئے شہنشاہ ہے پر وہ قادر مطلق ہے خداوند کی قدرت انسان کے فہم اور ادراک اور قیاس کو پریشان کرتی ہے کہ وہ بروقت اور ہر لمحہ زمین اور دمدار ستاروں اور سیاروں اور لاکھوں کروڑوں آفتابوں سیاروں کی حفاظت کرتا ہے اور اپنی بے انتہا قدرت اور اختیار سے ان کے ہمارے عالموں کو اپنی راہوں پر چلاتا ہے اور ایک سے دوسرے کو لڑنے اور ٹکر کھانے نہیں دیتا پھر ان ثوابت کا بعد زمین سے اس قدر دور ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا کوئی آدمی ان کے بعد کا حساب نہیں کر سکتا ستر لاکھ برس میں جتنی دور توپ کا گولہ جائے گا نزدیک کا ستارہ اس سے بھی زیادہ دور ہے پھر کون جتنو کہ اللہ کی قدرت کو پاسکتا ہے اور کون خدا کے کمالات کو دریافت کر سکتا ہے۔ اب ایسے خداوند عظیم الشان کے جلال اور بزرگی کے سامنے انسان کا کیا وجہ ہے جو اس کی ایک ادنیٰ مخلوق یعنی زمین کا کیرا ہے اور وہ کس منہ سے خدائی کا دعویٰ کرتا ہے ظہ

۲۳۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں اتاری اللہ نے آسمان سے کوئی برکت مگر صبح کو ایک فرقہ اس کا انکار کرنے لگا۔ اللہ پانی برساتا ہے یہ لوگ کہتے ہیں فلاں فلاں تارہ نکلا یا ڈوب اس کی وجہ سے پانی برسا اور مرادی کی حدیث میں فلاں تارے فلاں تارے کے سبب سے۔

۲۳۴- ابن عباسؓ سے روایت ہے پانی پڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو آپؐ نے فرمایا صبح کی لوگوں نے بعضوں نے شکر پر اور بعضوں نے کفر پر تو جنہوں نے شکر پر کی انھوں نے کہا یہ اللہ کی رحمت ہے اور جنہوں نے کفر کیا انھوں نے کہا فلاں تو فلاں تو بچ ہوئے پھر یہ آیت اتری فلا اقسام بمواقع النجوم اخیر تک۔

باب: انصار اور حضرت علیؓ سے محبت رکھنا
ایمان میں داخل ہے اور ان سے بغض رکھنا

نفاق کی نشانی ہے

۲۳۵- انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منافق کی نشانی یہ ہے کہ انصار سے دشمنی رکھے اور مومن کی نشانی یہ ہے کہ انصار سے محبت رکھے۔

۲۳۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((مَا أُنْزِلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ بَرَكَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ قَرِيبٌ مِنَ النَّاسِ بِهَا كَافِرِينَ يَنْزِلُ اللَّهُ الْغَيْثَ فَيَقُولُونَ الْكَوْكَبُ كَذَا وَكَذَا وَفِي حَدِيثِ الْمُؤَادِبِيِّ بِكَوْكَبٍ كَذَا وَكَذَا))

۲۳۴- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مُطِرَ النَّاسَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَصْبَحَ مِنَ النَّاسِ شَاكِرٌ وَمِنْهُمْ كَافِرٌ قَالُوا هَذِهِ رَحْمَةُ اللَّهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَقَدْ صَدَقَ نَوْءُ كَذَا وَكَذَا)) قَالَ فَتَرَكْتُ هَذِهِ الْآيَةَ فَلَا أَفْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ حَتَّى يَلْغَوْا وَتَحْمِلُونَ رِزْقَكُمْ أَنْكُمْ تَكْذِبُونَ

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ حُبَّ الْأَنْصَارِ وَعِلْمِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ مِنَ الْبَيَانِ وَعَلَامَاتِهِ وَبَعْضُهُمْ مِنَ عَلَامَاتِ النِّفَاقِ
۲۳۵- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((آيَةُ الْمُنَافِقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ وَآيَةُ الْمُؤْمِنِ حُبُّ الْأَنْصَارِ))

لن اجماع پھار یا دریا جان یا سورج یا آدمی یا جن یا قہریا دی یا نبی کی پرستش کرتا ہے اور اپنے ایسے خداوند عظیم الشان کی طرف اپنے دل کو متوجہ نہیں کرتا اور اس کو چھوڑ کر اور اس سے مدد چاہتا ہے اور اوروں سے اپنی حاجتیں مانگتا ہے۔ لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔
(۲۳۳) یعنی میں قسم کھاتا ہوں تارے ڈوبنے کی بات کرنے کی اور یہ قسم اگر سمجھو تو بڑی قسم ہے اخیر تک یہاں تک فرمایا کہ تم اپنا حصہ بھی لیتے ہو کہ بھلائے ہو۔ شیخ ابو عمرو نے کہا یہ مقصود نہیں کہ سب آیتیں نوہ کے باب میں اتریں کیونکہ تفسیر اس کا انکار کرتی ہے بلکہ یہ آیت وتصلحون ورتقکم انکم تکتلون نوہ کے باب میں اتری اور باقی اور باب میں اور ابن عباسؓ سے ایک روایت میں صرف یہی آیت مذکور ہے اور اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ تم اپنا شکر یا اپنے رزق کا شکر یا اپنا حصہ بھی لیتے ہو خدا کی رحمت سے اور نسبت کرتے ہو روزی کی تاروں کی طرف۔

(۲۳۵) کیونکہ انصار وہ لوگ ہیں جنھوں نے رسول اللہؐ کو مدینہ میں بلوایا پھر ہر طرح سے آپ کی مدد کی گویا اسلام کو بھانے والے اور قائم کرنے والے انصار ہیں تو ان سے محبت رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

۲۳۶- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور ان سے دشمنی رکھنا نفاق کی نشانی ہے۔

۲۳۷- عدی بن ثابت سے روایت ہے میں نے براء بن عازبؓ سے سنا وہ حدیث بیان کرتے تھے رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے انصار کے باب میں کہ ان کا دوست مومن ہے اور ان کا دشمن منافق ہے اور جس نے ان سے محبت کی اللہ اس سے محبت کرے گا اور جس نے ان سے دشمنی کی اللہ اس سے دشمنی کرے گا۔ شعبہ نے کہا میں نے عدی سے پوچھا تم نے یہ حدیث براء سے سنی؟ انہوں نے کہا براء نے مجھ ہی سے یہ حدیث بیان کی۔

۲۳۸- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انصار سے کبھی دشمنی نہ رکھے گا وہ شخص جو ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت پر۔

۲۳۹- وہی ہے جو اوپر گزر گیا یہ روایت ابوسعیدؓ سے ہے۔

۲۴۰- زر بن حبیش (اسدی کوئی جو ایک سو بیس یا تیس یا ستائیس برس کا ہو کر مرا اور اس نے جاہلیت کا زمانہ دیکھا تھا) نے کہا حضرت علیؓ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس نے داند چیرا (پھر اس نے گھاس اگائی) اور جان بنائی رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ نہیں محبت رکھے گا مجھ سے مگر مومن اور نہیں دشمنی رکھے گا مجھ سے مگر منافق۔

۲۳۶- عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ((حُبُّ الْأَنْصَارِ آيَةُ الْإِيمَانِ وَبُغْضُهُمْ آيَةُ النِّفَاقِ)) .

۲۳۷- عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الْأَنْصَارِ ((لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ مَنِ أَحْبَبَهُمُ أَحَبَّهُ اللَّهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمُ أَبْغَضَهُ اللَّهُ)) قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ لِعَدِيِّ سَمِعْتَهُ مِنَ الْبَرَاءِ قَالَ إِيَّايَ حَدَّثَ .

۲۳۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يُبْغِضُ الْأَنْصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ)) .

۲۳۹- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يُبْغِضُ الْأَنْصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ)) .

۲۴۰- عَنْ زُرِّ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ ((أَلَا نَأْتِي بِحُبِّينِي إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُنِي إِلَّا مُنَافِقٌ)) .

(۲۴۰) ☆ حضرت علیؓ آنحضرتؐ کے چچا زاد بھائی اور آپؐ کے داماد تھے اور بچپن ہی سے ایمان لائے تھے اور آپؐ ان سے بہت محبت رکھتے تھے جب بڑے ہوئے تو بہت مدد کی انہوں نے آپؐ کی اور لڑائیوں میں بڑی بہادری اور جان بازی کی اور سخت کافروں کو مارا تو ان کا احسان ہر ایک مسلمان پر ہے اور ہر ایک مسلمان کو ان سے محبت رکھنا ضروری ہے۔

بَابُ بَيَانِ نَقْصَانِ الْإِيمَانِ بِنَقْصِ الطَّاعَاتِ
وَبَيَانِ إِطْلَاقِ لَفْظِ الْكُفْرِ عَلَى غَيْرِ
الْكُفْرِ بِاللَّهِ كَكُفْرِ النِّعْمَةِ وَالْحَقُوقِ

باب: عبادت کی کمی سے ایمان کا گھٹنا اور ناشکری اور
احسان فراموشی کو کفر کہنا

۲۴۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَأَكْثِرْنَ الْإِسْتِغْفَارَ فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ)) فَقَالَتْ: امْرَأَةٌ مِنْهُمْ حَزَلَتْهُ وَمَا لَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ قَالَ: ((تَكْفُرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَمَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتٍ عَقْلٍ وَدِينٍ أَغْلَبَ لَدِي لُبٌ مِنْكُنَّ)) قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ

۲۴۱- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت تم صدقہ دو اور استغفار کرو کیونکہ میں نے دیکھا جہنم میں اکثر عورتیں ہیں؟ ایک عقل مند عورت دہلیٰ رسول اللہ! کیا سب سے عورتیں کیوں زیادہ ہیں جہنم میں؟ آپ نے فرمایا وہ لعنت بہت کرتی ہیں۔ اور خاوند کی ناشکری کرتی ہیں۔ میں نے عقل اور دین میں کم اور عقل مند کو بے عقل کرنے والی تم سے زیادہ کسی کو نہ دیکھا۔ وہ عورت بولی ہماری عقل اور دین میں کیا کمی ہے؟ آپ نے فرمایا عقل کی کمی تو اس سے معلوم ہوتی ہے کہ

(۲۴۱) نوٹی نے کیا اس حدیث سے بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک تو غیب صدقہ اور نیک کاموں کی اور استغفار بہت کرنے کی۔ دوسرے یہ کہ نکلیوں سے گناہ مٹ جاتے ہیں جیسے قرآن سے ثابت ہے۔ تیسری یہ کہ خاوند کی ناشکری اور احسان فراموشی بڑا گناہ ہے اور جہنم کا وعدہ ای گناہ میں ہوتا ہے جو کبیرہ ہو۔ چوتھی یہ کہ لعنت کرنا بھی ایک گناہ ہے مگر کبیرہ نہیں کیونکہ آپ نے فرمایا لعنت بہت کرتی ہیں اور صغیرہ کو بہت کرنا کبیرہ ہے۔ اور رسول اللہ نے فرمایا مسلمان پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کے برابر ہے اور اتفاق کیا ہے علماء نے لعنت کے حرام ہونے پر اور لعنت کہتے ہیں لغت میں دور کر دینے اور نکل دینے کو اور شرع میں اللہ کی رحمت سے دور کرنے کو تو درست نہیں ہے یہ بات کہ دور کر دینے کی رحمت سے کسی کو جب تک اس کا حال اور اس کے خاتمہ کا حال یقیناً معلوم نہ ہو۔ اس لیے علماء نے کہا کہ کسی شخص خاص پر لعنت کرنا خواہ مسلمان ہو یا کافر درست نہیں یہاں تک کہ جانور پر بھی جب تک نص شرعی سے یہ بات معلوم نہ ہو کہ وہ کافر ہے مرا ہے یا کافر ہے مرے گا جیسے ابو جہل یا ابلیس لیکن لعنت کرنا اوصاف کے ساتھ جو حرام نہیں ہے خود حدیث میں لعنت آئی ہے اس عورت پر جو بادل جوڑے یا جوڑو اسے گودنا گودے یا گداوے، سود کھانے والے پر، کھلانے والے پر، تصویر بنانے والوں پر، ظالموں پر، قاتلوں پر، کافروں پر جو زمین کی نشانی ہیں، اس پر جو غلام اپنے مالک کے سوا اور کسی کو مالک بناوے جو اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ بناوے جو اسلام میں بدعت نکالنے یا بدعتی کی حد کرے وغیرہ وغیرہ بہت لوگوں پر۔ چنانچہ یہ کہ کفر کا اطلاق سوا کفر شرعی کے ناشکری و احسان فراموشی پر بھی ہوتا ہے۔ چوتھی یہ کہ ایمان میں زیادتی اور کمی ہوتی ہے۔ ساتویں یہ کہ لہام اور حاکم کو نصیحت کرنا پڑ جائے اور انکو ڈرانے کا ہوا سے رغبت دلانا عبادتوں کی درست ہے۔ آٹھویں یہ کہ شاگرد کو استاد اور رعیت کو امام سے پوچھنا اور سوال کرنا درست ہے جب اس کی سمجھ میں کوئی بات نہ آوے۔ نویں یہ کہ صرف رمضان کا لفظ کہنا درست ہے باہر رمضان یا شہر رمضان کہنا ضروری نہیں۔ امام ابو عبد اللہ مازنی نے کہا ہے جو عورتوں کی عقل کی کمی ان کی گواہی سے نکالی ہے اشارہ ہے اس آیت کی طرف ان تفضل احمد ہما اخیر تک یعنی اگر ایک عورت بھول جاوے تو دوسری اس کو یاد دلاوے اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں میں ضبط اور حفظ کم ہے اور اختلاف کیا ہے لوگوں نے عقل میں۔ بعضوں نے کہا عقل علم کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا عقل

وَمَا نُفَصِّنَ الْعَقْلَ وَالَّذِينَ قَالَ ((أَمَا نُفَصِّنَ الْعَقْلَ فَشَهَادَةُ اِمْرَاتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ فَهَذَا نُفَصِّنَ الْعَقْلَ وَتَمَكَّنْتَ اللَّيَالِي مَا تَصْلِي وَتَقْطِرُ فِيهِ رَمَضَانُ فَهَذَا نُفَصِّنَ الدِّينَ))

دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے اور دین میں

کی یہ ہے کہ عورت کئی دن تک (ہر مہینے میں) نماز نہیں

پڑھتی (حیض کی وجہ سے) اور رمضان میں روزے نہیں

رکھتی (حیض کے دنوں میں)۔

۲۴۲- و حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ عَنْ أَبِي الْهَادِ بِهِذِهِ الْإِسْنَادُ مَقْلَةً.

۲۴۳- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي غَمْرٍو عَنْ

الْمُعْتَمِرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

۲۴۲- اس سند سے بھی مذکور بالا حدیث مروی ہے۔

۲۴۳- اوپر والی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

لہ بعض علوم ضروریہ کو اور بعضوں نے کہا عقل ایک قوت ہے جس کی وجہ سے تمیز ہوتی ہے معلومات کے حقائق میں اور عقل کی حقیقت اور

اس کی اقسام میں بہت اختلاف ہے جو مشہور ہے اور کوئی حادثہ اس کے بیان کرنے کی اس مقام پر نہیں ہے پھر اختلاف کیا ہے لوگوں نے عقل

کی جگہ میں۔ مشکلمیں نے کہا کہ عقل کی جگہ دل ہے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ عقل کی جگہ دماغ ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ حال کے عیسویوں نے بہت دلائل سے بات ثابت کی ہے کہ عقل اور تمام قوائے مدد کہ کا ظرف دماغ ہے اور جس

فصل کو یہ دلائل دیکھنا وہ حکمت کی کتابوں کی طرف رجوع کرے اور عمدہ معنی عقل کا یہ ہے کہ بوجہ مختلف تہارت اور واقعات کے جو قوت

مدد کہ کو ایک حالت حاصل ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ تمیز کر لیتا ہے برے اور نیکے صحیح اور فاسد میں۔

پھر امام نوویؒ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے جو عورتوں کے دین کی کمی حیض کے دنوں میں نماز نہ پڑھنے اور روزہ نہ رکھنے سے بیان کی اس

کو بعض لوگوں نے مشکل سمجھا ہے حالانکہ یہ بات نہیں کیونکہ دین اور اسلام اور ایمان کا ایک ہی معنی ہے اور عبادات کو ایمان اور دین کہتے ہیں

اور جب یہ ثابت ہوا تو جس کی عبادت زیادہ ہیں اس کا ایمان اور دین بھی زیادہ ہے اور جس کی عبادت کم ہیں اس کا دین اور ایمان بھی کم ہے پھر

انصاف دین کا بھی تو اس طرح ہوتا ہے کہ انسان اس کی وجہ سے گنہگار نہ ہو جیسے کوئی نماز یا روزہ ترک کرے بغیر عذر کے اور بھی اس طرح

سے ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے گنہگار نہ ہو جیسے کوئی جہاد یا جمعہ ترک کرے ^{بغیر عذر} اور بھی اس طرح ہوتا ہے کہ وہ مکلف ہو اس کے ساتھ

جیسے حائضہ روزہ نماز ترک کرے۔ اگر کوئی کہے حائضہ جب معذور ہے تو چاہئے کہ حیض کی حالت میں اس کو نماز کا ثواب ہو اگرچہ وہ اس کو قضا

نہیں کرتی جیسے مریش یا مسافر کو نواخل کا جن کو وہ حالت صحت اور اقامت میں ادا کرتے تھے ثواب ہوتا ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ ظاہر

حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حائضہ کو ثواب نہ ہو گا اور فرق یہ ہے کہ مریش اور مسافر نواخل کو یہ نیت دوام ادا کرتے تھے اور وہ ان کے

لائق ہیں بر خلاف حائضہ کے اور اس کی توقیت بھی یہی ہے کہ حیض کی حالت میں نماز ترک کرے گی بلکہ نماز کی نیت حیض کی حال میں حرام ہے

تو حائضہ کی نظیر وہ مریش یا مسافر ہے جو بعض وقت نواخل ادا کرتا تھا اور بعض وقت نہیں ایسے مریش یا مسافر کو نواخل کا ثواب نہ ملے گا اپنے

مریش یا سفر میں جب وہ ان کو ادا نہ کرے۔ - سبحان قال النووی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْعِلٍ مَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ بَيَانِ إِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى مَنْ
تَرَكَ الصَّلَاةَ

۲۴۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السُّجُودَ فَسَجَدَ اغْتَوَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي يَقُولُ يَا وَبَلَّةَ فِي رِوَايَةِ أَبِي كَرَيْبٍ يَا وَيْلَيَّ أَمْرُ ابْنِ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَأَمْرُتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ))

۲۴۵- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((فَعَصَيْتُ فَلِيَ النَّارُ))

۲۴۶- عَنْ جَابِرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ

۲۴۳) نووی نے کہا امام مسلم کا مقصود اس حدیث کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ بعض افعال کے ترک سے کفر ہو جاتا ہے یا ہیبتاً براے نام اور شیطان کا کفر سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ماخوذ ہے اس آیت سے وَاذْكُرْنَا لِلْمَلَكَةِ اسْجُدَا لِآدَمَ فَسَجَدَ اِلَّا الْإِبْلِيسَ ابی واستحکبر وکان من الکافرین یعنی یاد کر اس وقت کو جب ہم نے کہا فرشتوں سے سجدہ کرو آدم کو پھر سجدہ کیا انھوں نے پھر اٹھیں نے نہ مانا اور غرور کیا اور وہ تھا کافروں سے۔ جمہور علماء نے یہ کہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ کافر تھا اور بعض نے کہا کان بمعنی صار ہے یعنی ہو گیا کافروں میں سے جیسے وحال بینھما الموج فکان من المغرین۔

۲۴۶) نووی نے کہا حدیث کا معنی یہ ہے کہ کفر سے مانع نماز کا ترک نہ کرنا ہے پھر جب نماز کو ترک کیا تو نہ وہ اور شرک اور کفر کے بیچ میں کوئی روک نہ رہی اور شرک و کفر ایک ہے اور کبھی شرک خاص کیا جاتا ہے بت پرستوں سے تو کفر عام ہو گا شرک سے اور جو شخص نماز کو ترک کرے اس کی فریشت کا انکار کرے وہ تو کافر ہے باجداً اہل اسلام اور ملت اسلام سے خارج ہے لیکن اس صورت میں جب وہ فو مسلم ہو اور ارکان اسلام سے واقف نہ ہو تو کافر نہ ہو گا اور جو شخص نماز کو ترک کرے سستی اور کاہلی سے اس کو فرض جان کر تو اس کے باب میں علماء اختلاف ہے امام مالک اور شافعی اور جمہور سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہو گا بلکہ فاسق ہو گا اس سے توبہ کرائی چاہوے گی پھر اگر وہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے تو خیر ورنہ اس کو قتل کر دیں گے حدیثی زانی محسن کو سنگسار کرتے ہیں پر ہمارے اصولاً کو تلواریں قتل کریں گے اور ایک جماعت سلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر ہو چاہوے گا اور یہی محمول ہے حضرت علیؓ سے اور یہی مروی ہے امام احمدؒ سے اور اسی طرف گئے ہیں

کے بیچ میں نماز کا ترک ہے۔

الشُّرُوكُ وَالْكَفَرُ تَرْكُ الصَّلَاةِ ((

۲۴۷- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ آدمی اور کفر و شرک کے درمیان فرق نماز کا چھوڑنا ہے۔

۲۴۷- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشُّرُوكِ وَالْكَفَرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ))

باب: اللہ پر ایمان لانا سب کاموں سے بڑھ کر ہے

بَابُ بَيَانِ كَوْنِ الْإِيمَانِ بِاللَّهِ تَعَالَى أَفْضَلَ الْأَعْمَالِ

۲۴۸- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کون سا کام افضل ہے؟ (یعنی سب سے بڑھ کر) آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا پھر پوچھا گیا اس کے بعد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا حج مبرور۔

۲۴۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيْ الْأَعْمَالِ أَفْضَلَ قَالَ ((إِيْمَانٌ بِاللَّهِ)) قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ((الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)) قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ((حَجٌّ مَبْرُورٌ))

علیہ عبد اللہ بن مبارک اور اسحاق بن راہویہ۔ السراج الوہاج میں ہے کہ ظاہر حدیث اس مذہب کی تائید کرتی ہے اور اسی کو ثابت کیا ہے علمائے حدیث نے اور علامہ ابن قیمؒ کی ایک حدیث کتاب ہے اس باب میں انھوں نے مخالفوں کی سب دلیلوں کا جواب دیا ہے اور امام شوکانیؒ نے اسلئے ائیر میں اسی کو اختیار کیا ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو کوئی قصد نماز ترک کرے وہ قتل کے لائق ہو گا اور مسلمانوں کے حاکم پر واجب ہے اس کو قتل کرنا اور اس سے کہا جاوے گا نماز پڑھ پھر اگر اس نے انکار کیا تو فوراً قتل کیا جائے گا اور کوئی ضرورت نہیں کہ مہلت دی جاوے اس کو تین روز کی بلکہ انکار کرتے ہی اس کو قتل کریں گے اور میں نے اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے ”ہدایۃ السائل“ میں اچھی۔ نو دی نے کہا ابو حنیفہؒ اور ایک جماعت کا اہل کوفہ میں سے یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہو گا اور نہ قتل کیا جاوے گا بلکہ اس کو سزا دیں گے اور قید کریں گے یہاں تک کہ نماز پڑھے اور جو شخص کفر کا قائل ہو اسے اس کی دلیل ظاہر حدیث ہے اور جس نے کہا کہ اس کو قتل نہ کریں اس کی دلیل وہ حدیث ہے کہ نہیں حلال ہے مسلمان کا خون اگر ایک بات سے تین باتوں میں سے اور اس میں نماز کا ترک نہیں ہے اور جبور نے جو کہا وہ کافر نہ ہو گا تو دلیل لاتے ہیں اس آیت سے ان الله لا يعجز ان يشرك به ويعجز مادون ذلك لمن يشاء یعنی اللہ نہیں بخشے گا شرک کو اور بخش دے گا اس کے سوا جس کو چاہے اور اس حدیث سے کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت میں جاوے گا اور جو شخص مر جاوے لا الہ الا اللہ پر یقین رکھ کر وہ جنت میں جاوے گا اور اس کو قتل نہ کرنا چاہیے۔ اس کی دلیل یہ آیت ہے فَاَنْتُمْ قَاتِلُوْهُمُ اَوْ اَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيْلَهُمْ یعنی اگر وہ توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کو چھوڑ دو یعنی جان بخشی کر اور یہ حدیث ہے کہ مجھے حکم ہوا لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ لا اللہ الا اللہ کہیں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں پھر جب وہ ایسا کریں تو بچا لیا انھوں نے اپنا خون اور مال اور اس کی تاولیہ یہ کی کہ بندہ نماز سے ترک سے مستحق ہو گا اس سزا کا جو کافر کو ہوتی ہے یعنی قتل کا یا حدیث معمول ہے اس پر کہ جو نماز کو ترک کرنا درست سمجھے تو یہ تمام کفر ہے یا اس کا فعل کافر کو سا ہے۔ اچھی

(۲۴۸) ☆ نو دی نے کہا حج مبرور ہے جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور بعضوں نے کہا جو حج قبول ہو جاوے خدا کو یا جو صادق ہو خالصاۃً ہو پھر قبول ہونے کی نشانی یہ ہے کہ حج کے بعد نیک کام کرے اور گناہوں سے بچتا ہے۔

۲۴۹- و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْنَرُ عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۲۵۰- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ ((الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ)) قَالَ قُلْتُ أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ قَالَ ((أَنْفُسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا وَأَكْثَرُهَا نَمًا)) قَالَ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ قَالَ ((تَعِينْ صَانِعًا أَوْ تَصْنَعْ بِالْخَرْقِ)) قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ ضَعَفْتُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ قَالَ ((تَكَفَّفْ شَرَكًا عَنِ النَّاسِ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ مِنْكَ))

۲۵۰- ابو ذر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے میں نے پوچھا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا اور جہاد کرنا اس کی راہ میں۔ میں نے کہا کون سا پردہ آزار کرنا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا جو پردہ اس کے مالک کو عمدہ معلوم ہو اور جس کی قیمت بھاری ہو۔ میں نے کہا اگر میں نہ یہ کر سکوں؟ آپ نے فرمایا تو مدد کر کسی صانع کی یا مزدوری کر اس کے لیے جو بے ہنر ہو (یعنی کوئی کام اور پیشہ نہ جانتا ہو اور روٹی کا محتاج ہو) میں نے کہا یا رسول اللہ اگر خود میں ناتواں ہوں؟ یعنی کام نہ کر سکوں یا کوئی کسب نہ

(۲۵۰) جہاں میں نے پوچھا کونسا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا ایمان لانا اللہ پر۔ اس سے معلوم ہوا کہ عمل کا اطلاق ایمان پر بھی ہوتا ہے اور مردہ اس سے وہ ایمان ہے جس کے سبب سے آدمی مسلمان ہوتا ہے اور وہ دل سے یقین کرنا ہے اور زبان سے کہنا ہے شہادتیں کا۔ یقین تو دل کا عمل ہے اور کہنا زبان کا عمل اور یہاں ایمان میں اور اعمال داخل نہیں ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، جہاد وغیرہ کیونکہ ان کو آگے بیان کیا ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان اعمال کو ایمان نہ کہیں۔ (السرارج الوہاب)

پوچھا کیا کوئی مردہ آزار کرنا افضل ہے؟ فرمایا وہ جو اس کے مالک کو عمدہ معلوم ہو۔ یہ جب ہے کہ ایک ہی مردہ آزار کرنا چاہے اور جو اس کے پاس کچھ روپیہ ہو اور ان کے بدلے دو پردے اس سے لے سکتے ہوں پر اعلیٰ پر وہ ایک ہی آتا ہے تو دو کو لے کر آزار کرنا افضل ہے ایک عمدہ کے آزار کرنے سے اور یہ قربانی کے خلاف ہے قربانی میں ایک موٹی تازی بکری دو بلی بکریوں سے بہتر ہے۔ (السرارج الوہاب)

کہا گیا اگر میں یہ نہ کر سکوں؟ فرمایا تو مدد کر کسی صانع کی۔ السرارج الوہاب میں ہے کہ بیٹھے خضوں میں بجائے صانع کے صانع ہے یعنی گھانے والا اور بیٹھے خضوں میں صانع ہے مگر صحیح صانع ہے صادمہملہ سے جس صورت میں صانع ہو صادمہملہ اور نون سے تو معنی یہ ہو گئے کہ مدد کر کسی کارگر کی جو تاجہ سے محنت اور مزدوری کرتا ہو جیسے بڑھی پالو یا درزی وغیرہ کیونکہ یہ کمائیاں حلال ہیں اور مردہ پیشہ والا ہے جس کو اس کی کمائی بس نہ ہوتی ہو اور اس کے ہاں بچے بہت ہوں جن کی پرورش اس کی کمائی میں دشوار ہو تو اس کی مدد کرنا بڑا ثواب ہے اور جس صورت میں صانع ہو صادمہملہ سے تو وہ ضیاع ہے جس کے معنی عیال کے ہیں یعنی جو عیال دار ہو اور مطلق ہو اس کی مدد کر اور جس صورت میں صانع ہو صادمہملہ اور نہیں مجھ سے تو معنی نہیں دیتے کیونکہ صانع سونے چاندی کے گھانے والے کو کہیں گے پر اس کی خصوصیت کی کوئی وجہ نہیں ہے اور امام نووی نے اس مقام پر دو ہی لفظوں کو نقل کیا ہے ایک صانع صادمہملہ اور نون سے اور دوسرے صانع صادمہملہ اور عین ہملہ سے پھر یہ کہا کہ صحیح علماء کے نزدیک صانع صادمہملہ اور نون سے ہے اور قرینہ اس پر یہ ہے کہ مقابلہ کیا اس کا اثر خرق سے اور اخر خرق اسے کیجئے جن سے کوئی بھر اور پیشہ نہ آتا ہو اور ابن طاہر نے مجمع البحار میں بھی صرف دو لفظوں کو نقل کیا ہے پھر یہ کہا ہے کہ بعضوں نے صانع صادمہملہ اور نون سے صحیح کہا ہے تو معلوم نہیں کہ السرارج الوہاب میں تیسرا لفظ صانع صادمہملہ اور عین مجھ سے کہاں سے نقل کیا ہے اور حق

عَلَى نَفْسِكَ))

کر سکوں؟ آپ نے فرمایا تو کسی سے برائی نہ کر یہی تیرا صدقہ ہے اپنے نفس پر۔

۲۵۱- ابو ذرؓ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے۔

۲۵۱- عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَوَرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((فَتَعِينِ الصَّانِعَ أَوْ نَصْنَعُ لَأُخْرَقَ))

۲۵۲- عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کون سا کام افضل ہے؟ (یعنی سب سے بڑھ کر ہے ثواب میں) آپ نے فرمایا نماز پڑھنا اپنے وقت پر۔ میں نے کہا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا نیکی کرنا ماں باپ سے (یعنی ان کو خوش اور راضی رکھنا اور ان کے ساتھ احسان کرنا اور ان کے دوستوں کے ساتھ بھی سلوک کرنا)۔ میں نے کہا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ میں۔ پھر میں نے زیادہ پوچھنا چھوڑ دیا آپ کی رعایت کر کے (تاکہ آپ پر باند نہ گزرے)۔

۲۵۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ ((الصَّلَاةُ لَوْ قُبِحَ)) قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ((بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ((الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)) فَمَا تَرَسَّخْتُ أَسْتَزِيدُهُ إِلَّا بِإِذْعَاءِ عَلَيْهِ

۲۵۳- عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے نبی کون سے اعمال جنت کے قریب کرنے والے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نماز کو وقت پر ادا کرنا۔ میں نے پوچھا اور کیا؟ آپ نے فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک۔ میں نے پوچھا اور بتائیں۔ کہا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔

۲۵۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَقْرَبُ إِلَى الْجَنَّةِ قَالَ ((الصَّلَاةُ عَلَى مَوَاقِيعِهَا)) قُلْتُ وَمَاذَا يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَالَ ((بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) قُلْتُ وَمَاذَا يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَالَ ((الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ))

۲۵۴- ابو عمرو شیبانیؓ سے روایت ہے مجھ سے بیان کیا اس گھر والے نے اور اشارہ کیا عبداللہ بن مسعودؓ کے گھر کی طرف کہا پوچھا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کون سا کام بہت پسند ہے اللہ تعالیٰ کو؟ اس کے بعد پوری حدیث بیان کی جو اوپر گزری۔

۲۵۴- عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي صَاحِبُ هَذِهِ الدَّارِ وَأَشَارَ إِلَى دَارِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۵۵- دوسری روایت بھی ایسی ہے اس میں یہ ہے ابو عمرو شیبانیؓ

۲۵۵- عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ

لَوْ شَاءَ يَهْدِي سَبِيلَهُ - وَاللَّهُ أَعْلَمُ

یہ جو فرمایا ہے برائی نہ کریں تیرا صدقہ یہی ہے اپنے نفس پر یعنی جیسے صدقہ دینے سے دوسرے کو فائدہ حاصل ہوتا ہے اسی طرح برائی نہ کرنے سے نفس کو فائدہ حاصل ہوتا ہے دنیا میں آرام ملے اور آخرت میں ثواب ملے گا۔

وَأَشَارَ إِلَى ذَاكَ عَبْدُ اللَّهِ وَمَا سَمَاءُ لَنَا. نے اشارہ کیا عبد اللہ بن مسعودؓ کے گھر کی طرف اور ان کا نام نہ لیا۔

۲۵۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَفْضَلُ الْإِسْتِمَالِ أَوْ الْعَمَلِ الصَّلَاةُ لِقَبْلِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ))۔
عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب کاموں سے بڑھ کر یا سب سے بڑھ کر کام نماز پڑھنا ہے اپنے وقت پر اور نیکی کرتا ہے ماں باپ سے۔

باب : شُرک سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور اس کے بعد کون سا گناہ ہے اس کا بیان
أَعْظَمُهَا بَعْدَهُ

۲۵۷- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ

(۳۵۶) ☆ نو دینی نے کہا اس مقام پر ایک اشکال ہے وہ یہ ہے کہ بعضی روایتوں میں سب سے افضل ایمان کو قرار دیا پھر جہاد کو پھر حج کو اور بعض میں ایمان اور جہاد کو اور نماز کو پھر ماں باپ سے سلوک کرنے کو پھر جہاد کو اور بعض میں کھانا کھلانے اور ہر ایک کو سلام کرنے اور بعض میں قرآن سیکھنے اور سکھانے کو اور اس کے مثل بہت سی صحیح حدیثوں میں مذکور ہے تو اختلاف کیا ہے علما نے کہ کیونکر جمع ہو گا ان اختلافوں کا۔ طبعی نے قتال۔۔۔ شامی کبیر سے نقل کیا کہ دو طرح سے جمع ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ یہ اختلاف باعتبار اختلاف احوال اور اشخاص کے ہے اور کبھی کہتے ہیں یہ بات سب سے بہتر ہے اور یہ مراد نہیں ہوتی کہ ہر طرح یا ہر شخص کے لیے بہتر ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جس نے حج نہیں کیا اس کے لیے حج چالیس جہاد سے بہتر ہے اور جس نے جہاد نہیں کیا اس کے لیے ایک جہاد چالیس حج سے بہتر ہے۔ دوسری یہ کہ افضل الاعمال سے پہلے سن کا لفظ محذوف ہو تو ترجمہ یہ ہو گا کہ افضل کاموں میں سے ایمان ہے اور جہاد ہے اس صورت میں کوئی اشکال نہیں جیسے کہتے ہیں فلاں شخص ان میں سے عاقل ہے یا فاضل ہے اور مراد یہ ہوتی ہے کہ ان کے عاقلوں یا فاضلوں میں سے ہے اور ایسے ہی قول ہے رسول اللہؐ کا بہتر تم میں سے وہ ہے جو بہتر ہو اپنے گھر کے لوگوں کے لیے اور معلوم ہے یہ بات کہ گھروالوں کے لیے بہتر ہونے سے سب لوگوں سے بہتر نہیں ہو سکتا اور ایسے ہی لوگ کہتے ہیں سب سے زیادہ عالم سے نفرت کرنے والے اس کے ہمسائے ہوتے ہیں حالانکہ ممکن ہے کہ کوئی شخص اس کے ہمسایوں سے بھی زیادہ اس کی پروا نہ کرتا ہو۔ یہ کلام ہے قتال کا اس صورت میں ایمان سب سے افضل ہو گا اور باقی اعمال برابر ہوں گے فضیلت میں پر بعضے خاص صورتوں میں یا خاص شخصوں میں ایک عمل دوسرے سے فضیلت رکھے گا اور ثم کا لفظ جو بعضی روایتوں میں ہے اس سے کسی ایک عمل کی دوسرے سے فضیلت میں مقصود نہیں بلکہ محض ترتیب ذکر کی کے لیے ہے جیسے ثم کان من الذین امنوا اور قاضی عیاضؒ نے جمع کے لیے دو وجہیں بیان کی ہیں ایک تو وہی وجہ جو پہلے مذکور ہوئی انھوں نے کہا کہ جواب میں اختلاف ہو چکا اختلاف احوال کے ہے تو ظاہر آپؐ نے ہر ایک قوم کو وہ کام جو بہت ضروری تھا ان کے لیے یا جس کو انھوں نے حاصل نہیں کیا تھا یا پچاننا تھا دوسرے یہ ہے کہ آپؐ نے مقدم کیا جہاد کو حج پر اس لیے کہ جہاد کی بہت ضرورت تھی اس زمانہ میں جو بد شرع زمانہ اسلام کے اور صاحب تحریر نے ایک یہ وجہ بیان کی ہے اور دوسری یہ کہ ثم کلام عرب میں ترتیب کو متعقی نہیں اور یہ قول شاذ ہے اہل عرب میں اور اصول کے نزدیک پھر صاحب تحریر نے کہا صحیح ہے کہ جہاد کو آپؐ نے مقدم کیا اس واسطے کہ مراد آپؐ کی وہ زمانہ ہے جب جہاد کی بہت ضرورت ہو اور کافروں کا جہوم ہو جائے اس وقت تو جہاد سب پر فرض ہو جاتا ہے اور جہاد میں فاکہہ ہے تمام مسلمانوں کا اور حج تو دوسرے وقت میں بھی ادا ہو سکتا ہے۔ ابھی اہل النودی ملاحظہ۔

(۳۵۷) ☆ یعنی مجلس ہو اور تجھے جو اپنی بی بی کے کھانے کی تکلیف ہو تو یہ خیال کر کے کہ اولاد کو کہاں سے کھلاؤں گا ان کو مار ڈالے تھ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ ((أَنْ تَخْفَلَ لِلَّهِ بَيْدًا وَهُوَ خَلْقَكَ)) قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنَّ ذَلِكَ لَعَظِيمٌ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ((ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)) قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ((ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ حَبِيلَةَ جَارِكَ))

صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا گناہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک یا برابر والا کسی اور کو بنادے حالانکہ تجھے اللہ نے پیدا کیا (پھر تو اپنے صاحب پیدا کرنے والے کو چھوڑ کر دوسرے کو مالک بنادے یہ کتنا بڑا گناہ تیرا ہے اور مالک اس کام سے کیسا ناراض ہوگا) میں نے کہا یہ تو بڑا گناہ ہے اب اس کے بعد کون سا گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا تو اپنی اولاد (لا کا یا لڑکی) کو مار ڈالے اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ روٹی کھائے گا۔ میں نے کہا پھر کون سا گناہ۔ آپ نے فرمایا تو زنا کرے اپنے ہمسائے کی عورت سے۔

۲۵۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ ((أَنْ تَدْعُوَ لِلَّهِ بَيْدًا وَهُوَ خَلَقَكَ)) قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ((أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)) قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ((أَنْ تُزَانِيَ حَبِيلَةَ جَارِكَ فَأَنْزَلَ)) اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقَهَا وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا

۲۵۸- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا بڑا گناہ ہے اللہ کے نزدیک؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک کرے کسی کو حالانکہ پیدا کیا تجھے اللہ نے۔ اس نے کہا پھر کیا؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو قتل کرے اپنی اولاد کو اس ڈر سے کہ وہ کھائے گی تیرے ساتھ۔ اس نے کہا پھر کیا؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو زنا کرے اپنے ہمسایہ کی عورت سے پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسی کے موافق اہل ایمان والذین لا یدعون مع اللہ الہا اخریٰ تک یعنی اللہ مائی کے خاص بندے وہ ہیں جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو اور نہیں قتل کرتے اس جان کو جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا مگر کسی حق کے بدلے اور نہیں زنا کرتے اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اس کی سزا پائے گا۔

تو یہ بڑا گناہ ہے جو شرک کے بعد ہے پر اور سب گناہوں سے بڑھ کر ہے کسی لیے کہ یہ گناہ کیا ہے؟ مجموعہ ہے گناہوں کا ادا تو ناحق خون کر دوسرے خدا کی نسبت بد اعتقاد ہونا وہ جس پر یہ کہتا ہے اس کا رزق بھی انا داتا ہے تیرے حصہ کھانے کی چوتھے بھلی ہانچیں بے رحمی، جیسے کہینہ پن اور پانی پن اور بے ہمتی خدا بچا دے ایسے خیالوں سے اس کی بی بی یا لونڈی سے ہر چند نام لفظ کسی عورت کے ساتھ ہو بڑا گناہ ہے پر ہمسائے کی بی بی کے ساتھ بڑا اور بھی گناہ ہے کیونکہ ہمسایہ کو تو قتل ہوتی ہے کہ اس کا ہمسایہ اس کی مدد کرے گا اس کے بال بچوں کی ضرورت کے وقت حفاظت کرے گا پھر ایسے موقع میں اسی کی بی بی کے ساتھ زنا کرنا کتنی بڑی بے حیائی اور خبیثیت ہے خدا بچائے۔

بَابُ بَيَانِ الْكِبَائِرِ وَالْكَبِيرَاتِ

باب: بیان میں ان گناہوں کے جو کبیرہ ہیں پھر ان میں

بڑے کون کون سے گناہ ہیں ان کا بیان

۲۵۹- عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((أَلَا أُبَيِّنُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكِبَائِرِ ثَلَاثًا))
۲۵۹- ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے آپ نے فرمایا کیا نہ بتاؤں میں تم کو بڑے کبیرہ گناہ تین بار آپ نے یہ فرمایا شرک کرنا اللہ کے ساتھ (یہ تو ظاہر ہے کہ سب سے بڑا

(۲۵۹) کبیرہ گناہوں کا مفصل بیان • نو دئی کے کاعلماء نے اختلاف کیا ہے کبیرہ گناہ کی تعریف میں۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے جس چیز سے اللہ نے منع کیا ہے اس کا کرنا کبیرہ ہے۔ اور یہی اختیار کیا ہے استاذ ابوالحسنؒ نے اور قاضی عیاضؒ نے یہ مذہب محققین کا لکھا ہے اور دلیل ان کی یہ ہے کہ ہر ایک مخالفت اللہ جل جلالہ کی طرف نظر کرتے ہوئے کبیرہ ہے اور جمہور سلف اور خلف اس طرف گئے ہیں کہ گناہ دو قسم کے ہیں ایک کبیرہ اور ایک صغیرہ اور یہ بھی ابن عباسؓ سے مروی ہے اور کتاب اور سنت اور سلف اور خلف کے اقوال سے اس پر بہت دلچسپی ہیں۔ امام غزالیؒ نے ”بسط“ میں لکھا ہے کہ صغیرہ اور کبیرہ میں جو فرق ہے اس کا انکار کرنا فتنہ سے بعید ہے کیونکہ شرع کے مضامین سے یہ امر ثابت ہے اور اور لوگوں نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور بے شک اللہ جل جلالہ کی مخالفت فتنہ کیسی چھوٹی ہو نہایت بڑی ہے یہ نسبت اللہ کے جلال اور بزرگی کے پر بعض مخالفت بعض سے بڑھ کر ہے اور اسی وجہ سے لے گناہ ایسے ہیں جو معاف ہو جاتے ہیں نماز اور روزے اور حج اور عمرے اور وضو وغیرہ عبادات سے جیسے احادیث صحیحہ میں وارد ہے اور بعض ایسے ہیں جو معاف نہیں ہوتے۔ پھر اول قسم کے گناہ معاف ہیں اور دوسری قسم کے کبار۔ اب جب یہ ثابت ہوا کہ گناہ دو قسم کے ہیں ایک صغیرہ اور ایک کبار تو علماء نے ان کے ضبط میں بڑا اختلاف کیا ہے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس پر اللہ نے جہنم یا قسب یا لعنت یا عذاب یا اور کوئی لفظ مانند اس کے فرمایا ہے اور حسن بصریؒ سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور بعضوں نے کہا کبیرہ وہ گناہ ہے جس پر اللہ نے آخرت میں جہنم کا وعدہ کیا یا دنیا میں کسی سزا (حد) کا۔ امام غزالیؒ نے ”بسط“ میں کہا کہ عمدہ تعریف یہ ہے کہ جو گناہ انسان کرے اس کو ہلکا سمجھ کر اور اس سے ڈرنا نہیں نہ شر مند ہوتا ہے وہ کبیرہ ہے اور جس سے اس کو ندامت ہوتی ہے اور آئندہ بچنے کا خیال ہوتا ہے وہ کبیرہ نہیں۔ ابن الصلاحؒ نے کہا کبیرہ کہتے ہیں بڑے گناہ کو اور اس کی کئی نشانیاں ہیں ایک یہ کہ اس میں حد ہو (جیسے زنا یا چوری یا شراب خوردگی یا تہمت زنا یا زانیہ) دوسری یہ کہ اس پر وعدہ ہو جہنم کے عذاب کا تیسرے یہ کہ اس کے کرنے والے کو فاقہ نہ کہا ہو چوتھے یہ کہ اس پر لعنت کی ہو جیسے لعنت کی ہے اللہ نے اس پر جو زمین کی نشانی ملتا ہے۔ امام ابو محمد بن عبد السلامؒ نے کہا جب تو صغیرہ اور کبیرہ کو پہچانا نہ پائے تو اس گناہ کی برائی میں غور کر اگر اس کی برائی ان گناہوں کی برائی سے جن کو حد میں کبیرہ کہا ہے برابر یا زیادہ ہو تو وہ کبیرہ ہے ورنہ وہ صغیرہ ہے تو جس نے خداوند کو برا کہا ہے یا اس کے رسول کو برا کہا یا توہین کی کسی چیز کی یا چھلایا کسی شخص کو یا کہنے میں نیاست لگائی یا قرآن کو اٹھا کر جس جگہ میں ٹھیک دیا تو اس نے بڑا کبیرہ گناہ کیا حالانکہ شرع نے ان افعال کو کبیرہ نہیں کہا مگر اس طرح اگر کسی شخص نے ایک پاک دامن عورت کو پکڑا کر اسے لے لے یا کسی مسلمان کو پکڑا کر اسے لے لے تو کبیرہ گناہ نہیں کہ اس کی برائی جہنم کا مال کہا جاتا ہے سے بڑھ گئی اور وہ کبیرہ ہے۔ پس یہ بھی کبیرہ ہوئے اسی طرح اگر کافر کو مسلمانوں کے بال بچے عورتیں بتادیں اور وہ جانتا ہے کہ کافر ان کو ستائیں گے اور عورتوں کو بے عزت کریں گے تو اس کی برائی میدان جنگ میں بھاگنے سے زیادہ ہے پس یہ بھی کبیرہ ہو گا اسی طرح اگر کسی آدمی پر ایسا جھوٹ باندھا جس کی وجہ سے جانتا ہے کہ وہ مارا جاوے گا تو یہ ایک کبیرہ ہو گا البتہ اس کی وجہ سے ایک سمجھور اس کی جاتی رہے گی تو وہ کبیرہ نہیں ہے اور شرع نے تصریح کر دی کہ جھوٹی گواہی اور جہنم کا مال کہا جاتا دو گنا کبیرہ گناہ ہیں پھر اگر ان دونوں کو

الْبَشْرَاءُ بِاللَّهِ وَغُفُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ كَبِيرِهِ مَنَافَةٌ (دوسرے نافرمانی کرنا ماں باپ کی۔ تیسرے جھوٹی الزور اور فون الزور) وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ

عج کاموں سے بڑا نقصان ہو تو ظاہر ہے کہ وہ کبیرہ ہیں اور جو نقصان بہت قلیل ہو تب بھی وہ کبیرہ ہیں تاکہ ان گناہوں کی جڑ مٹ جاوے اور لوگ باز آویں جیسے شراب کا ایک قطرہ چٹا کبیرہ ہے اگرچہ اس سے کوئی فساد نہیں ہوتا اسی طرح ناحق فیصلہ کرنا بھی کبیرہ ہے کیونکہ جھوٹی گواہی سبب ہے ناحق فیصلہ کی پھر جب جھوٹی گواہی کبیرہ گناہ ہے تو فیصلہ اور حکم ناحق کرنا ضرور کبیرہ ہو گا اور بعض علماء نے یہ تشریف کی ہے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس کے ساتھ کوئی وعید یا حد یا عتد نہ ہو پھر جو گناہ برائی میں ایسے گناہ کے برابر ہو تو وہ بھی کبیرہ ہو گا۔ امام ابو الحسن واحدی نے کہا صحیح ہے کہ کبیرہ کی کوئی تعریف نہیں بلکہ بعض گناہوں کو شرع نے کبیرہ کہا اور بعضوں کو صغیرہ اور بعض گناہوں کا ذکر شرع نے نہیں کیا ان میں کبیرہ بھی ہیں اور صغیرہ بھی اور حکمت بیان نہ کرنے کی یہ ہے کہ آدمی ان سب گناہوں سے اس ڈر سے کہ کہیں کبیرہ نہ ہو بیچے اور یہ ایسا ہے جیسے شرع نے شب قدر کو اور ساعت جمعہ کو چھپایا۔ علماء نے کہا کہ صغیرہ گناہ بار بار کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہے اور حضرت عمر اور ابن عباس سے منقول ہے کہ تو پہ اور استغفار کے ساتھ کوئی گناہ نہیں رہتا اور اصرار (یعنی بار بار کرنا) کے ساتھ کوئی گناہ صغیرہ نہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ کبیرہ وہ گناہ تو یہ اور استغفار سے معاف ہو جاتا ہے اور صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔ ابن عبد السلام نے کہا کہ اصرار کی حد یہ ہے کہ اتنی بار اس گناہ کو کرے جس سے اس کی بے پرواہی معلوم ہو اسی طرح جب کئی صغیرہ گناہ ہوں کہ وہ سب لاکبیرہ کی برائی کو پہنچ جائیں۔ ابن الصلاح نے کہا اصرار یہ ہے کہ گناہ کو کرے اس سے باز نہ آئے کا قصد نہ کرے بلکہ پھر کرنے کا قصد کرے یا پیش اس کو کرنا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اصرار کی تعریف یہی صحیح ہے ورنہ بار بار کرنا اصرار نہیں اگر بار بار تو یہ یا نہامت ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس نے استغفار کیا اس نے اصرار نہیں کیا اگرچہ دن میں ستر بار وہی گناہ کرے حدیث میں حقوق کا لفظ ہے جس کے معنی کاٹنا نہ نانا اور عاق اس کو کہتے ہیں جو اپنے باپ کی اطاعت چھوڑ دے۔ نووی نے کہا جو حقوق شرع میں حرام ہے اس کی تعریف کم لوگوں نے کی ہے۔ شیخ امام عبد اللہ نے کہا میں نے حقوق والدین اور ان کے حقوق میں کوئی قاعدہ نہیں پایا اسلئے کہ باطلاق علماء ہر ایک امر اور نواہی میں والدین کی اطاعت ضروری اور واجب نہیں البتہ جہاد بغیر اجازت ماں باپ کے درست نہیں کیونکہ ماں باپ پر جہاد بہت گراں گزر تا ہے وہ ڈرتے ہیں لڑکے کے زخمی ہونے یا مارے جانے سے اور اس سے ان کو بہت رنج ہو تا ہے اسی پر ہر ایک سفر کو قیاس کر لینا چاہیے جس میں جان جاننے کا یا کسی اور حد سے کا خوف ہو ابن الصلاح نے کہا جو حقوق حرام ہے وہ یہ ہے کہ کوئی کام ایسا کرے جس سے والدین کو رنج ہو اور رنج بھی کیسا سخت بشرطیکہ وہ کام اس پر شرع کی رو سے واجب اور فرض نہ ہو اور بعضوں نے کہا کہ والدین کی اطاعت ہر ایک امر میں واجب ہے بشرطیکہ وہ امر گناہ نہ ہو اور ان کا خلاف کرنا حقوق ہے اور مشیت کاموں میں بھی ان کی اطاعت بعضے علماء نے واجب کی ہے اور وہاں سے علماء نے جو طلب علم یا تجارت کے لیے سفر جائز رکھا ہے بغیر ماں باپ کی اجازت کے وہ ہمارے اس حکام کے خلاف نہیں ہے جو ہم نے بیان کیا۔ مترجم کہتا ہے کہ والدین کی اطاعت فرض مشی اور فرائض کے ہے مگر خدا کی اطاعت ان کی اطاعت پر مقدم ہے تو نہ ترک کیا جاوے فرض خدا کا ان کے کہنے سے اور ترک کیا جاوے مباح اور مسنون اور مستحب کیونکہ فرض کا کرنا مقدم ہے اور جہاد کو جانا فرض عین نہیں ہے اس لیے ہاں باپ کی اجازت کے جانا حرام ہے اور طلب علم فرض عین ہے اسی طرح کسب معیشت واسطے پرورش اہل و عیال کے تو اس میں اجازت ان کی ضروری نہیں پر جہاں تک ہو سکے اگر ان کی خوشی کے ساتھ علم حاصل کرے اور روٹی کماوے تو بہتر ہے۔ نووی نے کہا ہر چند والدین کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی دونوں کبیرہ گناہ ہیں پر وہ شرک کے برابر نہیں ہو سکتے اسی صورت میں تاویل کرنا تو گناہ کی مراد وہ جھوٹا گواہ ہے جو کافر بھی ہو یا مردودہ شخص ہے جو اس کام کو درست سمجھ کر کرے یا سن کا لفظ مخدوف ہے یعنی یہ چیزیں کبیرہ گناہوں میں سے ہیں اور یہی تیسری تاویل ٹھیک ہے اس لیے کہ جھوٹی گواہی کو بیان کرنے سے یہ مقصود ہے کہ لوگ اس سے لپ

گئے اور بار بار یہ فرمانے لگے (تاکہ لوگ خوب آگاہ ہو جاویں اور ان کا من سے باز رہیں) ہم نے اپنے دل میں کہا کاش آپ چپ رہیں (تاکہ آپ کو زیادہ رنج نہ ہو ان گناہوں کا خیال کر کے کہ لوگ ان کو کیا کرتے ہیں)۔

۲۶۰- انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کبیرہ گناہوں کے باب میں وہ شرک کرنا ہے اللہ کے ساتھ اور نافرمانی کرنا باپ کی اور خون کرنا (ناحق) اور جھوٹ بولنا۔

۲۶۱- انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کبیرہ گناہوں کا یا آپ سے پوچھا کسی نے کبیرہ گناہوں کو آپ نے فرمایا شرک کرنا اللہ کے ساتھ اور ناحق خون کرنا اور نافرمانی ماں باپ کی اور آپ نے فرمایا میں تم کو بتاؤں سب کبائر میں کبیرہ وہ جھوٹ بولنا ہے یا جھوٹی گواہی دینا۔ شعبہ نے کہا میرا گمان غالب یہ ہے کہ جھوٹی گواہی کو فرمایا۔

۲۶۲- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پچاسات گناہوں سے جو ایمان کو ہلاک کر ڈالتے ہیں اصحاب نے کہا یا رسول

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُكِبًا فَجَلَسَ فَمَا زَالَ يُكْرِمُهَا حَتَّى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ.

۲۶۰- عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَبَائِرِ قَالَ ((الشُّرْكُ بِاللَّهِ وَغُفُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ)).

۲۶۱- عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْكَبَائِرَ أَوْ سِئَلَ عَنِ الْكَبَائِرِ فَقَالَ ((الشُّرْكُ بِاللَّهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَغُفُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَالَ أَلَا أَنْبِئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قَالَ قَوْلُ الزُّوْرِ أَوْ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ)) قَالَ شُعْبَةُ وَأَكْبَرُ ظَنِّي أَنَّهُ شَهَادَةُ الزُّوْرِ.

۲۶۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((اجْتَنِبُوا السَّبْعَ

ظہر باز رہیں اور کفر کی برائی تو ہر ایک شخص کو معلوم تھی پھر حدیث کے اطلاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹی گواہی ہر طرح سے کبیرہ گناہ ہے خواہ بڑے حق کے لیے ہو یا چھوٹے حق کے لیے۔ اچھا۔

(۲۶۱) امام نوویؒ سے جو فائدہ اوپر نقل ہوا وہ اس مقام سے متعلق ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جھوٹی گواہی کو شرک سے کیونکر بڑھایا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اس عمل پر جھوٹی گواہی سے ڈرنا منظور تھا کیونکہ خوف ہو گا لوگوں کے پڑ جانے کا اس گناہ میں اگرچہ جھوٹی گواہی یا جھوٹ بولنا شرک کے برابر نہیں کیونکہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور ایک بھید یہ بھی ہے کہ شرک درحقیقت ایک قسم ہے جھوٹ کی یا جھوٹی گواہی کی کیونکہ شرک جھوٹی گواہی اللہ پر یا جھوٹ ہے جیسے ایک جھوٹ ہوتا ہے بتدوین پر دینے ہی شرک ایک جھوٹ ہے اللہ پر پھر جس نے جھوٹ بولنا دار رکھا یا جھوٹی گواہی دی وہ شرک کرنے میں بھی پاک نہ کرے گا اور اکثر ایسا معلوم ہوا ہے کہ جھوٹی گواہی دینی لوگ دیتے ہیں جس کے دل میں اللہ کی عظمت مطلق نہیں ہوتی تب تو اس کا نام لے کر محاذ اللہ جھوٹ بولتے ہیں اور جھوٹی قسم کھاتے ہیں اور پیسہ کی طبع میں ایمان کھوتے ہیں۔ پس ایسے شخص شرک کرنے میں یا شرک کی بات کرنے میں کب رکیں گے اگر ان کو ایک ذرا حق بھی طبع دی جاوے۔

(۲۶۲) نوویؒ نے کہا یہ دلیل سے اس ہمارے مذہب کی جو صحیح اور مشہور ہے کہ جادو حرام ہے اور کبیرہ گناہ ہے یعنی جادو کار کا اور جادو کار سیکھنا اور سکھانا حرام ہے اور ہمارے بعض علماء نے کہا جادو کا سیکھنا حرام نہیں ہے بلکہ جائز ہے تاکہ جادو کی شناخت ہو اور جادو کو چھ

اللہ اودہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ نے فرمایا خدا کے ساتھ شرک کرنا اور جادو اور اس جان کو مارنا جس کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے لیکن حق پر مارنا درست ہے اور بیاج کھانا اور یتیم کا مال کھانا اور لڑائی کے دن کافروں کے سامنے سے بھاگنا اور خادموں کی ایمان داری پاک و امن عورتوں کو جو بدکاری سے واقف نہیں عیب لگانا۔

۲۶۳- عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے ہے گالی دینا اپنے ماں باپ کو۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا کوئی گالی دیتا ہے اپنے ماں باپ کو؟ آپ نے فرمایا ہاں دیتا ہے۔ کوئی گالی دیتا ہے دوسرے کے باپ کو پھر وہ گالی دیتا ہے اس کے باپ کو اور یہ گالی دیتا ہے اس کی ماں کو وہ گالی دیتا ہے اس کی ماں کو۔

۲۶۴- اوپر والی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

الْمُؤَبَّاتُ)) قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ قَالَ ((الشُّرْكُ بِاللَّهِ وَالسَّخَرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَأَكْلُ الرِّبَا وَالنَّوْكَأُ يَوْمَ الزُّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْعَافِيَّاتِ الْمُؤْمِنَاتِ)).

۲۶۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مِنْ الْكَبَائِرِ شُحْمُ الرَّجُلِ وَالْيَدْيَةِ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَهَلْ يَشْنِمُ الرَّجُلُ وَالْيَدْيَةَ قَالَ ((نَعَمْ يَسْنِبُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسْبُ أَبَاهُ وَيَسْبُ أُمَّهُ فَيَسْبُ أُمَّهُ)).

۲۶۴- وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى. وَأَبْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ ح وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

تھ توڑنے کے لیے اور جادو گر کو لیا۔ اللہ سے تمیز دینے کے لیے اور ان لوگوں کے نزدیک حدیث محمول ہے جادو کے چلانے پر یعنی ان پر جہت کرنا نہ تھی۔ نوئی نے کہا اس روایت میں سات گناہ مذکور ہیں اور ایک روایت میں تین اور ایک روایت میں چار اس لیے کہ یہ بڑے سخت گناہ ہیں اور اکثر واقع ہوتے ہیں۔ خاص کر جاہلیت کے زمانے میں یہ گناہ واقع ہوتے تھے اور اس کے بعد کی حدیث میں ایک اور گناہ مذکور ہے اپنے ماں باپ کو گالی دینا اور حدیث میں چغل خوری اور پیشاب سے پانی نہ کرنا مذکور ہے اور مسلم کے سواور کتابوں میں جھوٹی قسم کھانا اور بیت اللہ کی حرمت توڑنا بھی آیا ہے اور علماء نے کہا ہے کہ کبیرہ گناہ ان میں منحصر نہیں بلکہ اور بہت گناہ کبیرہ ہیں اور ان میں اس سے منقول ہے ان سے کسی نے پوچھا کبیرہ گناہ سات ہیں؟ انہوں نے کہا سات سے ستر تک ہیں بلکہ سات سو تک اور اوپر تفصیل کبیرہ کی گزر چکی۔

(۲۶۳) ☆ تو جس نے پہلے گالی دی وہی سب ہو اپنے ماں باپ کو گالی کھلانے کا تو گویا اس نے خود گالی دی اپنے ماں باپ کو۔ انسان کی حرمت اور عزت خود اس کے ہاتھ میں ہے۔ کسی کو گالی دینا پھر آپ کھانا کتنی بڑی حماقت ہے۔ نوئی نے کہا اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص سب ہو کسی کام کا تو وہ کام اس کی طرف منسوب ہو سکتا ہے اور بد کام کا جو ذریعہ ہو وہ بھی بد ہے تو شیر داگور کا بیچنا اس شخص کے ہاتھ جو اس کی شراب بنا تا ہے یا پھیرا بیچنا اس شخص کے ہاتھ جو ڈاکر مارتا ہے یا چاڑھ ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ الْكِبَرِ وَبَيَانِهِ

باب: کبر (یعنی غرور اور خود پسندی) کی حرمت اور اس

۲۶۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ)) قَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ نُؤْمِيًا حَسَنًا وَتَلَعَهُ

۲۶۵۔ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں نہ جاوے گا وہ شخص جس کے دل میں رتی برابر بھی غرور اور گھمنہ ہو گا۔ ایک شخص بولا ہر ایک آدمی چاہتا ہے اس کا جو تا چھا ہو (دور سے) (تو کیا یہ بھی غرور اور گھمنہ ہے) آپ

(۲۶۵) یعنی اللہ جل جلالہ سب سے زیادہ پاکیزہ اور خوش اور خوب صورت ہے تو وہ پسند کرتا ہے تو بخیراتی اور پاکیزگی اور سحرانی کو۔ عمدہ کپڑے عمدہ جوتی جس قدر حلال ہیں وہ پہننا اور زینت کرتا اور خوشبو لگانا ہے امر سب شرعی کی رو سے حلال بلکہ بہتر ہیں اور یہ چیزیں کبر اور غرور میں داخل نہیں اگر کسی آدمی کو شوق ہو لباس کا وہ دوسروں سے بہتر کپڑا پہننا چاہے یا جو تا پہننا چاہے برا نہیں بلکہ بہتر اور عمدہ ہے کیونکہ صفائی اور سحرانی اور پاکیزگی اور حسن و جمال یہ سب صفات ہیں اللہ جل جلالہ کی اور انسان کو اللطیف ہے امر مرغوب ہیں۔ پس ان کا جامل کر تاپا ان کا شوق رخصت کی طرح برا نہیں ہو سکتا اور ان کا شوق کبر اور غرور نہیں ہو سکتا بلکہ کبر کے وہ معنی ہیں جو آگے بھان ہو گئے۔ نو دینی نے کہا ہے جو آپ نے فرمایا اللہ جمیل ہے پسند کرتا ہے جمال کو تو علماء نے اس کے معنوں میں یہ اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کی ہر ایک صفت جمیل ہے اور ہر ایک کام جمیل ہے یعنی عمدہ اور بہتر ہے اور اس کے تمام نام بہتر ہیں اور تمام صفات میں جمال اور کمال موجود ہے۔ ابوالقاسم قشیری نے کہا جمیل کے معنی جلیل یعنی بزرگ اور خطابی نے نقل کیا کہ جمیل کے معنی نورانی اور روشن یعنی وہ مالک ہے روشنی اور تازگی کا اور بعضوں نے کہا اس کے افعال جمیل ہیں کہ وہ نظر کرنا ہے اپنے بندوں پر رحمت کے ساتھ اور تکلیف دینا ہے حقوے آسمان کاموں کی اور ثواب دینا ہے بہت اور جمیل ایسا نام ہے جو صحیحہ حدیث میں خدا کے لیے آیا ہے یہ حدیث خبر واحدہ ہے اور اسناد حسنہ کی حدیث میں بھی یہ نام موجود ہے۔ نیشی اس کی اسناد میں مضبوط ہے اور قتادہ یہ ہے کہ اللہ کو جمیل بول سکتے ہیں اور جیسے علماء نے اس سے منع کیا ہے۔ ابوالحرثین نے کہا کہ اللہ جل جلالہ کے جو اسماء اور صفات شرع میں وارد ہوئے ہیں ہم ان کا اطلاق کریں گے اور جس سے شرع نے منع کیا ہے ان کے اطلاق سے باز رہیں گے اور جو اسماء اور صفات شرع میں نہیں آئے ان کے جو اطلاق عدم جو از کسی کا حکم نہ کریں گے اس لیے کہ شرع کے احکام نفس سے معلوم ہوتے ہیں اور اگر ہم جو اطلاق عدم جو از کسی کا حکم کر دیں تو ہم نے ایک حکم کا بغیر حکم شرع کے پھر اطلاق کے جائز ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ دلیل یقینی ہو (یعنی آیت یا حدیث متواتر) بلکہ وہ دلیل کافی ہے جو موجب ہوتی ہے عمل کو اگرچہ علم کو موجب نہ ہو (یعنی خبر واحد کافی ہے) ابوت قیس اس میں دخل نہیں ہو سکتا تمام ہوا کام امام اہل حرمین کا اور ان کا درجہ اور درجہ ہر ایک علم میں خصوصاً اس فن میں یعنی علم حکیم میں تواضعاً درجہ کا ہے اور یہ جو انھوں نے کہا کہ ہم جو از اور عدم جو از کسی کا حکم نہیں کریں گے جب تک دلیل شرعی نہ ہو تو جہاں اس کی مذہب پر ہے جو مختار ہے اور صحیح ہے تحقیق کے نزدیک کہ اصل اشیاء میں یہ ہے کہ کوئی حکم نہ کیا جاوے جب تک شرع وارد نہ ہو نہ علت نہ حرم نہ اباحت کا کیونکہ اصل سنت کے نزدیک حاکم شرع ہے اور ہمارے بعض علماء نے کہا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور بعضوں نے کہا کہ اصل حرمیت ہے اور بعضوں نے کہا کہ اصل توقف ہے اور عقائد وہی ہے جو پہلے مذکور ہو اور اصل سنت نے اختلاف کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ان اسماء اور صفات کا جو شرع میں وارد نہیں ہوئے اطلاق کیا جاوے یا نہ کیا جاوے بشرطیکہ وہ اسماء اور صفات جمال اور جلال اور مال اور مدح کے ہوں تو بعضوں نے ان کا اطلاق جائز رکھا ہے اور بعضوں نے منع کیا ہے جب تک کوئی دلیل قطعی جیسے آیت یا حدیث متواتر یا اجماع نہ ہو اور خبر واحدہ ہے جو صحیح

حَسَنَةُ قَالَ ((إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبَرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمَطُ النَّاسِ))

نے فرمایا اللہ جمیل ہے دوست رکھتا ہے جمال کو۔ غرور گھمنڈ یہ ہے کہ انسان حق کو ناحق کرے (یعنی اپنی بات کو سچ یا انسانیہ سے ایک بات واجب ہو اور صحیح ہو اس کو رد کرے اور نہ مانے) اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔

۲۶۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ خَرَدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ خَرَدَلٍ مِنْ كِبَرٍ))

۲۶۶- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم میں نہ جاوے گا (یعنی ہمیشہ کے لیے) وہ شخص جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو اور جنت میں نہ جاوے گا وہ شخص جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر گھمنڈ اور غرور ہو۔

۲۶۷- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ))

۲۶۷- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں نہ جاوے گا وہ شخص جس کے دل میں رتی برابر غرور ہو۔

اسم یا صفت ثابت ہو اس کے اطلاق میں اختلاف ہے۔ قاضی عیاض نے کہا صحیح یہ ہے کہ اس کا اطلاق جائز ہے۔ اسی کا قول انودئی۔ السرانج الوہاب میں ہے کہ اللہ جل جلالہ کے اسامہ اور صفات میں وقوف صحیح ہے یعنی جو اسامہ اور صفات شرع میں وارد ہوئے ہیں ان ہی کا اطلاق کرنا چاہیے اور اپنی طرف سے نئے نام اور صفات تراشا بجز نہیں گوان کے معنی عمدہ ہوں۔ از امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات اس باب میں نہایت عمدہ اور جامع کتاب ہے اور اپنے تئیں عالی اور بلند اور معزز خیال کرے یعنی نفس پروری کرے یہ صفت ایسی بری ہے کہ انسان کو بہت ذلیل کرتی ہے اور لوگ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں اور اس کو دشمن جانتے ہیں اس سخت صفت کی وجہ سے صرف یہی عذاب نہیں کہ جنت سے محروم ہو گا بلکہ دنیا میں بھی بڑی تکلیف اور مصیبت ہو گی۔ جو شخص گھمنڈ کرتا ہے اور خود سرے لوگ اس کی فکر میں رہتے ہیں اور کسی موقع پر اس کو ذلیل کرتے ہیں کہ اس کا سارا غرور و ناک کی راہ نکل جاتا ہے۔ حدیث میں غمط الناس عامہ جملہ سے مراد ہے جس کے معنی لوگوں کو حقیر جانا اور صحیح مسلم کے سب نسخوں میں یہ لفظ ایسی ہی ہے اور ابو داؤد نے بھی اس کو اسی طرح نقل کیا ہے لیکن ترمذی نے معص صابر جملہ سے نقل کیا ہے اور معنی اس کا بھی یہی ہے۔

(۲۶۶) ☆ نوٹ ہے کہ اس کی تاویل میں علماء کا اختلاف ہے۔ خطابی نے دو جہیں بیان کی ہیں ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو ایمان لا۔ میں انکار را سبھی غرور کرے اور ایمان نہ لاوے تو وہ جنت میں ہرگز نہ جاوے گا جب اسی حالت میں مرے دوسرے یہ کہ جب لوگ جنت میں جاویں گے تو ان کے دلوں میں رائی کے دانے کے برابر بھی غرور نہ ہو گا اس لیے کہ اللہ نے فرمایا ہم نے نکال لیا ہشتیوں کے دلوں میں سے جو کچھ کلک تھی ان میں اور یہ دونوں تاویلیں بعید ہیں اس لیے کہ حدیث وارد ہوئی ہے کہ کبر کی ممانعت میں لوگوں کو اس بری بات سے بچانے کے لیے اور ان دونوں تاویل کی وجہ سے وہ مطلب فوت ہو جاتا ہے تو ظاہر وہ۔ جو قاضی عیاض اور محققین نے اختیار کیا ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ وہ جنت میں نہ جائے گا جب تک اس کو کبر کا بدلہ نہ ملے گا اگر اس کو بدلہ ملے تو یہی بدلہ ہے کہ وہ جنت میں نہ جاوے اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ پرہیز گاروں کے ساتھ پہلی بار جنت میں نہ جاوے گا۔

۲۷۰- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((مَنْ لَقِيَ اللَّهَ لَا يَشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَقِيَ يَشْرِكُ بِهِ دَخَلَ النَّارَ))
 ۲۷۱- عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِمِثْلِهِ
 ۲۷۲- عَنْ أَبِي ذَرٍّ يُحَدِّثُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ((أَتَانِي جَبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَبَشَّرَنِي أَنَّهُ مِنْ مَائَاتٍ مِنْ أَهْلِكَ لَا يَشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ))
 ۲۷۳- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ نَائِمٌ عَلَيْهِ نَوْبٌ أَبْيَضٌ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَإِذَا هُوَ نَائِمٌ ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدْ اسْتَبَقَطَ فَحَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ ((مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ مَاتَ عَلَيَّ ذَلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) قُلْتُ ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)) قَالَ ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)) قُلْتُ وَإِنْ زَنَى

۲۷۰- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اللہ سے ملے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے وہ جنت میں جاوے گا اور جو اس سے ملے اور کسی کو اس کے ساتھ شریک کرے وہ جہنم میں جاوے گا۔
 ۲۷۱- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث آتی ہے۔
 ۲۷۲- ابوذر غفاری سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت جبریل علیہ السلام سے پاس آئے اور مجھ کو خوشخبری دی کہ جو شخص تمہاری امت سے مرے گا اور وہ کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہ کرے ہو گا تو جنت میں جاوے گا۔ میں نے کہا اگرچہ وہ زنا کرے یا چوری کرے انھوں نے کہا اگرچہ وہ زنا کرے یا چوری کرے۔
 ۲۷۳- ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ سورہ ہے تھے ایک سفید کپڑا اوڑھے ہوئے پھر میں آیا تو آپ سورہ ہے تھے پھر میں آیا تو آپ جاگتے تھے۔ میں بیٹھا آپ کے پاس آپ نے فرمایا جو لا الہ الا اللہ کہے پھر مر جاوے اسی اعتقاد پر (یعنی اللہ کی توحید پر) تو وہ جنت میں جاوے گا۔ میں نے کہا اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے؟

(۲۷۰) ☆ نووی نے کہا یہ حدیث دیکھ لیں یہ اہل سنت کے مذہب کی کہ کبیرہ گناہ کرنے والا ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ جہنم میں یا تو بالکل نہ جاوے گا اور اگر جاوے گا تو چند روز کے بعد وہاں سے نکل کر پھر جنت میں جاوے گا اور اوپر اس کا بیان مفصل کر چکا ہے۔ انہی زنا اور چوری کو اس لیے خاص کیا کہ یہ دونوں بڑے کبیرہ گناہ ہیں اور زنا حق اللہ ہے اور چوری حق العباد تو معلوم ہوا کہ جو شخص موجد ہو اور اس گناہ میں مبتلا ہو جو حقوق العباد ہوں جب بھی وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ کبھی نہ کبھی وہاں سے نکل کر آخر کو جنت میں ضرور جاوے گا۔
 (۲۷۳) ☆ یعنی ابوذر کی ذلت ہو اس لیے کہ یہ امر ان کی رائے اور مرضی کے خلاف تھا وہ گناہوں سے بڑی نفرت کرتے تھے اور گناہگاروں کو اللہ کی رحمت سے دور سمجھتے تھے اور یہ امر ان کے بار بار پوچھنے سے معلوم ہوا کہ زنا اور چوری کرنے پر بھی وہ جنت میں جائے گا گویا ان کو بڑا قہر ہوا کہ اتنے بڑے بڑے گناہ کرنے پر بھی اس کو جنت ملے گی یعنی جو لفظ حضرت نے فرمایا تھا اسی کو کہتے جاتے تھے اور یہ انتہائی محبت تھی ابوذر کی رسول اللہ کے ساتھ۔

تین بار ایسا ہی فرمایا۔ پوچھی بار آپ نے فرمایا اگرچہ ابوذر کی ناک میں خاک لگے۔ پھر نکلے ابوذر اور وہ کہتے تھے اگرچہ ابوذر کی ناک میں خاک لگے۔

باب کا فر کو لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل

کرنا حرام ہے

۲۷۴- مقداد بن اسود سے روایت ہے انھوں نے کہا یا رسول اللہ! اگر میں ایک کافر سے مجھڑوں وہ مجھ سے لڑے اور میرا ایک ہاتھ تلوار سے کاٹ ڈالے پھر مجھ سے بچ کر ایک درخت کی آڑ لے لے اور کہتے لگے میں تابع ہو گیا اللہ کا کیا میں اس کو قتل کروں جب وہ کہہ چکے؟ آپ نے فرمایا مت قتل کر اس کو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! اس نے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر ایسا کہنے لگا کیا میں اس کو قتل کروں؟ آپ نے فرمایا مت قتل کر اس کو (اگرچہ تجھ کو اس سے صدمہ پہنچا اور زخم لگا) اگر تو اس کو قتل کرے گا تو اس کا حال تیرا سا ہو گا قتل سے پہلے اور تیرا حال اس کا سا ہو گا جب تک اس نے یہ

وَابْنُ سَرَقٍ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ فَلَا نَأْتِيهِ قَاتِلُ فِيهِ الرَّابِعَةُ ((عَلَى رِغْمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ)) قَالَ فَخَرَجَ أَبُو ذَرٍّ وَهُوَ يَقُولُ وَإِنْ رِغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ.

بَابُ تَحْرِيمِ قَتْلِ الْكَافِرِ بَعْدَ أَنْ قَالَ لَا

إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

۲۷۴- عَنِ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ قُبِيتَ رَجُلًا مِنْ الْكُفَّارِ فَقَاتَلَنِي فَضَرَبَ بِحِذْيِ يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَازِمَنِي بِسُحُورَةٍ فَقَالَ أَسْلَمْتُ لِلَّهِ فَأَقَاتَلَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَعْدَ أَنْ قَاتَلَهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تَقْتُلْ)) قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ قَدْ قَطَعَ يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذَلِكَ بَعْدَ أَنْ قَطَعَهَا فَأَقَاتَلَهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَإِنَّكَ

(۲۷۴) ظاہر حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تو اس کو قتل کرے گا تو وہ تیری مثل ہو جائے گا یعنی وہ مسلمان ہو گا اور تو اس کے مثل ہو جائے گا یعنی جیسے وہ تھا اسلام لانے سے پہلے یعنی کافر ہو جائے گا۔ اس میں یہ اشکال ہے کہ مسلمان جہاد کرنے والا اس گناہ سے کافر نہیں ہو سکتا خصوصاً اس صورت میں جب اس کو احتمال ہو کہ یہ دل سے مسلمان نہیں ہوا ہے بلکہ جان بچانے کے لیے بھان کر رہا ہے اور اس نے مسلمان کو خیم بھی کیا ہو۔ نوٹی نے کہا اس حدیث کے مطلب میں علماء نے اختلاف کیا ہے سب سے عمدہ معنی وہ ہے جو امام شافعی اور ابن قسطل سے منقول ہے کہ جب اس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اسلام قبول کیا تو وہ تیری مثل ہو گیا یعنی جان کی حرمت اور حفاظت میں جیسے تو تھا اس کے قتل سے پہلے اور تو نے جب اس کو قتل کیا تو تو اس کے مثل ہو گیا یعنی تیری جان کی حرمت نہ رہی اور تیرا خون طلال ہو گیا جیسے اس کا حال تھا اسلام لانے سے پہلے۔ قاضی عیاض نے کہا اس کا یہ معنی ہے کہ تو اس کے مثل ہو گیا حق کی مخالفت میں اور گناہ کے ارتکاب میں اگرچہ تیری مخالفت اور گناہ اور اس کی مخالفت اور گناہ میں فرق ہے اس کا گناہ کفر تک پہنچا تھا اور تیرا گناہ فسق تک پہنچے گا پھر علماء نے اختلاف کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان جہاد میں ایسا کرے یعنی کسی کافر کو لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد مار ڈالے تو اس کا کیا حکم ہے بعضوں نے کہا اس پر کچھ نہیں نہ قصاص ہے نہ دیت نہ کفارہ کہ نہ آگے کی حد میں آوے گا کہ اسلام نے یہ فعل کیا تھا پھر رسول اللہ نے نہ ان کو قتل کیا نہ دیت کی نہ ان سے نہ کفارہ ان پر واجب کیا اور بعضوں کے نزدیک کفارہ واجب ہے لیکن قصاص ساقط ہے بوجہ یہ کہ اس کو کافر مجھ کر مارا اور یہ خیال کیا کہ وہ کلمہ توحید پڑھنے سے مسلمان نہیں ہو سکتا ایسی حالت میں اور دیت کے واجب ہونے میں امام شافعی کے دو قول ہیں پھر یہ لوگ اسلام کی حدیث کا جواب دیتے ہیں کہ کفارہ واجب نہیں اور دیت بھی اس واسطے نہ ملتی کہ اسلام مفلس ہوں گے۔

کلمہ نہیں کہتا تھا۔

۲۷۵- دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں یہ ہے کہ وہ کہے اسلام لایا میں اللہ کے لیے اور ستمگر کی روایت میں ہے کہ جب میں جنگوں اس کے قتل کے لیے تو وہ کہے لا الہ الا اللہ۔

۲۷۶- مقداد بن عمرو بن اسود کنڈی سے روایت ہے وہ حلیف تھے بنی زہرہ کے (یعنی ان کی امان میں آئے تھے اور ان سے عہد کر چکے تھے) اور بدر کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے انھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کیا سمجھتے ہیں اگر میں مجزوں ایک کافر نے پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری۔

۲۷۷- اسامہ بن زید سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک سریہ میں بھیجا (سریہ کہتے ہیں لشکر کے ایک کھڑے کو جس میں چار سو آدمی تک ہوتے ہیں) ہم صبح کو لڑے حرقات سے جہنم میں سے ہے (حرقات بضم حاء اور فتح راء ایک قبیلہ ہے) پھر میں نے ایک شخص کو پایا اس نے لا الہ الا اللہ کہا میں نے برجھی سے اس کو مار دیا بعد اسکے میرے دل میں وہم ہوا کہ لا الہ الا اللہ کہنے پر مارنا درست نہ تھا میں نے رسول اللہ سے بیان کیا آپ نے فرمایا کیا اس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور تو نے اس کو مار ڈالا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے ہتھیار سے ڈر کر کہا تھا آپ نے فرمایا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا تاکہ تجھے معلوم ہو کہ اس کے دل نے یہ کلمہ کہا تھا یا نہیں (مطلب یہ ہے کہ دل کا حال تجھے کہاں سے معلوم ہوا)؟ پھر آپ بار بار یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کاش میں اسی دن مسلمان ہوا ہوتا (تو اسلام لانے کے بعد

بِسْمِ اللَّهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ)۔

۲۷۵- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ الْأَوْزَاعِيَّ وَابْنَ حَرْبٍ فِي حَدِيثِهِمَا قَالَ أَسْلَمْتُ لِلَّهِ كَمَا قَالَ الْلَيْثُ فِي حَدِيثِهِ وَأَمَّا مَعْمَرٌ فَفِي حَدِيثِهِ فَلَمَّا أَهْوَيْتُ بِأَقْلَتِهِ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.

۲۷۶- عَنِ الْمُقَدَّادِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْأَسْوَدِ الْكِنْدِيِّ وَكَانَ حَلِيفًا لِنَبِيِّ زَهْرَةَ وَكَانَ مَعَهُ شَهِدٌ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الْلَيْثِ.

۲۷۷- عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهَذَا حَدِيثُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَةٍ فَصَبَحْنَا الْخُرَاقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَأَذْرَكْتُ رَجُلًا فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَطَعَنَتْهُ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذَلِكَ فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَقَتْلَهُ)) قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السَّلَاحِ قَالَ ((أَقَالَ شَقِيقَتِ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا)) فَمَا زَالَ يُكْرِّرُهَا عَلَيَّ حَتَّى تَمْنَيْتُ أَنِّي أَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ قَالَ فَقَالَ سَعْدُ وَأَنَا وَاللَّهِ لَا أَقْتُلُ مُسْلِمًا حَتَّى يَقْتُلَهُ ذُو الْبَطْنَيْنِ يَغْنِي

(۲۷۷) ☆ اللہ نے فرمایا سورہ انفال میں لڑو کا قروسے یہاں تک کہ فساد نہ رہے یعنی ان کا زور ٹوٹ جاوے اور وہ ایمان میں غلط نہ ڈال سکیں اور وہ جاوے سب دین اللہ کا اس شخص کا مطلب اس آیت کے پڑھنے سے یہ تھا کہ مسلمان بھی اگر کساد کر دیں تو ان سے لڑنا جائز ہے۔ سعد نے اس کو الام دیا کہ یہ تو اور فساد بڑھاتا ہے آپس میں لڑو اور ہماری لڑائیاں فساد مٹانے کے لیے تھیں۔

ہوا کہ تم اکٹھا کرو میرے لیے اپنے چند بھائیوں کو تاکہ میں ان سے باتیں کروں۔ معصم نے لوگوں کو کہلا بھیجا وہ اکٹھے ہوئے تو جناب آئے ایک زرد برنس اوڑھے تھے (صریح میں ہے برنس وہ ٹوپی جس کو لوگ شروع زمانہ اسلام میں پہنتے تھے اور اوی نے کہا برنس وہ کپڑا ہے جس کا سراہی میں لگا ہوا ہو کہ تاج یا جبہ۔ جوہری نے کہا برنس ایک لمبی ٹوپی تھی جس کو لوگ ابتدائے اسلام میں پہنتے تھے) انھوں نے کہا تم باتیں کرو جو کرتے تھے یہاں تک کہ جناب کی بارہمی آئی (یعنی ان کو بات ضرور کرنا پڑی) تو انھوں نے برنس اپنے سر سے ہٹا دیا اور کہا میں تمہارے پاس آیا اس ارادے سے کہ بیان کروں تم سے حدیث تمہارے پیغمبر کی۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا ایک فکرمشروں کی ایک قوم پر بھیجا اور وہ دونوں ملے (یعنی آمناسامنا ہوا امید ان جنگ میں) تو مشرکوں میں ایک شخص تھا وہ جس مسلمان پر چاہتا اس پر حملہ کرتا اور مار لیتا۔ آخر ایک مسلمان نے اس کی غفلت کو تانا اور لوگوں نے ہم سے کہا وہ مسلمان اسامہ بن زیدؓ تھے پھر جب انھوں نے تم کو اس پر سیدھی کی تو اس نے کہا لا الہ الا اللہ۔ لیکن انھوں نے مار ڈالا اس کو۔ بعد اسکے قاصد خوشخبری لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ نے اس سے حال پوچھا اس نے سب حال بیان کیا یہاں تک کہ اس شخص کا بھی حال کہا (یعنی اسامہ بن زید کا) آپ نے ان کو بلایا اور پوچھا تم نے کیوں اس کو مارا؟ اسامہ نے کہا یا رسول اللہ! اس نے بہت تکلیف دی مسلمانوں کو تو مارا اغلائے اور قلانے کو اور نام لیا کئی

عَسَمْعُ بْنُ سَلَامَةَ زَمَنَ فِتْنَةَ ابْنِ الرَّبِيعِ فَقَالَ اجْمَعْ لِي نَفَرًا مِنْ بَنِيؤُنَا حَتَّى اُحْدِثَهُمْ فَبَعَثَ رَسُولًا إِلَيْهِمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا حَاجَهُ جُنْدَبٌ وَعَلِيٌّ. بُرْنُسٌ أَصْفَرُ فَقَالَ تَحَدَّثُوا بِمَا كُنْتُمْ تَحَدَّثُونَ بِهٖ حَتَّى ذَارَ الْحَدِيثُ فَلَمَّا ذَارَ الْحَدِيثُ إِلَيْهِ حَسَرَ الْبُرْنُسُ عَنْ رَأْسِهِ فَقَالَ إِنِّي أَتَيْتُكُمْ وَلَا أُرِيدُ أَنْ أُخْبِرَكُمْ عَنْ نَبِيِّكُمْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعَثًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى قَوْمٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَإِلَيْهِمُ النَّفَقَا فَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِذَا شَاءَ أَنْ يَقْضِيَهُ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَصَدَ لَهُ فَقَتَلَهُ وَإِنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَصَدَ غَفْلَتَهُ قَالَ وَكُنَّا نَحْدِثُ أَنَّهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَلَمَّا رَفَعَ عَلَيْهِ السَّيْفُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَتَلَهُ فَحَاجَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ حَتَّى أَخْبَرَهُ عَنِ الرَّجُلِ كَيْفَ صَنَعَ فَدَعَاهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ ((لِمَ قَتَلْتَهُ)) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْجَعَ فِي الْمُسْلِمِينَ وَقَتَلَ فَلَانًا وَقُلَانًا وَسَمَّى لَهُ نَفَرًا وَإِنِّي حَمَلْتُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَأَى السَّيْفَ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

لہ بعض شخصوں میں الا کا لفظ اوپر لکھا ہوا ہے یعنی یوں ہے ولا اوید ان اخیر کم عن نبیکم اس صورت میں تو مطلب صاف ہے یعنی میرا ارادہ کچھ نہ تھا سو اس کے کہ حدیث بیان کروں تم سے تمہارے پیغمبر کی اور ثوی کے کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص میں الا کا لفظ نہیں ہے تو شاید مراد ان کی وہ نسخے ہیں جو ان کو دمشق میں دستیاب ہوئے نو دی نے کہا یہاں پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ جناب نے خود معصم سے کہا بھیجا کہ تم لوگوں کو جمع کرو میں ان سے حدیث بیان کروں گا پھر جب آئے تو خود کیسے کہنے لگے کہ میرا ارادہ حدیث بیان کرنے کا نہ تھا اور اس کا غرض وہ طرح سے ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ لا کا لفظ زائد ہو اس صورت میں ترجمہ وہ ہو گا جو اوپر مذکور ہوا یعنی میں تمہارے پاس آیا اس ارادے سے

وَسَلَّمَ أَفْتَلَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ ((فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَغْفِرْ لِي قَالَ ((وَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ فَحَمَلْتُ لَا يَزِيدُهُ عَلَيَّ أَنْ يَقُولَ ((كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

آدمیوں کا پھر میں اس پر غالب ہوا جب اس نے تلوار کو دیکھا تو لا الہ الا اللہ کہنے لگا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے اس کو قتل کر دیا؟ انھوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تم کیا جواب دو گے لا الہ الا اللہ کا جب وہ آوے گا دن قیامت کے۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ دعا کیجئے میرے لئے بخشش کی۔ آپ نے فرمایا تم کیا جواب دو گے لا الہ الا اللہ کا جب وہ آوے گا قیامت کے دن پھر آپ نے اس سے زیادہ کچھ نہ کہا اور یہی کہتے رہے تم کیا جواب دو گے لا الہ الا اللہ کا جب وہ آوے گا قیامت کے روز۔

باب: جو شخص مسلمانوں پر ہتھیار اٹھاوے وہ مسلمان نہیں ہے

۲۸۰- عَنْ أَبِي عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا))

۲۸۱- عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ سَلَّ عَلَيْنَا السِّيفَ فَلَيْسَ مِنَّا))

۲۸۲- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ سَلَّ عَلَيْنَا السِّيفَ فَلَيْسَ مِنَّا))

۲۸۱- سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر تلوار کھینچے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

۲۸۲- ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھاوے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

لہ سے کہ بیان کروں میں تم سے حدیث تمہارے پیغمبر کی اور مطلب صاف ہو جائے گا جیسے قرآن میں لا کا لفظ لعلیٰ یعلم اہل الکتاب اور ما منعک الا لتجد من ذاکہ سے دوسرے یہ کہ لا کا لفظ زائد نہ ہو اور مطلب یہ ہو کہ میں تمہارے پاس آیا اور میرا ارادہ حدیث بیان کرنے کا نہ تھا بلکہ اپنی طرف سے باتیں کرنے کا پر میں اب اپنے ارادے سے زیادہ حدیث بھی بیان کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ رسول اللہ نے ایک فکر سمجھا بغیر تک۔ خیر جاری میں ہے کہ شاید لا سے پہلے ہمزہ استفہام محذوف ہو یعنی میں تمہارے پاس آیا اور یہ ہو سکتا ہے کہ میرا ارادہ حدیث بیان کرنے کا نہ ہو (یعنی میرا ارادہ ہے)۔ واللہ اعلم

(۲۸۰) ☆ نووی نے کہا جو شخص مسلمانوں پر ہتھیار اٹھاوے ناحق بغیر کسی قسم کی تاویل کے لیکن اس فعل کو حلال نہ جانے وہ تو کھنجر ہے اور کافر نہ ہو گا اور جو حلال جانے وہ کافر ہے اور یہ حدیث محمول ہے حلال جانے والے پر یا مروی ہے کہ وہ ہمارے عمدہ طریقے پر نہیں ہے۔ ابھی

باب: جو شخص مسلمانوں کو فریب دیوے وہ ہم سے نہیں۔

۲۸۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھاوے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو شخص ہم کو دھوکہ دیاوے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

۲۸۴- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے دیکھا ایک ڈھیر اناج کارہ میں آپ نے اپنا ہاتھ اس کے اندر ڈالا تو انگلیوں پر تری آگئی۔ آپ نے پوچھا اے اناج کے مالک یہ کیا ہے؟ وہ بولا پانی پڑ گیا تھا یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا پھر تو نے اس سے کھیکے ہوئے اناج کو اوپر کیوں نہ رکھا کہ لوگ دیکھ لیتے؟ جو شخص فریب کرے دھوکہ دیوے وہ مجھ سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا۔

باب: رخسار پر مارنا، گریبان پھاڑنا اور جاہلیت کی سی باتیں کرنا حرام ہے

۲۸۵- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم میں سے نہیں ہے وہ شخص جو گالوں کو پٹینے اور گریبانوں کو پھاڑے یا جاہلیت (کفر) کے زمانے کی باتیں کرے اور دوسری روایت میں ”او“ کے بدلے ”و“ ہے۔

۲۸۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا

۲۸۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا)) .

۲۸۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى صُفْرَةٍ طَعَامٍ فَأَذْخَلَ يَدَهُ فِيهَا فَقَالَتْ أَصَابَعُهُ بَلْمًا فَقَالَ ((مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ)) قَالَ أَصَابَتُهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَمَا يَرَاهُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي)) .

بَابُ تَحْرِيمِ ضَرْبِ الْخُدُودِ وَشَقِّ الْجُيُوبِ وَالِدُّعَاءِ بِدُعَايِ الْجَاهِلِيَّةِ

۲۸۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرْبَ الْخُدُودِ أَوْ شَقَّ الْجُيُوبِ أَوْ دَعَا بِدُعَايِ الْجَاهِلِيَّةِ)) هَذَا حَدِيثٌ يَحْتَمِي وَأَمَّا ابْنُ نُمَيْرٍ وَابْنُ بَكْرٍ فَقَالَا ((وَشَقَّ وَدَعَا)) يَغْيِرُ الْفَرْقَ .

۲۸۶- وَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ حَرْبٍ وَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ حُشْرَمٍ قَالَا حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ جَمِيعًا عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا ((وَشَقَّ وَدَعَا)) .

(۲۸۵) یعنی جو شخص گالوں کو پٹینے گریبانوں کو پھاڑے اور جاہلیت کی سی باتیں کرے (یعنی مصیبت کے وقت) ہماری شریعت میں یہ سب کام حرام ہیں۔ اللہ و انالی را جنوں کہن چاہیے اور صبر کرنا اگر آنسو بے اختیار نکل آویں تو مضائقہ نہیں۔ جاہلیت کی سی باتیں یہ ہیں کہ خدا کی ناشکری کرے پکارے چلائے نوادہ کرے دایا کرے زبان سے اور کوئی بے صبری یا بے ادبی کی بات نکالے۔

۲۸۷- ابو بردہ بن ابی موسیٰ سے روایت ہے۔ ابو موسیٰ اشعرئؓ بیمار ہوئے۔ ان کو غش آگیا۔ ان کا سر ایک عورت کی گود میں تھا ان کے گھروالوں میں سے تو ایک عورت چلائی ان کے گھروالوں میں سے۔ ابو موسیٰ کو طاقت نہ ہوئی اس کو منع کرنے کی جب ہوش آیا تو کہا میں بیزار ہوں اس سے جس سے رسول اللہ ﷺ بیزار ہیں آپ بیزار ہوئے ہیں چلانے والی سے (یعنی جو عورت مصیبت میں چلا کر روئے) اور ہال منڈانے والی سے (یعنی جو عورت غمی میں ہال منڈوائے) اور کپڑا اچھانے والی سے۔

۲۸۸- عبدالرحمن بن یزید اور ابی بردہ سے روایت ہے ابو موسیٰ اشعرئؓ بے ہوش ہو گئے تو ان کی عورت ام عبداللہ آئی چلا رہی تھی رو رو کر پھر ان کو ہوش ہوا تو کہا کیا تو نہیں جانتی اور حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بیزار ہوں اس شخص سے جو ہال منڈائے اور چلا کر روئے اور کپڑے پھاڑے مصیبت میں (کیونکہ یہ کافروں کی رسمیں ہیں)۔

۲۸۹- ابو موسیٰ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں یوں ہے ہم میں سے نہیں ہے وہ شخص جو یہ کام کرے اور یہ نہیں کہا کہ بیزار ہوں۔

باب: چغل خوری سخت حرام ہے

۲۹۰- حدیث کو خبر پہنچی کہ فلاں شخص بات لگا دیتا ہے (یعنی چغلی کھاتا ہے) انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ

۲۸۷- عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَجَعَ أَبُو مُوسَى وَجَعًا فَعُشِيَ عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ فِي خَضِرٍ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهَا فَصَاحَتْ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِهَا فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ ((أَنَا بَرِيءٌ مِمَّا بَرِئْتُ مِنْهُ)) رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِئًا مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَةِ.

۲۸۸- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ وَأَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى قَالَا أَعْجَبَ عَلَيَّ أَبِي مُوسَى وَأَقْبَلَتْ امْرَأَتُهُ لَمْ عَبْدِ اللَّهِ تَصِيحُ بِرَبِّهِ قَالَا لَمْ أَفَاقَ قَالَ لَمْ تَعْلَمِي وَكَانَ يُحَدِّثُهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا بَرِيءٌ وَمِمَّنْ خَلَقَ وَسَلَّقَ وَعَرَقَ.

۲۸۹- عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ أَنَّ فِيهِ حَدِيثَ عِيَاضِ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ لَيْسَ مِنَّا وَلَمْ يَقُلْ ((بَرِيءٌ)).

باب بَيَانُ غِلْظٍ تَحْرِيمِ النِّمِيمَةِ

۲۹۰- عَنْ حَدِيثِهِ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا بَنِمَ الْحَدِيثَ فَقَالَ حَدِيثُهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

(۲۸۷) ہذا نووی نے کہا ظاہر اور مشہور معنی یہی ہے اور قاضی عیاض نے ابن اعرابی سے نقل کیا کہ صالحہ منہ پینے والی کو کہتے ہیں۔

(۲۹۰) نووی نے کہا چغلی کہتے ہیں لوگوں کی بات دوسروں کو پہنچانا، لڑانے اور فساد کرانے کے لیے۔ امام غزالی نے ”احیاء العلوم“ میں کہا اکثر چغلی اس کو کہتے ہیں کہ ایک کی بات دوسرے سے لگا دیتا ہے اس شخص سے کہنا کہ فلاں نے تجھے ایسا کہا تھا اور حالانکہ چغلی کچھ بھی امر نہیں بلکہ ہر بری بات کا بیان کرنا چغلی ہے خواہ اس سے اس بات کے کہنے والے کو رنج ہو یا جس کے لیے کہا جاوے اس کو رنج ہو یا اور کسی تیسرے کو رنج ہو اور یہ بیان خود زبان سے ہو یا اشارے اور کنایت سے سب چغلی میں داخل ہیں تو حقیقت چغلی کی راہ کا کھولنا ہے اور پردہ فاش کرنا جو کسی کو ناگوار ہو پھر اگر کسی شخص کو دکھانا یا ردیہ گزارنے ہوئے اور ذکر کیا اس کا دوسروں سے تو چغلی کی پھر امام غزالی نے کہا اب جس شخص کے حق

يَقُولُ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَامٌ)) .

فرماتے تھے چغل خور جنت میں نہ جاوے گا۔

۲۹۱- عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَنْقُلُ الْحَدِيثَ إِلَى الْأَمِيرِ فَكُنَّا جُلُوسًا فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ الْقَوْمُ هَذَا مِمَّنْ يَنْقُلُ الْحَدِيثَ إِلَى الْأَمِيرِ قَالَ فَجَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَيْنَا فَقَالَ حَدِيثُهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَامٌ)) .

۲۹۲- عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا مَعَ حَدِيثِهِ فِي الْمَسْجِدِ فَجَاءَ رَجُلٌ حَتَّى جَلَسَ إِلَيْنَا فَقِيلَ لِحَدِيثِهِ إِنَّ هَذَا يَرْفَعُ إِلَى السُّلْطَانِ أُشْبَاهَ حَدِيثِهِ بِإِزَادَةٍ أَنْ يَسْمِعَهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَامٌ)) .

بابُ بَيَانِ غِلْطِ تَحْرِيمِ إِمْسَالِ الْإِزَارِ وَالْمَنْ بِالْعَطِيَّةِ وَتَفْيِيقِ السَّلْعَةِ بِالْخَلْفِ وَبَيَانِ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ لَا يَكْلُمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ

ہم پاس کوئی چغل کھاوے اس کو چھ باتیں ضروری ہیں ایک تو یہ کہ اس کی بات سچ نہ جانے کیونکہ چغل خور فاسق ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کام سے اس کو منع کرے اور برائے اس کو تیرے یہ کہ اس شخص کو برا جانے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برا ہے (یعنی چغلی کھانے والا) چوتھے یہ کہ اپنے بھائی پر جس کی چغل اس نے کھائی ہے برگمانی نہ کرے۔ پانچویں یہ کہ اس بات کا زیادہ تجسس نہ کرے اور اس کو دریافت نہ کرے ورنہ خود اسی گناہ میں پھنسے گا جس سے چغل خور کو منع کرتا تھا۔ امام نووی نے کہا یہ سب اس صورت میں ہے جب اس میں کوئی مصلحت شرعی نہ ہو لیکن اس کے فاش کرنے میں کوئی مصلحت ہو تو منع نہیں مثلاً کوئی کسی کے قتل یا عزت ریزی کا اور دھوکا تو اس کو مطلع کر دیوے یا امام یا حاکم سے کسی شخص کے فساد یا ظلم کو بیان کرے جس میں اور لوگوں کا فائدہ ہو تو یہ حرام نہیں ہے بلکہ بعض صورت میں واجب ہے یا مستحب ہے۔

مترجم کہتا ہے اس بات کو دیکھنا چاہیے کہ اگر اس کے فاش کرنے میں یا امام یا حاکم سے کہنے میں عام کی بھلائی اور منفعت ہے تو بے شک کہنا چاہیے اور جو کسی کا فائدہ نہیں صرف اس شخص کو برا ضرر ہے تو اس کا کہنا ضروری نہیں پھر نووی نے کہا ہے جو فرمایا چغل خور جنت میں نہ جاوے گا تو اس میں دو تاہیں ہیں ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو چغلی کو حرام نہ سمجھے۔ دوسرے یہ کہ مراد یہ ہے کہ چغل خور اور اچھے جنتیوں کے ساتھ جنت میں نہ جاوے۔

دن بات نہ کرے گا اور نہ دیکھے گا طرف ان کے، نہ ان کو پاک کرے گا بلکہ ان کو دکھ کا عذاب ہوگا

الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

۲۹۳- ابو ذرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ بات نہ کرے گا قیامت کے دن نہ ان کی طرف دیکھے گا (رحمت کی نگاہ سے) نہ ان کو پاک کرے گا (گناہوں سے) اور ان کو دکھ کا عذاب ہوگا آپ نے تین بار یہ فرمایا تو ابو ذرؓ نے کہا برباد ہو گئے وہ لوگ اور نقصان میں پڑے وہ کون ہیں یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا ایک تو لنگانے والا ازار کا دوسرے احسان کر کے اس کو جتانے والا تیسرے جھوٹی قسم کھا کر اپنے مال کی نکاسی کرنے والا۔

۲۹۳- عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ)) قَالَ فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ أَبُو ذَرٍّ جَاءُوا وَحَسِبُوا مِنْهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((الْمُسْبِلُ وَالْمَنَانُ وَالْمُنْفِقُ سَلْعُهُ بِالْخَلْفِ الْكَاذِبِ))

۲۹۴- ابو ذرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ بات نہ کرے گا قیامت کے روز، ایک احسان جتانے والا جو دے کر احسان جتادے، دوسرے اپنا مال چلانے والا جھوٹی قسم کھا کر تیسرے ازار لنگانے والا۔

۲۹۴- عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَنَانُ الَّذِي لَا يُعْطِي شَيْئًا إِلَّا مِنْهُ وَالْمُنْفِقُ سَلْعُهُ بِالْخَلْفِ الْفَاجِرِ وَالْمُسْبِلُ إِزَارَةً))

۲۹۵- اس روایت میں ہے کہ تین آدمیوں سے اللہ بات نہ کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کو دکھ

۲۹۵- عَنْ سَلِيمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَسَدِيِّ وَقَالَ ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا

(۲۹۳) یعنی تہجد پا جائے تو کیا کرتے کو ٹخنوں کے نیچے غرور اور تکبر کی راہ سے جیسے دوسری حدیث میں صاف آیا کہ اللہ تعالیٰ نہ دیکھے گا اس شخص کی طرف جو تکبر اپنا لٹکا دے غرور سے اور یہ غرور کی قید خاص کرتی ہے ازار لنگانے والے کے عوام کو۔ اس سے یہ بات نکلی کہ وعید اس کے لیے ہے جو غرور سے لٹکاے اور غرور رسول اللہؐ نے نصحت دی ہے حضرت ابو بکرؓ کو کپڑا لٹکانے کی کیونکہ ان کا یہ فعل غرور کی راہ سے نہ تھا۔ امام محمد بن جریر طبری نے کہا دوسری روایت میں حضرت نے صرف ازار لنگانے والے کو بیان کیا اس لیے کہ اکثر لباس اس وقت کا ازار ہی تھا اور قمیص کا بھی یہی حکم ہے اور یہ ایک حدیث میں صاف آگیا ہے جس کو ابو ذرؓ اور انسؓ اور ابن ماجہؓ نے سند حسن سالم سے روایت کیا انھوں نے اپنے باپ سے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا لٹکانہ ازار میں ہے اور قمیص میں اور عباسؓ میں اور جو کوئی ان میں کسی کو لٹکاے غرور سے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہ دیکھے گا۔ (نوی)

یہ جو فرمایا احسان کر کے اس کو جتانے والا یعنی اوچھا مثل مشہور ہے خدا اور آدمی کے احسان نہ کر اوسے جب کسی شخص سے کسی قسم کا سلوک کرے یا احسان تو جہد یہ ہے کہ اس کا ذکر نہ کرے کسی جملے میں اپنا احسان اس پر نہ جتادے ورنہ تنگی برباد گناہ لازم ہو گا اور مال کو جھوٹی قسم سے بچنا جیسے بے ایمان تاجروں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے مال کی خود کو خود تعریف کرتے ہیں اگرچہ خریدار کو اس کی قیمت میں یا خرید میں تردد ہو تو قسم کھا بیٹھتے ہیں اور خریدار دھوکے میں آکر خرید لیتا ہے۔

يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ))

کا عذاب ہے۔

۲۹۶- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں سے خدا ہات نہ کرے گا قیامت کے روز نہ ان کو پاک کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور ان کو دکھ کا عذاب ہے ایک تو بوڑھا زنا کرنے والا دوسرے بادشاہ جھوٹا تیسرے محتاج مغرور۔

۲۹۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((ثَلَاثٌ لَا يَكْلَمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ فَالْأَبُو مُعَاوِيَةَ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ شَنِيعٌ وَإِنَّ وَمَلَكَ كَذَابٍ وَعَابِلٌ مُسْتَكْبِرٌ))

۲۹۷- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین شخص ہیں جن سے خدا قیامت میں نہ بولے گا نہ ان کو دیکھے گا نہ ان کو گناہ سے پاک کرے گا اور ان کیلئے بڑے درد کا عذاب ہے ایک تو وہ جو جنگل میں حاجت سے زیادہ پانی رکھتا ہو پھر مسافر کو اس پانی سے روکے دوسرے وہ جس نے کسی کے ہاتھ کوئی مال بیچا عصر کے بعد اور خدا کی قسم کھائی کہ میں نے اسے کو مول لیا ہے اور خریدار نے سچ سمجھا اس کی بات کو حلال کر کے اس نے نہیں لیا تھا (یعنی جھوٹی قسم کھائی اور عصر کے بعد کی تخصیص اس وجہ سے ہے کہ وہ خبر تک وقت ہے فرشتوں کے جمع ہونے کا یا وہ اصل وقت ہے خرید اور فروخت کا تیسرے وہ جس نے بیت کی امام سے دنیا کے طمع سے پر اگر امام نے اس کو کچھ دیاد نیا کمال تو اس نے اپنی بیت پوری کی اور جو نہ دیا تو پوری نہ کی (تو اس شخص نے دھوکا دیا مسلمانوں

۲۹۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((ثَلَاثٌ لَا يَكْلَمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاةِ يَمْتَنِعُ مِنَ ابْنِ السَّبِيلِ وَرَجُلٌ بَانِعٌ رَجُلًا يَسْلَعُهُ بَغْدَ الْعَصْرِ فَخَلَفَ لَهُ بِاللَّهِ لَأَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ وَرَجُلٌ بَانِعٌ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا وَفَى وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفْ))

(۲۹۶) ☆ ہر چند حرام کاری اور جھوٹ اور غرور سب کے حق میں برا ہے لیکن ان تینوں فحشوں کے حق میں نہایت بے موقع ہے کہ باوجود بڑھاپے کے جب عقل کامل ہوتی ہے اور ثبوت کم ہو جاتی ہے زنا اور حرام کاری کرنا سر شقاوت ہے اور باوجود بادشاہی اور حکومت کے جب کسی کا خوف اور زور نہیں یعنی جھوٹ بولنا یا نکل بد بختی ہے اور باوجود کنگائی اور محتاجی کے گھمنڈ کرنا اور فرعون بے سامان بننا نہایت نامناسب ہے۔ قاضی عیاض نے کہا جو حد ان کے تخصیص کی یہ ہے کہ ان لوگوں کو ان گناہوں کی کوئی ضرورت اور احتیاج نہیں اگرچہ کرنے میں کوئی معذور نہیں بران لوگوں کو تو بالکل کسی کا عذر نہیں ہو سکتا تو اب گناہ کرنا گویا عدا کی نافرمانی کرنا ہے اور خدا اور جہت و حریم ہے اور دلیل سمجھنا ہے خدا کے احکام کو۔

(۲۹۷) ☆ اور کہیں پانی نہ ہو کہ مسافر کے کام آوے۔ نووی نے کہا اس فعل کی حرمت نہایت سخت اور بہت برا کام ہے اس لیے کہ جانوروں کو اس پانی سے نہ روکنا چاہیے جو ضرورت سے زیادہ ہو پھر آدمیوں کو روکنا کیونکر درست ہو گا حالت اگر کافر مسافر عربی یا مرتد ہو تو اس کو پانی دینا واجب نہیں۔ (ابن تیمیہ)

کو بیعت کر کے کہ وہ اس کے عہد کے بھروسے رہے اور یہ دنیا کی فکر میں تھا عہد کی پرواہ نہ تھی۔

۲۹۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۹۹- یہ روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں یہ ہے جس نے قسم کھائی عصر کی نماز کے بعد ایک مسلمان کے مال پر پھر مار لیا اس کو (یعنی جھوٹی قسم کھا کر)۔

۲۹۸- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِنْهُ غَيْرُ أَنَّ فِي حَدِيثِ حَرْبٍ ((وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا بِسَلْعَةٍ)) ۲۹۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَرَاهُ مَرْفُوعًا قَالَ ((ثَلَاثَةٌ لَا يَكْتُمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ خَلَفَ عَلَى يَمِينٍ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلَى مَالٍ مُسْلِمٍ فَاقْطَعَهُ)) وَبِأَنِّي حَدِيثُهُ نَحْوُ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ.

باب: خود کشی کی سخت حرمت اور خود کشی کرنے والے کا عذاب جہنم میں اور نہ جانا جنت میں سوا مسلمان کے

بَابُ غِلْظِ تَحْرِيمِ قَتْلِ الْإِنْسَانِ نَفْسَهُ وَأَنَّ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بَشِيْعًا عَذَبَ بِهِ فِي النَّارِ وَأَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا النَّفْسُ مُسْلِمَةٌ

۳۰۰- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے آپ کو بے گناہ کے ہتھیار سے مار لے تو وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہو گا بھونکتا رہے گا اس کو اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اس میں اور جو شخص زہر پی کر اپنی جان لیوے تو وہ چوسا کرے گا اسی زہر کو جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہے گا اور جو شخص پہاڑ سے گرا کر اپنے تئیں مار ڈالے تو وہ ہمیشہ گرا کر کے جہنم کی آگ میں (سدا اس کا یہی حال رہے گا کہ اونچے مقام سے نیچے گرے گا)۔

۳۰۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَسَّجًا بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ شَرِبَ سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَرَدَّى فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا))

۳۰۱- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث آئی ہے۔

۳۰۱- عَنْ شُعْبَةَ كُلُّهُمْ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِنْهُ وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ دُكُوَانَ.

(۳۰۰) ☆ نووی نے کہا اس مقام پر کہی قول میں ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو خود کشی کو حلال جان کر ایسے کاموں سے اپنی جان دیوے وہ تو کافر ہے بلکہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا دوسرے یہ کہ ہمیشہ رہنے سے مراد بہت مدت تک رہنا ہے تیسرے یہ کہ اس کے فعل کا بدلہ بھی تھا کہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے پر خدا نے اس کا اور حکم دیا کہ جس کا خاتمہ اسلام پر ہو گا وہ جہنم میں نہ رہے گا۔

۳۰۲- ثابت بن ضحاک سے روایت ہے انھوں نے بیعت کی رسول اللہ ﷺ سے شجرہ رضوان کے تلے اور آپ نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے کسی بات پر اسلام کے سوا اور دین کی (یعنی یوں کہے اگر میں ایسا کام کروں تو نصرانی ہوں یا یہودی ہوں یا ہندو ہوں) جھوٹی قسم تو وہ ایسا ہی ہو گیا جیسا اس نے کہا اور جس نے قتل کیا اپنے تئیں کسی چیز سے وہ اسی سے عذاب دیا جائے گا قیامت کے دن اور کسی آدمی پر وہ نذر پوری کرنا واجب نہیں جو اس کے اختیار میں نہیں (جیسے نذر کرے اور کسی کا بردہ آزاد کرنے کی)

۳۰۳- ثابت بن ضحاک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی آدمی پر وہ نذر پوری کرنی واجب نہیں جو اس کے ملک میں نہیں اور مسلمان پر لعنت کرنا ایسا ہے جیسے اس کو قتل کرنا اور جو شخص اپنی جان لیوے دنیا میں کسی چیز سے وہ اسی سے عذاب دیا جائے گا قیامت کے دن اور جو شخص جھوٹا دعویٰ کرے اپنا مال بڑھانے کے لیے تو خدا اس کا مال اور کم کر دے گا اور جو شخص قسم کھاوے حاکم کے حکم سے جھوٹی۔

۳۰۴- ثابت بن ضحاک انصاری سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے کسی اور دین کی سوائے اسلام کے جھوٹ قصد آتوہ ایسا ہی ہو گیا اور جو شخص قتل کرے اپنے

۳۰۲- عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَذَّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِي شَيْءٍ لَا يَمْلِكُهُ)) .

۳۰۳- عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عَذَّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ أَدْعَى ذَعْوَى كَاذِبَةٍ لِيَتَكْتَرُ بِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللَّهُ إِلَّا قَلَّةً وَمَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ صَبْرًا فَاجِرَةً)) .

۳۰۴- عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ

(۳۰۲) ☆ یعنی کافر ہو گیا یہ زجر اور تعلق کے طور پر ہے۔ نووی نے کہا اگر اس کے دل میں اسلام کے سوا اور دین کی عظمت ہے تو وہ بلاشبہ کافر ہے اور جو اور دین کی عظمت نہیں بلکہ اسلام اس کے دل میں رائج ہے تو وہ کافر نہ ہو گا اس صورت میں کفر سے مراد ناشکری ہے کیونکہ اسلام کا کھنسی یہ تھا کہ کسی بد قسم نہ کھاتا۔

(۳۰۳) ☆ نووی نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان پر لعنت کرنا درست نہیں اسی طرح اس مسلمان پر جو فاسق ہو اسی طرح کسی معین کافر پر خواہ وہ زندہ ہو یا مر گیا ہو مگر اس کافر پر جس کا کفر پر مرنا فاسق سے ثابت ہو لعنت کرنا درست ہے جیسے ابولہب اور ابو جہل وغیرہ اور لعنت کرنا کافروں کے گروہ پر درست ہے جیسے لعنت اللہ کی کافروں پر یا یہودیوں پر یا نصاریں پر اور ظاہر حدیث ہے کہ لعنت اور قتل دونوں حرمت میں برابر ہیں اگرچہ قتل سخت ہے۔ یہی اختیار کیا ہے ہادی نے۔ اس کا مال بھی اللہ تعالیٰ تم کو دے گا۔ نووی نے کہا یہاں یہ عبارت مخدوف ہے یا وہ عطف ہے پہلے جملے کے مبتداء پر اور یہ مطلب دوسری روایت میں پورا آیا ہے جو شخص قسم کھاوے حاکم کے حکم سے کسی مسلمان کا مال دبا لینے کو تو وہ اللہ سے ملے گا اور وہ اس پر غصے ہو گا۔

تئیں کسی چیز سے تو خدا عذاب کرے گا اس کو اسی چیز سے جہنم کی آگ میں۔ یہ روایت ہے سفیان کی اور شعبہ کی روایت میں ہے جو شخص قسم کھاوے کسی دین کی سوائے اسلام کے جھوٹ تو وہ ایسا ہی ہو گیا جیسے اس نے کہا اور جو شخص ذبح کرے اپنے تئیں کسی چیز سے تو وہ اسی چیز سے ذبح کیا جاوے گا قیامت کے دن۔

۳۰۵- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جنگ حنین میں (قاضی عیاضؒ نے کہا صحیح خیر ہے بجائے حنین کے) آپؐ نے فرمایا ایک شخص جو بد عود کی کرتا تھا اسلام کا (یعنی اپنے تئیں مسلمان کہتا تھا) یہ جہنم والوں میں سے ہے۔ جب لڑائی کا وقت آیا تو یہ شخص خوب لڑا اور زخمی ہوا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! آپؐ نے جس شخص کو جہنمی فرمایا وہ آج خوب لڑا اور مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہنم میں گیا۔ بعض مسلمانوں کو اس میں شک ہونے کو تھا (کیونکہ ظاہر حال سے اس کا مرضی ہونا یا تھا) اتنے میں خبر آئی کہ وہ مر نہیں زندہ ہے لیکن بہت سخت زخمی ہے۔ جب رات ہوئی تو وہ زخموں کی تکلیف برداشت نہ کر سکا اور اس نے اپنے تئیں مار لیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو آپؐ نے فرمایا اللہ بڑے میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا پیچھا ہوا ہوں (اس لیے کہ جو بات آپؐ نے بتلا دی تھی وہ سچ نکلی) پھر آپؐ نے حکم کیا بلالؓ کو اس نے منادی کر دی لوگوں میں کہ جنت میں نہ جاوے گا کوئی شخص مگر وہی جو مسلمان ہو اور اللہ مدد کرے گا اس دین کی برے آدمی سے۔

۳۰۶- سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اور

نَفْسُهُ بِشَيْءٍ عَذَبَهُ اللَّهُ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ)) هَذَا حَدِيثٌ شَفِيانٌ وَأَمَّا شُعْبَةُ فَحَدِيثُهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ خَلَعَ بِمِلَّةِ سِوَى الْإِسْلَامِ كَذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ ذَبَحَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ ذَبَحَ بِهْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

۳۰۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَنِينًا فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يَدْعُو بِالْإِسْلَامِ ((هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَلَمَّا حَضَرْنَا الْقِتَالَ قَالَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيدًا فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ قَتِيلًا يَا رَسُولَ اللَّهِ الرَّجُلُ الَّذِي قُلْتَ لَهُ إِنَّمَا ((إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَإِنَّهُ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيدًا وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِلَى النَّارِ)) فَكَأَذْ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ أَنَّ مَرْتَابًا فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى ذَلِكَ إِذْ قِيلَ إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ وَلَكِنْ بِهِ جِرَاحًا شَدِيدًا فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَعْصِرْ عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذَلِكَ فَقَالَ ((اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ)) ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَذَاذَى فِي النَّاسِ ((أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ يُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ))

۳۰۶- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ

(۳۰۵) ☆ یہ شخص منافق تھا ظاہر میں مسلمان دل میں کافر اگرچہ اس نے اسلام کے لیے بہت کوشش کی لڑاؤں میں ہوا، پھر ایمان نہ ہونے سے کوئی کوشش اس کی کام نہ آئی معلوم ہوا کہ بغیر ایمان کے انسان کتنی ہی نیک باتیں کرے مسلمانوں کی مدد کرے اسلام کا فائدہ پہنچائے پر وہ جنتی نہیں ہو سکتا۔

(۳۰۶) ☆ تو انسان کو چاہیے کہ اپنے اعمال پر غور نہ کرے اور مجرور نہ رکھے بلکہ خدا سے ڈر رہے اور حسن خاتمہ کے لیے دعا کرنا

مشرکوں کا سامنا ہوا جنگ میں توڑے۔ پھر جب آپ اپنے لشکر کی طرف بچکے اور وہ لوگ اپنے لشکر کی طرف گئے تو آپ کے اصحاب میں ایک شخص تھا (اس کا نام قزمان تھا اور وہ منافقوں میں سے تھا) اکاد کا کونہ چھوڑا بلکہ اس کا پیچھا کر کے کھوارے مار ڈالا (یعنی جس کا فرسے بھڑتا اس کو قتل کرتا) تو صحابہ نے کہا آج ہمارے کام جیسے یہ شخص آیا یا کوئی نہ آیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ تو جہنمی ہے۔ ایک شخص ہم میں سے بولا میں اس کے ساتھ رہوں گا (اور اس کی خبر رکھوں گا کہ وہ کونسا کام کرتا ہے جہنم میں جانے کا کیونکہ ظاہر میں تو وہ بہت عمدہ کام کر رہا تھا) پھر وہ شخص اس کے ساتھ نکلا جہاں وہ ٹھہرتا یہ بھی ٹھہر جاتا اور جہاں وہ دوڑ کر چلتا یہ بھی اس کے ساتھ دوڑ کر جاتا آخر وہ شخص (یعنی قزمان) سخت زخمی ہوا اور (زخموں کی تکلیف پر صبر نہ کر سکا) جلدی مر جانا چاہا اور کھوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور نوک اس کی دونوں چھاتیوں کے بیچ میں پھر اس پر زور دیا اور اپنے تئیں مار ڈالا۔ تب وہ شخص (جو اس کے ساتھ گیا تھا) رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ آپ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا ہوا وہ شخص بولا آپ نے ابھی جس شخص کو جہنمی فرمایا تھا اور لوگوں نے اس پر تعجب کیا تھا تو میں نے کہا تھا میں تمہارے واسطے اس کی خبر رکھوں گا پھر میں اس کی تلاش میں نکلا وہ سخت زخمی ہوا اور جلدی مرنے کے لیے اس نے کھوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور نوک اس کی اپنی دونوں چھاتیوں کے بیچ میں پھر زور دیا اس پر یہاں تک کہ مار ڈالا اپنے تئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ آدمی جنتیوں کے سے کام کرتا ہے لوگوں کے نزدیک اور وہ جہنمی ہوتا ہے اور جہنمیوں کے سے کام کرتا ہے لوگوں کے نزدیک اور وہ جہنمی ہوتا ہے۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّقَى هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتُلُوا قَلْبًا مَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمَا الْآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدْعُ لَهُمْ شَاذَةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ فَقَالُوا مَا أَجَزًا مِنَّا أَقْوَمُ أَحَدٌ كَمَا أَجَزًا فَلَقَّ رَجُلٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُهُ أَبَدًا قَالَ فَخَرَجَ مَعَهُ تَكَلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ قَالَ فَخَرَجَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعَجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَدَبَابَتَهُ بَيْنَ نَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ ((وَمَا ذَلِكَ)) قَالَ الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتُ إِنَّمَا أَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذَلِكَ فَقُلْتُ أَنَا لَكُمْ بِهِ فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهِ حَتَّى جَرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعَجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَدَبَابَتَهُ بَيْنَ نَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)).

نہ رہے۔ اسی طرح گنہگار کو کامیاب نہ ہونا چاہیے اللہ کی رحمت سے شاید اس کا خاتمہ عمدہ کر دے۔

۳۰۷- عَنْ الْحَسَنِ يَقُولُ ((إِنَّ رَجُلًا مِثْنُ)) كَانَ ((قِيلَ لَكُمْ خَرَجَتْ بِهِ فُرُخَةٌ فَلَمَّا آذَنَهُ اِتْرَعَ مِنْهُمَا مِنْ كِتَابَتِهِ فَكَأَنَّهُا فَلَمْ يَرْفَأْ الدَّمُ حَتَّى مَاتَ قَالَ رَبِّكُمْ قَدْ خَرُفْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) ثُمَّ مَدَّ يَدَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِي وَاللَّهِ لَفُذٌ حَدَّثَنِي بِهَذَا الْحَدِيثِ جُنْدُبٌ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ.

۳۰۷- حسن سے روایت ہے وہ کہتے تھے اگلے لوگوں میں ایک شخص کے پھوڑا نکلا۔ اس کو جب بہت تکلیف ہوئی تو اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور پھوڑے کو چیر دیا اس سے پھر خون بند نہ ہوا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے حرام کیا اس پر جنت کو۔ پھر اپنا ہاتھ حسن نے مسجد کی طرف بڑھایا اور کہا قسم خدا کی یہ حدیث مجھ سے جندب نے بیان کی رسول اللہ ﷺ سے اس مسجد میں۔

۳۰۸- عَنْ الْحَسَنِ يَقُولُ جُنْدُبٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَلَعِيُّ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ فَمَا نَسِينَا وَمَا نَحْنُ أَنْ يَكُونَ جُنْدُبٌ كَذَّبَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((خَرَجَ بَرَجَلٍ فِيمَنْ كَانَ قِيلَ لَكُمْ خَرَجَ فَذَكَرْ نَحْوَهُ)).

۳۰۸- حسن سے روایت ہے کہ ہم سے جندب بن عبد اللہ بخلی نے اس مسجد میں حدیث بیان کی پھر ہم اس کو نہیں بھولے اور نہ ہم کو ڈر ہے کہ جندب رضی اللہ عنہ نے جھوٹ باندھا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے پہلے ایک شخص کے پھوڑا نکلا پھر بیان کیا قصہ اسی طرح جیسے اوپر گزرا۔

بَابُ غِلْظِ تَحْرِيمِ الْغُلُولِ وَأَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ

۳۰۹- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ خَيْبَرَ أَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ صَحَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا فَلَانٌ شَهِيدٌ فَلَانٌ شَهِيدٌ حَتَّى مَرُّوا عَلَى رَجُلٍ فَقَالُوا فَلَانٌ شَهِيدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((كُلَّا إِنِّي رَأَيْتُهُ فِي النَّارِ فِي بُرْدَةٍ غَلَّهَا أَوْ عَبَاءَةٍ)) ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَا أَبَنُ الْخَطَّابِ

باب : مال غنیمت چوری کرنا سخت حرام ہے اور جنت میں صرف ایماندار ہی جائیں گے

۳۰۹- حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے جب خیبر کا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ کے کئی صحابہ آئے اور کہنے لگے فلاں شہید ہے اور فلاں شہید ہے یہاں تک گزرے ایک شخص پر تو کہا یہ شہید ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر گز نہیں میں نے اس کو جہنم میں دیکھا ایک چادر یا عبا کی چوری میں (یعنی چوری کی وجہ سے)۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے! اٹھ اور پکار دے لوگوں میں کہ جنت میں وہی جائیں گے جو ایمان دار

(۳۰۷) ☆ قاضی عیاض نے کہا شاید یہ شخص خود کشی کو حلال جانتا ہو گا یا مراد یہ ہے کہ اس پر جنت حرام ہے اس وقت جب اٹھے اور نیک لوگ جاویں گے یا اس کے حساب میں طول ہو گا یا وہ کارے گا اعراف میں۔ نووی نے کہا احتمال ہے کہ اس وقت کی شرع میں کبیرہ گناہ کرنے والا کافر ہو جاتا ہو اور یہ حدیث حمل ہے اس پر کہ اس نے جلد مرنے کے لیے یا بغیر کسی مصلحت کے ایسی حرکت کی اس لیے کہ اس لیے کہ دوا اور علاج کے لیے پھوڑا چیرنا درست ہے جب گمان غالب ہو فائدہ کا۔

ہیں (اور چور نہ جاویں گے) حضرت عمرؓ نے کہا میں نکلا اور میں نے پکار دیا لوگوں میں۔ خبردار ہو جاؤ جنت میں وہی جائیں گے جو ایمان دار ہیں۔

۳۱۰- ابوہریرہؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے خیر کی طرف پھر اللہ نے فتح دی ہم کو تو نہیں لوٹا ہم نے چاندی اور سونا (یعنی چاندی اور سونا ہاتھ نہیں آیا) بلکہ لوٹا ہم نے اسباب اور اثاث اور کپڑے پھر ہم چلے وادی کی طرف اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کا ایک غلام تھا (جس کا نام مدغم تھا) جو بخشا تھا آپ کو ایک شخص نے جذام میں سے جس کا نام رفاعہ بن زید تھا بنی ضعیب میں سے۔ جب ہم وادی میں اترے تو رسول اللہ ﷺ کا غلام کھڑا ہوا آپ کا کجاہ کھول رہا تھا اتنے میں ایک غیبی تیر اس کو لگا جس میں اس کی موت تھی۔ ہم لوگوں نے کہا مبارک ہو وہ شہید ہے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا ہرگز نہیں قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے وہ شملہ اس پر انگار کی طرح سلگ رہا ہے جو اس نے مال غنیمت میں سے خیر کے دن لے لیا تھا اور اس وقت تک غنیمت تقسیم نہیں ہوئی تھی۔ یہ سن کر لوگ ڈر گئے اور ایک شخص ایک تمہ یاد دہشے لے کر آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! میں نے خیر کے دن ان کو پایا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا یہ تمہ یا تمہے انگار کے ہیں (یعنی اگر تو ان کو داخل نہ کرتا تو یہ تمہ انگارہ ہو کر قیامت

أَذْهَبَ قَنَادٍ فِي النَّاسِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ قَالَ فَيَحْرَجْتُ فَذَاتِ أَلَا إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ))

۳۱۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرٍ فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْنَا فَلَمْ نَعْتَمِدْ ذَهَبًا وَلَا وَرَقًا غَنِمْنَا الْمَنَاقِ وَالطَّغَامَ وَالنَّيَابَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا إِلَى الْوَادِي وَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدٌ لَهُ وَهَبَهُ لَهُ رَجُلٌ مِنْ جَذَامٍ يُدْعَى رِفَاعَةَ بْنِ زَيْدٍ مِنْ بَنِي الضَّعِيبِ فَلَمَّا نَزَلْنَا الْوَادِي قَامَ عَبْدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُلُّ رَحْلَهُ فَرُمِيَ بِسَهْمٍ فَكَانَ فِيهِ حَنْفُهُ فَقُلْنَا هَيْبًا لَهُ الشَّهَادَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((كَلَّا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ لَتَلْقَهُ عَلَيْهِ نَارًا أَحَدَهَا مِنَ الْعَنَانِ يَوْمَ خَيْبَرٍ لَمْ تُصْنِفْهَا الْمَقَاسِمُ)) قَالَ فَفَرَّغَ النَّاسُ فَجَاءَ رَجُلٌ بِشِيرَاءٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَبْتُ يَوْمَ خَيْبَرٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((شِرَاكَ مِنْ

(۳۱۰) نووی نے کہا ان دونوں حدیثوں سے یہ احکام نکلے ہیں ایک تو غلول یعنی چوری کا حرام ہونا مال غنیمت میں دوسرے کوئی فرق نہ ہونا قلیل اور کثیر میں یہاں تک کہ ایک تمہ کی چوری بھی حرام ہے۔ تیسرے یہ کہ جس نے غلول کیا اس کو شہید نہ کہیں گے جو تھے یہ کہ جو کچھ پر مرے وہ جنت میں نہ جاوے گا اور اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا۔ پانچویں یہ کہ بغیر ضرورت کے قسم کھانا درست ہے کیونکہ حضرت نے خود قسم کھائی تھے یہ کہ جس نے کچھ چوری کی غنیمت کے مال میں تو اس کو وہ چیز پھیر دینا اور داخل کر دینا واجب ہے اور جب وہ پھیر دے تو اس کو لے لیں اور اس کا مال نہ جلاویں خود وہ پھیرے یا نہ پھیرے کیونکہ حضرت نے شلے کے چور کا اور تھے کے چور کا مال نہ جلاویں اور جو یہ واجب ہوتا تو آپ ایسا کرتے اور وہ جو حدیث منقول ہے کہ جو شخص غنیمت کے مال میں چوری کرے اس کا سبب جلاوہ اور اس کو مار دیا یا اس کی گردن مار دیا تو ضعیف ہے۔ اس کے ضعف کو ابن عبد البرؒ نے بیان کیا ہے۔ جلاوٹی نے کہا اگر وہ حدیث صحیح بھی ہو تو منسوخ ہو گئی اور یہ اس وقت کا حکم ہے جب مالی سزا جائز تھی (یعنی اب شریعت میں مالی سزا دینا جیسے جرمانہ ضبطی جائیداد وغیرہ نہیں رہی)۔

نَارٍ أَوْ شِرَآكًا مِّنْ نَّارٍ»

کے دن تجھ پر لپکتا ہے عذاب ہو تا ان قسموں کی وجہ سے۔

باب: خود کشی کرنے والا کافر نہ ہوگا

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ قَاتِلَ نَفْسِهِ لَا يَكْفُرُ

۳۱۱- جابر سے روایت ہے کہ طفیل بن عمروؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ایک مضبوط قلعہ اور لشکر چاہتے ہیں (اس قلعہ کے لیے کہا جو دوس کا تھا جاہلیت کے زمانے میں) آپ نے قبول نہ کیا اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے انصار کے حصے میں یہ بات لکھ دی تھی (کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس رہیں ان کی حمایت اور حفاظت میں) تو جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو طفیل بن عمروؓ نے بھی ہجرت کی اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے ایک شخص نے بھی ہجرت کی پھر مدینہ کی ہوا ان کو ناموافق ہوئی (اور ان کے پیٹ میں عارضہ پیدا ہوا) وہ شخص جو طفیل کے ساتھ آیا تھا بیمار ہوا اور تکلیف کے مارے اس نے چوڑی گانسیاں لے کر اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ ڈالے اور خون بہنا شروع ہوا دونوں ہاتھوں سے یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ پھر طفیل بن عمروؓ نے اس کو خواب میں دیکھا اور اس کی شکل اچھی تھی مگر اپنے دونوں ہاتھوں کو چھپائے ہوئے تھا طفیل نے پوچھا تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا بخش دیا مجھ کو اس لیے کہ میں نے ہجرت کی تھی اس کے پیغمبر کی طرف۔ طفیل نے کہا کیا وجہ ہے میں دیکھتا ہوں تو دونوں ہاتھ اپنے چھپائے ہوئے ہے۔ وہ شخص بولا کہ مجھے حکم ہوا ہم اس کو نہیں سنو اس گے جس کو تو نے خود بخود گلاز پھر یہ خواب طفیل نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اس کے دونوں ہاتھوں

۳۱۱- عَنْ جَابِرٍ أَنَّ الطُّفَيْلَ بْنَ عَمْرٍو الدَّوسِيِّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ لَكَ فِي حِصْنٍ خَصْبٍ وَمَنْعَةٍ قَالَ حِصْنٌ كَانَ لِلدَّوْسِ فِي الْحَاوِلَةِ فَأَتَى ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ لِلْأَنْصَارِ فَلَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ هَاجَرَ إِلَيْهِ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَهَاجَرَ مَعَهُ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهِ فَاجْتَرَوْا الْمَدِينَةَ فَمَرَضَ فَجَرَّعَ فَاحْذَرُوا مَشَافِصَ لَهُ فَقَطَّعَ بِهَا بَرَاجِمَهُ فَشَحَبَتْ يَدَاهُ حَتَّى مَاتَ فَرَأَاهُ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فِي مَنَامِهِ فَرَأَاهُ وَهَيْئَتُهُ حَسَنَةً وَرَأَاهُ مُغَطِّيًا يَدَيْهِ فَقَالَ لَهُ مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ فَقَالَ غَفَرَ لِي بِهَاجَرَتِي إِلَى نَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِي أَرَاكَ مُغَطِّيًا يَدَيْكَ قَالَ قِيلَ لِي لَنْ تُصْلِحَ مِنْكَ مَا أَفْسَدْتَ فَقَضَّهَا الطُّفَيْلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اللَّهُمَّ وَلِيْدَيْهِ فَاعْفُرْ))

(۳۱۱) ☆ نووی نے کہا اس حدیث میں دلیل ہے اس بڑے قاعدے کی جو اہل سنت نے قرار دیا ہے کہ جو شخص اپنے تئیں مار ڈالے یا اور کوئی گناہ کرے پھر بغیر توبہ کے مر جاوے تو وہ کافر نہیں ہے اور نہ یہ ضروری ہے کہ وہ جہنم میں جاوے بلکہ وہ خدا کی مشیت پر ہے اور اگر یہ قاعدہ بیان ہو چکا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گنہگاروں کو عذاب ہو گا اور گناہوں سے نقصان پہنچتا ہے اور وہ ہے حریجہ کا جو کہتے ہیں ایمان کے ساتھ گناہوں سے ضرر نہ ہوگا۔ تحفۃ الاخیار میں ہے کہ اس حدیث سے بڑی فضیلت ہجرت کی ثابت ہوئی اس شخص کو لے

کو بھی بخش دے یعنی جیسے تو نے اس کے سارے بدن پر کرم کیا ہے اس کے دونوں ہاتھوں کو بھی درست کر دے۔

باب: اس ہو کا بیان جو قیامت کے قریب چلے گی اور مار دے گی ہر اس شخص کو جس کے دل میں رتی برابر بھی ایمان ہوگا

۳۱۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ خدا چلاوے گا ایک ہوا یمن کے ملک سے جو ریشم سے بھی زیادہ ملائم ہوگی پھر یہ ہوا نہ چھوڑے گی اس شخص کو جس کے دل میں دانے برابر یا رتی برابر بھی ایمان ہوگا یعنی مار ڈالے گی اس کو۔

باب: فتنے اور فساد پھیلنے سے پہلے نیک اعمال کو جلد بجا لانے کی ترغیب

۳۱۳- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جلدی جلدی نیک کام کر لو ان فتنوں سے پہلے جو اندھیری رات کے حصوں کی طرح ہو گئے صبح کو آدمی ایماندار ہوگا اور شام کو کافرا

بَابُ فِي الرِّيحِ الَّتِي تَكُونُ قُرْبَ الْقِيَامَةِ تَقْبِضُ مَنْ فِي قَلْبِهِ شَيْءٌ مِنَ الْإِيمَانِ

۳۱۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنْ اللَّهَ يَنْعَثُ رِيحًا مِنَ الْيَمَنِ الَّتِي مِنَ الْخَرِيرِ فَلَا تَذْغُ أَحَدًا فِي قَلْبِهِ قَالَ أَبُو عُلْفَةَ مِثْقَالُ حَبَّةٍ وَ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيْمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ))

بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْمُبَادَرَةِ بِالْأَعْمَالِ قَبْلَ تَطَاهُرِ الْفِتَنِ

۳۱۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتْنًا كَقَطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ

انہ اپنے مارنے کی نیت نہ ہوگی کہ حرام موت ہوتی اضطراب سے یہ حرکت ہوئی ہوگی یا شاید ہلاکت کی نیت ہو مگر ہجرت کی برکت اور حضرت کی دعا سے اس کی مغفرت ہوگئی۔

(۳۱۲) ☆ تو کوئی ایمان دار دنیا میں باقی نہ رہے گا اس وقت قیامت ہوگی۔ نووئی نے کہا اس مضمون کی حدیثیں اور بھی آئی ہیں جیسے قیامت قائم نہ ہوگی مگر اس وقت جب کوئی اللہ اللہ کہنے والا بھی نہ رہے گا یا قیامت قائم نہ ہوگی مگر بدترین خلق پر اور یہ سب حدیثیں اپنے ظاہر پر محمول ہیں اور وہ جو دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ایک گروہ میری امت کا حق پر قائم رہے گا قیامت کے دن تک اس کے مخالف نہیں کیونکہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ گروہ قائم رہے گا یہاں تک کہ یہ ہوا اس کو تمام کر دے گی پھر قیامت قائم ہوگی اور یہ جو فرمایا جس کے دل میں دانے برابر یا رتی برابر بھی ایمان ہوگا تو اس سے وہ نہ ہب ثابت ہوا جو صحیح ہے کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے اور ریشم سے زیادہ ملائم ہونے سے یہ غرض ہے کہ وہ ہوا نرم اور لطیف ہوگی اور ایک دوسری حدیث میں یوں ہے کہ وہ ہوا شام کی طرف سے چلے گی اس کا جواب یہ ہے کہ شاید اس وقت دو ہوائیں چلیں ایک یمن کی طرف سے اور دوسری شام کی طرف سے یا ایک ہی ہوا شروع ہو یمن سے پھر پھیل جاوے شام تک۔ واللہ اعلم۔

(۳۱۳) ☆ یعنی دنیا کی طمع اس وقت ایسی غالب ہوگی کہ ایمان کی محبت دل میں نہ رہے گی ذرا سے دنیاوی فائدے کے لیے انسان ایمان کو چھوڑ دے گا اور کفر اختیار کرے گا۔ یہ بات ہمارے زمانے میں بہت پھیل گئی کہ ایمان کی قدر اور منزلت بالکل نہ رہی اور جس کو کدھینو یا کٹا پٹ

شام کو ایمان دار ہوگا اور صبح کو کافر ہوگا اور اپنے دین کو بچ ڈالے گا دنیا کے مال کے بدلے۔

باب: مومن کو اپنے اعمال مٹ جانے سے ڈرنا چاہیے

۳۱۳- انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب یہ آیت اتری یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی اخیر تک تو ثابت بن قیس بن شماس اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور کہنے لگے میں جہنمی ہوں (کیونکہ ان کی آواز بہت بلند تھی اور وہ خطیب تھے انصار کے اس لیے وہ رگڑے) اور نہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔ آپ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے اباعمر! ثابت رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہے کچھ بیمار ہو گیا ہے؟ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا وہ میرا ہمسایہ ہے میں نہیں جانتا کہ وہ بیمار ہے۔ پھر سعد رضی اللہ عنہ ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے یہ بیان کیا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت اتری اور تم جانتے ہو کہ تم سب میں میری آواز اونچی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تو میں جہنمی ہوں۔ پر سعد رضی اللہ عنہ نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا نہیں وہ جنتی ہے۔

الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيَمْسِي كَافِرًا أَوْ يُنْصَبُ مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بَعْرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا)).

بَابُ مَخَافَةِ الْمُؤْمِنِ أَنْ يَحْطَ عَمَلُهُ

۳۱۴- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ جَلَسَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ فِي بَيْتِهِ وَقَالَ أَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ ((يَا أَبَا عَمْرٍو مَا شَأْنُ ثَابِتٍ اشْتَكَى)) قَالَ سَعْدُ إِنَّهُ لِحَارِي وَمَا عَلِمْتُ لَهُ بِشُكْوَى قَالَ فَأَتَاهُ سَعْدٌ فَذَكَرَ لَهُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ثَابِتٌ أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي مِنْ أَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَذَكَرَ ذَلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((بَلْ هُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)).

اللہ طلب گار ہے۔ بہت لوگوں کو دیکھا جو پہلے مسلمان و پیردار تھے پھر دنیا کے طمع سے بے ایمان ہو گئے اور کفر اختیار کیا کوئی نصرانی بن گیا کوئی دہریہ خدا محفوظ رکھے۔ نووی نے کہا مراد یہ ہے کہ اس زمانے میں ایسے فتنے درپے درپے ہو گئے کہ ایمان کا بچنا مشکل ہو گیا کہ ایسی ہی دن میں ایسا انتخاب ہو گا کہ مہج کو آدمی مومن ہو تو شام کو کافر ہو گا۔ تحفۃ الاخبار میں ہے کہ اس حدیث میں ان فسادوں کی خبر ہے جو بڑا اور سلطنت مروانیہ کے زمانے میں واقع ہوئے۔ اس حدیث میں ارشاد ہے کہ فرصت کو آدمی قیمت جانے اور پریشانی سے پہلے جو نیک عمل ہو سکیں سو کر لیوے۔ (۳۱۴) یعنی اے ایمان والو! اونچی نہ کرو اپنی آوازیں نیچی آواز سے اور نہ بولو اس سے زور سے جیسے بولتے ہو ایک دوسرے سے کہیں انکار نہ ہو جا سکیں تمہارے عمل اور تم کو خبر نہ ہو تو ذرا مومنوں کو بے ادبی سے حضرت کی صحبت میں۔ ایسا نہ ہو کہ بے ادبی تمام نیک عملوں کو مٹا دے کیونکہ آواز بلند ہو تاکہ ہم انہیں بلکہ رسول اللہ کے سامنے بلند آواز سے باتیں کرنا اور چلنا منع ہے۔ نووی نے کہا اس حدیث سے ثابت بن قیس کی بڑی فضیلت معلوم ہوئی کیونکہ ان کا جنتی ہونا ثابت ہوا اور اس سے یہ بات بھی نکلی کہ امام یا سردار کو اپنے لوگوں کا حال پوچھنا چاہیے جو غائب ہو جائیں۔

۳۱۵- دوسری روایت میں یوں ہے کہ ثابت بن قیس بن شمس رضی اللہ عنہ انصار کے خطیب تھے پھر جب یہ آیت اتری اخیر تک اور اس میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔

۳۱۶- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۳۱۷- اس روایت میں بھی سعد بن معاذ کا ذکر نہیں اتنا زیادہ ہے کہ انس نے کہا ثابت ہم لوگوں کے بیچ میں چلتے تھے ہم ان کو دیکھتے تھے ایک شخص جنتی ہم میں جا رہا ہے۔

باب: جب کوئی مسلمان ہو جاوے تو کیا کفر کے وقت کے اعمال کا مواخذہ ہوگا؟

۳۱۸- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کچھ لوگوں نے کہا رسول اللہ ﷺ سے یا رسول اللہ! کیا ہم سے پوچھ ہوگی ان کاموں کی جو ہم نے جاہلیت کے زمانے میں کئے ہیں؟ آپ نے فرمایا تم میں سے جو اچھی طرح اسلام لایا (یعنی سچا مسلمان ہوا دل سے) اس سے تو پوچھ نہ ہوگی جاہلیت کے کاموں کی اور جو برا ہے (یعنی صرف ظاہر میں مسلمان ہوا اور دل میں اس کے کفر رہا) اس سے پوچھ ہوگی جاہلیت اور اسلام دونوں وقت کے کاموں کی۔

۳۱۹- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم سے مواخذہ ہوگا ان کاموں کا جو جاہلیت کے وقت میں کئے ہیں؟ آپ نے فرمایا جس نے نیکی کی اسلام میں اس سے جاہلیت کے کاموں کا مواخذہ نہ ہوگا اور جس نے برائی کی اسلام

۳۱۵- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شِمَاسٍ خَطِيبَ الْأَنْصَارِ قَلَمًا نَزَلَتْ هَذِهِ آيَةُ بَنَحَوْ حَبِيبَ حِمَاوٍ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِ ذِكْرُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ.

۳۱۶- عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فِي الْحَدِيثِ.

۳۱۷- عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ آيَةُ وَاقْصُصْ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ وَزَادَ فَكُنَّا نَرَاهُ يَمْشِي بَيْنَ أَظْهُرِنَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْحَنَةِ.

بَابُ هَلْ يُؤَاخَذُ بِأَعْمَالِ الْجَاهِلِيَّةِ

۳۱۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ أَنَسُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُنْوَاعِدُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ ((أَمَّا مَنْ أَحْسَنَ مِنْكُمْ فِي الْإِسْلَامِ فَلَا يُؤَاخَذُ بِهَا وَمَنْ أَسَاءَ أَخِذَ بِعَمَلِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْإِسْلَامِ)).

۳۱۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أُنْوَاعِدُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ ((مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ أَسَاءَ فِي الْإِسْلَامِ أَخِذَ

(۳۱۸) ☆ کیونکہ وہ کفر پر قائم رہا اور درحقیقت میں وہ مسلمان ہی نہیں ہوا بلکہ منافق رہا۔ نووی نے کہا دوسری حدیث صحیح میں ہے کہ اسلام گرا دیتا ہے پھر کفر کے گناہوں کو یعنی کفر کے زمانے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اسلام لانے سے اور اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا۔

بِأَنَّاوَلِ وَالْآخِرِ)) میں اس سے مواخذہ ہو گا اگلے (یعنی کفر) اور پچھلے (یعنی اسلام) دونوں وقت کے کاموں کے۔

۳۲۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهِذَا الْإِسْنَادِ بِثَلَاثَةٍ.

باب: اسلام، حج اور ہجرت سے اگلے گناہوں کا معاف ہو جانا

۳۲۱- عَنْ ابْنِ شَيْمَاسَةَ الْمَهْرِيِّ قَالَ حَضَرَنَا عُمَرُو بْنُ الْعَاصِ وَهُوَ فِي سِيَاقَةِ الْمَوْتِ فَبَكَى طَوِيلًا وَحَوَّلَ وَجْهَهُ إِلَى الْحِذَابِ فَجَعَلَ ابْنُهُ يَقُولُ يَا أَبَتَاهُ أَمَا بَشَرَك رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا أَمَا بَشَرَك رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا قَالَ فَأَقْبَلَ بِوَجْهِهِ فَقَالَ إِنَّ أَفْضَلَ مَا نُعْبَدُ شَهَادَةً أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ إِنْ كُنْتُ عَلَى أَطْبَاقِ ثَلَاثٍ لَقَدْ رَأَيْتَنِي وَمَا أَحَدٌ أَشَدَّ بَغْضًا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّي وَلَا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَكُونَ قَدْ اسْتَمَكَّتُ مِنْهُ فَقَتَلْتُهُ قُلُوبُ مَنِّي عَلَى تِلْكَ الْحَالِ لَكُنْتُ مِنَ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا

۳۲۱- ابن شامہ (عبدالرحمن بن شامہ بن ذہب) مہری سے روایت ہے ہم عمرو بن عاصؓ کے پاس گئے اور وہ مرنے کے قریب تھے تو روئے بہت دیر تک اور منہ پھیر لیا اپنا پواری کی طرف۔ ان کے بیٹے کہنے لگے باوا! تم کیوں روتے ہو تم کو کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ خوشخبری نہیں دی یہ خوشخبری نہیں دی؟ تب انھوں نے اپنا منہ سامنے کیا اور کہا کہ سب باتوں میں افضل ہم سمجھتے ہیں اس بات کی گواہی دینے کو کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور محمدؐ اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور میرے اوپر تم پر حال گزرے ہیں ایک حال یہ تھا جو میں نے اپنے کو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ میں کسی کو برا نہیں جانتا تھا اور مجھے آرزو تھی کہ کسی طرح میں مر جاؤں اس میں اور آپ کو قتل کروں۔ (معاذ اللہ) پھر اگر میں مر جاتا اس حال میں تو جہنمی ہو تا دوسرا حال یہ تھا کہ اللہ نے اسلام کی محبت میرے دل

(۳۲۱) ☆ یعنی منکر کفر کو نو دی نے کہا اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ جو مرنے کے قریب ہو اس کو قلبی اور عقلی دینا چاہیے اور میرا اور غواور خوشی کی آہستہ سنا نا چاہیے جیسے عمرو بن عاصؓ کے بیٹے نے کہا اور یہ مستحب ہے بالاقفاق دوسرے یہ کہ صحابہؓ رسول اللہؐ کی کس قدر عزت اور حرمت کرتے تھے تیسرے یہ کہ جتنا بے کے ساتھ رونے والی اور آگ لے جانا منع ہے اور علماء نے اس کو مکروہ رکھا ہے لیکن نوحہ کرنا وہ تو حرام ہے اور آگ لے جانا مکروہ ہے بوجہ دوسری حدیث کے اور سب کراہت کا یہ ہے کہ وہ عادت ہے جاہلیت کے زمانے کی اور ابن حبیبؒ ماکئی نے کہا کہ آگ رکھنے میں شگون بد ہے مردہ کے لیے چوتھے یہ کہ مٹی والا قبر پر مستحب ہے پانچویں یہ کہ قبر پر بیٹھنا نہیں چاہیے جیسے بعض ملکوں میں دستور ہے چھٹے یہ کہ قبر میں مردے کا امتحان ہوتا ہے اور فرشتے اس سے سوال کرتے ہیں اور یہی مذہب ہے اہل حق کا ساتویں یہ کہ دفن کے بعد تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا چاہیے اور یہ مستحب ہے آٹھویں یہ کہ مردہ اپنی قبر پر حاضر ہونے لے

جَعَلَ اللَّهُ الْإِسْلَامَ فِي قَلْبِي أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ ابْشُرْ بَيْعَتِكَ فَلَمَّا بَايَعْتَ فَبَسَطَ يَمِينَهُ قَالَ فَقَضَيْتُ يَدِي قَالَ ((مَا لَكَ يَا عَمْرُو)) قَالَ قُلْتُ أَرَدْتُ أَنْ أَسْخِرَ قَالَ تَخْشَرُ بِمَاءٍ قُلْتُ أَنْ يُغْفَرَ لِي قَالَ ((أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَأَنَّ الْهَجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ)) وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمَّا أَحَلَّ فِي عَيْنِي مِنْهُ وَمَا كُنْتُ أَطِيقُ أَنْ أُمْلَأَ عَيْنِي مِنْهُ إِخْلَالًا لَهُ وَلَوْ سِئِلْتُ أَنْ أَصِفَهُ مَا أَطَقْتُ لِأَنِّي لَمْ أَكُنْ أُمْلَأُ عَيْنِي مِنْهُ وَلَوْ مِتُّ عَلَى تِلْكَ الْخَالِ لَرَجَوْتُ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ وَلِينَا أَهْلِيَاءَ مَا أَذْرِي مَا حَالِي فِيهَا فَإِذَا أَنَا مِتُّ فَلَا تَصْحَبَتِي نَافِخَةٌ وَلَا نَارٌ فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي فَشَنُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنْنًا ثُمَّ أَقْبَمُوا حَوْلَ قَبْرِي فَلَمَّ مَا تَنْحَرُ جُرُورٌ وَيُقَسِّمُ لَحْمَهَا حَتَّى أَسْتَأْسِسَ بِكُمْ وَأَنْظُرَ مَاذَا أَرَايَعُ بِهِ رَسُولَ رَبِّي.

میں ڈالی اور میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے کہا اپنا دھنا ہاتھ بڑھائیے تاکہ میں بیعت کروں آپ سے۔ آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا میں نے اس وقت اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا ہوا تجھ کو اسے عروا میں نے کہا میں شرط کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کیا شرط؟ میں نے کہا یہ شرط کہ میرے گناہ معاف ہوں (جواب تک کہے ہیں)۔ آپ نے فرمایا اے عروا! تو نہیں جانتا کہ اسلام گرا دیتا ہے پیشرے کے گناہوں کو اسی طرح حج گرا دیتا ہے پیشرے کے گناہوں کو۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مجھ کو کسی کی محبت نہ تھی اور نہ میری نگاہ میں آپ سے زیادہ کسی کی شان تھی اور میں آنکھ بھر کر آپ کو نہ دیکھ سکتا تھا آپ کے جلال کی وجہ سے اور اگر کوئی مجھ سے آپ کی صورت کو پوچھے تو میں بیان نہیں کر سکتا کیونکہ میں آنکھ بھر کر آپ کو دیکھ نہیں سکتا تھا اور اگر میں مرجاتا اس حال میں تو امید تھی کہ جنتی ہوتا۔ بعد اس کے چند اور چیزوں میں ہم کو پھنسا پڑا میں نہیں جانتا میرا کیا حال ہو گا ان کی وجہ سے توجہ میں مر جاؤں میرے جنازے کے ساتھ کوئی رونے چلانے والی نہ ہو اور نہ آگ ہو۔ اور جب مجھے دفن کرنا تو مٹی ڈال دینا مجھ پر اچھی طرح اور میری قبر کے گرد کھڑے رہنا اتنی دیر تک جتنی دیر میں اونٹ کا نا جاتا ہے اور اس کا گوشت بانٹا جاتا ہے تاکہ میرا دل پہلے تم سے (اور میں تنہائی میں گھبرا نہ جاؤں) اور دیکھ لوں پروردگار کے وکیلوں کو میں کیا جواب دیتا ہوں۔

۳۲۲- عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے مشرکوں میں چند لوگوں نے (شرک کی حالت میں) بہت خون کئے تھے اور بہت زنا کیا تھا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا آپ جو فرماتے ہیں اور جس راہ کی طرف بلا تے ہیں وہ خوب ہے اور جو

۳۲۲- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ قَتَلُوا فَاسْتَكْبَرُوا وَزَنَوْا فَاسْتَكْبَرُوا ثُمَّ أَتَوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا إِنَّ الَّذِي نَقُولُ وَنُذَعُو

تھ والوں کی آواز سنتا ہے نویں یہ کہ مشرک گوشت کا پائٹ لینا درست ہے اسی طرح ترمیوں جیسے انگور وغیرہ اور اس میں ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے جو مشہور ہے۔ اچھی مختصر

آپ ہم کو بتلاویں ہمارے گناہوں کا کفارہ تو ہم اسلام لائیں تب یہ آیت اتری والذین لا يدعون مع الله الها اخر. اخیر تک یعنی جو لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ اور دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور جس جان کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے اس کو نہیں مارتے مگر کسی حق کے بدلے اور زنا نہیں کرتے اور جو کوئی ان کاموں کو (یعنی خون اور زنا اور شرک) کرے تو وہ بدلہ پاوے گا اور اس کو دردناک عذاب ہو گا قیامت کے روز اور ہمیشہ رہے گا عذاب میں ذلت سے پر جو کوئی ایمان لایا اور اس نے توبہ کی اور نیک کام کئے تو اس کی برائیاں مٹ کر نیکیاں ہو جاویں گی اور اللہ تعالیٰ مہربان ہے بخشش والا (اور خدا نے ان لوگوں کو بتلادیا کہ تم اسلام لاؤ تمہارے اگلے سب گناہ شرک کے زمانے کے معاف ہو جاویں گے) اور یہ آیت اتری یعبادی الذین اسرفوا علی انفسهم اخیر تک یعنی اے بندو میرے جنھوں نے گناہ کئے ہیں مت ناامید ہو اللہ کی رحمت سے۔

باب: کافر اگر کفر کی حالت میں نیک کام کرے پھر مسلمان ہو جائے

بَابُ بَيَانِ حُكْمِ عَمَلِ الْكَافِرِ إِذَا اسْلَمَ بَعْدَهُ

۳۲۳- حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا آپ سمجھتے ہیں جاہلیت کے زمانے میں جو میں نے عبادت کے کام کئے (یعنی نیک سمجھ کر گناہ سے نکلنے کے

۳۲۳- عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنَّنُ بِهَا فِي الْحَاجَةِ إِلَيْهَا لِي فِيهَا مِنْ

(۳۲۳) یعنی جب تو مسلمان ہو گیا تو میرے کفر کے زمانے کی نیکیاں بھی بیکار نہ جاویں گی بلکہ ان سب کا ثواب ملے گا البتہ اگر تو مسلمان نہ ہو تا اور کفر ہی پر سر جاتا تو میری سب نیکیاں مٹ جاتیں۔ یہی مطلب حدیث سے نکلا ہے اور یہی قول ہے ابن بطال اور محققین کا کہ کافر اگر مسلمان ہو جاوے تو اس کے وہ نیک کام جو کفر کے زمانے میں کئے ہیں لغو نہ ہونگے اور خدا ان پر ثواب دے گا بدلیل اس حدیث کے جس کو دار قطنی نے ابو سعید خدری سے روایت کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا جب کافر مسلمان ہو جاوے پھر اس کا اسلام اچھا ہو اللہ تعالیٰ اس کی ہر نیکی کو لکھے گا جو کر چکا ہے اور ہر برائی کو مٹا دے گا جو کر چکا ہے اور اسلام کے بعد جو نیکی کرے گا تو ایک کے بدلے دس کاسات سو تک ثواب ملے گا اور برائی کے بدلے ایک ہی برائی لکھی جاوے گی پر جب خدا اس کو بھی معاف کر دے تو ایک بھی نہ لکھی جاوے گی۔ امام ابو عبد اللہ ہاذری نے کہا ظاہر حدیث خلاف ہے اس قاعدے کے جو مقرر ہو چکا ہے کہ کافر کا تقرب صحیح نہیں پھر اس کو نیکی پر ثواب بھی نہ ہو گا اور ایمان لانا اس کا اعطاعت ہے نہ تقرب۔ اس لیے کہ تقرب میں شرط ہے کہ جس سے تقرب کرتا ہے اس کو پہچانے اور وہ کفر کی حالت میں خدا کو ذرا برابر حق

شَيْءٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَسَلَّمْتَ عَلَى مَا أَسَلَّمْتَ مِنْ خَيْرٍ))
 لیے) ان کا کچھ ثواب مجھ کو ملے گا (یعنی کفر کے زمانے کے نیک کام بیکار تو نہ جاویں گے)؟ آپ نے فرمایا تو اسلام لایا انگلی ان سب نیکیوں پر جو کر چکا ہے۔

۳۲۴- عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ رَسُولٍ اللَّهُ أَرَأَيْتَ أَمْوَرًا كُنْتُ أَتَحَنُّ بِهَا فِي
 ۳۲۴- حکیم بن حزام سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ! آپ کیا سمجھتے ہیں جو نیک کام میں نے جاہلیت کے زمانے میں کئے ہیں جیسے صدقہ یا غلام کا آزاد

تھ پچھتاہ تھا۔ اس صورت میں حدیث کی تاویل کرنا ضروری ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ کفر کے زمانے میں جو تو نے نیکیاں کی تھیں ان کی وجہ سے تیری طبیعت نیک ہو گئی اور تجھے نیک کام کرنے کی عادت پیدا ہوئی پھر تو اس عادت اور طبیعت سے اسلام میں بھی فائدہ اٹھا دے گا کیونکہ وہ لے جائے گی تجھ کو نیک کاموں کی طرف یا یہ مطلب ہے کہ ان نیکیوں کی وجہ سے تو مستحق ہوا تعریف کا جو اسلام کی حالت میں بھی باقی ہے یا یہ مطلب ہے کہ اسلام کی حالت میں تجھ کو نیکیوں کا ثواب اوروں سے زیادہ ملے گا کیونکہ تو پہلے بھی نیک کام کر چکا ہے اور جب کافر کو نیک اعمال کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگی تو ثواب کا زیادہ ہونا بعید نہیں۔ تمام ہوا کلام مازری کا۔ قاضی معاش نے کہا بعضوں نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ انگی نیکیوں ہی کی برکت سے خدا نے تجھے اسلام کی ہدایت کی اور نیکیاں اوائل میں دلیل ہیں حسن خاتمہ اور سعادت کی کے انجام میں آئیں۔ لیکن صحیح وہی ہے جو ابن بطلان وغیرہ نے کہا کہ حدیث محمول ہے ظاہر پر۔ ابن بطلان نے کہا اللہ کو اختیار ہے کہ اپنے بندوں پر جتنی چاہے اور جس طرح چاہے عنایت کرے اور کسی کو اس میں اعتراض کی مجال نہیں اور فقہاء نے جو کہا ہے کہ کافر کی عبادت صحیح نہیں اور اگر وہ اسلام لاوے تو اس عبادت کا شمار نہ ہو گا اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے احکام کی رو سے اس کی عبادت صحیح نہیں اور آخرت کا ثواب اللہ کے اختیار میں ہے۔ اب اگر کوئی یوں کہنے لگے کہ آخرت میں بھی اس پر ثواب نہ ہو گا تو اس کا قول رد کیا جاوے گا اس صحیح حدیث سے اور کفار کے بعض افعال کا تو دنیا میں بھی اعتبار ہوتا ہے۔ خود فقہاء نے کہا ہے کہ اگر کافر پر حالت کفر میں کوئی کفارہ جیسے ظہار وغیرہ کا کفارہ واجب ہو پھر وہ اس کو ادا کر دے کفر کی حالت میں تو کافی ہو جاوے گا اور اسلام لانے کے بعد دوبارہ کفارہ دینا لازم نہ ہو گا اور اختلاف کیا ہے شافعیہ نے کہ اگر حالت کفر میں جہنمی ہوا پھر غسل کر لیا کفر کی حالت میں بعد اس کے مسلمان ہوا تو دوبارہ غسل کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اور ہمارے بعض اصحاب نے اس میں مبالغہ کیا ہے کہ کافر کی ہر ایک طہارت صحیح ہے غسل ہوا وضو ہوا یا تیمم ہوا اور اسلام لانے کے بعد اسی طہارت سے نماز پڑھنا درست ہے۔ انتہی ما قال النووی

مترجم کہتا ہے کہ اسلام لانا ایک ایسی بڑی نعمت ہے خدا کی جس کے مقابلہ میں اور کوئی نعمت نہیں تو جہاں تک اس نعمت کی وجہ سے فوائد حاصل ہوں بعید نہیں اور کافر کے نیک اعمال جو مٹ جاتے ہیں تو وہ اسی وجہ سے کہ اس کی موت کفر پر ہوتی ہے اور اعتبار خاتمہ کا ہے پھر جب خاتمہ نیک ہو اور انسان کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کی محبت کو ضائع نہ کرے گا اور اس کے نیک کاموں پر ضرور ثواب دے گا دوسرے یہ کہ اگر رسول اللہ کافر کی نیکیوں کو اسلام لانے کے بعد لغو کر دیتے تو لوگوں کو رنج ہو تا اور اسلام کی طرف رغبت ٹھٹ جاتی حالانکہ اصلی مقصد آپ کا یہ تھا کہ لوگوں کو اسلام کا شوق پیدا ہو اسی وجہ سے آپ نے فرمایا کہ اسلام لانے سے کفر کے گناہ تو سب مٹ گئے اور نیکیاں باقی ہیں وہ ہر گز تلف نہ ہو گئی سبحان اللہ خداوند کریم کی عنایت اور محبت اپنے بندوں کے ساتھ کیسی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک بندے کو ایمان کی ہدایت دیوے اور ہمارا اور سب مسلمانوں کا خاتمہ بخیر کرے۔ اے میرے رب تو میرا خاتمہ بھی اچھا کیجو۔ آمین۔

کرنا یا تا تلانا ان کا ثواب مجھ کو ہوگا؟ آپ نے فرمایا تو اسلام لایا یا
نیکی پر جو پہلے کرچکا ہے (یعنی وہ نیکی قائم ہے اب اس پر اسلام زیادہ
ہوا)۔

۳۲۵- حکیم بن حزامؓ نے کہا یا رسول اللہ! کئی کام ہیں جن کو میں
جاہلیت کے زمانے میں کیا کرتا تھا ہشام نے کہا یعنی نیک کام۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام لایا تو ان نیکیوں پر جو تو نے کیں۔
میں نے کہا یا رسول اللہ! تو قسم خدا کی پھر جتنے نیک کام میں نے
جاہلیت کے زمانے میں کئے ہیں ان میں سے کوئی نہ چھوڑوں گا ان
سب کو اتنا ہی اسلام کی حالت میں بجا لاؤں گا (تاکہ جاہلیت کا
زمانہ اسلام سے بڑھ کر نہ رہے نیکیوں کی کثرت میں)۔

۳۲۶- عروہ بن زبیر سے روایت ہے حکیم بن حزامؓ نے جاہلیت
کے زمانے میں سوغلام آزاد کئے تھے اور سواونت سواری کے لیے
خدا کی راہ میں دیئے تھے پھر انھوں نے اسلام کی حالت میں بھی سو
غلام آزاد کئے اور سواونت خدا کی راہ میں سواری کیلئے دیئے بعد اس
کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح
جیسے اوپر گزری۔

الْحَاجِلِيَّةُ مِنْ صَدَقَةٍ أَوْ عَقَاةٍ أَوْ صِلَةٍ رَجِمَ أُبَيُّهَا
أَخْبَرُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
(أَسْلَمْتُ عَلَى مَا أَسْلَفْتُ مِنْ خَيْرٍ))

۳۲۵- عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَشْيَاءَ كُنْتُ أَفْعَلُهَا فِي الْحَاجِلِيَّةِ قَالِ هِشَامُ
يَعْنِي أَتَبَرَّزُ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ((أَسْلَمْتُ عَلَى مَا أَسْلَفْتُ لَكَ مِنْ
الْخَيْرِ)) قُلْتُ فَوَاللَّهِ لَا أَدْعُ شَيْئًا صَنَعْتُهُ فِي
الْحَاجِلِيَّةِ إِلَّا فَعَلْتُ فِي الْإِسْلَامِ مِثْلَهُ.

۳۲۶- عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُبَيٍّ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ
أَعْتَقَ فِي الْحَاجِلِيَّةِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى مِائَةِ
بَعِيرٍ ثُمَّ أَعْتَقَ فِي الْإِسْلَامِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى
مِائَةِ بَعِيرٍ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ.

بَابُ صِدْقِ الْإِيمَانِ وَاخْلَاصِهِ

۳۲۷- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے جب یہ آیت اتری
الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ خَيْرُ النَّاسِ

۳۲۷- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الَّذِينَ
آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى

(۳۲۷) ☆ نووی نے کا حکیم بن حزام مشہور صحابی ہیں۔ وہ کہتے کے اندر پیدا ہوئے یہ فضیلت اور گہمی کو نہیں ملی اور ایک عجیب بات یہ ہے کہ
وہ ساٹھ برس تک جاہلیت کی حالت میں رہے پھر ساٹھ برس تک اسلام کی حالت میں زندہ رہے اور وہ مسلمان ہوئے جس سال مکہ فتح ہوا اور
مرے مدینہ میں ۵۳ھ میں۔ تو اسلام کی حالت میں ساٹھ برس جینے سے یہ فرض ہے کہ اسلام کے زمانے میں ساٹھ برس جینے

(۳۲۷) ☆ تو ظلم سے مراد شرک ہے اس صورت میں آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ جو لوگ ایمان لائے پھر انھوں نے شرک نہیں کیا تو ان
کو امن ہے اگرچہ وہ اور گناہوں میں جو شرک سے کم ہیں پھنس گئے ہوں۔ صحیح بخاری کی روایت میں یوں ہے کہ جب آیت اتری تو رسول اللہ
کے اصحاب نے کہا ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے اپنے نفس پر ظلم نہ کیا ہو جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ شرک کا بڑا ظلم ہے تو اصحاب نے
ظلم سے مراد ہر ایک گناہ کو سمجھا تھا اس وجہ سے وہ آیت ان پر بھاری ہوئی۔ رسول اللہ نے فرمادیا کہ مراد ظلم سے مطلق نہیں ہے بلکہ خاص لفظ

ایمان لائے پھر انھوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم نہیں کیا (یعنی گناہ میں نہ پھنسے) ان کو امن ہے اور وہی رہا پانے والے۔ تو بہت گراں گزری رسول اللہ ﷺ کے اصحاب پر۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم میں سے کونسا ایسا ہے جو ظلم نہیں کرتا اپنے نفس پر (یعنی گناہ نہیں کرتا)؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس آیت کا یہ مطلب نہیں جیسا تم خیال کرتے ہو بلکہ ظلم سے مراد وہ ہے جو حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا ہے بیٹے میرے مت شرک کر اللہ کے ساتھ بیشک شرک بڑا ظلم ہے۔

۳۲۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا إِنَّا لَا نَظْلِمُ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَيْسَ هُوَ كَمَا تَظُنُّونَ إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لَقْمَانُ لِابْنِهِ)) يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ.

۳۲۸- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ حَدَّثَنِي أَبُو أُبَيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ تَعْلَبٍ عَنْ الْأَعْمَشِ ثُمَّ سَمِعْتُهُ مِنْهُ

بَابُ بَيَانِ تَجَاوُزِ اللَّهِ عَنْ حَدِيثِ النَّفْسِ وَالْخَوَاطِرِ بِالْقَلْبِ إِذَا لَمْ تَسْتَقِرَّ وَبَيَانِ أَنَّهُ مَسْحَانُهُ وَتَعَالَى لَمْ يَكْلَفْ إِلَّا مَا يُطَاقُ وَبَيَانِ حُكْمِ أَلْهَمَ بِالْحَسَنَةِ وَالْبَسِئَةِ

۳۲۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب : دل میں جو دوسو سے آتے ہیں جب تک وہ جم نہ جاویں ان پر مواخذہ نہ ہو گا اور اللہ تعالیٰ نے اتنی ہی تکلیف دی ہے جتنی طاقت ہے اور نیکی اور گناہ کا قصد کرنا کیا حکم رکھتا ہے

۳۲۹- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت اتری اللہ ما فی السموات وما فی الارض اخیر تک یعنی اللہ ہی کا

لہ ایک ظلم جو سب سے بڑا ہے یعنی شرک جیسے لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا کہ شرک بڑا ظلم ہے۔ خطابی نے کہا صاحب پر یہ آیت اس وجہ سے گراں گزری کہ ظلم کے ظاہری معنی یہی ہیں کہ لوگوں کے حق و بائیت اور گناہوں میں مبتلا ہونا۔ انھوں نے خیال کیا کہ یہی ظاہری معنی مراد ہیں اور اصلی معنی ظلم کا یہ ہے کہ ایک چیز کو اس کی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ میں رکھنا۔ پھر جس شخص نے اللہ کے سوا دوسرے کسی کی پرستش کی تو وہ بڑھ گیا ظلم میں سب ظالموں نے۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سوا شرک کے اور گناہ کرنے سے آدمی کا فر نہیں ہوتا۔ اور لقمان ایک بہت بڑے حکیم گزرے ہیں اور اختلاف کیا علماء نے کہ وہ نبی تھے یا نہیں۔ امام ابو اعلیٰ شافعیؒ نے کہا وہ بالا حاق حکیم تھے مگر عکرمہ نے کہا کہ وہ نبی بھی تھے اور کسی نے ان کو نبی نہیں کہا اور لقمان کے بیٹے کے نام جن کو انھوں نے یہ نصیحت کی تھی اقم تھا اور بعضوں نے کہا شقم۔ واللہ اعلم۔ (تودی)

(۳۲۹) امام ابو عبد اللہ مازنیؒ نے کہا یہ آیت ان پر گراں گزری کیونکہ وہ سمجھے ہم سے مواخذہ ہو گا ان دوسو سوں پر جو خود بخود دل میں گزرتے ہیں اور ہم کو ان کے دور کرنے کی طاقت نہیں پھر یہ تکلیف بالا بطلاق ٹھہری اور وہ جائز ہے عہداً لیکن اختلاف ہے کہ آیا شریعت میں اس کا لفظ

ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں اور زمین میں اور اگر تم کھول دو اپنے دل کی بات کو یا چھپاؤ اس کو اللہ تعالیٰ حساب کرے گا اس کا تم سے پھر بخش دے گا جس کو چاہے گا اور عذاب کرے گا جس کو چاہے گا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے تو گراں گزری رسول اللہ ﷺ کے اصحاب پر اور وہ آئے رسول اللہ کے پاس پھر بیٹھ گئے ٹھنوں پر اور کہنے لگے یا رسول اللہ! ہم کو حکم ہوا ان کاموں کے کرنے کا جن کی طاقت ہے جیسے نماز، روزہ، جہاد، صدقہ، اب آپ پر یہ آیت اتری اور اس پر عمل کرنے کی ہم میں طاقت نہیں (یعنی اپنے دل پر ہمارا زور نہیں چلنا کہ برے شیطانی وسوسے بالکل نہ آنے پائیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو کہ ایسا کہو جیسے پہلے دونوں کتاب والوں (یہود اور نصاریٰ) نے کہا (جب اللہ کا حکم سنا) سنا ہم نے اور نافرمانی کی (یعنی ہم نے تیرا حکم سنا پر ہم اس پر عمل نہیں کریں گے) بلکہ یوں کہو سنا ہم نے اور مان لیا۔ بخش دے ہم کو اسے ہمارے مالک! تیری ہی طرف ہم کو جانا ہے۔ یہ سن کر صحابہؓ نے کہا سنا ہم نے اور مان لیا بخش دے ہم کو مالک ہمارے۔ تیری ہی طرف ہم کو جانا ہے۔ جب لوگوں نے یہ کہا اور اپنی زبانوں سے نکالا اسکے بعد یہ آیت اتری امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون اخیر تک یعنی ایمان لایا رسول اس پر جو اترا اس کی طرف اس کے مالک کے پاس سے اور ایمان لائے مومن بھی سب ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْذِلُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُمْخَفُوْهُ يَحْسِبْكُمۡ بِهٖ اللّٰهُ فَيَغْفِرۡ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ قَالَ فَاَشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلٰی اَصْحٰبِ رَسُوْلٍ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاتَوَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بَرَكُوا عَلٰی الرُّكْبِ فَقَالُوْا اٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ كَلَفْنَا مِنْ اَلْعَمَالِ مَا نَطِیْقُ الصَّلٰةَ وَالصِّيَامَ وَالْجِهَادَ وَالصَّدَقَةَ وَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَیْكَ هٰذِہِ الْاٰیَةُ وَلَا نَطِیْقُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَقُوْلُوْا كَمَا قَالَ اَهْلُ الْکِتٰبِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا بَلْ قُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرٰنَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ)) قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرٰنَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ فَلَمَّا اَقْرَأَهَا الْقَوْمُ ذَلَّتْ بِهَا اَلْاَسْبَاطُ فَانْزَلَ اللّٰهُ فِیْ رِیْضِہَا اَمْرَ الرَّسُوْلِ یَمَّا اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَاَلْمُؤْمِنُوْنَ کُلُّ اَمْنٍ بِاللّٰهِ وَمَلَآئِکَہِ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَا تَفْرِقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِنْ رُسُلِہٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرٰنَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِکَ نَسَخَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی فَانْزَلَ اللّٰهُ

ظہر حکم ہو لیا نہیں یعنی خداوند کریم نے اپنے فضل سے اپنے عاجز بندوں کی سب دعائیں قبول کیں اور سخت سے سخت احکام جو ان سے نہ ہو سکتے اسلام میں اتحاد ہے اور دین کو آسان کر دیا اور وہ حکم بھی اٹھایا جو پہلے دیا تھا کہ دل کے خیال پر مواخذہ ہو گا۔ اب اگر کسی کے دل میں گناہ کا خیال آوے تو جب تک اس گناہ کو کرے نہیں وہ لکھنا چاہے گا۔ امام بازاری نے کہا وہ ان تبدیلات میں بھی انفسکم کے منسوخ ہونے میں یہ اعتراض ہے کہ فتح وہاں ہوتا ہے جہاں دوسرے حکم میں اور پہلے حکم میں جمع نہ ہو سکے اور یہاں جمع ممکن ہے۔ اس طرح سے کہ پہلی آیت عام ہو ہر ایک قسم کے وسوسوں اور خیالوں کو جو اختیار میں ہیں مگر جس صورت میں صحابہؓ پہلی آیت سے دینی خیال سمجھے ہیں جو اختیار میں نہیں اس صورت میں البتہ دوسری آیت اس کی ناسخ ہوئی۔ قاضی عیاض نے کہا فتح نے کوئی امر مانع نہیں جب راوی نے خود فتح کو نقل کیا ہے۔ بعضوں نے

پر۔ ہم ایسا نہیں کرتے کہ ایک رسول کو مانیں اور ایک کو نہ مانیں (جیسے یہود اور نصاریٰ نے کیا) اور کہا انھوں نے ہم نے سنا اور مان لیا بخش دے ہم کو اے مالک تیرے ہی پاس ہم کو جانا ہے۔ جب انھوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور کرم سے اس آیت کو (و ان تبدوا ما فی انفسکم) کو منسوخ کر دیا اور یہ آیت اتاری اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اسکی طاقت کے موافق۔ ہر کسی کو اسی کی نیکیاں کام آویں گی اور اس پر اس کی برائیوں کا بوجھ ہوگا۔ اے مالک ہمارے مت پکڑ ہم کو اگر ہم بھول یا چوک جاویں۔ مالک نے فرمایا اچھا۔ اے مالک ہمارے مت لاؤ ہم پر ایسا بوجھ جیسے لا دا تھا تو نے انگوں پر (یہود پر پھر ان سے نہ ہو سکا انھوں نے تا فرمائی کی۔ مالک نے فرمایا اچھا اور معاف کر دے ہماری خطائیں اور بخش دے ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہمارا مالک ہے۔ مدد کر ہماری ان لوگوں پر جو کافر ہیں۔ پروردگار نے فرمایا اچھا۔

۳۳۰۔ عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے جب یہ آیت اتاری وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوه یحاسبکم بہ اللہ تو لوگوں کے دلوں میں وہ بات سماگنی جو کسی چیز سے نہ سماگنی تھی (یعنی بہت ڈر پیدا ہوا) تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہو ہم نے سنا اور مان لیا اور اطاعت کی پھر اللہ نے ایمان ان کے دلوں میں ڈال دیا اور اتارا اس آیت کو لا یكلف اللہ نفساً الا وسعها اخیر تک یعنی اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر اس کی طاقت کے موافق جو وہ کرے گا اپنے لیے نیک کام اس کا ثواب اسی کو ہے اور جو گناہ کرے گا اس کا پاپ اسی پر ہوگا اے مالک ہمارے مت پکڑ ہم کو بھول چوک میں۔ مالک نے فرمایا میں ایسا ہی کروں گا۔ اے مالک ہمارے مت لاؤ ہم پر بوجھ جیسے تو نے لا دا تھا انگوں پر۔

عَزَّوَجَلَّ لَا يَكْلَفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا قَالَ نَعَمْ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِنَا قَالَ نَعَمْ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَا لَنَا طَاقَةٌ لَّنَا بِكَ قَالَ نَعَمْ وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ قَالَ نَعَمْ.

۳۳۰۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبُكُمْ بِهِ اللَّهُ قَالَ دَخَلَ قُلُوبُهُمْ مِنْهَا شَيْءٌ لَّمْ يَدْخُلْ قُلُوبَهُمْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((قُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَسَلَّمْنَا)) قَالَ فَالْقَى اللَّهُ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى

لہ نے کہا حق سے یہاں مراد ان کے شبہ کا دور کرتا ہے جو ان کو ہوا تھا پہلی آیت سے اور گراں گزری تھی وہ ان پر اب دوسری آیت سے ان کو اطمینان ہو گیا کہ مواخذہ طاقت سے زیادہ نہ ہوگا۔ امام واحدی نے کہا آیت کے منسوخ ہونے میں اختلاف ہے اور محققین کا قول یہ ہے کہ وہ محکم ہے منسوخ نہیں ہے۔ (نودی مختصراً)

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا قَدْ فَعَلْتُ وَاعْفُؤْ لَنَا مَا كُنَّا نَعْمَلُ وَأَنْتَ مَوْلَانَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ.

ہمارا مالک ہے۔ مالک نے فرمایا میں نے ایسا ہی کیا۔

۳۳۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ۳۳۱- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے ﷺ ((إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لِبَأْتِي مَا حَدَّثْتُ بِهِ)) در گزری میری امت سے ان خیالوں پر نگاہ کے جو دل میں آویں

(۳۳۱) السراج الوہاب میں ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک قسم کا بر خیال اور ارادہ جو دل میں پیدا ہو وہ معاف ہے کیونکہ مالک حرف حدیث میں عام ہے ہر ایک خیال اور ارادہ کو برابر ہے کہ وہ خیال اور ارادہ دل میں جم گیا ہو یا نہ جم یا ہو اور تھوڑی دیر تک رہا یا بہت مدت تک ہر طرح سے وہ معاف کیا گیا ہے اس امت کے لیے اور یہ شرف خاص کیا اللہ نے اس امت پر برخلاف اور اگلی امتوں کے کہ ان سے دل کے خیال پر بھی مواخذہ ہوتا تھا تو جس قسم کا خیال ہو اور وہ دل ہی میں ہے وہ معاف ہے۔ اس خیال کی وجہ سے نہ انسان مرتد ہو گا نہ گنہگار ہو گا نہ کوئی عبادت اس کی وجہ سے باطل ہو گی نہ کوئی طلاق یا اعتقاد اس سے پڑے گا نہ اور کسی قسم کا کوئی معاملہ نافذ ہو گا اور دلالت کرتی ہیں اس پر وہ حدیثیں جو اس باب میں آئیں اور ان کے الفاظ بہت ہیں۔ اب جو بعض علماء سے منقول ہے کہ خیال دو طرح کے ہیں ایک تو وہ جو دل میں آیا اور چلا گیا اس پر مواخذہ نہیں اور یہی خیال اس حدیث سے مقصود ہے اور ایک وہ خیال جو دل میں جم گیا اور مضبوط ہو گیا اور عقیدہ کے طور پر ہو گیا اس پر مواخذہ ہو گا اور وہ مقصود نہیں اس حدیث سے تو اس فرق کی کوئی دلیل نہیں ملے ایسی تائیل کی ضرورت ہے کیونکہ حدیث عام ہے شامل ہے دونوں قسم کے خیالوں کو اور اگرچہ خیال دل میں جم جائے پر آخر وہ خیال ہی رہے گا خارج میں اس کا وجود اعمال کی طرح نہ ہو گا پھر اس کا مواخذہ کس وجہ سے ہو گا تو اس تائیل اور تکلف کی کوئی وجہ نہیں بلکہ اور کام نبویؐ کے خاص کرنے کو کوئی علت نہیں اور کوئی ضرورت نہیں کہ اللہ پر وہ بات جوڑیں جو اس نے نہیں فرمائی اور بندوں پر نگاہ لازم کریں اور ان پر مواخذہ رکھیں اس امر سے جو شریعت کی رو سے معاف ہے اور بعض فرق کرنے والوں نے یہ کہا کہ جو خیال دل میں جم جائے اس پر تو عمل کیا گیا اب وہ عمل کئے گئے ہیں میں داخل ہو گا جو مقصود ہے اس حدیث سے۔ اور یہ قول عقل سے بہت بعید ہے کیونکہ عمل اور تکلم تو خیال نفسی کے مقابل ہیں اور یہ دونوں حد ہیں غلو کی اور کوئی عرب کا رہنے والا یہ مطلب اس حدیث سے نہ سمجھے گا جو ان لوگوں نے سمجھا اور اس سے معلوم ہو گیا کہ جن لوگوں نے یہ فرق کیا ہے ان کا قول باطل ہے اور ان کے پاس کوئی دلیل نہیں بلکہ صرف رائے ہے جس کی کوئی ضرورت نہیں اور جب سچے رسولؐ نے ہم سے بیان کر دیا کہ اللہ جل جلالہ کسی خیال پر مواخذہ نہ کرے گا جب تک اس پر عمل نہ کرے تو قصہ اور عزم اور اعتقاد اور نیت اگر فرض نہ کیا جائے کہ خیال سے زیادہ تیب جب بھی ان پر مواخذہ نہ ہو گا کیونکہ یہ چیزیں عمل نہیں اور مواخذہ عمل ہی سے ہوتا ہے اس میں کوئی اہل لسان یا اہل شرع میں سے خلاف نہ کرے گا اور ان حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مواخذہ نہیں ہوتا مگر عمل سے اور بڑی دلیل وہ ہے جو ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے کہ اگر قصد کرے ایک برائی کا پھر اس کو نہ کرے تو اللہ اس کے لیے ایک نیکی لکھے گا اور ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ اگر برائی کو نہ کرے تو اس کے لیے ایک نیکی لکھو کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر برائی کا قصد کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو ایک نیکی کا ثواب ملے گا۔ اور یہ امر معلوم ہے کہ جس نے قصد کیا برائی کا یا عزم کیا یا نیت کی یا ارادہ کیا تو اس نے اس برائی پر عمل نہیں کیا ہے اس کو ایک نیکی کا ثواب ملے گا چاہے کہ برائی کا مواخذہ ہو۔ اس صورت میں جن لوگوں نے ارادہ اور عزم اور نیت وغیرہ میں فرق کیا ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں اور بعض اہل کلام نے یہ کہا ہے کہ عزم پر مواخذہ اور عقاب ہو گا۔ مثلاً کوئی عزم کرے کسی شیخ پر کہ کسی کتاب آسمانی کی تحفہ کا تو وہ عزم کرتے ہی کا فر ہو جاوے گا اگرچہ کوئی فعل نہ کرے اور کوئی بات نہ بیان نہ نہ نکالے اور یہ ممکن ان کا غلط ہے اس پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی نہیں کیونکہ وہ غایت جو مواخذہ کے لیے قرار دی گئی ہے عمل یا تکلم ہے اور ایسا عمل کرنے والے نے نہ عمل کیا نہ تکلم تو یہ کہنا کہ اس سے مواخذہ ہو گا بلا دلیل ہے بلکہ مخالف ہے دلیل صریح اور واضح کے۔ اور ان لفظ

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا قَدْ فَعَلْتُ وَاعْفُؤْ لَنَا مَا كُنَّا نَعْمَلُ وَأَنْتَ مَوْلَانَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ.

ہمارا مالک ہے۔ مالک نے فرمایا میں نے ایسا ہی کیا۔

۳۳۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ۳۳۱- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے ﷺ ((إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لِبَأْتِي مَا حَدَّثْتُ بِهِ)) درگزر کی میری امت سے ان خیالوں پر گناہ کے جو دل میں آویں

(۳۳۱) السراج الوہاج میں ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک قسم کا برا خیال اور ارادہ جو دل میں پیدا ہو وہ معاف ہے کیونکہ مالک حرف حدیث میں عام ہے ہر ایک خیال اور ارادہ کو برابر ہے کہ وہ خیال اور ارادہ دل میں جم گیا ہو یا نہ جم یا ہو اور تھوڑی دیر تک رہا یا بہت مدت تک ہر طرح سے وہ معاف کیا گیا ہے اس امت کے لیے اور یہ شرف خاص کیا اللہ نے اس امت پر برخلاف اور اگلی امتوں کے کہ ان سے دل کے خیال پر بھی مواخذہ ہوتا تھا تو جس قسم کا خیال ہو اور وہ دل ہی میں ہے وہ معاف ہے۔ اس خیال کی وجہ سے نہ انسان مرتد ہو گا نہ گنہگار ہو گا نہ کوئی عبادت اس کی وجہ سے باطل ہو گی نہ کوئی طلاق یا اعتقاد اس سے پڑے گا نہ اور کسی قسم کا کوئی معاملہ نافذ ہو گا اور دلالت کرتی ہیں اس پر وہ حدیثیں جو اس باب میں آئیں اور ان کے الفاظ بہت ہیں۔ اب جو بعض علماء سے منقول ہے کہ خیال دو طرح کے ہیں ایک تو وہ جو دل میں آیا اور چلا گیا اس پر مواخذہ نہیں اور یہی خیال اس حدیث سے مقصود ہے اور ایک وہ خیال جو دل میں جم گیا اور مضبوط ہو گیا اور عقیدہ کے طور پر ہو گیا اس پر مواخذہ ہو گا اور وہ مقصود نہیں اس حدیث سے تو اس فرق کی کوئی دلیل نہیں ملے ایسی تائیل کی ضرورت ہے کیونکہ حدیث عام ہے شامل ہے دونوں قسم کے خیالوں کو اور اگرچہ خیال دل میں جم جائے پر آخر وہ خیال ہی رہے گا خارج میں اس کا وجود اعمال کی طرح نہ ہو گا پھر اس کا مواخذہ کس وجہ سے ہو گا تو اس تائیل اور تکلف کی کوئی وجہ نہیں بلکہ اور کام نبویؐ کے خاص کرنے کو کوئی علت نہیں اور کوئی ضرورت نہیں کہ اللہ پر وہ بات جوڑیں جو اس نے نہیں فرمائی اور بندوں پر گناہ لازم کریں اور ان پر مواخذہ رکھیں اس امر سے جو شریعت کی رو سے معاف ہے اور بعض فرق کرنے والوں نے یہ کہا کہ جو خیال دل میں جم جائے اس پر تو عمل کیا گیا اب وہ عمل کئے گئے ہیں میں داخل ہو گا جو مقصود ہے اس حدیث سے۔ اور یہ قول عقل سے بہت بعید ہے کیونکہ عمل اور تکلم تو خیال نفسی کے مقابل ہیں اور یہ دونوں حد ہیں غلو کی اور کوئی عرب کا رہنے والا یہ مطلب اس حدیث سے نہ سمجھے گا جو ان لوگوں نے سمجھا اور اس سے معلوم ہو گیا کہ جن لوگوں نے یہ فرق کیا ہے ان کا قول باطل ہے اور ان کے پاس کوئی دلیل نہیں بلکہ صرف رائے ہے جس کی کوئی ضرورت نہیں اور جب سچے رسولؐ نے ہم سے بیان کر دیا کہ اللہ جل جلالہ کسی خیال پر مواخذہ نہ کرے گا جب تک اس پر عمل نہ کرے تو قصہ اور عزم اور اعتقاد اور نیت اگر فرض نہ کیا جائے کہ خیال سے زیادہ تیب جب بھی ان پر مواخذہ نہ ہو گا کیونکہ یہ چیزیں عمل نہیں اور مواخذہ عمل ہی سے ہوتا ہے اس میں کوئی اہل لسان یا اہل شرع میں سے خلاف نہ کرے گا اور ان حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مواخذہ نہیں ہوتا مگر عمل سے اور بڑی دلیل وہ ہے جو ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے کہ اگر قصد کرے ایک برائی کا پھر اس کو نہ کرے تو اللہ اس کے لیے ایک نیکی لکھے گا اور ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ اگر برائی کو نہ کرے تو اس کے لیے ایک نیکی لکھو کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر برائی کا قصد کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو ایک نیکی کا ثواب ملے گا۔ اور یہ امر معلوم ہے کہ جس نے قصد کیا برائی کا یا عزم کیا یا نیت کی یا ارادہ کیا تو اس نے اس برائی پر عمل نہیں کیا ہے اس کو ایک نیکی کا ثواب ملے گا چاہے کہ برائی کا مواخذہ ہو۔ اس صورت میں جن لوگوں نے ارادہ اور عزم اور نیت وغیرہ میں فرق کیا ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں اور بعض اہل کلام نے یہ کہا ہے کہ عزم پر مواخذہ اور عقاب ہو گا۔ مثلاً کوئی عزم کرے کسی شیخ پر کہ کسی کتاب آسمانی کی تحقیر کا تو وہ عزم کرتے ہی کا فر ہو جاوے گا اگرچہ کوئی فعل نہ کرے اور کوئی بات نہ بیان نہ نہ نکالے اور یہ ممکن ان کا غلط ہے اس پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی نہیں کیونکہ وہ غایت جو مواخذہ کے لیے قرار دی گئی ہے عمل یا تکلم ہے اور ایسا عمل کرنے والے نے نہ عمل کیا نہ تکلم تو یہ کہنا کہ اس سے مواخذہ ہو گا بلا دلیل ہے بلکہ مخالف ہے دلیل صریح اور واضح کے۔ اور ان لفظ

أَنفُسَهَا مَا لَمْ يَتَكَلَّمُوا أَوْ يَغْمَلُوا بِهٖ))۔ جب تک ان کو زبان سے نہ نکالیں یا ان پر عمل نہ کریں۔

ان لوگوں نے جو ایسا کہا تو انکو ایک شبہ ہووادیہ کہ اس شخص نے عزم کیا اس امر کا جو جائز نہیں اور یہ سبب ہے مواخذہ کا حالانکہ میں ان کی غلطی ہے اس لیے کہ اس نے بے شک عزم کیا اس کا جو جائز نہیں لیکن جو جائز نہیں وہ کام ہے جس کا اس نے عزم کیا تھا نہ خود یہ عزم جو ایک شیطانی دوسرے اس لیے کہ وہ شریعت کی رو سے معاف ہے جب تک اس پر عمل یا تکلم نہ ہو اور صرف عزم نہ عمل ہے نہ تکلم بلکہ اہل لغت اور اہل شرع اور یہی معنی سمجھے ہیں سلف صالحین نے اس حدیث کے اور رحم کرے اللہ امام شافعی پر کیونکہ انھوں نے اپنی کتاب میں جس کا نام ام ہے لکھا ہے کہ جس خیال کو بیان نہ کرے وہ دل کا دوسرہ ہے جو معاف کیا گیا ہے آدمیوں سے۔ اور جس نے تاویل کی ہے اس میں وہ صواب پر نہیں جیسے احادیث تاویل کرنے والا صواب پر نہیں تو اس سبب تقرر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس امت کو وہ حرج جو اہل امتوں پر تھا یعنی دل کے عزم پر ان کو مواخذہ ہوتا تھا اور دل کے خیالوں پر خواہ وہ جملے ہوں یا نہ ہوں اور مدت تک رہیں یا تھوڑی دیر میں یہ سبب قسم کے خیالات ہم کو معاف کئے گئے اور انگوں پر ان کی وجہ سے عذاب ہوگا اس مسئلہ میں ہماری تقریر طویل ہو گئی اور پوری بحث اس کی کتاب ”دلیل الطالب علی ارجح المطالب“ میں جیسی ہے ویسی کسی دوسرے کی کتابوں میں تجھ کو نہ ملے گی۔ اتنی نوودی نے کہا امام ہارنی نے کہا قاضی ابو بکر بن الطیب کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص گناہ کا ارادہ دل سے کرے اور اپنے نفس کو اس پر مضبوط اور مستعد کر دے تو گنہگار ہو گا اور یہ حدیث اور اس قسم کی دوسری حدیثیں محمول ہیں ان ہی خیالوں پر جو دل پر گزریں اور چلے جاویں اور ہمیں نہیں اسی کو ہم کہتے ہیں اور ہم اور عزم میں فرق ہے اور حدیث میں ہم کا لفظ وارد ہے یہ مذہب ہے قاضی ابو بکر کا اور مخالف ہیں اس کے اکثر فقہاء اور محدثین اور ان کی دلیل ظاہر ہے۔ قاضی عیاض نے کہا اکثر سلف اور اہل علم فقہاء اور محدثین قاضی ابو بکر کے مذہب کی طرف گئے ہیں کیونکہ دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال قلب پر مواخذہ ہو گا لیکن انھوں نے کہا ہے کہ یہ مواخذہ اس برائی پر نہ ہو گا جس کا قصد کیا تھا کیونکہ وہ برائی تو اس نے کی ہی نہیں بلکہ خود اس پر ہو گا اس لیے کہ یہ عزم خود ایک برائی ہے پھر اگر وہ اس برائی کو کرتا تو دوسرا گناہ اور لکھا جاتا یا اگر برائی کو چھوڑ دیا تو ایک نیکی لکھی جاوے گی جیسے حدیث میں وارد ہے کیونکہ اس نے چھوڑ دیا اللہ کے ڈر سے اور مجاہدہ کی نفس امارہ سے اور یہ نیکی ہے لیکن وہ ہم جو معاف ہے اور جس میں برائی نہیں لکھی جاتی ہے وہ دوسرے جو ہے اختیار دل میں گزرتا ہے نہ اس کا عزم ہوتا ہے نہ نفس میں جرتا ہے اور بعض متکلمین نے اس میں اختلاف لکھا ہے کہ اگر اس نے برائی کو چھوڑ دیا لوگوں سے شرم کر کے نہ خدا کے خوف سے تو اس کو نیکی کا ثواب نہیں ملے گا کیونکہ اس نے برائی کو چھوڑ دیا اسے نہ خوف خدا ہے۔ اور یہ ضعیف ہے اس کی کوئی دلیل نہیں تمام قواعد قاضی عیاض کا۔ امام نوودی نے کہا قاضی عیاض کا کلام بہت اچھا ہے کیونکہ شرع کی اور نصوص و حالات کرتی ہیں اس پر کہ جو عزم دل میں جم جاوے اس پر مواخذہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ چاہتے ہیں برائی پھیلانا مسلمانوں میں ان کو دکھ کی مار ہے اور فرماتا ہے بچہ گمان سے کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتا ہے اور اس باب میں بہت سی آیات ہیں اور نصوص شرعیہ اور اجماع علماء ہے یہ امر مسلم ہے کہ حد کرنا اور مسلمانوں کو حقیر جانتا اور ان کی برائی کا خواہاں ہو نا حرام ہے حالانکہ یہ سبب قلب کے اعمال ہیں۔ مترجم کہتا ہے مولانا ابو الطیب کی تحقیق بہت عمدہ ہے اور موافق ظاہر حدیث کے اور ایک جماعت سلف کی اسی طرف گئی ہے اور امام نوودی اور اکثر متاخرین نے اس کا خلاف کیا ہے بدلیل دوسری آیات اور احادیث کے اور میں پانچا نکا ہوں اللہ کی عطا اور باطل خیال سے اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل توفیق دے اس مسئلہ میں صواب بیان کرنے کی۔ میرے نزدیک صحیح ہے کہ خیال اور قسم کے ہیں ایک تو خیال اس برائی کا جس کا کہنا زبان سے یا کرنا تھا پادوں سے شرع میں منع ہوا ہے جیسے عقبت چوری یا زنا یا شارب خمر۔ ان گناہوں کا اگر کوئی قصد کرے پھر خود وہ قصد دل میں جم جاوے یا نہ سمجھے ہر طرح اس سے مواخذہ نہ ہو گا جب تک وہ گناہ نہ کرے اور جو نہ کرے گا اللہ کے ڈر سے اس سے باز رہے گا تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاوے گی اور یہی مطلق ہے ابو بکر یرہ کی حدیث کا جو آگے آتی ہے اور ایک وہ خیال جو خود شرع میں منع

جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ برائی کا قصد کرے (دل میں) تو مت لکھو اس کو پھر اگر وہ برائی کرے تو ایک برائی لکھ لو اور جو نیکی کا قصد کرے لیکن کرے نہیں تو ایک نیکی اس کے لیے لکھ لے اور اگر کرے تو دس نیکیاں لکھو۔

۳۳۵- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ قصد کرتا ہے نیکی کرنے کا پھر کرتا نہیں اس کو تو میں اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہوں اور جو کرتا ہے اس نیکی کو تو ایک کے بدلے دس نیکیوں سے سات سو نیکیوں تک لکھتا ہوں اور جب قصد کرتا ہے برائی کا لیکن کرتا نہیں اس کو تو وہ برائی میں نہیں لکھتا۔ اگر کرتا ہے تو ایک برائی لکھتا ہوں۔

۳۳۶- ابو ہریرہؓ نے حضرت محمد ﷺ سے کئی حدیثیں بیان کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ دل میں نیت کرتا ہے نیک کام کرنے کی تو میں اس کے لیے ایک نیکی لکھ لیتا ہوں جب تک اس نے وہ نیکی کی نہیں پھر اگر کیا اس کو تو میں اس کے لیے دس نیکیاں (ایک کے بدلے) لکھتا ہوں اور جب دل میں نیت کرتا ہے برائی کرنے کی تو میں اس کو بخش دیتا ہوں جب تک کہ وہ برائی نہ کرے جب کرے تو ایک ہی برائی لکھتا ہوں اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرشتے کہتے ہیں اے پروردگار یہ تیرا بندہ ہے برائی کرنا چاہتا ہے حالانکہ پروردگار ان سے زیادہ دیکھ رہا ہے اپنے بندے کو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دیکھتے رہو اس کو اگر وہ برائی کرے تو ایک برائی ویسی ہی لکھ لو اور اگر نہ کرے (اور باز آوے اس ارادے سے) تو اسکے لیے ایک نیکی لکھو کیونکہ اس نے جھوڑ دیا برائی کو میرے ڈر سے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تم میں کسی کا اسلام بہتر ہوتا ہے (یعنی خالص اور سچا، نفاق سے خالی) پھر وہ جو نیکی کرتا ہے اس کے لیے ایک کے بدلے دس نیکیاں سات سو تک لکھی جاتی ہیں اور جو

﴿ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا هَمَّ عَبْدِي بِسَيِّئَةٍ فَلَا تَكْتُبُوهَا عَلَيْهِ فَإِنْ عَمِلَهَا فَاتَّكْتُبُوهَا سَيِّئَةً وَإِذَا هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاتَّكْتُبُوهَا حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا فَاتَّكْتُبُوهَا عَشْرًا ۝﴾

۳۳۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ ﴿ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا هَمَّ عَبْدِي بِحَسَنَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبْتُهَا لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سِتِّ مِائَةٍ ضِعْفٍ وَإِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ أَكْتُبْهَا عَلَيْهِ فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا سَيِّئَةً وَاحِدَةً ۝﴾

۳۳۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا تَحَدَّثَ عَبْدِي بِأَنْ يَعْمَلَ حَسَنَةً فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ حَسَنَةً مَا لَمْ يَعْمَلْ فَإِذَا عَمِلَهَا فَأَنَا أَكْتُبُهَا بِعَشْرِ أَثْنَالِهَا وَإِذَا تَحَدَّثَ بِأَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً فَأَنَا أَغْفِرُهَا لَهُ مَا لَمْ يَعْمَلْهَا فَإِذَا عَمِلَهَا فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ بِمِثْلِهَا ۝﴾ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ رَبِّ ذَاكَ عَبْدٌ يُؤِيدُ أَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً وَهُوَ أَنْصَرُ بِهِ فَقَالَ ارْثُوبَهُ فَإِنْ عَمِلَهَا فَاتَّكْتُبُوهَا لَهُ بِمِثْلِهَا وَإِنْ تَرَكَهَا فَاتَّكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً إِنَّمَا تَرَكَهَا مِنْ جَزَائِهِ ۝﴾ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿ إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِعَشْرِ أَثْنَالِهَا إِلَى سِتِّ

برائی کرتا ہے تو ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے یہاں تک کہ مل جاتا ہے اللہ جل جلالہ سے۔

۳۳۷- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قصد کرے نیکی کا اور نہ کرے اس کو تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جو شخص قصد کرے نیکی کا اور کرے اس کو تو اس کے لیے دس سے سات سو نیکیوں تک لکھی جاتی ہیں اور جو شخص قصد کرے برائی کا پھر نہ کرے اس کو تو وہ نہیں لکھی جاتی اور جو کرے تو لکھی جاتی ہے۔

۳۳۸- عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اپنے پروردگار سے فرمایا تحقیق اللہ نے لکھ لیا نیکیوں اور برائیوں کو پھر بیان کیا اس کو جو کہ فی قصد کرے نیکی کا پھر کرے نہیں اس کو تو اللہ اس کے لیے پوری ایک نیکی لکھے گا اگر قصد کرے نیکی کا اور کرے اس کو تو اس کے لیے دس نیکیوں سے سات سو تک اور زیادہ لکھی جاویں گی اور قصد کرے برائی کا پھر اس کو نہ کرے تو اللہ اس کے لیے ایک پوری نیکی لکھے گا اور جو کرے تو اللہ اس کے لیے ایک ہی برائی لکھے گا۔

۳۳۹- دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گزری اتنا زیادہ ہے کہ اگر اس برائی کو کرے تو ایک برائی لکھی جاوے گی یا اس کو بھی اللہ تعالیٰ مٹا دے گا اور کوئی تباہ نہ ہو گا خدا کے پاس مگر جس کی قسمت میں تباہی ہے۔

مَا تَزِدُ ضَعْفًا وَكُلَّ سَيِّئَةٍ يَفْعَلُهَا تُكْتَبُ بِمِثْلِهَا حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ)).

۳۳۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ هُمْ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَفْعَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ وَمَنْ هُمْ بِحَسَنَةٍ فَعَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ ضِعْفٍ وَمَنْ هُمْ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَفْعَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ وَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ)).

۳۳۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ ((إِنْ اللَّهُ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذَلِكَ فَمَنْ هُمْ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَفْعَلْهَا كُتِبَ اللَّهُ عَنْهُ حَسَنَةٌ كَامِلَةٌ وَإِنْ هُمْ بِهَا فَعَمِلَهَا كُتِبَ اللَّهُ عَنْهُ عَشْرُ عَشْرٍ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ وَإِنْ هُمْ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَفْعَلْهَا كُتِبَ اللَّهُ عَنْهُ حَسَنَةٌ كَامِلَةٌ وَإِنْ هُمْ بِهَا فَعَمِلَهَا كُتِبَ اللَّهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً)).

۳۳۹- عَنْ الْحَجَّاجِ أَبِي عُمَانَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَزَادَ ((وَمَحَافَا اللَّهُ وَلَا يَهْلِكُ عَلَى اللَّهِ إِلَّا هَالِكٌ)).

(۳۳۸) ☆ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ نیکی کے دو چہرہ ہونے کی کوئی انتہا نہیں سات سو تک اور اس سے زیادہ بھی دو چہرہ ہوتی ہے اور یہی مذہب صحیح اور مختار ہے اور ماوردی نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ یہ دو چہرہ ہونا سات سو سے زیادہ نہیں بڑھتا۔ اس حدیث سے اس قول کی قطعی ثابت ہوئی۔ (نووی)

بَابُ بَيَانِ الْوَسْوَسةِ فِي الْإِيمَانِ وَمَا يَقُولُهُ مَنْ وَجَدَهَا

باب: وسوسے کا بیان اور جب وسوسہ آوے تو کیا کہے

۳۴۰- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کچھ لوگ صحابہ میں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے پوچھا کہ ہمارے دلوں میں وہ خیال گزرتے ہیں جن کا بیان کرنا ہم میں سے ہر ایک کو بڑا گناہ معلوم ہوتا ہے (یعنی اس خیال کا کہہ نہیں سکتے کیونکہ محاذ اللہ وہ خیال کفر یا فسق کا خیال ہے جس کا منہ سے نکالنا مشکل معلوم ہوتا ہے آپ نے فرمایا کیا تم کو ایسے وسوسے ہوتے ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا یہ تو عین ایمان ہے۔

۳۴۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے۔

۳۴۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلُوهُ إِنَّا نَجِدُ فِي أَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاطَى أَحَدُنَا أَنْ يَتَكَلَّمَ بِهِ قَالَ ((وَفَدَّ وَجَدْتُمُوهُ)) قَالُوا نَعَمْ قَالَ ((ذَلِكَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ))

۳۴۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ

۳۴۲- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا وسوسے کو آپ نے فرمایا یہ تو نرا ایمان ہے۔

۳۴۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْوَسْوَسةِ قَالَ ((تِلْكَ مَحْضُ الْإِيمَانِ))

۳۴۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ لوگ پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ کہے کوئی اللہ نے تو سب کو پیدا

۳۴۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا يَزَالُ النَّاسُ يَسْأَلُونِ))

(۳۴۰) یعنی جب تم اس وسوسے کو برا جانتے ہو اور ایسا برا کہ زبان سے اس کا نکلنا پسند نہیں کرتے تو معلوم ہوا کہ تمہارا ایمان کامل ہے اور شیطان کا زور تم پر نہیں چلا ورنہ اس وسوسے کو دل میں جمادیتا اور رفتہ رفتہ زبان سے بھی اس کو نکالنے لگتے اور شیطان وسوسے اسی کے دل میں ڈالتا ہے جس کے گمراہ کرنے سے غامید ہو جاتا ہے اور کافر کے دل میں وسوسے ڈالنے کی کیا ضرورت ہے وہ تو اس کے قابو میں ہے جس طرح چاہتا ہے اس سے کھیلتا ہے۔ تو مطلب حدیث کا یہ ہے کہ وسوسے کا سبب ایمان ہے یا وسوسہ نشان ہے خالص ایمان کی اور اسی قول کو اختیار کیا ہے قاضی عیاضؒ نے۔ (نووی)

(۳۴۳) دوسری روایت میں ہے چنانچہ اللہ سے اور ہمارے مطلب یہ ہے کہ اس وسوسا اور شبہ کو دل سے نکال ڈالے اور اس کا خیال چھوڑ دے اور اللہ سے دعا کرے اس کے دور ہونے کے لیے۔ امام مازنیؒ نے کہا ظاہر حدیث سے یہ بات نکلے گی کہ ایسے وسوسوں کو دور کر دے ان کی طرف خیال چھوڑ کر اور اللہ سے پناہ مانگ کر اور یہ ضروری نہیں کہ اس وسوسے کو غور اور فکر اور دلیلوں سے باطل کرے اصل یہ ہے کہ خیالات دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جو دل میں جے نہیں، یوں ہی ایک ایک آگے ان کا علاج تو یہی ہے جو حدیث میں مذکور ہوا اور ایسے ہی خیال کو وسوسہ کہتے ہیں اور ایک وہ جو دل میں جم جاویں تو وہ دفع نہیں ہوتے بغیر غور اور فکر اور استدلال میں پڑیں تو اور زیادہ وسوسے پیدا ہو جاتے ہیں جن کا دور کرنا اخیر میں محال ہو جاتا ہے اور اس کلام کی وہ شخص تصدیق کرے گا جس نے فلسفہ الہی اور حکمت اور کلام حق

حَتَّى يَقُولَ هَذَا خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ أَهَنْتَ بِاللَّهِ))
۳۴۴- عَنْ هِشَامِ بْنِ غَزْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ مَنْ

کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا پھر جو کوئی اس قسم کا شبہ دل میں پاوے تو کہے ایمان لایا میں اللہ پر۔
۳۴۴- ہشام بن عروہ سے روایت ہے اسی سند کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان تم میں سے ہر ایک کے پاس آتا ہے پھر کہتا ہے کس نے آسمان پیدا کیا؟ کس نے زمین پیدا کی؟ تو وہ

کہتا تھا لہذا اچھی طرح سے چمکا ہو اور اس کے دعا نقل اور حقائق میں ایک مدت تک نظر اور غور اور غور خواہ کرنا ہو میں نے اپنی عمر کے ایک حصہ کو اس میں صرف کیا اور بعد اسے معلوم ہوا کہ جس قدر نظر اور استدلال کو وسعت دو اسی قدر حیران اور پریشانی زیادہ ہوتی جاتی ہے اور کوئی دلیل کسی دعوے پر نقص یا معارضہ سے خالی نہیں ہوتی الا ماشاء اللہ۔ اسی واسطے بڑے بڑے متکلمین کے اماموں نے جیسے امام غزالی، امام آدمی، ابن خلدون، امام فخر الدین رازی و غیر ہم نے اپنی آخر عمر میں رجوع کیا طرف کتاب وسنت کے اور اعراض کیا ان وسوس اور خیالات عقلی سے جن میں شیطان نے پھنسا دیا تھا پھر بنیاد خدا نے جس کو چاہا اپنے بندوں میں سے اور اللہ قادر ہے ہر شے پر اور اسی کی پناہ مانگنا چاہیے شیطان کے شر سے۔ امام فخر الدین رازی نے کہا کہ انتہا عقل دوڑانے کی یہ ہے کہ اخیر میں عقل رک جاتی ہے اور اس کو حیرت ہو جاتی ہے اور بہت لوگوں نے جو اس میں کوشش کی وہ آخر گمراہ ہو گئے اب اسی شبہ کو دیکھو جو حدیث میں مذکور ہوا کہ اللہ نے سب کو پیدا کیا پھر اللہ کو معاذ اللہ کس نے پیدا کیا یہ کتاب بڑا شبہ شیطان کا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ واجب ہے یا ممکن ہے۔ اگر ممکن ہے تو اس کے واسطے بھی ایک خالق ضرور ہے اور جو واجب ہے تو اس کے وجوب کو ثابت کرنا چاہیے اب علماء اور متکلمین کو جو دو قسین خدا کے وجوب اور وحدت کے ثابت کرنے میں پیش آتی ہیں وہ حکمت اور کلام کی کتابوں کو دیکھتے سے معلوم ہو سکتی ہیں اور جب ان کو دیکھو اور ان میں خوب غور کرو تو یہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی بات دل میں نہیں جیتی اور چاروں طرف سے شبہات اور شکوک گھیر لیتے ہیں آخر پھر طریقہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم کے وجوب اور وجود اور وحدت کو ان فطری دلائل سے ثابت کریں جو خدا نے اپنی عبادت سے ہر آدمی کے دل میں رکھی ہیں اور ان بے بنیاد دلائل کو جو متکلمین اور علماء نے قائم کی ہیں یک قلم چھوڑ دیں۔ علماء اور متکلمین کے دلائل ایسے ہیں جیسے مصنوعی پھول کہ ظاہر میں خوشنما پر تاثیر پھول کی نہیں بوجھ اس تفریح اور بے انتہا خوشی کے جو پھول سوگتے سے حاصل ہوتی ہے اس مصنوعی پھول سے ایک طرح کی تشویش اور حیرت پیدا ہوتی ہے۔ بہت سے فطری دلائل خدا کے پہچاننے کے ہیں جن میں ذرا سے غور کرنے کے بعد خدا کا یقین ہو جاتا ہے اور اس کی صفت کا ثبوت بھی اچھی طرح سے حاصل ہوتا ہے اور ان دلائل خداوندہ عقلیہ کی احتیاج باقی نہیں رہتی جن کو فلاسفہ اور متکلمین نے قائم کیا ہے اور ہم نے ان دلائل میں سے کچھ دلیلوں کا بیان اوپر کیا ہے اور خدا چاہے تو ہم اس باب میں ایک جداگانہ مفصل رسالہ لکھیں گے۔ بڑی عمدہ دلیل خدا کے پہچاننے کی یہ ہے کہ کسی کارخانے یا باغ یا مکان کا عمدہ کیا خراب انتظام بھی بدون ایک منتظم کے نہیں ہو تا پھر اتنی بڑی دنیا کا انتظام جس میں ہزاروں عالم مشغول ہماری زمین کے ہیں اور ان سب کی حرکات اور سکانات اور پیداوار اور لیل و نہار کا بدو ان ایک حاکم زبردست منتظم کے جو کسی کا محتاج نہ ہو کیونکر ہو سکتا ہے اور جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہ انتظام خود بخود ہو رہا ہے وہ اپنی عقل اور بصیرت سے کام نہیں لیتا۔ ومن لم يجعل الله له نورا فهمالة من نور۔

(۳۴۴) اس کہنے سے شیطان مایوس ہو کر چلا جاوے گا کیونکہ اس کے بہکانے سے کچھ نقصان نہیں ہوا اگر یہ شبہ دل میں آوے تو اس کا ایک علاج اور یہ ہے کہ اس مردود شیطان سے کہے کہ خدا تو سب کا پیدا کرنے والا ہے اور خدا اسی کو کہتے ہیں جس کا پیدا کرنے والا اور کوئی نہ ہو پھر تیرا یہ پوچھنا کہ خدا کو کس نے پیدا کیا بڑی نادانی اور حماقت ہے۔

کہتا ہے اللہ نے پیدا کیا پھر شیطان کہتا ہے اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ جب ایسا شبہ تم میں سے کسی کو ہو تو کہے میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔

۳۴۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا حَتَّى يَقُولَ لَهُ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَإِذَا بَلَغَ ذَلِكَ فَلَيْسَ عِندَ اللَّهِ وَلَيْسَ عِندَهُ))

۳۴۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَأْتِي الْعَبْدَ الشَّيْطَانُ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا)) مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ

۳۴۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَزَالُ)) النَّاسُ يَسْأَلُونَكُمْ عَنِ الْعِلْمِ حَتَّى يَقُولُوا هَذَا ((اللَّهُ خَلَقَنَا فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ)) قَالَ وَهُوَ أَحَدٌ بَيْنَ رَحْلٍ فَقَالَ صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ قَدْ سَأَلَنِي اثْنَانِ وَهَذَا الثَّالِثُ أَوْ قَالَ سَأَلَنِي وَاحِدٌ وَهَذَا الثَّانِي.

۳۴۸- عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَا يَزَالُ النَّاسُ يَمِثِلُ حَدِيثَ عَبْدِ الْوَارِثِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْإِسْنَادِ وَلَكِنْ قَدْ قَالَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ.

۳۴۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

۳۴۸- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ تم سے علم کی باتیں پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ یہ کہیں گے اللہ نے تو ہم کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ راوی نے کہا ابو ہریرہؓ اس حدیث کو بیان کرتے وقت ایک کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے انھوں نے کہا سچ کہا اللہ اور اس کے رسول نے مجھ سے دو آدمی یہی پوچھ چکے اور یہ تیسرا ہے یا یوں کہ ایک آدمی پوچھ چکا ہے اور یہ دوسرا ہے۔

۳۴۸- محمدؐ سے یہ حدیث موقوفاً ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ پر مروی ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اسناد میں نہیں ہے۔ لیکن اس حدیث میں یہ ہے کہ سچ کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

۳۴۹- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۳۴۵) ☆ یعنی یہ خیال چھوڑ دے اور کسی کام میں مصروف ہو جائے اور سمجھ لے کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے اور وہ گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ (توہی)

نے مجھ سے فرمایا تھا اے ابابکر! یہ لوگ تجھ سے پوچھتے رہیں گے (دین کی باتیں) یہاں تک کہ یوں کہیں گے بھلا اللہ تو یہ ہے اب اللہ کو کس نے پیدا کیا۔ ایک بار ہم مسجد میں بیٹھے تھے اسنے میں کچھ لوگ گنوار آئے اور کہنے لگے اے ابوبکر! بھلا اللہ تو یہ ہے اب اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ یہ سن کر ابوبکر نے ایک مٹھی بھر نککریاں ان کو ماریں اور کہا اٹھو اٹھو! کہا تھا میرے دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

۳۵۰- ابوبکرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے لوگ ہر ایک بات پوچھیں گے یہاں تک کہ یوں کہیں گے کہ اللہ نے تو ہر چیز کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا؟

۳۵۱- انس بن مالک سے روایت ہے انھوں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیری امت کے لوگ کہتے رہیں گے یہ کیا ہے؟ یہ کیا ہے؟ آخر یہ کہیں گے اللہ نے تو خلق کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا۔

۳۵۲- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اسی طرح جیسے اوپر گزری مگر اس میں یہ نہیں ہے کہ اللہ نے فرمایا تیری امت کے لوگ۔

باب: جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مار لے اس کی سزا جہنم ہے

۳۵۳- ابوامامہؓ (ایم اس بن ثعلبہ انصاری حارثی یا عبد اللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبد اللہ) سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کا حق (مال) ہو یا غیر مال جیسے مردے کی کھال

قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يَزَالُونَ يَسْأَلُونَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ حَتَّى يَقُولُوا هَذَا اللَّهُ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ)) قَالَ فَبَيْنَا أَنَا فِي الْمَسْجِدِ إِذْ جَاءَنِي نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ فَقَالُوا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هَذَا اللَّهُ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ قَالَ فَأَخَذَ حَصَى بِكَفِّهِ فَرَمَاهُمْ ثُمَّ قَالَ قَوْمُوا قَوْمُوا صَدَقَ خَلْقِي

۳۵۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَيْسَ لَكُمْ النَّاسُ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى يَقُولُوا اللَّهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَهُ))

۳۵۱- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا يَزَالُونَ يَقُولُونَ مَا كَذَبَا مَا كَذَبَا حَتَّى يَقُولُوا هَذَا اللَّهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ))

۳۵۲- عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ أَنَّهُ إِسْحَقٌ لَمْ يَذْكُرْ قَالَ ((قَالَ اللَّهُ إِنَّ أُمَّتَكَ))

بَابُ وَعِيدٍ مَنْ اقْطَعَ حَقَّ مُسْلِمٍ

يَسْمِيَنَ فَاجِرَةً بِالنَّارِ

۳۵۳- عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ اقْطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَسْمِيَنِيهِ فَقَدْ أَوْجَبَ اللَّهُ لَهُ النَّارَ وَخَرَّمَ

(۳۵۳) ☆ مسلمانوں کی حق تلفی کتاب کا گناہ ہے اور دوسرے جھوٹی قسم کھا کر محاذ اللہ اس کی سزا یہی ہے کہ جنت سے محروم ہوئے اور جہنم میں جاوے اب چاہے یہ حق ذرا سا ہو یا بہت ہر حال میں یہی سزا ہے کیونکہ اس نے اسلام کے حق کو نہ پہچانا اور خدا کے نام کی عظمت بھی نہ کی۔ نووی نے کہا اس حدیث میں اسے دو طرح سے تاویل کرنا چاہیے جو اوپر گزریں ایک تو یہ کہ حدیث محمول ہے اس شخص پر جو اس کا موطا جان کر کرے پھر مگر جائے اسی اعتقاد پر تو وہ کا فر ہے ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ دوسرے یہ کہ جہنم واجب ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ مستحق ہے حق

عَلَيْهِ الْجَنَّةُ)) فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ شَيْئًا
يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((وَإِنْ فَضِيئًا مِنْ
أَزَالِهِ))

گور و غیرہ یا اور قسم کے حقوق جیسے حق شفعہ حق شرب حد قذف
بیوی کے پاس رہنے کی باری (مار لیوے) قسم کھا کر تو اللہ نے اس
کے لیے واجب کر دیا جہنم کو اور حرام کر دیا اس پر جنت کو۔ ایک
شخص بولا یا رسول اللہ ﷺ اگر وہ ذرا سی چیز ہو؟ آپ نے فرمایا
اگرچہ ایک ٹہنی ہو پیلو کی۔

۳۵۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند کے ساتھ بھی آتی ہے۔

۳۵۴- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَحْمَدَ
عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ يُحَدِّثُ أَنَّ أَبَا أُمَامَةَ
الْحَارِثِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۳۵۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ
فَرَّمَا جَوْشَخْصَ قَسَمَ كَهَادِے حَاكِمَے كَے حَكَمَے سَے اَیكَ مُسْلِمَانِ كَا مَالِے

جہنم کا پر خدا اس کو معاف کر سکتا ہے اور جنت حرام ہونے سے یہ غرض ہے کہ اول بلد میں جب اور جتنی جنت میں جائیں گے تو اس کو چاند
لے گا اور یہ جو قید لگائی کہ مسلمان کا حق مار لیوے تو اس سے یہ غرض نہیں کہ کافر ذی کار یا حرام نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسی سخت وعید
اسی کے حق میں ہے جو مسلمان کا حق مارے اور کافر ذی کار یا بھی حرام ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس میں اتنا سخت عذاب ہو۔ یہ تفسیر اس
شخص کے مذہب پر ہے جو مفہوم مخالف کا قائل ہے لیکن جو مفہوم مخالف کا قائل نہیں اس کو تاویل کی احتیاج نہیں اور قاضی عیاض نے کہا
مسلمان کی قید اس لیے لگائی کہ اکثر معاملے مسلمانوں کے مسلمانوں سے ہی ہوا کرتے ہیں نہ اس لیے کہ کافر کا حق مارنا درست ہے بلکہ کافر اور
مسلمان دونوں کے حق کا ایک ہی حکم ہے پھر یہ عذاب اس شخص کے لیے ہے جو مسلمان کا حق مارے اور توبہ سے پہلے مر جاوے لیکن جو توبہ
کرے اور شرمندہ ہوا اپنے کئے ہوئے پر اور وہ حق جو اس نے مار لیا تھا پھیر دیوے تو اس سے گناہ ساقط ہو جاوے گا اور اس حدیث سے تائید ہوتی
ہے مالک اور شافعی اور جمہور علماء کے مذہب کی کہ حاکم کا حکم مباح نہیں اس کو جو اس کا نہیں ہے مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک مباح کر دیتا
ہے۔ (نووی)

نووی نے کہا جن لوگوں نے صحابہ کے حال میں کتابیں لکھی ہیں وہ اکثر کہتے ہیں کہ ابوامامہ حارثی یعنی اس حدیث کے راوی نے
وفات پائی جب رسول اللہ جگہ احد سے لوٹے پھر آپ نے ان پر نماز پڑھی۔ اس صورت میں مسلم کی روایت منقطع ہوئی کیونکہ عبد اللہ بن
کعب تابعی ہے اور وہ گونگر سن سکتا ہے اس شخص سے جس نے وفات پائی ۳۵ھ میں۔ لیکن یہ نقل ابوامامہ کی وفات کی صحیح نہیں کیونکہ
عبد اللہ بن کعب سے یہ صحت منقول ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابوامامہ نے جیسے خود مسلم نے دوسری روایت میں کیا ہے پھر یہ تصریح ہے
عبد اللہ بن کعب کے سامع کی ابوامامہ سے اور اس سے باطل ہوا وہ کہہ گیا کہ ابوامامہ نے وفات پائی ۳۵ھ میں اور اگر یہ تاریخ وفات صحیح ہوتی تو
مسلم اس سند کو نقل نہ کرتے امام ابن الاثیر نے اپنی کتاب "معرفۃ الصحابہ" میں انکار کیا ہے اس تاریخ وفات کا۔ اجماعاً۔

(۳۵۵) ☆ نووی نے کہا علماء نے کہا ہے کہ یہ مروا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے دور کرے گا اور اس کو عذاب کرے گا اور اس کے
کام کو بر اجائے گا۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ تاویل ہے ایک صفت الہی یعنی غضب کی علماء سلف نے صفات اللہ میں تاویل نہیں کی جاری کیا ان حق

مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو تو ملے گا اللہ سے اور وہ اس پر غصے ہوگا۔ جب عبد اللہ بن مسعودؓ نے یہ حدیث بیان کی تو اشعث بن قیسؓ آئے اور کہا ابو عبد الرحمن (نکیت ہے ابن مسعودؓ کی) کیا حدیث بیان کرتے ہیں تم سے؟ لوگوں نے کہا ایسی اسی حدیث۔ اشعثؓ نے کہا وہ سچ کہتے ہیں یہ میرے باب میں اتری۔ میری اور ایک شخص کی شرکت میں زمین تھی یمن میں تو جھگڑا ہوا مجھ سے اور اس سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ نے مجھ سے فرمایا کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا اچھا تو پھر اس سے قسم لے لے میں نے کہا وہ تو قسم کھالے گا تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مجبور ہو کر قسم کھالے مسلمان کا مال مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو تو وہ اللہ سے ملے گا اور وہ غصے ہوگا۔ اس پر پھر یہ آیت اتری ان الذین بشرن بعہد اللہ و ایمانہم ثمنا قلیلا۔ اخیر تک یعنی جو لوگ اللہ کا عہد اور قسم دے کر ذرا سامان خریدتے ہیں ان کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور خدا ان سے بات نہ کرے گا اور ان کو پاک نہ کرے گا اور ان کی طرف نہ دیکھے گا اور انکو دکھ کا عذاب ہوگا۔

۳۵۶- فرمایا عبد اللہ بن مسعودؓ نے جو شخص قسم کھا دے ایک مال مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو اس میں تو اللہ جل جلالہ سے ملے گا غصے کی حالت میں (یعنی خدا اس پر غصے ہوگا) پھر بیان کیا اسی طرح جیسے اوپر گزرا اس میں یوں ہے کہ میرے اور ایک شخص کے بیچ میں ٹکرا رہی تھی ایک کنویں میں ہم دونوں نے جھگڑا کیا رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ نے فرمایا تیرے واسطے دو گواہ یا اس کی قسم ہے۔

۳۵۷- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص قسم

حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ صَبْرٍ يَقْطَعُ بِهَا مَالِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانِ)) قَالَ فَذَلَّ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالُوا كَذًا وَكَذَا قَالَ صَدَقَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي زَلَّتْ سَكَانُ بَيْتِي وَبَيْنَ رَجُلٍ أَرْضُ يَأْتِيَنِ فَخَاصَمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ)) قُلْتُ لَا قَالَ ((فَيَمِينُهُ)) قُلْتُ إِذَنْ يَحْلِفُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ صَبْرٍ يَقْطَعُ بِهَا مَالِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانِ)) فَزَلَّتْ إِنْ الذِّينَ يَشْتَرُونَ بَعْدَهُ اللَّهُ وَآيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا إِلَى آخِرِ آيَةٍ.

۳۵۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانِ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ الْأَعْمَشِيِّ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ كَانَتْ بَيْتِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُومَةٌ فِي بئرٍ فَاخْتَصَمْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((شَاهِدَالَهُ أَوْ يَمِينُهُ)).

۳۵۷- عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ حَلَفَ عَلَى مَالِ امْرِئٍ

مَنْ كُوْظَاہِرٍ پُر اور باذر ہے ان کی کیفیت بیان کرنے سے اور یہی راہ سلامتی اور احتیاط کی ہے اور تاویل میں بہت خطر ہے۔ پر نو دینی اس مقام پر متاخرین متکلمین کی پیروی کی ہے۔

کھاوے کسی مسلمان کے مال پر ناحق تو بے گناہ ہے اور وہ اس پر غصے ہوگا۔ عبد اللہ نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق میں یہ آیت پڑھی اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْكُرُوْنَ بَعْدَ اللّٰهِ اِيْمَانُهُمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا خَيْرٌ تَك۔

۳۵۸- واکل بن حجر سے روایت ہے ایک شخص حضر موت (ایک ملک کا نام عرب میں) اور ایک شخص کندہ کا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ حضر موت والے نے کہا یا رسول اللہ! اس شخص نے میری زمین دہائی ہے جو میرے باپ کی تھی۔ کندہ والے نے کہا وہ میری زمین ہے میرے قبضہ میں ہے میں اس میں کھیتی کرتا ہوں اس کا کچھ حق نہیں اس میں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حضر موت والے سے کہا تیرے پاس گواہ ہیں؟ وہ بولا نہیں آپ نے فرمایا تو پھر اس سے قسم لے وہ بولا یا رسول اللہ! وہ تو خارجہ قسم کھانے میں اس کو پاک نہیں اور وہ پرہیز نہیں کرتا کسی بات سے۔ آپ نے فرمایا تیرا اب کچھ بس اس پر نہیں چلتا سو قسم کے۔ پھر وہ چلا قسم کھانے کو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اس نے پیٹھ موڑی دیکھو اگر اس نے قسم کھائی دوسرے کا مال اڑا لینے کو ناحق تو وہ خدا سے ملے گا اور خدا اس کی طرف سے منہ پھیر لے گا۔

۳۵۹- واکل بن حجر سے روایت ہے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا اتنے میں دو شخص آئے لڑتے ہوئے ایک زمین کے لیے ایک بولا اس نے میری زمین جھین لی ہے جاہلیت کے زمانے میں اور وہ امراء القیس بن عابس کندی تھا اور اس کا حریف ربیعہ بن

مُسْلِمٍ بَغَيْرِ حَقِّهِ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ غَضَبًا ۚ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْكُرُوْنَ بَعْدَ اللّٰهِ وَاِيْمَانُهُمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلٰى آخِرِ الْاَيَةِ۔

۳۵۸- عَنْ وَاكِلِ بْنِ حَجْرٍ قَالَ جَاءَ حَضْرَمَوْتُ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ هَذَا قَدْ غَلَبَنِي عَلَى اَرْضٍ لِي كَانَتْ لِابِي فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ اَرْضِي فِي يَدِي اُرْزِعْهَا لَيْسَ لَكَ فِيهَا حَقٌّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَضْرَمِيِّ ((اَلَيْكَ بَيْتَةٌ)) قَالَ لَا قَالَ فَلَكَ بَيْتُهُمَا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَا يُبَالِي عَلَيَّ مَا خَلَفَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ ((لَيْسَ لَكَ مِنْهُ اِلَّا ذَلِكْ فَانْظُرْ)) لِيَخْلِفَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا اَدْبَرَ ((اَمَّا لَيْنٌ خَلَفَ عَلَيَّ مَا لِيَاكُلُهُ ظَلَمْنَا لِنَلْقِيَنَّ اللّٰهَ وَهُوَ غَضَبٌ مَغْرَضٌ))۔

۳۵۹- عَنْ وَاكِلِ بْنِ حَجْرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاتَاهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي اَرْضٍ فَقَالَ اَحَدُهُمَا اِنَّ هَذَا اَنْتَزَمَنِي عَلَيَّ اَرْضِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ فِي الْحَاثِلِيَّةِ وَهُوَ امْرُؤُ الْقَيْسِ بْنِ

(۳۵۹) ☆ یا مثنیہ سے روایت ہے کہ صحیح اسنن کی روایت ہے یعنی عبدان یا مثنیہ سے اور یہی قول ہے دارقطنی اور عبد الغنی بن مسعود اور ابو نعیم بن ماکول کا اور ابن یونس نے تاریخ میں ایسا ہی لکھا ہے لیکن ایک جماعت حفاظ نے ان میں سے ہیں حافظ ابوالقاسم بن عساکر دمشق اس کو عبدان بکسر بایں موحده اور عین اور تحدید وال روایت کیا ہے۔ نووی نے کہا ان حدیثوں سے کئی مسائل معلوم ہوئے ایک تو یہ کہ قابض زیادہ حقدار ہے بہ نسبت غیر قابض کے دوسرے یہ کہ جب مدعی علیہ منکر اور مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مدعی علیہ پر قسم ہے تیسرے یہ کہ وہ مقدم ہیں قبضے پر اور جس کے پاس گواہ ہوں چیز اس کو دلا دی جاوے گی بغیر قسم کے۔ چوتھے یہ

عبداللہ تھا۔ آپ نے فرمایا تیرے پاس گواہ ہیں؟ وہ بولا نہیں آپ نے فرمایا تو پھر اس پر قسم ہے۔ وہ بولا یا رسول اللہ! تب میرا مال اڑا لیا (قسم کھا کر) آپ نے فرمایا میں یہی ہو سکتا ہے تیرے لیے جب وہ اٹھا قسم کھانے کو تو رسول اللہ نے فرمایا جو شخص کسی کی زمین ظلم سے مارے گا تو خدا اس پر غصے ہو گا جب وہ اس سے ملے۔ اسحاق کی روایت میں ربیعہ بن عبد اللہ ہے۔

باب: جو شخص پر ایمان ناحق چھیننا چاہے تو اس کا خون اس کے حق میں لغو ہو جائے گا اور مارا جاوے تو جہنم میں جاوے گا اور مال والا اگر اپنا مال بچانے میں مارا جاوے تو وہ شہید ہے

۳۶۰۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کیا فرماتے ہیں اگر کوئی شخص آوے میرا مال ناحق لینے کو؟ آپ نے فرمایا مت دے اپنا مال اس کو پھر اس نے کہا اگر وہ لڑے مجھ سے؟ آپ نے فرمایا تو بھی

عَابَسَ الْكُذِّبِيُّ وَحَصَمَهُ رِبْعَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ((يَمُوتُ)) قَالَ لَيْسَ لِي بَيِّنَةٌ قَالَ ((يَمُوتُ)) قَالَ إِذَنْ يَذْهَبُ بِهَا قَالَ لَيْسَ لَكَ إِلَّا ذَلِكَ قَالَ فَلَمَّا قَامَ لِيَخْلِفَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ اقْتَطَعَ أَرْضًا طَالِبًا لِقِيَّ اللَّهِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانِ)) قَالَ اِسْمُخْ فِي رِوَايَةِ رِبْعَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ.

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ قَصَدَ اخْتِذَ مَالٍ غَيْرِهِ بِغَيْرِ حَقٍّ كَانَ الْقَاصِدُ مُهْدَرِ الدِّمِ فِي حَقِّهِ وَإِنْ قُتِلَ كَانَ فِي النَّارِ وَأَنْ مَنْ قُتِلَ ذُوْنُ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ

۳۶۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ اخْتِذَ مَالِي قَالَ ((فَلَا تُعْطِهِ مَالًا)) قَالَ أَرَأَيْتَ

لن مدعی علیہ اگر قاتق ہو تب بھی اسکی قسم مقبول ہے اور مطالبہ اس سے ساقط ہو جاوے گا۔ یا نبیوں یہ کہ اگر مدعی یا مدعی علیہ ایک دوسرے کو خصوصیت کے وقت ظالم یا فاجر کہیں تو مواخذہ نہ ہو گا۔ جیسے یہ کہ اگر وارث کسی چیز کا دعویٰ کرے اپنے مورث کی طرف سے اور حاکم کو یہ بات معلوم ہو کہ اس کا مورث مر گیا ہے اور سوائے مدعی کے اور کوئی اس کا وارث نہیں ہے تو اس کا فیصلہ کرنا درست ہے اور اس پر کہ مدعی اس کا وارث ہے اور مورث مر گیا ہے گواہ لینا ضروری نہیں اور جو حاکم کو یہ امر معلوم نہ ہو تو پہلے وراثت کے ثبوت پر گواہ لینا چاہیے پھر دعویٰ کے ثبوت پر۔ ابھی مختصر۔

(۳۶۰) ☆ یعنی وہ مستحق ہوا جہنم کا کیونکہ وہ ظالم تھا پھر اس کو بدلے لے گا اس ظلم کا اور جہنم میں جاوے گا یا اللہ معاف کر دے گا۔ اور جو اس فعل کو حلال جانتا ہو گا تو وہ کافر ہے وہ تو بے شک جہنم ہی میں جاوے گا اور یہ جو آپ نے فرمایا اگر تو مارا جاوے تو تو شہید ہے یعنی تجھ کو ثواب شہیدوں کا ملے گا اگرچہ دنیا کے احکام میں شہید نہ ہو گا کیونکہ شہید تین قسم کے ہیں ایک تو وہ جو کافروں کے ساتھ جہاد میں مارا جاوے کسی سبب سے وہ تو شہید ہے دنیا اور آخرت دونوں کے احکام کی رو سے یعنی دنیا میں یہ حکم ہے کہ اس کو غسل نہ دیں گے نہ اس پر نماز پڑھیں گے اور آخرت میں اس کو رورہ شہیدوں کا ملے گا۔ دوسرے وہ جو آخرت کے ثواب کی رو سے شہید ہے دنیا کے احکام میں شہید نہیں جیسے طاعون سے مرنے والا ہیبت کی بیماری سے یا مکان گر کر یا جو اپنے مال کے بچانے میں مارا جاوے جن پر شہید کا لفظ احادیث میں وارد ہوا ہے تو ایسے شہید کو غسل دیں گے اور اس پر نماز پڑھیں گے اور آخرت میں اس کو ثواب شہیدوں کا ملے گا پر یہ ضروری نہیں کہ پہلی قسم کے شہیدوں کو

اس سے لڑ پھر اس نے کہا اگر وہ مجھ کو مار ڈالے آپ نے فرمایا تو شہید ہے پھر اس نے کہا کہ اگر میں اس کو مار ڈالوں آپ نے فرمایا وہ جہنم میں جاوے گا۔

۳۶۱- ثابت سے روایت ہے جو مولیٰ تھے عمرو بن عبد الرحمن کے جب عبد اللہ بن عمرو اور عنبسہ بن ابی سفیان میں فساد ہوا تو دونوں مستعد ہوئے لڑنے کو خالد بن العاص یہ سن کر سوار ہوئے اور عبد اللہ بن عمرو کے پاس گئے اور ان کو سمجھایا عبد اللہ بن عمرو نے کہا تجھے معلوم نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مارا جائے اپنا مال بچانے کے لیے وہ شہید ہے۔

۳۶۲- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث آئی ہے۔

إِنْ قَاتَلْنِي قَالَ ((قَاتِلْنِي)) قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلَنِي قَالَ ((قَاتِلْتَنِي شَهِيدٌ)) قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلْتَنِي قَالَ ((هُوَ فِي أَكْثَرٍ))۔

۳۶۱- عَنْ ثَابِتٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أُخْبِرَهُ أَنَّهُ لَمَّا كَانَ بَيْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَبَيْنَ عَنبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ مَا تَكَادَ تَسْبُرُوا لِلْقِتَالِ فَرَكِبَ خَالِدُ بْنُ الْعَاصِ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فَوَعظَهُ خَالِدٌ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو أَمَّا عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ))۔

۳۶۲- عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

ان کے برابر ملے۔ تیسرے وہ جو دنیا کے احکام کی رو سے شہید ہے پر اس کو شہادت کا ثواب یا پورا ثواب نہ ملے گا جیسے وہ شہید جو قیمت کے مال میں خیانت کرے اور مثل اس کے جن کو کہا کہ وہ شہید نہیں ہیں پھر چونکہ اس قسم کا شہید کافروں کی جنگ میں مارا گیا اس کا حکم دنیا میں شہیدوں کا سا ہو گا نہ اس کو غسل دیں گے نہ اس پر نماز پڑھیں گے۔ پر آخرت میں اس کو پورا ثواب نہ ملے گا۔ شہید کو شہید اس لیے کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہے اور اس کی روح جنت میں حاضر ہے پر خلاف اور اموات کے وہ قیامت کے دن جنت میں جاویں گے۔ یہ قول نصر بن شکیل کا ہے اور ابن الانباری نے کہا اس لیے کہ شہید کے لیے اللہ تعالیٰ اور فرشتوں نے شہادت یعنی کو اسی دی ہے جنت کی اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ شہید جان نکلے وقت اپنے درے اور مرتبے کو دیکھ لیتا ہے اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ فرشتے حاضر ہوتے ہیں اس کی روح لے جانے کو اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ اس کے ایمان اور حسن خاتمہ پر لوگ گواہ ہیں ظاہر کی رو سے اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ اس کا خون اور زخم اس پر گواہ ہیں کیونکہ وہ اپنے وقت قیامت کے دن اور اس کا زخم تازہ ہو گا خون بہتا ہو گا اور زہری وغیرہ نے ایک اور قول نقل کیا کہ اس کو شہید اس لیے کہتے ہیں کہ وہ گواہ کا قیامت کے دن اور اموات پر۔ اس صورت میں اس کی تحقیق کوئی وجہ نہیں کیونکہ ہمارے پیغمبر کی امت گواہ ہے اور اموات پر اتھی۔ ما قال النوی علیہ الرحمۃ۔

(۳۶۱) ☆ یعنی کوئی ظالم ظلم سے اس کا مال ناحق چھیننا چاہے پھر وہ لڑے اس سے اور مارا جاوے تو وہ شہید ہے اور اگر اس ظالم کو مار ڈالے تو وہ جہنم میں جاوے گا جیسے اگلی روایت میں گزرا۔ نو دی نے کہا ان حدیثوں سے اس شخص کا قتل کرنا درست ہوتا ہے جو ناحق مال چھیننا چاہے اب چاہے یہ مال تھوڑا ہو یا بہت کیونکہ حدیث حاسم ہے اور بعضے مالک نے یہ لکھا ہے کہ تھوڑے مال کے چھیننے میں جیسے کپڑا کھانا قتل درست نہیں پر یہ مذہب کچھ نہیں کیونکہ حدیث کے خلاف ہے اور فحیک وہی ہے جو حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے جمہور علماء نے اور اپنا مال بچانے کے لیے لڑنا جائز ہے واجب نہیں اگر چاہے تو نہ لڑے مال لٹا کر گوارا کر لے لیکن اپنی بیوی کی عزت بچانا واجب ہے اور اس کے لیے لڑنا ضروری ہے اور اپنی جان بچانے کے لیے اور دوسرے کو مار ڈالنا اس میں اختلاف ہے۔

بَابُ اسْتِحْقَاقِ الْوَالِيِ الْغَاشِّ لِرَعِيَّتِهِ النَّارِ

باب: جو حاکم اپنی رعیت کے حقوق میں خیانت کرے
اس کے لیے جہنم ہے

۳۶۳- حسن سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد معقل بن یسار کے پوچھنے کو آیا جس بیماری میں وہ مر گئے تو معقل نے کہا میں ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور اگر میں جانتا کہ ابھی زندہ رہوں گا تو تجھ سے بیان نہ کرتا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کوئی بندہ ایسا نہیں جس کو اللہ تعالیٰ رعیت دیوے پھر وہ مرے اس حالت میں کہ وہ خیانت کرتا ہو اپنی رعیت کے حقوق میں مگر خدا حرام کر دے گا اس پر جنت کو۔

۳۶۴- حسن سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد معقل بن یسار کے پاس گیا اور وہ بیمار تھے ان کو معقل نے کہا میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے بیان نہیں کی تھی تجھ سے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کسی بندے کو رعیت نہیں دیتا پھر وہ مرتے وقت ان کے حقوق میں خیانت کرتا ہو اور مارتا ہے مگر اللہ حرام کر دیتا ہے اس پر جنت کو۔ ابن زیاد نے کہا کیا تم نے مجھ سے یہ حدیث بیان نہیں کی اس سے پہلے؟ معقل نے کہا میں نے بیان نہیں کی تجھ سے یا میں کا ہے کو بھلا تجھ سے بیان کرتا (اور اپنی جان پر مصیبت لیتا اب تو مر تا ہوں اب مجھے تیرا ڈر نہیں اس واسطے بیان کر دی)

۳۶۳- عَنْ الْحَسَنِ قَالَ عَادَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ الْمُرَبِّيَّ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ قَالَ مَعْقِلُ إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ لِي حَيَاةً مَا حَدِّثْتُكَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللَّهُ رَعِيَّةً يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) .

۳۶۴- عَنْ الْحَسَنِ قَالَ دَخَلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ عَلَى مَعْقِلَ بْنِ يَسَارٍ وَهُوَ رَجَعَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا لَمْ أَكُنْ حَدِّثُكَ إِذْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَسْتَرْعِيهِ اللَّهُ عَبْدًا رَعِيَّةً يَمُوتُ حِينَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهَا إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) قَالَ أَلَا كُنْتُ حَدِّثُكَ هَذَا قَبْلَ الْيَوْمِ قَالَ مَا حَدِّثْتُكَ أَوْ لَمْ أَكُنْ لَأُحَدِّثُكَ .

(۳۶۳) یہ حدیث معقل نے عبید اللہ بن زیاد سے مرنے وقت بیان کی کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ عبید اللہ بن زیاد کو یہ حدیث فائدہ دے گی پھر انھوں نے خیال کیا کہ حدیث کا چھپانا بہتر نہیں اور نیک بات کو بھلا دینا ضروری ہے اگرچہ وہ مانتے یا نہ مانتے اس وجہ سے انھوں نے اپنی زندگی میں بیان نہ کیا کہ ایسا نہ ہو اس حدیث سے ایک فساد پھیلے لوگ عبید اللہ بن زیاد کو برا جان کر اس کی اطاعت سے پھر جاویں یا عبید اللہ بن زیاد معقل کو ایذا پہنچاویں کیونکہ وہ مردود ظالم اور جاہل تھا اور اس نے اہل بیت نبوی کی حرمت نہیں کی تو اور کسی کو اس سے کیا توقع تھی۔ رعیت کے حقوق میں خیانت کرنے سے یہ مراد ہے کہ حاکم کے لیے اپنی رعیت کے دین اور دنیا دونوں کی اصلاح ضروری ہے پھر اگر اس نے لوگوں کا دین خراب کیا اور حدود شرعیہ کو ترک کیا یا ان کی جان اور مال پر نا حق زیادتی کی یا اور کسی قسم کی انصافی کی یا ان کی حق تلفی کی تو اس نے اپنے فرض منصبی میں خیانت کی اب وہ جہنمی ہوا اگر اس کام کو حلال جانتا تھا تو ہمیش کے لیے جنت سے محروم ہوا اور نہ اول ہلہ میں جب اور جنتی جنت میں جاویں گے یہ جانے سے محروم رہے گا۔ (نوی)

۳۶۵- ہشام سے روایت ہے حسن نے کہا ہم معقل بن یسار کے پاس تھے ان کی بیماری پر سی کے لیے اسے میں عبید اللہ بن زیاد آیا معقل نے اس سے کہا میں تجھ سے ایک حدیث بیان کر تا ہوں جو میں نے سنی رسول اللہ ﷺ سے پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری۔

۳۶۶- ابوالملیح (عامر یازید بن اسامہ بڈلی بصری) سے روایت ہے۔ عبید اللہ بن زیاد نے بیماری پر سی کی معقل بن یسار کی بیماری میں تو معقل نے کہا میں تجھ سے ایک حدیث بیان کر تا ہوں مرنے والا نہ ہوتا تو تجھ سے بیان نہ کرتا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جو حاکم ہو مسلمانوں کا پھر ان کی بھلائی میں کوشش نہ کرے اور خالص نیت سے ان کی بہتری نہ چاہے تو وہ ان کے ساتھ جنت میں نہ جاوے گا (بلکہ پیچھے رہ جاوے گا اور اپنی نا انصافی کا عذاب بھگے گا)

باب: بعضے دلوں سے امانت اور ایمان اٹھ جانے کا بیان اور فتنوں کا آن دلوں میں

۳۶۷- حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے (امانت کے باب میں) دو حدیثیں بیان کیں ایک تو میں نے دیکھی لی اور دوسری کا انتظار کر رہا ہوں۔ حدیث بیان کی ہم سے (یہ پہلی حدیث ہے) کہ امانت لوگوں کے دلوں کی جزیر

۳۶۵- عَنْ هِشَامٍ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ كُنَّا عِنْدَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ نَعُوذُهُ فَجَاءَ عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ زَيَْادٍ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلُ إِنِّي سَأَدْتُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ بَعْضَ حَدِيثِهِمَا.

۳۶۶- عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ زَيَْادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِي مَرَضِهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلُ إِنِّي مَخَذْتُكَ بِحَدِيثٍ لَوْلَا أَنِّي فِي الْمَوْتِ لَمْ أَخَذْتُكَ بِهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((مَا مِنْ أَمِيرٍ يَلْبِي أَمْرَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ لَا يَجْهَدُ لَهُمْ وَيَنْصَحُ إِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ الْجَنَّةَ)).

بَابُ رَفْعِ الْأَمَانَةِ وَالْإِيمَانِ مِنْ بَعْضِ الْقُلُوبِ وَعَرُضِ الْفِتَنِ عَلَى الْقُلُوبِ

۳۶۷- عَنْ حَذِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا ((أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ

(۳۶۷) ☆ نوٹی کیا ظاہر ہے کہ امانت سے وہ تکلیف مراوے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دی اور وہ قرار جو ان سے لیا۔ امام ابو الحسن واحدی نے اس آیت انا عرضنا الامانة على السموات والارض والجبال کی تفسیر میں کہا ابن عباس نے کہا امانت اللہ تعالیٰ کے وہ فرائض ہیں جو اس نے فرض کئے اپنے بندوں پر اور حسن نے کہا امانت سے مراد دین سب امانت ہے اور ابو العالیہ نے کہا امانت سے مراد اور نوٹی مراد ہیں اور مباحث نے کہا امانت سے عبادت مراد ہیں۔ نووی نے کہا اکثر مفسرین کا یہی قول ہے تو امانت ان سب کے نزدیک عبادت اور فرائض ہیں جن کے ادا کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے عذاب ہوتا ہے اور صاحب تحریر نے کہا کہ حدیث میں امانت سے مراد وہی ہے جو اس آیت میں ہے انا عرضنا الامانة اور وہ عین ایمان ہے تو جب ایمان انسان کے دل میں خوب جما ہو گا سی وقت وہ تکالیف کو پورا کرے گا اور ان کے ادا کرنے میں کوشش کرے گا۔ اجماعی اللہ

الرِّجَالُ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْآنُ فَلَعِلُّوْا مِنَ الْقُرْآنِ وَعَلِمُوْا مِنَ السَّنَةِ ثُمَّ خَذْنَاهُ عَنْ رَفْعِ الْأَمَانَةِ قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتَقْبِضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَقْطُلُ أَثَرَهَا مِثْلَ الْوَسْخِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتَقْبِضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَقْطُلُ أَثَرَهَا مِثْلَ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَخَرَتْهُ عَلَى رِجْلَيْهِ فَتَقْبِضُ فَتَرَاهُ مُتَبَرِّئًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ أَخَذَ حَصَى فَذَخَرَتْهُ عَلَى رِجْلَيْهِ فَيَصْبِيحُ

اتری۔ پھر انہوں نے حاصل کیا قرآن کو اور حاصل کیا حدیث کو۔ پھر حدیث بیان کی آپ نے ہم سے (یہ دوسری حدیث ہے) کہ امانت اٹھ جائے گی تو فرمایا ایک شخص تھوڑی دیر سووے گا پھر اس کے دل سے امانت اٹھالی جائے گی اور اس کا نشان ایک پھیکے رنگ کی طرح رہ جائے گا پھر ایک نیند لے گا تو امانت دل سے اٹھ جائے گی اور اس کا نشان ایک جھالے کی طرح رہ جائے گا جیسے تو ایک انگار اپنے پاؤں پر لڑھکاوے پھر کھال پھول کر ایک چھال (آبلہ) نکل آئے اس کے اندر کچھ نہیں۔ پھر آپ نے ایک کنکری لے

لی۔ مترجم کہتا ہے کہ امانت اور ایمان کا مادہ ایک ہے اور شرع میں ایمان اور امانت لازم و ملزوم ہیں جس کے دل میں ایمان ہے اس کے دل میں امانت بھی ہے اور جس کے دل میں ایمان نہیں ہے اس کے دل میں امانت بھی نہیں اور مراد امانت سے یہ ہے کہ دل میں ایک طرح کی پاکیزگی اور صفائی اور سچائی ہو اور انصاف و راستی کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہو جو دل زمانہ جاہلیت میں ایسے تھے انھوں نے ہی اسلام کو سمجھ کر قبول کیا اور شرک و کفر کو چھوڑا پھر قرآن و حدیث کے حاصل کرنے سے ان پر اور زیادہ نور چڑھ گیا آئینہ صاف تھا اس پر اور صیقل ہوئی اور جن دلوں میں امانت نہ تھی مگر اور خیانت سے ان کا خیر ہوا تھا اور پھر سے شرک اور کفر کی تاریکی چھائی ہوئی تھی جیسے اور اجل کا دل ایسے دلوں کو قرآن و حدیث سے کچھ فائدہ نہ ہوا وہ ہرگز مسلمان نہ ہوئے بلکہ اپنی شیطنت اور مکر اور خیانت کی وجہ سے اور زیادہ کفر میں مضبوط ہو گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انکو ہلاک کر دیا۔ اس کے سوا اور کچھ ان کا علاج نہ تھا۔ سونے سے یہی ظاہری معنی مراد ہیں یا سونے سے یہ مقصود ہے کہ تھوڑی دیر خدا کی یاد سے غافل ہو گا اور بری صحبت میں بیٹھے گا بے ایمانوں کے ساتھ یا تھوڑی دیر تک دنیا کے کام کا بیج کھوج کھوج میں مصروف ہو گا یعنی نور اڑ جائے گا اور تاریکی رہ جائے گی جیسے ایک عمدہ رنگ کو دھواؤ تو سیاہ سا دھبہ رہ جاتا ہے۔ حدیث میں وکت کا لفظ ہے جس کے معنی لگا دانا اور بعضوں نے کہا پھینکنا سیاہی اور بعضوں نے کہا ہرگز جو پہلے رنگ کے خلاف ہو۔ نو دی نے صاحب تحریر سے نقل کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ امانت ذرا اور دل سے اٹھنا شروع ہو گئی جب پہلا حصہ اس کا ٹھہ جاوے گا تو اس کا نور جاتا رہے گا اور ایک سیاہ دھبہ رہ جائے گا پھیکے رنگ کا گویا پہلے رنگ کے خلاف یہ رنگ پیدا ہو گا پھر جب اور ایک حصہ اٹھے گا تو چھالے کی طرح نشان ہو جائے گا اور یہ ایک مضبوط داغ ہے جو مدت میں جاتا ہے اس میں سیاہی اول سے زیادہ ہو گی تو امانت کے نور جانے کو اور بے ایمانی کی تاریکی کو چھالے سے مشابہت دی ایک انگار پاؤں پر چلانے سے کہ آگ کا نور تو چٹ چلا جاتا ہے اور ایک سیاہی کا داغ کھال پر چھوڑ جاتا ہے اور کنکری چلا کر آپ نے اس تشبیہ کو اور واضح کر دیا تاکہ لوگ بخوبی سمجھ جائیں۔ حاصل یہ ہے کہ ایمان کا نور آہستہ آہستہ دل سے اٹھنا چاہیے گا اور کفر کی سیاہی چھاتی جاوے گی پہلے ایک ہلکا سا دھبہ ہو گا۔ اور زیادہ پھر اور یہاں تک کہ بالکل دل کا کالا ہو جائے گا اور ایمان کے بدلے کفر چھا جاوے گا غدا کی پناہ یعنی اس زمانے میں جیسے ہر شخص امانت دار ہے کوئی کسی کا حق نہیں مارتا ہر ایک کو دوسرے پر بھروسہ ہے یہ بات بالکل جاتی رہے گی اور امانت کا نام و نشان دنیا سے اٹھ جائے گا مگر کہیں کہیں ہزاروں انکھوں میں ایک آدھ شخص ایماندار خدا ترس رہ جاوے گا جو امانت دار ہو گا لوگ اس کو مشہور کریں گے کہ ایک وہ شخص امانت دار ہے ایسا نہایت موجود ہے کہ کوئی کسی پر بھروسہ نہیں کرتا جس کو روپیہ وہ دھم کر جاتا ہے امانت کا اور کرتا تو کیا بلکہ ساری دنیا میں بے ایمانی پھیل جائے گی تو ایمان کی قدر اور منزلت بھی دل سے نکل جاوے گی تو ریف بھی کریں گے تو بے ایمانوں کی۔ حق

کر اپنے پاؤں پر لڑھکائی اور فرمایا لوگ سچ کھوج کریں گے اور ان میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو امانت کو ادا کرے یہاں تک کہ لوگ کہیں گے کہ فلاں قوم میں ایک شخص امانت دار ہے اور یہاں تک کہ ایک شخص کو کہیں گے وہ کیسا ہو شیار اور خوش مزاج اور عقلمند ہے (یعنی اس کی تعریف کریں گے) اور اس کے دل میں رانی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔ پھر حدیث نے کہا میرے اوپر ایک زمانہ گزر چکا ہے جب میں بے شک کے ہر ایک سے معاملہ کرتا (یعنی لین دین) اس لیے کہ اگر وہ مسلمان ہو تا تو اس کا دین اس کو بے ایمانی سے باز رکھتا اور جو نصرانی یا یہودی ہو تا تو حاکم اس کو بے ایمانی سے باز رکھتا لیکن آج کے دن تو میں تم لوگوں سے کبھی معاملہ نہ کروں گا البتہ فلاں اور فلاں شخص سے کروں گا۔

۳۶۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

النَّاسُ يَتَّبِعُونَ لَأ يَكَاذُ أَحَدٌ يُؤْذِي الْإِمَانَةَ حَتَّى يُقَالَ إِنَّ فِي بَيْتِي فَلَانٌ رَجُلًا آمِنًا حَتَّى يُقَالَ لِلرَّجُلِ مَا أَجْلَدَهُ مَا أَظْرَفَهُ مَا أَغْفَلَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَوْفٍ مِنْ إِيحَانٍ ((وَلَقَدْ أَتَى عَلِيٌّ زَمَانَ وَمَا أَتَاهِي أَيْكُمُ بَاتِعَتْ لِيْنِ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدُّهُ عَلَيَّ دِينُهُ وَلَكِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا أَوْ يَهُودِيًّا لَيَرُدُّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ وَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ لِأُبَايِعَ مِنْكُمْ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا.

۳۶۸- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

لہ میں نے اپنی آنکھوں سے یہ حال حیدر آباد دکن دیکھا ہے وہ لوگ جو مومن مسلمان کہلاتے ہیں ذرا ذرا سے فائدے کے واسطے بے دین بے ایمان لوگوں کی تعریف کرتے ہیں ان کی خوشامد کرتے ہیں اور جو شخص دین کی تائید کرتا ہے اس کو ان بے ایمانوں کے خوش کرنے کے لیے برا کہتے ہیں۔ لاجل و لا توۃ الا باللہ۔ جیسی تو خدا کی ماریسے نام کے مسلمانوں پر پڑی ہے کہ وہ علاوہ کافر کے حکومت میں رہنے کے اس کی نگاہ میں ایسے ذلیل اور خوار ہو گئے ہیں کہ سوا پارچی گری خدمت گاری خاندانی کے اور کوئی کام ان سے نہیں لیا جاتا اور ایک زمانے میں مسلمان تمام قوموں کے سر تاج تھے ان کا عرب اور دھاک ایسی تھی کہ کافران کے نام سے لرزے تھے۔ ہر ایک مسلمان خدا کے احکام پر اپنی جان نثار کرنے کو فخر جانتا تھا۔ ہمیں ثقافت راہ زار کیا است تا کیجا۔ چونکہ امانت اور ایمان داری کا زمانہ تھا اس لیے مسلمان تو سب امانت دار تھے ان سے بے خوف و خطر معاملہ اور لین دین کرتے ماریے کا تو ذرا تھا ہی نہیں اور یہی اور نصرانی بھی بے ایمانی نہ کرتے ڈر کے مارے اور جو کرتے تو ایماندار حاکم موجود ہوتے جو ان کو سزا دیتے اور بے ایمانی سے باز رکھتے اور میرا میرا مجھ کو دلا دیتے وہ ہرگز نہ دوتا چند لوگوں کا نام لیا جو ایماندار ہو گئے۔ باقی لوگوں کا بھروسہ نہیں اور جب لوگ بے ایمان ہوئے تو حاکم بھی دیسے ہی ہوتے ہیں وہ رشوت خور اور ظالم ہونے کے علاوہ حق کو ناحق کرتے ہیں اور غریب رعایا کو سستے اور ان کا حق تلف کرتے ہیں اس وجہ سے حاکم سے بھی امید نہیں رہتی کہ وہ بے ایمان کو بھی سزا دے گا اور حق ڈوبنے نہ دے گا۔ قاضی عیاض نے کہا بعضوں نے مباہلت سے جو حدیث کے قول میں ہے خلافت کی بیعت مراد لی اور یہ خطا ہے کیونکہ یہودی اور نصرانی سے خلافت کی بیعت نہیں ہو سکتی تو مباہلت سے وہی سچ کھوج اور لین دین مراد ہے۔

۳۶۹- عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ أَتَيْكُمْ سَمْعٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْفِتْنََةَ فَقَالَ قَوْمٌ نَحْنُ سَمِعْنَاهُ فَقَالَ لَعَلَّكُمْ تَعْمُونَ فِتْنَةَ الرَّحْلِ فِي أَهْلِهِ وَجَارِهِ قَالُوا أَجَلٌ قَالَ بَلَى نَكْفُرُهَا الصَّلَاةَ وَالصِّيَامَ وَالصَّدَقَةَ وَلَكِنْ أَتَيْكُمْ سَمْعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْفِتْنََةَ الَّتِي تَمُوجُ مَوْجَ الْبَحْرِ قَالَ حُذَيْفَةُ فَاسْتَكْتَفَيْتُ الْقَوْمَ فَقُلْتُ أَنَا قَالَ أَنْتَ

۳۶۹- حذیفہؓ سے روایت ہے ہم امیر المؤمنین عمرؓ کے پاس بیٹھے تھے انھوں نے کہا تم میں سے کس نے رسول اللہ ﷺ کو فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے سنا؟ بعض لوگوں نے کہا ہاں ہم نے سنا ہے حضرت عمرؓ نے کہا شاید تم فتنوں سے وہ فتنے سمجھے ہو جو آدمی کو اس کے گھریباور مال اور ہمسائے میں ہوتے ہیں انھوں نے کہا ہاں حضرت عمرؓ نے کہا ان فتنوں کا کفارہ تو نماز اور روزے اور زکوٰۃ سے ہو جاتا ہے لیکن تم میں سے کس نے سنا ہے ان فتنوں کو رسول اللہ ﷺ سے جو دریا کی موجوں کی طرح امڈ کر آویں گے؟ حذیفہؓ نے

(۳۶۹) ☆ فتنہ کے اصل معنی آزمائش اور امتحان ہے پھر عرف میں اس کو کہنے لگے جس سے ایک قسم کی برائی پیدا ہو۔ ابو زید نے کہا یوں کہتے ہیں وہ شخص فتنہ میں پڑ گیا جب اس کا حال بدل جائے اور اچھے سے برا ہو جاوے اور فتنہ اہل اور مال میں یہ ہے کہ ان کی محبت بہت غالب ہو جاوے اور خدا کے احکام کو فراموش کرے ان کو بھانداوے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہیں یا اولاد کا فتنہ یہ ہے کہ ان کی تعلیم اور تربیت نہ کرے اور وہ آوارہ ہو جاویں۔ ایسا ہی فتنہ ہمسایہ کا یہ ہے کہ اس کا حق ادا نہ کرے تو یہ سب فتنے ایک قسم کے گناہ ہیں جن کا کفارہ نیکیوں سے ہو جاتا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے نیکیاں مبادی ہیں برائیوں کو۔ حضرت عمرؓ کی مراد فتنوں سے وہ فسادات تھے جو آئندہ آپ کی امت میں ظاہر ہو گئے۔ ان میں مسلمانوں کا شکت و خون ہو گیا مگر اسی پھیلنے کی حضرت عمرؓ نے کہا تو نے سنا ہے تیرا باپ بہت اچھا تھا یعنی جس کے نظریے سے تجھ سال کا پیدا ہوا۔ حدیث میں للہ ابوک ہے اور یہ ایک کلمہ ہے مدح کا عرب کے لوگوں کی عادت ہے جب کسی کی تعریف کرتے ہیں تو اس کو کہتے ہیں کیونکہ باپ کی نسبت خدا کی طرف کرنا اس کی بزرگی بیان کرنا ہے جیسے کہتے ہیں بیت اللہ اور ناصتہ اللہ۔ صاحب تحریر نے کہا جب لڑکے کی کوئی اچھی بات دیکھتے ہیں تو یہ کلمہ کہتے ہیں یعنی تیرا باپ بہت عمدہ تھا جس نے ایسا لاکا جتنا (نودی) حدیث میں کا کھیر عودا عودا ہے۔ اس کو تین طرح پر چاہے ایک عودا عودا عظیم عین دال مہملہ سے دوسرے عودا عودا فتح عین دال مہملہ سے تیسرے عودا عودا فتح عین ذال مجرہ سے۔ صاحب تحریر نے صرف اول وچ کو بیان کیا ہے اور قاضی عیاضؒ نے تین وجوہ کو ذکر کیا ہے لیکن اول وچ کو اختیار کیا ہے اور کہا کہ ہمارے شیخ ابو الحسین بن سراجؒ نے دوسری وچ کو اختیار کیا ہے اب تینوں وجوہ کا ترجمہ الگ الگ مذکور ہوتا ہے پہلی وچ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلوں میں ایک کے بعد ایک آتے جاویں گے جیسے بورے کی تیلیاں (یعنی کاناں) ایک کے بعد ایک لگتی جاتی ہیں یعنی بوریابنے والا جیسے پہلے تیلی لیتا ہے اس کو بن کر پھر دوسری تیلی بنتا ہے اسی طرح یہ فتنے بھی ہوں گے کہ پہلے ایک دل میں جے کا پھر دوسرا قاضی عیاضؒ نے کہا کہ میرے نزدیک حدیث کا مطلب یہی ہے اور سیاق اور تفسیر اس پر دلالت کرتی ہے کہ دوسری وچ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلوں کی ایک جانب میں بن کر چپک جاویں گے جیسے بوریابنے والے کے پہلو سے چپک جاتا ہے اور عودا عودا کے یہ معنی ہو گئے کہ بار بار وہی فتنے آویں گے۔ تیسری وچ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلوں پر آویں گے اور چٹکیں گے بورے کی طرح خدا کی پناہ ان فتنوں سے یعنی خدا بچاوے ہم کو ان فتنوں سے (نودی) پھر جس دل میں وہ فتنہ راج جتاوے (یعنی سناہوے گا اور بیٹھ جاوے گا) تو اس میں ایک کا لاداغ ہو گا اور جو دل اس کو نہ مانے گا اور قرآن اور حدیث پر قائم رہے گا) اس میں ایک سفید تورانی وجہ یہاں تک کہ اسی طرح کالے اور سفید دھبے ہوتے ہوئے دو قسم کے دل ہو جاویں گے ایک تو خالص سفید دل پختہ پختہ کی طرح (جس میں کوئی چیز لگ نہیں سکتی یہ تفسیر ہے اس دل کی صاف پختہ پختہ سے یعنی جیسے اس قسم کا دل

إِلَهُ الْبُوكَ قَالَ خَذِيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((تَعَرَّضُ الْفِتْنُ عَلَى
 الْقُلُوبِ كَالْحَصِيرِ غَوْدًا غَوْدًا قَبَائِي قَلْبٍ
 أَشْرَبَهَا نُكَيْتَ فِيهِ نُكَيْتُهُ سَوْدَاءُ وَأَيُّ قَلْبٍ
 أَنْكَرَهَا نُكَيْتَ فِيهِ نُكَيْتُهُ بَيْضَاءُ حَتَّى تَصِيرَ عَلَى
 قَلْبَيْنِ عَلَى أَيْضٍ مِثْلَ الصَّفَا فَلَا تَصْرُهُ فِتْنَةٌ مَا
 ذَامَتْ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَالْأَحْوُ أَسْوَدُ
 مُرْتَابًا كَالنُّكُوزِ مُجْعِيًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوفًا وَلَا

کہا یہ سن کر سب لوگ چپ ہو رہے میں نے کہا میں نے سنا ہے
 حضرت عمرؓ نے کہا تو نے سنا ہے تیرا باپ بہت اچھا تھا کہا حدیث
 نے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے فتنے
 دلوں پر ایسے آویں گے ایک کے بعد ایک جیسے بورے کی تیلیاں
 ایک کے بعد ایک ہوتی ہیں پھر جس دل میں وہ فتنہ رچ جائے گا تو
 اس میں ایک کالا داغ پیدا ہوگا اور جو دل اس کو نہ مانے گا اس میں
 ایک سفید نور پائی دھبہ ہوگا یہاں تک کہ اسی طرح کالے اور سفید
 دھبے ہوتے ہوتے دھکم کے دل ہو جائیں گے ایک تو خالص

تھو پھر صاف داخلوں سے پاک ہو تا ہے ویسے ہی یہ دل بھی ان فتنوں کی آلائش ہے پاک اور صاف ہوگا) دوسرے کالہ سفیدی مائل (یعنی بھورا)
 اور دھبے کوزے کی طرح جو نہ کسی اچھی بات کو اچھا سمجھے گانہ بری کو بر۔ اپنی خواہش کے تابع ہو گا حدیث میں ہو گا حدیث کا لفظ ہے اور بعضوں نے
 اس کو مرہند پڑھا ہے۔ راوی نے خود اس کی تفسیر آگے بیان کی ہے اور کہا ہے کہ اسود مرہند سے یہ مراد ہے کہ سفیدی کا غالب ہو نا سیاہی
 میں۔ قاضی عیاضؒ نے کہا ہمارے بعض مشائخ کہتے تھے کہ اس میں غلطی ہوئی ہے یعنی شدۃ البیاض فی سواد میں اور بجائے شدت کے شبہ کا
 لفظ صحیح ہے یعنی سیاہی مائل سفیدی کے کیونکہ جس سیاہی میں سفیدی غالب ہو اس کو ربہ نہیں کہتے بلکہ بق کہتے ہیں اگر بدن میں ہو اور آنکھ
 میں ہو تو حور کہتے ہیں اور ربہ تو وہ ذرا سی سفیدی ہے جو سیاہی میں ملی ہوتی ہے جیسے شتر مرغ کا رنگ ہو تا ہے اسی واسطے اس کو ربہ کہتے ہیں۔
 ابو عبیدہ نے ابو عمر سے نقل کیا کہ ربہ وہ درنگ ہے جو سیاہی اور خاکی کے بیچ میں ہو تا ہے ابن درید نے کہا ربہ تیرہ درنگ کو کہتے ہیں اور بعضوں
 نے کہا کہ جس سیاہی میں تیرگی مل جاوے اور مدحجہ کے معنی اور مدحاس کی تفسیر بھی آگے آئی ہے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا مجھ سے ابن سراج
 نے کہا کالکوز مدحجہ یا یہ اس کی سیاہی کی تشبیہ نہیں ہے بلکہ ایک دوسرے وصل کا بیان ہے اس کے اوصاف میں ہے یعنی وہ دل اور مدحجہ ہو گیا
 ہے جیسے کوزہ اور مدحجہ ہو جاتا ہے پھر اس میں پانی نہیں رہ سکتا اسی طرح اس دل میں کوئی بہتری اور بھلائی اور حکمت کی بات نہ رہے گی اور اس کا
 بیان کیا یہ کہہ کر نہ وہ بھلی بات کو بھلی سمجھے گانہ بری کو بری۔ قاضی عیاضؒ نے کہا جو دل بھلی بات کو نہ جھننے دے اس کو مشابہت دی اور نہ
 کوزے سے جس میں پانی نہیں ٹھہر نہ صاحب تحریر نے کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے یا مانگا ہوں کا
 مرتکب ہو جاتا ہے تو ہر ایک گناہ کے کرنے سے اس کے دل میں تاریکی آجاتی ہے پھر وہ فتنے میں پڑ جاتا ہے اور اسلام کا نور بالکل اس کے دل
 سے رخصت ہو جاتا ہے اور دل مثل او نہ دھبے کوزے کے الٹ جاتا ہے یعنی جیسے کوزے کو او نہ دھبہ تو اس میں جو کچھ ہو تا ہے نکل جاتا ہے
 پھر کچھ نہیں ساتا اسی طرح اس کے دل سے اسلام کا سارہ نور نکل جاتا ہے اور پھر بالکل نہیں آتا (نودی) یہ جو فرمایا تھے دریا کی موجوں کی طرح
 امڈ کر آویں گے تو اب فتنوں کا دروازا نہ ملے گا اور وہ امڈ امڈ کر موجوں کی طرح آنے لگیں گے۔ یہ جو حضرت عمرؓ نے حدیث سے کہا تیرا
 باپ نہیں ہے ایک کلمہ ہے جو عرب کی زبان میں کسی کام پر مستعد کرنے کو کہتے ہیں یعنی تجھے کوئی بچانے والا نہیں آخیر تیرا باپ زندہ ہو تا تو وہ
 مصیبت میں تیرا شریک ہو تا اور تجھے اتنی تکلیف نہ اٹھانی پڑتی پر اب تو تو اکیلا ہے پھر کوشش کرو اور مستعدی کر اسے بچانے میں (نودی) فرمایا
 تمہارے اور اس فتنے کے بیچ میں ایک دروازہ ہے یعنی یہ دروازہ جو ابھی بند ہے اور فتنوں کو روکے ہوئے ہے ایک شخص کی ذات ہے جس کے
 سب سے تمام فساد کے ہوئے ہیں پھر جب وہ مارا جاوے گا تو گویا دروازہ ٹوٹ گیا اور فتنوں کی روک جاتی رہی اب دھڑا دھڑا فتنوں کی تھ

سفید دل بچنے پھرنے کی طرح جس کو کوئی فتنہ نقصان نہ پہنچائے گا جب تک کہ آسمان وزمین قائم رہیں دوسرے کلا سفیدی مائل یا اوندھے کوزے کی طرح جو نہ کسی اچھی بات کو اچھی بات سمجھے گا نہ بری بات کو بری مگر وہی جو اس کے دل میں بیٹھ جائے۔ حدیث نے کہا پھر میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ تمہارے اور اس فتنے کے بیچ میں ایک دروازہ ہے جو بند ہے مگر نزدیک ہے کہ وہ ٹوٹ جاوے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ٹوٹ جاوے گا تیرا باپ نہیں اگر کھل جاتا تو شاید پھر بند ہو جاتا میں نے کہا نہیں ٹوٹ جاوے گا اور میں نے ان سے حدیث بیان کی کہ یہ دروازہ ایک شخص ہے جو بار بار جاوے گا یا نہ جاوے گا پر یہ حدیث کوئی غلط (دل سے بنائی ہوئی بات) نہ تھی ابو خالد نے کہا میں نے سعد بن طارق سے پوچھا (جو اس حدیث کے راوی ہیں) اسود موبدأ سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا سفیدی کی شدت سیاهی میں میں نے کہا کالکوز مجحیاً سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا کوز اوندھا ہوا۔

يُنْكِرُ مُنْكَرًا إِلَّا مَا أَشْرَبَ مِنْ هَوَاةٍ قَالَ حَدَّثَنِي وَحَدَّثَنِي أَنَّ يَنْكِرَ وَتَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا يُوشِكُ أَنْ يُكْسَرَ قَالَ غَمَرُ أَكْسَرًا لَا أَبَا لَكَ فَلَمَّا أَنَّهُ فَجَحَ لَعَلَّهُ كَانَ يُعَادُ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ وَحَدَّثَنِي أَنَّ ذَلِكَ الْبَابَ رَجُلٌ يُقْتَلُ أَوْ يَمُوتُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَعْلَى ط قَالَ أَبُو خَالِدٍ قُلْتُ لَيْسَ بِمَا أَبَا مَالِكٍ مَا أَسْوَدُ مُرَبَّادًا قَالَ شَيْدَةُ الْبَيَاضِ فِي سَوَادٍ قَالَ قُلْتُ فَمَا الْكُوزُ مُجْحِيًا قَالَ مُنْكَرًا.

لہجہ میں امنڈ امنڈ کر آویں گی اور سب لوگ حلاطم میں پڑ جاویں گے۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ ذات ہے حضرت عمرؓ کی اور شاید حدیث نے رسول اللہؐ سے یوں ہی سنا ہو شک کے طور پر کہ وہارے جاویں گے یا مر جاویں گے یا حدیث یہ ہے جانتے ہو گئے کہ حضرت عمرؓ کے جاویں گے لیکن انھوں نے اس کا صاف بیان کرنا ان کے رو برو برا سمجھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ عمر خود بھی اس دروازے کو جانتے تھے جیسے یہ بات جانتے تھے کہ آج کی رات کل کے دن سے پہلے ہے اور یہ جو حدیث نے کہا یہ حدیث غلط نہ تھی یعنی دل کی تراشی ہوئی نہ تھی نہ اہل کتاب کی کتابوں سے نکالی گئی تھی بلکہ خاص رسول اللہؐ کی حدیث ہے پھر جو رسول اللہؐ نے فرمائی وہ یہی ہو اور حضرت عمرؓ جو فتنوں کی روک تھام شہید ہوئے اور ان کے بعد سے برابر فتنوں کا دروازہ کھل گیا حضرت عمرؓ کی شہادت حضرت عثمانؓ کی شہادت، جنگ جمل، جنگ صفین، قتل خوارج، حضرت علیؓ کی، شہادت، حضرت حسنؓ کی وفات واقعہ بانکہ کر بلا حسینؓ کی اہل بیت نبویؐ کی بے حرمتی، مختار بن عبیدہ ثقفی کی جنگ، مصعبؓ کی جنگ مختار سے، عبد اللہ بن زبیر کا قتل، مکہ معظمہ میں اہل مدینہ کی بربادی یزید کے ہاتھ سے، اسی طرح سے ہزاروں غریبیاں اور فتنے جواب تک اہل اسلام کے آپس میں واقع ہوئے سبحان اللہ حضرت عمرؓ کی فضیلت اور بزرگی کے لیے عقلمند آدمی کے نزدیک ایک ہی حدیث کافی ہے دوسری حدیثوں کی ضرورت نہیں جن کی ذات مقدس آفتوں اور بلاؤں کی روک اور اسلام کی پشت پناہ کافروں پر دھاک، مسلمانوں میں اتفاق تھی اس ذات کو بعضے بذات شر پر کس منہ سے برا کہتے ہیں اور خدا اور اس کے رسولوں سے نہیں شرماتے۔

۳۷۰- رُبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ سے روایت ہے جب حدیفہؓ حضرت عمرؓ کے پاس سے آئے تو بیٹھے ہم سے حدیثیں بیان کرتے انھوں نے کہا کل ایہو المؤمنین نے جب میں ان کے پاس بیٹھا آپ نے لوگوں سے پوچھا تم میں کس کو یا ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد فتنوں کے باب میں؟ پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری اس میں مریباد اور مجنحیا کی تفسیر نہیں ہے جیسے اوپر کی روایت میں ہے۔

۳۷۱- رُبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ سے روایت ہے انھوں نے سنا حدیفہؓ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم میں سے کون ہم سے حدیث بیان کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتنوں میں؟ وہاں حدیفہؓ بھی تھے انھوں نے کہا میں بیان کرتا ہوں پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری اس روایت میں یہ ہے کہ حدیفہؓ نے کہا میں نے ان سے ایک حدیث بیان کی جو غلط نہ تھی (یعنی سنی سنائی ادھر ادھر کی بات نہ تھی) بلکہ رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔

باب: اسلام شروع ہوا غربت کے ساتھ اور پھر غریب ہو جاوے گا اور سمٹ آوے گا دونوں مسجدوں کے بیچ میں ۳۷۲- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام شروع ہوا غربت سے مدینے میں اور پھر ایسے یہ لوٹ آوے گا جیسے شروع ہوا تھا (مدینہ میں) تو خوشی ہو غریبوں کے لیے۔

۳۷۰- عَنْ رَبِيعِ قَالَ لَمَّا قَدِمَ حَدِيفَةُ مِنْ عِنْدِ عُمَرَ جَلَسَ فَحَدَّثَنَا فَقَالَ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنَسَ لَمَّا جَلَسْتُ ((إِلَيْهِ سَأَلَنِي أَصْحَابُهُ أَتَيْكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتَنِ وَسَأَقُ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي خَالِدٍ وَلَمْ يَذْكُرْ تَفْسِيرَ أَبِي مَالِكٍ لِقَوْلِهِ مُرَبَّادًا مُجْنَحِيًا))۔

۳۷۱- عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حَدِيفَةَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ مَنْ يُحَدِّثُنَا أَوْ قَالَ أَتَيْكُمْ يُحَدِّثُنَا وَفِيهِمْ حَدِيفَةُ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ حَدِيفَةُ أَنَا وَسَأَقُ الْحَدِيثَ كَتَبْخُو حَدِيثَ أَبِي مَالِكٍ عَنْ رَبِيعٍ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَإِنْ حَدِيفَةُ حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَعْلَى لَيْطُ وَقَالَ يَعْنِي أَنَّهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا وَأَنَّهُ يَارِزُ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ ۳۷۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ))۔

(۳۷۰) ☆ اسلام شروع ہوا مدینہ سے یعنی پہلے ان لوگوں سے شروع ہوا جو مدینہ منورہ میں مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے آئے تھے اور وہ غریب مسافر تھے اپنے وطن چھوڑ کر آئے تھے اور پھر ایسا ہی ہو جائے گا۔ یعنی اخیر زمانہ میں اسلام سستے سستے پھر مدینے میں آ جاوے گا اور ساری دنیا میں کفر کا زور ہو گا جو مسلمان ہو گئے وہ کافروں کے ذرے مدینہ میں بھاگ کر آ جائیں گے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ پہلے اسلام شروع ہوا چند محدود لوگوں سے پھر آخر زمانہ میں بھی اسی طرح گھٹ کر تھوڑے لوگوں میں رہ جاوے گا اب جو فرمایا طوبیٰ ہو غریبہا کے لیے تو طوبیٰ کی معنی خوشی اور سرور ہے اور بعضوں نے طوبیٰ سے جنت کو مراد لیا ہے بعضوں نے اس درخت کو جو جنت میں ہے اور یہ سب معنی ہیں۔ (تووی)

۳۷۳- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَبِيٍّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّ الْإِسْلَامَ إِذَا شَرُوعٌ هُوَ غَرِيبٌ فِي شَرْعٍ هُوَ غَرِيبٌ مِمَّا بَدَأَ وَهُوَ يَأْتِرُ))

۳- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام شروع ہوا غریب میں اور پھر غریب ہو جاوے گا جیسے شروع ہوا تھا اور وہ سب سے پہلے شروع ہونے والے (کے مدینے) کے بیچ

(۳۷۳) قاضی عیاض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان اول اور آخر دونوں زمانوں میں اسی حال پر ہو گا کیونکہ اول زمانے میں جو سچا ایماندار تھا وہ مدینے میں چلا آیا تو ہجرت کر کے اس کو وطن بنانے کو یا رسول اللہ کی زیارت کو اور آپ سے علم حاصل کرنے کو ایسا ہی خلفاء کے زمانے میں رہا اور ایسا ہی اس کے بعد جو جو عالم اپنے وقت کے پیشوا اور امام گزرے ہیں وہ حدیث حاصل کرنے کے لیے مدینے میں آئے اور ہمارے زمانے تک بھی لوگ وہیں جاتے رہے رسول اللہ کی قبر شریف کی زیارت کے لیے اور وہاں کے اور مشاہد اور آثار سے برکت حاصل کرنے کے لیے تو مدینہ میں نہ آئے گا مگر وہی جو مومن ہو گا اچھا۔ السراج الوہاب میں ہے کہ شاید واقعہ قیامت کے قریب ہو گا اور اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام اخیر زمانہ تک رہے گا اور وہ غریب ہو جاوے گا اور حرمین میں سب سے پہلے آ جاوے گا اور یہ وقت ابھی تک نہیں آیا یا جو اس کے کہ اسلام غریب ہو گیا ہے اور کیسا غریب۔ دوسری روایت میں ہے عمرو بن عوفؓ سے کہ رسول اللہ نے فرمایا میں سب سے پہلے آ جاوے گا جیسے سانپ اپنے میں مل ساجاتا ہے اور دین حجاز سے اس طرح بندھ جاوے گا جیسے بکری پہاڑ کی چوٹی سے۔ اور دین شروع ہوا غربت سے اور پھر ایسا ہی ہو جاوے گا جیسے شروع ہوا تھا تو خوشی ہو غرباء کے لیے اور غرباء وہ ہیں جو سدھاریں گے میری نسبت کو جب لوگ بگاڑیں گے اس کو۔ روایت کی اس کو ترمذی نے۔ مرقات میں ہے کہ حجاز عرب کے اس ٹکڑے کا نام ہے جس میں مکہ اور مدینہ ہیں اور اس کے گرد بستیاں ہیں اور یہ بات تو بعضوں نے کہا کہ پائی جاتی ہے اس زمانہ میں اس لیے کہ تمام دنیا کے شہر بھر گئے ہیں بے دینی سے اور اس وقت میں دین سب سے پہلے حجاز کی طرف اور حجاز سے اشارہ ہے اس مبارک ٹکڑے کی طرف جس کو یمن کہتے ہیں کیونکہ یمن سے ایک جماعت پیدا ہوئی اہل حدیث کی جنہوں نے سدھارا ان سنتوں کو رسول اللہ کی جن کو لوگوں نے بگاڑا تھا اور اب تک بھٹے لوگ ان میں سے یمن میں باقی ہیں یا اللہ تو ہم کو ان میں سے کر اور ہمارا احقر ان کے ساتھ کر۔

مترجم کہتا ہے کہ مراد رسول اللہ کی اس حدیث سے یہ معلوم ہو کہ اخیر زمانہ میں اسلام کا حوزہ شروع ہو گا اور جاہل کافر مسلمانوں کے اوپر غالب ہوتے جاویں گے یہاں تک کہ تمام ممالک اور بلاد کافروں کی حکومت میں آ جاویں گے اور سب جگہ کافروں کا زور ہو جاوے گا اور آخر پھر وہی شہر یعنی مکہ اور مدینہ جہاں سے اسلام شروع ہوا تھا مسلمانوں کی پناہ کی جگہ ہو گی اور یہ امر کچھ ظاہر ہو چکا ہے اور کچھ باقی ہے۔ سب سے پہلے جو ملک مسلمانوں کے قبضے سے گمیا وہ اندلس کا ملک تھا جہاں کی مسجدیں اور در سے مسلمانوں کے بنوائے ہوئے اب تک بگاڑا جا رہا ہے ایک مسجد قرطبہ میں اتنی بڑی ہے کہ وہی مسجد دنیا میں اور کہیں نہیں پراسفس ہے کہ نصاریٰ نے غالب آ کر اس مسجد کو گر جا کر دیا ہے اور گزشتہ پچاس سال سے تو اس قدر جلد جلد مسلمانوں کا حوزہ ہو رہا ہے اور ان کی حکومتیں برباد ہو جاتی ہیں کہ اگر ایسا ہی ہوا تھا تو بہت قریب زمانے میں مسلمانوں کی حکومت صرف مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں رہ جاوے گی وہ ملک جہاں صد ہا برس سے مسلمان بستے اور رہتے تھے اور کافروں کا نام و نشان تک نہ تھا اب وہاں پر کافر بادشاہ ہیں اور مسلمان ذلیل و خوار۔ پہلے ہندوستان کی سی بڑی وسیع اور زرخیز ولایت مسلمانوں کے قبضے سے نکل کر نصاریٰ کے قبضے میں آئی پھر ابھی چند ہی روز گزرے کہ کاشغر کو چین کے بت پرستوں نے چھین لیا اور بخارا اور خیو اور وسط ایشیا کے ملک کو روس کے نصاریٰ نے دبا لیا اور بلقان اور یوینیا اور سردیا اور جنبل اسود جو روم کے سلطان کے زیر نگین تھے وہ مختار ہو گئے اسی طرح یونان کا حاکم نصرائی بادشاہ خود مختار ہو گیا اب اس وقت میں جب میں اس حدیث کی تفسیر لکھ رہا ہوں مرد اور ترکمانوں کا ملک روس کے نصاریٰ نے دبا لیا ہے اور اس کی نظر افغانستان پر بھی ہے اور اوھر سے ہندوستان کے نصاریٰ افغانستان پر دعوے کر رہے ہیں اور حق

۳۷۶- انس سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی اس شخص پر جو اللہ اللہ کہتا ہوگا (بلکہ جب وہ مرے گا اس وقت قیامت ہوگی)۔

باب: جو شخص ڈرتا ہو اپنی عزت یا جان جانے سے تو وہ اپنے ایمان کو چھپا سکتا ہے

۳۷۷- حذیفہؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ نے فرمایا گو کہتے آدمی اسلام کے قائل ہیں پھر ہم نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ ڈرتے ہیں ہم پر (کوئی آفت آنے سے دشمنوں کی وجہ سے) اور ہم چھ سو آدمیوں سے لے کر سات سو تک ہیں آپ نے فرمایا تم نہیں جانتے شاید بلا میں پڑ جاؤ۔ حذیفہؓ نے کہا پھر ایسا ہی ہوا ہم بلا میں پڑ گئے یہاں تک کہ بعض ہم میں سے نماز بھی چپکے سے پڑھتے۔

باب: جو شخص ضعیف الایمان ہو اس کا دل ملانا اور جب تک ایمان کا یقین نہ ہو کسی شخص کو

۳۷۶- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ عَلَى أَحَدٍ يَقُولُ اللَّهُ اللَّهُ))

بَابُ الْإِسْتِسْرَارِ بِالْإِيمَانِ لِلْحَائِفِ

۳۷۷- عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((أَحْضُوا لِي كَهْمَ يَلْفِظُ الْإِسْلَامَ)) قَالَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ اتَّخَفَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ مَا بَيْنَ السُّبُعِ مِائَةٍ إِلَى السُّبُعِ مِائَةٍ قَالَ ((إِنَّكُمْ لَا تَذَرُونَنَا نَعْلَمُكُمْ أَنْ تَبْتَلُوا)) قَالَ فَأَتَيْنَا حَتَّى جَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا لَا يُصَلِّي إِلَّا سِرًّا

بَابُ تَأْلُفِ قَلْبٍ مَنْ يَخَافُ عَلَى إِيْمَانِهِ لِضَعْفِهِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْقَطْعِ بِالْإِيمَانِ مِنْ

(۳۷۷) یعنی ہماری تعداد اس قدر ہے پھر ہم کو دشمنوں سے کیا خوف ہے آپ کیوں ڈرتے ہیں؟ بخاری کی روایت میں ایک ہزار پانچ سو ہیں اور ایک روایت میں پانچ سو ہیں اور اس اختلاف کو یوں رفع کیا ہے کہ عمر میں بچے سب ملا کر ایک ہزار پانچ سو ہو گئے اور مرد چھ سو سات سو ہو گئے اور لڑنے کے قائل پانچ سو ہو گئے۔ سبحان اللہ صحابہ کرام کے دل ایسے مضبوط تھے کہ صرف چھ سو سات سو آدمیوں پر ان کو دشمنوں کا ڈر نہ تھا اور ایک یہ زمانہ ہے کہ صرف ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان ہیں اور ساری دنیا میں تیس کروڑ سے کم نہ ہو گئے پھر بھی اپنے دشمنوں سے ایسا ڈرتے ہیں جس کی انتہا نہیں فرمایا تم نہیں جانتے شاید بلا میں پڑ جاؤ یعنی یہ ان قتلوں میں ہوا جو رسول اللہ کی وفات کے بعد ظاہر ہوئے اور مسلمان آپس میں لڑنے لگے پھر ایسی مصیبت آئی کہ نماز پڑھنا دشوار ہو گیا ایک کی ایک کلیم قرآن تھا اکثر گھڑی میں پڑھنے لگے اور مسجد میں جماعت موقوف ہو گئی ہمارے زمانہ میں بھی مسلمان ایک دوسرے کے ایسے دشمن ہو گئے ہیں کہ ایک جماعت کی مسجد میں دوسری جماعت والا نماز نہیں پڑھ سکا حالانکہ نماز ایسی عبادت ہے کہ یہود اور نصاریٰ بھی اس سے منع نہیں کرتے اور میں نے ایک یہودی سے پوچھا کہ ہم تمہارے گرجا میں نماز پڑھیں؟ انھوں نے کہا شوق سے پڑھو کیونکہ گرجا خدا کا گھر ہے کسی کی ملک نہیں پھر جو چاہے اس میں خدا کو یاد کرے اور اس کی بندگی کرے افسوس ہے کہ یہودیوں کا تو یہ خیال اور مسلمانوں کی یہ کیفیت کہ اگر ایک مسئلہ میں کوئی ان سے خلاف کرے تو پھر اس کو اپنی مسجد میں آنے نہیں دیتے لا حول ولا قوۃ الا باللہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجد میں اللہ کی یاد سے کسی کو روکے تمام اہل قبلہ کو لازم ہے کہ کسی شخص کو خلوہ لکھنا ہی مخالف ہو مسجد میں آنے سے اور اس میں نماز پڑھنے سے منع نہ کریں یہاں تک کہ شیعوں اور خوارج اور معتزلہ کو بھی منع کرتا اور نماز سے روکنا اور مست نہیں ہے۔

غیر دلیل قاطع

مومن نہ کہنا

۳۷۸- عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْطِ فَلَانًا فَإِنَّهُ مُؤْمِنٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَوْ مُسْلِمٌ)) أَقُولُهَا ثَلَاثًا وَيُرَدُّهَا عَلَيَّ ثَلَاثًا ((أَوْ مُسْلِمٌ)) ثُمَّ قَالَ ((إِنِّي لَأَعْطِي الرُّجُلَ وَغَيْرَهُ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْهُ مَخَافَةَ أَنْ يَكُفَّهُ اللَّهُ فِي النَّارِ))

۳۷۹- عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَى رَحَطًا وَسَعْدٌ جَالِسٌ فِيهِمْ قَالَ سَعْدٌ فَتَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ مَنْ

۳۷۸- سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے کچھ مال بانٹا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلا نے کو دیکھئے وہ مومن ہے آپ نے فرمایا مسلمان ہے میں نے تین بار یہی کہا کہ وہ مومن ہے آپ نے ہر بار یہی فرمایا مسلمان ہے۔ پھر آپ نے فرمایا میں ایک شخص کو دیتا ہوں حالانکہ دوسرے کو اس سے زیادہ چاہتا ہوں اس ڈر سے کہ کہیں خدا اس کو اندھے منہ جہنم میں نہ گرا دے۔

۳۷۹- سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو مال دیا اور میں وہاں بیٹھا تھا تو آپ نے بعضوں کو نہیں دیا حالانکہ وہ میرے نزدیک ان سب میں بہتر تھے میں نے

(۳۷۸) یعنی تو اس کو بیٹھا مومن کیسے کہتا ہے شاید مسلم ہو تو یوں کہہ دے مومن ہے یا مسلم ہے تو اس سے اس کے ایمان کا انکار نہیں لگتا بلکہ منع کیا آپ نے اس کو بھی مومن کہنے سے اس وجہ سے کہ اس کا ایمان دلیل یقینی سے ثابت نہ ہوا اور دوسرے یہ کہ ایمان ایک فعل قلبی ہے اس کا حال اللہ ہی خوب جانتا ہے پر خلاف اسلام کے کہ وہ ظاہر ہے زبان سے اقرار کرنے سے۔ صاحب تحریر نے لکھا کہ اس میں اشارہ ہے اس شخص کے مومن نہ ہونے کا حالانکہ اس میں اشارہ ہے اس کے مومن ہونے کا کیونکہ آگے آپ نے فرمایا کہ بعضے شخص کو میں زیادہ چاہتا ہوں پر دیتا اور کو ہوں ایسا نہ ہوں جہنم میں اور دھار گرا جاوے اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایمان اور اسلام میں فرق ہے اور اس مسئلہ میں بڑا اختلاف ہے اور کچھ بیان اس کا اور پر گزر چکا ہے اور اس میں اشارہ ہے اس نہ مہب کی طرف جو حق ہے کہ فظ زبان سے اقرار کر لینا کافی نہیں جب تک دل سے یقین نہ ہو اور کرسمیہ اور بعضے پر جمید یہ کہتے ہیں کہ صرف زبان سے اقرار کر لینا کافی ہے حالانکہ یہ صاف غلطی ہے اور خلاف ہے مسلمانوں کے اجماع کے اور خلاف ہے آیات اور احادیث کے جن سے منافقوں کا کفر ثابت ہوتا ہے حالانکہ منافقوں کا بھی یہی حال تھا کہ وہ دل سے یقین نہ رکھتے تھے پر زبان سے اقرار کرتے تھے۔ (نوٹی) آپؐ نے فرمایا میں ایک شخص کو دیتا ہوں حالانکہ دوسرے کو اس سے زیادہ چاہتا ہوں یعنی بعض آدمی ضعیف الایمان ہوتا ہے اور میں اس کو دنیا کا مال دیتا ہوں تو اس وجہ سے نہیں دیتا کہ میں اس کو زیادہ چاہتا ہوں چاہتا تو میں دوسرے کو ہوں جس کا ایمان قوی ہے پر ضعیف الایمان کو اس کا ایمان بچانے کے لیے دیتا ہوں ایسا نہ ہو کہ وہ دنیا کا مال نہ لےنے سے خفا ہو جاوے اور اسلام سے پھر جاوے پھر جہنم میں اور دھ سے منہ کرے اور جس کا ایمان قوی ہے اس کو اتنی ضرورت مال دینے کی نہیں کیونکہ وہ ایمان سے پھرنے والا نہیں۔ نوٹی نے کہا اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حاکم سے سفارش کرنا درست ہے جائز کلام میں اور بار بار دہانی بات کہنا بھی جائز ہے اور مفضول فاضل کو وہ بات بتا سکتا ہے جس کی کوئی مصلحت ہو اور کسی کو بیٹھا مومن نہیں کہتا چاہے جب تک دلیل یقینی نہ ہو اور امام اپنی رائے کے موافق مال کو صرف کر سکتا ہے ضروری کام میں پھر جو اس کے بعد ضروری ہو اسی طرح اور کسی کے جنت میں جانے کا یقین نہیں مگر جن کے لیے نص آگئی جیسے عشرہ مبشرہ اور اس پر اجماع ہے اہل سنت کا۔

کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فلا نے کو نہیں دیا میں تو قسم خدا کی اس کو مومن جانتا ہوں آپ نے فرمایا مسلم۔ پھر تھوڑی دیر تک میں چپکارا بعد اس کے اسی خیال نے زور کیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے فلا نے کو کیوں نہیں دیا؟ قسم خدا کی میں اس کو مومن جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا مسلم۔ پھر تھوڑی دیر میں چپ ہو رہا بعد اس کے اسی خیال نے زور کیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے فلا نے کو کیوں نہیں دیا؟ قسم خدا کی میں تو اس کو مومن جانتا ہوں۔ آپ نے فلا نے کو کیوں نہیں دیا؟ قسم خدا کی میں تو اس کو مومن جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا مسلم۔ میں دیتا ہوں ایک شخص کو اور مجھے دوسرے سے زیادہ محبت ہوتی ہے اس ڈر سے کہ کہیں اوندھے منہ جہنم میں نہ گرے۔

۳۸۰۔ سعد سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیا۔ میں بیٹھا تھا پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری اتنا زیادہ ہے آخر میں اٹھا اور میں نے چپکے سے کہا یا رسول اللہ! آپ نے فلا نے کو کیوں چھوڑ دیا؟

۳۸۱۔ محمد بن سعد سے یہی حدیث روایت کی گئی ہے اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ میری گردن اور مونڈھے کے درمیان مارا اور فرمایا کیا لڑتا ہے اے سعد! میں دیتا ہوں ایک آدمی کو (آخر تک)۔

باب: جب دلیلیں خوب پہنچ جاویں تو دل کو زیادہ اطمینان حاصل ہوتا ہے

۳۸۲۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم کو شک کیوں نہ ہو جب حضرت ابراہیم کو شک ہوا انھوں نے کہا

(۳۸۲) ﴿نُؤَدُّكَ﴾ نے کہا علمائے اختلاف کیا ہے اس عبارت کے مطلب میں کہ ہم کو شک کیوں نہ ہو کہ جب حضرت ابراہیم کو ہوا کہی اقول پر سب سے بہتر اور صحیح ہے جو امام ابو ہریرہؓ نے بیان کیا ہے یعنی مطلب اس کا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کو شک ہوتا حال تھا اور جو ان کو شک ہوتا باوجود جغیر ہونے کے تو اور جغیروں کو بھی شک ہوتا حالانکہ تم جانتے ہو کہ مجھ کو شک نہیں تو حضرت علیؓ

لَمْ يُعْطِهِ وَهُوَ أَعْلَمُهُمْ إِلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ قَوْلُ اللَّهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَوْ مُسْلِمًا)) قَالَ فَسَكَتُ قَلِيلًا ثُمَّ عَلَيْنِي مَا أَعْلَمْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ قَوْلُ اللَّهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مُسْلِمًا قَالَ فَسَكَتُ قَلِيلًا ثُمَّ عَلَيْنِي مَا عَلِمْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ قَوْلُ اللَّهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَوْ مُسْلِمًا)) إِنِّي لَأَعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ أَنْ يَكْبُ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ)).

۳۸۰۔ عَنْ سَعْدٍ أَنَّهُ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَقِطًا وَأَنَا حَالِسٌ فِيهِمْ بَيْتِلَ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ عَمِّهِ وَزَادَ فَقُمْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ.

۳۸۱۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ يُخَدِّثُ هَذَا فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ فَضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ بَيْنَ عُنْفِي وَكُفْيِي ثُمَّ قَالَ ((أَفْئَالًا أَيْ سَعْدُ إِنِّي لَأَعْطِي الرَّجُلَ)).

بَابُ زِيَادَةِ طُمَأْنِينَةِ الْقَلْبِ بِتَطَاهُرِ الْإِلَادَةِ

۳۸۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((نَحْنُ

أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَالَ رَبِّ ارْنِي كَيْفَ تُخَيِّصُ الْمَوْتَى قَالَ أَوْ)) لَمْ تُؤْمِنِ قَالَ ((بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قُلُوبِي)) قَالَ ((وَيَرْحَمُ اللَّهُ لَوْطًا لَقَدْ كَانَ

اے پروردگار مجھ کو دکھلا دے تو کس طرح جلاوے گامزدوں کو۔
پروردگار نے فرمایا کیا تجھے یقین نہیں اس بات کا؟ حضرت ابراہیم
نے عرض کیا کیوں نہیں مجھ کو یقین ہے پر میں چاہتا ہوں کہ
میرے دل کو اور زیادہ اطمینان ہو جاوے اور رحم کرے اللہ تعالیٰ

لہ ابراہیم کو بھی شک نہ تھا اور یہ آپ نے اس لیے فرمایا کہ جب یہ آیت اتری تو اذ قال ابراہیم رب ارنی کیف تحیی الموتی الایۃ تو بعض لوگوں نے حضرت ابراہیم پر غلط گمان کیا اور یہ کہا کہ ان کو شک ہو امر دوں کے جی اٹھنے میں اور ہمارے پیغمبر کو شک نہیں ہو اب آپ نے ان کا گمان غلط کرنے کے لیے فرمایا کہ حضرت ابراہیم پیغمبر تھے اور پیغمبر بھی کیسے ظلیل اللہ پھر اگر ان کو شک ہو تا تو مجھ کو بھی ضرور شک ہو تا۔ حضرت ابراہیم کو آپ نے اپنے اوپر مقدم کیا ہر طریق تو اضع اور ادب کے اور شاید اس وقت تک آپ کو معلوم نہ ہوا ہو گا کہ آپ سب پیغمبروں سے درجے میں زیادہ ہیں۔ پھر اختلاف کیا ہے علماء نے کہ جب حضرت ابراہیم کو شک نہ تھا تو انھوں نے خدا سے درخواست کیوں کی کہ مجھ کو دکھلاوے تو کیوں کر جلاوے گامزدوں کو بیان کیا ہے کئی وجہوں کو لیکن ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم کو سردوں کے جی اٹھنے پر یقین تھا پر انھوں نے چاہا کہ اور زیادہ لوگوں کو اطمینان ہو جاوے اور یہ اس طرح ہے کہ پہلے حضرت ابراہیم کو دلائل سے علم حاصل ہو چکا تھا کہ اللہ مردوں کو جلاوے گا لیکن انھوں نے اپنی آنکھوں سے اس امر کو نہ دیکھا تھا اس واسطے انھوں نے چاہا کہ علم استدلالی سے بڑھ کر یقین حاصل ہو اور وہ مشاہدہ سے ہو تا ہے کیونکہ علم استدلالی میں شکوک باقی رہتے ہیں پھر مشاہدہ سے وہ سب شکوک مٹ جاتے ہیں۔ یہ مذہب ہے امام ابو منصور ازہری کا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے اپنے آپ کو خدا کے پاس آزمایا چاہا کہ خدا ان کی درخواست قبول کر تا ہے یا نہیں اور اس صورت میں اولہم فہن کے یہ معنی ہوں گے کیا تجھ کو یقین نہیں اس بات کا کہ تو میرا دوست ہے اور میرا مرتبہ اور درجہ میرے نزدیک بڑا ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے اپنے یقین کو بڑھانا چاہا اگرچہ پہلے بھی ان کو یقین تھا اور شک بالکل نہ تھا پر وہ علم یقین تھا انھوں نے چاہا کہ اس سے بڑھ کر یقین یقین کا درجہ حاصل ہو۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ جب انھوں نے مشرکوں پر دلیل قائم کی کہ میرا پروردگار جاتا ہے اور مارتا ہے تو خدا سے چاہا کہ اس امر کو دکھلاوے تاکہ ان کی دلیل صاف ثابت ہو جاوے اور بعضوں نے اور وجہیں بیان کی ہیں پر وہ ظاہر نہیں ہیں۔ امام ابو الحسن واحدی نے کہا اختلاف کیا ہے لوگوں نے کہ حضرت ابراہیم نے یہ سوال کیوں کیا تو اکثر لوگوں نے کہا ہے کہ انھوں نے ایک مرد اور جانور دریا کے کنارے دیکھا جس کو درندے اور پرندے اور دریا کے جانور کھا رہے تھے ان کو یہ خیال آیا کہ اس جانور کے نکلنے کیونکر آسکے ہو گئے اور ان کے دل کو شوق ہوا کہ مردے کا جی اٹھنا دیکھیں ان کو شک نہ تھا لیکن انھوں نے یہ بات چاہی کہ اس کو دیکھ لیں جیسے مومن چاہتے ہیں کہ رسول اللہ اور جنت کو دیکھیں اور خدا کے دیدار کے طالب ہیں حالانکہ ان کو یقین ہے ان سب کا اور شک نہیں ہے ان میں اتھو۔ فرمایا رحم کرے اللہ تعالیٰ حضرت لوط پر وہ پناہ چاہتے تھے یعنی جب فرشتے اللہ کا عذاب لے کر حضرت لوط کے پاس آئے تو خوبصورت لڑکوں کے ہمیں میں آئے تھے حضرت لوط نے ان کو مہمان سمجھ کر ان کی مہمانی کرنا چاہی پر ان کی قوم کے لوگ جو لوطیت اور لوطے بازی میں مبتلا تھے جمع ہو کر آئے اور ان مہمانوں کو ستانا چاہا حضرت لوط نے کوئی دقیقہ ان مہمانوں کی خاطر داری اور دل جوئی میں نہ چھوڑا اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا خدا سے ڈرو اور اگر سوامت کرد مہمانوں کے درو اور اگر تم کو ایسی ہی خواہش ہے تو میری بیٹیوں حاضر ہیں اس پر بھی انھوں نے نہ مانا جب حضرت لوط نے فرمایا کاش مجھے زور ہو تا تو تم کو روکتا پناہ لیتا کسی مضبوط تخت کی بیٹی میرے کنبے والے ہوتے تو ان کی پناہ لیتا اور جو انھوں نے اپنی قوت کا اور اپنے کنبے والوں کی پناہ کا ذکر کیا تو اس وجہ سے نہ تھا کہ وہ خدا سے غافل تھے بلکہ انھوں نے اپنے مہمانوں کے دل کو خوش کرنا چاہا کہ میرا بس جہاں تک چلا میں تم کو بچاتا اور شاید اس وقت ربیع میں اللہ تعالیٰ کی پناہ لینا بھول گئے تو حضرت لوط

بَاوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السَّخْرِ
طَوْلَ لَبْثِ يُونُسَ لَأَلْبِثْتُ لِذَٰعِيٍّ))

حضرت لوطؑ پر وہ پناہ چاہتے تھے مضبوط، سخت کی اور اگر میں قید خانے میں اتنے دنوں رہتا جتنے دن حضرت یونسؑ رہے تو فوراً بلانے والے کے ساتھ چلا جاتا۔

۳۸۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ عَنْ الزُّهْرِيِّ وَفِي حَدِيثِ مَالِكٍ ((وَلَكِنْ لِيُطْمِئِنَّ قَلْبِي)) قَالَ ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ آيَةَ حَتَّى حَازَهَا.

۳۸۴- عَنْ الزُّهْرِيِّ كَبْرَ آيَةَ مَالِكٍ بِإِسْنَادِهِ وَقَالَ ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ آيَةَ حَتَّى أَنْحَرَهَا

باب: ہمارے پیغمبر محمدؐ کی پیغمبری کا یقین کرنا اور تمام شریعتوں کو آپؐ کی شریعت سے منسوخ سمجھنا

واجب ہے

۳۸۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ فِيهِمْ وَجُوبَ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ وَنَسَخَ الْمُلُكِ بِمِلَّتِهِ

۳۸۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ فِيهِمْ وَجُوبَ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ وَنَسَخَ الْمُلُكِ بِمِلَّتِهِ

اللہ نے فرمایا کہ خدا ان پر رحم کرے فرمایا اگر میں قید خانے میں اتنے دن رہتا جتنے دن حضرت یوسفؑ رہے میں تو فوراً بلانے والے کے ساتھ چلا جاتا یعنی جب زنجیاں کھینچ کر حضرت یوسفؑ قید ہوئے تو مدت تک یعنی کئی برس تک قید خانے میں رہے آخر عزیز مصر کی طرف ایک بلانے والا آیا کہ چل کر اس کے خواب کی تعبیر بیان کریں مگر حضرت یوسفؑ نے نہ مانا اور فرمایا جب تک عورتوں کے کمر کی دریافت نہ ہوگی اور میری صفائی بالکل نہ ہو جاوے گی اس وقت تک میں نہ آؤں گا تو ہمارے پیغمبرؐ نے حضرت یوسفؑ کی فضیلت بیان کی کہ ان میں کس قدر صبر اور استقلال تھا کہ ایسا دوسرے میں ہو نا مشکل ہے ورنہ انسان جب مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے تو جس طرح ہو سکے اس سے چھوٹنے میں جلدی کرتا ہے۔

۳۸۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ فِيهِمْ وَجُوبَ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ وَنَسَخَ الْمُلُكِ بِمِلَّتِهِ

۳۸۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ فِيهِمْ وَجُوبَ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ وَنَسَخَ الْمُلُكِ بِمِلَّتِهِ

۳۸۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ فِيهِمْ وَجُوبَ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ وَنَسَخَ الْمُلُكِ بِمِلَّتِهِ

۳۸۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ فِيهِمْ وَجُوبَ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ وَنَسَخَ الْمُلُكِ بِمِلَّتِهِ

۳۸۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ فِيهِمْ وَجُوبَ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ وَنَسَخَ الْمُلُكِ بِمِلَّتِهِ

۳۸۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ فِيهِمْ وَجُوبَ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ وَنَسَخَ الْمُلُكِ بِمِلَّتِهِ

۳۸۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ فِيهِمْ وَجُوبَ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ وَنَسَخَ الْمُلُكِ بِمِلَّتِهِ

۳۸۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ فِيهِمْ وَجُوبَ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ وَنَسَخَ الْمُلُكِ بِمِلَّتِهِ

۳۸۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ فِيهِمْ وَجُوبَ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ وَنَسَخَ الْمُلُكِ بِمِلَّتِهِ

مل چکے تھے پھر ایمان لائے اس پر آدمی لیکن مجھ کو جو مجزرہ ملا وہ قرآن ہے جو اللہ نے بھیجا میرے پاس (ایسا مجزرہ کسی پیغمبر کو نہیں ملا) اس لیے میں امید کرتا ہوں کہ میری پیروی کرنے والے سب سے زیادہ ہوں گے قیامت کے دن۔

۳۸۶- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اس زمانے کا (یعنی میرے وقت اور میرے بعد قیامت تک) کوئی یہودی یا نصرانی (یا

النَّبِيَّاءُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ أَعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا يُفْضِلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيَ وَحْيًا أَوْحَى اللَّهُ إِلَيَّ فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)۔

۳۸۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ

لَهُ اعْتِزَالٌ كَرْتِے ہیں۔ کوئی ان سے پوچھے تم نے عربی زبان میں کیا لیاقت پیدا کی ہے اور صرف وہی جانتے ہو یا نہیں تو جواب ملتا ہے کہ نہیں سبحان اللہ نمینڈی کو بھی زکام ہوا۔ بڑے بڑے عرب کے اہل زبان تو قرآن کو سن کر حیران ہو گئے اور ایمان لائے اور آج تک اس کی فصاحت اور بلاغت اور طرزِ زبان ہے مثل ہونے کا اقرار کرتے ہیں پر یہ کل کے لوٹے اور ہندی بوڑھے کھوسٹ جن کی کوئی مسلمانوں کی حکومت میں نکلے کو نہ پوچھے مسلمانوں کے مصلح بن کر بیٹھے ہیں اور یہ اصلاح کرتے ہیں کہ حدیث اور قرآن کو ختم کرتے ہیں لا حول ولا قوۃ الا باللہ پھر جو رسول مقبولؐ نے اس حدیث میں فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ میری پیروی کرنے والے زیادہ ہوں گے قیامت کے دن یہ بھی آپ کا ایک مجزرہ ہے کیونکہ آپ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ایسی روشنی بخشی کہ مغرب سے مشرق تک پھیل گیا اور بڑی بڑی ولایاتیں مسلمانوں نے فتح کیں اور جیسی امید آپ نے کی تھی ایسی ہی اللہ تعالیٰ نے کر دکھایا خدا کا شکر ہے اس کی نعمتوں پر جو بے انتہا ہیں اے خدا جیسے تو نے پہلے اسلام کو ترقی بخشی تھی اور مخالفین کو زیر کیا تھا دیسے ہی اس زمانے میں بھی اسلام کی مدد کرو اور اپنے سچے دین اور اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کے دلوں کو مضبوط کرنا کہ وہ پھر تیرے دین کی ترقی میں مصروف ہوں اور دنیا میں نیک نامی اور عزت اور آخرت میں ثواب اور جنت حاصل کریں۔ آمین یا رب العالمین۔

(۳۸۶) ☆ نوویؒ نے کہا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگلی شریعتیں سب منسوخ ہو گئیں ہمارے پیغمبرؐ کی شریعت سے اور یہ بات نقلیٰ کی جس کو اسلام کی دعوت نے پہنچا وہ معذور ہے کیونکہ یہ قاعدہ اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ شریعت آنے سے پیشتر کوئی حکم انسان پر نہیں ہوتا۔ انتہا اگرچہ اس زمانے میں مسلمان ہر ایک ملک اور ولایت میں پھیل گئے پر وہ سب کے سب اپنے دنیا کے کاموں میں مصروف ہیں اور دین کو انھوں نے بالائے طاق رکھ دیا ہے الاما شاء اللہ۔ دین کی دعوت کا فروغ کو تو کیا وہ عام مسلمانوں کو بھی دین کے احکام نہیں بتلاتے یہاں تک کہ اکثر مسلمان شریعت کے احکام سے بالکل ناواقف ہو گئے ہیں اور صرف نام کے لیے مسلمان کہے جاتے ہیں یہ دعوت دین کی ایسی ضروری چیز ہے کہ ہر ایک پیغمبرؐ نے اپنی ساری عمر اس میں صرف کی ہے اور اس کا فائدہ بے حد اور بے شمار ہے جب حضرت عیسیٰؑ خدا تعالیٰ کے پاس تشریف لے گئے تو ان کے حواریوں نے دین کی دعوت پھیلانا شروع کی اور باوجودیکہ ان کے مخالف زور آور اور دنیا کے حاکم تھے پر آخر اس دعوت نے رفتہ رفتہ ایسا اثر کیا کہ مخالفین کی قوت ٹوٹ گئی اور ہزاروں لاکھوں ان میں سے عیسائی ہو گئے اور عیسائیوں کی قوت یہاں تک بڑھی کہ ساری دنیا میں ان کا دین پھیل گیا چنانچہ ہمارے زمانے تک اس دعوت کا اثراتی ہے اور اب تک عیسوی عالم دعوت کو نہیں چھوڑتے اور رات دن قرآن پر اور تفسیر سے عیسوی مذہب کو تائید اور مدد دیتے ہیں اور جس ملک کے لوگوں کو سنتے ہیں کہ وہ دین عیسوی سے ناواقف ہیں وہاں فوراً جیسے وہ مسکا ہے پیچھے ہیں اس کام میں چاہے جان جاوے چاہے عزت سب قبول ہے وہ اپنا دین پھیلانے کے لیے سب کو ارا کر لیتے ہیں۔ بڑا انفوس ہے کہ

اور کوئی دین والا) میرا حال سے پھر ایمان نہ لاوے اس پر جس کو میں دے کر بھیجا گیا ہوں (یعنی قرآن) تو جہنم میں جاوے گا۔

۳۸۷- ایک شخص نے جو خراسان کا رہنے والا تھا اٹھنے سے پوچھا کہ ہمارے ملک کے لوگ کہتے ہیں جو شخص اپنی لوٹری کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کر لیوے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ہدی کے جانور پر سواری کرے۔ شمع نے کہا مجھ سے بیان کیا ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے انھوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ اپنے باپ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمیوں کو ہر اثواب ملے گا ایک تو اس شخص کو جو اہل کتاب میں سے ہو (یعنی یہودی یا نصاری) ایمان لایا ہو اپنے پیغمبر پر پھر میرا زمانہ پاوے اور مجھ پر بھی ایمان لاوے اور میری پیروی کرے اور مجھ کو سچا جانے تو اس

وَلَا نَصْرَانِي ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالْبَيْتِ أُرْسِلَتْ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ))

۳۸۷- عَنْ الشَّعْبِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَحْلًا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ سَأَلَ الشَّعْبِيَّ فَقَالَ يَا أَبَا عَمْرٍو إِنَّ مَنْ قَبَّلَنَا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ يَقُولُونَ فِي الرَّجُلِ إِذَا أُعْتِقَ أَمْنُهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا فَهُوَ كَالرَّاجِبِ بَدَنَتُهُ فَقَالَ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو بَرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرُهُمْ مِثْلَيْنِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَأَذَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ وَصَدَّقَهُ فَلَهُ

اللہ مسلمان اس سے بالکل غافل ہیں اور ان کے ملا اور مولوی اور درویش سوائے آرام سے روٹیاں کھانے کے دین کا کوئی کام نہیں کرتے نہ سفر کرتے ہیں نہ اور ملک کے اقوام کی زبانیں سیکھتے ہیں نہ اور زبانوں میں اسلام کی کتابوں کا اور قرآن کا ترجمہ پھیلاتے ہیں۔ ہائے نصاریٰ نے اپنی واقعیت کے واسطے قرآن کا ترجمہ انگریزی اور فرانسیسی اور جرمنی زبانوں میں کیا پر مسلمانوں کو یہ توفیق نہیں کہ وہ قرآن کا اور دین کی کتابوں کا ترجمہ غیر زبانوں میں خصوصاً کافروں کی زبانوں میں کر کے اس کے لاکھوں ہزاروں نسخے کافروں میں پھیلا دیں تاکہ وہ سچے دین شریعت سے واقف ہوں۔ نصاریٰ نے اپنا دین ایسا خراب کر لیا ہے کہ عاقل آدمی اگر ذرا بھی اپنی عقل سے کام لیوے تو اس کو یہ دین لغو معلوم ہوتا ہے۔ تین خدا کا ایک خدا اور ایک کے تین ایسی واقعی بات ہے جو کسی کے ذہن میں نہیں آتی پھر یہ کہنا کہ جو عینی خدا کے بیٹے ہیں باوجودیکہ عینی کھاتے تھے اور پیتے تھے اور جتنے تھے اور موتے تھے اس سے بھی زیادہ خلاف قیاس اور بعید از عقل ہے تو وہ دعوت کے زور سے کم عقلوں اور بے وقوفوں میں سبکی پھیلا جاتا ہے اسلام کا تو دین ایسا صاف اور کھر اور بے لوث ہے جس میں سوائے ایک سچے خدا کے بڑھنے برحق کے جس نے ہم کو اور آسمان اور زمین اور سب مخلوقات کو پیدا کیا کسی اور کی پرستش نہیں اور اس دین میں کوئی بات عقل کے خلاف نہیں جیسے اور دینوں میں پائی جاتی ہے پھر یقین ہے کہ اگر مسلمان نصاریٰ کی نسبت اپنے پیارے دین کے پھیلانے میں عشر عشر بھی کو شش کریں تو اس کا اثر نصاریٰ کی کو شش سے کہیں زیادہ ہو گا اور چونکہ اس زمانے میں لوگوں کا رجحان علم کی طرف زیادہ ہے پس اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ سب دینوں میں اسلام کو ترجیح دیں گے اور شرک و کفر کو چھوڑ کر خدا کے برحق کی توحید کے قائل ہوں گے جو سب سے اعلیٰ رکن اسلام کا ہے اب یہ دعوت مختلف طور پر ہو سکتی ہے کچھ لوگ قرآن و حدیث کا ترجمہ کافروں کی زبانوں میں کریں کچھ اسلام کی حقیقت کے دلائل کو بمقابلہ اور مذہب کے نہایت صاف طور سے لکھ کر ہر ایک قوم کے کافروں میں پھیلا دیں کچھ کافروں کی زبان سیکھ کر ان کے ملک میں جا کر زبانی پند و نصیحت اور دعوت کریں بلکہ

(۳۸۷) ☆ یہ شمع نے اس واسطے کہا کہ خراسان کی حدیث کی قدر ہو اور وہ اس کو یاد رکھے۔ سبحان اللہ اگلے لوگوں نے دین کے واسطے کیسی کیسی باتیں کو ششیں کی ہیں کہ ایک ایک حدیث سنتے کے واسطے منزلوں کا سفر اور تکلیفیں اٹھائیں۔ اللہ ان کو جزائے خیر دیوے تمام اللہ

کو دوہرا ثواب ہے اور ایک اس غلام کو جو اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے میاں کا بھی اس کو دوہرا ثواب ہے اور ایک اس شخص کو جس کے پاس ایک لونڈی ہو اچھی طرح اس کو کھلاوے اور پلاوے بعد اس کے اچھی طرح تعلیم اور تربیت کرے پر اس کو آزاد کرے اور اس سے نکاح کر لے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے۔ پھر شعبیؒ نے خراسانی سے کہا تو یہ حدیث لے لے بے محنت کئے۔ نہیں تو ایک شخص اس سے چھوٹی حدیث کے لیے مدینے تک سفر کیا کرتا تھا۔

أَجْرَانِ وَعَبْدٌ مَمْلُوكٌ أَذَى حَقِّ اللَّهِ تَعَالَى وَحَقِّ سَيِّدِهِ فَلَهُ أَجْرَانِ وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَقَدَّاهَا فَأَحْسَنَ غِذَاءَهَا ثُمَّ أَذْبَهَا فَأَحْسَنَ أَذْبَهَا ثُمَّ أَغْفَقَهَا وَتَرَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ ((ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ لِلْخُرَّاسِيِّ حَدِّثْ هَذَا الْحَدِيثَ بِغَيْرِ شَيْءٍ فَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ يَمَّا دُونَ هَذَا إِلَى الْمَدِينَةِ.

۳۸۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۸۸- عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

باب: حضرت عیسیٰؑ کے نازل ہونے اور ان کے شریعت محمدیؐ کے موافق چلنے کا بیان

بَابُ نَزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ

۳۸۹- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ قریب ہے جب اتریں گے عیسیٰؑ مریم کے بیٹے تو لوگوں میں اور حکم کریں گے موافق اس شریعت کے اور انصاف کریں گے اور توڑ ڈالیں گے

۳۸۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَكَمًا

لہ مسلمانوں کی طرف سے اس لیے کہ ان کا احسان سب مسلمانوں پر ہے۔ نووی نے کہا اس حدیث سے بڑی فضیلت نکلی اس اہل کتاب کی جو مسلمان ہو جاوے اور اس غلام کی جو خدا کے اور میاں کے دونوں کے حقوق ادا کرے اور اس شخص کی جو اپنی لونڈی کو آزاد کرے اس سے نکاح کر لے۔

(۳۸۹) ☆ نووی نے کہا حضرت عیسیٰؑ توڑ ڈالیں گے سولی کو اس سے یہ لکھا ہے کہ منکرات اور لہو لعب اور باطل کے آلات جیسے باجے اور تصادیر وغیرہ توڑ ڈالنا چاہیے اور سور کا رڈالنا بھی اسی قسم میں سے ہے اور اس میں دلیل ہے اس مذہب کی جو عقائد ہے کہ سور کو ہم جہاں پاویں اگرچہ دارالکفر میں ہو اور ہم قادر ہوں اس کے قتل پر تو قتل کریں اس کو اور یہ قول شاذ ہے کہ اس کو چھوڑ دیں۔ اور یہ جو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ موقوف کردیں گے جزیہ کو یہی صحیح معنی ہے حدیث کا یعنی اس زمانہ میں کافروں کو حکم ہو گا یا مسلمان ہوں یا قتل کے جائیں جزیہ لینا موقوف کیا جاوے گا ایسا ہی کہا ہے امام ابو سلیمان خطابیؒ نے اور قاضی عیاضؒ نے نقل کیا بعض علماء سے کہ حضرت عیسیٰؑ جزیہ مقرر کریں گے سب کافروں پر اور اسی وجہ سے مال کی زیادتی ہو گی پر یہ صحیح نہیں ہے اور تمہیک معنی وہی ہے جو خطابیؒ نے کہا اور اسی طرف گئے ہیں جمہور علماء مگر اس صورت میں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ حکم تو خلاف شریعت محمدیؐ ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ موافق شریعت محمدیؐ کے حکم کریں گے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم شریعت محمدیؐ کے خلاف نہیں ہے اس لیے جزیہ لینے کا حکم اسی وقت تک ہے جب تک حضرت عیسیٰؑ اتریں اور جب یہ امر حدیث میں مصرح ہے تو یہ حکم ہماری شریعت محمدیؐ کا ہونا نہ عیسیٰؑ علیہ السلام کا اور یہ جو فرمایا بہت دیر سے مال کو تو قتل

مُقْسِطًا فَيَكْسِبُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْجَنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجَزِيَّةَ وَيَفِيضُ النَّمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ))
سولی کو (جو نصاریٰ نے بنا رکھی ہے اور اس کی پرستش کرتے ہیں) اور مار ڈالیں گے سور کو اور موقوف کر دیں گے جزیہ کو اور بہت دیں گے مال کو یہاں تک کہ کوئی نہ لے گا اس کو۔

۳۹۰- عَنْ الزُّهْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي رَوَايَةِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ((إِمَامًا مُقْسِطًا وَحَكَمًا عَدْلًا)) وَفِي رَوَايَةِ يُونُسَ حَكَمًا عَادِلًا وَلَمْ يَذْكُرْ ((إِمَامًا مُقْسِطًا)) وَفِي حَدِيثِ صَالِحٍ حَكَمًا مُقْسِطًا كَمَا قَالَ اللَّيْثُ وَفِي حَدِيثِهِ مِنَ الزِّيَادَةِ ((حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)) ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ أَفْرَعُوا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ النَّبَاةِ.
۳۹۰- زہری سے دوسری روایتیں بھی ایسی ہی ہیں ابن عیینہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ امام ہو گئے انصاف کرنے والے اور حاکم ہو گئے عدل کرنے والے اور یونسؑ کی روایت میں ہے کہ حاکم ہو گئے عدل کرنے والے اور اس میں یہ نہیں ہے کہ امام ہو گئے انصاف کرنے والے جیسے لیث کی روایت میں ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اتنا مال بہاویں گے کہ ایک سجدہ اس زمانے میں ساری دنیا سے بہتر ہوگا پھر ابو ہریرہؓ کہتے تھے کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھو کوئی ایسا نہیں اہل کتاب میں سے جو ایمان نہ لاوے عیسیٰؑ پر ان کے مرنے سے پہلے۔

لہٰذا مطلب یہ ہے کہ عدل اور انصاف کی وجہ سے برکت بہت ہوگی اور مال بڑھ جاوے گا یا زمین اپنے خزانے نکال دے گی جیسے دوسری حدیث میں آیا ہے یا لوگوں کی رغبت مال کی طرف نہ ہوگی بوجہ قرب و قیامت کے اس وجہ سے مال بہت بڑھے گا اور اللہ خوب جانتا ہے اصل حال کو۔

(۳۹۰) ☆ یعنی لوگوں کی رغبت اس زمانے میں عبادت کی طرف زیادہ ہوگی بوجہ قرب قیامت کے اور مال سے نفرت ہوگی تو ایک سجدہ اس کے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا اور قاضی عیاضؒ نے کہا ایک سجدہ کا ثواب اس زمانے میں ساری دنیا کا مال تصدق کرنے سے زیادہ ہوگا کیونکہ مال کی اس وقت احتیاج نہ ہوگی بے سبب کثرت کے اور سجدہ سے مراد یہی ظاہری معنی ہے سجدہ کا نماز مقصود ہے یعنی عیسیٰؑ جب اتریں گے تو ان کے زمانے میں جو اہل کتاب ہو گئے وہ ایمان لاویں گے ان پر اور یقین کریں گے اپنی غلطی کا اور جائیں گے کہ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کی لوٹنی کے بیٹے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو ہریرہؓ کا مذہب یہی تھا کہ قرآن میں جو قبل موعہ کی ضمیر ہے وہ حضرت عیسیٰؑ کی طرف پھرتی ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت مفسرین کا اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ وہ ضمیر اہل کتاب کی طرف پھرتی ہے اور معنی آیت کا یہ ہے کہ کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو اپنے مرنے سے پہلے عیسیٰؑ پر ایمان نہ لاوے یعنی جان نکلنے کے وقت اس کو حق بات کھل جاتی ہے کہ میں جو عیسیٰؑ کو معاذ اللہ خدا کا بیٹا جانتا تھا یہ غلط ہے اس وقت کا ایمان فائدہ دے اس واسطے کہ وہ حالت نزع اور سکرات ہے اور ایسی حالت میں قول اور فعل کسی کا اعتبار نہیں اور ایسی حالت میں نہ اسلام صحیح ہے نہ کفر نہ حقیقت نہ حقائق نہ اور کسی قسم کا عقیدہ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں جو برائی کیا کرتے ہیں جب موت آن پڑتی ہے تو کہتے یہاں اب ہم نے توبہ کی اور یہ مذہب زیادہ ظاہر ہے کیونکہ پہلے مذہب کے موافق آیت خاص ہو جاتی ہے اس کتابی سے جو حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں ہوگا اور دوسرے مذہب کے موافق ہر ایک کتابی کے لیے عام رہتی ہے اور نوید ہے اس کی قرأت قبل موعہ کی اور بعضوں نے یہ کہا کہ یہ کی ضمیر ہمارے پیغمبر کی طرف پھرتی ہے اور موت کی کتابی کی طرف اور معنی آیت کا یہ ہے کہ ہر ایک کتابی ایمان لاوے گا ہمارے پیغمبر پر اپنے مرنے سے پہلے۔ واللہ اعلم (نووی)

۳۹۱- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم خدا کی مریمؑ کے بیٹے اتریں گے آسمان سے اور وہ حاکم ہونگے عدل کریں گے تو توڑ ڈالیں گے صلیب کو اور مار ڈالیں گے سور کو اور موقوف کر دیں گے جزیہ کو اور چھوڑ دیں گے جوان اونٹ کو۔ پھر کوئی سخت نہ کرے گا اس پر اور لوگوں کے دلوں میں سے کیت اور دشمنی اور جملن جاتی رہے گی اور بچاویں گے وہ لوگوں کو مال دینے کے لیے لیکن کوئی قبول نہ کرے گا (اس وجہ سے کہ حاجت نہ ہوگی اور مال کثرت سے ہر ایک کے پاس ہوگا)۔

۳۹۲- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیسے ہو گئے تم جب مریمؑ کا بیٹا اترے گا تم لوگوں میں اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

۳۹۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب مریمؑ کے بیٹے اتریں گے تم میں اور امامت کریں گے تمہاری۔

۳۹۴- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب مریمؑ کے بیٹے اتریں گے تم لوگوں میں پھر امامت کریں گے تمہاری تم ہی میں سے (ولید بن مسلم نے کہا) میں نے ابن ابی ذئب سے کہا مجھ سے اوزاعی نے حدیث بیان کی زہری سے

۳۹۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَاللَّهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا فَلْيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ وَلْيَقْتُلَنَّ الْخَنَازِيرَ وَلْيَضَعَنَّ الْحِجَاةَ وَلْيَتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يَسْعَى عَلَيْهَا وَلْيَذْهَبَنَّ الشُّحَاءُ وَالنَّبَاغُصُ وَالنَّحَاسُذُ وَلْيَذْهَبَنَّ إِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ))۔

۳۹۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ))۔

۳۹۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَأَمَّكُمْ))۔

۳۹۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ فَأَمَّكُمْ مِنْكُمْ)) فَقُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِنَّ

(۳۹۱) یعنی کوئی اس کی پرواہ نہ کرے گا نہ اس کی خدمت کرے گا اس وجہ سے کہ دنیا کے مال بے حد ہرے ہونگے لوگوں کو حاجت نہ ہوگی اور دوسرے قیامت قریب ہوگی لوگ جلدی جلدی اپنے عقلمندی کی فکر کریں گے۔ قاضی عیاضؒ نے اور صاحب مطالع نے کہا لا یسعی علیہا کے معنی ہیں کہ اس کی زکوٰۃ نہ لائیں گے اس وجہ سے کہ زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ ہو گا اور یہ تاویل باطل ہے کئی وجہ سے اور صواب وہی ہے جو معنی ہم نے بیان کئے۔ (نووی)

(۳۹۳) یعنی تابع ہونگے شریعت محمدیؐ کے اور حیردی کریں گے قرآن اور حدیث کی توحضرت عیسیٰؑ اگرچہ پیغمبر ہیں پر ان کی پیغمبری کا زمانہ پیغمبر کے ظہور پر ختم ہو گیا اب جو وہ دنیا میں آئیں گے تو ہمارے پیغمبر کی امت میں شریک ہو کر قرآن و حدیث کے موافق عمل کریں گے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰؑ خود مجتہد مطلق ہوں گے اور قرآن و حدیث سے احکام نکالیں گے اور کسی مجتہد کے تابع نہ ہونگے اور یہ بات بعید از عقل ہے کہ پیغمبر ایک مجتہد کا مقلد ہو اور باطل سے وہ خیال حنفیہ کا کہ عیسیٰؑ امام ابو حنیفہؒ کے مذہب پر چلیں گے بلکہ ایسے خیال میں تو بین حضرت عیسیٰؑ کی کھنچی ہے اور جن حنفیہ نے ایسا خیال کیا ہے ان کا علماء محققین نے رد کیا ہے اور خود حنفی مذہب کے علماء نے لہ

انھوں نے نافع سے انھوں نے ابو ہریرہؓ سے اس میں یہ ہے کہ امام تمہارا تم ہی میں سے ہو گا ابن ابی ذئب نے کہا تو جانتا ہے اس کا مطلب کیا ہے امامت کریں گے تمہاری تم ہی میں سے؟ میں نے کہا بلاؤ انھوں نے کہا امامت کریں گے حضرت عیسیٰؑ تمہاری تمہارے پیغمبر کی سنت سے۔

۳۹۵- جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے ہمیشہ ایک گروہ میری امت کا لڑتا رہے گا (کافروں اور منافقوں سے) حق پر قیامت کے دن تک وہ غالب رہے گا پھر عیسیٰ بن مریمؑ آئیں گے اور اس گروہ کا امام کہے گا آئیے نماز پڑھائیے (حضرت عیسیٰؑ سے کہے گا) وہ کہیں گے نہیں تم میں سے ایک دوسروں پر حاکم رہیں یہ وہ بزرگی ہے جو اللہ تعالیٰ عنایت فرمادے گا اس امت کو۔

باب بیان الزمان کا بیان جب ایمان مقبول نہ ہو گا
۳۹۶- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک آفتاب پیچھے سے نہ نکلے

الْأَوَّلُ عَمِي حَدَّثَنَا عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ((وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ)) قَالَ ابْنُ أَبِي ذئبٍ تَدْرِي مَا أَمَّكُمْ مِنْكُمْ قُلْتُ نَجِيبُنِي قَالَ فَأَمَّكُمْ بِكِتَابِ رَبِّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
۳۹۵- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا تَوَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَمِيرُهُمْ تَعَالَى صَلِّ لَنَا قِيْلَ لَا إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِيمَةً لِلَّهِ هَذِهِ الْأُمَّةُ))
بابُ بَيَانِ الزَّمَنِ الَّذِي لَا يَقْبَلُ فِيهِ الْإِيمَانُ
۳۹۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَنْطَلِعَ

لہ اس کو باطل قرار دیا ہے اسی طرح یہ قول کہ امام مہدی ابو حنیفہؒ کے مقلد ہو گئے یا حضرت خضر ابو حنیفہؒ کے شاگرد تھے یہ سب خرافات ہیں جن پر ایک دلیل بھی کتاب و سنت یا عقل سلیم سے نہیں اور تعجب ہے ان علماء سے جنھوں نے بے سمجھے ہوئے ایسی دہائی باتوں کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے اور جاہل ان باتوں پر فریفتہ ہو جاتے ہیں۔ اللہ جل جلالہ سے امید ہے کہ حضرت مہدیؑ اور حضرت عیسیٰؑ دونوں قرآن وحدیث کے پیرو اور تابع ہو گئے اور اہل حدیث کے عماد و معاون ہو گئے اور مجتہدین کے اختلافات بالکل اٹھائیں گے اور جو متصعب مقلدان کہنا نہ مانتے گے وہ دلیل و خواہ ہو گئے جو زندہ رہے گا وہ انشاء اللہ ہمارے اس کلام کی تصدیق کرے گا اور ہمارا اسلام ان دونوں حضرات کی خدمت میں پہنچا دے گا اور ہماری سعی اور کوشش ان کی دعا خیر سے آخرت میں نیک ثمرہ دکھلا دے گی اور ہمارا ہجر و سر تو بالکل ہمارے خداوند پر ہے جو ہمارا مالک ہے زندہ کی اور موت کے بعد اور ہم کو اس کی غلامی اور بندگی پر فخر ہے دنیا اور آخرت میں۔ اے ہمارے صاحب مالک، خداوند کریم ہم کو اپنی غلامی میں قبول فرما اور ہمارا دل اپنی یاد میں لگا دے اور ہم کو فنا کر دے اپنے عشق و محبت میں۔ آمین یا رب العالمین۔

(۳۹۵) ☆ کہتے ہوئے پیغمبر روح اللہ مسلمانوں کے امام کی اطاعت قبول فرمائیں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے سبحان اللہ حضرت عیسیٰؑ ہمارے پیغمبر کی پیروی کریں گے ہمارے پیغمبر نے بھی ایک بار عبدالرحمن بن عوفؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے دوسرے یہ کہ اس زمانے کے امام مہدیؑ ہو گئے جو قائم مقام ہو گئے رسول اللہؐ کے اور بڑی فضیلت اور بزرگی والے ہو گئے۔ (راضی ہو اللہ ان سے)

(۳۹۶) ☆ اس لیے کہ خدا تو اس ایمان کو منظور کرتا ہے جو غیب پر ہو اور جب نشانیاں کھل گئیں اور قیامت آئی اس وقت تو کا فر غر

الْمُشْمَسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ مِنْ مَغْرِبِهَا آمَنَ النَّاسُ كُلُّهُمْ أَلْحَمُّهُمْ قِيَوْمَئِذٍ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا

تک اور مومن سب ہی کو خدا پر یقین ہو جائے گا۔ قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے اہل حدیث اور فقہاء اور متکلمین اہلسنت کے نزدیک مگر باطنیہ نے (باطنیہ ایک فرقہ ہے صوفیہ میں ہے جو ساری آیتوں اور حدیثوں کو ظاہری معنی سے پھیر کر ایک دوسرا ہی معنی نکالتے ہیں اور مخالف ہے صحابہ اور تابعین اور ائمہ دین کا اور یہ فرقہ چھوٹا ہے پھر یہ فحشی اور دہری جیسوں کا) اس میں تاویل کی ہے۔ اچھا۔

مترجم کہتا ہے کہ میں نے اہل باطن کی تاویلات پر ایک مدت تک غور کیا اور ان کے علل اور اسباب کو دیکھا تو اکثر تاویلات کرنے والوں کے لیے مفید نہ ہوئیں بلکہ جو قباح انھوں نے اپنے سوء فہم سے ظاہری معنی میں خیال کئے تھے اس سے وہ چند زیادہ فاسد تاویل معنی میں پیدا ہو گئے باوجود اس کے وہ لوگ اپنی تاویل ہی پر اڑے رہے اور یہ ایک وسوسہ ہے شیطان کا خدا اس سے پناہ میں رکھے۔ اسی قسم کی بے تاویل استواء کے ساتھ استواء کے اور تاویل نزول کے ساتھ نزول رحمت کے اور تاویل مسیح اور نصرہ وغیرہ صفات اللہ کی اور بعض تاویلات ایسی دیکھیں کہ ان میں علت تاویل موافق عقیدہ صاحب تاویل کے معلوم نہیں ہوتی۔ اب اس تاویل کا کرنا وہ دجہ سے خالی نہیں یا تو وہ حقیقت اس عقیدہ پر نہیں جس کو وہ ظاہر کرتا ہے بلکہ وہ عقیدہ اپنے تئیں دلیل اور رسالہ کرنے کے لیے یا اس آفت سے بچنے کے لیے اس نے صرف زبان سے اپنی طرف منسوب کیا یا یہ وہ دوست حرافت اور سفہات میں مبتلا ہے کہ تاویل ضروری نہ ہونے کی صورت میں بھی تاویل کرتا ہے۔

اس حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک آفتاب بجھنے سے نہ نکلے تو اہل سنت نے اس کو اپنے ظاہری معنی پر محمول کیا ہے کیونکہ آفتاب کا بجھنا بحال ہے نہ خلاف عقل نہ خداوند کریم کی قدرت کاملہ سے کچھ بعید ہے اس لیے کہ جس نے زمین کو مغرب سے مشرق کی طرف متحرک رکھا وہ دنیا کے ختم کرتے وقت اگر اس کو مشرق سے مغرب کی طرف کر دیوے تو کیا مشکل ہے۔ اب باطنیہ نے جو اس حدیث میں تاویل کی تو وہ حال سے خالی نہیں پایا کہ وہ باطنیہ ہیں جو حقیقت دہری اور طبعی اور نہجی اور خداوند کریم کے انکار کرنے والے ہیں اس صورت میں تو اہل سنت تاویل کی ضرورت ہے پر جو معاذ اللہ اس قسم کا بد اعتقاد ہو کہ خداوند کریم یا اس کی صفات کاملہ جیسے علم اور قدرت وغیرہ کا منکر ہو تو اس کی ضرورت ہی کیا ہے کہ پہلے قرآن اور حدیث کو تسلیم کر لے اور بعد اس کے تاویل کے درپے ہو اس کے نزدیک تو دین اور ملت کوئی چیز ہی نہیں اور اس نے تو جڑ کاٹ دی (معاذ اللہ) خدا کی پھر ایسے لوگوں سے جب آیات یا حدیث میں تاویلات مسوع ہوتی ہیں تو اور زیادہ انکی حمایت اور تائید کا ثبوت ہوتا ہے۔ اسی قبیل سے ہے وہ جو بعض باطنیہ اہل الحاد نے ہمارے زمانے میں معجزات اور وحی اور شروء وغیرہ میں تاویل کی ہے اور فرشتوں اور شیائیں اور جنوں کا انکار کیا ہے یا وہ باطنیہ ہیں جو خداوند کریم اور اس کی صفات کاملہ اور اصول دین کے قائل اور متصرف ہیں پھر ایسے لوگوں کو کون سی ضرورت آن پڑی ہے جو اس حدیث میں تاویل کریں اور یہ امر یعنی آفتاب کا بجھنا سے لگنا یا ایسی جیسے آفتاب کا پورے سے نکلنے میں کسی قسم کا استبعاد نہیں اسی طرح سے بجھنے سے نکلنے میں بھی کوئی استبعاد نہیں اور پورے اور بجھنے اور شمال اور جنوب ہے چاروں جہتیں اعتباری ہیں اور ہر ایک ملک اور قطعہ زمین کے لحاظ سے ان میں تبدل اور تغیر ہوتا رہتا ہے۔ عرض تمہیں میں نہ مشرق ہے نہ مغرب بلکہ آفتاب چھ مہینے تک افق کے قریب اس کے اوپر رہتا ہے اور چھ مہینے تک اس کے نیچے۔ علاوہ اس کے طلوع اور غروب آفتاب کو اگر موافق قواعد فلسفہ قدیم کے دیکھیں تو زمین کے ایک ذرا سی حرکت غیر معمولی ہے جو شائے عالم کے وقت قیاس سے بعید نہیں نقطہ مشرق مغرب اور نقطہ مغرب مشرق ہو سکتا ہے اور اگر موافق فلسفہ جدید کے دیکھیں تو زمین کی حرکت ذاتی جو اپنے محور پر ہے اور حرکت مدار کی جو گرد آفتاب کے ہے دونوں معلول ہیں جذب اور کشش آفتاب اور ثقل ذاتی زمین کی پھر جب حق

دے گا اس شخص کو جو پہلے ایمان نہیں لایا یا اس نے ایمان کے ساتھ نیکی نہیں کی۔

۳۹۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۹۸- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین باتیں جب ظاہر ہو جائیں تو اس وقت کسی کو ایمان لانے سے فائدہ نہ ہو گا اس کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا تک کام نہیں کیا ایک تو لکھا آفتاب کا چدر سے ڈوتا ہے دوسرے دجال کا لکنا تیسرے دلیہ الارض کا لکنا۔

۳۹۹- ابو ذرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے ایک دن فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ انھوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ خوب جانتا ہے فرمایا یہ چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر عرش کے تلے آتا ہے وہاں سجدہ میں گر جاتا ہے (اس سجدہ کا مفہوم اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے) پھر اسی حال میں رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو حکم ہو جاتا ہے اٹھ جا اور جا جہاں سے آیا ہے وہ لوٹ آتا ہے اور اپنے ٹھکانے کی جگہ سے نکلتا ہے

إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا.

۳۹۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ لُعْلَاءَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۹۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((فَلَا تِ إِذَا خَرَجْنَا نَبْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيْمَانِهَا خَيْرًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالْدَّجَانُ وَذَابَةُ الْأَرْضِ)).

۳۹۹- عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا ((أَتَذَرُونَ أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ الشَّمْسُ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ قَالَ إِنَّ هَذِهِ تَخْرِي حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَخَيْرٌ سَاجِدَةً فَلَا تَرَايَ كَذَلِكَ حَتَّى يَقَالَ لَهَا ارْقُعي أَرْضِعي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَرَجِعْ فَتَصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَخْرِي

ظہر دنے عالم کے قریب اس نظام شمسی کے تمام سیڑوں اور حالتوں میں تغیر پیدا ہو تو بدلنا نقطہ مشرق اور مغرب کا کیا بعید ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر نظام شمسی اپنی حالت پر باقی رہے تب بھی حرکت ذاتی زمین کی دونوں طرف سے جائز اور قریب ہے جیسے ایک گولی کو اوپر سے اوپر پھر ادیں یا اوپر سے اوپر وہرہر حالت میں اپنے محور پر پھرے گی اور یہ کچھ بعید از عقل نہیں۔

(۳۹۸) یعنی زمین میں سے ایک جانور پیدا ہو گا جو مومنوں اور کافروں میں تیز کر دے گا۔

(۳۹۹) ☆ ظاہر حدیث سے تائید ہوتی ہے فلسفہ قدیم کے خیال کی کہ زمین ساکن ہے اور آفتاب حرکت کرتا ہے مگر در حقیقت ایسا نہیں کیونکہ مراد یہاں آفتاب کے جانے سے روزمرہ کا طلوع اور غروب نہیں جو زمین کی حرکت سے پیدا ہوتا ہے بلکہ مقصود وہ حرکت ہے آفتاب کی جو اس کے منازل میں ہے جیسے کہ کسی سے منقول ہے اور قنادہ اور مقامات نے کہا کہ آفتاب چلا جا رہا ہے ایک میدان معین تک۔ واحدی نے کہا پھر اس کا ٹھہرنا ایسا وقت ہو گا جب دنیا ختم ہوگی پر اس صورت میں حدیث کا مطلب خوب ذہن نشین نہیں ہوتا کیونکہ حدیث سے ہر روز تحت العرش جانا اور سجدہ کرنا ہوتا ہے۔ نوٹ کیے کہ ایک جماعت مفسرین ظاہر حدیث کی طرف گئی ہے۔ واحدی نے کہا اس صورت میں ہر روز جب آفتاب ڈوتا ہے تو تحت العرش ٹھہر جاتا ہے یہاں تک کہ وہ طلوع کرے گا مغرب سے مگر اس میں یہ اشکال ہے کہ آفتاب کا غروب تو ظہر

پھر چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر عرش تلے آتا ہے اور سجدہ کرتا ہے پھر اسی حال میں رہتا ہے یہاں تک کہ اس سے کہا جاتا ہے اونچا ہو جاو رلوٹ جا جہاں سے آیا ہے وہ نکلتا ہے اپنے نکلنے کی جگہ سے پھر چلتا ہے اسی طرح ایک بار اسی طرح چلے گا اور لوگوں کو کوئی فرق اس کی چال میں معلوم نہ ہوگا یہاں تک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر آوے گا عرش کے تلے اس وقت اس سے کہا جاوے گا اونچا ہو جاو رلوٹ جا بجگم کی طرف سے۔ جدھر تو ڈوبتا ہے وہ نکلے گا بجگم کی طرف سے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم جانئے ہو یہ کب ہوگا (یعنی آفتاب کا بجگم کی طرف سے نکلنا)؟ یہ اس وقت ہوگا جب کسی کو ایمان لانا فائدہ نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے نیک کام نہ کئے ہوں اپنے ایمان میں۔

۳۰۰- ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ باقی حدیث وہی ہے۔

۳۰۱- ابو ذر سے روایت ہے میں مسجد میں گیا اور رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے جب آفتاب ڈوب گیا تو آپ نے فرمایا اے ابو ذر! تو جانتا ہے یہ آفتاب کہاں جاتا ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ جاتا ہے اور اجازت مانگتا ہے سجدے کی پھر اس کو اجازت ملتی ہے ایک بار اس سے کہا جاوے گا لوٹ جا جہاں سے آیا ہے تو وہ نکل آوے گا مغرب کی طرف سے۔ پھر عبد اللہ کی قرات کے موافق یوں پڑھا وذلک مستقر لہا یعنی وہ مقام ٹھہرنے کا ہے آفتاب کے۔

حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَجُورُ سَاجِدَةً وَلَا تَزَالُ كَذَلِكَ حَتَّى يَقَالَ لَهَا ارْتَفِعِي ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعِ فَتُصْبِحُ طَائِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَخْرُجُ لَا يَسْتَكْبِرُ النَّاسُ مِنْهَا شَيْئًا حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى مُسْتَقَرِّهَا ذَلِكَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَيَقَالَ لَهَا ارْتَفِعِي أَصْبِحِي طَائِعَةً مِنْ مَغْرِبِكَ فَتُصْبِحُ طَائِعَةً مِنْ مَغْرِبِهَا ((فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) (أَتَذَرُونَنِي ذَاكُمُ) ((ذَاكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا))

۴۰۰- عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا ((أَتَذَرُونَنِي تَذْهَبُ هَذِهِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ مَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُثَيْمٍ))

۴۰۱- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ ((يَا أَبَا ذَرٍّ هَلْ تَذَرِي أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ)) قَالَ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلُمُ قَالَ ((فَإِنَّمَا تَذْهَبُ فَتَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُودِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَأَنَّمَا قَدْ قِيلَ لَهَا ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا)) قَالَ ثُمَّ قَرَأَ فِي قِرَاءَةِ عَبْدِ اللَّهِ وَذَلِكَ مُسْتَقَرُّ لَهَا

تو ہر ساعت اور ہر لمحہ جاری ہے اس لیے کہ زمین بھل کر رہ ہے اور اس کے اطراف اور جواب کے رہنے والوں کے لحاظ سے ہر ایک اپنی مختلف ہیں۔ پھر غروب ہوتا ہے ایک قوم پر اور طلوع ہوتا ہے دوسری قوم پر اور ایک جگہ غروب ہوتا ہے اور دوسری جگہ نہیں ہوتا اور اگر اسی سے حقیقی مراد ہو جس کی وجہ سے زمین کے برابر دو حصے ہو جاتے ہیں ایک فوکانی اور ایک تھمالی تو یہ اشکال رتبہ ہو جاوے گا۔ واللہ اعلم بمراد رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۳۰۲- ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس آیت کو آفتاب چلا جا رہا ہے اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر جانے کے لیے۔ آپ نے فرمایا اس کے ٹھہرنے کی جگہ عرش کے تلے ہے۔

۴۰۲- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَالشَّمْسُ تَحْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا قَالَ ((مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ))

بَابُ بَدْءِ الْوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۰۳- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْهُ مِثْلَ فَقَبٍ فَقَبِ الصُّبْحِ ثُمَّ حَبَّ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَحَلُّو بِغَارِ جِرَاءِ يَتَحَنَّنُ فِيهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِي أَوَّلَاتِ الْعَدُوِّ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَوَدَّدَ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى

باب: اس بات کا بیان کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی (یعنی اللہ کا پیام) اترنا کیونکر شروع ہوا

۳۰۳- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے انھوں نے کہا پہلے پہل جو وحی رسول اللہ ﷺ پر شروع ہوئی وہ یہ تھی کہ آپ کا خواب سچا ہونے لگا تو آپ جب کوئی خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح نمودار ہوتا پھر آپ کو تنہائی کا شوق ہوا۔ آپ حرا کے غار میں اکیلے تشریف رکھتے وہاں عبادت کیا کرتے کئی راتوں تک اور گھر میں نہ آتے اپنا توشہ ساتھ لے جاتے۔ پھر حضرت ام المومنین خدیجہ کے پاس لوٹ کر آتے وہ اور توٹ اتنا ہی تیار کر دیتیں یہاں تک کہ اچانک آپ پر وحی اتری اور آپ کو وحی کی توقع نہ تھی۔

(۳۰۲) ☆ یہ آفتاب کا چلا جانا ایک فضا میں جو بے حد وسیع ہے اور جس کی مقدار کو سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا فلسفہ جدید کے موافق ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ آفتاب جو ہمارے نظام کا مرکز ہے مجھے سب سیاروں کے ایک حرکت تدبیر ہی کر رہا ہے ایک نقطے کی طرف جس کے بعد کو سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور جب یہ حرکت ختم ہوگی تو ضرور ایک انقلاب عظیم اس نظام شمسی میں واقع ہو گا اور شاید وہی انقلاب لسان شرع میں قیامت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۳۰۳) ☆ یعنی اس کی تعبیر بھی ہوتی صاف اور کھلی کھلی کسی قسم کا شبہ اس میں نہ رہتا۔ علماء نے کہا ہے کہ یہ حالت چھ مہینے تک رہی نبوت سے پہلے اس کے بعد ملائکہ حضرت جبریل آپ کے پاس تشریف لائے اور عہد اس میں یہ تھا کہ اگر دفعہ پہلے ہی سے حضرت جبریل آپ کے پاس آجاتے تو شاید آپ گھبرا جاتے اور بشریت کی وجہ سے اچانک نبوت کا بار اٹھ نہ سکتا یہ حدیث صحابہ کے مراحل میں سے ہے کیونکہ حضرت عائشہ کی عمر اتنی نہ تھی کہ انھوں نے خود یہ قصہ دیکھا ہو بلکہ ضرور خود رسول اللہ ﷺ کی صحابی سے سنا ہو گا اور صحابی کی منزل روایت باقی علماء جنت سے اور نہیں خلاف کیا اس میں کسی نے سوا ابواسحاق اسرار ہی کے۔ آپ کو تنہائی کا شوق وہاں یعنی خلوت اور عزالت کا اور یہ وہ امر ہے جو مدار ہے انسانی ترقیاتی کا اور توحید ہے ہر ایک دلی اور نبی اور صالح اور حکیم اور فیلسوف کا کوئی شخص دنیا میں اعلیٰ درجہ کا نہیں گزرا جس نے خلوت اور عزالت کو اختیار نہ کیا ہو اور ایک مدت تک تنہا رہ کر فکر اور مراقبہ نہ کیا ہو اور درجہ اس کی یہ ہے کہ تنہائی میں فکر خوب ہو تا ہے کیونکہ دل خالی ہوتا ہے مشاغل سے تو اس کو موقع ملتا ہے ایک مطلب کی طرف بخوبی متوجہ ہونے اور مبتدی کی حالت استغراق پیدا کرنے کے لیے اول تنہائی ضروری ہے پھر جب یہ قوت حاصل ہو جاتی ہے اور اس کو ملکہ ہو جاتا ہے تو تنہائی کی ضرورت نہیں رہتی وہ لوگوں میں بیٹھ کر بھی

حَدِیثَہٗ فَبَزَزُوْهُ لِبَعْلِهَا حَتّٰی فَجَعَلَهُ الْخَبْثُ وَهُوَ
فِی غَارٍ جَبَرَّاهُ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ قَالَ
((مَا اَنَا بِقَارِئٍ)) قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ
حَتّٰی بَلَغَ مِنِّي الْهَجْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَأْ
قَالَ قُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ
الثَّانِیَۃَ حَتّٰی بَلَغَ مِنِّي الْهَجْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ
اقْرَأْ فَقُلْتُ ((مَا اَنَا بِقَارِئٍ)) فَاَخَذَنِيْ
فَغَطَّنِيْ الثَّالِثَۃَ حَتّٰی بَلَغَ مِنِّي الْهَجْدَ ثُمَّ

لہ ایک ہی مطلب کی طرف اپنے دل کو پوری طرح لگا سکا ہے اسی لیے بعد از نبوت کے ہمارے پیغمبرؐ کو تنہائی کی ضرورت نہ تھی۔ حری یا حرام
بکسر ہائے طے ایک پہاڑ ہے کہ سے تین میل پر جو شخص مکہ سے منیٰ کو جائے تو یا مکہ یا تاحہ پر پڑتا ہے اب وہاں ایک قبہ بنا ہوا ہے اور اس پہاڑ کو
جبل اور کہتے ہیں یعنی خوب ہی دبوچا زور سے اور ظاہر ہے کہ حضرت تھک گئے ہو گئے کیونکہ فرشتوں کو خداوند تعالیٰ نے بہت طاقت دی ہے
اور وہ تھکتے نہیں۔ علماء نے اختلاف کیا ہے کہ یہ فرشتہ کون تھا اکثر یہ کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل تھے کیونکہ وہی کلام انجی کے سپرد ہے اور
بعضوں نے کہا اس اہل تھے اور یہ جو حضرت نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں اس سے یہ فرض ہے کہ میں نے کوئی کتاب نہیں پڑھی یا میں ابھی
طرح پڑھ نہیں سکتا کیونکہ اسی ہوا دوسرے کے پڑھانے سے پڑھنے کا مانع نہیں اور بعضوں نے کہا کہ اس فرشتے نے ایک صحیفہ حریہ کا آپ کے
تاجہ میں دیا تھا جب آپ نے یہ فرمایا۔ اس دبوچنے سے یہ مقصود تھا کہ نور مکی آنحضرتؐ کے تمام جسم شریف میں سرایت کرے اور آپ کا دل
خوب متوجہ ہو اور اسی وجہ سے بار بار یہ امر کیا اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ سب سے پہلے جو سورت قرآن کی اتاری وہ یہی سورت ہے اور
یہی صحیح ہے اور اتفاق ہے اس پر جمہور سلف اور خلف کا اور بعضوں نے کہا کہ سب سے پہلے سورہہ تراویٰ ہے پر وہ قول صحیح نہیں ہے اور بعضوں
نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ بسم اللہ سورہہ کا زور نہیں کیونکہ یہاں بسم اللہ کو ذکر نہیں کیا اس کا جواب یہ ہے کہ شاید بسم اللہ بعد کو اتاری ہو
جیسے باقی سورہہ بعد کو اتاری۔ (نوری)

قاضی عیاضؒ نے کہا یہ فرمایا آپ کا اس وجہ سے نہ تھا کہ آپ کو شک تھا اللہ کے پیغام میں بلکہ آپ ڈرے کہ شاید اتنا بڑا ہوجھ آپ
سے نہ اٹھ سکے اور چان نکل جائے کیونکہ وہی کی تخی سے بہت مشتق ہوتی ہے یا یہ خیال اس وقت تک ہو جب تک خواب میں نبوت کی بشارتیں
ہوئیں اور فرشتے کی آواز آپ نے سنی پر اس سے ملاقات نہیں کی تو آپ کو خوف ہوا شیطان کا جب فرشتے سے ملاقات ہو گئی اس وقت تو کسی
طرح کا شک نہیں ہو سکتا اور نہ شیطان کے تلے کا زور ہو سکتا ہے۔ نوٹی نے کہا دوسری تاویل ضعیف ہے کیونکہ حدیث سے صاف معلوم ہوتا
ہے کہ آپ نے یہ فرشتے کی ملاقات کے بعد فرمایا کچھ آفتیں کہیں اس لیے کہ جو آفتیں ناحق کی وجہ سے آئیں جیسے کوئی فضول عریضی سے مفلس
ہو جائے یا ظلم کرے اور بلا میں پھنس جائے تو اس کی مدد کرنا ضروری نہیں۔ سبحان اللہ بی بی ہو تو ایسی جیسے حضرت خدیجہ کبریٰؓ تھیں جو اپنے
خاوند کو مصیبت کے وقت میں تسلی اور تسفی دے اور ہر ایک معاملہ میں صلاح نیک دے۔ حضرت خدیجہ کی تعلیمی اور دانائی اور لیاقت
اور استعداد کے ثبوت کے لیے صرف یہی ایک حدیث کافی ہے مطلب ان کی گفتگو کا یہ ہے کہ آپ کے اخلاق اور عادات اور خصال کو نہایت
عمدہ ہیں جن کی وجہ سے خدا بھی آپ سے خوش ہے اور خلق خدا بھی راضی ہے پھر آپ پر آفت آنا عقل کے خلاف ہے۔ ظاہر ہے کہ

آدمی کو خون کی پتلی سے۔ پڑھ اور تیرا مالک بڑی عزت والا ہے جس نے سکھایا قلم سے سکھایا آدمی کو وہ جو نہیں جانتا تھا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ لوٹے اور آپ کے مونہ سے اور گردن کے پیچ کا گوشت پڑک رہا تھا (ڈر اور خوف سے چونکہ یہ وحی کا پہلا مرحلہ تھا اور آپ کو عادت نہ تھی اس واسطے بیت چھا گئی یہاں تک کہ بچپنے حضرت خدیجہ کے پاس اور آپ نے فرمایا مجھے ڈھانپ دو (کپڑوں سے) انھوں نے ڈھانپ دیا یہاں تک کہ آپ کا ڈر جاتا رہا اس وقت اپنی بی بی خدیجہ سے فرمایا اے خدیجہ مجھے کیا ہو گیا اور سب حال بیان کیا کہا مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ خدیجہ نے کہا ہرگز نہیں آپ خوش ہو جائے قسم اللہ کی اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا یا کبھی رنجیدہ نہ کرے گا۔ آپ اللہ کی قسم تاتے کو

أَرْسَلَنِي فَقَالَ أَفْرَأُ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ أَفْرَأُ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ ((زَمَلُونِي زَمَلُونِي)) فَوَسَّوْهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوَغُ ثُمَّ قَالَ لِحَدِيجَةَ ((أَيُّ خَدِيجَةَ مَا لِي)) وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ قَالَ ((لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي)) قَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ كَلَّا أَتَشِيرُ فَوَاللَّهِ لَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا وَاللَّهِ إِنَّا لَنُصَلِّى الرِّجْمَ وَتَصُدِّقُ الْحَدِيثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ

تھ کہ ہماری شریعت میں اور نیز آگلی شریعتوں میں جب غور و خوض کرو تو معلوم ہو تا ہے کہ گناہ دو قسم کے ہیں ایک قسم تو وہ جو خلق سے تعلق نہیں رکھتے صرف خدا سے تعلق رکھتے ہیں جیسے شرک کرنا کفر کا اعتقاد رکھنا دوسرے وہ جو خلق سے تعلق رکھتے ہیں جن کی وجہ سے خدا کی مخلوق کو تکلیف ہوتی ہے رنج پہنچتا ہے تقریباً اکثر گناہ سارے اسی قسم کے ہیں جیسے زنا اور چوری اور ظلم اور سود خواری، فحشیت اور حسد اور فحاشی، بخلی غیر ہرچیز جو شخص دو قسم کے گناہوں سے پرہیز کرے اور باوجود اس کے وہ تنکیاں کرے تاہو جن سے خدا خوش ہو تا ہے اور خدا کی مخلوق بھی خوش ہوتی ہو وہ کہہ کر کہ وہ صیبت میں پہنچنے اس کی تو روز بروز خوشی برپا ہوتی جائے گی اور وہ ہمیشہ اپنے اعمال کے اثر سے اور ان کے تصور سے پھولا ہو گا سن بنا رہا ہے۔ خود حقیقت ہر ایک گناہ ایک رنج ہے جو انسان کی زندگی کو خراب کر دیتا ہے اور عیش کو کر کر اور تنگی بنا دیتا ہے اسی واسطے تمام شریعتوں نے بلا تعلق گناہ سے منع کیا ہے مثلاً جو شخص بخلی کرے گا اور اپنے جورو، بچوں اور تاتے والوں دو قسموں کے حق اچھی طرح ادا نہ کرے گا تو سب کے سب اس کے دشمن بن جائیں گے اور جہاں تک ہو سکے گا اس کے جان اور مال کو نقصان پہنچائیں گے۔ جو شخص حسد کرے گا وہ اپنے ہاتھ سے اپنے تئیں نقصان پہنچائے گا جو ظلم کرے گا لوگ اس کے دشمن ہو کر اس سے بد لیں گے اسی طرح سارے گناہوں کا حال ہے کہ انہماں ان کا گناہ اور رنج ہے پھر جو شخص گناہ کو لذت سمجھ کر بیٹھتا ہے وہ انجام میں اور ہار میں بن نہیں ہے۔ اگر وہ خوب فکر کرے تو اس کو یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ یہ گمراہی ہمہ کی لذت اس بے انتہا تکلیف کے سامنے جو آئے آتے والی ہے کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ ذکاوت جو ایک آدمہ لطف لذت ہوتی ہے اس کی کیا بساط معاذ اللہ ان آفتوں کے سامنے جو زندگی کرنے والے کو آگے چل کر پیش آتی ہیں۔ کوئی شریف آدمی اس کے آنے کا اپنے گھر میں روادار نہیں ہو تا کوئی اس کے عہدے رہنے کو پسند نہیں کرتا۔ جس سے زنا کیا اس عورت کا اگر شوہر ہے تو وہ اس کے خون کا پیاسا بن جاتا ہے اور جب موقع پاتا ہے اس کو قتل کر تا ہے اور جو شوہر نہیں تو اس کے اور عزیز اور اقارب تاتے اور رشتے والے دشمن ہوتے ہیں اس کے مارنے کی فکر میں رہتے ہیں اور اگر فرض کریں کہ وہ عورت خود زانیہ ہو اور اس سے تاتے رشتے والے ہی نہ ہوں یا یوں پر برا نہ نہیں جب بھی یہ نقصان ہے کہ اس شخص کو زنا کی عادت پڑ جاتی ہے پھر ہر ایک عورت سے اس فعل کے کرنے پر مستعد ہوتا ہے اور نقصان پاتا ہے دوسرے اس کی بی بی اور بی بی کے عزیز و اقارب سب اس کے دشمن بن جاتے ہیں اور اکثر ایسے بد کردار خاندان اپنی بی بی کے

جوڑتے ہیں بچ بولتے ہیں بوجھ اٹھاتے ہیں (یعنی عیال اور اطفال اور یتیم اور مسکین کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں ان کا بار اٹھاتے ہیں) اور نادار کے لیے کمائی کرتے ہیں اور خاطر داری کرتے ہیں مہمان کی اور بھی آفتوں میں (جیسے کوئی قرضدار ہو گیا یا مفلس ہو گیا اور کوئی تباہی آئی) مدد کرتے ہو لوگوں کی پھر خدیجہ آپ کو وردہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور وہ خدیجہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ کیونکہ وردہ، نوفل کے بیٹے تھے اور نوفل اسد کے اور خدیجہ خویلد کی بیٹی تھیں اور خویلد اسد کے بیٹے تھے تو وردہ اور خدیجہ کے باپ بھائی بھائی تھے) اور جاہلیت کے زمانے میں وہ نصرانی ہو گئے تھے اور عربی لکھتا جانتے تھے تو انجیل کو عربی میں لکھتے تھے جتنا اللہ کو منظور تھا اور بہت بوڑھے تھے ان کی بیٹی بنی جاتی رہی تھی (بڑھاپے کی وجہ سے)۔ خدیجہ نے ان سے کہا اے چچا! (وہ چچا کے بیٹے تھے پر بزرگی کے لیے ان کو چچا کہا اور ایک روایت میں چچا کے بیٹے ہیں) اپنے بھتیجے کی سنو وردہ نے کہا اے بھتیجے میرے! تم کیا دیکھتے ہو؟ رسول

وَتَكْسِبُ الْمَعْلُومَ وَتَقْرِي الصَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَاطْلَقَتْ بِهٖ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهٖ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلٍ بْنِ أَسَدٍ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ أُخِيَّ أَبُيْهَا وَكَانَ أَمْرًا تَصَرَّ فِي الْفَاحِشِيَّةِ وَكَانَ يَكْتَسِبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ وَيَكْتَسِبُ مِنَ الْإِنجِيلِ بِالْعَرَبِيَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتَسِبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ أَيُّ عَمِّ اسْتَعْمِ مِنْ ابْنِ أُخِيكَ قَالَ وَرَقَةُ بْنُ نَوْفَلٍ يَا ابْنَ أُخِي مَاذَا تَرَى فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ مَا رَأَاهُ فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ هَذَا السَّامُوسُ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا لَيْتَنِي فِيهَا حَذَعًا يَا لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا حِينَ يُخْرِجُكَ فَوَيْلٌكَ قَالَ رَسُولُ

اللہ ہاتھوں جان دیتے ہیں اور اگر یہ بھی نہ ہو تو زانیہ عورتوں کے ساتھ برا کام کرنے سے انسان کو طرح طرح کی بیماریاں جیسے آنفک، سوزاک، جذام وغیرہ امراض خبیثہ لاحق ہوتے ہیں جن کا اثر کثرتِ پشت تک اولاد میں بھی چلا جاتا ہے اور جس کو یہ بیماریاں لاحق ہوتی ہیں اس کی تو زندگی سے موت بہتر معلوم ہوتی ہے۔ معاذ اللہ ایک آن کے مزے کے لیے جو حلال طور سے بھی ممکن ہے ساری عمر کے لیے ایسی سخت تکلیف اٹھانا عاقل کلام نہیں۔ اب اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ گناہ سے بچنے کا فائدہ صرف دنیا کی زندگی ہی میں ہے نہیں بلکہ آخرت کے فائدے سے اس کے سوا ہیں اور جو بیان اوپر ہم نے کیا اس وجہ سے یہ غرض ہے کہ بعض لوگ جن کی پوری سمجھ نہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ گناہوں سے بچنا دنیا میں کوئی مفید نہیں بلکہ اس میں صرف آخرت ہی کا فائدہ ہے حالانکہ یہ خیال نری حماقت اور سفاهت کا خیال ہے شریعت اور مذہب پر چلنا اور بری باتوں سے بچنا اور نیک کاموں کو کرنا دنیا اور آخرت دونوں کو درست کرتا ہے اور جیسے مذہب اور شریعت پر چلنے سے انسان آخرت کے عذابوں سے بچے گا ویسے ہی دنیا کی آفتوں و نجس سے بھی محفوظ رہے گا اگر کوئی یہ کہے کہ دنیا میں اچھے آدمیوں پر بھی بڑی بڑی مصیبتیں اور تکلیفیں ہوتی ہیں اور بہت بدکاروں نے ساری عمر چین اڑایا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ چین اور مصیبت ظاہر جنوں کی نظر میں ہے درحقیقت بدکاروں کو کوئی چین نہیں ہے اور نیکیوں کو کوئی رنج نہیں۔ نیک شخص پر کیسے ہی آفت آئے پر اس کا دل اپنی بے قصوری اور پاکیزگی کا تصور کر کے خوش ہے اور انجام اس آفت کا راحت ہے اور بدکار کا دل ہر وقت قلق میں ہے کیسے ہی عیش کے سامان اس کے پاس تیار ہوں پر جب دل میں اطمینان اور سکون نہیں، گناہوں کی فکر، مافضہ کا خوف لگا ہے تو یہ سامان سچ ہے۔ ہذا ما الھمنی ربی عزوجل والحمد للہ صحیح بخاری میں ہے کہ عبرانی لکھتا جانتے تھے اور انجیل کو عبرانی میں لکھتا جانتے تھے اور انجیل کو عبرانی میں لکھتے تھے۔ نو دنی نے کہا دونوں صحیح ہیں اور حاصل یہ ہے کہ

اللہ ﷻ نے جو کچھ کیفیت دیکھی تھی سب بیان کی۔ ورقہ نے کہا یہ تو وہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ پر اتاری تھی کاش میں اس زمانہ میں جوان ہوتا کاش میں زندہ رہتا اس وقت تک جب تمہاری قوم تم کو نکال دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا ہاں جب کوئی شخص دنیا میں وہ لے کر آیا جس کو تم لائے ہو (یعنی شریعت اور دین) تو لوگ اس کے دشمن ہو گئے اور جو میں اس دن کو پاؤں گا تو اچھی طرح تمہاری مدد کروں گا۔

۴۰۴- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں اتنا فرق ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا قسم اللہ کی اللہ تم کو کبھی رنجیدہ نہ کرے گا (اور اگلی روایت میں یوں تھا رسوا نہ کرے گا) اور خدیجہ نے کہا ورقہ سے کہا اے چچا کے بیٹے سن اپنے بھتیجے کی بات (اور اگلی روایت میں یوں تھا اے چچا! سن اپنے بھتیجے کی بات)۔

۴۰۵- اس روایت میں یوں ہے کہ آپ لوٹے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف اور آپ کا دل کانپ رہا تھا اور اس میں یہ ذکر نہیں کہ سب سے پہلے جو وحی آپ پر شروع ہوئی وہ سچا خواب تھا اور پہلی روایت کی طرح اس میں یہ ہے کہ قسم اللہ کی اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ورقہ سے کہا کہ اے چچا کے بیٹے سن اپنے بھتیجے کی۔

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَوْ مُخْرِجِي هُمْ)) قَالَ رَزَقَهُ نَعْمَ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمَا جِئْتُ بِهِ إِلَّا عُودِي وَإِنْ يُدْرِكُنِي يَوْمُكَ أَنْصُرَكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا.

۴۰۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بَدَأَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ وَسَاقِ الْحَدِيثِ بِبَيْتِ حَدِيثِ يُؤْنَسُ غَيْرُ أَنَّهُ قَالَ قَوْلَهُ لَا يُخْزِنُكَ اللَّهُ أَبَدًا وَقَالَ قَالَتْ حَدِيثُهُ أَيُّ ابْنِ عَمٍّ اسْتَعَى مِنْ ابْنِ أُحَيْك.

۴۰۵- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَ إِلَى حَدِيثِهِ يَرْجِفُ فَوَادَهُ وَاقْتَصَرَ الْحَدِيثُ بِبَيْتِ حَدِيثِ يُؤْنَسُ وَمَعْمَرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ أَوَّلَ حَدِيثِهِمَا مِنْ قَوْلِهِ أَوَّلُ مَا بَدَأَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةَ وَتَابَعَ يُؤْنَسُ عَلَى قَوْلِهِ قَوْلَهُ لَا يُخْزِنُكَ اللَّهُ أَبَدًا وَذَكَرَ قَوْلَ حَدِيثِهِ أَيُّ ابْنِ عَمٍّ اسْتَعَى مِنْ ابْنِ أُحَيْك.

پہلے کہ وہ نصاریٰ کے دین سے خوب واقف تھے اور انجیل کو خوب سمجھتے تھے کبھی اس کو عبرانی میں لکھتے تھے کبھی عربی میں۔ ناموس سے مراد جبرئیل ہیں اور اصل معنی ناموس کے بھلی بات چمکانے والا جیسے جاسوس بری بات چمکانے والا جبرئیل کو ناموس اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راز وحی کو بندوں تک پہنچاتے ہیں۔ پراسفوس ورقہ کی زندگی نے وہ واقعے کی اور رسول اللہ کو مشرکوں نے کسے سے نکال دیا جیسے ورقہ نے کہا تھا۔

۳۰۶- جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے روایت ہے اور وہ صحابہؓ میں سے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے آپ ذکر کرتے تھے وحی موقوف ہو جانے کا ایک بار میں جابرا تھا میں نے آسمان سے آواز سنی تو میں نے سر اٹھایا دیکھا تو وہی فرشتہ جو حرام میں میرے پاس آیا ایک کرسی پر بیٹھا ہے آسمان اور زمین کے بیچ میں۔ یہ دیکھ کر میں سہم گیا اور کے مارے اور لوٹ کر گھر میں آیا میں نے کہا مجھے کپڑا اوڑھا دو، مجھے کپڑا اوڑھا دو انھوں نے کپڑا اوڑھا دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ سورت اتاری یا نبیہا العذر الخیر تک یعنی اسے کپڑا اوڑھنے والے اٹھ اور ذرا لوگوں کو ڈرا اور اپنے مالک کی بڑائی کر اور اپنے کپڑوں کو پاک کر اور پلیدی کو چھوڑ دے۔ پلیدی سے مراد بت ہیں پھر وحی برابر آنے لگی۔

۳۰۷- اوپر والی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۴۰۶- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحَدِّثُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ قِطْرَةِ الْوُحْيِ قَالَ فِي حَدِيثِهِ ((قَيْنَا أَنَا أَمَشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِجَوَارٍ جَالِسًا عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ مِنْهُ فَرَقًا فَجَعْتُ قُلْتُ زَمَلُونِي زَمَلُونِي فَذَنُوبِي فَذَنُوبِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ((يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبُّكَ مُكَبِّرٌ وَتَذَاتُ فَطَهَّرَ وَالرُّوحُ فَاغْضُ وَهِيَ الْآلُوتَانُ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعِ الْوُحْيُ.

۴۰۷- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((ثُمَّ قِطْرُ الْوُحْيِ عَنِّي قِطْرَةٌ قَيْنَا أَنَا أَمَشِي)) ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ حَلِيهِ يُؤْنَسُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((فَجِئْتُ مِنْهُ فَرَقًا حَتَّى هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ قَالَ)) وَ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَالرُّوحُ الْآلُوتَانُ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعِ الْوُحْيُ بَعْدَ وَتَتَابَعِ.

۴۰۸- عَنْ الْأَنْصَارِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوُ حَدِيثِ يُؤْنَسُ وَقَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ إِلَى قَوْلِهِ وَالرُّوحُ فَاغْضُ قَبْلَ أَنْ تَفْرُضَ الصَّلَاةَ وَهِيَ الْآلُوتَانُ وَقَالَ ((فَجِئْتُ مِنْهُ))

۳۰۸- زہری سے روایت ہے اسی سند کے ساتھ یونس کی حدیث کی طرح اور کہا اس نے تو نازل کیا اللہ تعالیٰ نے سورہ مدثر کو اسے کپڑا اوڑھنے والے اور پلیدی چھوڑ دے پہلے اس سے فرض کی جائے نماز اور پلیدی وہ بت ہیں اور کہا اس نے فحشت منہ جیسے کہا

(۳۰۶) ☆ سب سے پہلے آپ پر وہ آیتیں اتریں جو اوپر کی حدیث میں بیان ہوئیں یعنی اقرا باسم ربك الذي خلق خلق الانسان من علق اقرا و ربك الاكرم الذي علم بالقلم علم الانسان ما لم يعلم۔ بعد اس کے ایک مدت تک جس کی تعیین میں اختلاف ہے وہی موقوف رہی پھر یہ آیتیں اتریں سورہ مدثر کے شروع کی۔ بعد اس کے وحی کا سلسلہ بندہ گیا اور برابر آنے لگی۔ نووی نے کہا ہاں جو بعض لوگ کہتے ہیں سب سے پہلے سورہ ثرازی یہ ضعیف بلکہ باطل ہے اسی طرح جو لوگ کہتے ہیں سب سے پہلے سورہ فاتحہ اترتی۔

عقیل نے۔

كَمَا قَالَ عُقَيْلٌ

۴۰۹۔ یحییٰ سے روایت ہے میں نے ابو سلمہ سے پوچھا سب سے پہلے قرآن میں سے کیا آیت انھوں نے کہا یا ایہا المدثر میں نے کہا یا اقراء انھوں نے کہا میں نے کہا یا ایہا المدثر میں سے پہلے کیا آیت انھوں نے کہا یا ایہا المدثر میں نے کہا یا اقراء جاؤ گے کہا میں تم سے وہ حدیث بیان کرتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان کی تھی آپ نے فرمایا میں حرامیں ایک مہینے تک رہا جب میری مدت رہنے کی پوری ہو گئی تو میں اترا اور وادی کے اندر چلا۔ کسی نے مجھے آواز دی میں نے سامنے اور پیچھے اور بائیں دیکھا کوئی نظر نہ آیا پھر کسی نے مجھے آواز دی میں نے دیکھا کسی کو نہ پایا پھر کسی نے مجھے آواز دی تو میں نے سر اوپر اٹھایا دیکھا تو وہ ہوا میں ایک تخت پر بیٹھیں جبریل۔ مجھے یہ دیکھ کر لرزہ چڑھ آیا تخت (ہیبت کے مارے) جب میں خدیجہ کے پاس آیا اور میں نے کہا مجھے کپڑا اور حادوا انھوں نے کپڑا اور حادیا اور پانی اوپر میرے ڈالا۔ ہیبت دور کرنے کے لیے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں اتاریں یا ایہا المدثر قم فانذر وذرک فکبر و لیابک فطهر (ان کا ترجمہ اوپر گزرا)۔

۴۱۰۔ مذکور بالا حدیث اس سند سے بھی مرئی ہے۔

۴۰۹۔ عَنْ یَحْیٰی یَقُولُ سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ أَيْ الْقُرْآنِ أَنْزَلَ قَبْلَ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُلْتُ أَوْ اقْرَأْ فَقَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَيْ الْقُرْآنِ أَنْزَلَ قَبْلَ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُلْتُ أَوْ اقْرَأْ قَالَ جَابِرٌ أَخَذْتُكُمْ مَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((جَاوَزْتَ بِجِرَاءِ شَهْرًا فَلَمَّا قَضَيْتَ جَوَارِي نَزَلْتُ فَاسْتَنْطَقْتُ بَطْنِ الْوَادِي قُودِيثَ فَظَفَرْتُ أَمَامِي وَخَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي فَلَمْ أَرْ أَحَدًا ثُمَّ نُودِيْتُ فَظَفَرْتُ فَلَمْ أَرْ أَحَدًا ثُمَّ نُودِيْتُ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا هُوَ عَلَى الْعَرْشِ فِي الْهَوَاءِ يَغِي جِبْرِيلٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخَذَتْنِي رَجْفَةً شَدِيدَةً فَأَتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ دَعُونِي فَدَعُونِي فَصَبُوا عَلَيَّ مَاءً فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ((يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَتَذَكَّرْ فَطَهَّرْ

۴۱۰۔ عَنْ یَحْیٰی بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((فَإِذَا وَ جَابِرٌ عَلَى عَرْشِ بَيْنِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ))

باب: رسول اللہ ﷺ کا آسمانوں پر تشریف لے جانا
(یعنی معراج) اور نمازوں کا فرض ہونا

بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى السَّمَاوَاتِ وَفَرْضِ الصَّلَاةِ

۱۔ نووی نے کہا یہ بہت بڑا باب ہے اور میں اس باب میں مختصر مختصر مطالب اپنے اپنے مواقع پر بیان کروں گا اور قاضی عیاض نے معراج کے بارے میں چند فقرے بہت عمدہ کہے ہیں انھوں نے کہا کہ لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ یہ معراج کس حالت میں تھی تو بعضوں نے کہا یہ سب خواب تھا اور جو حق ہے اور اکثر سلف اور متاخرین نے اس کو اختیار کیا ہے فقہاء اور محدثین اور متکلمین میں سے وہ یہ ہے کہ معراج بیداری کی حالت میں تھی اور آپ اپنے جسم کے ساتھ تشریف لے گئے تھے اور حدیثیں اس امر پر دلائل کرتی ہیں اور ظاہر سے عدول کرنے لگے

حج کے لیے کوئی وجہ نہیں اور نہ یہ محال ہے تاکہ تاویل کی امتیاح ہو اور شریک نے معراج کی روایت میں کئی جگہ وہم کیا ہے جن پر انکار کیا ہے علماء نے اور امام مسلم نے اس پر تنبیہ کی ہے اور کہا کہ شریک نے اس روایت میں تقدیم اور تاخیر اور کمی اور بیشی کی ہے ایک ان میں سے یہ ہے کہ وہ معراج کو نبوت سے پہلے نقل کرتا ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔ معراج کم از کم نبوت سے چندہ مہینے کے بعد واقع ہوئی اور حرنی نے کہا معراج ستائیسویں شب کو ربیع الثانی میں ہجرت سے ایک سال پہلے ہوئی اور زہری نے کہا معراج نبوت کے پانچ برس بعد ہوئی اور ابن اسحاق نے کہا معراج اس وقت ہوئی جب اسلام مکہ میں پھیل گیا تھا اور عرب کے قبیلوں میں اور ان سب قولوں میں زہری اور ابن اسحاق کا قول زیادہ ٹھیک ہے اس لیے کہ سب نے اتفاق کیا ہے کہ حضرت خدیجہ نے حضرت کے ساتھ نماز پڑھی نماز فرض ہونے کے بعد اور اس بات میں اختلاف نہیں کہ حضرت خدیجہ ہجرت سے تین سال پہلے گزر گئیں اور بعضوں نے کہا پانچ سال پہلے دوسرے یہ کہ علماء نے اتفاق کیا ہے اس امر پر کہ نماز معراج کی رات کو فرض ہوئی پھر معراج نبوت سے پہلے کیونکر ہو سکتی ہے اور یہ جو شریک کی روایت میں ہے آپ سہ سے تھے اور دوسری روایت میں ہے کہ میں سوئے اور جا گئے کے بیچ میں تھا خانہ کعبہ کے پاس تو اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ معراج خواب میں تھی کیونکہ یہ حالت اس وقت کی ہے جب آپ کے پاس فرشتہ آیا اور حدیث میں اس کا کہاں ذکر ہے کہ سارا قصہ خواب میں گزرا۔ تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا۔ نووی نے کہا شریک کے سوا معراج کی حدیث کو اور حافظوں اور عالموں نے روایت کیا ہے جیسے ابن شہاب اور ثابت بنانی اور قتادہ نے انہوں نے اس سے اور انہوں نے شریک کی باتیں بیان نہیں کیں اور شریک اہل حدیث کے نزدیک حافظ نہیں ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ جن لوگوں نے معراج کا حال بتایا، بیداری میں جسم کے ساتھ انکار کیا ہے ان کا انکار دو وجہ سے ہے۔ ایک تو یہ کہ اس قدر تیز حرکت قیاس میں نہیں آتی کہ لاکھوں گردوں برس کا فاصلہ ایک جسم تھوڑے زمانے میں طے کرے اور پھر اس کے اجزاء میں اتصال قائم رہے دوسری یہ کہ آسمان مثل پیلا کے چمکوں کے ایک پر ت دوسرے پر ت سے ملے ہوئے ہیں اور وہ جھپٹے اور جرنے کے قابل نہیں ہیں دوسرا وجہ تو صرف بلیغیوں کی تقلید سے پیدا ہو گیا تھا کیونکہ اس نے تو آسمان ٹھوس اور سخت ایک سے ایک ملے ہوئے ٹکڑے کے اور اسی کا نکالا ہوا نظام مسلمانوں نے عربی زبان میں نقل کیا اور وہی مسلمانوں میں شائع ہوا حالانکہ خود حکماء نے اس نظام کو باطل کر دیا اور آسمانوں کا جسم ایسا سخت کہ جس میں کوئی چیز پھرنے کے غلط ہو اور ثابت ہوا یہ امر کہ ہزار ہا ہزار اور اجسام ان آسمانوں میں جو فضا کی طرف معلوم ہوتا ہے پھرا کرتے ہیں اور اگر یہ امر مان لیا جائے کہ آسمان ٹھوس اور سخت اجسام ہیں تو یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ ان میں دروازے اور راستے نہیں ہیں بلکہ جو یہ بھی فرض کیا جائے تو یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ وہ جھپٹے اور جرنے کے لائق نہیں ہیں جو دلیل اگلے حکماء نے آسمانوں کے نہ جھپٹنے پر قائم کی ہے وہ کی جگہ سے مفروضہ ہے اور اس کے مقدمات منوع ہیں۔ اب رہا پہلا امر تو اس کا جواب یہ ہے کہ صرف قیاس میں نہ آنے سے کوئی امر محال نہیں ہو سکتا خود زمین کی حرکت کو دیکھو اٹھاون ہزار میل ایک گھنٹے میں طے کرتی ہے یعنی توپ کی گولی سے ایک سو تیس گنا تیز چاہی ہے پر نہ زمین کے اجزاء میں تفرق ہوتی ہے اور نہ ہم کو کسی قسم کی پریشانی دیکھتی ہے حرکت سے حاصل ہوتی ہے اور جن لوگوں کے نزدیک آفتاب متحرک ہے اور زمین ساکن ہے تو آفتاب زمین سے دس کروڑ زمین کے فاصلہ پر ہونے سے اس کا مادہ ساٹھ کروڑ میل کا ہو اور ساٹھ سو ۳۴۰ پر تقسیم کرو تو ہر ایک ساعت میں اڑھائی کروڑ میل آفتاب کی حرکت ہوئی حالانکہ اس قدر تیز حرکت سے بھی نہ آفتاب کا جرم پھٹتا ہے نہ اس کے اجزاء میں تفرق ہوتی ہے اب اس سے بھی زیادہ تیز حرکت کو دیکھو روشنی جو آفتاب سے ہم تک آ پہنچتی ہے اس کی حرکت ایک دقیقہ یعنی نصف میں ایک کروڑ تیس لاکھ میل ہے۔ اگر کوئی کہے کہ روشنی ایک عرض ہے جو دوسرے جسم سے قائم ہے اور کام جو اہر کی حرکات میں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خیال غلط ہے کہ روشنی عرض ہے بلکہ روشنی ایک جسم ہے جو چھوٹے چھوٹے اجزاء سے مرکب ہے اور وہ اجزاء نہایت تیزی کے ساتھ روشن جسم سے سب طرف پھیلے جاتے ہیں پھر جب حرکت کی تیزی کی کوئی انتہاء نہ لگتی اور نہ جسم کی سختی کی اس صورت میں خود کو نہ کریم قادر مطلق کامل سے کچھ بعید نہیں ہے کہ وہ ایک جسم کو جتنی چاہے اسے تیزی کی عنایت فرما دے گو ہمارے قیاس اور عادت سے بعد ہوا بلکہ جمل نے اپنے ہی قیاس سے معراج کو بعید سمجھ کر اس کا انکار کیا اور حضرت صدیق نے عقل سلیم سے کام لیا اور معراج کی تصدیق کی و ذلک فضل اللہ یؤتہ من شاء۔

۴۱۱- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
«أَنْتِ بِالْبَرَقِ وَهُوَ ذَابَةٌ أَيْضُ طَوِيلٌ
فَوْقَ الْجَمَارِ وَذَوْنُ الْبَغْلِ يَضَعُ خَافِرَهُ عِنْدَ
مُتَهَيِّ طَرَفِهِ قَالَ فَرَكْنَهُ حَتَّى أَتَيْتُ بَيْتَ
الْمَقْدِسِ قَالَ فَرَطْنَهُ بِالْحَلْفَةِ الَّتِي يَرْبُطُ بِهِ
الْأَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ
فِيهِ رَكَعَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِي جِبْرِيلُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ يَأْنَاءُ مِنْ خَمَرٍ وَأَنْبَاءُ مِنْ لَبَنٍ
فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اخْتَرْتُ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى
السَّمَاءِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ
جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ

۳۱۱- انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
میرے سامنے براق لایا گیا وہ ایک جانور ہے سفید رنگ کا لمبا
گدھے سے اونچا اور غچر سے چھوٹا اپنے سم وہاں رکھتا ہے جہاں
تک اس کی نگاہ پہنچتی ہے (تو ایک لمحہ میں آسمان تک جاسکتا ہے)۔
میں اس پر سوار ہوا اور بیت المقدس تک آیا وہاں اس جانور کو اس
حلقہ سے باندھ دیا جس سے اور پیغمبر اپنے اپنے جانوروں کو باندھا
کرتے تھے (یہ حلقہ مسجد کے دروازے پر ہے اور باندھ دینے سے
یہ معلوم ہوا کہ انسان کو اپنی چیزوں کی احتیاط اور حفاظت ضروری
ہے اور یہ توکل کے خلاف نہیں) پھر میں مسجد کے اندر گیا اور دو
رکعتیں نماز کی پڑھیں بعد اس کے باہر نکلا تو حضرت جبریل علیہ دو
برتن لے کر آئے ایک میں شراب تھا اور ایک میں دودھ۔ میں
نے دودھ پسند کیا حضرت جبریل علیہ ساتھ آسمان پر چڑھے۔
(جب وہاں پہنچے) تو فرشتوں سے کہا دروازہ کھولنے کے لیے

(۳۱۱) براق بظہار اس جانور کا نام ہے جس پر رسول اللہؐ معراج کی رات کو سوار ہوئے تھے۔ زہیدی اور صاحب تحریر نے کہا کہ براق وہ
جانور ہے جس پر تمام پیغمبروں نے سواری کی پر اور پیغمبروں کا سواری کرنا اس پر دلیل چاہتا ہے۔ ابن دریع نے کہا براق برقی سے لگا ہے برقی
کہتے ہیں بجلی کو اس جانور کا نام براق ہوا اس لیے کہ اس کی پال بجلی کی طرح تیز تھی اور بعضوں نے کہا اس لئے کہ وہ بجلی کی طرح صاف اور سحر
اور چمکدار تھا اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ وہ سفید تھا قاضی عیاضؒ نے کہا احتمال ہے کہ اس جانور میں دو رنگ ہوں کیونکہ ہر قدامت بکری کو
کہتے ہیں جس کی سفیدی میں سیاہ دھاریاں ہوں اور حدیث میں خود موجود ہے کہ وہ جانور سفید رنگ کا تھا تو ہر قدامت بھی سفید رنگ میں داخل
ہے۔ (نودی) المنفیس یا المنفیس دونوں صحیح ہیں اور مشہور معنی اس کے یہ ہیں یا کہ گھوڑا وہاں انسان گناہوں سے پاک ہوتا ہے یا وہ مکان خود پاک
ہے جنوں کی نجاست سے۔ نودی نے کہا اس روایت میں اختصار ہے اور مراد یہ ہے کہ جبریلؑ نے آپکا اختیار دیا کہ ان دونوں برتنوں میں سے جس
کو چاہیں اختیار کریں آپ نے دودھ پسند کیا جیسے دوسری روایت میں ابو ہریرہؓ کی صاف موجود ہے کہ آپ کو الہام ہوا دودھ کے اختیار کرنے کا
اور فطرت سے مراد اسلام اور استقامت ہے اور مطلب یہ ہے کہ تم نے اسلام کی علامت کو اور اس پر استقامت کو اختیار کیا اور دودھ اسلام کی
علامت اس وجہ سے ہوا کہ وہ پاکیزہ ہو گا اور نیک انجام ہے اور شراب تو سب ناپاکیوں کی چیز ہے اور حال اور مال دونوں میں برائیاں پیدا کرنے والی
ہے۔ اتمی۔

مترجم کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ فطرت سے مراد یہاں لغوی معنی فطرت کا ہو یعنی پیدا ہونا اور آخرت میں اور تصدیق ہے کہ دودھ
فطری غذا ہے انسان کی جب آدمی پیدا ہوتا ہے تو اس کی پرورش بغیر دودھ کے مشکل ہے اور دودھ وہ غذا ہے جو نہایت مقوی، سرخ، البھم،
اعضاء کو بڑھانے والا، جسم کو پرورش کرنے والا اور اس میں غذائیت اور مائیت دونوں موجود ہیں اور وہ فطری یعنی پیدا ہونے سے خداوند کریم علیہ

انھوں نے پوچھا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل ہے۔ انھوں نے کہا تمہارے ساتھ دوسرا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ہیں فرشتوں نے پوچھا کیا وہ بلائے گئے تھے؟ جبرئیل نے کہا ہاں بلائے گئے ہیں پھر دروازہ کھولا گیا ہمارے لیے اور ہم نے آدم کو دیکھا انھوں نے مرحبا کہا اور میرے لیے دعا کی بہتری کی پھر جبرئیل ہمارے ساتھ چڑھے دوسرے آسمان پر اور دروازہ کھلوا کر فرشتوں نے پوچھا کون ہے؟ انھوں نے کہا جبرئیل فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ دوسرا کون فicus ہے؟ انھوں نے کہا محمد ہیں۔ فرشتوں نے کہا کیا ان کو بحکم

بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِأَدَمَ فَرَحِبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الْفَاتِيَةِ فَاْمْتَنَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِنَاهِيِ الْخَالَةِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا فَرَحِبَا وَدَعَوَا لِي

کہ نے اس کو بنایا انسان کی صنعت کو اس میں دخل نہیں بر خلاف شراب کے کہ نہ اس میں غذا بیت ہے جو انسان کے جسم کی پرورش کے لیے کافی ہو نہ وہ فطری ہے بلکہ انسان کی ترکیب اور صنعت سے تیار ہوا ہے اور جس قدر منفعت اس سے حاصل ہوتی ہے اس سے زیادہ ضرر اور نقصان پیدا ہوتا ہے۔ نووی نے کہا یہاں سے کئی باتیں معلوم ہوتیں ایک یہ کہ جب مکان والا اندر سے پوچھے کون ہے؟ تو اس کے جواب میں اپنا نام بیان کرے نہ یہ کہ ”میں“ کہے کیونکہ اس کی ممانعت آتی ہے اور ”میں“ کہنا بے فائدہ ہے۔ دوسرے یہ کہ آسمان میں دروازے ہیں تیسرے یہ کہ دروازوں پر محافظ اور چوکیدار ہیں۔ مرحبا کہ لفظ ہے جس کو عرب کے لوگ مہمان آنے کے وقت بولتے ہیں یعنی تم اچھی فراموش کردادہ جگہ میں آئے اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص ملاقات کو آئے اس کی خاطر داری کرنا اور کشادہ پیشانی سے ملنا اور اس کی تعریف کرنا بڑا نیک وہ مغرور نہ ہو درست ہے اور یہ طریقہ ہے انبیاء کا۔ بیت المعمور ایک پھر ہے کہ جس کی طرف آسمانوں کے اوپر اس کو معمور اس لیے کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ آباد رہتا ہے ہر روز نئے ستر ہزار فرشتے وہاں عبادت کے لیے آتے ہیں جو پھر کبھی نہیں آتے اس سے معلوم کرنا چاہیے کہ فرشتے کتنے بے حساب ہیں۔ سدرۃ مطلقہ ایک درخت ہے ہر کاساتوں آسمانوں کے اوپر وہ حد ہے فرشتوں کے جانے کی باحد ہے ان کے علم کی اس سے آگے کا علم سوا خدا تعالیٰ کے کسی کو نہیں ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا اس کا نام سدرۃ مطلقہ اس لیے ہوا کہ ملائکہ کا علم دیکھنا بس ختم ہو گیا اور اس سے آگے کوئی نہیں بڑھا سوا رسول اللہؐ کے اور عبد اللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے کہ اس کو مطلقہ اس لیے کہتے ہیں کہ جو اوپر سے اترتا ہے وہاں آکر ٹھہر جاتا ہے اور جو نیچے سے چڑھتا ہے وہی وہاں رک جاتا ہے یعنی خدا کا حکم یعنی جب اللہ جل جلالہ کی خاص چلنی اس درخت پر ہوتی تو اس کا رنگ روپ ہی بدل گیا اور حسن و جمال اس کا بے نظیر ہو گیا جس کی تعریف بیان نہیں ہو سکتی سچ ہے مخلوق کی کیا مجال جو اپنے خالق ذوالجلال کی تعریف کر سکے۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عقیدہ سلف امت کا کہ خدا تعالیٰ اپنے عرش پر آسمانوں کے اوپر ہے در نہ لوٹ جانے کے کیا معنی ہو گئے۔ نووی نے اس مقام پر یہ تاویل کی ہے کہ میں لوٹ گیا اس مقام پر جہاں میں سے خداوند کریمؐ سے باتیں کی تھیں اور پھر عرض کیا یاد بادہ اور نقل کیا اس کو مولانا ابوالطیب نے اسرار النواہج میں اور نہیں رد کیا اس تاویل کو حالانکہ یہ تاویل مردود ہے اور نووی نے متاخرین متکلمین کی تقلید کر کے یہ تاویل کی جو خداوند کریمؐ کو جہت اور مکان سے منزہ خیال کرتے ہیں اور علماء حدیث اور سلف صالحین کے مذہب پر اس حدیث میں کوئی تاویل کی ضرورت نہیں اس لیے کہ ان کے نزدیک خدا کا مکان عرش ہے اور وہ جہت فوق میں ہے پس مطلب حدیث کا صاف ہے کہ میں خداوند کریمؐ کے پاس پھر گیا اور جن لوگوں نے یہ خیال کیا ہے معاذ اللہ خدا کی ذات ہر جگہ ہے اور عرش سے ذات کو کوئی خصوصیت نہیں ان کے طریقہ پر معراج کی فضیلت نہیں نکلتی ہے اور نہ اتنی تکلیف کی کوئی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ رات کے وقت ساتوں آسمانوں کا

ہوا تھا بلانے کا؟ جبریلؑ نے کہا ہاں ان کو حکم ہوا ہے پھر دروازہ کھلا تو میں نے دونوں خالہ زاد بھائیوں کو دیکھا یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا کو ان دونوں نے مر حبا کہا اور میرے لیے بہتری کی دعا کی پھر جبرئیلؑ ہمارے ساتھ تیسرے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلویا فرشتوں نے کہا کون ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا جبرئیل فرشتوں نے کہا دوسرا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا محمدؐ ہیں۔ فرشتوں نے کہا کیا ان کو پیغام کیا گیا تھا بلانے کے لیے؟ جبرئیلؑ نے کہا ہاں ان کو پیغام کیا گیا تھا پھر دروازہ کھلا تو میں نے حضرت یوسفؑ کو دیکھا اللہ نے حسن (خوبصورتی) کا آدھا حصہ ان کو دیا تھا انھوں نے مر حبا کہا مجھ کو اور نیک دعا کی پھر جبرئیلؑ ہم کو لے کر چوتھے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلویا فرشتوں نے پوچھا کون ہے؟ کہا جبرئیلؑ پوچھا تمہارے ساتھ دوسرا کون ہے؟ کہا محمدؐ ہیں فرشتوں نے کہا کیا بلوائے گئے ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا ہاں بلوائے گئے ہیں پھر دروازہ کھلا تو میں نے اور میں کو دیکھا انھوں نے مر حبا کہا اور اچھی دعا دی مجھ کو۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہم نے اٹھایا اور میں کو اوپری جگہ پر (تو اونچی جگہ سے یہی چوتھا آسمان مراد ہے) پھر جبرئیلؑ علیہ السلام ہمارے ساتھ پانچویں آسمان پر چڑھے انھوں نے دروازہ کھلویا فرشتوں نے پوچھا کون؟ کہا جبرئیلؑ پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمدؐ ہیں فرشتوں نے کہا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا ہاں بلوائے گئے ہیں پھر دروازہ کھلا تو میں نے حضرت ہارونؑ کو دیکھا انھوں نے مر حبا کہا اور مجھے نیک دعا دی۔ پھر جبرئیلؑ علیہ السلام ہمارے ساتھ چھٹے آسمان پر

بَخِيرَ ثُمَّ عَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَقُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِيُوسُفَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْخَمْسِ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَقُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِيَاذْرِيسَ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ((ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَقُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِهَارُونَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَقُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى

تہ ستر آپ کو درپیش ہو کیونکہ ان کے نزدیک تو خدا زمین پر بھی ذات سے موجود ہے پھر ساتوں آسمانوں کے اوپر بلائے سے کیا مقصود تھا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ کم بخت عقیدہ ہم جن مشنوں سے پھیلا جس نے ہزاروں مسلمانوں کو گمراہ کیا اور اب تک گمراہی اس کی قائم ہے اور نجات دی اللہ جل جلالہ نے اس شیطان کے شر سے علماء حدیث اور سلف صالحین کو اور جنھوں نے ان کی راہ اختیار کی اللہ تعالیٰ ہم کو سلف کی پیروی نصیب فرمائے اور ہمارا احشر انہی کے ساتھ کرے۔ آمین یا رب العالمین۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پیغمبرؐ

بچنے اور دروازہ کھلوا کر فرشتوں نے پوچھا کون ہے؟ کہا جبرئیل پوچھا اور کون ہے تمہارے ساتھ؟ انھوں نے کہا محمدؐ ہیں فرشتوں نے کہا کیا خدا نے ان کو پیام بھیجا اگلے کے لیے؟ جبرئیل نے کہا ہاں بھیجا پھر دروازہ کھلا تو میں نے حضرت موسیٰ کو دیکھا انھوں نے کہا مرحبا اور اچھی دعا دی مجھ کو پھر جبرئیل ہمارے ساتھ ساتویں آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوا کر فرشتوں نے پوچھا کون ہے؟ کہا جبرئیل پوچھا تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ کہا محمدؐ ہیں فرشتوں نے پوچھا کیا وہ بلوائے گئے ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں بلوائے گئے ہیں پھر دروازہ کھلا تو میں نے حضرت ابراہیمؑ کو دیکھا وہ نکیہ لگائے ہوئے تھے اپنی پیٹھ کا بیت المعمور کی طرف (اس سے یہ معلوم ہوا کہ قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا درست ہے) اور اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہیں جو پھر کبھی نہیں آتے پھر جبرئیل مجھ کو سدہ مٹھی کے پاس لے گئے اس کے بچے اتنے بڑے تھے جیسے باقی کے کان اور اس کے پیر جیسے قلد (ایک بڑا گھڑا جس میں دو ٹھک یا زیادہ پانی آتا ہے) پھر جب اس درخت کو اللہ کے حکم نے ڈھانکا تو اس کا حال ایسا ہو گیا کہ کوئی مخلوق اس کی خوبصورتی بیان نہیں کر سکتا پھر اللہ جل جلالہ نے ڈالا میرے دل میں جو کچھ ڈالا اور پچاس نمازیں ہر رات اور دن میں مجھ پر فرض کیں جب میں وہاں سے اترتا اور حضرت موسیٰؑ تک پہنچتا تو انھوں نے پوچھا تمہارے پروردگار نے کیا فرض کیا امت پر تمہاری؟ میں نے کہا پچاس نمازیں فرض کیں انھوں نے کہا پھر لوٹ جاؤ اپنے پروردگار کے پاس اور تخفیف چاہو کیونکہ تمہاری امت کو اتنی طاقت نہ ہوگی اور میں نے بنی اسرائیل کو آزمایا ہے اور ان کا امتحان لیا ہے میں

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَحَبَ وَذَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ إِلَى السَّمَاءِ انْسَابَةً فَانْفَتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفَتَحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلُّ يَوْمٍ سِتُّونَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَفُودُونَ إِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى السَّنَدَةِ الْمُنْتَهَى وَإِذَا وَرْفَهَا كَأَذَانِ الْقَيْلَةِ وَإِذَا نَمَرُهَا كَالْقَيْلَالِ قَالَ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللَّهِ مَا غَشَى تَغَيَّرَتْ فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيَّ مَا أَوْحَى فَقَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ إِلَى مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا قَرَضَ رَبُّكَ عَلَيَّ أَهْمُكَ قُلْتُ خَمْسِينَ صَلَاةً قَالَ أَرْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ فَإِنَّ أَهْمُكَ لَا يُطِيقُونَ ذَلِكَ فَإِنِّي قَدْ بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلَيَّ أَهْمِي فَحَطَّ عَنِّي خَمْسًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّي خَمْسًا قَالَ إِنَّ أَهْمُكَ لَا يُطِيقُونَ ذَلِكَ فَارْجِعْ إِلَى

اللہ نے اللہ جل جلالہ سے بلا واسطہ کلام کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو جواب دیا۔ اب وہ لوگ جو کہتے ہیں معاذ اللہ خدا بات نہیں کرتا نہ اس کی بات میں آواز اور حروف ہیں وہ گویا حدیثوں اور آیتوں کا رد کرتے ہیں جن سے صاف اللہ تعالیٰ کلمات کرتا اور اس میں آواز ہوتا ثابت ہے یعنی بار بار عرض کرنے سے اور تخفیف چاہنے سے اب مجھ کو شرم آگئی اب نہیں جاسکتا گو آپ کو یہ خیال ہو کہ میری امت ان پانچ نمازوں کو کھ

رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ قَالِ فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعْ
بَيْنَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَبَيْنَ مُوسَى عَلَيْهِ
السَّلَامُ حَتَّى قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُمْ خَمْسُ
صَلَوَاتٍ كُلُّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرَ
فَذَلِكَ خَمْسُونَ صَلَاةً وَمَنْ هُمْ بِخَسَنَةٍ فَلَمْ
يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ خَسَنَةٌ فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ
لَهُ عَشْرًا وَمَنْ هُمْ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ
تُكْتَبْ شَيْئًا فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةٌ وَاحِدَةٌ
قَالَ فَنَزَلَتْ حَتَّى انْتَهَتْ إِلَى مُوسَى صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَرْجِعْ إِلَى
رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ
إِلَى رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ))

لوٹ گیا اپنے پروردگار کے پاس اور عرض کیا اے پروردگار! تخفیف کر میری امت پر۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں گھنٹوں میں لوٹ کر حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور کہا کہ پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیں۔ انھوں نے کہا تمہاری امت کو اتنی طاقت نہ ہوگی تم پھر جاؤ اپنے رب کے پاس اور تخفیف کراؤ آپ نے فرمایا میں اس طرح برابر اپنے پروردگار اور حضرت موسیٰ کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں تک کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اے محمد! وہ پانچ نمازیں ہیں ہر دن اور ہر رات میں اور ہر ایک نماز میں دس نماز کا ثواب ہے تو وہی پچاس نمازیں ہوئیں (سبحان اللہ مالک کی کسی عنایت اپنے غلاموں پر ہے کہ پڑھیں تو پانچ نمازیں اور ثواب ملے پچاس کا) اور جو کوئی شخص نیت کرے کام کرنے کی نیک پھر اس کو نہ کرے تو اس کو ایک نیکی کا ثواب ملے گا اور جو کرے تو دس نیکیوں کا اور جو شخص نیت کرے برائی کی پھر اس کو نہ کرے تو کچھ نہ لکھا جائے گا اور اگر کر بیٹھے تو ایک ہی برائی لکھی جائے گی آپ نے فرمایا پھر میں اتر اور حضرت موسیٰ کے پاس آیا۔ انھوں نے کہا پھر جاؤ اپنے پروردگار کے پاس اور تخفیف چاہو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اپنے پروردگار کے پاس پھر پھر کر گیا یہاں تک کہ میں شرمایا گیا ہے۔

۴۱۲- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس فرشتے آئے اور مجھے لے گئے نرم زم کے پاس پھر چرا گیا سینہ میرا اور دھویا گیا نرم زم کے پانی سے پھر چھوڑ دیا گیا میں اپنی

۴۱۲- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَتَيْتُ فَاَنْطَلَقُوا بِي إِلَى رَافِعٍ فَشَرَحَ عَنْ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَ

اور بھی ہر روز اواز کر سکے گی پر جو منظور الٰہی تھا وہ ہوا یہ جو بار بار تخفیف ہوتی تو علماء نے اختلاف کیا ہے اس میں کہ آیا پہلے پچاس نمازوں کا جو حکم ہوا تھا وہ جوئی تھا یا غیر وہ جوئی۔ خطابی نے کہا کہ وہ حکم غیر وہ جوئی تھا ورنہ تخفیف کیسے ہوتی اور صحیح یہ ہے کہ وہ حکم وہ جوئی تھا کیونکہ اگر غیر وہ جوئی ہوتا تو تخفیف چاہنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ اب یہ تخفیف نسخ ہے قبل عمل کے اور وہ جائز ہے۔

(۴۱۲) ☆ یعنی اس جگہ جہاں سے لے گئے تھے یہ معنی اس صورت میں ہے جب حدیث میں ازالت بضم تا صیف واحد متکلم مجہول ہو اور جو سکون تا صیف واحد مونث مجہول تو اس صورت میں اس کا مفعول مالم بضم فاعله محذوف ہو گا اور وہ مذکور ہے پر قاضی کی روایت میں اس کا

جگہ پر

٤١٣- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَاهُ جَبْرِيلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغُلَّامَانِ فَأَحْذَهُ فَمَرَعَهُ فَطُقَّ عَنْ قَلْبِهِ فَاستَخْرَجَ الْقَلْبَ فَاستَخْرَجَ مِنْهُ عِلْقَةً فَقَالَ هَذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهُ فِي طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَأَمَهُ ثُمَّ أَعَادَهُ فِي مَكَانِهِ وَجَاءَ الْغُلَّامَانِ يَسْعَوْنَ إِلَى أُمِّهِ يَغْنِي ظِفْرَهُ فَقَالُوا إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُبِلَ فَاسْتَقْبَلُوهُ وَهُوَ مُتَّبَعٌ مِنَ النَّاسِ قَالَ أَنَسٌ وَقَدْ كُنْتُ أُرْمِي أَنَّ ذَلِكَ الْمَخِيطُ فِي صَدْرِهِ.

٤١٤- عَنْ شَرِيكٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِي بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْكُتَيْبَةِ أَنَّهُ جَاءَهُ ثَلَاثَةٌ نَفَرٌ قَبْلَ أَنْ يُوْحَىٰ إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَهَبَّاقُ الْحَدِيثِ يَقْصِيهِ نَحْوُ حَدِيثِ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ وَقَدَّمَ فِيهِ شَيْئًا وَآخَرَ وَزَادَ وَنَقَصَ.

٤١٥- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

۲۷۲

بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا توڑا گیا چھت میرے مکان کا اور میں کس میں تھا اور جبرئیل اترے انھوں نے میرا سینہ چرا پھر اس کو دھویا زحرم کے پانی سے پھر ایک طشت لائے سونے کا جس میں حکمت اور ایمان بھرا ہوا تھا اور انڈیل دیا اس کو میرے سینہ میں بعد اس کے ملا دیا سینے کو اور میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان پر پہنچے تو جبرئیل نے وہاں کے کلید بردار سے کہا کھول اس نے پوچھا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل پوچھا اور بھی کوئی تیرے ساتھ ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں محمد ہیں پوچھا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ کہا ہاں تب اس نے دروازہ کھولا جب ہم آسمان کے اوپر گئے تو ایک شخص کو دیکھا جس کی داہنی طرف بھی جھنڈ تھی (روحوں کی) اور بائیں طرف جھنڈ تھی وہ جب داہنی طرف دیکھتے تو ہستے اور جب بائیں طرف دیکھتے تو روتے۔ اس نے مجھے دیکھ کر کہا مر جا اے نیک بخت نبی اور نیک بخت بیٹے میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا یہ آدم ہے اور یہ جو لوگوں کے جھنڈان کے داہنے اور بائیں ہیں یہ ان کی اولاد ہے تو داہنی طرف وہ لوگ ہیں جو جنت میں جائیں گے اور بائیں طرف وہ لوگ ہیں جو جہنم

كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((فَرَجَ سَفْهُ بَنِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ مِنْ مَاءٍ زَمْرَمٍ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِيٍّ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْفَقَ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَفَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جِئْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِبَحَارِنِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا افْتَحْ فَإِنَّ مِنْ هَذَا قَالَ هَذَا جِبْرِيلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ فَأَرْسِلْ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَفَتَحَ قَالَ فَلَمَّا غُلِقَتِ السَّمَاءُ الدُّنْيَا فَإِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِينِهِ أَسْوَدَةٌ وَعَنْ بَسَارِهِ أَسْوَدَةٌ قَالَ فَإِذَا نَظَرُ قَبْلَ يَمِينِهِ ضَجَلَتْ وَإِذَا نَظَرُ قَبْلَ شِمَالِهِ بَكَى قَالَ فَقَالَ مَرَجًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْبَائِنِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْأَسْوَدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ نَسَمٌ بَنِيهِ فَأَهْلُ

لہ ایمان اور حکمت بھرنے کے یہ معنی ہیں کہ اس طشت میں کوئی ایسی چیز بھری تھی جس کے دل میں ڈالنے سے دل روشن ہو گیا اور بھر گیا ایمان اور حکمت سے۔ یہ تاویل نوٹی نے کی ہے اور میرے نزدیک اس تاویل کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ طشت بھی جنت کا تھا اور جنت کے طشت میں ایمان اور حکمت کا بھرا جانا بعید نہیں اس لیے کہ جنت عالم آخرت میں سے ہے اور عالم آخرت کے احکام اور ہیں۔ وہاں بہت سی چیزیں جن کو ہم یہاں جسمانی اور موجود بالذات خیال نہیں کر سکتے جسمانی اور موجود بالذات ہوں گی۔ اسی قبیل سے بے اہمال کہ تو لا جانا، موت کا درج کیا جانا، قرآن کی سورتوں کا شفاعت کر دنا اللہ اعلم۔ قاضی عیاضؒ نے کہا اس مقام پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ کافروں کی رو جس تو حین میں رہتی ہیں جو ساتویں زمین میں ہے یا اس کے نیچے ہے یا قید میں رہتی ہیں اور مومنوں کی رو جس جنت میں آرام پاتی ہیں پھر یہ دو جس آدم کے پاس کیونکر جمع تھیں اور اس کا جواب یہ ہے کہ شاید حضرت آدمؑ کے پاس ان روحوں کے پاس ہوئے کا ایک وقت ہو اور رسول اللہ اتفاق سے اسی وقت وہاں پہنچے تو ان کی روحوں کو دیکھا اور یہ بھی احتمال ہے کہ کافروں کا جہنم میں اور مومنوں کا جنت میں رہتا ہمیشہ نہ ہو بلکہ خاص ایک وقت میں ہو تا ہو جیسے قرآن میں ہے۔ مع واثم جہنم کے سامنے وہ کئے جائیں گے اور حدیث میں ہے مومن کے سامنے اس کا ٹھکانا قبر میں پیش کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ تیرا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ چاہے تجھ کو اس جگہ اور یہ بھی احتمال ہے کہ جنت حضرت آدمؑ کی داہنی طرف ہو اور جہنم بائیں طرف۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

میں جائیں گے اس لیے جب وہ دہائی طرف دیکھتے ہیں تو خوشی کے مارے ہنس دیتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو (رجح کے مارے) رو دیتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا جبرئیل مجھ کو لے کر چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور اس کے چوکیدار سے کہا دروازہ کھول اس نے بھی ایسا ہی کہا جیسے پہلے آسمان کے چوکیدار نے کہا تھا پھر دروازہ کھولا انس بن مالک نے کہا ہر رسول اللہ ﷺ نے آسمانوں پر حضرت آدم اور ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ اور ابراہیم سے ملاقات کی اور یہ بیان نہیں کیا کہ ان میں سے ہر ایک کون سے آسمان پر ملا پر اٹھا کہا کہ آدم سے پہلے آسمان پر ملاقات ہوئی اور ابراہیم سے چھٹے آسمان میں جب جبرئیل اور آپ حضرت اور لیلین کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا مہربانے نبی صالح اور بھائی صالح آپ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ اور لیلین ہیں۔ میں حضرت موسیٰ پر سے گزرا انہوں نے کہا مہربانے نبی صالح اور بھائی صالح میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ عیسیٰ ہیں مریم کے بیٹے پھر میں حضرت ابراہیم پر سے گزرا انہوں نے کہا مہربانے نبی صالح اور بھائی صالح اور بیٹے صالح میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ حضرت ابراہیم

الْمِيمِينَ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْأَسْوَدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ فَإِذَا نَظَرَ قَبْلَ يَمِينِهِ ضَجَّكَ وَإِذَا نَظَرَ قَبْلَ شِمَالِهِ بَكَى قَالَ ثُمَّ عَرَجَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ لِيَخَارِبُهَا افْتَحَ قَالَ فَقَالَ لَهُ خَارِبَتْهَا مِثْلُ مَا قَالَ خَارِبَتِ السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَفَتَحَ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمَاوَاتِ آدَمَ وَإِبْرَاهِيمَ وَعِيسَى وَمُوسَى وَإِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَخْبَعِينَ وَلَمْ يُبَيِّنْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قَالَ فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيلُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِإِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ قَالَ مَرْحَبًا يَا نَبِيَّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قَالَ ثُمَّ مَرَّ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ هَذَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَرْحَبًا يَا نَبِيَّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا مُوسَى قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيسَى فَقَالَ مَرْحَبًا يَا نَبِيَّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ

لہ نوٹ ہے کہ اس روایت میں جو ابراہیم کی ملاقات چھ آسمان پر مذکور ہے تو اگر معراج دوبارہ ہوا ہو اس صورت میں کوئی اشکال نہیں اس لیے کہ ایک بار چھ آسمان پر مل کر پھر ساتویں پر بھی آپ کے ساتھ چلے گئے ہوں واللہ اعلم۔ آواز جو فرشتوں کے ٹکسنے سے نکلے تھی اور یہ لکھتا فرشتوں کا یا تو اللہ کے احکام اور وحی کو تھایا ہوا لوح محفوظ سے نقل کرتے تھے۔ قاضی عیاض نے کہا یہ دلیل ہے اہل سنت کے مذہب کی کہ وحی اور مقادیر سے اللہ کی کتاب لوح محفوظ میں لکھے جاتے ہیں مقوموں سے اور وہی جانتا ہے اس کی کیفیت کو جو آیات اور احادیث صحیحہ میں وارد ہے۔ وہ اپنے ظاہر پر معمول ہے پر اس کی کیفیت اور صورت اور جنس کو خدا ہی خوب جانتا ہے یا وہ شخص جانتا ہے جس کو خدا اطلاع دے اپنے فرشتوں اور پیغمبروں میں سے اور جو لوگ اس قسم کی آجوں یا حدیثوں کی تائید کرتے ہیں اور ظاہر سے ان کو پھیرتے ہیں وہ ضعیف النظر ہیں اور ضعیف الایمان اس لیے کہ جب شریعت مقدسہ میں یہ امور وارد ہیں اور عقلاً محال نہیں ہیں تو ان میں تائید کی کیا ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے جیسے چاہتا ہے اور یہ لکھتا ایک حکمت الہی ہے جس سے وہ غیب کی باتیں اپنے بندوں کو بتانا چاہتا ہے در نہ خود بے پرواہ ہے کہ یوں سے اور اس کو یاد رکھنے کے لیے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ قاضی عیاض نے کہا ہمارے پیغمبر کا اس مقام تک جانا اور سارے پیغمبروں کے مقاموں سے آگے بڑھ جانا یہ دلیل ہے ہمارے پیغمبر کی فضیلت کی اور پیغمبروں پر اور بزار نے ایک روایت حضرت علی سے معراج صحیح

ہیں۔ ابن شہاب نے کہا مجھ سے ابن حزم نے بیان کیا کہ ابن عباسؓ اویحیٰ انصاریؓ (عامر یا مالک یا ثابت) دونوں کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر میں چڑھایا گیا ایک ہموار بلند مقام پر وہاں میں سنتا تھا قدموں کی آواز۔ ابن حزم اور انس بن مالک نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر؟ پچاس نمازیں فرض کیں میں لوٹ کر آیا جب موسیٰ کے پاس پہنچا تو انھوں نے پوچھا اللہ نے کیا فرض کیا تمہاری امت پر میں نے کہا پچاس نمازیں ان پر فرض کیں موسیٰ نے کہا تم پھر لوٹ جاؤ اپنے رب کے پاس کیوں کہ تمہاری امت میں اس قدر طاقت نہیں میں لوٹ کر گیا اپنے پروردگار کے پاس اس نے ایک حصہ معاف کر دیا پھر میں لوٹ کر حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور ان سے بیان کیا انھوں نے کہا لوٹ جاؤ اپنے پروردگار کے پاس کیونکہ تمہاری امت کو اتنی طاقت نہیں۔ میں پھر لوٹ گیا اپنے پروردگار کے پاس اس نے فرمایا پانچ نمازیں ہیں اور وہ پچاس کے برابر ہیں میرے یہاں بات نہیں بدلتی آپ نے فرمایا میں پھر لوٹ کر آیا موسیٰ علیہ السلام کے پاس انھوں نے کہا پھر جاؤ اپنے پروردگار کے پاس میں نے کہا مجھے شرم آئی اپنے پروردگار سے (بار بار عرض کرنے سے) پھر جبریلؑ مجھ کو لے کر چلے سدرۃ المنتہی کے پاس اس پر ایسے رنگ چڑھ گئے جن کو میں نہیں سمجھتا وہ کیا تھے پھر مجھے جنت میں لے گئے وہاں موتیوں کے گنبد تھے اور مٹی اس کی مشک تھی۔

((قُلْتُ مَنْ هَذَا)) قَالَ هَذَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْبَائِنِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا حَتَّةَ الْأَنْصَارِيِّ كَانَا يَقُولَانِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((ثُمَّ عَرَجَ بِي حَتَّى ظَهَرَتْ لِمُسْتَوَى أَسْمَعُ فِيهِ صَرِيفَ الْأَقْلَامِ)) قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَأَنْسَى ابْنَ مَالِكٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((فَفَرَضَ اللَّهُ عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلَاةً قَالَ فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ حَتَّى أَمُرُ بِمُوسَى فَقَالَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ مَاذَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلَيَّ أَتُكَلِّمُنِي قَالَ قُلْتُ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسِينَ صَلَاةً قَالَ لِي مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَجِعْ رَبُّكَ فَإِنَّ أَتُكَلِّمُكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ قَالَ فَرَجَعْتُ رَبِّي فَوَضَعَ شَطْرَهَا قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرَنِي قَالَ رَجِعْ رَبُّكَ فَإِنَّ أَتُكَلِّمُكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ قَالَ فَرَجَعْتُ رَبِّي فَقَالَ هِيَ خَمْسُونَ وَهِيَ خَمْسُونَ لَا يُبْدِلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ رَاجِعْ رَبُّكَ فَقُلْتُ قَدْ اسْتَحْسِنْتُ مِنْ رَبِّي قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى نَأْتِيَ مَبْدَأَ الْمُنْتَهَى فَخَشِينَهَا أَلْوَانُ لَا أَذْرِي مَا هِيَ قَالَ ثُمَّ أَدْخَلَنِي الْجَنَّةَ فَبَازَا

لہ میں بیان کی ہے اس میں یہ ہے کہ جبریلؑ آپ کے ساتھ چلے یہاں تک کہ پردے کے پاس پہنچے وہاں سے ایک فرشتہ نکلا جبریلؑ نے کہا قسم اس کی جس نے تجھے سچا پھر کر کے بھیجا ہے میں جب سے پیدا ہوا میں نے اس فرشتے کو نہیں دیکھا حالانکہ میں سب مخلوقاں میں سے خدا سے زیادہ بزرگ ہوں اور دوسری روایت میں ہے کہ پھر جبریلؑ مجھ سے جدا ہو گئے اور آوازیں سب موقوف ہو گئیں تمام ہوا کا کام قاضی حیاض کا۔ حدیث میں شطر کا لفظ وارد ہے جس کے معنی نصف کے ہیں پچیس نمازیں معاف کر دیں اس صورت میں یہ مخالف نہ ہوگا پہلی روایت کے جن میں پانچ پانچ نمازوں کا معاف ہونا مذکور ہے کیونکہ شطر کے معاف ہونے سے یہ غرض نہیں کہ ایک ہی بار میں شطر معاف ہو گیا تھے

فِيهَا جَنَابُذُ اللَّوْلُو وَإِذَا تَوَاتَاهَا الْجَمَلُ))

۴۱۶- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
لَعَلَهُ قَالَ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَفْصَعَةَ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ
قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((بَيْنَا
أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ بَيْنَ النَّاسِ وَالْقِطْعَانِ إِذْ سَمِعْتُ
قَابِلًا يَقُولُ أَحَدُ الظَّالِمِينَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَأَيُّتُ
فَانْطَبَقَ بِي فَأَيُّتُ بَطَسْتُ مِنْ ذَهَبٍ فِيهَا مِنْ
مَاءٍ زَمْزَمَ فَشَرَحَ صَدْرِي إِلَى كَذَا وَكَذَا قَالَ
فَقَادَهُ قُلْتُ لِلَّذِي مَعِيَ مَا يَغْنِي قَالَ إِلَى
أَسْفَلِ بَطْنِهِ فَاسْتُخْرِجَ قَلْبِي فَعَبِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ
ثُمَّ أَعْيِدَ)) مَكَانَهُ ثُمَّ حُشِيَ بِإِمَانًا وَحِكْمَةً ثُمَّ
أُبْتُ بِذَاتِهِ أَبْيَضَ يَقَالُ لَهُ الْبَرَاءُ فَوْقَ الْجِمَارِ
وَدُونَ الْبُعْلِ يَنْعُ عَطْوُهُ عِنْدَ أَنْصَى طَرَفِهِ
فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ)) انْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَا السَّمَاءَ
الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ
مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ

۳۱۶- انس بن مالک سے روایت ہے انھوں نے شاید سنا مالک بن
صفصعہ سے جو ایک شخص تھے ان کی قوم سے کہ فرمایا رسول اللہ
ﷺ نے میں خانہ کعبہ کے پاس تھا اور میری حالت خواب اور
بیداری کے بیچ تھی اتنے میں میں نے سنا ایک شخص کو جو کہتا تھا
کہ ہم دونوں میں سے جو تیسرے یہ ہیں یعنی رسول اللہ ﷺ پھر
میرے پاس آئے اور مجھ کو لے گئے پھر میرے پاس ایک ٹٹ لایا
گیا سو نے کا اس میں پانی تھا زمزم کا اور میرا سینہ چرا گیا یہاں تک
اور یہاں تک۔ قادی نے کہا جو راوی ہے اس حدیث کا میں نے
اپنے ساتھی سے پوچھا اس سے مراد کیا ہے انھوں نے کہا یعنی چرا
گیا پیٹ کے نیچے تک اور دل نکالا گیا اس میں سے پھر دھویا گیا زمزم
کے پانی سے پھر رکھا گیا اپنی جگہ پر پھر بھر دیا گیا ایمان اور حکمت
سے۔ پھر ایک جانور کو لائے جس کا رنگ سفید تھا اس کو براق کہتے
تھے گدھے سے اونچا اور حجر سے نیچا دینا قدم وہاں رکھتا تھا جہاں
تک اس کی نگاہ پہنچتی تھی مجھ کو اس پر سوار کیا پھر ہم چلے یہاں تک
کہ پہلے آسمان پر آئے جبریلؑ نے دروازہ کھلویا فرشتوں نے پوچھا
کون ہے؟ کہا جبریلؑ۔ کہا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمدؐ۔ کہا

اللہ بلکہ کئی بار میں معاف ہوا اور قاضی عیاضؒ نے کہا کہ شہر سے ایک حصہ مراد ہے یعنی پانچ نمازیں اور نصف مراد نہیں ہے اور یہ بھی ہو سکتا
ہے پر اس کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ حدیث مختصر ہے اس میں کئی بار لوگ نے کو بیان نہیں کیا۔ واللہ اعلم۔

(۳۱۶) ☆ ثیل ایک دریا ہے ملک افریقہ میں جس کا طول تین چار میل کے قریب ہے اور قاہرہ چائے تخت مصر اسی دریا کے کنارے واقع ہے
ملک مصر کی شاہی اور سرسبز اسی دریا سے ہے جب یہ دریا بہتا ہے اور پانی اس کا چڑھتا ہے تو تمام ملک سیراب ہو جاتا ہے اور فرات دریا ہے
جو عراق عرب میں واقع ہے شہر کوفہ جو اب بالکل اجاڑ ہے اسی دریا کے کنارے واقع تھا اور واقعہ کہ بلا اسی دریا کے کنارے واقع تھے

۱ ☆ قولہ اسد الثلاثة الخ جملین سے مراد جبریل اور میکائیل ہیں اور ثالث سے رسول اللہؐ مراد ہیں کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ یہ حدیث اور بدلی
حدیث سے معاصر ہے کیونکہ اس حدیث میں قبل نزول دئی کا ذکر ہے اور اس میں بعد نزول دئی کا لیکن بغور دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اس روایت میں
شریک (ایک راوی ہے اس حدیث کا) نے دو جگہ غلطی کی ہے (۱) یہ کہ معراج بعد نزول دئی کے ہوا ہے اور اس نے قبل دئی کے ذکر کیا ہے (۲) یہ کہ
حضرت کے پاس دو آدمی (فرشتے) آئے تھے اور اس نے تین آدمی بیان کئے ہیں۔

انھوں نے کیا بلوائے گئے ہیں وہ؟ جبریل نے کہا ہاں پھر دروازہ کھلا اور فرشتوں نے کہا سرجامبارک ہو آپ کا تشریف لانا پھر ہم آئے آدم کے پاس اور بیان کیا حدیث کا پورا قصہ اور ذکر کیا کہ آپ نے دوسرے آسمان پر ملاقات کی عیسیٰ سے اور یحییٰ سے اور تیسرے آسمان پر یوسف سے اور چوتھے آسمان پر اور سین سے اور پانچویں آسمان پر ہارون سے پھر کہا کہ ہم چلے یہاں تک کہ چھٹے آسمان پر پہنچے وہاں حضرت موسیٰ سے ملے ان کو میں نے سلام کیا انھوں نے کہا سر جانیک بھائی اور نیک نبی کو۔ جب میں آگے بڑھا تو وہ رونے لگے آواز آئی اے موسیٰ کیوں روتے ہو؟ انھوں نے کہا اے پروردگار اس لڑکے کو تو نے میرے بعد پیغمبر کیا اور اس کی امت میں سے جنت میں زیادہ لوگ جائیں گے میری امت سے (تو حضرت موسیٰ کو رنج ہوا اپنی قوم پر حالانکہ ان کی تعداد بہت تھی پر جنتی ان میں کم تھے ہمارے پیغمبر کی امت سے)۔ پھر آپ نے فرمایا ہم چلے یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر پہنچے وہاں میں نے ابراہیم کو دیکھا اور بیان کیا اس حدیث میں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے چار نہیں دیکھیں جو سدرۃ کی جڑ سے نکلی تھیں دو نہیں کھلی تھیں اور دو نہیں ڈھپی تھیں میں نے کہا اے جبریل یہ نہیں کیسی ہیں؟ انھوں نے کہا اٹھھی ہوئی دو نہیں تو جنت میں گئی ہیں اور کھلی ہوئی نیل و فرات ہیں پھر اٹھایا گیا میرے لیے بیت المعمور میں نے کہا اے جبریل یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا یہ بیت المعمور ہے اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہیں جو پھر کبھی اس میں نہیں آتے پس یہی ان کا آخر آتا ہے پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں شراب تھا اور ایک میں دودھ دونوں میرے سامنے رکھے گئے میں نے دودھ کو پسند کیا۔ آواز آئی ٹھیک کیا

إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفَتَحَ لَنَا وَقَالَ مَرْحَبًا بِهِ وَلِنَعْمَ الْمُتَجِيءُ جَاءَ قَالَ فَأَتَيْنَا عَلَى آدَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقَصِيدِهِ وَذَكَرَ أَنَّهُ لَقِيَ فِي السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ عِيسَى وَيَحْيَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَرَبِّي الثَّالثَةِ يُوسُفَ وَفِي الرَّابِعَةِ إِبْرَاهِيمَ وَفِي الْخَامِسَةِ هَارُونَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ قَالَ)) ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَأَتَيْتُ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا يَا أَخِي الصَّالِحَ وَالنَّبِيَّ الصَّالِحَ فَلَمَّا جَاوَزْتُهُ بَكَى فَنُودِيَ مَا يُبْكِيكَ قَالَ رَبِّ هَذَا غَلَامٌ بَعَثْتُهُ بَعْدِي يَدْخُلُ مِنْ أَثْنَيْهِ مِنْ أَثْنَيْهِ الْجَنَّةَ أَكْثَرَ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ أَثْنَيْهِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَأَتَيْتُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ ((وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ وَحَدَّثَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَأَى أَرْبَعَةَ أَتَهَارُ يَخْرُجُ مِنْ أَصْلِهَا نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ وَتَهْرَانِ بَاطِنَانِ)) فَقُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَا هَذِهِ الْأَتَهَارُ قَالَ أَمَّا التَّهْرَانِ الْبَاطِنَانِ فَتَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنَّيْلُ وَالْفَرَاتُ ثُمَّ رَفَعَ لِي الْيَنبُوتَ الْمَعْمُورَ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَا هَذَا قَالَ هَذَا الْيَنبُوتَ الْمَعْمُورُ يَدْخُلُهُ كُلُّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ إِذَا خَرَجُوا مِنْهُ لَمْ يَغُودُوا فِيهِ آخِرُ مَا عَلَيْهِمْ ثُمَّ آتَيْتُ يَانَاعَ بْنَ أَحْذَهْمَا خَصْرَ وَالْآخَرَ لَكِنْ فَعَرَضْنَا عَلَيَّ فَأَخْبَرْتُ اللَّيْلَ فَقَبِلَ أَصْنَبَتْ

لہجہ ہوا تھا۔ پانی اس کا نہایت شیریں اور صاف اور ہاضم ہے۔ قاضی عیاض نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ میں میں ہے کیونکہ نیل اور فرات اس کی جڑ سے نکلے ہیں۔ نووی نے کہا یہ کچھ ضروری نہیں اس لیے احتمال ہے کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ سے یہ نکلے

تم نے خدا تمہیں ٹھیک راستے پر لایا اور تمہاری امت بھی تمہارے راستے پر چلے گی پھر میرے اوپر پچاس نمازیں فرض ہوئیں ہر روز پھر بیان کیا سارا قصہ اخیر تک۔

۳۱۷- مالک بن صعصعہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہی حدیث جو اوپر گزری اتنا زیادہ ہے کہ میرے پاس ایک طشت لایا گیا سونے کا جو بھرا ہوا تھا حکمت اور ایمان سے پھر چیرا گیا سینے سے لے کر پیٹ کے نیچے تک اور دھویا گیا زمر کے پانی سے اور پھر اگیا حکمت اور ایمان سے۔

۳۱۸- قتادہ سے روایت ہے میں نے ابو عالیہ سے سنا وہ کہتے تھے مجھے حدیث بیان کی تمہارے پیغمبر ﷺ کے چچا زاد بھائی نے یعنی عبد اللہ بن عباسؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا معراج کا تو فرمایا موسیٰ گندی رنگ کے ایک لمبے آدمی تھے گویا شہوہ (ایک قبیلہ ہے عرب میں) کے آدمی اور عیسیٰ کو گھوگر ہال والے میانہ قد کے اور بیان کیا مالک کا جو دروغہ جنم کا اور ذکر کیا راجال کا۔

۳۱۹- قتادہ سے روایت ہے اس نے سنا ابو عالیہ سے انھوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے تمہارے نبیؐ کے چچا کے بیٹے ابن عباسؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس رات مجھے معراج ہوا میں موسیٰ بن عمران پر گزرا وہ ایک گندی رنگ کے لمبے آدمی تھے گھوگر ہال والے جیسے شہوہ کے آدمی ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا اللہ دونوں دریا لکے ہوں پھر چلے گئے جہاں تک کہ اللہ نے چاہا اور زمین پر نمودار ہوئے ہوں اور یہ امر نہ خلاف شرع ہے نہ خلاف عقل ہے اور ظاہر حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے تو اسی کی طرف جانا چاہیے۔

(۳۱۹) ☆ سبط کے معنی سیدھے اور صاف جس میں خفید کی نہ ہو اور اوپر کی روایت میں ہے کہ ان کے ہال گھوگر تھے تو جواب اس کا یہ ہے کہ گھوگر وہ جسم ہے جن ایک تو سخت گھوگر جیسے جوشی لوگوں کے ہال ہوتے ہیں اس کو عربی میں قططہ بولتے ہیں اور ایک ہلکے گھوگر جو سیدھے اور صاف ہوتے ہیں اور صرف کناروں سے ذرا خفیدہ ایسے ہالوں کو سبط کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ پہلی حدیث میں جعد کے لفظ سے گھوگر ہال مراد نہیں ہیں بلکہ جنودت جنم سے مشتق ہے یعنی بدن کا گھما اور سخت اور ٹھوس ہونا اور دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کی صفت میں ایک روایت میں جعد کا لفظ آیا ہے حالانکہ دوسری روایت میں ہے کہ ان کے ہال سیدھے صاف تھے یہ استہجاد ہے آری کہ یہ فلاحتا فی مریۃ من لغاتہ جس کی تفسیر قتادہ نے یہی کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت موسیٰ سے بے شک ملے ہیں اور یہی اختیار کیا ہے ایک جماعت نے اللہ

عسائی بن مریم کو وہ میانہ قد تھے اور رنگ ان کا سرخ اور سفید تھا اور بال ان کے سبط چھٹے ہوئے تھے اور دکھلانے گئے آپ کو مالک جہنم کے داروغہ اور دجال ان نشانیوں میں جو اللہ نے دکھلائیں تو مت شک کر آپ کی ملاقات میں موٹی سے۔ راوی نے کہا کہ قادمہ اس آیت کی یہی تفسیر کرتے ہیں کہ نبیؐ نے موٹی سے ملاقات کی۔

وَرَأَيْتُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ مَرْبُوعَ مُتَوْبِعَ الْمُخَلْقِ إِلَى الْخُمْرَةِ وَالْيَاضِ سَبْطَ الرَّاسِ ((وَأَرَى مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالْجَحَّالَ فِي آيَاتِ أَرْضِ اللَّهِ إِيَّاهُ فَلَا تُكِنُّ فِي مَرْبِئَةٍ مِنْ لِقَائِهِ قَالَ كَانَ قَدَادَةً يُنْسَرُّهَا أَنْ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَ لَقِيَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ.

۴۲۰- عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ وادی ازرق میں گزرے تو پوچھایہ کون سی وادی ہے؟ لوگوں نے کہا وادی ازرق آپ نے فرمایا گویا میں موسیٰ کو دیکھ رہا ہوں وہ اتر رہے ہیں چوٹی سے اور آواز سے لپیک پکار رہے ہیں پھر آپ ہر شاکی چوٹی (ٹکری) پر آئے (وہ ایک پہاڑ ہے شام اور مدینے کے راستے پر جھکے قریب آپ نے پوچھایہ کونسی ٹکری ہے؟ لوگوں نے کہا یہ ہر شاکی ٹکری ہے آپ نے فرمایا گویا میں دیکھ رہا ہوں یونس بن متی کو وہ ایک سرخ اونٹنی گھسی ہوئی پر سوار ہیں اور ایک جبہ پہنے

۴۲۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِوَادِي الْأَزْرَقِ فَقَالَ ((أَيُّ وَادٍ هَذَا)) فَقَالُوا هَذَا وَادِي الْأَزْرَقِ قَالَ ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ هَابِطًا مِنَ النَّبْتِ وَلَهُ جُوزَارٌ إِلَى اللَّهِ بِالنَّبْتِ)) ثُمَّ أَتَى عَلَى نَبْتٍ هَرَضِي فَقَالَ أَيُّ نَبْتٍ هَٰذَا قَالُوا نَبْتٌ هَرَضِي قَالَ ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يُونُسَ بْنِ يُونُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ جَبَذَةٍ عَلَيْهِ

لہ جیسے جامہ اور کبھی اور سدھی وغیرہ نے تو آیت کے معنی ان کے مذہب پر یہ ہو گئے کہ شک مت کرو تباہی ملاقات میں موٹی سے اور جمہور علماء کے نزدیک آیت کے یہ معنی ہیں کہ مت شک کر موسیٰ کو کتاب لئے میں اور یہی مذہب ہے ابن عباسؓ اور مقاتلؓ اور زہا ج کا یہ آیت سورۃ السجدہ پارہ ۲۱ میں ہے اور شروع میں اس آیت کا یہ ہے ولقد اتینا موسیٰ الكتاب اخر تک۔

(۳۲۰) قاضی عیاضؒ نے کہا اکثر وادیاں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہؐ نے ان پیغمبروں کو معراج کی رات دیکھا اور یہ امر تصریح کے ساتھ ابو العالیہ کی روایت میں ابن عباسؓ سے موجود ہے اور ابن مسیبؓ کی روایت میں ابو ہریرہؓ سے مگر اس میں لپیک کہنے کا ذکر نہیں ہے۔ اب اگر کوئی کہے کہ یہ پیغمبر تو مر گئے اور وہ آخرت میں گئے اب لپیک کیسے کہتے ہیں اور حج کیسے کرتے ہیں وہ تو عمل کرنے کا مقام نہیں تو ہمارے مشائخ اور ہم نے اس کے کئی جواب نکالے ہیں۔ ایک تو یہ کہ پیغمبر شہیدوں کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی افضل ہیں اور شہید زندہ ہیں اپنے پروردگار کے پاس تو کیا بعید ہے کہ وہ حج کریں یا نماز پڑھیں جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے اور جہاں تک ان سے ہو سکے خدا سے اور زندگی حاصل کریں اور گودہ مر گئے پر ابھی تک دنیا میں ہیں جو عمل کا مقام ہے البتہ جب قیامت ہو جائے گی اور دنیا کی عباد ختم ہو جائے گی اس وقت عمل ختم ہو جائے گا۔ دوسرے یہ کہ آخرت کا عمل ذکر اور دعا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دعوہم فیہا سبحانک اللہم ورحمتہم فیہا السلام۔ تیسرے یہ کہ شاید یہ خواب ہو گئی اور رات میں سوا معراج کی رات کے جیسے ابن عمرؓ کی روایت میں ہے میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے تئیں دیکھا کیسے کا طواف کرتے ہوئے اور بیان کیا تھا۔ عسائی علیہ السلام۔ جو تھی یہ کہ رسول اللہؐ کو ان پیغمبروں کی زندگی کا حال دکھایا گیا بطور تمثیل کے کہ ان کا حج کیسا تھا اور لپیک کیو تھی اس لیے کہ خود آپ نے فرمایا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں موسیٰؑ کو اور گویا میں دیکھ رہا ہوں یونسؑ کو اور گویا میں دیکھ رہا ہوں

ہیں بالوں کا ان کی اونٹنی کی کھیل خلیہ کی ہے اور وہ لپک کہہ رہے ہیں۔ ابن حنبلؒ نے اپنی حدیث میں بیان کیا ہے کہ عیشم نے کہا خلیہ سے مراد لیف ہے (یعنی کھجور کے درخت کی چھال)۔

۴۲۱- عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے کہ اور مدینہ کے بیچ میں ایک وادی پر گزرے آپ نے پوچھا یہ کون سی وادی ہے؟ لوگوں نے کہا وادی اترق آپ نے فرمایا گویا میں دیکھ رہا ہوں موسیٰ کو پھر بیان کیا ان کا رنگ اور بالوں کا حال جو یاد نہ رہا داؤد بن ابی ہند کو (جو وادی ہے اس حدیث کا) اور انگلیاں اپنے کانوں میں رکھی ہیں اور خدا کو پکار رہے ہیں آواز سے لپک کہہ کر اس وادی میں سے جا رہے ہیں۔ عبد اللہ نے کہا پھر ہم چلے یہاں تک کہ ایک ٹکری پر آئے آپ نے فرمایا یہ کون سی ٹکری ہے؟ لوگوں نے کہا ہر شا کا یا الفت کا۔ آپ نے فرمایا گویا میں دیکھ رہا ہوں یونسؑ کو ایک سرخ اونٹنی پر ایک چبہ صوف کا پہنے ہوئے اور ان کی اونٹنی کی کھیل کھجور کے چھال کی ہے اس وادی میں لپک کہتے ہوئے جا رہے ہیں۔

۴۲۲- مجاہد سے روایت ہے ہم عبد اللہ بن عباسؓ کے پاس بیٹھے تھے لوگوں نے ذکر کیا دجال کا اور کہا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں کافر کا لفظ لکھا ہو گا ابن عباسؓ نے کہا یہ تو میں نے نہیں سنا لیکن آپ نے فرمایا ابراہیمؑ تو ایسے ہیں جیسے تم اپنے صاحب کو دیکھتے ہو (یعنی میری مشابہ ہیں صورت میں) اور موسیٰؑ ایک شخص ہیں گندم رنگ گھوگر والے یا گٹھے ہوئے بدن کے سرخ اونٹ پر سوار ہیں جس کی کھیل کھجور کی چھال کی ہے گویا میں ان کو دیکھ رہا ہوں جب اترتے ہیں وادی میں تو لپک کہتے ہیں۔

۴۲۳- جابرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے

جنتہ من صوف خیطام ناقیہ خلیۃ وهو یلکي)) قَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ فِي حَدِيثِهِ قَالَ هُشَيْمٌ يَغْنِي لَيْفًا.

۴۲۱- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ أَيُّ وَادٍ هَذَا فَقَالُوا وَادِي الْأَزْرَقِ فَقَالَ ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِنْ لَوْنِهِ وَشَعْرِهِ ضَبًّا لَمْ يَحْفَظْهُ دَاوُدُ وَاضِعًا إِيصِيْعِيْهِ فِي أَذُنَيْهِ لَهُ جُزَارٌ إِلَى اللَّهِ بِالْثَلَاثَةِ مَرَّاتٍ بِهَذَا الْوَادِي قَالَ ثُمَّ سِرْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى نَبِيَّةٍ فَقَالَ أَيُّ نَبِيَّةٍ هَذِهِ)) قَالُوا مَرْحَى أَوْ لَيْفَتٌ فَقَالَ ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يُونُسَ عَلَى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ عَلَيْهِ جَبَّةٌ صُوفٌ خِطَامٌ نَاقِيَةٌ لَيْفٌ خَلِيَّةٌ مَرَّاتٍ بِهَذَا الْوَادِي مُلْكِيَا)).

۴۲۲- عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَالَ فَقَالَ إِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ أَسْمَعْهُ قَالَ ذَلِكَ وَلَكِنَّهُ قَالَ ((أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَأَنْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ وَأَمَّا مُوسَى فَرَجُلٌ آدَمُ جَعْدٌ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٌ بِخَلِيَّةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلْكِي)).

۴۲۳- عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ

لو ہوں یونسؑ کو۔ پانچواں یہ کہ آپ نے بیان کیا اس بات کو جو وحی کی گئی آپ کی طرف ان پیغمبروں کی کیفیت اور حالت سے اگرچہ آپ نے اپنی آنکھ سے ان کو نہ دیکھا ہو۔ تمام ہوا کلام قاضی عیاضؒ کا۔ (نووی)

سامنے لائے گئے پیغمبر تو موسیٰ توجہ سے آدی تھے (یعنی نہ بہت موٹے نہ بہت دہلے گول بدن کے تھے یا ہلکے بدن کے کم گوشت) جیسے شتوہ (ایک قبیلہ ہے) کے لوگ ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا عیسیٰ بن مریم کو میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ عروہ بن مسعود کو پاتا ہوں اور میں نے دیکھا ابراہیم کو سب سے زیادہ ان کے مشابہ تمہارے صاحب ہیں (آپ نے اپنے تئیں فرمایا) اور میں نے دیکھا جبرئیل کو (آدی کی صورت میں) سب سے زیادہ مشابہ ان کے وحید ہیں اور ابن ربیع کی روایت میں ہے وحید بن خلیفہ۔

۳۲۳- ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آپ کو معراج ہوا کہ میں موسیٰ سے ملا پھر آپ نے ان کی صورت بیان کی میں خیال کرتا ہوں آپ نے یوں فرمایا (یہ شک ہے) راوی کو وہ لمبے کم گوشت اور سیاہ بال والے تھے جیسے شتوہ کے لوگ ہوتے ہیں اور فرمایا کہ میں عیسیٰ سے ملا پھر آپ نے ان کی صورت بیان کی وہ میانہ قامت تھے سرخ رنگ جیسے ابھی کوئی حمام سے نکلا (یعنی ایسے تروتازہ اور خوش رنگ تھے) اور آپ نے فرمایا میں ابراہیم سے ملا تو میں ان کی اولاد میں سب سے زیادہ ان سے مشابہ ہوں آپ نے فرمایا پھر میرے پاس دو درتن لائے گئے ایک میں دودھ تھا اور ایک میں شراب اور مجھ سے کہا گیا جس کو چاہو پسند

((غُرَضٌ عَلَيَّ النَّبِيَاءُ فَإِذَا مُوسَى ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَتُوَّةَ وَرَأَيْتُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مِنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهَا عُرْوَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَإِذَا أَقْرَبُ مِنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهَا صَاحِبَكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ وَرَأَيْتُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مِنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهَا ذَخِيَةَ)) وَفِي رِوَايَةٍ ابْنِ رُمَيْحٍ ((ذَخِيَةُ ابْنِ خَلِيفَةَ))

۳۲۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((حِينَ أُنْزِيَ بِي لَقِيتُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَتَحَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَجُلٌ حَمِيئَةٌ قَالَ مُضْطَرِبٌ رَجُلُ الرَّأْسِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَتُوَّةَ قَالَ وَلَقِيتُ عِيسَى فَفَتَحَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رُبْعَةٌ أَحْمَرُ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِعَاسٍ)) يَعْنِي حَمَامًا قَالَ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدَهُ بِهِ قَالَ فَأَبَيْتُ بِلِقَائِهِ فِي أَحَدِهِمَا لَبَنٌ وَفِي الْآخَرِ حَمْرٌ فَقِيلَ

(۳۲۳) ☆ ایک روایت میں موسیٰ کی نسبت ضرب کا لفظ آیا ہے یعنی پر گوشت اور دوسری روایت میں مضطرب کا لفظ آیا ہے کم گوشت تو دونوں میں تضاد نہیں ہے قاضی عیاض نے کہا کہ مضطرب کی روایت میں راوی کو شک ہے تو صحیح وہی ضرب کی روایت ہے اور نووی نے کہا تضاد نہیں اس لیے کہ ضرب کے معنی لغت میں ہلکے کم گوشت کے بھی آتے ہیں۔ ایسے ہی ابن سکیت اور صاحب جمل اور زبیدی اور جوہری نے کہا ہے اور عیسیٰ کی نسبت اس روایت میں ہے کہ ان کا رنگ سرخ تھا اور ابن عمر کی روایت میں ہے کہ گندم گوں تھے اور بخاری نے ابن عمر سے نقل کیا کہ انھوں نے سرخ رنگ کا انکار کیا بلکہ قسم کھائی کہ رسول اللہ نے حضرت عیسیٰ کو سرخ رنگ نہیں فرمایا اور یہ راوی کا شہدہ ہے تو شاید احمہ کے لفظ سے آدی (گندم گوں) مراد ہو اور گندی صرف نہ ہو بلکہ گندی اور سرخ کے بیچ میں ہو اور جو حدیث میں ہے جیسے حمام سے ابھی کوئی نکلا تو دیاس کے لفظ کا ترجمہ ہے اور دیاس دس سے مشتق ہے جس کے معنی خاک میں چھپنا اور یہاں یا حمام مراد ہے یا غار اور یہ خانہ اور مطلب یہ ہے کہ ان کا رنگ روپ ایسا تھا جیسے ابھی کسی چیز کو اندر سے نکالیں جس پر دھوپ نہ پڑی اور گرد و غبار نہ لگا ہو اور گمراہ ہوگی لہٰذا

لِي خُذْ إِلَيْهِمَا شَيْئًا فَأَخَذْتُ التَّبَنُّ فَخَرَبْتُهُ فَقَالَ
هَذِيكَ الْفِطْرَةُ أَوْ أَصَبْتُ الْفِطْرَةَ أَمَّا إِنَّكَ لَوْ
أَخَذْتُ الْحَمَرَ غَوْتُ أَثْلُكَ
کرلو میں نے دودھ کا برتن لے لیا اور دودھ پیاسا نے کہا (یعنی
اس فرشتے سے جو یہ دونوں برتن لے کر آیا تھا) تم کو راولی فطرت
کی یا تم پیچھے فطرت کو (اس کی تفسیر اوپر گزر چکی ہے) اور جو تم
شراب کو اختیار کرتے تو تمہاری امت گمراہ ہو جاتی۔

باب: مسیح بن مریم اور مسیح دجال کا ذکر

بَابُ ذِكْرِ الْمَسِيحِ ابْنِ مَرْيَمَ
وَالْمَسِيحِ الدَّجَالِ

۴۲۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ ((أُرَايَنِي لَيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ قَرَأْتُمْ رَجُلًا
آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَى مِنْ آدَمَ الرِّجَالِ
لَهُ لِمَةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَى مِنَ اللَّحْمِ فَذُ
رَجُلُهَا فِيهِ تَقَطَّرُ مَاءٌ مِنْكُمَا عَلَى رَجُلَيْنِ
۳۲۵- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
مجھ کو ایک رات دکھائی دیا کہ میں کہے کے پاس ہوں میں نے ایک
آدمی کو دیکھا گیوں رنگ جیسے کہ تم نے بہت اچھی گیوں رنگ
کے آدمی دیکھے ہوں اس کے کندھوں تک بال ہیں جیسے تو نے
بہت اچھے کندھوں تک کے بال دیکھے ہوں اور بالوں میں مسیحؑ کی
ہے ان میں سے پانی ٹپک رہا (یعنی ان میں تری اور تازگی ایسی ہے

۴۲۵- یعنی ساری امت جیسے یہود و نصاریٰ سب کے سب گمراہ ہو گئے۔ اب نصاریٰ کا یہ حال ہے کہ ان میں بہت فرقے ہیں جو فرقہ سب میں
اچھا خیال کیا جاتا ہے یعنی پروردگار کے نام پر جو فرقہ وہ بھی حقاقت میں گمراہ ہے اور دین کی پہلی اصل یعنی توحید ہی کو نہیں سمجھا مسلمانوں میں اگرچہ بہت
گمراہ فرقے ہیں اور ہزاروں لاکھوں ان میں نصاریٰ کی طرح جی تو حید پر قائم نہیں شرک میں گرفتار ہیں پر ایک فرقہ ان کا تو حید اور اتباع سنت
میں نہایت مضبوط ہے اور وہ ہمیشہ قائم ہے حق پر اگرچہ دین کے دشمن اس فرقہ کے بھی دشمن ہیں پر خدا ان کا مددگار ہے۔

(۳۲۵) ☆ قاضی عیاضؒ نے کہا اگر یہ تھہ بیداری کا ہے تو کوئی بھی اشکال نہیں اس لیے کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ اور سلامت ہیں پھر طواف
کرنے میں کیا اعتبار ہے اور اگر یہ خواب کا قصہ ہے جیسے ابن عمرؓ کی دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے تو اس میں وہی تلاوتات ہیں جو اوپر
گزریں اور ظاہر یہی ہے کہ یہ خواب کا قصہ ہے اس لیے کہ اس میں دجال کا طواف کرنا بھی مذکور ہے حالانکہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ دجال
کے اور مدینے نہیں جائے گا اور مالک کی روایت میں دجال کے طواف کا ذکر نہیں اور شاید کہ حرمت مکہ اور مدینہ کی دجال کی اس زمانے کے
ساتھ خاص ہو جب وہ فساد کرے گا اور مسیح حضرت عیسیٰؑ کو بھی کہتے ہیں اور دجال کو بھی یحییٰؑ حضرت عیسیٰؑ کو مسیح کہنے کی وجہ میں علماء کے
اختلاف ہیں واحدی نے کہا ابو عبید اور لیث نے کہا کہ مسیحؑ کی اصل عبرانی زبان میں مسیح ہے پھر عربوں نے اس کو بدل کر مسیحؑ کر لیا جیسے موسیٰؑ
اصل اس کی عبرانی زبان میں موسیٰؑ یا یثا ہے اس صورت میں یہ لفظ مشتق ہو گا لیکن جمہور کے نزدیک مشتق ہے ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ
ان کو مسیحؑ اس لیے کہتے تھے کہ جب وہ کسی پیار پر مسؑ کرتے یعنی ہاتھ پھیرتے تو وہ تدرست ہو جاتا اور ابراہیمؑ اور ابن اعرابیؑ نے کہا مسیحؑ کہتے
ہیں صلہٴ رحم کو اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ ان کے کوسے دونوں پاؤں کے صاف اور برابر تھے جس میں گمراہ تھا اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ وہ اپنی
ماں کے پیٹ سے جمل گئے ہوئے پیدا ہوئے تھے اور بعضوں نے کہا کہ اس لیے کہ برکت ان پر پھیری گئی تھی جب وہ پیدا ہوئے تھے اور
بعضوں نے کہا کہ اس لیے کہ اللہ نے ان پر ہاتھ پھیرا تھا یعنی خوبصورت پیدا کیا تھا اور اس کے سوا اور وجہیں بھی بیان کیں ہیں اور علی

جیسے ان بالوں میں ہوتی ہے جو پانی بھرے ہوں یا در حقیقت ان میں سے پانی پیتا ہے) اور نکلیے دیئے ہے دو آدمیوں پر یا دو آدمیوں کے کندھوں پر اور طواف کر رہا ہے کعبہ کا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مسیح ہیں بیٹے مریم کے پھر میں نے ایک شخص کو دیکھا گھوگر ہال والا بہت گھوگر دانتی آنکھ کا کانا اس کی کافی آنکھ جیسے پھولا انگور۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے (خدا اس کے شر سے ہر مسلمان کو بچائے)۔

۳۲۶- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک دن لوگوں کے بیچ میں مسیح دجال کا ذکر کیا تو فرمایا اللہ جل جلالہ کانا نہیں ہے اور مسیح دجال کانا ہے دانتی آنکھ کا اس کی کافی آنکھ جیسے پھولا انگور (پس یہی ایک کھلی نشانی ہے اس بات کی کہ وہ مردود جھوٹا ہے خدا کی دعویٰ میں) آپ نے فرمایا ایک رات خواب میں میں نے اپنے آپ کو کیسے کے پاس دیکھا ایک شخص گیہوں رنگ جیسے بہت اچھا کوئی گیہوں رنگ کا آدمی اس کے ٹپے موڑھوں تک تھے اور بالوں میں گنگھی کی ہوئی تھی سر میں سے پانی ٹپک رہا تھا اور اپنے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے موڑھوں پر رکھے ہوئے طواف کر رہا تھا خانہ کعبہ کا میں نے پوچھا یہ شخص کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مسیح ہیں مریم کے بیٹے علیہا السلام اور ان کے پیچھے میں نے اور ایک شخص کو دیکھا جو سخت گھوگر ہال والا دانتی آنکھ کا کانا تھا میں نے جو لوگ دیکھے ہیں ان سب میں ابن قطن اس سے زیادہ مشابہ ہے وہ بھی اپنے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے موڑھوں پر رکھے ہوئے طواف کر رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ مسیح دجال ہے۔

أَوْ عَلَى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بَالَيْتٍ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقِيلَ هَذَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ أَغْوَرَّ الْعَيْنِ الْيَمْنَى كَأَنَّهَا عَيْنُهُ طَافِيَةً فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقِيلَ هَذَا الْمَسِيحُ الدَّجَالُ))

۴۲۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا نَبِيَّ ظَهَرَ أَنِّي النَّاسِ الْمَسِيحُ الدَّجَالُ فَقَالَ ((إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَيْسَ بِأَغْوَرَ أَلَّا إِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَالُ أَغْوَرَّ عَيْنِ الْيَمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عَيْنُهُ طَافِيَةً قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ عِنْدَ الْكَعْبَةِ قَبْدًا رَجُلٌ آدَمُ كَأَخْسَنِ مَا تَرَى مِنْ آدَمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمُتَهُ بَيْنَ مَنَكِبَيْهِ رَجُلٌ الشَّعْرَ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنَكِبَيْهِ رَجُلَيْنِ وَهُوَ بَيْنَهُمَا يَطُوفُ بَالَيْتٍ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَرَأَيْتُ وَرَأَاهُ رَجُلًا جَعْدًا قَطَطًا أَغْوَرَّ عَيْنِ الْيَمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عَيْنُهُ طَافِيَةً قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ عِنْدَ الْكَعْبَةِ قَبْدًا رَجُلٌ آدَمُ كَأَخْسَنِ مَا تَرَى مِنْ آدَمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمُتَهُ بَيْنَ مَنَكِبَيْهِ رَجُلٌ الشَّعْرَ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنَكِبَيْهِ رَجُلَيْنِ وَهُوَ بَيْنَهُمَا يَطُوفُ بَالَيْتٍ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا هَذَا الْمَسِيحُ الدَّجَالُ))

مسیح دجال کو اس لیے مسیح کہتے ہیں کہ اس کی آنکھیں مٹی کی ہیں یا اس لیے کہ وہ کانا ہے اور کانے کو بھی مسیح کہتے ہیں یا اس لیے کہ وہ ساری زمین پر پھرے گا اپنے نکلنے کے وقت میں۔ (نووی)

(۳۲۶) معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کی تو آنکھیں مسیح اور سالم ہیں ہر طرح کے عیب اور نقص سے اور وہ پاک ہے ہر طرح کے ظلم اور نقصان سے۔

۳۲۷- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے کعبہ کے پاس ایک شخص کو دیکھا جو گندم رنگ کا تھا اس کے بال لٹکے ہوئے تھے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے مونڈھوں پر رکھے تھا اور اس کے سر میں سے پانی بہہ رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ عیسیٰ ہیں مریم کے بیٹے یا یوں کہا مسیح ہیں مریم کے بیٹے معلوم نہیں کون سا لفظ کہا پھر ان کے پیچھے میں نے ایک اور شخص دیکھا سرخ رنگ گھونگر بال والا داعی آکھ کا کاناسب سے زیادہ مشابہ اس سے قطن کا بیٹا ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے۔

۳۲۸- جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قریش کے لوگوں نے مجھے جھٹلاتا تو میں حطیم میں کھڑا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے کر دیا بیت المقدس کو میں نے اس کی نشانیاں قریش کو بتلایں شروع کیں اور میں دیکھ رہا تھا اس کو (یعنی بیت المقدس کو)۔

۳۲۹- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے میں سو رہا تھا اتنے میں میں نے اپنے تئیں دیکھا طواف کر رہا ہوں خانہ کعبہ کا اور ایک شخص کو دیکھا جو گندم رنگ تھا اس کے بال چھٹے ہوئے تھے سر سے پانی ٹپک رہا تھا یا بہہ رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مریم کے بیٹے ہیں پھر میں چلا اور طرف دیکھنے لگا تو ایک شخص کو دیکھا سرخ رنگ مونا داعی آکھ کا کان گویا اس کی آکھ پھولا انگور ہے میں نے کہا یہ کون ہے انھوں نے کہا یہ دجال ہے سب لوگوں میں اس سے زیادہ مشابہ ابن قطن ہے۔

۳۳۰- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے تئیں دیکھا حطیم میں اور قریش مجھ سے میری سیر کا حال

۴۲۷- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((رَأَيْتُ عِنْدَ الْكَعْبَةِ رَجُلًا أَدَمَ سَبَطَ الرَّأْسِ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى رَجُلَيْنِ يَسْكُبُ رَأْسُهُ أَوْ يَقْطُرُ رَأْسُهُ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ أَوْ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ لَا نَدْرِي أَيْ ذَلِكَ قَالَ وَرَأَيْتُ وَرَاءَهُ رَجُلًا أَحْمَرَ جَعَدَ الرَّأْسِ أَغْوَرَ الْعَيْنِ الْيَمْنَى أَشْبَهَ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ ابْنُ قَطْنٍ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا الْمَسِيحُ الدَّجَالُ))

۴۲۸- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَمَّا كَذَّبْتَنِي قُرَيْشٌ قُتِلْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَعَلَ اللَّهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ قَطِيفَةً أَحْبَرَهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ))

۴۲۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((يَتِمُّنَا أَنَا نَابِئُ رَأْيِنِي أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ لَبِذَا رَجُلٌ أَدَمُ سَبَطَ الشَّعْرَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطَفِئُ رَأْسُهُ مَاءٌ أَوْ يَهْرَاقُ رَأْسُهُ مَاءٌ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ ذَهَبَتْ أَلْفَيْتُ لَبِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيمٌ جَعَدَ الرَّأْسِ أَغْوَرَ الْعَيْنِ كَانَ عَيْنُهُ عَيْنَةً طَائِفَةً قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا الدَّجَالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطْنٍ))

۴۳۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَقَدْ

(۳۳۰) ☆ قاضی عیاض نے کہا ان مشہوروں کی نماز میں جو گنگو حقی اس کو پورا ہم بیان کر چکے ہیں اور کبھی نماز سے ذکر اور دعا

پوچھ رہے تھے (یعنی معراج کا) تو انہوں نے بیت المقدس کی کئی چیزیں پوچھیں جن کو میں بیان نہ کر سکا مجھے بزار بخ ہوا بزار بخ بھی نہیں ہوا تھا پھر اللہ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا میں اس کو دیکھنے لگا اب جو بات وہ پوچھتے تھے میں بتا دیتا تھا اور میں نے اپنے تئیں پیغمبروں کی جماعت میں پایا دیکھا تو موسیٰ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں وہ ایک شخص ہیں میان تن و توش کے اور گھٹے ہوئے جسم کے جیسے ششودہ کے لوگ ہوتے ہیں اور دیکھا عیسیٰ بن مریم کو وہ بھی کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں سب سے زیادہ مشابہ ان کے میں عروہ ابن مسعود ثقفی کو پایا ہوں اور دیکھا تو حضرت ابراہیم کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں سب سے زیادہ مشابہ ان کے تمہارے صاحب ہیں آپ نے اپنے تئیں فرمایا پھر نماز کا وقت آیا تو میں نے امامت کی اور سب پیغمبروں نے میرے پیچھے نماز پڑھی جب میں نماز سے فارغ ہوا تو ایک بولنے والا بولا اے محمد! یہ مالک ہے جہنم کا (دارودہ) اس کو سلام کرو۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے خود پہلے سلام کیا۔

رَأَيْتُنِي فِي الْحِجْرِ وَقُرَيْشٍ تَسْأَلُنِي عَنْ مَسْرَايَ فَسَأَلْتَنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أَنْبِئْهَا فَكُرْبَتْ كُرْبَةً مَا كُرْبَتْ مِثْلَهُ قَطُّ قَالَ فَرَفَعَهُ اللَّهُ لِي أَنْظُرَ إِلَيْهِ مَا يَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنْبَأْتُهُمْ بِهِ وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ يُصَلِّي فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنْوَةَ وَإِذَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي أَقْرَبُ النَّاسِ بِهَ شَبْهَا عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُودٍ الْثَّقَفِيُّ وَإِذَا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي أَشَبَّهُ النَّاسَ بِهَ صَاحِبِكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ فَخَانَتْ الصَّلَاةُ فَأَمْسَتْهُمْ فَلَمَّا فَرَعْتُ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ قَائِلٌ يَا مُحَمَّدُ هَذَا مَالِكٌ صَاحِبُ النَّارِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَالْتَفَتْتُ إِلَيْهِ فَبَدَأَنِي بِالسَّلَامِ ((

۴۳۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا أُسْرِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّبَعَنِي بِهِ إِلَى سِدْرَةِ الْمُتَنَبِّهِ وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ إِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُخْرَجُ بِهِ مِنَ الْأَرْضِ فَيَقْضُ مِنْهَا وَإِلَيْهَا

۴۳۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا أُسْرِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّبَعَنِي بِهِ إِلَى سِدْرَةِ الْمُتَنَبِّهِ وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ إِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُخْرَجُ بِهِ مِنَ الْأَرْضِ فَيَقْضُ مِنْهَا وَإِلَيْهَا

اور مراد ہوتی ہے یا اور کوئی کہے کہ آنحضرت نے حضرت موسیٰ کو قبر میں نماز پڑھنے دیکھا پھر بیت المقدس میں ان کیساتھ نماز پڑھی پھر آسمان پر ان سے ملے یہ کیسے ہو سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے قبر میں جو آپ نے دیکھا ہے تو معراج سے پہلے تھا اور بیت المقدس میں اس کے ساتھ نماز پڑھی معراج کی رات میں پھر حضرت موسیٰ آپ سے پہلے آسمان پر چلے گئے یا یہ نماز آسمانوں سے لوٹنے کے بعد پڑھی۔ واللہ اعلم۔

(۳۳۱) ☆ نووی نے کہا سب شخصوں میں یوں ہی ہے کہ سدرۃ المنتہی جیسے آسمان میں ہے لیکن اوپر گزرالافس کی روایات میں کہ سدرۃ المنتہی آسمان کے اوپر ہے قاضی عیاض نے کہا یہی صحیح ہے اور اکثر کا قول یہی ہے اور ممکن ہے منع کرنا ان دونوں روایتوں میں اس طرح کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ جیسے آسمان میں ہو اور ڈالیاں اس کی ساتویں آسمان کے اوپر ہوں اس لیے کہ وہ نہایت بڑا درخت ہے اور غلیل نے کہا سدرۃ المنتہی ایک درخت ہے ساتویں آسمان میں جو سایہ کیا ہوا ہے آسمانوں پر اور جنت پر اور بڑے بڑے کثیرہ گناہوں کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص جنت میں امت میں سے مرے اور وہ شرک میں گرفتار نہ ہو تو وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا بلکہ کبھی نہ کبھی ضرور بخشا جائے گا اور یہ امر انہیں ملے

لیا جاتا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب سدرۃ المنتہیٰ کو ڈھانپتی تھیں وہ چیزیں جو ڈھانپتی تھیں عبد اللہؑ نے کہا یعنی پتنگے سونے کے پھر رسول اللہ ﷺ کو وہاں تین چیزیں دی گئیں ایک تو پانچ نمازیں دوسری سورۃ بقرہ کی آخر آیتیں تیسرے اللہ نے بخش دیا آپ کی امت میں سے اس شخص کو جو شرک نہ کرے اللہ کے ساتھ باقی تمام تباہ کرنے والے گناہوں کو۔

يَنْتَهِي مَا يَهْبِطُ بِهِ مِنْ قُوَّهَا فَيَقْبُضُ مِنْهَا قَالَ
إِذْ يَغْشَى السَّمَدَةَ مَا يَغْشَى قَالَ فَرَأَاهُ مِنْ
ذَهَبٍ قَالَ فَأَعْطَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ثَلَاثًا أُعْطِي الصَّلَوَاتِ الْحَمْسَ وَأَعْطَانِي
خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَغَيْرَ لَمَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ
مِنْ أُمَّتِي شَيْئًا الْمُنْفَجَاتِ.

باب: اس باب میں یہ بیان ہے کہ ولقد راہ نزولہ
اخروی سے کیا مراد ہے اور رسول اللہ ﷺ نے حق تعالیٰ
جل جلالہ کو معراج کی رات میں دیکھا تھا یا نہیں

بَابُ مَعْنَى قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ رَأَاهُ
نَزْلَةً أُخْرَى وَهَلْ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ

اللہ ہے کہ اس کو عذاب نہ ہو گا کیونکہ اور نصوص شرعیہ اور اجماع امت سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ بعض موحدین کو جو گناہگار ہو گئے عذاب
دیا جائے گا اور احتمال ہے کہ یہاں بعض خاص لوگ مراد ہوں جن کے سب گناہ بخش دیے جائیں گے اور انکو بالکل عذاب نہ ہو گا یا اللہ تو اپنے
عزائت اور کرم سے ہم کو ان لوگوں میں کر دے اور ہمارے گناہوں کو بخش دے اور جیسا تو نے اب تک ہم کو شرک سے بچایا ہے ویسا ہی خاتمہ
بھی ہمارا توحید پر کر اور امت جتنا کہ ہم کو شرک میں بے شک تو سب اختیار رکھتا ہے۔

۱۔ جہاں قاضی عیاضؒ نے کہا سلف اور خلف نے اختلاف کیا ہے اس امر میں کہ ہمارے پیغمبرؐ نے اللہ تعالیٰ جل شانہ کو معراج کی رات میں دیکھا تھا یا
نہیں تو حضرت عائشہؓ نے انکار کیا دیکھنے کا جیسے خود اس کتاب میں اس سے روایت ہے اور ایسا ہی منقول ہے ابو ہریرہؓ اور ایک جماعت صحابہ سے
اور وہی مشہور ہے ابن مسعودؓ سے اور اسی طرف گئی ہے ایک جماعت محمد شین کی اور متکلمین کی اور ابن عباسؓ سے یوں روایت ہے کہ آپؐ نے
اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور ایسا ہی منقول ہے ابو ذرؓ اور کعبہؓ سے اور حسن بصریؒ اس بات کی قسم کھاتے تھے اور ایسا ہی مروی ہے ابن
مسعودؓ ابو ہریرہؓ امام احمد بن حنبلؒ سے اور اصحاب مقالات نے امام ابوالحسن اشعریؒ اور ان کے اصحاب سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کو
دیکھا اور ہمارے بعض مشائخؒ نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے اور کہا ہے کہ دیکھنے پر کوئی صاف دلیل نہیں لیکن دیکھنا جائز ہے کیونکہ اللہ کا دیدار
دنیا میں ممکن ہے اور موسیٰؑ کا درخواست کرنا یہ ارے لیے یہی دلیل ہے امکان کی اس لیے کہ نبی اس امر کی درخواست کیسے کرے گا جو اللہ کی
نسبت محال ہو اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ حضرت موسیٰؑ نے حق تعالیٰ کو دیکھا یا نہیں اور قاضی ابوالحسنؒ نے کہا کہ حضرت موسیٰؑ اور ہمارے پیغمبرؐ
علیہ السلام دونوں نے حق تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ اسی طرح علماء نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ میں کہ ہمارے پیغمبرؐ نے حق تعالیٰ سے کلام کیا ہے معراج
کی رات کو بلا واسطہ یا نہیں۔ موصاعشریؒ اور ایک جماعت متکلمین کے نزدیک کلام کیا ہے اور بعضوں نے اس قول کی نسبت دی جعفر بن محمدؒ اور ابن
مسعودؒ اور ابن عباسؓ کی طرف اسی طرح علماء نے اختلاف کیا ہے اس آیت کے معنوں میں ہم دعا فتدلی یعنی پھر نزدیک ہو اور اتر آیا اور بعض
نے کہا یہ نزدیک ہونا جبریلؑ سے ہے یا سدرۃ المنتہیٰ سے اور ابن عباسؓ اور محمد بن کعبہؒ اور جعفر بن محمدؒ وغیرہم سے منقول ہے کہ نزدیک ہونا
رسول اللہؐ کا خدا سے عزوجل سے ہے۔ اس صورت میں نزدیک ہونے کی تاویل کرنا پڑے گی اور مراد قرب سے یہ ہوگی کہ خدا کی بزرگی آپؐ پر
ظاہر ہوئی اور انوار معرفت کھل گئے اور غیب کے اسرار معلوم ہو گئے اور فکان قاب قوسین او ذی فیؒ کی بھی تاویل کرنا ہوگی اور ایسی ہی تاویل ہے

FAA

- ۴۳۲- عَنْ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَأَلْتُ زُرَّ بْنَ حَبِشٍ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَحَلَّ فَكُنَّا قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى قَالَ أَعْبَرَنِي ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتٌّ مِائَةٌ حَنَاحٌ.
- ۴۳۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى قَالَ رَأَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهُ سِتٌّ مِائَةٌ حَنَاحٌ.
- ۴۳۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّي الْكَثِيرَ قَالَ رَأَى جِبْرِيلَ فِي صُورِيهِ لَهُ سِتٌّ مِائَةٌ حَنَاحٌ.
- ۴۳۲- سلیمان شیبانی سے روایت ہے میں نے زر بن حبیش سے پوچھا اس آیت کو فکان قاب قوسین او ادنیٰ یعنی پھر رہ گیا فرق دو کمان کا یا اس سے بھی نزدیک انھوں نے کہا مجھ سے عبد اللہ ابن مسعود نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل کو دیکھا ان کے چھ سو بازو تھے۔
- ۴۳۳- عبد اللہ بن مسعود نے کہا جو حق تعالیٰ نے فرمایا کذب القواد ما راى یعنی جھوٹ نہ دیکھا دل نے جو دیکھا مراد اس سے جبرئیل کا دیکھنا ہے آپ نے دیکھا ان کو ان کے چھ سو بازو تھے۔
- ۴۳۴- عبد اللہ بن مسعود نے کہا یہ جو حق تعالیٰ نے فرمایا لقد راى من آيات ربى الکثرى۔ بیشک دیکھیں اپنے رب کی بڑی نشانیاں مراد اس سے یہ ہے کہ آپ نے دیکھا جبرئیل کو ان کی اصلی صورت میں چھ سو بازو تھے ان کے۔

لہ اجتہاد سے اور ان کا استدلال زیادہ واضح ہے اور ایک روایت میں صراحۃً یہ امر ثابت ہے مردوق سے کہ حضرت عائشہ نے کہا میں نے سب سے پہلے اس آیت کو رسول اللہ سے پوچھا آپ نے فرمایا مراد اس سے جبرئیل ہیں اور اس سے صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ نے اس آیت کی تفسیر ساتھ جبرئیل کے کی تو آپ اس سے بھیجے کے لیے کوئی دلیل چاہیے اس لیے ٹھیک یہی ہے کہ توقف کیا جائے جب تک دلیل قائم نہ ہو اور میں یہ نہیں کہتا کہ دیدار الہی جائز نہیں بلکہ کلام اس میں ہے کہ آیا دیدار ہوا یا نہیں اور حدیث موقوف اس باب میں حجت نہیں ہو سکتی جب اس کے خلاف دوسری حدیث موقوف ہو اور یہ مسئلہ عقل اور اجتہاد سے معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ تابع چاہیے رسول اللہ سے اور یہاں پر کوئی مبالغہ مرفوع نہیں ہے۔ ابھی مختصر ا۔

(۴۳۲) ☆ یعنی ان کی اصل صورت پر دیکھا اور نہ اور شکوں سے تو ان کو اکثر آپ دیکھا کرتے تھے عبد اللہ بن مسعود بھی جو اس حدیث کے راوی ہیں بڑے عالم ہیں اس امر کے اور معارض ہے ان کا قول عبد اللہ بن عباس کے قول کے نوید نے کہا عبد اللہ بن مسعود کا یہی نہ ہو کہ مراد اس آیت سے جبرئیل ہیں لیکن اکثر مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ مراد دیکھنے سے دیکھنا حق سبحانہ تعالیٰ کا ہے پھر ان لوگوں نے اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا اپنے پروردگار کو اپنے دل کی آنکھ سے دیکھا اور بعضوں نے کہا ظاہر کی دونوں آنکھوں سے دیکھا۔ امام ابو الحسن واحدی نے کہا یہ بیان ہے رسول اللہ کے دیدار الہی کا معراج کی رات میں۔ ابن عباس اور ابو ذر اور ابن عباس جی نے کہا کہ آپ نے خدائے تعالیٰ کو اپنے دل سے دیکھا اور دیکھا اور حقیقت صحیح دیکھنا تھا اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ایک آنکھ آپ کے دل میں پیدا کر دی یا دیکھنے کی قوت دل میں ڈال دی اور آپ نے دیکھ لیا جیسے آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ایک جماعت مفسرین کی اس طرف گئی ہے کہ آپ نے انہیں ظاہری آنکھوں سے خدائے تعالیٰ کو دیکھا اور یہی قول ہے انس اور عمرہ اور حسن اور ربیعہ کا۔ (نووی)

- ۴۳۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَدْ رَأَى نَزْلَةَ أُخْرَى قَالَ رَأَى جِبْرِيلَ.
- ۴۳۶- عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَأَى بِقَلْبِهِ.
- ۴۳۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى وَقَدْ رَأَى نَزْلَةَ أُخْرَى قَالَ رَأَى بِفُؤَادِهِ مَرَّتَيْنِ.
- ۴۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُو جَهْمَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.
- ۴۳۹- عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ كُنْتُ مَعَكُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ يَا أَبَا عَائِشَةَ ثَلَاثٌ مَنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ فَقَدْ أَغْطَمَ عَلَى اللَّهِ الْغَبْرِيَّةَ فَلَنْتُ مَا هُنَّ قَالَتْ مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ أَغْطَمَ عَلَى اللَّهِ الْغَبْرِيَّةَ قَالَ وَكُنْتُ مَعَكُمْ فَحَلَسْتُ فَقُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْظِرِيَنِي وَلَا تَعْطِلِيَنِي أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ عَزَّ
- ۴۳۵- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے اس کی تفسیر میں ولقد راہ نزولہ اخروی یعنی دیکھا ان کو دوسرے امد میں کہ دیکھا آپ نے جبریل کو۔
- ۴۳۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ اپنے دل سے دیکھا۔
- ۴۳۷- ابن عباسؓ سے روایت ہے ما کذب الفؤاد ما راہ ولقد راہ نزولہ اخروی کی تفسیر میں کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل سے دوبارہ دیکھا۔
- ۴۳۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مذکور ہے۔

۴۳۹- مسروقؓ سے روایت ہے میں تکلیہ لگائے ہوئے تھا حضرت عائشہؓ کے پاس انھوں نے کہا اے ابو عائشہؓ (یہ کیت ہے مسروق کی) کہ تین باتیں ہیں جو کوئی ان کا قائل ہو اس نے بڑا جھوٹ باندھا خدا پر میں نے کہا وہ تین باتیں کوئی ہیں؟ انھوں نے کہا (ایک یہ ہے) جو کوئی سمجھے کہ حضرت محمدؐ نے اپنے رب کو دیکھا اس نے بڑا جھوٹ باندھا اللہ پر۔ مسروقؓ نے کہا میں تکلیہ لگائے تھا یہ سن کر میں بیٹھ گیا اور میں نے کہا اے ام المؤمنینؓ اور اچھے بات

(۴۳۵) ☆ ٹووی نے کہا یہ عبد اللہ بن مسعودؓ اور ابو ہریرہؓ نے کہا ایسا ہی منقول ہے بہت سلف سے اور یہی روایت ہے ابن عباسؓ اور ابن زید اور محمد بن کعب اور معاذ بن حیان سے اور خفاک نے کہا ہر اس سدرۃ المنتہی کا دیکھنا ہے اور بعضوں نے کہا کہ رف بنز کا اور واحدی نے کہا کہ اکثر علماء نے یوں کہا کہ رسول اللہؐ سے حضرت جبریلؑ کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا اور یہی مراد ہے آیت سے۔

(۴۳۷) ☆ تو اب ابن عباسؓ کا یہی قول ہے کہ مراد ان آیتوں میں دیدار الہی ہے اور وہ اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

(۴۳۹) ☆ پہلی آیت سورہ انعام میں ہے (۱۴) کو کوع میں ترجمہ اس کا یہ ہے اس کو نہیں پاسنی آنکھیں اور وہ دیا سکتا ہے آنکھوں کو وہ بھید جانتا ہے خبردار ہے اور دوسری آیت سورہ شوریٰ (۵) کو کوع میں ہے ترجمہ پوری آیت کا یہ ہے اور کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اس سے باتیں کرے اللہ مگر اشارے سے پردے کے چپے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا پھر پہنچا دے وہ اس کے حکم سے جو چاہے وہ سب سے اوپر ہے حکمتوں والا اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یوں کہنا درست ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور مطرف بن عبد اللہ نے ایسا کہا مگر وہ جانتا ہے اور کہا ہے یوں کہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور مت کہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پر مطرف کا یہ قول مخالف ہے صحابہ اور تابعین کے فعل کے اور صحیح اور مختار یہی ہے لہ

کرنے دو اور جلدی مت کرو کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں فرمایا ولقد راہ بالافق المبين. ولقد راہ نزلة اخوى. حضرت عائشہؓ نے کہا اس امت میں سب سے پہلے میں نے ان آیتوں کو رسول اللہ ﷺ سے پڑھا آپ نے فرمایا مردان آیتوں میں حضرت جبریلؑ ہیں میں نے ان کو ان کی اصلی صورت پر نہیں دیکھا سوا دو بار کے جن کا ذکر ان آیتوں میں ہے میں نے دیکھا ان کو وہ اتر رہے تھے آسمان سے اور ان کے تن و توش کی بڑائی نے آسمان سے زمین تک روک دیا تھا پھر حضرت عائشہؓ نے کہا کیا تو نے نہیں سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار وهو اللطيف الخبير کیا تو نے نہیں سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما كان لبشر ان يكلمه الله الا وحيا او من وراء حجاب او يرسل رسولا على حكيمة تك (دوسری یہ ہے) کہ جو کوئی خیال کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی کتاب میں سے کچھ چھپا لیا تو اس نے بڑا جھوٹ باندھا خدا پر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالة يعني اے پیغام پہنچانے والے پہنچا دے جو اترنا تجھ پر میرے رب کے پاس سے اور جو تو ایسا نہ کرے تو تو نے پیغام نہیں پہنچایا (تیسری یہ ہے) جو کوئی کہے کہ رسول اللہ ﷺ کل ہونے والی بات جانتے تھے (یعنی آئندہ حال) تو اس نے بڑا جھوٹ باندھا اللہ پر۔۔۔ اللہ خود فرماتا ہے اے محمد! آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کی بات

وَحَلَّ وَلَقَدْ رَأَاهُ بِالْأَفْقِ الْمُبِينِ وَلَقَدْ رَأَاهُ نَزْلَةً أُخْرَى فَقَالَتْ أَنَا أَوَّلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ سَأَلَنَ عَنْ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((إِنَّمَا هُوَ جِبْرِيلُ لَمْ أَرَاهُ عَلَى صُورَتِهِ الَّتِي خُلِقَ عَلَيْهَا غَيْرَ هَاتَيْنِ الْمَرَّتَيْنِ رَأَيْتُهُ مُنْهَبِطًا مِنَ السَّمَاءِ سَادًّا عَظَمَ خَلْفُهُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ)) فَقَالَتْ أَوْ لَمْ تَسْمَعْ أَنَّ اللَّهَ يَقُولُ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ أَوْ لَمْ تَسْمَعْ أَنَّ اللَّهَ يَقُولُ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِي بِيَاذِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيُّ حَكِيمٌ قَالَتْ وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَقَدْ أَغْطَمَ عَلَى اللَّهِ الْفِرْيَةَ وَاللَّهُ يَقُولُ بَايْهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَنْ يَبْلُغْ رِسَالَاتَهُ قَالَتْ وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يُخْبِرُ بِمَا يَكُونُ فِي غَدٍ فَقَدْ أَغْطَمَ عَلَى اللَّهِ الْفِرْيَةَ وَاللَّهُ يَقُولُ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ.

ظہر کہ دونوں طرح کہنا درست ہے اور یہی قول ہے ائمہ سلف اور خلف کا اور خود قرآن میں موجود ہے واللہ يقول الحق وهو يهدي السبيل اور صحیح مسلم میں ابوذر سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها اور جس نے اس کا انکار کیا اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ (نوٹی) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیب کا علم خدا ہی سے خاص ہے اور سوا خدا کے کسی اور کو غیب کا علم نہیں پیشتر ہو یا غرض یا دلی یا صالح یا سلطان یا عارف اور خود اللہ نے اپنی کتاب ہمارے پیشتر کی زبان سے بیان کیا و لو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسمى السوء ان انا الانا لا انذير وبشير لقوم يؤمنون۔ یعنی اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو بڑی بھلائی حاصل کر لیتا اور مجھے دکھ نہ پہنچتا میں تو ایک کھلا ڈرانے والا ہوں اور جب اللہ اور رسول کے بیان سے معلوم ہو گیا کہ غیب کا علم سوا خدا کے کسی اور

نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔

۴۴۰- داؤد نے اسی حدیث کو روایت کیا جیسے اوپر گزری اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھپانے والے ہوتے تو چھپاتے اس آیت کو واذ تقول للذي للنبي انعم الله عليه اخير تك۔

۴۴۰- عَنْ دَاوُدَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ حَدَّثَنَا أَبُو عَليَّةٍ وَزَادَ قَالَتْ وَتَوَّكَأَنَّ مُحَمَّدٌ ﷺ كَمَا تَمَّ حَيْثُا مِمَّا أَتَوَّلَ عَلَيْهِ لَكُمْ هَذِهِ الْآيَةُ وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِيهِ نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ.

۴۴۱- مسروق سے روایت ہے میں نے ام المومنین عائشہ سے پوچھا کہ محمدؐ نے اپنے رب کو دیکھا؟ انھوں نے کہا سبحان اللہ میرے روئیں کھڑے ہو گئے (اس بات کے سننے سے) اور بیان کیا حدیث کو اسی طرح لیکن روایت داؤد کی (جو اوپر گزری) بڑی اور پوری ہے۔

۴۴۱- عَنْ مَسْرُوقٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللَّهِ لَقَدْ قَفَّ شِعْرِي لِمَا قُلْتُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَصِهِ وَحَدِيثُ دَاوُدَ أَتَمُّ وَأَطْوَلُ.

۴۴۲- مسروق سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ سے کہا

۴۴۲- عَنْ مَسْرُوقٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ

تجہ کو نہیں اب دوسرے کے بیان کی کیا حاجت ہے اللہ تعالیٰ ہدایت کرے ان بدعتیوں کو جو غیب کا علم رسول اللہؐ اور اولیاء اور مشائخ کے لیے ثابت کرتے ہیں اور اس پر کوئی دلیل نہیں بلکہ دلیل اس کے خلاف موجود ہے خدا جانے ان کی عقلوں پر کس کی مار پڑی ہے اور شیطان ان کو کہاں اور نہ ہمارا ہے خدا تعالیٰ ہم کو اور ہمارے طریقے کے لوگوں کو ایسے خیالوں سے بچائے۔ (السرارج الوہاب)

(۴۴۰) یہ آیت سورہ احزاب کے پانچویں رکوع میں ہے ترجمہ اس کا یہ ہے اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا رہنے سے اپنے پاس اپنی جو رو اور اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل میں ایک چیز اللہ اس کو کھولنا چاہتا ہے اور تو ذرا تاخیر کرنا تو اس سے اور چاہے اللہ سے ذرا بھر جب یہ تمام کر چکا اس عورت سے اپنی غرض ہم نے وہ تیرے نکاح میں دی اس لیے کہ مسلمانوں پر حرج نہ ہو اپنے لئے پالکوں کی جو روں سے نکاح کرنے میں جب وہ تمام کریں ان سے اپنی غرض اور ہے اللہ کا حکم کیا ہو امر اور اس شخص سے زید بن حارثہ ہے جو لے پالک تھے رسول اللہؐ کے ان کی بی بی زینب تھیں جو آپ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں جب زید سے ان کی نہ نئی تو پہلے آپ نے زید کو نصیحت کی پر دل میں آپ کے یہ خیال تھا کہ اگر زیادہ ان کو چھوڑ دے گا تو میں ان سے نکاح کر لوں گا آپ نے یہ خیال اپنے دل میں رکھا اس لیے کہ کافروں منافقین بدگوئی نہ کریں کہ محمدؐ اپنی بہو سے نکاح کرنے کی فکر میں ہیں اللہ نے اس امر سے کو ظاہر کر دیا اور نکاح زینب کا آپ سے کروا دیا اور کافروں کی طعن و تشنیع کو نگو کر دیا اور فرمایا کہ لے پالک دراصل بیٹا نہیں ہے جو اس کی جو رو دہانے پر حرام ہو اس آیت میں چونکہ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی اور الزام دیا کہ تو لوگوں سے ذرا تاخیر نہ کرنا چاہیے اور آپ کے دل کی بات کو جس کو آپ چھپانا چاہتے تھے فاش کر دیا پس اگر آپ کو کوئی آیت چھپاتے تو معاذ اللہ اس کو چھپاتے۔

(۴۴۲) اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہو گئے کہ پھر نزدیک ہوا ہر نیک اور قریب آگیا محمدؐ کے اور رہ گیا فاصلہ دو کانوں

(تم تو کہتی ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو نہیں دیکھا) پھر اللہ تعالیٰ کا یہ قول کیسے ہے ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبیدہ ما اوحی انھوں نے کہا اس آیت سے تو جبریل مراد ہیں وہ ہمیشہ آپ کے پاس مردوں کی صورت میں آتے تھے اور اس مرتبہ خاص اپنی صورت میں آئے تو سارا کنارہ آسمان کا بھر گیا تھا۔

باب: اس قول کے بارے میں کہ وہ تو نور ہے اس کو میں کیسے دیکھ سکتا ہوں اور یہ قول کہ میں نے نور دیکھا ہے ۴۴۳- ابوذرؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا؟ آپ نے فرمایا وہ تو نور ہے میں اس کو کیسے دیکھتا۔

۴۴۴- عبد اللہ بن شقیقؓ سے روایت ہے میں نے ابوذرؓ سے کہا اگر میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا تو آپ سے کچھ پوچھتا ابوذرؓ نے کہا تو کیا پوچھتا؟ عبد اللہؓ نے کہا میں یہ پوچھتا آپ نے اپنے پروردگار

لِعَابِئَةٍ فَأَتَى قَوْلَهُ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى قَالَتْ إِنَّمَا ذَلِكَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِيهِ فِي صُورَةِ الرَّجَالِ وَإِنَّهُ أَتَاهُ فِي هَذِهِ النُّمْرَةِ فِي صُورَتِهِ الَّتِي هِيَ صُورَتُهُ فَسَدَأَ أَفَقَ السَّمَاءِ

بَابُ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ وَفِي قَوْلِهِ رَأَيْتُ نُورًا ۴۴۳- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ رَأَيْتُ رَبَّنَا قَالَ ((نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ)).

۴۴۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ يَا بِي ذَرُّ لَوْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسَأَلْتُهُ فَقَالَ عَنْ أَيِّ شَيْءٍ كُنْتَ تَسْأَلُهُ قَالَ

اے کایا اس سے نزدیک اور بعضوں نے تو اس سے ذرا دور لیا ہے تو معنی یہ ہو گا رہ گیا فاصلہ دہا تک کا یا اس سے بھی کم یعنی آپ میں اور جبریل میں اتنا قریب ہو گیا بعد اس کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو وحی کی۔

(۴۴۳) نووی نے کہا کہ میں چاہا اس کا نور ہے اور معنی یہ ہے کہ نور کی وجہ سے میں اس کو دیکھ نہ سکا کیونکہ جب نور بہت ہوتا ہے تو آنکھ چکا چودہ نہ ہو جاتی ہے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا عرقہ کے نزدیک اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نور ہے اور ظہور ہے یعنی اس کی وجہ سے سب کی ہستی اور نہائش ہے جیسے قرآن میں ہے اللہ نور السموات والارض اگر یہ نور نہ ہو نوری نیستی نیستی ہو اور کسی چیز کا وجود نہ ہو پھر جیسے نور کی وجہ سے اور چیزیں دکھائی دیتی ہیں اسی طرح اللہ جل شانہ کی مخلوقات کو ہم دیکھتے ہیں پر اس کا دیکھنا اشارے اس لیے کہ ہم بلا سے اور جسم کی کثافت سے بھرے ہوئے ہیں البتہ اللہ تعالیٰ جب اپنے پاک بندوں کو ان علاقہ جہانی سے صاف کر کے ان کو نورانی کرے گا اس وقت اپنا نور ان کو دکھائے گا۔ واللہ اعلم

(۴۴۴) یعنی صرف ایک نور مجھے دکھائی دیا اور کچھ میں نے نہیں دیکھا قاضی عیاضؒ نے کہا یہ بات محال ہے کہ اللہ کی ذات نور ہو کیونکہ نور ایک جسم ہے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ پاک ہے جسمیت سے لیکن نہ ہب ہے تمام الماموں کا اور یہ جو اللہ نے فرمایا اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اور حدیث میں نور کا اطلاق ذات الہی پر کیا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نور کا خالق ہے اور صاحب ہے نور کا یا یاد کی ہے تمام آسمان اور زمین کے لوگوں کا یا نورانی کرنے والا ہے مومنوں کے دلوں کو۔

كُنْتُ أَسْأَلُهُ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّنَا قَالَ أَبُو ذَرٍّ غَدَا سَأَلْتُ فَقَالَ ((رَأَيْتُ نُورًا))
 کو دیکھا یا نہیں؟ ابو ذرؓ نے کہا میں نے یہ پوچھا تھا رسول اللہ ﷺ سے آپ نے فرمایا میں نے ایک نور دیکھا۔

بَابُ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ اللَّهَ لَا يَنَامُ وَفِي قَوْلِهِ حِجَابُهُ النُّورُ لَوْ كَشَفَهُ لَأَخْرَقَ سُبُحَاتِ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ
 باب: اس قول کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ سوتا نہیں اور یہ قول کہ اس کا حجاب نور ہے اگر وہ اس کو کھول دے تو جہاں تک اس کی نگاہ پہنچے اس کے چہرے کی شعاعیں اس کی مخلوق کو جلا ڈالیں

۴۴۵- عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ فَقَالَ ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنَامُ وَلَا يَنبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَلَّ عَمَلُ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ حِجَابُهُ النُّورُ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي

مترجم کہتا ہے قاضی عیاضؒ کی یہ تقریر مسلم میں اور نہ سلف کی چال ہے بلکہ اللہ تعالیٰ حقیقتاً نور ہے اور نور کا لفظ متعدد نصوص میں اس پر وارد ہے پھر اس میں تاویل کرنے کی ضرورت نہیں اب رہا جسم کا اطلاق تو وہ خدا پر نہ کیا جائے گا کس لیے کہ شریعت میں یہ لفظ خدا کے واسطے نہیں آیا یہی طرح جسم سے تزیین اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔

(۴۴۵) ہم ہندوؤں کے اعمال اور ارازان کے تولنے میں نوٹی نے کہا یہ تمہیں ہے خدا کے ترازو سے تولنے کے ساتھ۔ السراج الوہاب میں ہے کہ یہ تمہیں نہیں بلکہ حقیقتاً خدا تعالیٰ ایسا ہی کرتا ہے اور یہی ہے مذہب سلف کا اس قسم کی آیات اور احادیث میں اور تمہیں کے قائل چھپے لوگ ہوئے ہیں جن کی بات کا کچھ اعتبار نہیں یعنی رات میں جو اس کے بندے تک کام کرتے ہیں وہ رات گزرنے سے پہلے شام ہی کو خود ان کے پاس لے جاتے ہیں اس حدیث سے صاف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ جہت فوق میں ہے اور یہی مذہب ہے اکثر سلف کا رضی اللہ عنہم۔ نوٹی نے کہا یہ وہ لغت میں آؤ اور رکاوٹ کو کہتے ہیں اور یہ شان ہے ان اجسام کی جو محدود ہیں اور خدا تعالیٰ پاک ہے جسمیت اور تحدید سے اس صورت میں پر دے سر اور دیکھنے والا ہے اس کے دیدار سے یعنی نور اس کے دیکھنے کا نام ہے کس لیے کہ نور سے آنکھ چکا چوند ہو جاتی ہے السراج الوہاب میں ہے کہ اس تاویل کی ضرورت نہیں بلکہ سلف کا یہ قول ہے کہ جو کچھ شریعت میں آیا ہے اس کو چلانا ہی طرح جیسے آیا اور اس کی کیفیت بیان نہ کرنا اس میں تاویل اور تعطیل اور تشبہ کرنا۔

مترجم کہتا ہے کہ متاخرین جیسے نووی اور سیوطی اور ابن حجر عسقلانی اور ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق دہلوی نے چھپلے متکلمین کی تقلید کر کے اس قسم کی آیات اور احادیث میں اکثر ایسی تاویلات کی ہیں جو سلف کے طریقے کے خلاف ہیں اس حدیث میں دیکھئے حجاب کی جو تاویل کی ہے وہ اس بنا پر کہ حجاب شان ہے اجسام کی حالانکہ ابھی تک یہ امری شریعت سے ثابت نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ جسمیت سے پاک ہے پھر اور آؤ اور لوازم جسمیت کا کیا ذکر ہے اس کی نگاہ تو تمام مخلوق تک پہنچتی ہے پھر اگر وہ اپنا حجاب اٹھالے تو اس کے رونے مبارک کی تجلی کے

جاتا ہے اس کی طرف رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے اور دن کا عمل رات کے عمل سے پہلے اس کا پردہ نور ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ پردہ اس کا آگ ہے اگر وہ کھول دے اس پردے کو البتہ اس کے منہ کی شعائیں جلائیں مخلوق کو جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی ہے۔

۳۲۶۔ اعمش سے اسی طرح دوسری روایت ہے مگر اس میں پانچ باتوں کے بدلے چار باتیں ہیں اور مخلوق کا ذکر نہیں اور کہا کہ حجاب اس کا نور ہے۔

۳۳۷۔ ابو موسیٰ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر چار باتیں بیان کیں یہ کہ اللہ تعالیٰ نہیں سوتا اور نہ اس کے لائق ہے سونا اٹھاتا ہے ترازد کو اور بھکا تا ہے اٹھایا جاتا ہے اس کی طرف دن کا عمل رات کو اور رات کا عمل دن کو۔

بَكَرَ النَّارَ لَوْ كَشَفَهُ لَأَخْرَقَتْ سُبْحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ ((وَفِي رِوَايَةٍ أَبِي بَكْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِيِّ وَلَمْ يَقُلْ حَدَّثَنَا.

۴۴۶۔ عَنِ الْأَعْمَشِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ خَلْقِهِ وَقَالَ جِجَاهُهُ النُّورُ.

۴۴۷۔ عَنِ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْبَعِ ((إِنَّ اللَّهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنبُغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ يَرْفَعُ الْقِسْطَ وَيُخَفِّضُهُ وَيَرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ النَّهَارِ بِاللَّيْلِ وَعَمَلُ اللَّيْلِ بِالنَّهَارِ)).

جہاں سے کچھ نہ ٹھہرے اور سب جل کر خاک ہو جائیں۔ نووی نے اس مقام پر پچھلے حکمین کی تقلید سے وجہ کی تاویل ذات سے کی ہے اور یہ غلط ہے جن تعالیٰ کے لیے وجہ اور یہ اور عین قدم وغیرہ تھیں ثابت نہیں آیات اور احادیث سے اور سلف نے ان میں کسی قسم کی تاویل نہیں کی نہ تحریف بلکہ تاویل طریقہ ہے جمیعہ اور مبتدع اور معتزلہ کا عقلیہم اللہ تعالیٰ اور بعض علمائے اہل سنت خدا ان پر رحم کرے اس گمراہی میں پھنس گئے وہ بھی گئے تاویل کرنے اور سلف کے طریقہ کو بھول گئے اللہ تعالیٰ ان کی خطا معاف کرے۔

۱۔ جیسا خدا ہے ویسا ہی اس کا ہاتھ۔ باقی سب اعضاء بھی ویسے ہی ہیں جیسا وہ خود ہے۔ عبد الغفار سلطی

باب: اللہ تعالیٰ کا دیدار مومنوں کو آخرت میں ہوگا

بَابُ اثْبَاتِ رُؤْيَةِ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْآخِرَةِ رَبَّهُمْ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى

۴۴۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (ابو موسیٰ اشعریؓ) سے روایت ہے عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((جَنَّاتٍ مِنْ فُضَّةٍ أَيْبَهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّاتٍ مِنْ ذَهَبٍ أَيْبَهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ)) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو جنتیں چاندی کی ہوگی اس کے برتن اور سب چیزیں چاندی کی ہوگی اور دو جنتیں سونے کی ہوگی اس کے برتن اور سب چیزیں سونے کی ہوگی اور لوگوں کو اپنے

(۴۴۸) پھر جب خدا تعالیٰ اس چادر کو اپنے منہ سے اٹھائے گا تو سب مومن اس کے روئے مبارک کو دیکھیں گے اور اس دیدار سے ایسی خوشی حاصل ہوگی جس کی حد نہیں اس کا بیان ہو سکتا ہے نوہی نے کہا تمام اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا دیکھنا ممکن ہے حال نہیں ہے اور انھوں نے اتفاق کیا ہے اس پر کہ آخرت میں مومنین اس کو دیکھیں گے اور کافر اس نعمت سے محروم رہیں گے اور معتزلہ اور خوارج اور بعض مرجعہ نے یہ گمان کیا ہے کہ خدا کو اس کی مخلوق میں سے کوئی نہ دیکھے گا بلکہ خدا کا دیکھنا محال ہے اور یہ ایک خطائے صریح اور جہل فصح ہے کتاب اور سنت اور اجماع صحابہ اور سلف امت سے یہ امر ثابت ہے کہ جنت میں مومنوں کو خدا کا دیدار حاصل ہوگا اور اس حدیث کو قریب بیس صحابہ نے رسول اللہؐ سے روایت کیا ہے اور قرآن کی آیتیں اس باب میں مشہور ہیں اور بدھوں نے جو ان پر اعتراض کئے ہیں وہ بھی اہل سنت کی حکام کی کتابوں میں ان کے جواب سمیت مذکور ہیں اور ہم کو ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی لیکن دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیکھنا تو ہم بیان کر چکے کہ وہ ممکن ہے پر جمعہ سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ یہ دنیا میں واقع نہ ہوگا اور امام ابو القاسم قشیریؒ نے ابو بکر بن نورک سے نقل کیا ہے کہ اس مسئلے میں امام ابو الحسن اشعریؒ کے دو قول ہیں ایک تو یہ کہ دنیا میں خدا کا دیدار واقع ہوا دوسرے یہ کہ اس کا وقوع نہیں ہوا پھر اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ رویت الہی (خدا کا دیدار) ایک قوت ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں پیدا کر دے گا اور اس کے لیے اتصال اور مقابلہ وغیرہ ضروری نہیں اور ہمارے دیکھنے میں یہ باتیں اتفاقاً پائی جاتی ہیں نہ یہ کہ دیکھنے کی شرط ہیں اور متکلمین نے اس کے کھلے دلائل خوب بیان کئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیدار سے یہ لازم نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ ایک جہت میں ہو بلکہ مومنین اس کو دیکھیں گے بغیر جہت کے جیسے ان کو جانتے ہیں جہت انہی مولانا ابو الطیب سلمہ اللہ تعالیٰ نے السراج الوہاج میں لکھا ہے کہ بدعتیوں نے جو کچھ شیعہ خدا کی رویت میں کئے ہیں ان سب کے جوابات دونوں اماموں کی تصانیف میں موجود ہیں (یعنی امام حافظ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور امام حافظ شیخ الاسلام ابن قیم قدس ہما کی تصانیف) اور ہم نے بھی انھو اپنی بعض کتابوں میں بیان کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا میں تو وہ ممکن ہے پر واقع نہیں ہوا یعنی دیدار میں الہیہ خواب میں واقع ہوا ہے جیسے ریاض المرآض اور تقصیر میں ایک جماعت علماء اور ائمہ سے نقل کیا ہے یا اللہ جو ہم کو شرف کر اپنے دیدار سے اور یہ جو نوہی نے کہا کہ خدا کا دیدار بغیر جہت کے ہوگا جیسے اس کا علم ہے جہت کے ہے یہ متکلمین کا طریق ہے پر اہل حق کا یہ مسلک نہیں ان کے نزدیک تو اس قسم کے نصوص کو ظاہر معنی پر رکھنا چاہیے بغیر تاویل اور تفسیل کے اور حدیث صحیح میں یہ امر موجود ہے کہ خدا کہاں ہے آپ نے پوچھا یہ لوٹری میں ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے اشارہ کیا اٹھلی سے آسمان کی طرف اسی طرح اس باب میں بہت آیات اور احادیث ہیں جن سے خدا کا علوم اور فوقیت علی العرش اور آسمان میں ہو ناپایا جاتا ہے پھر یہ قولی نوہی کا ان سے کیا مناسبت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ رحم کرے اس آدمی پر جو انصاف کرے اور تاویل اور تکلف کے درپے نہ ہو۔

مترجم کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو بے جہت خیال کرنا یہ جہمہ اور مجتہد اور معتزلہ کا عقیدہ ہے ورنہ سلف علماء اور اہل حدیث سب لہ

کچھ تکلیف ہوتی ہے چودھویں رات کے چاند دیکھنے میں؟ لوگوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا بھلا تم کو کچھ مشقت ہوتی ہے یا ایک دوسرے کو صدمہ پہنچاتے ہو سورج کے دیکھنے میں جس وقت کہ بادل نہ ہو اور آسمان صاف ہو؟ لوگوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا پھر اسی طرح (یعنی بغیر تکلیف اور مشقت اور زحمت اور ازدحام کے) تم اپنے پروردگار کو دیکھو گے حق تعالیٰ لوگوں کو قیامت کے دن جمع کرے گا تو فرمادے گا جو کوئی جس کو پوچھتا تھا اس کے ساتھ ہو جائے پھر جو شخص آفتاب کو پوچھتا تھا وہ سورج کے ساتھ ہو گا اور جو چاند کو پوچھتا تھا وہ چاند کے ساتھ اور جو طاغوت کو پوچھتا تھا وہ طاغوت کے ساتھ اور یہ امت محمدیہ باقی رہ

تُضَارُونَ فِي رُؤْيَا الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ))
قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((هَلْ تُضَارُونَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ ذُوْنَهَا سَحَابٌ)) قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذَلِكَ يَجْنِعُ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قِيَمُولَ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتَّبِعْ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسُ وَتَتَّبِعْ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ الْقَمَرُ وَتَتَّبِعْ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوْغَيْتِ الطَّوْغَيْتِ وَتَبْقَى هَذِهِ الْأُمَّةُ فِيهَا مُنَافِقُوهَا فَيَاتِيهِمُ اللَّهُ تَبَارَكَ

تہ نہیں ہوتی طاغوت کہتے ہیں اس چیز کو جس چیز کی پوجا کی جائے سوا خدا کے یہی قول ہے لیٹ اور ابو عبیدہ اور کسائی اور جمہور اہل اہل لغت کا اور ابن عباس اور مقاتل اور کئی وغیرہم نے کہا کہ طاغوت شیطان کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا بت کو (نودی) (السرراج) لکھنا جس ہے کہ پہلا معنی اچھا ہے اور وہ شامل ہے اولیاء اور اولیاء کی قبر پر بنے والوں کو اور درویشوں اور عالموں کی تقلید کرنے والوں کو (جو ان کی تقلید اور اور سول کے ارشاد پر مقدمہ کر رکھیں) اور تمام شرکین اور مبتدعین کو منافق مومنین میں چھپائے ہوئے تو وہاں بھی مومنوں کے ساتھ ملے رہیں گے اور ان کے ساتھ چلیں گے ان کی روشنی سے فائدہ اٹھائیں گے یہاں تک کہ ان کے اور مومنوں کے بیچ میں ایک روک ہو جائے گی اس کے اندر رحمت ہوگی اور سامنے سے عذاب معلوم ہو گا تب منافق علیحدہ ہو جائیں گے اور مومنوں کی روشنی ان سے جاتی رہے گی اور بعضوں نے کہا یہ لوگ حوض پر بانگ دینے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا دور ہو دور ہو (نودی) یہ معرفت حق سبحان تعالیٰ کی یا تو اس طرح سے ہوگی کہ خدا نے تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے ہر مومن کے دل میں اپنا جمال اس طرح ذہن نشین کر دے گا کہ وہ پہلی صورت کو خدا کی صورت سے مغائر اور مہائن سمجھیں گے یا یہ معرفت ان صفات کی وجہ سے ہوگی جو خدا نے اپنے لیے بیان کیں ہیں کہ وہ کسی کی مثل نہیں اس کے جوڑ کا کوئی نہیں وہ پاک ہے ہر عیب سے پھر جب پہلی صورت نمود ہوگی تو وہ ان صفات سے خالی ہوگی اس لیے مومنین اس کو خدا نہ کہیں گے۔ جب خدا اپنی اصلی صورت میں ظاہر ہو گا تو وہ تمام صفات مقدسہ پر مشتمل ہوگی اور مومنین اس کو پہچان کر اپنا خدا مانیں گے اور اس کے ساتھ ہو گئے اس حدیث میں خدا کے لیے کئی باتیں ثابت کی ہیں ایک تو صورت دوسرے آفات حیرے ہنسا چوتھے باتیں کہ نالور علماء اہل سنت کے اس قسم کی آیتوں اور حدیثوں میں دو مذہب ہیں ایک حق ہے اور ایک خطا۔ حق وہ ہے جو اکثر سلف کا قول ہے بلکہ کل کا کہ ان کے معنوں میں زیادہ گفتگو نہ کرنا چاہیے بلکہ ان پر ایمان لانا چاہیے اور ان کے ظاہر معنی کو قبول کرنا چاہیے اور جس طرح یہ آیتیں اور حدیثیں آئی ہیں ان کو چلانا چاہیے اور ایسا اعتقاد رکھنا چاہیے جو خدا کی بزرگی اور جلال کے لائق ہے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ خدا کے مثل کوئی شے نہیں ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت متکلمین کا بھی جو متکلمین ہیں اور اس میں سلامتی ہے ہر ایک آفت سے اور اسی پر چلتے رہے تمام امت کے سلف اور امام اور اس باب میں بڑی عمدہ کتاب کتاب الجواز و الصلاحت ہے سید ابو الخیر طیب قزوینی کی۔ شیخ محمد بن محسن عطاس نے کتاب تنزیہ الذات والصفات میں خدا کے آنے کی بحث میں لکھا ہے کہ فرمایا اللہ نہ وہ متکلم ہے خدا کے آنے کے ار کے سامنے میں اور فرمایا آیا تیرا رب یا آنے تیرا رب اور صفات کے باب میں ہمارا قول یہ ہے کہ لفظ

جائے گی اس میں منافق لوگ بھی ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس آئے گا ایسی صورت میں جس کو وہ نہ پہچانیں گے اور کہے گا میں تمہارا پروردگار ہوں وہ کہیں گے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں ہم تجھ سے اور ہم اسی جگہ ٹھہرے ہیں یہاں تک کہ ہمارا پروردگار آئے گا تو ہم اس کو پہچان لیں گے پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس آئے گا اور کہے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کہیں گے تو ہمارا رب ہے پھر اس کے ساتھ ہو جائیں گے اور دوزخ کے پشت پر پل رکھا جائے گا تو میں اور میری امت سب سے پہلے پار ہوں گے اور سوائے پیغمبروں کے اور کوئی اس دن بات نہ کر سکے گا اور پیغمبروں کا بول اس وقت یہ ہو گا یا اللہ بچائیو (یہ شفقت کی راہ سے کہیں گے اور خلق پر) اور دوزخ میں آکڑے ہیں (کوہے کہ جن کا سر میڑھا ہوتا ہے اور تور میں گوشت جب ڈالتے ہیں تو آنکڑوں میں لگا کر ڈالتے ہیں) جیسے سعدان کے کانٹے (سعدان ایک جھاڑ ہے کانٹوں دار) حضرت نے فرمایا صحابہؓ سے تم نے سعدان کو دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں دیکھا ہے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا میں وہ آکڑے سعدان کے کانٹوں کی وضع پر ہو گئے۔ (یعنی سرخم) پر یہ کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے کہ وہ آکڑے کتنے بڑے بڑے ہو گئے وہ

وَتَعَالَى فِي صُورَةٍ غَيْرِ صُورَتِهِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَقُولُوا أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ هَذَا مَكَانُنَا حَتَّى يَأْتِينَا رَبُّنَا فَإِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَأَيُّهُمْ اللَّهُ تَعَالَى فِي صُورَتِهِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَقُولُوا أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبُّنَا فَتَسْبِغُونَهُ وَيَضْرِبُ الصَّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَيْنِ جَهَنَّمَ فَأَتُونَ أَنَا وَأُمَّتِي أَوَّلَ مَنْ يُحْيَى وَلَا يَكَلِّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلَ وَدَعَا إِلَى الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِي جَهَنَّمَ كَلَابِيبٌ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ رَأَيْتُمُ السَّعْدَانِ ((قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ)) فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا قَدَّرَ عِظَمُهَا إِلَّا اللَّهُ تَخَفُّفَ النَّاسِ بِأَعْيَانِهِمْ فَمِنْهُمْ الْمُؤْمِنُ بَقِيَّ يَعْمَلُهُ وَمِنْهُمْ الْمُجَارِي حَتَّى يُنَجَّى حَتَّى إِذَا فَرَّغَ اللَّهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ

ظہر ہم ایمان لاتے ہیں ان پر اور انکے وجود کو سمجھتے ہیں اور کسی قدر ان کو جانتے ہیں پر نہ ان کی کیفیت بیان کرتے ہیں نہ مثال نہ مشابہت دیتے ہیں نہ ان کو بیکار کرتے ہیں اور سلف کی طرح یوں کہتے ہیں ایمان لائے ہم اللہ پر اللہ کی مراد کے موافق اور اس کی مثل کوئی چیز نہیں پھر بیان کیا ہر ایک صفت کا جیسے استواء اور علو اور وجہ اور بین اور کف اور ید اور اصبع اور شمال اور قدم اور رمل اور نزول اور کام اور قول اور رویت اور کشف ساق اور نفس اور عین اور فوق اور حقو کا اور دلیل لائے ان پر آیات اور احادیث سے اور قوی کیا سلف کے مذہب کو اور رد کیا اس تاویل کو جو متکلمین نے کی ہے اور جس پر پچھلے لوگ طے ہیں اور خطا وہ ہے جو اکثر متکلمین کا مذہب ہے یعنی ان کی تاویل کرتا چاہیے ہر ایک موقع کے موافق جیسے وہ اس حدیث میں کہتے ہیں کہ آنے سے مراد یہ ہے کہ مومن اس کو دیکھیں گے اور یہ آنے کے معنی مجازی ہیں یا اس سے فرشتوں کا آنا مقصود ہے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا ہمارے نزدیک یہ معنی بہتر ہے حالانکہ یہ معنی غلط ہے اہل حق کے نزدیک اور حاصل یہ ہے کہ یہ مومنین کا اخیر استقام ہو گا پھر جب وہ ان سے کہے گا میں تمہارا رب ہوں تو یہ انکار کریں گے اور اس سے پناہ مانگیں گے پھر اللہ جل جلالہ اپنی اس صورت پر نقل کرے گا جس طرح سے مومنین اس کو جانتے ہیں اور جن صفات سے اس کو پہچانتے ہیں اگرچہ پیغمبر خدا کو نہیں دیکھا ہو گا مگر اس کی صفات سے اس کو پہچان لیں گے کہ یہ ہمارا رب ہے اور کہیں گے تو ہمارا رب ہے۔ خطابیؒ نے کہا شاید پناہ مانگنا خاص منافقوں کا فعل ہو اور قاضی

لوگوں کو دوزخ میں دھر گھسیٹیں گے (یعنی فرشتے ان آنکڑوں سے گھسیٹ لیں گے دوزخیوں کو) ان کے بد عملوں کی وجہ سے اب بعض ان میں مومن ہو گئے جو جہنم میں گئے اپنے عمل کے سبب سے اور بعض ان میں سے بدلہ دینے جائیں گے اپنے عمل کا یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے سے فراغت پائے گا اور چاہے گا کہ نکالے دوزخ والوں میں سے اپنی رحمت سے جس کو چاہے تو فرشتوں کو حکم کرے گا نکالیں دوزخ سے اس کو جس نے خدا کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہو جس پر خدا نے رحمت کرنا چاہا ہو جو کہ لا الہ الا اللہ کہتا ہو تو فرشتے دوزخ میں ایسے لوگوں کو پہچان لیں گے ان کو پہچانیں گے عہدہ کے نشانوں سے آگ آدمی کو جلا ڈالے گی مگر جہنم کے نشان کو کہ خدا تعالیٰ نے اس کا جلا نا آگ پر حرام کیا ہے پھر دوزخ سے نکالے جائیں گے چلے بنے جب ان پر آب حیات چھڑکا جائیگا وہ تازہ ہو کر ایسے جم اٹھیں گے جیسے دانہ پکڑے کے بہاؤ میں جم اٹھتا ہے (پانی جہاں پر کوڑا کچرا مٹی بہا کر لاتا ہے وہاں دانہ خوب اُٹتا ہے اور جلد شاداب اور سر سبز ہو جاتا ہے اسی طرح وہ جہنمی بھی آب حیات ڈالنے ہی تازہ ہو جائیں گے اور جہنم کے نشان بالکل جاتے رہیں گے) بعد اس کے اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے سے فراغت کرے گا اور ایک مرد

بِرَحْمَةٍ مِّنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ أَمْرًا
الْمَلَائِكَةُ أَنْ يُخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ
لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا مِّمَّنْ أَرَادَ اللَّهُ تَعَالَى
أَنْ يَرْحِمَهُ مِمَّنْ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
فَيُخْرِجُونَهُمْ فِي النَّارِ يَعْرِفُونَهُمْ بِأَنَّهُ
السُّجُودُ تَأْكُلُ النَّارُ مِنْ أَمْرِ أَدَمَ إِلَّا أَنَّهُ
السُّجُودُ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ
أَمْرَ السُّجُودِ فَيُخْرِجُونَ مِنَ النَّارِ وَقَدْ
امْتَحَشُوا فَيَصُبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ
فَيَسْتَوُونَ مِنْهُ كَمَا تَبَيَّنَ الْحَيَّةُ فِي حَمِيلِ
السَّبِيلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللَّهُ تَعَالَى مِنَ الْقَضَاءِ
بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَتَقَى رَجُلٌ مَقْبَلٌ بِوَجْهِهِ عَلَى
النَّارِ وَهُوَ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةِ
فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَصْرَفَ وَجْهِي عَنْ النَّارِ
فَبِأَنَّهُ قَدْ قَسَمَنِي رَحْمَتِي وَأَخْرَفَنِي ذِكَاؤُهَا
فَيَذْغُوهُ اللَّهُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَذْغُوهُ ثُمَّ
يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى هَلْ عَسَيْتَ إِنْ
فَعَلْتَ ذَلِكَ بَلَّ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ فَيَقُولُ لَا

لہ معاش سے اس کا انکار کیا تو نے کہا قاضی معاش کا قول صحیح ہے اور ظاہر حدیث سے یہی نکلا ہے یعنی یہ کہ انکار منافقین سے خاص نہیں ہو گا اور اس کے ساتھ ہو جانے سے یہ فرض ہے کہ اس کے حکم کی پیروی کریں گے اور جنت میں جائیں گے یا اس کے فرشتوں کے ساتھ ہو کر جنت میں جائیں گے اور یہ بھی ایک قسم کی تاویل ہے جس کی کوئی ضرورت نہیں (السرانج لوہانج) جس کو لوگ بلی صرف کہتے ہیں اور اہل حق نے اس کو ثابت کیا ہے اور سلف نے اس پر اصرار کیا ہے اور وہ بلی ہو گا جہنم کی پشت پر سب لوگوں کو اس کے اوپر سے گزرا ہو گا تو مومن اپنے اپنے درجہ کے موافق اس پر سے گزریں گے اور کافراں پر سے گزر کر جہنم چلے جائیں گے اللہ تعالیٰ ہم کو بچائے اور ہمارے اصحاب سلف سے متقل ہے کہ یہ بلی ہاں سے زیادہ باریک اور تھوڑے زیادہ ہو گا جیسے ابو سعید خدری سے روایت ہے اور پیغمبروں کا کہنا یعنی بلی سے گزرتے وقت بوجہ بول اور خوف کے کہ قیامت کے دن اور وقت تو لوگ باتیں کریں گے اور میرا اپنے مرشدوں سے لڑیں گے (تو ہی) حدیث میں یوں ہے فمنهم المومن بقی بعملہ اس کا ترجمہ یہی ہے جو بیان ہوا اور بعض نسخوں میں یوں ہے الموافق بعملہ یعنی بعض ان میں کا جکڑا جائے گا یہ عمل کی وجہ سے اور بعض نسخوں میں یوں ہے الموافق بعملہ یعنی بعض ان میں کا تو ہلکا ہو جائے گا یہ عمل سے اور بعض نسخوں میں

باقی رہ جائے گا جس کا منہ دوزخ کی طرف ہو گا اور یہ بہشت والوں میں جائے گا وہ کہے گا اے رب میرا منہ جہنم کی طرف سے پھیر دے اس کی لپٹ نے مجھے جلاؤ لا پھر خدا سے دعا کیا کرے گا جب تک خدا تعالیٰ کو منظور ہو گا بعد اس کے اللہ تعالیٰ فرمادے گا اگر میں یہ تیرا سوال پورا کروں تو تو اور سوال کرے گا وہ کہے گا نہیں میں پھر کچھ سوال نہ کروں گا اور جیسے خدا کو منظور ہے وہ قول اقرار کرے گا تب اللہ تعالیٰ اس کا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے گا (جنت کی طرف) جب جنت کی طرف اس کا منہ ہو گا تو چپ رہے گا جب تک خدا کو منظور ہو گا پھر کہے گا اے رب! مجھے جنت کے دروازے تک پہنچا دے اللہ تعالیٰ فرمادے گا تو کیا کیا قول اور اقرار کر چکا تھا کہ میں پھر دوسرا سوال نہ کروں گا براہو تیرا اے آدمی کیا دعا باز ہے وہ کہے گا اے رب اور دعا کرے گا یہاں تک کہ پروردگار فرمادے گا اچھا اگر میں تیرا یہ سوال پورا کروں تو پھر تو اور کچھ نہ مانگے گا وہ کہے گا نہیں قسم تیری عزت کی اور کیا کیا قول اور اقرار کرے گا جیسے اللہ کو منظور ہو گا۔ آخر اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے دروازے تک پہنچا دے گا جب وہاں کھڑا ہو گا تو ساری بہشت اس کو دکھائی دے گی اور جو کچھ اس میں نعمت یا خوشی اور فرحت ہے وہ سب پھر ایک مدت تک جب تک خدا کو منظور ہو گا وہ چپ رہے گا بعد اس کے عرض کرے گا اے رب! مجھے جنت کے اندر لے جا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے کیا اقرار کیا تھا تو بولا تھا کہ اب میں کچھ

أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ وَيُعْطِي رَبُّهُ مِنْ غُھُودٍ وَمَوَائِقٍ مَا شَاءَ اللَّهُ قَيَّصُفَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ فَإِذَا أَقْبَلَ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَأَاهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّ رَبِّ قَدَّمَنِي إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ غُھُودَكَ وَمَوَائِقَكَ لَا تَسْأَلُنِي غَيْرَ الَّذِي أَعْطَيْتُكَ وَيَلْكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَعْذَرَكَ فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ وَتَذَعُو اللَّهُ حَتَّى يَقُولَ لَهُ فَهَلْ عَسَيْتَ إِنْ أَعْطَيْتُكَ ذَلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ فَيَقُولُ لَا وَعِزَّتِكَ فَيُعْطِي رَبُّهُ مَا شَاءَ اللَّهُ مِنْ غُھُودٍ وَمَوَائِقٍ فَيَقْدُمُهُ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا قَامَ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَأَى مَا فِيهَا مِنَ الْخَيْرِ وَالسُّرُورِ فَيَسْكُتُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَذْجَلُنِي الْجَنَّةَ فَيَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ غُھُودَكَ وَمَوَائِقَكَ أَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ مَا أَعْطَيْتَ وَيَلْكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَعْذَرَكَ فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ لَا أَكُونُ أَشَقَى

لہ میں یوں ہے فمنہم المؤمن بقى بعملہ یعنی بعض ان میں سے مومن ہوئے جو باقی رہ جائیں گے (اور ہر گھنٹے سے) اپنے عمل کی وجہ سے۔ نووی نے کہا ہمارے شہر میں اکثر نسوں میں ایسا ہی ہے یہ ترجمہ ہے مجازی کا جیسے حدیث میں گزرا اور بعض نسوں میں خردل سے یعنی کاٹا جائے گا اس کا گوشت باگرایا جائے گا اور بعض نسوں میں بخردل سے یعنی قریب ہلاکت کے۔ نووی نے کہا ظاہر حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ جہنم کی آگ جہدہ کے ساتوں اعضاء کو نہ جلائے گی جن کو لگا کر آدمی جہدہ کرتا ہے یعنی منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں ٹخنوں اور دونوں پاؤں ایسا ہی کہا ہے بعض علمائے اور قاضی عیاض نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ جہدہ کے نشان سے صرف پیشانی مراد ہے لیکن اول قول بتار ہے اب اگر کوئی کہے کہ مسلم نے آگے خود روایت کی ہے کہ بعض لوگ جہنم سے نکلیں گے بالکل جلتے ہوئے سوائے کہ تو اس کا جواب یہ ہے کہ

سوال نہ کروں گا براہو تیرا الے آدم کے بیٹے! کیسا مکار ہے وہ عرض کرے گا اے میرے رب! میں تیری مخلوق میں سب سے زیادہ بد نصیب نہیں ہوں اور دعا کرتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ جل شانہ ہنس دے گا اور جب خدائے تعالیٰ کو ہنسی آجائے گی تو فرمائے گا اچھا جہنم میں جب وہ جنت کے اندر جائے گا تو خدائے تعالیٰ اس سے فرمائے گا اب تو کوئی آرزو کرو کہ وہ کرے گا اور مانگے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو یاد دلانے کا قلابی چیز مانگ قلابی چیز مانگ۔ جب اس کی آرزو میں ختم ہو جائیں گی تو حق تعالیٰ فرمائے گا ہم نے یہ سب تجھے دیں اور ان کے ساتھ اتنی ہی اور دیں (یعنی تیری خواہشوں سے دوچندے۔ سبحان اللہ کیا کرم اور رحمت ہے اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر اور جو وہ کرم نہ کرے تو اور کون کرے وہی مالک ہے وہی خالق ہے وہی رازق ہے وہی پالنے والا ہے۔ عطاء بن یزید نے کہا جو اس حدیث کا راوی ہے کہ ابو سعید خدریؓ بھی اس حدیث کی روایت کرنے میں ابو ہریرہؓ کے موافق تھے کہیں خلاف نہ تھے پر جب ابو ہریرہؓ نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا ہم نے یہ سب تجھے دیں اور اتنی ہی اور دیں تو ابو سعیدؓ نے کہا اس سے زیادہ دیں ابو ہریرہؓ نے کہا کہ مجھے تو یہی بات یاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہم نے یہ سب تجھے دیں اور اتنی ہی اور دیں ابو سعیدؓ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہم نے یہی سب تجھے دیں اور دس سے زیادہ دیں۔ ابو ہریرہؓ نے کہا یہ

خَلَقْتُ فَلَا يَزَالُ يَذْعُو اللَّهَ حَتَّى يَضْحَكَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مِنْهُ فَإِذَا ضَحِكَ اللَّهُ مِنْهُ قَالَ اذْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِذَا دَخَلَهَا قَالَ اللَّهُ لَهُ تَمَنَّى فَيَسْأَلُ رَبَّهُ وَيَتَمَنَّى حَتَّى إِذَا الْاَلْاَئِدُ كَرِهَ مِنْ كَذَا وَكَذَا حَتَّى إِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْاَمَانِيُّ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ ((قَالَ عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ وَابُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يَزِيدُ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيثِهِ شَيْئًا حَتَّى إِذَا حَدَّثَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ اللَّهَ قَالَ لِذَلِكَ الرَّجُلِ وَمِثْلَهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَعَشْرَةَ امْتَلَاهُ مَعَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا حَفِظْتُ إِلَّا قَوْلَهُ ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَشْهَدُ أَنِّي حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ ذَلِكَ لَكَ وَعَشْرَةَ امْتَلَاهُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَذَلِكَ الرَّجُلُ أَحَبُّ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةِ.

لہ کہ یہ کچھ خاص لوگ ہوں گے۔ اور لیکن سوال کے سب اعضا سجدے کے سالم ہوں گے بنظر عموم اس حدیث کے اور وہ حدیث خاص ہے انہی لوگوں سے انہی۔ نو دئی نے کہا خدا کی ہنسی سے اس کا راضی ہونا مقصود ہے اور اپنی نعمت کا ظاہر کرنا اور یہ تاویل غلط ہے اور نو دئی نے پچھلے حکامین کی تقلید سے اس کو لکھ دیا ہے اصل یہ ہے کہ جیسے صبح اور عصر اور کلام وغیرہ اللہ سبحانہ کی صفات ہیں اور وہ محمول ہیں اپنے حقیقی معنوں پر اس طرح خشک یعنی ہنسا بھی اس کی ایک صفت ہے اور جیسے خدا کا سننا اور دیکھنا اور بات کرنا مخلوق کے دیکھنے اور سننے اور بات کرنے کی طرح نہیں ہے ویسے ہی اس کا ہنسا بھی مخلوق کے ہنسنے کی طرح نہیں ہے اور وہ پاک ہے اپنی ذات اور صفت میں مخلوق کی مشابہت سے یہی اعتقاد ہے صحابہؓ اور تابعینؓ اور سلف ائمہ اور علماء کا جیسا کہی بار آور گزر چکا۔

وہ شخص ہے جو سب سے اخیر میں جنت میں جائے گا (تو اور جنتیوں کو معلوم نہیں کیا کیا نعمتیں ملیں گی)۔

۳۵۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے باقی حدیث وہی ہے جو اوپر گزر چکی۔

۳۵۳- امام بن منبہ سے روایت ہے یہ وہ حدیثیں ہیں جو بیان کیں ہم سے ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اور بیان کیا کئی حدیثوں کو ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سب سے کم درجے کا جنتی تم میں سے جو ہو گا اس سے کہا جائے گا آرزو کرو آرزو کرو گے گا اور آرزو کرے گا پھر اس سے کہا جائے گا تو آرزو کر چکا وہ کہے گا ہاں پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تجھے یہ سب آرزوئیں دیں اور اتنی ہی اور۔

۳۵۴- ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کہا یا رسول اللہ! کیا ہم دیکھیں گے اپنے پروردگار کو قیامت کے دن آپ نے فرمایا ہاں دیکھو گے تم کو کچھ تکلیف ہوتی ہے سورج کے دیکھنے میں دوپہر کے وقت جب کھلا ہوا ہو اور ابر نہ ہو؟ تم کو کچھ تکلیف ہوتی ہے چاند کے دیکھنے میں چودھویں رات کو جب کھلا ہو اور ابر نہ ہو؟ انھوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا بس تم کو اتنی ہی تکلیف ہوگی اللہ تعالیٰ کے دیکھنے

۴۵۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ قَالُوا يَا لَيْتَنِي صُلِّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَسَأَلَ الْخَلِيفَةُ بِمِثْلِ مَعْنَى حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ.

۴۵۳- عَنْ هَمَّامِ بْنِ مَثْنٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنْ أَذْنِي مَقْعَدٌ أَخَذَكُمْ مِنْ الْجَنَّةِ أَنْ يَقُولَ لَهُ تَمَنِّ قِيمَتِي وَيَتَمَنَّى يَقُولَ لَهُ هَلْ تَمَنِّتَ يَقُولُ نَعَمْ يَقُولَ لَهُ فَإِنْ لَكَ مَا تَمَنِّيتَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ)).

۴۵۴- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَاسًا فِي زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((نَعَمْ)) قَالَ ((هَلْ تَضَارُونَ فِي رُؤْيَا الشَّمْسِ بِالظُّهْرِ صَحْوًا لَيْسَ مَعَهَا مَخَابِتٌ وَهَلْ تَضَارُونَ فِي رُؤْيَا الْقَمَرِ

(۳۵۴) یعنی اللہ کو دیکھنے میں جہم اور ازدحام کی تکلیف نہ ہوگی آفتاب اور مہتاب کے دیکھنے میں کسی قسم کی تکلیف جہم اور ازدحام کی نہیں ہوتی اور کلام بطریق مبالغہ کے ہے یعنی اگر یہ فرض محال کچھ تکلیف ہو تو اتنی ہی ہوگی۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ روایت مغائر ہے اس روایت کے جو خاص مومنین کو جنت میں ہوگی اور یہ روایت امتحان اور تیز کے لیے ہوگی اور میان مومنین اور مشرکین کے۔ (طہی)

سراپ کہتے ہیں اس رب کی زمین کو جو دور سے دوپہر کے وقت گرمی میں پانی کی طرح دکھائی دیتی ہے جب پاس جا تو پانی نہیں ہوتا اور پیاسا ہاتھ مل کر رہ جاتا ہے ایسا ہی حال ان جہنمیوں کا ہو گا کہ پیاس کی شدت میں جہنم کو جو سراپ کی طرح معلوم ہو گا پانی کچھ تر اس میں گھس جائیں گے خدا کی پناہ یہود اور نصاریٰ کا اصلی دین عمدہ اور اچھا تھا اور خدا کی طرف سے آقا جیسے اسلام کا دین پر ان دونوں مذہبوں سے

مِثْلَ الْبَدْرِ صَحْوًا لَيْسَ فِيهَا سَحَابٌ))
 قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((مَا تَضَارُونَ
 فِي رُؤْيَا اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 إِلَّا كَمَا تَضَارُونَ فِي رُؤْيَا أَحَدِهِمَا إِذَا
 كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَذُنٌ مُؤَذِّنٌ يَبْشِعُ كُلُّ
 أُمَةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا يَبْقَى أَحَدٌ كَانَ
 يَعْبُدُ غَيْرَ اللَّهِ مَسْحَاةً مِنَ الْأَصْنَامِ
 وَالْأَنْصَابِ إِلَّا يَتَسَافَطُونَ فِي النَّارِ حَتَّى
 إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ مِنْ بَرٍّ
 وَفَاجِرٍ وَغَيْرِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَيَذَعِي الْفِتْهُؤُ
 فَيَقَالُ لَهُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ قَالُوا كُنَّا
 نَعْبُدُ غُرُزَ ابْنِ اللَّهِ فَيَقَالُ كَذَبْتُمْ مَا
 اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ فَمَاذَا
 تَبْغُونَ قَالُوا عَطِشْنَا يَا رَبَّنَا فَامْسِكْنَا فَيُشَارُ
 إِلَيْهِمْ أَلَّا تَرُدُّونَ فَيُخْشَرُونَ إِلَى النَّارِ

میں قیامت کے دن جتنی چاند اور سورج کے دیکھنے میں ہوتی ہے
 جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک پکارنے والے پکارے گا ہر ایک گروہ
 ساتھ ہو جائے اپنے اپنے معبود کے پھر جتنے لوگ سوا خدا کے اور
 کسی کو پوجتے تھے جیسے بتوں کو اور تھانوں کو ان میں سے کوئی نہ بچے
 گلاب کے سب آگ میں گرے گی اور باقی رہ جائیں گے وہی
 لوگ جو اللہ کو پوجتے تھے نیک ہوں یا بد مسلمانوں میں سے اور کچھ
 اہل کتاب میں سے پھر یہودی بلائے جائیں گے اور ان سے کہا
 جائے گا تم کس کو پوجتے تھے؟ وہ کہیں گے ہم پوجتے تھے حضرت
 عزیز کو جو اللہ کے بیٹے ہیں ان کو جواب ملے گا تم جھوٹے تھے اللہ
 جل جلالہ نے نہ کوئی بی بی کی نہ اس کا بیٹا ہوا اب تم کیا چاہتے ہو؟
 وہ کہیں گے اے رب ہمارے! ہم پیاسے ہیں ہم کو پانی پلاؤ ہم کو
 جاؤ یہ پھر وہ بانگ دے جائیں گے جہنم کی طرف ان کو ایسا معلوم
 ہوگا جیسے سراب اور وہ شعلے ایسے مار رہا ہوگا گویا کسی کو ایک کھاربا
 ہے وہ سب گر پڑیں گے آگ میں بعد اس کے نصاریٰ بلائے
 جائیں گے اور ان سے سوال ہوگا تم کس کو پوجتے تھے؟ وہ کہیں گے

اللہ کے عالموں اور پیشواؤں نے اپنی نادانی اور بے عقلی سے ایسی باتیں دین میں شریک کر لیں جو سر اسر عقل کے خلاف ہیں اور انھوں نے یہ سمجھا کہ
 ہم اپنے اپنے پیغمبروں کو خدا کا بیٹا بنادیں گے تو لوگ ہمارے پیغمبر کو سب سے بڑا سمجھ کر ہمارے دین میں شریک ہوں گے اور قیامت تک یہ دین ا
 ور پیغمبروں کے آنے سے منسوخ نہ ہوگا حالانکہ اگر ان لوگوں میں ذرا بھی عقل ہوتی اور کچھ بھی سمجھ کر اور غور کرتے تو وہ ایسی لغو اور بیہودہ
 باتوں کو دین میں شریک کر کے اپنے دین کو بدنام نہ کرتے یہود کا حال جو اس یوقنی کے طفیل ہوا وہ ظاہر ہے کہ تمام دنیا میں ان کی تعدد نہایت ہی
 قلیل رہی اور ان کی سب شوکت اور شہرت خاک میں مل گئی اور نصاریٰ کے بھی فروع کو عربوں نے اسلام کے زور سے مٹا دیا اب اس زمانے
 میں گو نصاریٰ دنیاوی علوم اور فنون کی وجہ سے مسلمانوں پر غالب ہو گئے ہیں اور بظاہر بہت کچھ قوم ہمارے کہتے ہیں پر ان کے دین اور مذہب کو اسلام
 کے دین اور مذہب پر ہرگز غلبہ نہیں ہے بلکہ یہ ذلت الیہ ہے جس میں علوم عقلیہ کی روز بروز ترقی ہو رہی ہے اور لوگ سمجھتے جاتے ہیں کہ نصاریٰ کا یہ
 بے دلیل دعویٰ کہ حضرت مسیح خدا کے بیٹے تھے کتنی وقعت رکھتا ہے۔ افسوس! افسوس! اگر نصاریٰ اس وقت بھی اپنی عقل سے کام لیں اور جیسے
 دنیا کے کاموں میں غور اور فکر کر رہے ہیں اسی طرح اپنے دین کے اصول کو بھی جانیں تو یہ سب طبع کماری اور غا ہازی جوان کے جھپٹیلے پاروں نے
 کی ہے ان پر کھل جائے وہ بھی مسلمانوں کی طرح جی حید کے نور سے مشرف ہوں اگر نصاریٰ اس لغو اور بیہودہ اور خلاف عقل بات یعنی تثلیث کو
 چھوڑ کر حید پر آجائیں تو پھر ان میں اور مسلمانوں میں بہت ہی تھوڑا فرق رہ جائے گا اور یہ دونوں قومیں مل کر جہنم میں زندگی بسر کرنے لگیں اور
 کشت اور خون کا دریا بہہ جائے بلکہ کیا عجیب ہے کہ چند روز میں اور باقی قومیں بھی ان کی منطبع ہو جائیں اور بعض ملاقاتی اور اختلاف اور فساد

ہم کو جتے تھے حضرت مسیح کو جو اللہ کے بیٹے ہیں ان کو جواب ملے گا
تم مجھوئے تھے اللہ جل جلالہ کی نہ کوئی جو رو ہے نہ اس کا کوئی بیٹا
ہے پھر ان سے کہا جائے گا اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے اے
رب! ہم پیاسے ہیں ہم کو پانی پلا احم ہوگا جاؤ پھر وہ سب ہانکے
جائیں گے جہنم کی طرف گویا وہ سب اب ہوگا اور پلٹ کے مارے وہ
آپ ہی آپ ایک ایک کو کھاتا ہوگا پھر وہ سب گر پڑیں گے جہنم
میں یہاں تک کہ جب کوئی باقی نہ رہے گا سو ان لوگوں کے جو اللہ
کو پوجتے تھے نیک ہوں یا بد اس وقت مالک سارے جہان کا ان کے
پاس آئے گا ایک ایسی صورت میں جو مشابہ نہ ہوگی اس صورت
سے جس کو وہ جانتے ہیں اور فرمائے گا تم کس بات کے منتظر ہو ہر
ایک گروہ ساتھ ہو گیا اپنے اپنے معبود کے وہ کہیں گے اے
ہمارے رب! ہم نے تو دنیا میں ان لوگوں کا ساتھ نہ دیا یعنی
شرکوں کا جب ہم ان کے بہت محتاج تھے نہ ان کی صحبت میں
رہے پھر وہ فرمائے گائیں تمہارا رب ہوں وہ کہیں گے ہم اللہ کی
پناہ مانگتے ہیں تجھ سے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے
دو یا تین بار یہی کہیں گے یہاں تک کہ ان میں سے بعض لوگ پھر

كَانَهَا سَرَابٌ يَخْطُبُهَا بَعْضُهَا بَعْضًا
فَيَسْأَلُطُونَ فِي النَّارِ ثُمَّ يُدْخِلُ النَّصَارَى
فَيَقَالُ لَهُمْ مَا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ قَالُوا كُنَّا
نَعْبُدُ الْمَسِيحَ ابْنَ اللَّهِ فَيَقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ
مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ فَيَقَالُ
لَهُمْ مَاذَا تَعْبُدُونَ فَيَقُولُونَ عَطِشْنَا يَا رَبَّنَا
فَاسْقِنَا قَالَ فَيَشَارُ إِلَيْهِمْ أَلَّا تَرْضَوْنَ
فَيَحْشَرُونَ إِلَى جَهَنَّمَ كَانَهَا سَرَابٌ
يَخْطُبُهَا بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَسْأَلُطُونَ فِي النَّارِ
حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ
تَعَالَى مِنْ بَرٍّ وَفَاجِرٍ آتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِينَ
سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى فِي أَذُنِ صُورَةٍ مِنْ أَهْلِ
رَأْوَةٍ فِيهَا قَالُوكَ لِمَا تَنْتَظِرُونَ تَنْبِئْ كُلَّ أُمَّةٍ
مَا كَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوا يَا رَبَّنَا فَارْقِنَا النَّاسَ
فِي الدُّنْيَا أَفْقَرُ مَا كُنَّا إِلَيْهِمْ وَلَمْ
نُصَاحِبْهُمْ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ نَعُوذُ

لہ کے اتفاق اور اتحاد اور امن والہاں پیدا ہو۔ خیر یہ سب خدا کی مرضی پر موقوف ہے پر وہ مسلمان جو اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں اور شرکوں کی طرح
سوا اللہ کے بیرون بتیجیروں کی نذر نیا کرتے ہیں مصیبت کے وقت ان کو پکارتے ہیں ان سے دعا کرتے ہیں ہر امر پر انکو قادر اور متصرف خیال کرتے
ہیں وہ در حقیقت نصاریٰ سے بھی بدتر ہیں۔ ناک پڑے ان کی عقلوں پر انھوں نے نصاریٰ کو اعتراض کی جگہ دے رکھی ہے۔ اس کی صفات سے جو
اس نے بیان کی ہیں اس کو پہنچاتے ہیں ان میں ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ دنیا کی کسی مخلوق کے مشابہ نہیں ہے نہ کسی کے جو ذکا ہے پاک ہے ہر عیب
اور نقص سے یعنی دنیا میں جب ہم کو کوئی معاش کے واسطے ان لوگوں سے ملے گی اور دوستی کرنے کی ضرورت تھی اس وقت تو ہم نے نہیں نہ ان کا
ساتھ دیا بلکہ فقر و فاقہ قبول کیا اور ان کی مخالفت کرتے رہے اور ان کا رد کرتے رہے پھر آج جب ہم ان کی کچھ امتیاح نہیں ہے ہم ان کے ساتھ
کیونکر جائیں اور غرض یہ ہے کہ مومنین حق تعالیٰ سے عاجزی اور دعا کریں کہ اس مشکل میں ہماری مدد کریں مہاجرین اور انصار کا بیٹا میں یہی حال ہوا
کہ انھوں نے قربات اور عز و زاری کا بھی خیال نہ کیا اور شرکوں سے علیحدہ ہو گئے اور مصیبت گوارہ کی اور یہی حال رہا ہے ہمیشہ موجود کا ہر زمانے
میں جنھوں نے شرکوں کے ساتھ سے ٹکٹیں اٹھائیں۔ راضی ہو اللہ تعالیٰ ان سے اور ہمارا مشران کے ساتھ کرے آمین یا رب العالمین۔ قرآن
میں ہے یوم یکشف عن ساقی یعنی جس دن سو کھلا جائے گا ساق سے ساق کہتے ہیں پٹائی کو۔ نوئی نے کہا ان میں اس اور اکثر اہل اہل سنت نے ساق کے
معنی یہاں شدت اور زور کے لیے ہیں یعنی ایک ہولناک امر ہو گا اور یہ مثل ہے جس کو عرب لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہتے ہیں لڑائی لڑ

جانے کے قریب ہوں گے۔ کیونکہ یہ امتحان بہت سخت ہو گا اور شہر دل میں زور کرے گا پھر وہ فرمائے گا اچھا تم اپنے رب کی کوئی نشانی چاہتے ہو جس سے اس کو پہچان دو کہیں گے ہاں پھر خدا کی پنڈلی کھل جائے گی اور جو شخص خدا کو (دنیا میں) اپنے دل سے (بغیر جبر اور خوف یا ریا کے) سجدہ کرتا ہو گا اس کو وہاں بھی سجدہ میسر ہو گا اور جو شخص دنیا میں سجدہ کرتا تھا اپنی جان بچانے کو تلواریں ڈرے اور دل میں اس کے ایمان نہ تھا یا لوگوں کے دکھلانے کو) اس کی پیٹھ اللہ تعالیٰ ایک تختہ کر دے گا جب وہ سجدہ کرتا چاہے گا تو چپت کر پڑے گا۔ پھر وہ لوگ اپنا سر اٹھائیں گے اور خدائے تعالیٰ اس صورت میں ہو گا جس صورت میں پہلے اسے دیکھا تھا اور کہے گا میں تمہارا رب ہوں وہ سب کہیں گے تو تمہارا رب ہے بعد اس کے جہنم پر بل رکھا جائے گا اور سفارش (شفاعت) شروع ہوگی اور لوگ کہیں گے یا اللہ بچا یا اللہ بچا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! بل

بِاللّٰهِ مَبْلُکَ لَا تُشْرِکُ بِاللّٰهِ شَیْئًا مَّرْکِبًا اَوْ
ثَلَاثًا حَتّٰی اِنْ یَغْضَبُوْهُمْ لَیْکَاذِبًا اَنْ یَّنْقَلِبَ
فَقَوْلٌ هَلْ یَنْکُمُ وَبَیْنَهُ اٰیۃٌ فَتَعْرِفُوْنَهٗ بِهَا
فَقَوْلُوْنَ نَعَمْ فَاِکْشَفَ عَنْ سَاقٍ فَلَا یَبْقٰی
مَنْ کَانَ یَسْخُدُ لِلّٰهِ مِنْ تَلَقّٰۤی نَفْسِهٖ اِلَّا
اَدْنِ اللّٰهُ لَهٗ بِالْسُّجُوْدِ وَلَا یَبْقٰی مَنْ کَانَ
یَسْجُدُ اَتْقٰۤآ وَرِیَآءًا اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ طَهْرَهٗ
طَبَقَهٗ وَاحِدَهٗ کُلَّمَا اَرَادَ اَنْ یَسْجُدَ خَرَّ
عَلٰی قَفّٰہ ثُمَّ یَرْقَعُوْنَ رُءُوْسَهُمْ وَقَدْ
تَحَوَّلَ فِیْ صُوْرَتِهٖ اِلٰہِی رَاَوْہٗ فِیْہَا اَوَّلُ
مَرَّۃٍ فَقَالَ اَنَا رَبُّکُمْ فَقَوْلُوْنَ اَنْتَ رَبُّنَا ثُمَّ
یَضْرِبُ الْحِجْرَ عَلٰی جَهَنَّمَ وَتَحِلُّ
الشَّفَاعَةُ وَتَقَوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ))

تھ قائم ہوئی ساق پر اور اصل یہ ہے کہ انسان جب کسی سخت امر میں پڑ جاتا ہے تو اپنی ہاںیں چڑھاتا ہے اور پنڈلی کھولتا ہے کوشش کے لیے۔
قاضی عیاضؒ نے کہا بعضوں نے کہ ساق سے یہاں ایک براؤر مر لا ہے اور یہ ایک حدیث میں بھی وارد ہے ابن فورک نے کہا مر او اس سے وہ
فوائد اور لطائف ہیں جو مومنوں کو ملے ہیں گئے خدا کے دیدار کے وقت اور بعضوں نے کہا ساق ایک نشانی ہوگی در میان خدا اور مومنوں کے اور
کچھ فرشتے ظاہر ہو گئے اور بعضوں نے کہا احتمال ہے کہ ساق ایک مخلوق ہو خدا کی جس کو خدا نے نشانی بنائی ہو اس وقت کے لیے اور یہ ساقوں
سے الگ صورت کی ہو اور بعضوں نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ ان کا زور جاتا رہے گا اور وہ سجدہ جائے گا اور جو ہول ان کے دلوں پر تھا وہ جاتا
رہے گا اور طریقہ ان حاصل ہو گا تب وہ سجدہ کریں گے۔ خطابی نے کہا یہ دیدار اور وہ مومنین کو جنت میں ہو گا وہ رہے اٹھنا یا قیام اللہ وئی
اور یہ سب تاویلات لغو اور بیکار ہیں اور مخالف ہیں سلف کے۔ اصل یہ ہے کہ خداوند کریم نے جو اعضاء اپنے لیے ثابت کئے ہیں جیسے وجہ اور یہ
اور عین اور ساق یہ سب حق ہیں اور محمول ہیں اپنے معنی پر لیکن جیسے خدا کی کز اور حقیقت کسی بشر کو معلوم نہیں دیئے ہی ان اعضاء کی بھی
حقیقت اور ماہیت معلوم نہیں پس ان پر ایمان لانا چاہیے اور ان کی کیفیت کو خداوند کریم کے ہر کردار یا سجدہ پر اور جتنا چاہیے تفسیر سے یعنی یوں
نہ خیال کرنا چاہیے کہ معاذ اللہ خدا کا تھا کہ یا سجدہ یا پنڈلی آویں کے یا اور کسی مخلوق کے ساتھ یا سجدہ یا پنڈلی کی طرح ہیں بلکہ جیسے اس کی
ذات ہے مثل اور ہے نظیر ہے دیئے ہی اس کی صفات بھی سب بے مثل اور بے نظیر ہیں جیسی عقیدہ ہے الحمد للہ کا۔ اسی لیے کہ
پیٹھ کے جوڑے نہ کھیں گے پھر سجدہ کیو کر کرے گا وہی نے کہا یہ سجدہ امتحان کے لیے ہو گا اور اس سے بعضے علماء نے دلیل قائم کی ہے اس
بات پر کہ تکلیف لا ملا یطابق جائز ہے یعنی اس بات کا حکم کرنا جو ہو نہ سکے۔ حالانکہ یہ استدلال باطل ہے اس لیے کہ آخرت تکلیف کی جگہ
نہیں ہے اور اس سجدہ سے امتحان مقصود ہو گا اور بعضوں نے اس حدیث سے یہ وہم کیا ہے کہ منافق بھی مومنوں کے ساتھ خدا کو حق

قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْجَنَّةُ قَالَ
(رَدَّخَصْ مَوَلَّةٌ فِيهِ خَطَاطِفُ وَكَلَابِبُ
وَحَسَلَتْ تَكُونُ بَسْجِدٍ فِيهَا شَوْبَكَةٌ يَقَالُ
لَهَا السَّعْدَانُ قَبِمْ الْمُؤْمِنُونَ كَطَرَفِ
الْعَيْنِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرَّيْحِ وَكَالطَّيْرِ
وَكَأَجَاوِيدِ الْخَيْلِ وَالرَّكَابِ أَفْجَاجٍ مُسَلَّمٍ
وَمَخْدُوحٍ مُرْسَلٍ وَمَكْدُوسٍ فِي نَارٍ
جَهَنَّمَ حَتَّى إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ
فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ
بِأَشَدَّ مُنَاشِدَةً لِلَّهِ فِي اسْتِفْصَاءِ الْحَقِّ مِنْ
الْمُؤْمِنِينَ لِلَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ
فِي النَّارِ يَقُولُونَ رَبَّنَا كَانُوا يَصُومُونَ مَعَنَا
وَيُصَلُّونَ وَيَخْرُجُونَ فَيَقَالُ لَهُمْ أَخْرِجُوا
مَنْ عَرَفْتُمْ فَتَحَرَّمْ صُورُهُمْ عَلَى النَّارِ
فَيَخْرُجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا قَدْ أَخَذَتِ النَّارُ
إِلَيَّ بِنَصْفِ سَاقِيهِ وَإِلَيَّ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَقُولُونَ
رَبَّنَا مَا بَقِيَ فِيهَا أَحَدٌ مِمَّنْ أَمَرْنَا بِهِ
فَيَقُولُ ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ
مِثْقَالَ دِينَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ
فَيَخْرُجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا لَمْ

کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا! ایک بھیلے کا مقام ہوگا وہاں آنکڑے
ہو گئے اور کانٹے جیسے نجد کے ملک میں ایک کانٹا ہوتا ہے جس کو
سعدان کہتے ہیں یعنی (نیزھے سر والا) مومن اس پر سے پار
ہو گئے یعنی پل مارنے میں بعضے بجلی کی طرح بعضے پرند کی طرح
بعضے تیز گھوڑوں کی طرح بعضے اونٹوں کی طرح اور بعضے بالکل
جنم سے نچ کر پار ہو جائیں گے (یعنی ان کو کسی قسم کا صدمہ نہیں
پہنچے گا) اور بعضے کچھ صدمہ اٹھائیں گے لیکن پار ہو جائیں گے اور
بعضے صدمہ اٹھا کر جنم میں گر جائیں گے جب مومنوں کو جنم سے
چھٹکارا ہوگا تو قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی تم
میں سے اپنے حق کے لیے اتنا جھگڑنے والا نہیں ہے جتنے وہ
جھگڑنے والے ہو گئے خدا سے قیامت کے دن اپنے ان بھائیوں
کے لیے جو جنم میں ہو گئے۔ (خدا سے جھگڑنے والے یعنی خدا
سے بار بار عرض کرنے والے اپنے بھائیوں کے چھڑانے کے
لیے) وہ کہیں گے اے رب ہمارے! وہ لوگ (جو اب جنم میں
ہیں) روزہ رکھتے تھے ہمارے ساتھ اور نماز پڑھتے تھے اور حج
کرتے تھے حکم ہوگا اچھا جاؤ اور نکال لو جنم سے جن کو تم پہچانو پھر
ان کی صورتیں جنم پر حرام ہو جائیں گی (یعنی جنم کی آگ ان کی
صورت کو بدل نہ سکے گی اور چہرہ ان کا محفوظ رہے گا تاکہ مومنین
ان کو پہچان لیں) اور مومنین بہت سے آدمیوں کو جنم سے نکالیں
گے۔ ان میں سے بعضوں کو آگ نے آدمی پنڈلیوں تک کھایا

تھو دیکھیں گے۔ ابن قریک نے کہا ایک گروہ اسی طرف گیا حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ مسلمانوں کے علماء کے اجماع سے یہ امر ثابت ہے کہ منافقوں
کو خدا کا دیار نہ ہوگا اور حدیث سے یہ بات کہاں نکلتی ہے کہ منافق بھی خدا کو دیکھیں گے بلکہ اس جماعت کا دیکھنا نکلا ہے جس میں منافق اور
مومن سب ہو گئے اور جماعت کے دیکھنے سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ ہر ایک شخص میں ان کا دیکھنے اور کتاب اور سنت سے بہت دلیلیں ہیں
اس امر پر کہ منافق کو اللہ تعالیٰ کا دیار نہ ہوگا۔ قاضی عیاضؒ نے کہا بھلائی سے مراد یہاں یقین ہے اور صحیح یہ ہے کہ بھلائی وہ شے ہے جو ایمان
کے علاوہ ہے اس لیے کہ ایمان کے سے نہیں ہو سکتے بلکہ یہ ہے اس شے کے ہیں جو ایمان پر زائد ہو جیسے نیک عمل یا ذکر خفی یا اور کوئی دل کا
عمل جیسے شفقت مسکینوں پر یا خوف الہی یا بیعت صادق وغیرہ اور دلالت کرتی ہے اس پر دوسری حدیث کہ جنم سے نکلے گا وہ شخص بھی حق

ہوگا بعضوں کو گھنٹوں تک پھر وہ کہیں گے اے رب ہمارے اب تو جہنم میں کوئی باقی نہیں رہا ان آدمیوں میں سے جن کے نکالنے کا تو نے ہمیں حکم دیا تھا (یعنی روزہ، نماز اور حج کرنے والوں میں سے اب کوئی نہیں رہا) حکم ہوگا پھر جاؤ اور جس کے دل میں ایک دینار برابر بھلائی پاؤ اس کو بھی نکال لاؤ پھر وہ نکالیں گے بہت سے آدمیوں کو اور کہیں گے اے رب ہمارے! ہم نے نہیں چھوڑا کسی کو ان لوگوں میں سے جن کے نکالنے کا تو نے حکم دیا تھا حکم ہوگا پھر جاؤ اور جس کے دل میں آدھے دینار برابر بھی بھلائی پاؤ اس کو بھی نکال لو وہ پھر بہت سے آدمیوں کو نکالیں گے اور کہیں گے اے پروردگار اب تو اس میں کوئی باقی نہیں رہا ان لوگوں میں سے جن کے نکالنے کا تو نے حکم دیا تھا حکم ہوگا پھر جاؤ اور جس کے دل میں ایک ذرہ برابر بھلائی ہو اس کو بھی نکال لاؤ پھر وہ نکالیں گے بہت سے آدمیوں کو اور کہیں گے اے رب ہمارے! اب تو اس میں کوئی نہیں رہا جس میں ذرا بھی بھلائی تھی (بلکہ اب سب اسی قسم کے لوگ ہیں جو بدکار اور کافر تھے اور تیری برابر بھی بھلائی ان میں نہ تھی) ابو سعید خدریؓ جب اس حدیث کو بیان کرتے تھے تو کہتے تھے اگر تم مجھ کو سچان جاؤ اس حدیث میں تو پڑھو اس آیت کو کہ ان اللہ لا یظلم منقلاً ذرۃ الخیر تک یعنی اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرے گا تیری برابر اور جو نیکی ہو تو اس کو دو ناکرے گا اور اپنے پاس سے بہت کچھ ثواب دے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا فرشتے سفارش کر چکے اور پیغمبر سفارش کر چکے اور مومنین سفارش کر چکے اب کوئی باقی نہیں رہا پردہ باقی ہے جو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ (قرآن اس کی ذات مقدس کے) پھر

نَذَرَ فِيهَا أَخَذًا مِمَّنْ أَمَرْنَا ثُمَّ يَقُولُ ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ دِينَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيَخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرَ فِيهَا مِمَّنْ أَمَرْنَا أَخَذًا ثُمَّ يَقُولُ ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيَخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرَ فِيهَا خَيْرًا)) وَكَانَ أَبُو سَعِيدٍ الْحَدِيثُ يَقُولُ إِنْ لَمْ تُصَدِّقْنِي بِهَذَا الْحَدِيثِ فَافْرَعُوا إِنْ شِئْتُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ نَأَى حَسَنَةً يَضَاعِفْهَا وَثَوْبٌ مِنْ لَذْنَةِ أَجْرٍ عَظِيمًا)) فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ شَفَعْتَ الْمَلَائِكَةَ وَشَفَعَ النَّبِيُّونَ وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُونَ وَلَمْ يَنْقُ إِلَّا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ فَيَقْبُضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ فَيَخْرِجُ مِنْهَا قَوْمًا لَمْ يَعْمَلُوا خَيْرًا قَطُّ قَدْ عَادُوا حَسَنًا فَلْيَقْبِضِهِمْ فِي نَهْرٍ فِي أَفْوَاهِ الْحَبَةِ يَقَالُ لَهُ نَهْرُ الْحَبَةِ فَيَخْرِجُونَ كَمَا تَخْرُجُ الْحَبَةُ فِي حِمِيلِ السَّيْلِ أَلَا تَرَوْنَهَا تَكُونُ إِلَى الْخَضِرِ أَوْ إِلَى الشَّجَرِ مَا يَكُونُ إِلَى الشَّمْسِ أَصْفَرُ وَأَخْيَضُ وَمَا يَكُونُ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ يَكُونُ أَيْضًا)) فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَأَنَّا لَنَكُنْتُ

ہو جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو گا اور اس کے دل میں ایک رتی برابر بھلائی ہوگی (نوری) جن کی تعداد کو کوئی نہیں جانتا سوائے خدا کریم کے اور خداے تعالیٰ کی مٹھی اس قدر بڑی ہے کہ ساری زمین اس کی ایک مٹھی میں آجائے گی۔ قیامت کے دن مہارک ہیں وہ لوگ جو اپنے مالک کی خاص مٹھی سے نکالے جائیں گے اور ان پر کسی کا احسان نہ ہو گا سوائے خداے کریم کے پر صرف خدا کی توحید پر یقین رکھتے تھے ان کی حد

ایک مٹی آدمیوں کی جہنم سے نکالے گا۔ اور اس میں وہ لوگ ہونگے جنہوں نے کوئی بھلائی کی نہیں تھی کہ وہ جل کر کوئلہ ہو گئے ہونگے پھر خدا نے تعالیٰ ان لوگوں کو ایک نہر میں ڈال دے گا جو جنت کے دروازوں پر ہوگی جس کا نام نہر الحیات ہے وہ اس میں ایسا جلد تروتازہ ہونگے جیسے داند پانی کے بہاؤ میں کوڑے پھرے کی جگہ پر آگ آتا ہے (زور سے بھیگ کر) تم دیکھتے ہو وہ داند بھی پتھر کے پاس ہوتا ہے بھی درخت کے پاس اور جو آفتاب کے رخ پر ہوتا ہے وہ زرد یا بنہرا ہوتا ہے اور جو سائے میں ہوتا ہے وہ سفید رہتا ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ تو گویا جنگل میں جانوروں کو چرایا کرتے ہیں (کہ وہاں کسب حال جانتے ہیں) پھر آپ نے فرمایا وہ لوگ اس نہر سے موتی کی طرح چمکتے ہوئے نکلیں گے ان کے گلوں میں پڑے ہونگے جنت والے انکو پہچان لیں گے اور کہیں گے یہ اللہ تعالیٰ کے آزاد کئے ہوئے ہیں ان کو خدا نے جنت دی بغیر کسی عمل یا بھلائی کے۔ پھر فرمائے گا جنت میں جاؤ اور جس چیز کو دیکھو وہ تمہاری ہے۔۔۔۔۔ وہ کہیں گے اے رب ہمارے! تو نے ہم کو اتنا کچھ دیا کہ اتنا کسی کو نہیں دیا سارے جہان والوں میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا ابھی میرے پاس تمہارے لیے اس سے بڑھ کر ہے وہ کہیں گے اے رب ہمارے! اب اس سے بڑھ کر کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری رضامندی اب میں تم پر کبھی غصہ نہ ہوں گا۔

تَرْغَى بِالْبَادِيَةِ قَالَ ((فَيَخْرُجُونَ كَالذُّلُوفِ فِي رِقَابِهِمُ النِّجَابُ اَنْتُمْ يَغْرِفُهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ هَؤُلَاءِ عَتَقَاءُ اللَّهِ الَّذِينَ اَدْخَلَهُمُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَلَيْهِمْ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوهُ ثُمَّ يَقُولُ اَدْخُلُوا الْجَنَّةَ فَمَا رَأَيْتُمُوهُ فَهُوَ لَكُمْ فَيَقُولُونَ رَبَّنَا اَعْطَيْنَا مَا لَمْ نَغْطِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ فَيَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي أَفْضَلُ مِنْ هَذَا فَيَقُولُونَ يَا رَبَّنَا أَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ هَذَا فَيَقُولُ رِضَائِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا))

۴۵۵- دوسری روایت بھی ابو سعید خدری سے ایسی ہی ہے اس میں یہ ہے کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اپنے مالک کو دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا تم کو کچھ حرج ہوتا ہے سورج کے

۴۵۵- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ رَبَّنَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((هَلْ تُصَادُّونَ فِي رُؤْيَى الشَّمْسِ إِذَا كَانَ

لہ سفارش کرنے والا کوئی فرشتہ یا پیغمبر یا مومن نہ ہوگا آخر اللہ خود اپنے مہارک ہاتھ سے ان کو نکالے گا۔ سبحان اللہ مالک کی رضامندی اتنی بڑی نعمت ہے کہ ہمیشہ کی سب نعمتیں اس کے سامنے بے حقیقت ہیں۔ جو اس مردود ہی ہے جو اپنے مالک کی رضامندی کا طلب گار اور ہر حال میں اس کا شکر گزار رہے۔

يَوْمَ صَحْوَ)) فَلَمَّا لَا وَسَفْتُ الْحَدِيثِ حَتَّى
انْقَضَى آخِرُهُ وَهُوَ نَحْوُ حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ
وَرَدَّ بَعْدَ قَوْلِهِ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوهُ وَلَا قَدَمٌ قَدَمُوهُ
(فَيَقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلُهُ مَعَهُ)) قَالَ
أَبُو سَعِيدٍ بَلَّغَنِي أَنَّ الْحَسَنَ أَذَقَ مِنَ الشَّعْرَةِ
وَأَحَذَ مِنَ السِّيفِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ اللَّيْثِ
(فَيَقُولُونَ رَبَّنَا أَغْفِرْ لَنَا مَا لَمْ نَغْفِرْ أَحَدًا مِنْ
الْعَالَمِينَ وَمَا بَعْدَهُ)) فَأَقَرَّ أَبُو عَيْسَى بْنُ حَمَادٍ.

۴۵۶- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ يَأْتَانِيهِمَا نَحْوُ
حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ إِلَى آخِرِهِ وَقَدْ رَدَّ
وَنَقَصَ شَيْئًا.

باب: شفاعت کا ثبوت اور موحّدوں کا جہنم سے

بَابُ اثْبَاتِ الشَّفَاعَةِ وَإِخْرَاجِ

نُكَلَا جَانَا

الْمُوحَّدِينَ مِنَ النَّارِ

۴۵۷- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ ۴۵۷- أَبُو سَعِيدٍ خُدْرِيُّ عَنْ رِوَايَتِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

لَمْ يَأْخُضْ عِيَاضُ نِي كِهَائِلِ سَلْتِ كَاذِبِ يَهِي هِي كِي شَفَاعَتِ مَعْلَا جَانِزِي هِي اور شرعاً اس کا ثبوت اس آیت سے ہے یومئذ لا تنفع الشفاعة
الا من اذن له الرحمن ورضي له قولا اور اس آیت سے ولا يشفعون الا لمن ارتضى اور حدیثیں شفاعت کے باب میں بہت آئی
ہیں اور آثار صحابہ بھی بہت ہیں ان سب کو ملانے سے شفاعت کا ثبوت متواتر ہو جاتا ہے گناہگار مومن کے واسطے اور ایمان کیا ہے سلف اور
خلف اور تمام اہل سنت نے شفاعت کے ثبوت پر اور انکار کیا ہے خوارج اور بعض معتزل نے شفاعت کا اور ان کے نزدیک گناہگار ہمیشہ جہنم میں
رہیں گے۔ دلیل آگئی یہ آیت ہے فیما تنفعهم شفاعت المشافعين اور یہ آیت وما للظالمين من حميم ولا شفيع يطاع حالانکہ یہ آیتیں
کافروں کے حق میں ہیں اور انھوں نے جو شفاعت کی آیتوں کی تاویل کی ہے کہ مراد اس سے درجوں کی زیادتی ہے تو یہ باطل ہے اور حدیث کے
الفاظ سے صاف ان کی تاویل باطل ہوتی ہے کہ جو حدیث میں یہ ہے کہ جہنمی شفاعت کی وجہ سے جہنم سے نکلے جائیں گے لیکن شفاعت پانچ
قسم کی ہے ایک تو وہ جو خاص ہے ہمارے پیغمبر سے اور وہ تسکین دینا ہے میدانِ حشر کے ہول سے اور حسبِ و کتاب جلدی شد و عذاب دینا جیسا کہ
بیان آگے آئے گا دوسرے بعض لوگوں کو بغیر حسبِ و کتاب کے جہنم میں لے جانا یہ بھی ہمارے پیغمبر کے لیے ہے تیسرے شفاعت ان لوگوں
کے لیے جو مستحق ہو گئے ہوں جہنم کے ان کی شفاعت ہمارے پیغمبر اور لوگ کریں گے چوتھی شفاعت ان لوگوں کی جو جہنم میں چاہتے ہوں
گناہگاروں میں سے اور ان کا نکالا جانا ہمارے پیغمبر اور فرشتوں اور مومنین کی شفاعت سے ثابت ہے جیسے ایک حدیث میں ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ
نکلے گا جہنم سے ہر ایک لالہ لا الہ الا اللہ کہنے والے کو اور صرف کافر اس میں رہ جائیں گے۔ پانچویں وہ شفاعت جو جہنم میں درجے ہو جانے کے
لیے ہو اس شفاعت کا معتزل بھی انکار نہیں کرتے نہ پہلی شفاعت کا۔ قاضی عیاض نے کہا مشہور روایتوں سے سلف صالحین کا شفاعت کے حق

اللہ جنت والوں کو جنت میں لے جائے گا جس کو چاہے گا پٹی رحمت سے اور دوزخ والوں کو دوزخ میں لے جائے گا پھر فرمائے گا دیکھو جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو۔ وہ لوگ نکلیں گے کوئلہ کی طرح جلے ہوئے پھر ڈالے جائیں گے نہر الحیات یا نہر الیمیا میں (یہ شک ہے امام مالک کا جو راوی ہیں اس حدیث کے اور اوروں کی روایت میں نہر الحیات ہے بغیر شک کے) اور ایسا اگیں گے جیسے دانہ بھیا (بہاؤ) کے طرف اک آتا ہے کیا تم نے اس کو نہیں دیکھا کیسا زرد لپٹا ہوا آتا ہے۔

۴۵۸- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے مگر اس میں دانے کی بجائے کوڑا کرکٹ اگنے کا ذکر ہے۔

عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يُذْخِلُ اللَّهُ أَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يُذْخِلُ مَنْ يَشَاءُ بِرَحْمَتِهِ وَيُذْخِلُ أَهْلَ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُولُ انْظُرُوا مَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ مِنْهَا حَبَمًا قَدْ امْتَحَشُوا فَيُلْقُونَ فِي نَهْرِ الْحَيَاةِ أَوْ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُونَ فِيهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ إِلَى جَانِبِ السَّيْلِ أَلَمْ تَرَوْهَا كَيْفَ تَخْرُجُ صَفْوَاءً مُلَوَّنَةً)).

۴۵۸- عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَىٰ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَيُلْقُونَ فِي نَهْرِ يُقَالُ لَهُ الْحَيَاةُ وَلَمْ يَشْكُرْ وَفِي حَبْلِيهِ حَبْلٌ كَمَا تَنْبُتُ الْغُثَاءُ فِي جَانِبِ السَّيْلِ وَفِي حَدِيثٍ وَهَبِيٍّ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِي حَبْلَةٍ أَوْ حَبْلِيَةِ السَّيْلِ

۴۵۹- ابو سعید سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ جو جہنم والے ہیں (یعنی ہمیشہ وہاں رہنے کے لیے ہیں جیسے کافر اور مشرک وہ تو نہ مریں گے نہ جہنم میں گئے لیکن کچھ لوگ جو گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے آگ ان کو مار کر کوئلہ بنادے گی۔ پھر اجازت ہوگی شفاعت ہوگی اور یہ لوگ لائے جائیں گے گردہ

۴۵۹- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَمَّا أَهْلُ النَّارِ الَّذِينَ هُمْ أَهْلُهَا فَإِنَّهُمْ لَا يَمُوتُونَ فِيهَا وَلَا يَحْيَوْنَ وَلَكِنْ نَاسٌ أَصَابَتْهُمْ النَّارُ بِذُنُوبِهِمْ أَوْ قَالَ بِخَطَايَاهُمْ فَأَمَاتَتْهُمْ إِمَاتَةً

لے لیے وہاں عذاب ثابت ہوا ہے اس صورت میں جو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہمارے پیغمبر کی شفاعت مانگنا مکروہ ہے اس کی بات کی طرف خیال نہ کرنا چاہیے اس لیے کہ شفاعت آپ کی کچھ گناہگاروں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ تخفیف حساب اور زیادتی و درجات کے لیے بھی ہوگی اور ہر ایک عاقل کو ڈر لگا ہوا ہے کہ کہیں وہ گناہگاروں میں سے نہ ہو جائے اپنے عمل پر بھروسہ نہیں ہے اور جس شخص نے اس کو مکروہ سمجھا ہے چاہے کہ وہ مغفرت اور بخشش کے لیے بھی دعا نہ کرے اور یہ خلاف ہے سلف اور خلف کے طریقے کے تمام ہواکام کا مضمی عیاض کا۔ (نودی)

(۴۵۹) نودی نے کہا معنی حدیث کا یہ ہے کہ جو لوگ کافر ہیں اور جہنم میں ہمیشہ رہنے کے مستحق ہیں وہ تو نہ مریں گے نہ جہنم سے ایسی کسی طرح ان کو عذاب سے چھکارا نہ ہوگا اور راحت حاصل نہ ہوگی جیسے اللہ نے فرمایا ان کا کچھ فیصلہ نہ ہوگا کہ مر جائیں اور نہ عذاب پکا ہو

گروہ اور پھیلانے جائیں گے جنت کی نہروں پر اور حکم ہوگا اسے جنت کے لوگو! ان پر پانی ڈالو جب وہ اس طرح سے جھیں گے جیسے دانہ اس مٹی میں جتا ہے جس کو پانی بہا کر لاتا ہے ایک شخص بولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتا ہے جنگل میں رہے ہیں (جب تو آپ کو یہ معلوم ہے کہ بہاؤ میں جو مٹی جمع ہوتی ہے اس میں دانہ خوب آگتا ہے)۔

۳۶۰- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مندرجہ بالا روایت کی طرح دانہ آگنے تک کا ذکر ہے بعد کا نہیں۔

حَتَّىٰ إِذَا كَانُوا فَخْمًا أَذِنَ بِالسَّقَاعَةِ فَجِيءَ بِهِمْ صَيَّارٌ صَيَّارٌ فَبُشِّرُوا عَلَىٰ أَنَّهُمْ الْجَنَّةُ ثُمَّ قِيلَ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ أَقْبِضُوا عَلَيْهِمْ فَيُتْبَنُونَ نَبَاتَ الْحَبَّةِ تَكُونُ فِي حِمِيلِ السَّيْلِ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ كَانَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ بِالنَّادِيَةِ.

۴۶۰- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ إِلَى قَوْلِهِ فِي حِمِيلِ السَّيْلِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ.

باب: سب سے آخر میں نکلنے والے دوزخی کا بیان

۳۶۱- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جانتا ہوں اس شخص کو جو سب کے بعد جنت میں جائے گا یہ وہ شخص ہے جو جہنم سے گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا نکلے گا اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا جاوڑ داخل ہو بہشت میں۔ کہا (آپ نے) پس آئے گا وہ بہشت میں یا قریب اس کے پس ڈالا جائے گا اس کے خیال میں کہ تحقیق بہشت بھری ہوئی ہے۔ پس لوٹ آئے گا اور

بَابُ آخِرِ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا

۴۶۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَيًّا فَيَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهْ أَذْهَبْ فَأَدْخِلْ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيهَا فَيُخْبِلُ إِلَيْهِ أَهْلُهَا

ظہ ہوگا اور جیسے فرمایا پھر نہ اس میں سرے گاندے گا اور اہل حق کا مذہب یہی ہے کہ جنت کا آرام اور جہنم کا عذاب دونوں ہمیشہ کے لیے ہوں گے اور یہ لوگ جو گناہگار ہو کر جہنم میں جائیں گے یہ وہ لوگ ہیں جو مومن تھے پر گناہوں میں مبتلا ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ انکو جہنم کی آگ سے مار کر کوئلہ کر دے گا ایک مدت تک عذاب دینے کے بعد اور یہ مرنا چھیننا ہوگا یعنی احساس جاتا رہے گا پھر جہنم سے نکلے جائیں گے مردہ کو کھد کی طرح۔

۳۶۱) مسخر اور حلق میں شک ہے راوی کو اور حلق دوسری روایت میں بھی وارد ہے اور وہ عجیب نہیں ہے نہ نقص پھر حلق خدا کی صفت ہونے میں کوئی مانع نہیں اور وہ مثل اور صفات الہی کے مشابہ نہیں مخلوق کی صفات کے۔ نوذی نے کہا اٹھنا کرنے کے معنوں میں اختلاف ہے اور اس میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ جو امام بازاری سے منقول ہے کہ یہ بطریق مقابلہ کے ہے اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے کئی بار عہد کیا اب کچھ نہ مانگوں گا پر اپنے اقرار کے خلاف کیا اور لگتا ہے تو یہ مثل خٹھے کے ہوا وہ شخص یہ سمجھا کہ اللہ کا یہ فرمان تو جنت میں جاوڑ حیر سے لیے یہ یہ نعمتیں ہیں ایک قسم کا اٹھنا ہے یعنی اس کے خٹھے کا بدلہ ہے تو خٹھے کے بدلے کو مجازاً اٹھنا کہا اور مطلب یہ ہے کہ کیا تو بدلہ دیتا ہے میرے خٹھے کا بدلہ ہو کر۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مراد اس سے نفی ہے یعنی میں جانتا ہوں کہ تو اٹھنا نہ کرے گا بدشاہ ہو کر لیکن تعجب یہ ہے کہ مجھ نالائق کو اتنی بڑی بڑی نعمتیں ملیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اس شخص کی زبان قابو میں نہ رہی اور وہ خوشی میں اسے بھول گیا کہ لگاؤ حق

کہے گا اے میرے رب الہام میں نے اس کو بھرا ہوا پس فرمائے گا اللہ تعالیٰ اس کو واپس داخل ہو جنت میں کہا (آپ نے) پھر داخل ہو گا جنت میں پھر ڈالا جائے گا اس کے خیال میں کہ تحقیق وہ بھری ہوئی ہے پھر لوٹ آئے گا اور کہے گا اے رب میرے پیام میں نے اس کو بھرا ہوا پھر فرمائے گا اللہ تعالیٰ جنت میں تیرے لیے دنیا اور دس گنا دنیا کے برابر جگہ ہے یا دس دنیا کے برابر۔ وہ کہے گا تو مجھ سے ٹھکانا ہے یا نہیں کرتا ہے بادشاہ ہو کر عبد اللہ بن مسعود نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ بیٹے یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک کھل گئے اور آپ نے فرمایا یہ سب سے کم درجے کا جنتی ہو گا۔

۳۶۲- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں پہچانتا ہوں اس شخص کو جو سب سے آخر جہنم سے نکلے گا وہ ایک شخص ہو گا جو گھٹتا ہوا کولہوں کے بل دوزخ سے نکلے گا اس سے کہا جائے گا جنت میں جا۔ وہ جائے گا دیکھے گا تو سب مکانوں میں جنتی ہیں (اور کوئی مکان خالی نہیں چھوٹا سا بھی)۔ اس سے کہا جائے گا تجھے یاد ہے وہ زمانہ جس میں تو تھا (یعنی وہ دوزخ کی تکلیف اور تنگی) وہ کہے گا ہاں یاد ہے پھر اس سے کہا جائے گا اچھا اب کوئی اور آرزو کر وہ کرے گا حکم ہو گا یہ لے اور دس دنیا کے برابر لے اور وہ کہے گا اے رب تعالیٰ کیا تو مجھ سے ہنی ٹھکانا کرتا ہے بادشاہ ہو کر (یعنی دس دنیا کے برابر مجھ کو دیتا ہے اور وہاں تو ایک چھوٹا سا مکان بھی خالی نہیں)۔ راوی نے کہا میں نے رسول

مَلَأَ قَبْرِجُ قَبُولُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلَأَ قَبُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ أَذْهَبَ فَادْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ قِيَابُهَا فَيَحْيِلُ إِلَيْهِ أَهْلُهَا مَلَأَ قَبْرِجُ قَبُولُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلَأَ قَبُولُ اللَّهُ لَهُ أَذْهَبَ فَادْخُلُ الْجَنَّةَ فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشْرَةَ أَشْغَالِهَا أَوْ إِنَّ لَكَ عَشْرَةَ أَشْغَالِ الدُّنْيَا قَالَ قَبُولُ أَتَسْخَرُ بِي أَوْ أَتَصْنَعُكَ بِي وَأَنْتَ الْمَلِكُ) قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَنَعَكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ فَكَانَ يُقَالُ ذَلِكَ أَذَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً.

۴۶۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنِّي لَأَعْرِفُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنَ النَّارِ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنْهَا رَحْفًا يَقَالُ لَهُ انْطَلِقْ فَادْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَذْهَبُ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَيَجِدُ النَّاسَ قَدْ أَخَذُوا الْمَنَازِلَ يَقَالُ لَهُ أَتَذْكُرُ الزَّوْمَانَ الَّذِي كُنْتُ فِيهِ قَبُولُ نَعَمْ يَقَالُ لَهُ تَمَنَّى فَيَتَمَنَّى يَقَالُ لَهُ لَكَ الَّذِي تَمَنَيْتَ وَعَشْرَةَ أَضْعَافِ الدُّنْيَا قَالَ قَبُولُ أَتَسْخَرُ بِي وَأَنْتَ الْمَلِكُ) قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ.

ان باتیں کرنے جیسے دنیا میں ایسے محل میں کرتا تھا اور خدا کی طرف غصے کی نسبت کرنے اور یہ ایسا ہے جیسے آپ نے دوسرے شخص کے حق میں فرمایا کہ وہ خوشی کے مارے اپنے تئیں روک نہ سکا اور کہتے گا تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں اور چاہیے تھا یہ کہنا کہ میں تیرا بندہ ہوں اور تو میرا رب ہے اور خوشی کے وقت بے اختیار ایسی ہی بے موقع اور غلامیاتی زبان سے نکل جاتی ہیں۔ اچھی۔ (۳۶۲) حدیث میں نواجذ کا لفظ ہے اور نواجذ ان دانتوں کو کہتے ہیں جو سب کے آخر میں نکلتے ہیں جن کو عوام عقل کے دانت کہتے ہیں اور یہ دانت اسی وقت نکلتے ہیں جب آدمی دور سے ہنسنے۔

اللہ ﷻ کو دیکھا آپ نے یہاں تک کہ آپ کے دانت کھل گئے۔
 ۴۶۳- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے آخر جو جنت میں جائے گا وہ ایک شخص ہو گا جو چلے گا پھر اونداھا کرے گا اور جہنم کی آگ اس کو جلاتی جائے گی جب دوزخ سے پار ہو جائے گا تو پیچھے موڑ کر اس کو دیکھے گا اور کہے گا بڑی برکت والا ہے وہ صاحب جس نے نجات دی مجھ کو تجھ سے بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا دیا کہ ویسا کسی کو نہیں دیا نہ انگوں میں نہ پچھلوں میں۔ پھر اس کو ایک درخت دکھائی دے گا وہ کہے گا اسے رب! مجھ کو نزدیک کر دے اس درخت سے میں اس کے تلے سایہ میں رہوں اور اس کا پانی پیوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اسے آدم کے بیٹے! اگر میں تیرا یہ سوال پورا کر دوں تو تو اور سوال کرے گا وہ کہے گا نہیں اسے میرے رب! اور عہد کرے گا کہ پھر میں کوئی سوال نہ کروں گا اور اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول کرے گا اس لیے کہ وہ ایسی نعمت کو دیکھے گا جس پر اس سے صبر نہیں ہو سکتا (یعنی انسان بے صبر ہے وہ جب تکلیف میں مبتلا ہو اور عیش کی بات دیکھے تو بے اختیار اس کی خواہش کرتا ہے) آخر اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے نزدیک کر دے گا وہ اس کے سایہ میں رہے گا اور وہاں کا پانی پئے گا پھر اس کو ایک درخت دکھائی دے گا جو اس سے بھی اچھا ہو گا وہ کہے گا اسے پروردگار مجھ کو اس درخت کے نزدیک پہنچا دے تاکہ میں اس کا پانی پیوں اور میں اور کچھ سوال نہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اسے آدم کے بیٹے! کیا تو نے عہد نہیں کیا تھا کہ میں پھر سوال نہ کروں گا اور جو میں تجھے اس درخت تک پہنچا دوں تو تو

۴۶۳- عَنْ أَنَسٍ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَحَبُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فَهُوَ يَمْشِي مَرَّةً وَيَكْبُو مَرَّةً وَتَسْفَعُهُ النَّارُ مَرَّةً فِذَا مَا جَاوَزَهَا انْفُثَّتْ إِلَيْهَا فَقَالَ تَبَارَكَ الَّذِي نَجَّاهِيَ مِنْكَ لَقَدْ أَعْطَانِي اللَّهُ شَيْئًا مَا أَعْطَاهُ أَحَدًا مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فَنُفِغَ لَهُ شَجَرَةٌ فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَذِنِي مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلْيَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَأَشْرَبْ مِنْ مَائِهَا فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ)) يَا ابْنَ آدَمَ لَعَلِّي إِنْ أَعْطَيْتُكَهَا سَأَلْتَنِي غَيْرَهَا)) فَيَقُولُ لَا يَا رَبِّ وَتُعَاهِدُهُ أَنْ لَا يَسْأَلَهُ غَيْرَهَا وَرَبُّهُ يَغْفِرُهُ لِأَنَّهُ يَرَى مَا لَا صَبَرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيَذِيبُ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا ثُمَّ تَرْفَعُ لَهُ شَجَرَةٌ هِيَ أَحْسَنُ مِنَ الْأُولَى فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَذِنِي مِنْ هَذِهِ لِأَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا وَأَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ أَلَمْ تُعَاهِدْنِي أَنْ لَا تَسْأَلَنِي غَيْرَهَا فَيَقُولُ لَعَلِّي إِنْ أَذِنْتُكَ مِنْهَا تَسْأَلَنِي غَيْرَهَا فَيُعَاهِدُهُ أَنْ لَا يَسْأَلَهُ غَيْرَهَا وَرَبُّهُ يَغْفِرُهُ لِأَنَّهُ يَرَى مَا لَا صَبَرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيَذِيبُ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا ثُمَّ تَرْفَعُ لَهُ

(۴۶۳) ☆ پھر دوزخ کے برابر دوزخوں کا مسئلہ کام ہے جس پر تو نے تجب کیا اور اس کو ملی اور نہ ان سمجھا وہ خدا کے کریم ایسا قادر مطلق ہے کہ لاکھوں کروڑوں دنیا کے مثل ایک دم میں بنا سکتا ہے بلکہ اب ہزاروں لاکھوں دنیا ہماری زمین کے برابر اور اس سے لاکھوں حصے بڑی اس کی سلطنت میں موجود ہیں۔ یہ حدیث اگرچہ جنتیوں کے حال میں وارد ہے پر دنیا میں اس حدیث پر غور کرنے سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ طبع اور حرص اور بے مبری کی کوئی انتہاء نہیں۔ اگر خزانہ قارون بھی انسان کو مل جائے تو

اور سوال کرے گا وہ اقرار کرے گا کہ نہیں پھر میں اور کچھ سوال نہ کروں گا اور اللہ تعالیٰ اس کو معذور رکھے گا اس لیے کہ اس کو صبر نہیں اس نعمت پر جو دیکھتا ہے جب اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے نزدیک کر دے گا۔ وہ اس کے سائے میں رہے گا اور وہاں کاپانی پئے گا پھر اس کو ایک درخت دکھائی دے گا جو جنت کے دروازے پر ہو گا اور وہ پہلے کے دونوں درختوں سے بہتر ہو گا وہ کہے گا اے رب میرے! مجھ کو اس درخت کے پاس پہنچا دے تاکہ میں اس کے سایہ تلے رہوں اور وہاں کاپانی پیوں اب میں اور کچھ سوال نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدمؑ کے بیٹے! کیا تو اقرار نہیں کر چکا تھا کہ اب میں اور کچھ سوال نہ کروں گا؟ وہ کہے گا بیشک میں اقرار کر چکا تھا لیکن اب میرا یہ سوال پورا کر دے پھر میں اور کچھ سوال نہ کروں گا اور اللہ تعالیٰ اس کو معذور رکھے گا اس لیے کہ وہ دیکھے گا ان نعمتوں کو جن پر صبر نہیں کر سکتا۔ آخر اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے پاس کر دے گا؟ جب وہ اس درخت کے پاس جائے گا تو جنت والوں کی آوازیں سنے گا اور کہے گا اے رب میرے مجھ کو جنت کے اندر پہنچا دے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدمؑ کے بیٹے! تیرے سوال کو کون چیز تمام کرے گی (یعنی تیری خواہش کب موقوف ہوگی اور یہ بار بار سوال کرنا کیوں کر بند ہوگا) بھلا تو اس پر راضی ہے کہ میں تجھے ساری دنیا کے برابر دوں اور اتنا ہی اور دوں؟ وہ کہے گا اے رب میرے! تو مجھ سے ٹھنڈا کرتا ہے سارے جہان کا مالک ہو کر پھر عبد اللہ بن مسعودؓ بننے لگے اور لوگوں سے کہا تم پوچھتے نہیں مجھ سے میں کیوں ہشتا ہوں لوگوں نے پوچھا کیوں ہتے ہو تم انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح (اس

شجرۃ عند باب الجنة هي أحسن من الأولتين فيقول أي رب أذنبي من هذه لاستظلل بظلها وأضرب من مائها لا أسألك غيرها فيقول يا ابن آدم ألم تعاهدني أن لا تسألني غيرها قال بلى يا رب هذه لا أسألك غيرها ورؤيت يغذره بأنني يرى ما لا صبر له عليها فيذنيه منها فإذا أذنأه منها فيسمع أصوات أهل الجنة فيقول أي رب أذخنيها فيقول يا ابن آدم ما بصري منك أيرضيك أن أعطيك الدنيا ومظللها معها قال يا رب أتستهزئ مني وأنت رب العالمين)) فضحك ابن مسعود فقال ألا تسألوني من أضحك فقالوا هم تضحك قال هكذا ضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا من تضحك يا رسول الله قال ((من ضحكك رب العالمين حين قال أتستهزئ مني وأنت رب العالمين فيقول إني لا أستهزئ منك ولكني على ما أشاء قاذر))

لہ یا ہفت کشور کی سلطنت بھی پا جائے تب بھی اس سے زیادہ کی حرص رہے گی اس لیے انسان کو لازم ہے کہ اول ہی سے طمع اور حرص کی جڑ کاٹ دے اور جس قدر خدا سے اسی کو بہت خیال کر کے اس میں خوش و غم رہے وہ نہ مفت زندگی پر باد ہوگی اور ساری عمر محنت اور تکلیف میں گرفتار رہے گا۔

حدیث کو بیان کر کے) کہتے تھے۔ لوگوں نے پوچھا آپ کیوں ہنستے ہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا رب العالمین کے ہنسنے سے میں بھی ہنستا ہوں جب وہ بندہ یہ کہے گا کہ تو مجھ سے ٹھنکا کرتا ہے سارے جہان کا مالک ہو کر پورے گار بنس دے گا (اس کی نادانی اور بیوقوفی پر) اور فرمائے گا میں ٹھنکا نہیں کرتا (ٹھنکا اور مذاق میرے لائق نہیں وہ بندوں کے لائق ہے) بلکہ میں جو چاہتا ہوں کر سکتا ہوں۔

باب: سب سے اونٹنی درجہ کے جنتی کا بیان

۳۶۴- ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے کم درجے کا جنتی وہ ہے جس کا منہ اللہ تعالیٰ جہنم کی طرف سے پھیر کر جنت کی طرف کر دے گا اور اس کو ایک درخت دکھاوے گا سایہ دار وہ کہے گا اے رب میرے! مجھے اس درخت کے پاس لے جا میں اس کے سایہ میں رہوں گا اور بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے عبد اللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا مگر اس میں یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدمؑ کے بیٹے اتیرے سوال کو کون چیز تمام کرے گی آخر تک۔ اتنا زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو یاد دلائے گا فلاں فلاں چیز کی آرزو کر یہاں تک کہ جب اس کی سب آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو یہ سب لے اور دس حصے ان سے زیادہ لے پھر وہ اپنے گھر میں جائے گا اور حوروں میں سے دونوں بیبیاں اس کے پاس آئیں گی اور کہیں گی شکر خدا کا جس نے تجھ کو جلا یا ہمارے لیے اور ہم کو جلا یا تیرے لیے پھر وہ کہے گا کسی کو اللہ نے اتنا زیادہ نہیں دیا جتنا مجھ کو دیا۔

۳۶۵- مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت موسیٰؑ نے اپنے پروردگار سے پوچھا سب سے کم درجہ والا جنتی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ شخص ہے جو آئے گا سب جنتیوں کے جنت میں جانے کے بعد۔ اس سے کہا جائے گا جا جنت میں جاوہ کہے گا اے رب

بَابُ أَذْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً فِيهَا
۴۶۴- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّ أَذْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً رَجُلٌ صَرَفَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ قَبْلَ الْجَنَّةِ وَمَثَلُ لَهُ شَجَرَةٌ ذَاتُ طَلِّ فَقَالَ أَيُّ رَبِّ قَدْ مَنِي إِلَى هَذِهِ الشَّجَرَةِ أَكُونُ فِيهَا طَلِّهَا)) وَسَاقَ الْحَدِيثَ يَنْحُو حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ وَلَمْ يَذْكُرْ ((يَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ مَا يَصْرِيحُ بِكَ)) إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ وَرَأَى فِيهِ ((وَيَذْكُرُهُ اللَّهُ مَثَلُ كَذَا وَكَذَا فَإِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ أَلْمَامِي قَالَ اللَّهُ هُوَ لَكَ وَعَشْرَةٌ أَثْلَاهِ قَالَ ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتَهُ فَيَدْخُلُ عَلَيْهِ زَوْجَتَاهُ مِنَ الْخُورِ الْعَيْنِ فَيَقُولَانِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَاكَ لَنَا وَأَحْيَانَا لَكَ قَالَ يَقُولُ مَا أُعْطِيَ أَخَذَ مَثَلُ مَا أُعْطِيَ)).

۴۶۵- عَنْ الْمَغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُهُ عَلَى الْحَبِشِيِّ يَرْفَعُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَدَّثَنِي بِشَرِّ بَنِي الْحَكَمِ وَالْفَلْطُ لَهُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا مَطْرُوفٌ وَابْنُ أَبِي بَرْزَةَ سَمِعَا الشَّعْبِيَّ يَقُولُ

میرے اکیسے جاؤں؟ وہاں تو سب لوگوں نے اپنے اپنے ٹھکانے کر لیے اور اپنی جگہیں بنائیں اس سے کہا جائے گا کیا تو راضی ہے اس بات پر کہ تجھے اتنا ملک ملے جتنا دنیا کے ایک بادشاہ کے پاس تھا وہ کہے گا میں راضی ہوں اسے رب میرے۔ حکم ہو گا جتنا ملک ہم نے تجھے دیا اور اتنا ہی اور اور اتنا ہی اور اور اتنا ہی اور پانچویں بار میں وہ کہے گا میں راضی ہوں اسے رب میرے رب اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو یہ بھی لے اور دس حصے اس سے زیادہ لے اور جو حیرا جی چاہے اور جو تجھے بھلا لگے دیکھنے میں وہ لے وہ کہے گا میں راضی ہو گیا اسے رب میرے پھر حضرت موسیٰ نے پوچھا سب سے بڑے درجے والا جنتی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تو وہ لوگ ہیں جن کو میں نے خود چنا اور ان کی بزرگی اور عزت کو میں نے اپنے ہاتھ سے جمایا اور اس پر مہر کر دی۔ کسی آنکھ نے نہیں دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی کے دل پر گزرا (جو ان کے لئے تیار ہے) اور اس کی تصدیق کرتا ہے وہ جو کلام اللہ میں ہے فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ عین الایۃ یعنی کوئی نہیں جانتا جو چھپا کر رکھا گیا ہے ان کے لئے ان کی آنکھوں کی خشک زخیر تک۔

۴۶۶- مغیرہ بن شعبہؓ منبر پر کہتے حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا سب سے کم درجے کا جنتی کون ہے؟ پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری۔

۴۶۷- ابوذرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جانتا ہوں اس شخص کو جو سب کے بعد جنت میں جائے گا اور سب کے بعد دوزخ سے نکلے گا وہ ایک شخص ہو گا جو لایا جائے گا قیامت کے دن پھر حکم ہو گا پیش کرو اس کے بلکے گناہ اور مت پیش کرو اس کے بھاری گناہ تو پیش کئے جائیں گے اس پر بلکے گناہ اس کے اور کہا جائے گا فلاں نے روز تو سے ایسا کام کیا اور فلاں روز یہ کام کیا۔

سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ عَلَى النَّبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((سَأَلَ مُوسَى رَبَّهُ مَا أَذْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةٌ قَالَ هُوَ رَجُلٌ يَجِيءُ بَعْدَ مَا أُذْخِلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقَالُ لَهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ كَيْفَ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ وَأَخَذُوا أَحْذَابَهُمْ فَيَقَالُ لَهُ أَنْتَ رَضِيَ أَنْ يَكُونَ لَكَ مِثْلُ مُلْكِ مُلْكٍ مِنْ مُلُوكِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ رَضِيتُ رَبِّ فَيَقُولُ لَكَ ذَلِكَ وَمِثْلَهُ وَمِثْلَهُ وَمِثْلَهُ فَقَالَ لِي الْخَامِسَةَ رَضِيتُ رَبِّ فَيَقُولُ هَذَا لَكَ وَعَشْرَةُ أَهْلَابِهِ وَلَكَ مَا اسْتَهْتِ نَفْسُكَ وَلَدْتَ عَيْنَكَ فَيَقُولُ رَضِيتُ رَبِّ قَالَ رَبِّ فَأَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةٌ قَالَ أُولَئِكَ الَّذِينَ أَرَدْتُ عَرَسَتْ كَرَامَتُهُمْ بِيَدِي وَخَصَّمْتُ عَلَيْهِمْ فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ وَلَمْ تَسْمَعْ أُذُنٌ وَلَمْ يَحْطُرْ عَلَى قَلْبٍ بَشَرٌ)) قَالَ وَمِصْدَاقُهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ عَيْنٍ الْآيَةِ.

۴۶۶- عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يَقُولُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا أَذْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةٌ قَالَ هُوَ رَجُلٌ يَجِيءُ بَعْدَ مَا أُذْخِلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقَالُ لَهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ كَيْفَ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ وَأَخَذُوا أَحْذَابَهُمْ فَيَقَالُ لَهُ أَنْتَ رَضِيَ أَنْ يَكُونَ لَكَ مِثْلُ مُلْكِ مُلْكٍ مِنْ مُلُوكِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ رَضِيتُ رَبِّ فَيَقُولُ لَكَ ذَلِكَ وَمِثْلَهُ وَمِثْلَهُ وَمِثْلَهُ فَقَالَ لِي الْخَامِسَةَ رَضِيتُ رَبِّ فَيَقُولُ هَذَا لَكَ وَعَشْرَةُ أَهْلَابِهِ وَلَكَ مَا اسْتَهْتِ نَفْسُكَ وَلَدْتَ عَيْنَكَ فَيَقُولُ رَضِيتُ رَبِّ قَالَ رَبِّ فَأَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةٌ قَالَ أُولَئِكَ الَّذِينَ أَرَدْتُ عَرَسَتْ كَرَامَتُهُمْ بِيَدِي وَخَصَّمْتُ عَلَيْهِمْ فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ وَلَمْ تَسْمَعْ أُذُنٌ وَلَمْ يَحْطُرْ عَلَى قَلْبٍ بَشَرٌ)) قَالَ وَمِصْدَاقُهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ عَيْنٍ الْآيَةِ.

۴۶۷- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ وَآخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا رَجُلٌ يُؤْتِي بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقَالُ اغْرِضُوا عَلَيْهِ صِغَارُ ذُنُوبِهِ وَارْفَعُوا عَنْهُ كِبَارَهَا فَتُفَرِّضُ عَلَيْهِ صِغَارُ ذُنُوبِهِ فَيَقَالُ عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا

وہ قبول کرے گا انکار نہ کر سکے گا اور ڈرے گا اپنے بھاری گناہوں سے کہیں وہ پیش نہ ہوں حکم ہو گا ہم نے تجھے ہر ایک گناہ کے بدلے ایک نیکی دی۔ وہ کہے گا مالک میرے میں نے اور بھی کچھ کام کئے ہیں گناہ کے جن کو میں یہاں نہیں پاتا۔ راوی نے کہا میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو آپ بنے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں کھل گئیں۔

۴۶۸- مذکورہ بالا حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔

۳۶۹۔ ابوالبیر نے سنا جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے ان سے پوچھا گیا لوگوں کے آنے کا حال قیامت کے دن انھوں نے کہا ہم آئیں گے قیامت کے دن اس طرح سے دیکھ یعنی یہ اوپر سب آدمیوں کے پھر بلائی جائیں گی امتیں اپنے اپنے بتوں اور معبودوں کے ساتھ پہلی امت پھر دوسری امت بعد اس کے ہمارا پروردگار آئے گا اور فرمائے گا تم کس کو دیکھ رہے ہو؟ (یعنی امت محمدیؐ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمائے گا) وہ کہیں گے ہم اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہیں (یعنی اس کے منتظر ہیں) پروردگار فرمائے گا میں تمہارا مالک ہوں وہ کہیں گے ہم تجھ کو دیکھیں (تو معلوم ہو) پھر دکھائی دے گا پروردگار ان کو ہنستا ہوا اور ان کے ساتھ چلے گا اور لوگ سب اس کے پیچھے ہوئے گئے اور ہر ایک آدمی

وَكَذَا وَعَمِلْتُ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا
فَيَقُولُ نَعَمْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُنْكِرَ وَهُوَ مُثَبِّقٌ
مِنْ كِبَارِ ذُرِّيَّتِهِ أَنْ تَعْرِضَ عَلَيْهِ فَيَقَالَ لَهُ فَإِنْ
لَكَ مَكَانٌ كُلِّ سَنَةٍ حَسَنَةً فَيَقُولُ رَبِّ قَدْ
عَمِلْتُ أَشْيَاءَ لَا أَرَاهَا هَا هُنَا ((فَلَمَّا رَأَيْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَاحِبَكِ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ.

٤٦٨ - عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

٤٦٩- عَنْ أَبِي الزَّيْتَرِ أَنَّهُ سَمِعَ حَابِرَ بْنَ عَبْدِ
اللَّهِ يُسْأَلُ عَنِ الْوُرُودِ فَقَالَ نَحْيُهُ نَحْنُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ عَنْ كَذَا وَكَذَا أَنْظِرْ أَيُّ ذَلِكَ فَوْقَ
النَّاسِ قَالَ فَتَدْعِي الْأَمَمَ بِأَوْتَانِهَا وَمَا كَانَتْ
تَعْبُدُ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ ثُمَّ يَأْتِيْنَا رَبَّنَا بَعْدَ ذَلِكَ
فَيَقُولُ مَنْ تَنْظُرُونَ فَيَقُولُونَ نَنْظُرُ رَبَّنَا فَيَقُولُ أَنَا
رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَيْكَ فَيَتَحَلَّى لَهُمْ
بِضْحِكٍ قَالَ فَيَنْطَلِقُ بِهِمْ وَيَتَّبِعُونَهُ وَيُعْطَى كُلُّ
إِنْسَانٍ مِنْهُمْ مَنَاقِبَ أَوْ مُؤْمِنٍ نُورًا ثُمَّ يَتَّبِعُونَهُ
وَعَلَى جِسْرِ جَهَنَّمَ كَلَالِبٌ وَحَسَنَاتٌ تَأْخُذُ مَنْ
شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ يُطْفَأُ نُورُ الْمُتَّقِينَ ثُمَّ يَنْحُو

(۳۶۹) یہ روایت موقوف ہے جاہل اور مسلم کی شرط ہے نہیں مگر انھوں نے بیان کیا اس کو اس لئے کہ وہ مسند امروہی سے دوسرے طریقے سے اور خود امام مسلم نے اس کے رافع پر تنبیہ کی ہے ابن ابی شیبہ کی روایت سے اور بیان کیا ہے اس کی اسناد اور سماع رسول اللہ سے۔ نووی نے کہا اس مقام پر راوی نے غلطی اور تحریف اور غلط کیا ہے اور اتفاق کیا ہے اس پر حنفیوں اور متاخرین نے یہ غلطی ہے کہنے والے کی۔ قاضی عیاضؒ نے کہا حدیث کی عبارت تمام نسخوں میں یہی ہے یعنی عن کذا و کذا انظر اى ذالک فوق الناس جس کا ترجمہ بیان ہوا لیکن مطلب معلوم نہیں ہو تا اور صحیح عبارت یوں ہے غلطی محض ایسا ہی روایت کیا ہے بعض اہل حدیث نے اور ابن ابی شیبہ کی کتاب میں کعب بن مالک سے مروی ہے یحضر الناس یوم القیمة علی اهل وامنی علی جلی یعنی جمع کئے جائیں گے لوگ قیامت کے دن ایک ٹیلے پر اور میری امت ایک ٹیلے پر ہوئی اور کوہ کوسم بھی ٹیلے کو کہتے ہیں اونچی ذمین کو جو بیکرے کی طرح ہوتی ہے۔ طبری نے اپنی تفسیر میں ابن عمر کی روایت سے بیان کیا کہ پھر چڑھیں گے محمدؐ اور آپ کی امت ایک ٹیلے پر سب لوگوں کے اوپر۔ قاضی عیاضؒ نے کہا اس سے معلوم ہو تا ہے کہ راوی سے کوہ کا لفظ بڑھان گیا یا امت گیا تو اس نے کذا اور کذا اس کے بدلے لکھا پھر اس کی تفسیر کی اى فوق الناس سے اور انظر کا لفظ تنبیہ کے لئے دیکھ لیا۔ اب نقل ہے

کو خواہ وہ منافق ہو یا مومن ایک نور ملے گا لوگ اس کے ساتھ ہونگے۔ اور جہنم کے پل پر آنکڑے اور کانٹے ہونگے وہ پکڑ لیں گے جن کو خدا چاہے گا بعد اس کے منافقوں کا نور بجھ جائے گا اور مومن نجات پائیں گے تو پہلا گروہ مومنوں کا ان کے منہ چودھویں رات کے چاند کے سے ہونگے جو ستر ہزار آدمیوں کا ہوگا جن سے نہ حساب ہوگا نہ کتاب ان کے بعد کا گروہ خوب چمکتے تارے کی طرح ہوں گا۔ پھر ان کے بعد کا ان سے اتر کر یہاں تک شفاعت کا وقت آئے گا اور لوگ شفاعت کریں گے اور جہنم سے نکالا جائے گا وہ شخص بھی جس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور اس کے دل میں ایک جو برابر بھی نیکی اور بہتری تھی یہ لوگ جنت کے آنگن میں ڈال دیئے جائیں گے اور جنتی لوگ ان پر پانی چھڑکیں گے وہ اس طرح نہیں گئے چسے جھاڑیوں کے بھاؤں میں پینتا ہے اور ان کی سوزش اور جلن بالکل جاتی رہے گی پھر وہ سوال کریں گے خدا ہے اور ہر ایک کو اتنا ملے گا جیسے ساری دنیا بلکہ دس دنیا کے برابر۔

۴۷۰- جابر سے روایت ہے انھوں نے سنا ہے کانوں سے رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے بیشک اللہ تعالیٰ چند لوگوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں لے جائے گا۔

۴۷۱- حماد بن زید سے روایت ہے کہ میں نے عمرو بن دینار سے پوچھا کیا تم نے سنا ہے جابر بن عبد اللہ کو حدیث بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے کہ اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو جہنم سے نکالے گا شفاعت کی وجہ سے؟ انھوں نے کہا ہاں سنا ہے۔

۴۷۲- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ جہنم میں جل کر وہاں سے

المؤمنون فتنحو اول زمره وجومهم كالفقر
ليلة البذر سنبون ألفا لا يحاسبون ثم الذين
يلونهم كأضرنا نحم في السماء ثم كذلك ثم
تجل الشفاعة وينشعون حتى يخرج من النار
من قال لا إله إلا الله وكان في قلبه من الخير
ما يزن شعيرة فيجعلون بقاء الجنة ويجعل
أهل الجنة يرشون عليهم الماء حتى يبتئوا
نبات الشيء في السبل وينهب حرقاء ثم
يسأل حتى تجعل له الدنيا وعشرة أمثالها
منها.

۴۷۰- عَنْ جَابِرٍ يَقُولُ سَمِعُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَذْيِهِ يَقُولُ ((إِنْ اللَّهَ يُخْرِجُ
نَاسًا مِنَ النَّارِ فَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ)) .

۴۷۱- عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرٍو بْنِ
دِينَارٍ أَسَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنْ اللَّهَ
يُخْرِجُ قَوْمًا مِنَ النَّارِ بِالشَّفَاعَةِ)) قَالَ نَعَمْ

۴۷۲- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنْ قَوْمًا يُخْرَجُونَ

لہ کرنے والوں نے بعد اس عبارت کو نقل کر دیا اور انظر کو بھی حدیث میں شریک کر دیا۔ واللہ اعلم۔ اور وہ بے پوچھ پانچ کے جنت میں داخل ہونگے۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ منتر کرتے ہیں اور نہ بد قال لیتے ہیں۔ اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔ (۴۷۲) بلا کیونکہ نہ سے مجبور کیا جاتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ تمام اعضاء مجبور کے انگڑاؤں سے بچے رہیں گے جیسے اوپر گزرا۔

مِنْ النَّارِ يَخْرُفُونَ فِيهَا إِلَّا ذَكَرَاتٍ وُجُوهُهُمْ حَتَّى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ))

۴۷۳- عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ قَالَ كُنْتُ قَدْ شَغَفَنِي رَأْيِي مِنْ رَأْيِ الْخَوَارِجِ فَمَحَرَجْنَا فِي عَصَابَةِ ذَوْي عَدَدٍ نُرِيدُ أَنْ نَخْرُجَ ثُمَّ نَخْرُجَ عَلَى النَّاسِ قَالَ فَمَرَرْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ فَإِذَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَالِسٌ إِلَى سَارِيَةٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَإِذَا هُوَ قَدْ ذَكَرَ الْجَهَنَّمِيِّينَ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ مَا هَذَا الَّذِي تُحَدِّثُونَ وَاللَّهِ يَقُولُ إِنَّكَ مَنْ تَدْخِلُ النَّارَ فَقَدْ أَخْرَجْتَهُ وَكَلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا فَمَا هَذَا الَّذِي تَقُولُونَ قَالَ فَقَالَ أَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ سَمِعْتَ بِمَقَامٍ مُحْتَمِلٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْثِي الَّذِي يَتَّبِعُهُ اللَّهُ فِيهِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ مَقَامٌ مُحْتَمِلٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَحْمُودُ الَّذِي يُخْرِجُ اللَّهُ بِهِ مَنْ يُخْرِجُ قَالَ ثُمَّ نَعَتْ وَضَعُ الصُّرَاطِ وَمَرَّ النَّاسُ عَلَيْهِ قَالَ وَأَخَافُ أَنْ لَا أَكُونَ أَحْفَظُ ذَلِكَ قَالَ غَيْرُ أَنَّهُ قَدْ زَعَمَ أَنَّ قَوْمًا يَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ بَعْدَ أَنْ يَكُونُوا فِيهَا قَالَ بَعْثِي فَيَخْرُجُونَ كَأَنَّهُمْ عِبْدَانِ السَّمْسِمِ قَالَ فَيَدْخُلُونَ نَهْرًا مِنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ فَيَقْتَسِلُونَ فِيهِ فَيَخْرُجُونَ كَأَنَّهُمْ الْفَرَّاطِيُّسُ فَرَجَعْنَا قُلْنَا

نکلیں گے اور جنت میں جائیں گے ان کا سب بدن جل گیا ہو گا سوا منہ کے چکر کے۔

۴۷۳- یزید بن صہیب ابو عثمان فقیر سے روایت ہے میرے دل میں خاریجیوں کی ایک بات کھب گئی تھی (وہ یہ کہ کبیرہ گناہ کرنے والا ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور جو جہنم میں جائے گا وہ پھر وہاں سے نہ نکلے گا) تو ہم ایک ایک بڑی جماعت کے ساتھ اس ارادے سے کہ حج کریں پھر خاریجیوں کا مذہب پھیلائیں۔ جب ہم مدینے میں پہنچے دیکھا تو جابر بن عبد اللہ ایک ستون کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کو حدیثیں سنارہے ہیں رسول اللہ ﷺ کی انھوں نے یکایک ذکر کیا دوزخیوں کا۔ میں نے کہا اے صحابی رسول خدا ﷺ کے تم کیا حدیث بیان کرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے اے رب ہمارے تو جس کو جہنم میں لے گیا تو نے اس کو سوا کیا اور فرماتا ہے جہنم کے لوگ جب وہیں سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں ڈال دے جائیں گے۔ اب تم کیا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا تو نے قرآن پڑھا ہے؟ میں نے کہا ہاں انھوں نے پھر کہا تو نے حضرت کا مقام سنا ہے؟ یعنی وہ مقام جو اللہ ان کو قیامت کے روز عنایت فرمائے گا (جس کا بیان اس آیت میں ہے عَسَىٰ اَنْ يَّعْطٰكَ) میں نے کہا ہاں میں نے سنا ہے انھوں نے کہا پھر وہی مقام محمود ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نکالے گا جہنم سے ان لوگوں کو جن کو چاہے گا پھر بیان کیا انھوں نے پل صراط کا حال اور لوگوں کے گزرنے کا اس پل پر سے اور مجھے ڈر ہے یاد نہ رہا ہو یہ مگر انھوں نے یہ کہا کہ کچھ لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے اس میں جانے کے بعد اور اس طرح سے نکلیں گے جیسے آبنوس کی ٹکڑیاں (سیاہ جل بھن کر) پھر جنت

(۴۷۳) یہ دونوں آیتیں خاریجیوں کی دلیل ہیں جو کہتے ہیں دوزخ میں جا کر پھر کوئی وہاں سے نہ نکلے گا حالانکہ یہ آیتیں ان کافروں اور مشرکوں کے باب میں ہیں جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ حدیث میں ساسم کا لفظ جو جمع ہے سسم کی اور سسم کہتے ہیں جل کو اس کی ٹکڑیاں بھی دھوپ میں رکھنے سے کالی ہو جاتی ہیں اور بعضوں نے کہا اصل میں یہ لفظ ساسم تھا اس میں تحریف ہو کر ساسم ہو گیا اور ساسم ہی

کی ایک نہر میں جائیں گے اور وہاں غسل کریں گے اور کاغذ کی طرح سفید ہو کر نکلیں گے یہ سن کر ہم لوٹے اور کہا ہم نے خرابی ہو تمہاری کیا یہ بوڑھا جھوٹ باندھتا ہے رسول اللہ ﷺ پر (یعنی وہ ہرگز جھوٹ نہیں بولتا پھر تمہارا مذہب غلط نکلا) اور ہم سب پھر گئے اپنے مذہب سے مگر ایک شخص نے پھر ایسا ہی کہا ابو نعیم فضل بن دکین نے۔

وَيَحْكُمُ أَتْرُونَ الشَّيْخَ يَكْذِبُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعْنَا فَلَا وَاللَّهِ مَا خَرَجَ مِنَّا غَيْرَ رَجُلٍ وَاحِدٍ أَوْ كَمَا قَالَ أَبُو نَعِيمٍ.

۴۷۴- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ سے چار آدمی نکالے جائیں گے تو خدا کے سامنے کئے جائیں گے ان میں سے ایک جہنم کی طرف دیکھ کر کہے گا اے مالک میرے! جب تو نے مجھ کو نجات دی اس سے توبہ پھر مت لے جا اس میں۔ اللہ تعالیٰ اس کو نجات دے گا جہنم سے۔

۴۷۴- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ أَرْبَعَةٌ فَيَعْرِضُونَ عَلَى اللَّهِ فَيَلْتَفِتُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ إِذْ أَخْرَجْتَنِي مِنْهَا فَلَا تُعَذِّبْنِي فِيهَا فَيَنْجِيهِ اللَّهُ مِنْهَا)).

۴۷۵- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو اکٹھا کرے گا پھر وہ کوشش کریں گے اس مصیبت کو دور کرنے کی یا انکے دل میں خدا اس کا فکر ڈالے گا وہ کہیں گے اگر ہم کسی کی سفارش کر دیں اسے مالک کے پاس یہاں سے آرام پانے کو تو بہتر ہے اور آئیں گے حضرت آدم کے پاس اور کہیں گے تم سب آدمیوں کے باپ ہو اللہ تعالیٰ نے

۴۷۵- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُعْطُونَ لَذْلِكَ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنٍ فَيَلْتَفِتُونَ لِذَلِكَ فَيَقُولُونَ لَوْ اسْتَشْفَعْنَا عَلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرْجِنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا قَالَ فَيَأْتُونَ آدَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ آدَمُ

نہایہ لکوی کو مثل آنوس کے اور بعضوں نے کہا سام کہتے ہیں آنوس کو (خایدہ سام سے سیم ہو گیا ممکن ہے یہ لکوی وہی ہو جس کو عام طور پر اردو میں شیشم کہا جاتا ہے۔ از معجم)

(۴۷۵) چند چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص ہاتھ مبارک سے بنایا ہے ان کو بزرگی دینے کے لیے ایک ان میں سے حضرت آدم ہیں دوسرے توریت کو تختیوں پر اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ تیسرے جنت العدن میں درخت اپنے ہاتھ سے لگائے پلوں تو سب چیزیں خدا کے حکم سے پیدا ہوئیں پر ان چیزوں کو خدا نے اپنے خاص ہاتھ سے بنایا جیسے حدیث میں وارد ہے پر خدا کا ہاتھ دیبائی مقدس اور بے شبہ اور بے نظیر ہے جیسے اس کی ذات مقدس جل شانہ۔ وہ گناہ کا ہاتھ اس درخت میں سے کھانا جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو منع کیا تھا۔ نوٹی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے کہ جن چیزوں سے گناہ صادر ہوتے ہیں یا نہیں اور کا حسی عیاض نے بحث میں ایک مختصر تقریر کی ہے وہ یہ ہے کہ نبوت کے بعد ان سے کفر سرزد نہیں ہو سکتا بلکہ وہ معصوم ہیں کفر سے لیکن نبوت سے پہلے تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ نبوت سے پہلے بھی وہ کفر سے معصوم ہوتے ہیں اب رہے اور گناہ جو کفر سے کم ہیں تو کبیرہ گناہ سے بالاتر وہ معصوم ہیں اور اسی طرح ان غلطیوں سے جو تبلیغ رسالت میں ہوں تو ان کا نقصان نہ ہو ہے استدلال مطلق اس پر کہ ہمارے ائمہ خراسان سے اور مشائخ صوفیہ کا اور بعضوں کے نزدیک یہ غلطی ہو سکتی ہے کہ اللہ

تم کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی پیدا کی ہوئی روح تم میں بھونکی اور فرشتوں کو حکم کیا تو انھوں نے تم کو سجدہ کیا تو تم آج ہم لوگوں کی سفارش کرو اللہ تعالیٰ کے پاس وہ آرام دے ہم کو اس جگہ کی تکلیف سے۔ وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنے گناہ کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے شرمائیں گے۔ لیکن تم جاؤ نوحؑ کے پاس وہ پہلے پیغمبر ہیں جن کو بھیجا اللہ تعالیٰ نے وہ آئیں گے نوحؑ کے پاس تو نوح کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطا کو جو دنیا میں ان سے ہوئی تھی یاد کریں گے اور شرمائیں گے اپنے پروردگار سے اور

أَبُو الْخَلْقِ خَلَقَكَ اللَّهُ يَدُهُ وَفَخَّ فَيْلَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ اسْتَغْفِرْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتَّى يَرْحَمَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا فَيَقُولَ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ فَيَسْتَحْيِي رَبَّهُ مِنْهَا وَلَكِنْ أَتَوْنَا نُوحًا أَوَّلَ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللَّهُ قَالَ قِيَا تُونَ نُوحًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولَ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ فَيَسْتَحْيِي رَبَّهُ مِنْهَا وَلَكِنْ

لہ جیسے ہمارے پیغمبر کو سبھو انماز میں لیکن ضروری ہے کہ وہ مطلع ہو جائیں اپنی غلطی سے یا اسی وقت یا وقت سے پہلے اور یہی مذہب ہے جمہور علماء اور اکثر محققین کا۔ اب رہے صغیرہ گناہ تو جو صغیرہ گناہ اس قسم کے ہیں کہ ان سے دہات اور سخت اور کمینہ پن نکلتا ہے ان سے بالاتفاق معصوم ہوتے ہیں اور باقی صغیرہ گناہ میں اختلاف ہے اکثر فقہاء اور محدثین سلف اور خلف اس طرف گئے ہیں کہ اس قسم کے صغیرہ گناہ ان سے ہو سکتے ہیں اور دلیل ان کی قرآن کی آیتیں اور حدیثیں ہیں اور ایک جماعت محققین کی فقہاء اور متکلمین میں سے اس طرف گئی ہے کہ وہ پاک ہیں مضارب سے بھی جیسے کہا ہے پاک ہیں اور نبوت کا منصب مانع ہے ایسے گناہوں کے کرنے سے اور قصد اُحد کی مخالفت کرنے سے اور جو آیات اور احادیث اس قسم کی وارد ہوئی ہیں جن سے پیغمبروں کا گناہ گار ہونا نکلتا ہے وہ تاویل کی گئی ہیں یا محمول ہیں سو یہاں اللہ کا ان بعض اعضا میں لیکن انکو درہوا ان میں مواخذہ کا بعض چیزیں ایسی ہیں جو نبوت سے پہلے ان سے سرزد ہو سکیں اور یہی مذہب حق ہے اس لیے کہ انبیاء کے اقوال اور افعال کی پیروی کا لازم ہے پھر اگر وہ خطا دار ہوں تو بہت سے افعال میں ان کی پیروی لازم نہ ہو۔ قاضی عیاض نے کہا ہم نے اس مطلب کو اپنی کتاب شفا میں خوب بیان کیا ہے کہ دوسرا دوسری کتابوں میں نہیں ملتا اور اس بات سے مت ڈر کہ یہ مذہب منسوب ہے خوارج اور معتزل اور مجتہد کے گرد ہوں کی طرف اس لیے کہ ان کا مطلب اس مذہب سے دوسرا ہے وہ یہ ہے کہ کیا صغیرہ گناہ کے کافر ہو جانا اور ہم پاک ہیں اس خیال سے اور یہ جو خطائیں انبیاء کی بیان کی گئیں ہیں جیسے آدمؑ کا بھول کر اس درخت میں سے کھا لینا اور نوحؑ کا بد دعا کرنا کافروں پر اور قتل کرنا موسیٰؑ کا ایک کافر کو اور چنانچہ ابراہیمؑ کا اپنے تئیں کافروں کے شر سے ایک بات کہہ کر جو ایک طرح سے جاب ہو سکتی تھی۔ درحقیقت اور ان کے حق میں گناہ نہیں ہیں مگر انبیاء پر عتاب ہو یا وہ ڈرے ان باتوں سے بھی بوجہ قرب اور منزلت کے قہام ہو اکام قاضی عیاض کا امام ابو عبد اللہ ماری نے کہا موسیٰ بن نوحؑ کے حضرت اور لیس نوحؑ کے دوا تھے پھر اگر یہ ثابت ہو کہ اور لیس پیغمبر تھے تو موسیٰ بن نوحؑ کا یہ قول صحیح نہیں کہ وہ نوحؑ کے دوا تھے اس لیے کہ حدیث سے صاف یہ امر نکلتا ہے کہ نوحؑ سب سے پہلے پیغمبر ہیں جو دنیا میں آئے اور بعضوں نے کہا کہ حدیث میں رسول کا لفظ ہے اور شاید اور لیس نبی ہوں رسول نہ ہوں۔ قاضی عیاض نے کہا بعضوں نے کہا کہ اور لیس الیاسؑ کو کہتے ہیں اور وہ پیغمبر تھے بنی اسرائیل کے یوشع بن نونؑ کے ساتھ اس صورت میں کوئی اعتراض نہ ہو گا اسی طرح یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ آدمؑ و شیثؑ دونوں پیغمبر تھے وہ نوحؑ سے پہلے تھے کیونکہ آدمؑ کو اپنی اولاد کی تعلیم کا حکم ہوا تھا اور وہ کافر نہ تھے اسی طرح شیثؑ کہ وہ خلیفہ تھے۔ آدمؑ کے کافروں کی ہدایت کے لیے بھیجا جاتا تو یہ امر سب سے پہلے نوحؑ کے لیے ہوا۔ قاضی عیاض نے کہا ابو الحسن بن بھاتا کا مذہب یہ ہے کہ آدمؑ رسول نہ تھے تاکہ یہ اعتراض وارد نہ ہو حالانکہ ابو ذر کی طویل حدیث نص صریح ہے کہ آدمؑ اور اور لیس دونوں رسول تھے۔ لہ

کہیں گے تم جاؤ ابراہیمؑ کے پاس جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنایا تھا۔ وہ سب لوگ ابراہیمؑ کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطا کو جو ان سے ہوئی تھی یاد کر کے خدا سے شرمائیں گے لیکن تم جاؤ موسیٰؑ کے پاس جن سے اللہ تعالیٰ نے بات کی اور ان کو توریت شریف عطا کی۔ وہ سب موسیٰؑ کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطا کو جو ان سے ہوئی تھی یاد کر کے خدا سے شرمائیں گے لیکن تم جاؤ عیسیٰؑ کے پاس جو اللہ کی روح ہیں اور اس کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں وہ آئیں گے عیسیٰؑ روح اللہ کے پاس۔ وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں لیکن تم جاؤ محمدؐ کے پاس وہ ایسے بندے ہیں اللہ کے جن کے اگلے اور

اتوا ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم الذی اتخذہ اللہ خلیلاً فیاتون ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم فقیول لست هناکم ویتذکر خطیئہ الہی اصاب فیستحیی ربہ منها ولكن اتوا موسی صلی اللہ علیہ وسلم الذی کلمہ اللہ واعطاه التورۃ قال فیاتون موسی صلی اللہ علیہ وسلم فقیول لست هناکم ویتذکر خطیئہ الہی اصاب فیستحیی ربہ منها ولكن اتوا عیسی روح اللہ وکلمتہ فیاتون عیسی روح اللہ وکلمتہ فقیول

اللہ نودی یعنی غلیل قاضی عیاض نے کہا غلات کے اصل میں معنی خاص کر لینا اور جن لینا اور صاف کر لینا ہے اور بعضوں نے کہا غلات کا معنی قطع کرنا اور ابراہیمؑ کو غلیل کہا اس لیے کہ انھوں نے قطع کیا اپنی حاجتوں کو سب غلو حالت سے اور چھوڑ دیا ان کو اپنے رب پر اور بعضوں نے کہا غلات کے معنی جی اور صاف ہوتی جو باعث ہوتی ہے اسرار اور موز کے تھلنے کی یعنی پیہلوں کے آنے کی اور بعضوں نے کہا غلات کے معنی محبت ہے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا اہل انبیاء نے نہ کہا غلیل کیسے ہیں دوست کو جس کی دوستی اور محبت پوری ہو اور محبوب اس کو جس کی محبت میں کوئی نقص اور غلط نہ ہو۔ واحدی نے کہا یہی قول خدا ہے کہ نیکو اللہ غلیل ہے ابراہیمؑ کا اور ابراہیمؑ غلیل ہیں اللہ کے اور جس صورت میں غلات کے معنی قطع حاجت کے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کو ابراہیمؑ کا غلیل نہیں کہہ سکتے (نودی) موسیٰؑ سے اللہ نے بات کی اس پر اجماع کیا اہل سنت نے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اللہ نے چھینا حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا جس کو حضرت موسیٰؑ نے سنا بلا واسطہ اور کلام اللہ کی ایک صفت ہے جو مخلوق کے کلام کے مشابہ نہیں۔ مراد اگلے گناہوں سے وہ گناہ جو نبوت سے پہلے ہوئے اور بچھلوں سے جو بعد نبوت کے ہوئے اور بعضوں نے کہا کہ مراد ان گناہوں سے وہ بھول چوک ہے جو آپ سے ہوئی اور بعضوں نے کہا کہ مراد اگلے گناہوں سے آدمؑ کی خطا ہے پچھلے سے امت کے گناہ اور بعضوں نے کہ یہ برکت پر فرض ہے یعنی اگر تمہارے کچھ گناہ ہوں تو وہ سب معاف اور مغفور ہیں اور بعضوں نے کہا کہ مقصود اس سے پاکی ہے آئی گناہوں سے۔ (نودی) انصاریؒ اس آیت سے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر ہمارے پیغمبر پر اعتراض کرتے ہیں کہ جب وہ خود گناہگار تھے تو اوروں کو گناہوں سے کیوں کر پاک کریں گے ان کا جواب یہ ہے کہ اگلی کتب سماوی سے اور پیغمبروں کا بھی گناہوں میں مبتلا ہونا نکلتا ہے پھر جو جواب ان کی طرف سے دیا جائے گا وہی جواب ہمارے پیغمبر کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ گناہ اور تقصیر عام بندوں کے اور ہیں اور خاص بندوں کے اور۔ دنیا میں بھی یہ مسئلہ مسلم ہے کہ عام لوگوں سے بہت ہی ان باتوں کی شکایت نہیں ہوتی جو خاص بندوں کے لیے بڑی تقصیریں کبھی جاتی ہیں اسی طرح پیغمبروں اور مقربوں کے گناہ ایسے ہیں جو ہمارے حق میں گناہ ہی نہیں لیکن تقرب کی وجہ سے وہ گناہ سمجھے جاتے ہیں اور جو نیکو انبیاء بشر ہیں اور محال ہے کہ بشر لوازم بشریت سے پاک ہو اس لیے خواہ خود کوئی تقصیر یا غفلت کسی وقت میں ان سے واقع ہو جاتی ہے پھر مالکؒ کسی بندے کی ایسی تقصیروں کو بھی یک قلم معاف کر دے تو یہ اس کی کمال محبت ہے اس بندے کے ساتھ اور اس میں عظمت اور بزرگی ہے اس بندے کی اور بندوں پر تو یہ آیت درحقیقت ایک شرف ہے ہمارے پیغمبر کے لیے

پچھلے سب گناہ بخش دیے گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر وہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے میں اپنے پروردگار سے اجازت چاہوں گا (باریاب ہونے کی) مجھ کو اجازت ملے گی جب میں اس کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر پڑوں گا پھر وہ مجھے رہنے دے گا سجدے میں جب تک چاہے گا اور بعد اس کے کہا جائے گا اے محمد! اٹھا اپنے سر کو اور کہہ جو کہتا ہے سنا جائے گا اور مانگ جو مانگتا ہے دیا جائے گا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول کی جائے گی۔ پھر میں سر اٹھاؤں گا اور اپنے پروردگار کی تعریف کروں گا اس طرح سے جیسے وہ مجھ کو نکھائے گا پھر سفارش کروں گا تو ایک حد میرے لیے مقرر کر جائے گی میں اس حد کے موافق لوگوں کو دوزخ سے نکالوں گا اور

لَسْتُ هَٰذَاكُمْ وَلَكِنْ اتَّوَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدًا قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ)) قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((قِيَاوُنِي فَاسْتَاذِنْ عَلَيَّ رَبِّي فَيُؤْذِنُ لِي فَإِذَا أَنَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ مَاجِدًا فَيُؤْذِنُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ فَيَقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقُلْ تَسْتَعِزُّ بِمِلِّ تَغُطُّهُ الشُّفْعُ تَشْفَعُ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَجْزِمُهُ رَبِّي بِتَحْمِيدِ يَعْلَمُنِي رَبِّي ثُمَّ أَخْفَعُ فَيُخَذُّ لِي حِذًّا فَأَخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَغْوِذُ فَاقْعُ مَاجِدًا

ظہر نہ نقصان جیسا مخالفین خیال کرتے ہیں خدا ان کو ہدایت کرے۔ البتہ ان کا اعتراض اس صورت میں درست ہو تا کہ ہم اپنے پیغمبر کو معاذ اللہ بندگی سے بڑھا کر خدا تک پہنچا دیتے جیسے انھوں نے اپنے پیغمبر کے ساتھ کیا ہے۔ یہ ایسی بے وقوف اور بے عقلی کی بات ہے کہ تمام مذہب والے نصاریٰ کے اس خیال پر قہقہہ لگاتے ہیں اور اس خیال کی وجہ سے ان کا سارا مذہب عقائد کے نزدیک لغو ہو گیا ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ یعنی جب اور سب پیغمبر ان کو جواب دے دیں گے اور کہیں گے کہ ہم اپنے بڑے کام کے لائق نہیں تو وہ میرے پاس آئیں گے قاضی عیاض نے کہا اور پیغمبر کو یہ کہنا براہ تو مشع اور انکار ہو گا اور شاید اشارہ ہو اس بات کا کہ یہ درجہ یعنی شفاعت کبریٰ میرا درجہ نہیں بلکہ اس کے بعد والے کا ہے اور شاید ان کو معلوم ہو کہ یہ درجہ ہمارے پیغمبر کا ہے لیکن ہر ایک نے اپنے بعد والے پر حوالہ کیا تاکہ آہستہ آہستہ یہ سلسلہ ہمارے پیغمبر تک پہنچے اور آپ کی فضیلت سب پیغمبروں پر ظاہر ہوئے اس حدیث سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ بڑے بڑے کاموں میں پہلے مسکن اور بزرگ لوگوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور ہمارے پیغمبر جو اس کام سے انکار نہ کریں گے اور مستعد ہو جائیں گے وہ اس وجہ سے کہ آپ جانتے ہوں گے کہ یہ میرا ہی کام ہے اور یہ عزت خدا ہے میرے لیے ہی رکھی ہے نووی نے کہا اللہ تعالیٰ جو ان لوگوں کے دل میں ڈالے گا کہ پہلے آدم کے پاس جائیں گے پھر نوح کے پاس پھر ابراہیم کے پاس اسی طرح اخیر تک اس میں یہ حکمت ہے کہ ہمارے پیغمبر کی فضیلت سب پیغمبروں پر معلوم ہو جائے کیونکہ اگر پہلے ہی سے وہ آپ کے پاس آجاتے تو اس بات کا احتمال رہتا کہ اور پیغمبروں سے بھی یہ کام ممکن تھا لیکن جب وہ سب سے سوال کر چکے اور کسی نے قبول نہ کیا اور آپ کی بزرگی سب پر ظاہر ہوئی اور جناب الہییت سے آپ کا کمال قرب ظاہر ہوا اس حدیث سے رسول اللہ کی فضیلت تمام مخلوقات پر خواہ وہ پیغمبر ہوں آدمی ہوں یا جن بنی یا فرشتے ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اتنا بڑا کام یعنی شفاعت عظمیٰ کسی اور سے نہ ہو سکے گا اور آپ اس کو قبول کریں گے یا اللہ تو ہم کو اور سب مسلمان بھائیوں کو آپ کی شفاعت نصیب کر آئیں یا رب العالمین۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شفاعت کا اذن آپ کے لیے قیامت کے روز ہو گا اگرچہ یہ درجہ اللہ تعالیٰ نے خاص آپ کیلئے رکھا ہے پر اس کی اجازت قیامت کو دے گا اب جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ شفاعت کا اذن آپ کو دے چکا ہے ان کا خیال غلط ہے اور مخالف ہے قرآن کے۔ قرآن میں موجود ہے کہ وہاں کسی کی شفاعت کا درگاہ ہوگی مگر جس کو خدا اذن دے گا اب یہ شفاعت بھی ان ہی لوگوں کے لیے ہوگی جن کا نہایت دینے والا اور عذاب سے بچانے والا اس خدا کے کوئی نہیں پر ظاہر میں پیغمبروں کا رتبہ بڑھانے کے لیے اور ان کو خوش کرنے کے لیے ان کو

جنت میں لے جاؤں گا اور دوبارہ اپنے پروردگار کے پاس آکر سجدے میں گر دوں گا وہ مجھے رہنے دے گا سجدے میں جب تک اس کو منظور ہوگا پھر حکم ہوگا اے محمد! اپنے سر کو اٹھاؤ اور کہو سنا جائے گا مانگو دیا جائے گا سفارش کرو قبول کی جائے گی اس نے اپنے سر کو اٹھاؤں گا اور اپنے مالک کی تعریف کروں گا جس طرح وہ مجھ کو سکھائے گا پھر سفارش کروں گا تو ایک حد باندھی جاوے گی میں اس حد کے موافق لوگوں کو دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا۔ راوی نے کہا مجھے یاد نہیں آپ نے تیسری باریا چوتھی بار میں فرمایا میں کہوں گا اے مالک میرے اب تو کوئی دوزخ میں نہیں رہا مگر وہ جو قرآن کے بموجب ہمیشہ دوزخ میں رہنے کے لائق ہے۔ قادی نے کہا یعنی جس کا ہمیشہ رہنا وہاں ضرور ہے۔

۴۷۶- حضرت انسؓ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں یہ ہے کہ میں اپنے پروردگار کے پاس چوتھی مرتبہ آؤں گا اور عرض کروں گا اے پروردگار اب تو دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہا مگر جس کو قرآن نے روک رکھا (یعنی قرآن کے بموجب وہ ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا سزاوار ہے)

۴۷۷- انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اکٹھا کرے گا مومنوں کو قیامت کے دن ان کو خیال آئے گا اخیر تک جیسے اوپر حدیث گزری اس میں یہ ہے کہ آپ چوتھی بار عرض کریں گے اے پروردگار اب تو جہنم میں کوئی نہ رہا مگر جو

قَدْ غَنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُنِي ثُمَّ يُقَالَ ارْفَعْ رَأْسَكَ يَا مُحَمَّدُ فَلْ تَسْمَعْ سَلْ تَعطَى اشْفَعْ تَشْفَعْ فَأَرْفَعْ رَأْسِي فَأَحْمَدُ رَبِّي بِتَحْمِيدِ يُعَلِّمُنِي ثُمَّ أَشْفَعُ فَيُخَذُ لِي حَدًّا فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ فَلَا أَدْرِي فِي الثَّلَاثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ قَالَ فَأَقُولُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَسَبَهُ الْقُرْآنُ أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي رَوَاتِهِ قَالَ قَتَادَةُ أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ.

۴۷۶- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَخْتَصِمُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَهْتَمُونَ بِذَلِكَ أَوْ يُنْهَمُونَ ذَلِكَ)) بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي عَوَّانَةَ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ ((ثُمَّ آتِيَهُ الرَّابِعَةُ أَوْ أُعْوِذُ الرَّابِعَةَ فَأَقُولُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ إِلَّا مَنْ حَسَبَهُ الْقُرْآنُ)).

۴۷۷- عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((يَخْتَصِمُ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُنْهَمُونَ لِذَلِكَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا وَذَكَرَ فِي الرَّابِعَةِ فَأَقُولُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ

جہ سے سفارش کروائے گا اور ان کی سفارش قبول کرے گا یوں نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ پیغمبر خدا کی درگاہ میں کسی قسم کا معاذ اللہ زور یا دباؤ رکھتے ہوئے کہ خدا نے تعالیٰ اس وجہ سے ان کی سفارش مان لے گا کیونکہ خدا نے تعالیٰ کی وہ شان ہے کہ اس پر رتی برابر کسی کا زور یا دباؤ نہیں اور بڑے بڑے پیغمبر اور مقرب بندے بھی ہر ایک بات اس سے یوں ہی مانگیں گے جیسے بندہ اپنے مالک سے اور غلام اپنے صاحب سے مانگتا ہے یعنی کافر اور مشرک جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا انہیں بخشے گا مگر اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مذہب اہل حق کا جس پر اجازت کی اسلف نے کہ جو شخص توحید پر مہرے وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہیں رہے گا۔

حَسَبَهُ الْقُرْآنُ أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ))

٤٧٨- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزُونُ شَعِيرَةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزُونُ بُرَّةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزُونُ ذُرَّةً)) زَادَ ابْنُ مِهَالٍ فِي رَوَاتِهِ قَالَ يَزِيدُ فَلَقِيتُ شُعْبَةَ فَحَدَّثْتُهُ بِالْحَدِيثِ فَقَالَ شُعْبَةُ حَدَّثَنَا بِهِ قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِالْحَدِيثِ إِلَّا أَنَّ شُعْبَةَ جَعَلَ مَكَانَ الذَّرَّةِ ذُرَّةً قَالَ يَزِيدُ صَحَّفَ فِيهَا أَبُو بَسْطَامٍ

٤٧٩- عَنْ مَعْبُدِ بْنِ هِشَامٍ الْغُبَرِيِّ قَالَ انْطَلَقْنَا إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَتَشَفَّعْنَا بِثَابِتٍ فَأَتَيْنَاهُ إِلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي الصُّحَى فَاسْتَأْذَنَّا لَنَا ثَابِتٌ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَاجْلَسَ ثَابِتًا مَعَهُ عَلَى سَرِيرِهِ فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا حَزْمَةَ إِنَّ إِسْوَائَكَ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ يَسْأَلُونَكَ أَنْ تَحَدِّثَهُمْ حَدِيثَ الشَّفَاعَةِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ قِيَّتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ لَهُ اشْفَعْ لِيذْرِيبَكَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِأَبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّهُ خَلِيلُ اللَّهِ

قرآن کے حکم سے رکھا ہوا ہے یعنی جو ہمیشہ رہنے کا مستحق ہے۔

٤٧٨- انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکلے گا دوزخ سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو گا اور اس کے دل میں ایک جو برابر بھلائی ہوگی پھر نکلے گا دوزخ سے۔ وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو گا اور اس کے دل میں ایک گیدہوں برابر بھلائی ہوگی۔ پھر نکلے گا دوزخ سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو گا اور اس کے دل میں چوٹی برابر بھلائی ہوگی۔ شعبہ نے اس حدیث میں تصحیف کی اور بجائے ذرہ کے (جس کے معنی چوٹی کے ہیں) انھوں نے ذرہ روایت کیا (جو ایک اناج ہے جس کو چبنا کہتے ہیں)۔

٤٧٩- معبد بن ہشام غبری سے روایت ہے کہ ہم انس بن مالک کے پاس گئے اور ثابت کی سفارش چاہی (ان سے ملنے کے لیے) آخر ہم ان تک پہنچے وہ چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے ثابت نے ہمارے لیے اجازت مانگی اندر آنے کی ہم اندر گئے انھوں نے ثابت کو اپنے ساتھ بٹھایا تخت پر ثابت نے کہا اے ابو حزمہ (یہ کثیت ہے انس کی) تمہارے بھائی بصرہ والے چاہتے ہیں تم ان کو شفاعت کی حدیث سناؤ انھوں نے کہا ہم سے بیان کیا حضرت محمد ﷺ نے جب قیامت کا دن ہو گا تو لوگ گھبرا کر ایک دوسرے کے پاس جائیں گے پہلے حضرت آدم کے پاس آئیں گے کہیں گے تم اپنی اولاد کی سفارش کرو (خدا کے پاس تاکہ وہ نجات دے اس آفت سے) وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں لیکن تم حضرت ابراہیم کے پاس جاؤ وہ اللہ کے دوست ہیں۔ لوگ ان کے پاس

جائیں گے وہ کہیں گے میں اس قابل نہیں لیکن تم حضرت موسیٰ کے پاس جاؤ وہ کلیم اللہ ہیں (یعنی اللہ نے ان سے کلام کیا بلا واسطہ) لوگ ان کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں لیکن تم حضرت عیسیٰ کے پاس جاؤ وہ روح اللہ ہیں اور اس کا کلمہ ہیں (یعنی بن باپ کے اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں) لوگ ان کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں لیکن تم حضرت محمدؐ کے پاس جاؤ وہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے میں کہوں گا اچھا یہ میرا کام ہے اور میں چلوں گا اور خدا نے تعالیٰ سے اجازت مانگوں گا (باریاب ہونے کی) مجھے اجازت ملے گی میں اس کے سامنے کھڑا ہوں گا اور ایسی ایسی تفریغیں اس کی بیان کروں گا جو اب میں نہیں بیان کر سکتا اس وقت اللہ میرے دل میں ڈال دے گا بعد اس کے بعد میں گریزوں کا آخر حکم ہو گا اے محمدؐ! اپنا سر اٹھا اور کہہ ہم سنیں گے اور مانگ ہم دیں گے سفارش کر ہم قبول کریں گے میں عرض کروں گا مالک میرے امت میری امت میری حکم ہو گا چاہو جس کے دل میں گیسوں یا جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اس کو نکال لے دوزخ سے میں ایسے سب لوگوں کو نکال لوں گا اور پھر اپنے مالک کے پاس آن کر ویسی ہی تفریغیں کروں گا پھر سجدہ میں گریزوں کا حکم ہو گا اے محمدؐ! اپنا سر اٹھا اور کہہ جو کہنا ہے تیری بات سنی جائے گی مانگ جو مانگتا ہے لے گا سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی۔ میں عرض کروں گا مالک میرے امت میری امت میری (یعنی اپنی امت کی بخشش چاہتا ہوں) حکم ہو گا چاہو جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اس کو جہنم سے نکال لے میں ایسا ہی کروں گا اور پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس آؤں گا اور ایسی ہی تفریغیں کروں گا اور سجدہ میں گریزوں کا حکم ہو گا اے محمدؐ! اپنا سر اٹھا اور کہہ ہم سنیں گے مانگ ہم دیں گے سفارش کر ہم قبول کریں گے۔ میں

فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ يَقُولُونَ لَسْتَ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّهُ كَلِمَةُ اللَّهِ فَيُوتِي مُوسَى يَقُولُونَ لَسْتَ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّهُ رُوحُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ فَيُوتِي عِيسَى يَقُولُونَ لَسْتَ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُوتِي فَأَقُولُ أَنَا لَهَا فَأَنْطَلِقُ فَاسْتَأْذِنَ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذِنُ لِي فَأَقْرُبُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأُحَمَّدُهُ بِمُحَمَّدٍ لَا أَقْبِرُ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يُلْهِمَنِيهِ اللَّهُ ثُمَّ أَخْبَرُ لَهُ سَاجِدًا فَيَقَالَ لِي يَا مُحَمَّدُ ارْأُفِعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمِعْ لَكَ وَسَلْ تَعَطَّ وَاشْفَعْ تُشْفَعُ فَأَقُولُ رَبِّ أُمِّي أُمِّي فَيَقَالَ انْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِنْقَالٌ حَبَّةٍ مِنْ بَرَةٍ أَوْ شَعِيرَةٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنْهَا فَأَنْطَلِقُ فَأَقُولُ ثُمَّ أَرْجِعْ إِلَى رَبِّي فَأُحَمَّدُهُ بِبَلَدِكَ الْمُحَمَّدِيَّةِ ثُمَّ أَخْبَرُ لَهُ سَاجِدًا فَيَقَالَ لِي يَا مُحَمَّدُ ارْأُفِعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمِعْ لَكَ وَسَلْ تَعَطَّ وَاشْفَعْ تُشْفَعُ فَأَقُولُ أُمِّي أُمِّي فَيَقَالَ لِي انْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِنْقَالٌ حَبَّةٍ مِنْ خَيْرٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنْهَا فَأَنْطَلِقُ فَأَقُولُ ثُمَّ أَعُوذُ إِلَى رَبِّي فَأُحَمَّدُهُ بِبَلَدِكَ الْمُحَمَّدِيَّةِ ثُمَّ أَخْبَرُ لَهُ سَاجِدًا فَيَقَالَ لِي يَا مُحَمَّدُ ارْأُفِعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمِعْ لَكَ وَسَلْ تَعَطَّ وَاشْفَعْ تُشْفَعُ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمِّي أُمِّي فَيَقَالَ لِي انْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِي

قلہ اذنی اذنی من مفضل حبہ من
خردل من ایمان فأخرجہ من النار
فانطلق فافعل ((ہذا حدیث انس الذی
أبانا بہ فخرنا من عندہ قلنا کنا بظہر
الحبان قلنا لو ملنا إلی الحسن فسلمنا
علیہ وهو مستخف فی دار أبی خلیفہ قال
فدخلنا علیہ فسلمنا علیہ فقلنا یا أبا
سعد حقا من عندنا أخیک أبی حمزہ فلم
نسمع مثل حدیث حدثنہ فی الشفاعۃ
قال ہیہ فحدثنہ الحدیث فقال ہیہ قلنا
ما زادنا قال فذ حدثننا بہ منذ عشرين سنة
وهو یومئذ جمیع وقد ترک شیئا ما
أدری أنسی الشیخ أو کرہ أن یحدثکم
فتکلموا قلنا لہ حدثننا فضحک وقال خلق
الإنسان من عجل ما ذکرنا لکم هذا إلا
وأنا أرید أن أحدثکموه ((ثم أزوج إلی
رئی فی الرایۃ فأخذہ بثلک المحامید
ثم أخیر لہ ساجدًا فیکان لی یا محمد
ارفع رأسک وقل یسمع لك وسل تعط
واشفع تشفع فأقول یا رب ائذن لی
فیمن قال لا إله إلا الله قال لیس ذاک
لك أو قال لیس ذاک إلیک ولكن
وعزتی وکبرتالی وعظمتی وجبرتالی
لأخرجن من قال لا إله إلا الله ((قال
فأشهد علی المحسن أنه حدثننا به أنه
سمع أنس بن مالک أراه قال قبل عشرين

عرض کروں گا اے مالک میرے امیری امت میری امت حکم ہوگا
جا اور جس کے دل میں رائی کے دانے سے بھی کم بہت کم بہت ہی
کم ایمان ہو اس کو جہنم سے نکال لے۔ میں جا کر ایسا ہی کروں گا۔
معد بن ہلال نے کہا یہ انسؓ کی حدیث ہے جو انھوں نے ہم سے
بیان کی پھر ہم ان کے پاس سے نکلے جب جہان (قبرستان) کی
بلندی پر پہنچے تو ہم نے کہا کاش ہم حسن (بصری) کی طرف چلیں اور
ران کو سلام کریں اور وہ ابو خلیفہ کے گھر میں چھپے ہوئے
تھے (حجاج بن یوسف ظالم کے ڈرے) خیر ہم ان کے پاس گئے
اور ان کو سلام کیا ہم نے کہا اے ابو سعیدؓ ہم تمہارے بھائی
ابو حمزہ (انسؓ) کے پاس سے آرہے ہیں انھوں نے شفاعت کے
باب میں ایک حدیث ہم سے بیان کی ویسی حدیث ہم نے نہیں
سنی۔ انھوں نے کہا ہاں بیان کرو ہم نے وہ حدیث ان سے بیان کی
انھوں نے کہا اور بیان کرو ہم نے کہا بس اس سے زیادہ انھوں نے
بیان نہیں کی انھوں نے کہا یہ حدیث تو انھوں نے ہم سے بیس
برس پہلے بیان کی تھی جب وہ ٹاٹھے تھے (یعنی اتنے بوڑھے نہ تھے
جیسے اب ہیں) اب انھوں نے کچھ چھوڑ دیا میں نہیں جانتا وہ بھول
گئے یا تم سے بیان کرنا مناسب نہ جانا۔ ایسا نہ ہو تم بھروسہ کر بیٹھو
(اور نیک اعمال میں سستی کرنے لگو) ہم نے ان سے کہا وہ کیا ہے؟
ہم سے بیان کرو۔ یہ سن کر نے اور کہا انسان کی پیدائش میں جلدی
ہے میں نے تم سے یہ قصہ اس لیے ذکر کیا تھا کہ میں تم سے بیان
کروں اس نکلے کو (جو انسؓ نے چھوڑ دیا یعنی تم جلدی کر کے
درخواست کر بیٹھے بیان کرنے کی اگر درخواست نہ کرتے تب بھی
میں بیان کرتا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بھولوں گا اپنے
پروردگار کے پاس چوتھی بار اور اسی طرح تعریف و توصیف کروں
گا پھر مجھ سے میں کروں گا مجھ کو حکم ہو گا اے محمدؐ اسراٹھا اور کہو ہم
سنیں گے مانگو ہم دیں گے سفارش کرو ہم قبول کریں گے اس

سَنَةً وَهُوَ يَوْمِيذٍ حَاجِبَةٍ.

وقت میں عرض کروں گا مالک میرے مجھ کو اجازت دے اس شخص کو بھی جہنم سے نکالنے کی جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو (یعنی صرف توحید پر یقین رکھتا ہو)۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ تمہارا کام نہیں لیکن قسم ہے میری عزت اور بزرگی اور چاہو جلال کی میں جہنم سے نکالوں گا اس شخص کو جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو۔ معبود نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ حسن نے یہ حدیث ہم سے بیان کی کہا کہ انھوں نے اس کو انس سے سنا ہے میں سمجھتا ہوں یوں کہا میں برس سے پہلے جب وہ زوردار تھے (یعنی ان کا حافظہ اچھا تھا بدن میں طاقت تھی)۔

۳۸۰- ابوہریرہؓ سے روایت ہے ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا تو دسٹی کا گوشت آپ کو دیا گیا اور دسٹی کا گوشت آپ کو بہت پسند تھا آپ نے دانٹوں سے اسے نوجا پھر فرمایا میں سردار ہو نگا سب آدمیوں کا قیامت کے دن اور تم جانتے ہو کس وجہ سے اللہ تعالیٰ اکٹھا کرے گا قیامت کے دن انگوٹوں اور پچھلوں کو ایک ہی میدان میں یہاں تک کہ پکارنے والے کی آواز ان سب کو سنائی دے گی اور دیکھنے والے کی نگاہ ان سب پر پہنچے گی اور آفتاب نزدیک ہو جائے گا اور لوگوں پر وہ مصیبت اور سختی ہوگی کہ اس کو سہ نہ سکیں گے آخر آپس میں ایک دوسرے سے

۴۸۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَنَبَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا يَلْحَمُ فَرْوَعُ إِلَيْهِ الذَّرَاعُ وَكَانَتْ تَعْبِيهُ فَتَهَسُّ مِنْهَا لَهْسَةً فَقَالَ ((أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهَلْ تَذَرُونَ بِمِ ذَٰلِكَ يَخْتَصِمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْفَٰرِثِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَيَسْمِعُهُمُ الدَّاعِيَ وَيَنْفُلُهُمُ الْبَصَرَ وَتَذَوُّو الشَّمْسَ فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيقُونَ وَمَا لَا يَحْتَمِلُونَ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ

(۳۸۰) اس لیے کہ دست کا گوشت بے ریشہ ہوتا ہے اور جلدی گل جاتا ہے اور اس کا ذائقہ بھی عمدہ ہوتا ہے۔ ترجمہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ دست کا گوشت آپکو پسند نہ تھا بلکہ آپ کو گوشت کی دن کے بعد ملتا تو آپ دست لیتے تاکہ جلدی پک جائے۔ آپ نے فرمایا اللہ کا احسان ظاہر کرنے کے لیے اور اس کا حکم ہوا آپ کو اپنا درجہ بتلانے کے لیے ہمارے قائمہ کے لیے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا ہمارا وہ ہے جو سب لوگوں سے درجہ میں زیادہ ہو اور جس کی طرف لوگ سختی کے وقت پناہ لیں اور رسول اللہؐ تو سردار ہیں آدمیوں کے دنیا اور آخرت دونوں میں پر آپ نے خاص کیا قیامت کو اس لیے کہ وہاں کی سرداری عمدہ ہے اور یہاں سب لوگ اگلے اور پچھلے اکٹھا ہوں گے اور آدم اور ان کی اولاد سب آپ کے جہنم کے ستے ہوں گے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس دن کس کی سلطنت ہوگی اللہ کی جو اکیلا ہے زبردست اللہ کی سلطنت دنیا میں بھی ہے پر قیامت کے دن پوری سلطنت ہوگی۔ کس لیے کہ اور کوئی دعویٰ کرنے والا نہیں رہے گا (نودی) یعنی وہ میدان ایسا صاف اور ہموار ہو گا کہ دیکھنے میں نگاہ سب پر جاسکے گی۔ برخلاف دنیا کے یہاں زمین کی گولائی کی وجہ سے نگاہ سب پر نہیں جاسکتی بعضوں نے کہا مراد خدا کی نگاہ ہے پر خدا کی نگاہ تو ہر طرح سب پر ہی پہنچتی ہے خواہ میدان ہموار ہو یا نہ ہو۔ نودی نے کہا غصے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

کہیں گے چلو آدمؑ کے پاس اور ان کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے آدمؑ! تم سب آدمیوں کے باپ ہو اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح تم میں پھونکی اور فرشتوں کو حکم لیا انھوں نے سجدہ کیا تم کو ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار سے کیا تم نہیں دیکھتے ہم کس حال میں ہیں کیا تم نہیں دیکھتے جو ہم پر مصیبت ہے۔ آدمؑ کہیں گے آج میرا پروردگار غصہ میں ہے اور ایسا غصہ میں ہے کہ کبھی ایسا غصہ نہیں ہوا تھا نہ ہوگا اور اس نے مجھے منع کیا تھا درخت سے لیکن میں نے اس کی نافرمانی کی (اور درخت میں سے کھالیا) اب مجھے خود اپنی فکر ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ۔ نوحؑ کے پاس جاؤ پھر وہ سب لوگ نوحؑ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے نوحؑ تم سب پیغمبروں سے پہلے زمین پر آئے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں شکر گزار بندہ کہا تم ہماری سفارش کرو اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں ہیں اور جو مصیبت ہم پر آئی ہے۔ وہ کہیں گے میرا اب آج ایسا غصہ میں ہے کہ ویسا کبھی نہیں ہوا تھا نہ ہوگا اور میں نے اپنی قوم پر بد دعا کی تھی اس لیے مجھے خود اپنی فکر ہے تم ابراہیمؑ کے پاس جاؤ۔ پھر وہ سب مل کر ابراہیمؑ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے ابراہیمؑ تم اللہ کے نبی ہو اور اس کے دوست ہو زمین والوں میں سے تم ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار سے۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں

أَلَا تَرَوْنَ مَا أَنْتُمْ فِيهِ أَلا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ
 أَلا تَتَذَكَّرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَىٰ رَبِّكُمْ يُقُولُ
 بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ أَتَوْا آدَمَ فَيَاتُونِ آدَمَ
 يَقُولُونَ يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللَّهُ
 بِيَدِهِ وَفَضَّلَكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ
 فَسَجَدُوا لَكَ اشْفَعْ لَنَا إِلَىٰ رَبِّكَ أَلا تَرَىٰ
 إِلَىٰ مَا نَحْنُ فِيهِ أَلا تَرَىٰ إِلَىٰ مَا قَدْ بَلَغَنَا
 يَقُولُ آدَمُ إِنَّ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضِبًا لَمْ
 يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ
 وَإِنَّ نَهَائِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهُ نَفْسِي
 نَفْسِي أَذْهَبُوا إِلَىٰ غَيْرِي أَذْهَبُوا إِلَىٰ نُوحٍ
 فَيَاتُونِ نُوحًا يَقُولُونَ يَا نُوحُ أَنْتَ أَوَّلُ
 الرُّسُلِ إِلَى الْأَرْضِ وَسَمَّاكَ اللَّهُ عِبْدًا
 شَكُورًا اشْفَعْ لَنَا إِلَىٰ رَبِّكَ أَلا تَرَىٰ مَا نَحْنُ
 فِيهِ أَلا تَرَىٰ مَا قَدْ بَلَغَنَا يَقُولُ لَهُمْ إِنَّ رَبِّي
 قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضِبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ
 وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ
 دَعَوْتُ بِهَا عَلَىٰ قَوْمِي نَفْسِي نَفْسِي أَذْهَبُوا
 إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَاتُونِ إِبْرَاهِيمَ يَقُولُونَ

لہذا ہم نے والا جو گناہ ناموں سے اور اس کا نہ اب سامنے موجود ہو گا اور طرح طرح کے ہول اور ڈر جو عیش و ہواؤں کو جو گئے اور یہ باتیں نہ پہلے ہوئی ہیں اور نہ آئندہ ہوگی۔ تو اللہ کے غضب سے بھی مراد ہے اس واسطے کہ محال ہے تفسیر اس کے حق میں غضب سے بارہا ہے۔ السراج الوہاب میں ہے کہ نودی نے اس مقام پر اللہ کی ایک صفت کی تاویل کی ہے اور اوپر یہ بات گزر چکی کہ سلف کا مذہب صفات میں یہ ہے کہ جو صفات کتاب و سنت میں وارد ہیں ان کو روایت کرنا ان پر یقین کرنا ظاہر پر رواں کرنا بغیر تاویل اور تحریف اور تعطیل اور تفسیر کے اور جو امر نودی نے بیان کیا یہ غایت ہے غضب کی نہ اس کا معنی لغوی۔ یہاں سے پیغمبر اور پیغمبروں کا درجہ بچان لینا چاہیے وہ سب نفسی نفسی کہیں گے اور اپنی جان کی فکر میں سرگردان ہو گئے اور ہمارے پیغمبر عام کی بھلائی کیلئے خواہاں اور امت کے چھڑانے کے جو یاں ہو گئے۔ سبحان اللہ اس پر یہ آیت صادق ہے وما ارسلناک الا رحمة للعالمین آپ کی ذات و سنت اور کرم پر تمام دنیا کے لیے دینا اور آخرت میں اس سے بڑھ کر کونسا شرف ہے اور اس سے زیادہ کونسا درجہ ہے یہی فرق ہے مرے سے مرے کا اس شخص میں جو دنیا میں اپنی بھلائی چاہتا ہے اور اس شخص میں جو حق

ہیں اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے۔ وہ کہیں گے میرا پروردگار آج اتنا غصہ میں ہے کہ ویسا بھی نہیں ہوا تھا نہ ہوگا اور اپنی جھوٹ باتوں کو بیان کریں گے (یعنی دنیا میں جو انھوں نے تین بار جھوٹ بولا تھا) اس لیے مجھے خود اپنی فکر ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ۔ موسیٰ کے پاس جاؤ وہ لوگ موسیٰ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے موسیٰ تم اللہ کے رسول ہو اللہ نے تمہیں بزرگی دی اپنے پیغمبروں سے اور اپنے کلام سے سب لوگوں پر تم ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار کے پاس۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں ہیں اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے۔ موسیٰ کہیں گے میرا پروردگار آج ایسے غصے میں ہے کہ اتنا بھی غصہ نہیں ہوا تھا نہ ہوگا اور میں نے دنیا میں ایک خون کیا تھا جس کا مجھے حکم نہ تھا اس لیے مجھے خود اپنی فکر ہے تم عیسیٰ کے پاس جاؤ۔ وہ سب لوگ عیسیٰ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے عیسیٰ تم اللہ کے رسول ہو تم نے لوگوں سے بات کی ماں کی گود میں (جھولے میں دودھ پیتے وقت) تم اللہ کی ایک بات ہو جو اس نے ڈال دی مریم میں اور اس کی روح ہو تو سفارش کرو ہماری اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں ہیں اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے۔ عیسیٰ کہیں گے میرا پروردگار آج اس قدر غصہ ہے کہ اتنا غصے کبھی نہیں تھا اور نہ کبھی ہوگا اور کوئی گناہ ان کا بیان نہیں کیا (جیسے اور پیغمبروں کی خطائیں بیان کیں کیونکہ حضرت عیسیٰ کا کوئی گناہ منقول نہیں) تو مجھے اپنی فکر ہے اپنی فکر ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ۔ محمد کے پاس جاؤ وہ سب میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے محمد تم اللہ کے رسول ہو خاتم الانبیاء ہو اللہ نے تمہارے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیے ہیں تم سفارش

أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ اسْتَفْعُ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَّا تَرَىٰ إِلَىٰ مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَّا تَرَىٰ إِلَىٰ مَا قَدْ بَلَغْنَا فَيَقُولُ لَهُمْ إِبْرَاهِيمُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَذَكَرَ كَذْبَابِهِ نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَىٰ غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَىٰ مُوسَىٰ فَيَأْتُونَ مُوسَىٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ يَا مُوسَىٰ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ فَصَلِّكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَتَكْلِيمِهِ عَلَى النَّاسِ اسْتَفْعُ لَنَا إِلَىٰ رَبِّكَ أَلَّا تَرَىٰ إِلَىٰ مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَّا تَرَىٰ مَا قَدْ بَلَغْنَا فَيَقُولُ لَهُمْ مُوسَىٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّي قُلْتُ نَفْسًا لَمْ أَوْمَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَىٰ عِيسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُونَ يَا عِيسَى أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَلِمَةً مِنْهُ أَلْفَاها إِلَىٰ مَرْثَمٍ وَزَوْجٍ مِنْهُ فَاسْتَفْعُ لَنَا إِلَىٰ رَبِّكَ أَلَّا تَرَىٰ إِلَىٰ مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَّا تَرَىٰ مَا قَدْ بَلَغْنَا فَيَقُولُ لَهُمْ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ لَكَ ذَنْبًا نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَىٰ غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَىٰ

اللہ عام لوگوں کی بھلائی چاہتا ہے۔ اول کو جانی سے کچھ نسبت نہیں ہے جو قصص عام مسلمانوں کی فائدہ رسائی کا کام کرے جیسے مدرسہ بنائے، سرائے بنوائے مسلمانوں کے دین یا حکومت کی مدد کرے ایسا کام کرے جس سے جاہل اور ذلت سے بچیں دین کی کتاب یا دین کی تعلیم پھیلائے تجارت یا صنعت یا حرب کے آلات و اسباب شائع کرے اس کا درجہ اس مسلمان سے کہیں فائق ہے جو صرف اپنے نفس کو بچانے لگا

کر و ہماری اپنے رب کے پاس۔ کیا تم ہمارا حال نہیں دیکھتے ہم سب مصیبت میں ہیں یہ سن کر میں چلوں گا اور عرش کے تلے آکر اپنے پروردگار کو سجدہ کروں گا پھر اللہ تعالیٰ میرا دل کھول دے گا اور وہ وہ تعریفیں اپنی مجھے بتلائے گا جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں بتلائیں (میں اس کی خوب تعریف اور حمد کروں گا) پھر فرمائے گا اے محمد! پاسر اٹھا لگا جو مانگا ہے دیا جائے گا سفارش کر قبول کی جائے گی میں سر اٹھاؤں گا اور کہوں گا امت میری امت میری حکم ہوگا اے محمد! اپنی امت میں سے لوگوں کو جن سے حساب کتاب نہ ہوگا ان میں سے جنت میں داخل کرو اور وہ لوگوں کے شریک ہیں باقی دروازوں میں جنت کے (یعنی ان میں سے بھی جاسکتے ہیں پر یہ دروازہ ان کے لیے مخصوص ہے) قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے جنت کے دروازے کے دونوں بازو میں اتنا فاصلہ ہے جیسے مکہ اور بصرہ (ایک شہر ہے بحرین میں) یا جیسے مکہ اور بصریٰ میں (بصریٰ ایک شہر ہے دمشق سے تین منزل پر)۔

مُحَمَّدٌ ﷺ قِيَأَتُونِي فَيَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّاءِ وَعَفَرُ اللَّهِ لَكَ مَا تَقْدَمُ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ اسْتَغْفِرُ لَنَا إِلَى ذَنْبِكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغْنَا فَأَنْطَلِقُ فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَقْعُ سَاجِدًا لِرَبِّي ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ وَيُلْهِمُنِي مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ لِأَحَدٍ قَبْلِي ثُمَّ يَقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْأِفْ رَأْسَكَ سَلْ نِعْمَةً اسْتَغْفِرُ تَسْتَغْفِرُ فَأَرْأِفُ رَأْسِي فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمْنِي أُمْنِي يَقَالُ يَا مُحَمَّدُ أَذْجَلُ الْجَنَّةِ مِنْ أُمْنِيكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِ مِنَ الْبَابِ الْإِبْرَاهِيمِي مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ الْبُأْوَابِ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمَصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ لَكَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبَحْرٍ أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبَصْرَى.

۴۸۱- ابوہریرہؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک پیالہ رکھا (تھید کا) (تھید ایک کھانا ہے جو روٹی اور شوربہ ملا کر بناتے ہیں) اور گوشت آپ نے دست کا گوشت لیا اور وہ بہت پسند تھا آپ کو ساری بکری میں آپ نے ایک بار منہ سے اس کو نوچا پھر فرمایا میں لوگوں کا سردار ہوں گا قیامت کے دن پھر دوبارہ نوچا اور فرمایا میں لوگوں کا سردار ہو گا قیامت کے دن۔ جب آپ نے دیکھا آپ کے بار کچھ نہیں پوچھتے تو خود ہی فرمایا تم یہ نہیں پوچھتے کہ کیوں کر؟ انھوں نے کہا کیوں کر یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا لوگ سب کھڑے ہو گئے خدا کے سامنے اور بیان کیا

۴۸۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَضَعْتُ بَيْنَ يَدَيَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَصْعَةً مِنْ تَرِيدٍ وَلَحْمٍ فَتَنَاوَلَ الذَّرَاعَ وَكَانَتْ أَحَبَّ الشَّيْءِ إِلَيَّ فَهَسَّ نَهْسَةً فَقَالَ ((أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ثُمَّ نَهَسَ أُخْرَى فَقَالَ ((أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَلَمَّا رَأَى أَصْحَابَهُ لَا يَسْأَلُونَهُ قَالَ ((أَلَا تَقُولُونَ كَيْفَهُ)) قَالُوا كَيْفَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((يَقُولُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ)) وَتَأْتِي الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي

لہ کے لیے عبادت میں مصروف رہے۔ ہر شہر کہ سے ایک بیٹے کی راہ پر ہے تو جنت کا چھانک اس قدر بڑا ہے کہ چوکت کا ایک کونادوسرے کونے سے اتنا مسافت رکھتا ہے۔ اللہ اکبر! جمل شانہ اس سے قیاس کر لیتا چاہیے کہ جنت کتنی بڑی ہے۔

حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری حضرت ابراہیم کے قصے میں اتنا زیادہ ہے کہ انھوں نے بیان کیا (ان جھوٹ باتوں کو جو دنیا میں کہیں تھیں) ستارے کو کہا تھا یہ میرا رب ہے (اگرچہ حضرت ابراہیم کا یہ اعتقاد نہ تھا کیونکہ پیغمبروں سے شرک صادر نہیں ہوتا پر کافروں کے الزام دینے کے لئے پہلے تارے کو خدا قرار دیا پھر چاند کو پھر سورج کو جب وہ ڈوب گئے تو کہا یہ خدا نہیں ہو سکتے خدا وہ ہے جس نے ان سب کو پیدا کیا) بتوں کو آپ نے توڑا تھا اور کہا تھا بڑے بت نے توڑا، بیمار نہ تھے اور کہا تھا میں بیمار ہوں۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے جنت کے دونوں پتوں میں دروازوں کی جو کھٹ تک اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ اور ہجر کے درمیان ہے یا یوں کہا جتنا ہجر اور مکہ کے درمیان ہے مجھے یاد نہیں کیوں کر کہا (یعنی ہجر کو پہلے کہلایا کے کو)۔

۴۸۲- ابوہریرہؓ اور حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرے گا مسلمان کھڑے رہیں گے یہاں تک کہ جنت ان کے پاس آجائے گی پھر وہ آدم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے باہا ہمارے جنت کو کھول دو ہمارے لیے۔ وہ کہیں گے جنت سے تم کو نکالا کس نے میرے ہی گناہ نے تو نکالا اب مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا البتہ تم میرے بیٹے ابراہیم کے پاس جاؤ۔ ابراہیم کہیں گے مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا میں اللہ کا دوست تھا لیکن پرے پرے (یعنی مجھے اللہ جل جلالہ سے اتنی نزدیکی نہیں ہوئی کہ کوئی آڑ نہ رہے بلکہ دو حجاب تھے نہ میں نے اس سے بات کی بلا واسطہ نہ اس کو دیکھا) تم جاؤ موسیٰ کے پاس جن سے اللہ تعالیٰ نے بات کی۔ وہ موسیٰ کے پاس آئیں گے وہ کہیں

حَبَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ وَزَادَ فِي قِصَّةِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ وَذَكَرَ قَوْلَهُ فِي الذِّكْرِ هَذَا رَجَعِي وَ قَوْلَهُ لِلَّهِ هَبْ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا وَ قَوْلَهُ إِنِّي سَقِيمٌ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمَصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ إِلَى عَصَادَتَيْ التَّابِ لَكُنَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ أَوْ هَجَرَ وَ مَكَّةَ)) قَالَ لَا أَذْرِي أَيْ ذَلِكَ قَالَ.

۴۸۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَكَانَ مَالِكٌ عَنْ رَبِيعٍ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَجْمَعُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى النَّاسَ فَيَقُومُ الْمُؤْمِنُونَ حَتَّى تَوَلَّفَ لَهُمُ الْجَنَّةَ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ يَا أَبَانَا اسْتَفْضِحْ لَنَا الْجَنَّةَ فَيَقُولُ وَهَلْ أَخْرَجَكُمُ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا خَطِيئَةُ أَبِيكُمْ آدَمَ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ أَذْهَبُوا إِلَى ابْنِ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ اللَّهِ قَالَ فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ إِنَّمَا كُنْتُ خَلِيلًا مِنْ وَرَاءَ وَرَاءَ اْعْمِلُوا إِلَى مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي كَلَّمَهُ

(۴۸۲) ☆ کیونکہ یہ دونوں بڑے کام ہیں جن کا خیال موسیٰ کو ہمیشہ رکھنا چاہیے لہذا یعنی غلوں اور سچائی صداقت اور راست بازی بات چیت اور ہر کام کا جس میں اور سچائی رشتہ داروں سے جو محتاج ہوں سلوک کرنا ان کی خبر لینا یعنی اگر کوئی چیز اس میں گرے تو ستر برس تک نہ گو نہ پھینکی۔ معاذ اللہ

گے میں اس لائق نہیں تم عیسیٰ کے پاس جاؤ جو اللہ کا کلمہ ہیں اور اس کی روح ہیں عیسیٰ کہیں گے میرا یہ کام نہیں پھر وہ سب محمد کے پاس آئیں گے آپ کھڑے ہو گئے اور آپ کو اجازت ملے گی (جنت کھولنے کی) اور امانت اور ناتے کو بھیج دیا جائے گا وہ پل صراط کے واسطے اور بائیں کھڑے ہو جائیں گے تم میں سے پہلا شخص پل صراط سے اس طرح پار ہوگا جیسے بجلی۔ انھوں نے کہا آپ پر ہمارے ماں باپ صدقے ہوں بجلی کی طرح کو کسی چیز گزرتی ہے آپ نے فرمایا تم نے بجلی کو نہیں دیکھا وہ کسی گزر جاتی ہے اور پھر لوٹ آتی ہے پل مارنے میں پھر جیسے آ جاتی ہے پھر جیسے پر نہ اڑتا ہے پھر جیسے آدمی دوڑتا ہے اپنے اپنے اعمال کے موافق اور تمہارے پیغمبر پل پر کھڑے ہو گئے وہ کہیں گے یا اللہ بچایا اللہ بچایا یہاں تک کہ اعمال کا زور گھٹ جائے گا (یعنی عمدہ اعمال والے نکل جائیں گے اور وہ لوگ رہ جائیں گے جن کے نیک عمل کم ہیں) (ان کو پار ہونا دشوار ہوگا) اور ایک شخص آئے گا وہ چل نہ سکے گا مگر گھٹتا ہوا اور اس پل کے دونوں طرف آٹکڑے ہو گئے لٹکتے ہوئے جس کو حکم ہوگا اس کو پکڑ لیں گے پھر بعض آدمی چھل چھلا کر نجات پا جائے گا اور بعض آدمی الٹ پلٹ کر جہنم میں گر پڑے گا۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں ابوہریرہ کی جان ہے جہنم کی گہرائی ستر برس کی راہ ہے۔

باب: نبی اکرم کا یہ بیان کہ میں جنت میں سب سے پہلے سفارش کروں گا اور سب نبیوں سے زیادہ میرے پیروکار ہوں گے

۴۸۳- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سب سے پہلے جنت میں شفاعت کروں گا اور سب پیغمبروں سے زیادہ میرے تابع لوگ ہوں گے قیامت کے دن۔

اللَّهُ تَكْلِمًا فَيَأْتُونَ مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ أَذْهَبُوا إِلَى عِيسَى كَلِمَةَ اللَّهِ وَرُوحَهُ فَيَقُولُ عِيسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ فَيُؤْذَنُ لَهُ وَتُرْسَلُ الْآمَانَةُ وَالرَّحِمَةُ فَتَقُومَانِ جَنَّتِي الصِّرَاطُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَيَمُرُّ أُولَئِكَ كَالْبَرْقِ ((قَالَ قُلْتُ يَا بَنِي آدَمَ أَنْتَ وَأُمِّي أَيْ شَيْءٍ كَثَرَ الْبَرْقُ قَالَ)) أَلَمْ تَرَوْا إِلَى الْبَرْقِ كَيْفَ يَمُرُّ وَتَرْتَجِعُ فِي طَرْفَةِ عَيْنٍ ثُمَّ كَثَرَ الرِّيحُ ثُمَّ كَثَرَ الطَّيْرُ وَشَدَّ الرُّجَالُ تَجْرِي بِهِمْ أَعْمَالُهُمْ وَتَبْكُمُ قَائِمَةً عَلَى الصِّرَاطِ يَقُولُ رَبِّ سَلِّمْ وَسَلِّمْ حَتَّى تَعْجَزَ أَعْمَالُ الْعِبَادِ حَتَّى يَجِيءَ الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيعُ السَّيْرَ إِلَّا زَحْفًا قَالَ وَفِي خَلْفِي الصِّرَاطُ كَلَالِيْبٍ مُعَلَّقَةٍ مَأْمُورَةٌ بِأَخْذِ مَنْ أَمَرْتُ بِهِ فَيَمْخُذُوْنَ نَاجٍ وَمَخْذُوسٌ فِي النَّارِ ((وَالَّذِي نَفْسِي أَمِيرٌ مُرْتَضًى بِيَدِهِ إِنْ قَرَعَ جَهَنَّمَ لَسَمِعْتُ حَرْفًا

باب فی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَنَا أَوَّلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ وَأَنَا أَكْثَرُ النَّبِيِّينَ تَبَعًا

۴۸۳- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ وَأَنَا أَكْثَرُ النَّبِيِّينَ تَبَعًا))

۳۸۴- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب پیغمبروں سے زیادہ میرے تابع ہوں گے قیامت کے روز اور میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھاؤں گا (یعنی کھلوں گا)۔

۳۸۵- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سب سے پہلے جنت میں شفاعت کروں گا اور کسی پیغمبر کو اسنے لوگوں نے نہیں مانا جتنے لوگوں نے مجھ کو مانا اور بعض پیغمبر تو ایسا ہے کہ اس کا ماننے والا ایک ہی شخص ہے۔

۳۸۶- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازہ کھلوں گا چوکیدار پوچھے گا تم کون ہو؟ میں کہوں گا محمدؐ وہ کہے گا آپ ہی کے واسطے مجھے حکم ہوا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولنا۔

باب: نبی کریم ﷺ کا اپنی امت کے لیے دعائے شفاعت کو مؤخر کرنا

۳۸۷- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ہوتی ہے جس کو خداوند تعالیٰ ضرور قبول کرتا ہے اور باقی دعائیں قبول بھی ہوتی ہیں اور نہیں بھی ہوتیں تو میں چاہتا ہوں کہ اپنی دعا کو چھپا رکھوں قیامت کے دن تک اپنی امت کی شفاعت کے لیے۔

۳۸۸- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے تو میرا ارادہ ہے اگر خدا چاہے تو اپنی دعا کو اٹھا رکھوں اور قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کروں۔

۴۸۴- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَنَا أَكْثَرُ النَّبِيِّينَ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَفْرُغُ بَابَ الْجَنَّةِ)).

۴۸۵- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَنَا أَوَّلُ شَفِيعٍ فِي الْجَنَّةِ لَمْ يُصَدَّقْ نَبِيٌّ مِنْ النَّبِيِّينَ مَا صُدِّقَتْ وَإِنَّ مِنَ النَّبِيِّينَ نَبِيًّا مَا يُصَدِّقُهُ مِنْ أُمَّتِهِ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ)).

۴۸۶- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَتَى بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاسْتَفْتَحَ فَيَقُولُ الْخَازِنُ مَنْ أَنْتَ فَاقُولُ مُحَمَّدٌ فَيَقُولُ بَلْ أَمِيرٌ لَا أَفْتَحُ إِلَّا بِحَدِّ قَيْلِكَ)).

باب اختیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم دَعْوَةُ الشَّفَاعَةِ لِأُمَّتِهِ

۴۸۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوهَا فَإِذَا دُعِيَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

۴۸۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ وَأَرَدْتُ أَنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ أَخْتَبِيَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

(۳۸۷) ☆ یعنی رہائش اس دعا کو مانگوں بلکہ آخرت کے لیے اٹھارہ رکھوں اور اپنی امت کی نجات کے لیے صرف کروں۔ سبحان اللہ سے پیغمبر کو اپنی امت سے کسی محبت تھی اور الفت کہ باپ کو بیٹے سے ویسی الفت نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی امت کی اس وقت مدد کریں گے جب باپ بیٹے سے خاندان جو دے، اجور و خاندان سے ہر ایک عزیز اپنے عزیز سے جڑا ہو گا اور سب کو اپنی اپنی جان بچانے کی فکر ہو گی۔

۳۸۹- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۴۸۹- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شَيْهَابٍ عَنْ عَمِّهِ حَدَّثَنِي عُمَرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدٍ بْنُ جَارِيَةَ النَّخَعِيُّ بِئِلْ ذَلِكَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۹۰- ابوہریرہؓ نے کعب احبار سے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے لیے ایک دعا ہوتی ہے جس کو وہ مانگتا ہے۔ میرا ارادہ ہے بشرطیکہ خدا چاہے میں اس دعا کو چھپا رکھوں اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن کعب نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا تم نے یہ سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں۔

۴۹۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لِكَعْبِ الْأَحْبَارِ إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوهَا فَإِنَّا أُرِيدُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ أَخْتَبِيَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لَأُفْتِي بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ)) فَقَالَ كَعْبُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَعَمْ

۴۹۱- ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے تو ہر ایک نبی نے جلدی کر کے وہ دعا مانگی (دنیا ہی میں) اور میں اپنی دعا کو چھپا رکھا ہوں قیامت کے دن کے واسطے اپنی امت کی شفاعت کے لیے اور خدا چاہے تو میری شفاعت ہر ایک امتی کے لیے ہوگی بشرطیکہ وہ شرک پر نہ مرا ہو۔

۴۹۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلْ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ وَإِنِّي أَخْتَبِي دَعْوَتِي شَفَاعَةً لَأُفْتِي بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فِيهَا نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِي لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا))

(۳۹۱) ☆ یعنی حاضر کے وقت وہ شرک نہ مرا ہو اگرچہ کتنا گناہگار ہو۔ نووی نے کہا اس حدیث سے اہل حق کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص مر جائے شرک سے پاک ہو کر وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہیں رہے گا اگرچہ کبیرہ گناہ کرتا ہو اور اس کے دلائل اور بیان ہو چکے۔ السراج الوہاج میں ہے کہ شرک عام ہے خود دوسرا کوئی دعا ثابت کرے یا اس کی کسی صفت کو اس کی کسی مخلوق کے لیے خواہ وہ کوئی ہو ثابت کرے اور شرک ایک عمل ہے اور ایک غفلت اور اس سے بچنا نہایت دشوار ہے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اکثر لوگ اللہ پر ایمان لائے ہیں لیکن وہ شرک میں اور یہ آیت صادق ہے ان مقلدوں پر جنہوں نے اپنے عالموں اور مجتہدوں کو خدا بناد رکھا ہے اور ان لوگوں پر جو قبروں پر وہ کرتے ہیں جو خاص ہیں اللہ سے اور کائنات میں جانوروں کو سوا اللہ کے اوروں کے نام پر وہ سب شرک ہیں اور باوجود اس کے امید رکھتے ہیں نبی کی شفاعت کی بلکہ اپنے بزرگوں کی شفاعت کی حالانکہ شفاعت اسی کے لیے ہے جو اللہ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرے نہ کھانا چھپاؤ جو شرک کرے اس کی شفاعت نہ ہوگی بلکہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا خواہ کوئی ہو کہیں ہو۔ انتہی۔

۳۹۲- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہوتی ہے قبول ہونے والی ہے جس کو وہ مانگتا ہے اور قبول ہوتی ہے اور دی جاتی ہے اور میں نے اپنی دعا اٹھا رکھی ہے اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن۔

۳۹۳- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے جو اس نے مانگی اپنی امت کے لیے اور میں نے اپنی دعا چھپا رکھی ہے اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن۔

۳۹۴- انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے جو اس نے مانگی اپنی امت کے لیے اور میں نے اپنی دعا چھپا رکھی ہے اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن۔

۳۹۵- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۹۶- مذکورہ بالا اور سند سے بھی حدیث آئی ہے۔

۳۹۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی منقول ہے۔

۳۹۸- جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے جس کو اس نے مانگا اپنی امت کے حق میں اور میں نے اپنی دعا کو اٹھا رکھا ہے قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے۔

۴۹۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُو بِهَا فَيَسْتَجَابُ لَهُ فَيُؤْتَاهَا وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِّأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

۴۹۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَا بِهَا فِي أَهْلِهِ فَاسْتَجِيبَ لَهُ وَإِنِّي أُرِيدُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ أُؤَخَّرَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِّأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

۴۹۴- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَاها لِأَهْلِهِ وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِّأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

۴۹۵- وَ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي خَالْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح

۴۹۶- وَ حَدَّثَنِي إِبرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْحَوْزَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ جَمِيعًا عَنْ يَسَعٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ وَكِيعٍ قَالَ قَالَ أُعْطِيَ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۹۷- عَنْ أَنَسِ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ

۴۹۸- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فِي أَهْلِهِ وَخَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِّأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَمَّتِهِ وَبُكَائِهِ شَفَقَةً عَلَيْهِمْ

باب: رسول اللہ ﷺ کا دعا کرنا اپنی امت کے لیے اور روتان کے حال پر شفقت سے

۴۹۹- عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی جس میں حضرت ابراہیم کا قول ہے اے رب! انھوں نے بہکایا (یعنی بتوں نے) بہت لوگوں کو سو جو کوئی میری راہ پر چلا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا سو تو مجھے والا مہربان ہے اور یہ آیت جس میں حضرت عیسیٰ کا قول ہے اگر تو ان کو عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور جو تو ان کو بخش دے تو تو مالک ہے حکمت والا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا اے پروردگار میرے امت میری امت میری اور رونے لگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل تم محمد کے پاس جاؤ اور رب تیرا خوب جانتا ہے لیکن تم جا کر ان سے پوچھو وہ کیوں روتے ہیں؟ جبریل آپ کے پاس آئے اور پوچھا آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے سب حال بیان کیا۔ جبریل نے اللہ تعالیٰ سے جا کر عرض کیا حالانکہ وہ خوب جانتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل محمد کے پاس جاؤ کہہ ہم تم کو خوش کر دیں گے تمہاری امت میں اور ناراض نہیں کریں گے۔

۴۹۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي إِبْرَاهِيمَ رَبِّ إِنَّهُمْ أَضَلُّوا كَثِيرًا مِنْ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعْنِي فَإِنَّهُ مِنِّي الْآيَةُ وَقَالَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنِّي تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنِّي تُغْفِرُ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الْحَكِيمُ فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ ((اللَّهُمَّ أَفْتِي أَفْتِي)) وَبَكَى فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ وَرَبَّنَا أَغْلَمُ فَسَلِّهُ مَا يَكُونُ فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ وَهُوَ أَغْلَمُ فَقَالَ اللَّهُ يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ فَقُلْ إِنَّا سَنُخْصِيكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسُوكَ.

(۴۹۹) نووی نے کہا اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ایک تو یہ کہ رسول اللہ کو اپنی امت پر بہت شفقت اور مہربانی تھی دوسرا یہ کہ دعا میں ہاتھ اٹھا مستحب ہے تیسرا بشارت عظیم ہے اس امت کے لیے اور وہ اور زیادہ ہو گئی خداوند کریم کے وعدے سے جو اس نے کیا کہ تم کو راضی کر دیں گے تمہاری امت میں اور ناراض نہ کریں گے اور یہ حدیث بڑی امید ہے امت کے لوگوں کے لیے۔ جو تھا بیان ہے رسول اللہ کی کمال بزرگی اور علو درجہ کا اور اللہ تعالیٰ کی جو حمایت آپ پر تھی اس کا اور جبریل کے بھیجے میں یہی حکمت تھی کہ رسول اللہ کی بزرگی کھل جائے اور معلوم ہو جائے کہ آپ کا درجہ بہت عالی ہے اور خدا تعالیٰ آپ کی رضامندی چاہتا ہے اور یہ حدیث مطابق ہے اس آیت کے ولسوف يعطيك ذكلك فترضى یعنی اللہ تم کو دے گا پھر تم راضی ہو جاؤ گے اور یہ جو فرمایا ہم تم کو ناراض نہیں کریں گے اس سے بڑی امید نکلتی ہے اس لیے کہ رضامندی جب بھی ہو جاتی کہ اللہ تعالیٰ بعضوں کو معاف کرتا اور بعض کو جہنم میں لے جاتا مگر آپ کو رنج و تھان لوگوں کا جو جہنم میں جاتے تو فرمایا میں تم کو رنج نہیں دوں گا بلکہ سب لوگوں کو تمہاری امت کے نجات دوں گا۔

باب: جو شخص کفر پر مرے وہ جہنم میں جائے گا اور اس کی شفاعت نہ ہوگی اور بزرگوں کی بزرگی اس کے کچھ کام نہ آوے گی

۵۰۰- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا دوزخ میں۔ جب وہ پیٹھ موڑ کر چلا تو آپ نے اس کو بلوایا اور فرمایا کہ میرا باپ اور تیرا باپ دونوں جہنم میں ہیں۔

باب: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ذرا میں

۵۰۱- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب یہ آیت اتری ذرا تو اپنے کنبہ والوں کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے لوگوں کو بلا بھیجا وہ سب اکٹھے ہوئے آپ نے عام سب کو ذرا پھر خاص کیا اور فرمایا اے کعب بن لوی کے بیٹو چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے۔ اے مرہ بن کعب کے بیٹو چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے۔ اے عبد شمس کے بیٹو چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے۔ اے ہاشم کے بیٹو چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے۔ اے فاطمہ چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے۔ اس لیے کہ میں خدا کے سامنے کچھ اختیار نہیں رکھتا (یعنی اگر وہ عذاب کرنا چاہے تو میں بچا نہیں سکتا) البتہ تم جو مجھ سے نانا

بَابُ بَيَانِ أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ فَهُوَ فِي النَّارِ وَلَا تَنَالُهُ شَفَاعَةٌ وَلَا تَنْفَعُهُ قَرَابَةُ الْمُقَرَّبِينَ

۵۰۰- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَبِي قَالَ ((فِي النَّارِ)) فَلَمَّا قُتِيَ دَعَا فَقَالَ ((إِنَّ أَبِي وَأَبَاكَ فِي النَّارِ))

بَابُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ

۵۰۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوا فَعَمَّ وَحَصَّ فَقَالَ ((يَا بَنِي كَعْبٍ بَنِي لُؤَيٍّ أَنْفَعُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي مُرَّةٍ بَنِي كَعْبٍ أَنْفَعُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ أَنْفَعُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ أَنْفَعُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي هَاشِمٍ أَنْفَعُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنْفَعُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ أَنْفَعِي نَفْسَكَ مِنْ

(۵۰۰) اس لیے کہ وہ کفر پر مرے تھے اور جو کفر پر مرے وہ جہنم میں جائے گا اس کو کسی کا نذرہ نہ آئے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرب کے لوگ جو نبوت سے پہلے مرے ہیں اور نبیوں کی پرستش کرتے تھے وہ جہنمی ہیں اور اس سے کوئی بچے نہ سمجھے کہ دعوت سے پہلے یہ موافقہ ہے کیونکہ ان کو اور دشمنوں کی دعوت پہنچ چکی تھی جیسے حضرت ابراہیم کی اور یہ جو آپ نے اس شخص کو کہا کہ میرا باپ بھی جہنم میں ہے اس سے یہ غرض تھی کہ اس شخص کا رنج گھٹ جاوے اور وہ یہ معلوم کر لے کہ خدا کے ہاں سب برابر ہیں جو قاعدہ اس سے ٹھہرا دیا اس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ کافر کا ٹھکانا جہنم ہے خواہ وہ نبی کا باپ ہو یا بیٹا۔ جلال الدین سیوطی نے کئی حدیثوں سے یہ امر ثابت کیا ہے کہ اللہ نے آنحضرت کی دعا کو آگے والدین کے حق میں قبول کیا اور وہ دربارہ جلا کے گئے اور اسلام لائے پر اکثر علماء اور محدثین نے اس کا انکار کیا اور ان حدیثوں کو موضوع ٹھہرایا اور اللہ خوب جانتا ہے حقیقت حال کو۔

النَّارِ فَإِنِّي لَا أَملِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا غَيْرَ أَنِّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَلَهَا بِتَلَاهَا))
 رکھتے ہو اس کو میں جوڑتا رہوں گا (یعنی دنیا میں تمہارے ساتھ احسان کرتا رہوں گا)۔

۵۰۲- عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَحَدِيثُ حَبْرٍ أَنَّهُمْ وَأَشْبَحَ.
 ۵۰۲- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے جب یہ آیت اتاری ڈرا تو اپنے کہنے والوں کو تو رسول اللہ ﷺ صفا پہاڑ پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے فاطمہؓ! محمدؐ کی بیٹی اور اے صفیہؓ، عبدالمطلب کی بیٹی اور اے عبدالمطلب کے بیٹے! میں خدا کے سامنے تم کو نہیں بچا سکتا البتہ میرے مال میں سے جو تم جی چاہے مانگ لو۔

۵۰۳- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الصَّفا فَقَالَ ((يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ يَا صَفِيَّةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أَملِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا سَأَلُونِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمْ))
 ۵۰۳- ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جب یہ آیت اتاری ڈرا تو اپنے نزدیک کے نائے والوں کو تو آپ نے فرمایا اے قریش کے لوگو! تم اپنی جانوں کو اللہ سے مول لو (نیک اعمال کے بدلے) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔ اے عبدالمطلب کے بیٹے! میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا اللہ کے سامنے۔ اے عباسؓ! عبدالمطلب کے میں میرے کچھ کام نہیں آسکتا اللہ کے سامنے۔ اے صفیہؓ! پھر بھی رسول اللہ ﷺ کی میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا اللہ کے سامنے۔ اے فاطمہؓ! محمدؐ کی تو میرے مال میں سے جو چاہے مانگ لے پر خدا کے سامنے میں میرے کچھ کام نہیں آسکتا۔

۵۰۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أُنْزِلَ عَلَيْهِ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللَّهِ لَا أَغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أَغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أَغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ لَا أَغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ سَلِينِي بِمَا شِئْتَ لَا أَغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا))
 ۵۰۴- ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے قریش! تم اپنی جانوں کو اللہ سے مول لو (نیک اعمال کے بدلے) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔ اے عبدالمطلب کے بیٹے! میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا اللہ کے سامنے۔ اے عباسؓ! عبدالمطلب کے میں میرے کچھ کام نہیں آسکتا اللہ کے سامنے۔ اے صفیہؓ! پھر بھی رسول اللہ ﷺ کی میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا اللہ کے سامنے۔ اے فاطمہؓ! محمدؐ کی تو میرے مال میں سے جو چاہے مانگ لے پر خدا کے سامنے میں میرے کچھ کام نہیں آسکتا۔

۵۰۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا.
 ۵۰۵- اس سند سے بھی مذکور بالا حدیث مروی ہے۔

۵۰۶- قَبِيصَةُ بِنْتُ مَخَارِقٍ وَزُهَيْرُ بِنْتُ عَمْرِو قَالَا لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ قَالَ انْطَلَقَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ إِلَى وَحْشَةٍ مِنْ حَبَلٍ
 ۵۰۶- قبیصہ بن مخارق اور زہیرہ بن عمرو نے کہا جب یہ آیت اتاری ڈرا تو اپنے نزدیک نائے والوں کو تو رسول اللہ ﷺ پہاڑ کے ایک پتھر پر گئے اور سب سے اونچے

(۵۰۶) یا صاحب! ایک کلمہ ہے جس کو عرب کے لوگ کسی بڑے واقعہ پر کہتے ہیں اور اکثر عرب میں لوٹ مار صبح کے وقت ہو ا کرتی ہے تو اس کلمہ کے کہنے سے یہ غرض ہوتی ہے کہ لوگ خرد دار ہو جائیں اور اپنا بچا کر لیں۔

پتھر پر کھڑے ہوئے پھر آواز دی اے عبد مناف کے بیٹو! میں ڈرانے والا ہوں میری مثال اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے دشمن کو دیکھا پھر وہ چلا اپنے اہل کے بچانے کو اور ڈرا کہیں دشمن اس سے پہلے نہ پہنچ جائے تو گناہگار نے ایسا جادو۔

۵۰۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی منقول ہے۔

۵۰۸- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب یہ آیت اتری ڈرا تو اپنے نزدیک رشتہ داروں کو اور اپنی قوم کے مخلص (بچے) لوگوں کو تو رسول اللہ ﷺ نکلے یہاں تک کہ آپ صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور پکارا یا صبا حاد۔ لوگوں نے کہا یہ کون پکارتا ہے؟ انھوں نے کہا محمد ہیں پھر سب لوگ آپ کے پاس اکٹھے ہوئے۔ آپ نے فرمایا اے فلا نے کے بیٹو! اے فلا نے کے بیٹو! اے فلا نے کے بیٹو! اے عبد المناف کے بیٹو! اے عبد المطلب کے بیٹو! وہ سب اکٹھے ہوئے تو آپ نے فرمایا تم کیا سمجھتے ہو اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے نیچے سوار ہیں تو تم میری بات مانو گے؟ انھوں نے کہا ہم نے تو تمہاری کوئی بات جھوٹ نہیں پائی۔ آپ نے فرمایا تو پھر میں تم کو ڈراتا ہوں سخت عذاب سے۔ ابولہب نے کہا خرابی ہو تمہاری تم نے ہم سب کو اسی لیے جمع کیا پھر وہ کھڑا ہوا اس وقت یہ سورت اتری قصت یدا ابی لہب و قد تب۔ یعنی ہلاک ہوں دونوں ہاتھ ابولہب کے اور ہلاک ہوا وہ۔ اعش نے اس سورت کو یونہی پڑھا آخر تک (یعنی قد کا حرف زیادہ کیا اور مشہور قرات تب ہے بغیر قد کے۔

۵۰۹- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

فَعَلَا أَغْلَاهَا حَجَرًا ثُمَّ نَادَى ((يَا بَنِي عَبْدِ مَنَاةَ إِنِّي نَذِيرٌ إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَأَى الْعَدُوَّ فَأَنْطَلَقَ يَرْتَأِ أَهْلَهُ فَوَحَّشِي أَنْ يَسْبِقُونَهُ فَجَعَلَ يَهْتَفُ يَا صَبَا حَادَ))۔

۵۰۷- عَنْ زُهَيْرِ بْنِ عَمْرٍو وَبُصَيْصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْحُورُ

۵۰۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَأَنْذِرُوا عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَرَهْطَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلَصِينَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى صَبَحَ الصُّفَا فَهَتَفَ ((يَا صَبَا حَادَ)) فَقَالُوا مَنْ هَذَا الَّذِي يَهْتَفُ قَالُوا مُحَمَّدٌ فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَقَالَ ((يَا بَنِي فَلَانِ يَا بَنِي فَلَانِ يَا بَنِي فَلَانِ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَاةَ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ)) فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَقَالَ ((أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ يَسْتَفِخُ هَذَا الْجَبَلَ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِي)) قَالُوا مَا جَرَيْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا قَالَ ((فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيَّ عَذَابٍ شَدِيدٍ)) قَالَ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ أَمَا جَمَعْنَا إِلَّا لِهَذَا ثُمَّ قَامَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ السُّورَةُ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ كَذَّبَ قَرَأَ الْأَعْمَشُ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ۔

۵۰۹- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ صَبَّحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ الصُّفَا فَقَالَ ((يَا

(۵۰۸) نودی نے کہا اب قرآن میں صرف اسی قدر ہے وانذر عشتوتك الاقربین یعنی ڈرا تو اپنے نزدیک کے رشتہ داروں کو اور یہ عبارت نہیں ہے ورهطك منهم المخلصین۔ شاید اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی ہو۔

صَبَاحًا)) بَنَحُو حَدِيثَ أَبِي أُسَامَةَ وَنَمْ يَذْكُرُ
نُزُولَ النَّبِيِّ وَأَنْذَرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ

بَابُ شَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِأَبِي طَالِبٍ وَالتَّخْفِيفِ عَنْهُ بِسَبَبِهِ

۵۱۰- عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ الْمُسَلِّبِ أَنَّهُ قَالَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ هَلْ تَقَعْتُ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ
كَانَ يَحْطُلُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ قَالَ ((نَعَمْ هُوَ
فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ وَلَوْ لَأَنَا لَكَانَ فِي
الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ))

۵۱۱- عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ
الْعَبَّاسَ يَقُولُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا طَالِبٍ
كَانَ يَحْطُلُكَ وَيَتَضَرَّكَ فَمِلَ نَفْعُهُ ذَلِكَ قَالَ
((نَعَمْ وَجَدْتُهُ فِي عَمَرَاتٍ مِنَ النَّارِ فَأَخْرَجْتُهُ
إِلَى ضَحْضَاحٍ))

۵۱۲- عَنْ سُفْيَانَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَحُو حَدِيثَ أَبِي عَوَانَةَ

۵۱۳- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ عِنْدَهُ عُمَةُ أَبُو
طَالِبٍ فَقَالَ ((لَعَلَّهُ تَفْعَلُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ
فَيَجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ يَنْلِغُ كَعَبِيئِهِ يَغْلِي
مِنْهُ دِمَاعُهُ))

بَابُ أَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا

۵۱۴- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّ أَذْنَى أَهْلِ

باب: رسول اللہ ﷺ کی سفارش کی وجہ سے ابوطالب
کے عذاب میں تخفیف ہونے کا بیان

۵۱۰- حضرت عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ نے ابوطالب کو
بھی کچھ فائدہ پہنچایا وہ آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کے
واسطے غصے ہوتے تھے (یعنی جو کوئی آپ کو ستاتا تو اس پر غصے
ہوتے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ جہنم کے اوپر کے درجہ میں
ہیں اور اگر میں نہ ہوتا (یعنی میں ان کے لیے دعا نہ کرتا) تو وہ جہنم
کے نیچے کے درجہ میں ہوتے (جہاں عذاب بہت سخت ہے)۔

۵۱۱- عبد اللہ بن حارثؓ سے روایت ہے میں نے سنا عباسؓ سے وہ
کہتے تھے میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ابوطالب آپ کا بچاؤ کرتے تھے
اور آپ کی مدد کرتے تھے اور آپ کے لیے لوگوں پر غصہ کرتے
تھے تو ان کو کچھ فائدہ ہوا ان باتوں سے؟ آپ نے فرمایا ہاں میں
نے ان کو سخت انگار میں پایا تو میں نکال لایا ان کو ملکی آگ میں۔

۵۱۲- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۵۱۳- ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے
پاس آپ کے چچا ابوطالب کا ذکر ہوا آپ نے فرمایا شاید ان کو
فائدہ ہو میری شفاعت سے قیامت کے دن اور وہ بکلی آگ میں
رکھے چادیں جو ان کے ٹخنوں تک ہو لیکن بھیجا پکتا رہے اس
سے (معاذ اللہ جہنم کی آگ کسی سخت ہوگی)۔

باب: دوزخیوں میں عذاب کے لحاظ سے سب سے کم
عذاب والے شخص کا بیان

۵۱۴- ابوسعید خدریؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے کم درجہ کا عذاب اس

کو ہوگا جس کو دو جوتیاں آگ کی پہنائی جائیں گی پھر اس کا بھیجا گرمی کے مارے کپے گا۔

۵۱۵- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے ہلکا عذاب جہنم کا ابو طالب کو ہوگا۔ وہ دو جوتیاں پہنے ہوں گے ایسی جن سے ان کا بھیجا کپے گا۔

۵۱۶- نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ وہ خطبہ پڑھ رہے تھے انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں سب سے کم درجہ کا عذاب قیامت کے دن اس کو ہوگا جس کے سچے تلووں کے دو انگارے رکھ دئے جائیں گے اور ان کی وجہ سے بھیجا پکنے لگے گا۔

۵۱۷- نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے ہلکا عذاب اس کو ہوگا جو دو جوتیاں اور دو تسے انگارے پہنے ہوگا اس کا بھیجا اس طرح پکتا ہوگا جس طرح ہاڑی پھد پھد پکتی ہے۔ وہ سمجھے گا اس سے زیادہ سخت عذاب کسی کو نہیں حالانکہ اس کو سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔

باب: کفر کی حالت پر مرنے والے شخص کو اس کا کوئی عمل کام نہ آئے گا

۵۱۸- ام المومنین حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ! جدعان کا دنیا جاہلیت کے زمانہ میں ناتے جوڑتا تھا (یعنی ناتے والوں کے ساتھ سلوک کرتا تھا) اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا کیا یہ کام اس کو فائدہ دیں گے (قیامت کے دن)؟ آپ نے فرمایا کہ کچھ فائدہ دیں

(۵۱۸) ☆ یعنی اس کو قیامت کا یقین نہ تھا اور جو شخص قیامت پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے اس کو کوئی عمل فائدہ نہ دے گا۔ قاضی عیاضؒ نے کہا اس بات پر اجماع ہے کہ کافروں کو اس کے ایک اعمال فائدہ نہ دیں گے اور ان کو کسی قسم کا اجر نہیں ملے گا نہ آرام ہوگا نہ عذاب قسم ہوگا البتہ یہ ہوگا کہ کافروں پر دوسرے کافروں کی نسبت ان کے اعمال کے موافق عذاب سخت یا ہلکا ہوگا۔ تمام ہو اکلہام قاضی عیاضؒ کا امام حافظ فقیہ ابو بکر بنی نے کتاب البعث والنشور میں بعض اہل علم سے ایسا نقل کیا ہے۔ بنی نے کہا یہ بات ممکن ہے کہ ابن جدعان کی حدیث اور جو اس قسم کی حدیثیں اس کافر کی نیکیوں میں جو کفر پر مرنے سے مراد ان سے یہ ہو کہ اس کافر کو عذاب سے کبھی رہائی نہ ہوگی لیکن اس کا عذاب ان نیکیوں کی لہ

النَّارِ عَذَابًا يَسْتَعْلِفُ بِتَغْلِيْنٍ مِنْ نَارٍ يَغْلِيْ دِمَاعُهُ مِنْ خَرَارَةِ تَغْلِيْهِ))

۵۱۵- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُو طَالِبٍ وَهُوَ مُسْتَعْلِفٌ بِتَغْلِيْنٍ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاعُهُ

۵۱۶- عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ تَوَضَّعَ فِي أَحْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاعُهُ))

۵۱۷- عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَهْ نَعْلَانِ وَشِرْكَتَانِ مِنْ نَارٍ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاعُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ مَا يَرَى أَنْ أَحَدًا أَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَإِنَّ لَهُ أَهْوَنَهُمْ عَذَابًا))

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ لَا يَنْفَعُهُ عَمَلٌ

۵۱۸- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ جُلْدَعَانَ كَانَ فِي الْحَابِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّجْمَ وَيَطْعِمُ الْمَسْكِيْنَ فَهَلْ ذَلِكَ نَافِعُهُ قَالَ ((لَا يَنْفَعُهُ إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا

رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ))۔

گئے۔ اس نے کہی یوں نہ کہا کہ اے پروردگار میرے گناہوں کو بخش دے قیامت کے دن۔

بَابُ مَوَالَةِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَقَاطِعَةِ غَيْرِهِمْ
وَالْبَرَاءَةِ مِنْهُمْ

باب: مومن سے دوستی رکھنے اور غیر مومن سے دوستی قطع کرنے اور ان سے جدا رہنے کا بیان

۵۱۹- عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ پکار کر فرماتے تھے چپکے سے نہیں فلاں کی اولاد میری عزیز نہیں بلکہ میرا مالک اللہ ہے اور میرے عزیز وہ مومن ہیں جو نیک ہوں۔

۵۱۹- عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُولُ ((أَلَا إِنَّ أَلَّ أَبِي يَغْنِي فَلَنَا لَيْسُوا لِي بِأَوْلِيَاءَ إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللَّهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ))۔

باب: مسلمانوں کے ایک گروہ کا بغیر حساب و عذاب کے جنت میں داخل ہونے کا بیان

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى دُخُولِ طَوَائِفٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ

۵۲۰- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ ایک شخص بولا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے خدا مجھ کو ان لوگوں میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا اے اللہ اسے ان لوگوں

۵۲۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ)) فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ

اللہ وجہ سے ہکا ہو سکتا ہے اگر وہ نیکیاں نہ کرتا تو اس کا عذاب اس کی خطاؤں پر سخت ہوتا۔ علامہ نے کہا ہے کہ جدا جان کا بیٹا لوگوں کو کھانا بہت کھلاتا تھا اور اس نے مہمانوں کے لیے ایک پیالہ بنایا تھا جس پر سیر حمی سے چڑھتے تھے اور وہ بنی قسیم بن مرہ کی قوم میں سے تھا جو حضرت عائشہؓ کے عزیز تھے اور قریش کے رئیسوں میں سے تھا۔ اس کا نام عبد اللہ تھا اور جدا جان بنیم اس کے باپ کا نام تھا۔ (نووی)

(۵۱۹) ☆ راوی نے اس شخص کا نام نہیں لیا تو ف کی وجہ سے اپنے تئیں یاد دوسرے کو ضرر سے بچانے کے لیے اور مقصود باب کا اس عبارت سے حاصل ہوتا ہے کہ میرے عزیز اور رشتہ دار وہی ہیں جو نیک ہوں اگرچہ ان کا رشتہ دور کا ہو اور جو شخص نیک نہ ہو وہ میرا عزیز نہیں اگرچہ کتنا ہی نزدیک کا رشتہ رکھتا ہو۔ کا مضمون عیاض نے لکھا ہے کہ بعضوں نے کہا ہر اولاد فلاں سے حکم بنی العاص سے ہے اور یہ آپ نے حکم حکم کھلا فرمایا چپکے سے نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عائشہؓ اور اعدائے دین سے کھلے خزانے سے بیزار رہنا چاہیے اور نیک لوگوں سے محبت کرنا چاہیے اگر فساد کا رشتہ ہو۔ (نووی)

(۵۲۰) ☆ یعنی اس نے دعا کی درخواست کی سب سے پہلے اور میں نے کر دی اب ہر شخص کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ قاضی عیاض نے کہا کہ دوسرا شخص اس مرتبہ کے لائق نہ تھا اور عکاشہ اس کے لائق تھا اور بعضوں نے کہا کہ وہ منافق تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو گول گول جواب دے دیا اور یہ اطلاع کے خلاف تھا کہ آپ صاف فرماتے کہ تو ان میں سے نہیں ہے اور بعضوں نے کہا کہ کو حبی سے معلوم ہو گیا ہو تا کہ میری دعا عکاشہ کے باب میں قبول ہو گی اور دوسرے شخص کے باب میں قبول ہونے والی نہیں اس لئے آپ نے دوسرے کے لیے دعا نہیں کی اور خلیفہ بغدادی نے کہا کہ دوسرا شخص سعد بن عبادہ (انصار کا رئیس) تھا۔ اگر یہ بات سچ ہو تو ان کا منافق قرار دینا غلط ہو گا لیکن حق

((اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ)) ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اذْعُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ ((سَبَقَتْ بِهَا عَكَشَةُ))

میں سے کر دے۔ پھر دوسرا اٹھا اور بولا یا رسول اللہ! دعا کیجئے خدا مجھ کو بھی ان لوگوں میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا عکاشہؓ تجھ سے پہلے یہ کام کر چکا۔

۵۲۱- عن أبي هريرة يقول سمعتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم يقولُ يقولُ يعنيلُ حديثُ الربيع.

۵۲۲- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت میں سے ستر ہزار کی ایک جماعت جنت میں جائے گی جن کے منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ یہ سن کر عکاشہ بن محسن اسدی کھڑا ہوا اپنا کبیل اٹھا تا ہوا اور کہا یا رسول اللہ! دعا کیجئے مجھ کو اللہ ان لوگوں میں سے کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! تو اس کو ان لوگوں میں سے کر دے۔ پھر ایک شخص اور انصار میں سے کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ! دعا فرمائیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں سے کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات تجھ سے پہلے عکاشہؓ کر چکا۔

۵۲۳- ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی جنت میں جاویں گے۔ ان میں سے بعضوں کی صورت چاند کی طرح چمکتی ہوگی۔

۵۲۴- عمرانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں

۵۲۱- عن أبي هريرة يقول سمعتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم يقولُ يقولُ يعنيلُ حديثُ الربيع.

۵۲۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَنَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَقُولُ يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي زُمَرَةٌ هُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا تُضِيءُ وَجُوهُهُمْ إِنْصَاءَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَامَ عَكَشَةُ بْنُ مَحْسَنٍ الْأَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَبْرَةَ عَلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اذْعُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ)) ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْعُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((سَبَقَتْ بِهَا عَكَشَةُ))

۵۲۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَدْخُلُ الْحِجَّةُ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا زُمَرَةٌ وَاحِدَةٌ مِنْهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ))

۵۲۴- عَنْ عِمْرَانَ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَدْخُلُ الْحِجَّةُ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ

اللہ اخیر قول ظاہر ہے اور اسی کو علماء نے اختیار کیا ہے۔

اس حدیث میں امت نبویؐ کی بڑی فضیلت ہے اور اللہ جل جلالہ کے بڑے احسان کا بیان ہے ہمارے پیغمبر پر۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ ان ستر ہزار آدمیوں کے ہر ایک آدمی کے ساتھ ہزار آدمی اور ہوں گے۔ اس صورت میں کل آدمیوں کی تعداد جو بے حساب جنت میں جائیں گے چار بار اور نوے کروڑ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم کو بھی ان لوگوں میں کر دے آمین۔ (نودی مع زیادة)

(۵۲۴) ☆ یعنی بیماری میں دو علاج اور جہاز چوکے نہیں کرتے اس خیال سے کہ صحت اور تندرستی خدا کے اختیار میں ہے دو اور علاج حق

أَلَمَّا بَغِيرَ حِسَابٍ)) قَالُوا وَمَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ جَاءَ كَيْسٌ گئے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کون لوگ ہونگے یا رسول اللہ! آپ اللہ قَالِ ((هُمْ الَّذِينَ لَا يَتَكُونُونَ وَلَا يَسْتَرْفُونَ وَعَلَى رَهْمٍ يَتَوَكَّلُونَ)) فَنَقَامُ پروردگار پر توکل کرتے ہیں۔ اس وقت عکاشہ کھڑا ہوا اور عرض

بغیر اس کی مرضی کے کچھ فائدہ نہیں دیتا کیس بھروسہ لگا خدا پر ہوتا ہے۔ تو ہی نے کہا کہ اس حدیث کے مطلب میں اختلاف کیا۔ امام ابو عبد اللہ مازنی نے کہا کہ بعض لوگوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے دو اور علاج کی ممانعت پر حالانکہ اکثر علماء اس کے خلاف ہیں اور دلیل ان کی وہ حدیثیں ہیں جن میں خود آنحضرتؐ نے دواؤں اور خداؤں کے فائدے بیان کئے ہیں جیسے کوئی قسط اور ایلوے وغیرہ کے اور خود آپؐ نے بیماری میں دوا کی اور حضرت عائشہؓ نے آپؐ کی دوا کو نقل کیا ہے اور آپؐ نے منتر بتلایا ہے اور اس سے شفاء ہوئی ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ بعض صحابہؓ نے سورۃ فاتحہ کا منتر کیا تھا اور اس پر اجرت کی تھی جب یہ حدیثیں ثابت ہیں تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ دواؤں کو بالطبع مفید جانتے ہیں اور خدا کے اختیار اور مرضی کے قائل نہیں ہیں وہ جنت میں نہ جائیں گے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا کہ اس تاویل کی طرف بہت لوگ گئے حالانکہ یہ تاویل ٹھیک نہیں کیونکہ رسول اللہؐ نے ان لوگوں کی فضیلت بیان کی کہ وہ جنت میں بغیر حساب اور کتاب کے جائیں گے اور ان کے منہ چاندنی کی طرح چمکتے ہوں گے پھر اگر یہ تاویل کی جائے جو ان لوگوں نے کی ہے تو یہ فضیلت ان کے ساتھ خاص نہ ہوگی اس وجہ سے کہ یہ حال تمام مسلمانوں کا بھی ہے اور جو اس کے خلاف اعتقاد رکھے (یعنی دوا کو بالطبع اور بالذات موثر سمجھے) وہ کافر ہے۔ دوسرے علماء نے بھی اس حدیث کا مطلب بیان کیا ہے۔ ابو سلیمان خطابیؒ نے کہا ہر دوا کے ترک سے یہ ہے کہ وہ بھروسہ اللہ ہی پر رکھتے ہیں اور اس کی قضا اور امتحان پر راضی ہیں۔ انھوں نے کہا یہ درجہ بہت بلند ہے اور ایک جماعت اسی طرف گئی ہے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا ظاہر حدیث بھی یہی ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ داغ دینے میں اور منتر کرنے میں اور قسم کے علاج کرنے میں کوئی فرق نہیں اور دواؤں نے کہا حدیث سے مقصود یہ ہے کہ وہ لوگ تندرستی کی حالت میں یہ کام نہیں کرتے اس لیے کہ مکر وہ ہے حالت صحت میں تعویذ اور منتر لیکن بیماری کی حالت میں تو درست سے اور بعضوں نے کہا کہ حدیث سے بھی دو قسم کے علاج مقصود ہیں یعنی منتر کرنا اور داغ دینا اور باقی مجالہ توکل کے خلاف نہیں ہے اس لیے کہ علاج خود رسول اللہؐ نے کیا ہے اور سلف کے علماء اور فضلاء نے کیا ہے اور جس سبب پر یقین ہو جیسے کھانا اور چٹا سیر کی لیے وہ توکل کو نہیں بگاڑتا اسی لیے انھوں نے علاج کرنا نہیں چھوڑا نہ روٹی کمانے کو اپنے لیے اور بال بچوں کے لیے توکل کے خلاف کیا مگر یہ سب جب ہے کہ اس کا بھروسہ خدا پر ہونا اپنی دوا اور علاج اور کمانی پر اور داغ دینے اور دوسرے قسم کے علاج میں فرق بیان کرنا بہت طول چاہتا ہے اور حضرت نے دونوں کو جائز رکھا ہے اور دونوں کی تعریف کی ہے۔ لیکن ایک نکتہ میں بیان کرنا ہوا جو کافی ہے وہ یہ ہے کہ حضرتؐ نے اپنی بھی دوا کی اور دوسروں کی بھی دوا کی اور داغ آپؐ نے نہیں دیا البتہ دوسرے کو دیا ہے اور حدیث صحیح میں ممانعت آئی ہے داغ دینے سے اور آپؐ نے فرمایا مجھے داغ دینا چھان نہیں لگتا۔ تمام ہوا کلام قاضی عیاضؒ کا اور ظاہر وہی معنی ہے جو خطابیؒ نے اختیار کیا اور حاصل یہ ہے کہ ان لوگوں کا اعتقاد خدا پر توکی ہو گا اور وہ ہر کام کو خدا کے سپرد کرتے ہونگے تو جو آفت ان پر آئے اس کے دفع کے لیے دنیاوی اسباب کی طرف انھوں نے توجہ نہیں کی اور یہ شک درجہ بہت افضل ہے لیکن رسول اللہؐ نے جو علاج کیا ہے وہ اس واسطے کہ علاج کا جائز ہو نا لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ ابھی نا قال النوی۔

نوی نے کہا سلف اور خلف نے توکل کی حقیقت میں اختلاف کیا ہے۔ امام ابو جعفر طبریؒ نے ایک جماعت سلف سے نقل کیا ہے کہ توکل یہ ہے کہ سوائے خدا کے اور کسی کا رتہ نہ ہے نہ درجہ نہ کا نہ و شرن کا اور روٹی کمانے میں کوشش چھوڑ دے اس خیال سے کہ اللہ خائن ہے رزق کا اور دلیل ان لوگوں کی حدیثیں ہیں اور ایک جماعت نے کہا توکل یہ ہے انسان خدا سے تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اور اس امر کا یقین کرے کہ اس کا حکم جاری ہے لیکن کوشش کرے روٹی کمانے میں اور دشمن سے بچنے میں جیسے پیغمبروں نے کیا ہے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا اٹھ

کیا یا رسول اللہ! دعا فرمائیے کہ خدا مجھ کو ان لوگوں میں سے کرے آپ نے فرمایا تو ان میں سے ہے پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے نبی! دعا کرو کہ خدا مجھ کو بھی ان لوگوں میں سے کرے۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے عکاشہ کہہ چکا ہے۔

۵۲۵- عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا وہ لوگ جو نہ منتر کرتے ہیں نہ بدگلوں لینے ہیں نہ داغ لگاتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔

۵۲۶- سہل بن سعد سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار یا سات لاکھ (ابو حازم جو رواہی ہے اس حدیث کا اس کو یاد نہیں رہا کہ سہل نے ستر ہزار کہا یا سات لاکھ) آدمی جنت میں جائیں گے ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے (یعنی ایک کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ میں ہوگا صف باندھے ہوئے تاکہ سب ایک ساتھ جنت میں جائیں۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جنت کا دروازہ کتنا چوڑا ہے) کوئی ان میں سے پہلے جنت میں نہ گھے گا جب تک اخیر کا شخص نہ گھس لے اور ان کے منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔

عَكَاشَةُ فَقَالَ ادْعُ اللَّهَ اَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ ((اَنْتَ مِنْهُمْ)) قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهُ ادْعُ اللَّهَ اَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ ((سَبَقْتُ بِهَا عَكَاشَةَ))

۵۲۵- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بَغَيْرِ حِسَابٍ)) قَالُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْفِقُونَ وَلَا يَتَطَبَّرُونَ وَلَا يَكْتُمُونَ وَعَلَى رِئَسِهِمْ يَتَوَكَّلُونَ))

۵۲۶- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا أَوْ سِتُّ مِائَةِ أَلْفٍ لَا يَنْدَرِي أَبُو حَازِمٍ أَتَيْهَمَا قَالَ مُصَابِحُ كَوْنِ أَخِيذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا لَا يَدْخُلُ أُولَهُمْ حَتَّى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ وَجُوهُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةً الْبَدْرِ))

تھو طری اور اکثر فقہاء نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور بعض صحابیوں نے پہلے قول کو اختیار کیا ہے لیکن صوفیہ اکثر فقہاء کے موافق ہیں پر وہ یہ کہتے ہیں کہ توکل صحیح نہیں ہو تا جب تک دنیا کے اسباب کا خیال رہے یا ان اسباب پر دل کو طمع نہ ہو بلکہ اسباب کا کرنا اللہ کا بتلایا ہوا طریقہ ہے اور اس میں اس کی حکمت ہے مگر یہ ضروری ہے کہ بھروسہ اللہ ہی پر ہو اور اس امر کا یقین ہو کہ دنیا کے اسباب سے نہ نفع ہو تا ہے نہ ضرر ہو تا ہے بلکہ نفع اور نقصان اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ تمام ہواکام قاضی عیاض کا۔ استاد ابوالقاسم تشری نے کہا کہ توکل کی جگہ دل ہے اور ظاہر کی حرکت دل کے توکل کے خلاف نہیں بشرطیکہ بندہ کو یقین ہو کہ آسمانی اور بخشنے سب خدا کی تقدیر سے ہے۔ سہل بن عبد اللہ تسمری نے کہا توکل یہ ہے کہ اللہ کی مشیت پر راضی ہو جائے اور جو اس کا ارادہ ہو اس پر چھوڑ دے۔ ابو عثمان حمری نے کہا توکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کافی سمجھو اور اس پر بھروسہ رکھو۔ بعضوں نے کہا توکل یہ ہے کہ کم و بیش سب کو برابر سمجھو۔ واللہ اعلم۔

۵۲۷- حصین بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ میں سعید ابن جبیر کے پاس تھا انھوں نے کہا کہ تم میں سے کس نے اس ستارہ کو دیکھا جو کل رات کو ٹوٹا تھا؟ میں نے کہا میں نے دیکھا کہ میں کچھ نماز میں مشغول نہ تھا (اس سے یہ غرض ہے کہ کوئی مجھ کو عابد، شب بیدار نہ خیال کرے) بلکہ مجھے پھونے ڈنگ مارا تھا (تو میں سونہ سکا اور تار اٹھتے ہوئے دیکھا)۔ سعید نے کہا پھر تو نے کیا کیا؟ میں نے کہا منتر کر لیا میں نے۔ انھوں نے کہا تو نے منتر کیوں کر لیا؟ میں نے کہا اس حدیث کی وجہ سے جو شعی نے ہم سے بیان کی۔ انھوں نے کہا شعی نے کوئی حدیث بیان کی؟ میں نے کہا انھوں نے ہم سے حدیث بیان کی بریدہ بن حبیب اسلمی سے انھوں نے کہا کہ منتر نہیں فائدہ دیتا مگر نظر کے لیے یا ڈنگ کے لیے (یعنی بد نظر کے اثر کو دور کرنے کے لیے یا بچھو اور سانپ وغیرہ کے کاٹنے کے لیے مفید ہے)۔ سعید نے کہا جس نے جو ستارہ اس پر عمل کیا تو اچھا کیا لیکن ہم سے تو عبد اللہ بن عباس نے حدیث بیان کی انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں میرے سامنے پیغمبروں کی امتیں لائی گئیں بعض پیغمبر ایسا تھا کہ اس کی امت کے لوگ دس سے بھی کم تھے اور بعض پیغمبر کے ساتھ ایک یا دو ہی آدمی تھے اور بعض کے ساتھ ایک بھی نہ تھا اتنے میں ایک بڑی امت آئی میں سمجھا کہ یہ میری امت ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ موسیٰ ہیں اور ان کی امت ہے تم آسمان کے کنارے کو دیکھو میں نے دیکھا تو ایک اور بڑا گردہ ہے پھر مجھ سے کہا گیا کہ اب دوسرے کنارے کی طرف دیکھو دیکھا تو ایک اور بڑا گردہ ہے مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمہاری امت ہے اور ان لوگوں میں ستر ہزار آدمی ایسے ہیں جو بغیر حساب

۵۲۷- عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ كُنْتُ بَعْدَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ أَتَيْكُمْ رَأَى الْكَوْكَبَ الَّذِي انْقَضَ الْبَارِحَةَ قُلْتُ أَنَا نُمُ قُلْتُ أَمَا إِنِّي لَمْ أَكُنْ فِي صَلَاةٍ وَلَكِنِّي لِدُعْتُ قَالَ فَمَادَا صَنَعْتَ قُلْتُ اسْتَرْفَيْتُ قَالَ فَمَا حَمَلَكَ عَلَى ذَلِكَ قُلْتُ حَدِيثٌ حَدَّثَنَاهُ الشَّعْبِيُّ فَقَالَ وَمَا حَدَّثَكُمْ الشَّعْبِيُّ قُلْتُ حَدَّثَنَا عَنْ بَرِيدَةَ بْنِ حُصَيْنٍ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ قَالَ لَا رُقِيَّةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ فَقَالَ قَدْ أَحْسَنَ مَنْ انْتَهَى إِلَى مَا سَمِعَ وَلَكِنِّي حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((غُرِضَتْ عَلَى النَّاسِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ إِذْ رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ فَطَنَنْتُ أَنَّهُمْ أَقْبَى فَبَقِيَ لِي هَذَا مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْمُهُ وَلَكِنِّي انْظُرُ إِلَى الْآفَاقِ فَتَطَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ فَبَقِيَ لِي الْآفَاقُ الْآخِرُ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ فَبَقِيَ لِي هَذِهِ أُمَّتُكَ وَمَعَهُمْ مَبْعُوتُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ)) . ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَخَاضَ النَّاسَ فِي أَوْلَيْتِ الْذِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ صَحِبُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ

(۵۲۷) ☆ خطابی نے کہا کہ بریدہ کی روایت کا یہ مطلب ہے کہ کوئی منتر زیادہ فائدہ دینے ڈنگ کے منتر سے نہیں ہے اور نظر کی تاثیر میں کوئی شک نہیں اور وہ سچ ہے اور رسول اللہ نے منتر کیا ہے اور دوسروں کو منتر کا حکم بھی دیا ہے پھر اگر منتر قرآن کی آجوں سے یا اللہ کے ناموں سے ہو تو اس کا کرنا سباج ہے اور اگر بت اس منتر میں ہے جو عربی زبان میں نہ ہو اور جس کا مطلب معلوم نہ ہو اس احتمال سے قطع

اور عذاب کے جنت میں جائیں گے۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے اور اپنے گھر تشریف لے گئے تو لوگوں نے گفتگو کی ان لوگوں کے بارے میں جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جائیں گے بعضوں نے کہا شاید یہ لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے بعضوں نے کہا نہیں شاید وہ لوگ ہیں جو اسلام کی حالت میں پیدا ہوئے ہیں اور انھوں نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا۔ بعضوں نے کچھ اور کہا اتنے میں رسول اللہ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ تم لوگ کس چیز میں بحث کر رہے ہو؟ انھوں نے آپ کو خبر دی تب آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو نہ منتر کرتے ہیں نہ منتر رکھتے ہیں نہ منتر کراتے ہیں نہ بدشگون لیتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔ یہ سن کر عکاشہ مھسن کا بیٹا کھڑا ہوا اور اس نے کہا آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھ کو ان لوگوں میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا تو ان لوگوں میں سے ہے۔ پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا دعا کیجئے اللہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں کرے آپ نے فرمایا کہ عکاشہ تجھ سے پہلے یہ کام کر چکا۔

۵۲۸- ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر امتیں پیش کی گئیں باقی حدیث وہی ہے جو اوپر گزری ہے۔

الَّذِينَ وَلَدُوا فِي الْإِسْلَامِ وَلَمْ يَمُشِرُوا بِاللَّهِ وَذَكَرُوا أَسْمَاءَ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((مَا الَّذِي تَخْضَعُونَ فِيهِ)) فَأَعْبَرُوهُ فَقَالَ ((هُمُ الَّذِينَ لَا يَرْفَعُونَ وَلَا يَسْتَرْفَعُونَ وَلَا يَنْطَرِفُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ)) فَقَامَ عَكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ لِي مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ لِي مِنْهُمْ فَقَالَ ((سَبَقْتُ بِهَا عَكَّاشَةَ))

۵۲۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((غَرَضْتُ عَلَيْكَ النَّاسَ)) ثُمَّ ذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيثِ فَخَوَّ حَدِيثُ هُنَيْئِمٍ وَلَمْ يَذْكُرْ أَوْلَ حَدِيثِهِ.

بَابُ كَوْنِ هَذِهِ الْأُمَّةِ بِصُفِّ أَهْلِ الْجَنَّةِ ۵۲۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَمَا تَرَوْهُمْ أَنْ تَكُونُوا رِيعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَإِنْ فَكَّرْنَا ثُمَّ قَالَ أَمَا تَرَوْهُمْ أَنْ

باب: جنت کے آدمے لوگ اس امت کے ہونگے ۵۲۹- عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ جنتیوں کے چوتھائی تم میں سے ہوں گے۔ یہ سن کر ہم نے تکبیر کی (خوشی کے اندازے)

تہ کہ شاید اس میں کفر کے الفاظ ہوں یا کوئی بات ایسی ہو جس سے شرک لازم آوے اور احتمال ہے کہ منتر کرو ہو جو جاہلیت کے طرز پر ہو۔ ان لوگوں کا خیال یہ تھا جنت ہماری نہ کرتے ہیں اور آفتوں کو دور کرتے ہیں۔ تمام ہواکام خطابی کا۔

(۵۲۹) یعنی دنیا میں ہر ایک زمانہ میں کافروں کی تعداد بڑھی رہی اس وجہ سے جنتی لوگ بہت کم ہونگے اور اس امت کے لوگ

پھر آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہوتے کہ تمہاری جنتیوں کے تم ہو گے۔ یہ سن کر ہم نے تکبیر کی پھر آپ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ جنتیوں میں آدھے تم لوگ ہو گئے اور اس کی وجہ یہ ہے جو میں بیان کرتا ہوں مسلمان کافروں میں ایسے ہیں جیسے ایک سفید بال سیاہ تیل میں ہو یا ایک سیاہ بال سفید تیل میں ہو۔

۵۳۰- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ایک خیمہ میں جس میں قریب چالیس آدمیوں کے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ جنتیوں کے چوتھائی تم لوگ ہو۔ ہم نے کہا ہاں پھر آپ نے فرمایا تم اس بات سے خوش ہو کر جنتیوں کے ایک تہائی تم ہو ہم نے کہا ہاں آپ نے فرمایا تم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے مجھے امید ہے کہ تم جنتیوں کے آدھے ہو گئے اور یہ اس لیے کہ جنت میں وہی جاوے گا جو مسلمان ہے اور مسلمان مشرکوں کے اندر ایسے ہیں جیسے ایک سفید بال سیاہ تیل کی کھال میں ہو یا ایک سیاہ بال لال تیل کی کھال میں ہو۔

۵۳۱- عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ خطبہ پڑھا ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ نے تو یہ کیا اپنی پیٹھ کا چمڑے کے ڈبرہ پر اور فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ نہ جانے گا کوئی جنت میں مگر وہ جو مسلمان ہے یا اللہ میں نے حیران کیا یا اللہ تو گواہ رہے کیا تم چاہتے ہو کہ جنت کے چوتھائی لوگ تم میں سے ہوں؟ ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ جنت کے تہائی لوگ تم میں

تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ ابْنِي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَسَأُخْبِرُكُمْ عَنْ ذَلِكَ مَا الْمُسْلِمُونَ فِي الْكُفَّارِ إِلَّا كَشَعْرَةٍ بَيْضَاءٍ فِي ثَوْبٍ أَسْوَدٍ أَوْ كَشَعْرَةٍ سَوْدَاءٍ فِي ثَوْبٍ أَبْيَضٍ))

۵۳۰- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَيْمَةٍ نَحْنُ مِنْ أَرْبَعِينَ رَجُلًا فَقَالَ ((أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ قُلْنَا نَعَمْ فَقَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْنَا نَعَمْ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ابْنِي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا بَصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَذَلِكَ أَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَمَا أَنْتُمْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْبِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْبِ الْأَبْيَضِ))

۵۳۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَقَّقْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَسْنَدَ ظَهْرَهُ إِلَى قَبِيْةٍ أَدَمَ فَقَالَ ((أَلَا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ اللَّهُمَّ هَلْ تَلَقَّيْتُ اللَّهُمَّ أَشْهَدُ أَنْجِبُونَكُمْ رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَقُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ ((أَنْجِبُونْ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَأَلَوْا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ابْنِي لَأَرْجُو

۵۳۱) آپ نے پہلی ہی بار یہ نہ فرمایا بلکہ پہلے چوتھائی پھر ثلث پھر نصف فرمایا اس سے یہ فرض ہے کہ زیادہ خوشی ہو دوسری یہ کہ ان کی عزت اور عظمت ثابت ہو اس لیے کہ بار بار کسی آدمی کو یہ سننے سے لگتا ہے کہ دینے والے کو اس کا بڑا خیال ہے تیسری یہ کہ وہ لوگ بار بار خدا کی تعریف کریں گے اور اس کا شکر ادا کریں گے۔ اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ امت محمدی میں سے جنت کے آدمی آدھے لوگ ہو گئے اور دوسری حدیث میں یوں ہے کہ جنتیوں کی ایک سو سو حصیں ہوگی ان میں سے اسی حصیں اس امت کے لوگوں کی ہوں گی۔ اس سے یہ حق

سے ہوں؟ سب نے کہا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ تم جنتیوں کے نصف ہو گے تم مخالف لوگوں میں ایسے ہو جیسے ایک سیاہ یا سفید تیل میں یا ایک سفید یا سیاہ تیل میں۔
باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان کہ اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام سے کہیں گے کہ ہر ہزار میں سے نو سو

ننانوے دوزخی نکال او

۵۳۲- ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا آدمؑ وہ کہیں گے حاضر ہوں تیری خدمت میں تیری اطاعت میں اور سب بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے حکم ہو گا کہ دوزخیوں کی جماعت نکالو۔ وہ عرض کریں گے دوزخیوں کی کیسی جماعت؟ حکم ہو گا ہر ہزار آدمیوں میں سے نو سو ننانوے آدمی نکالو جہنم کے لیے اور ایک آدمی کی ہزار جنت میں جائے گا۔ آپ نے فرمایا یہی تو وقت ہے جب بچہ پوڑھا ہو جائے گا بوجہ ہول اور خوف کے یا اس دن کی درازی کی وجہ سے اور ہر ایک پیٹ والی عورت اپنا پیٹ ڈال دے گی اور تو دیکھے گا لوگوں کو جیسے نشہ میں مست ہیں اور وہ مست نہ ہونگے۔ پر اللہ کا عذاب سخت ہو گا صحابہؓ اس امر کے سننے سے بہت پریشان ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ دیکھئے اس ہزار میں سے ایک آدمی جو جنتی ہے ہم میں سے کون نکلتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم خوش ہو جاؤ کہ باجوج و ما جوج کے کافر اس قدر ہیں کہ اگر ان کا حساب کرو تو تم میں سے ایک آدمی اور ان میں سے ہزار آدمی پڑیں۔ پھر آپ نے فرمایا قسم اس ذات

أَنْ تَكُونُوا أَهْلَ الْجَنَّةِ مَا أَنْتُمْ فِيهِ سِوَاكُمْ مِنْ النَّاسِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي الْفُورِ الْبَاطِئِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الْفُورِ الْأَسْوَدِ))

بَابُ قَوْلِهِ يَقُولُ اللَّهُ لِآدَمَ أَخْرِجْ بَعَثُ النَّارِ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةَ

وَتِسْعِينَ

۵۳۲- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا آدَمُ فَيَقُولُ لَيْتَكَ وَسَعْدَ لَيْتَكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ قَالَ يَقُولُ أَخْرِجْ بَعَثُ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعَثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةَ وَتِسْعِينَ قَالَ فَذَلِكَ حِينَ يَتَشَبَّهُ الصَّغِيرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتٍ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ)) قَالَ فَاشْتَدُّ عَلَيْهِمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَبْنَى ذَلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ ((أَتَبْنُوا فَإِنَّ مِنْ بَاجُوجٍ وَمَاجُوجٍ أَلْفًا وَمِنْكُمْ رَجُلٌ)) قَالَ ثُمَّ ((قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَظُنُّ أَنْ تَكُونُوا رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَحَبَّذْنَا اللَّهُ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ ((وَالَّذِي

لہ معلوم ہوتا ہے کہ دو تہائی جنتی امت محمدی میں سے ہونگے شاید پہلے رسول اللہ کو نصف کی خبر دی گئی ہوگی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے اور بڑھا دیا دو تہائی جنتی آپ کی امت میں سے کئے۔ (نووی)

(۵۳۲) ☆ علماء نے اختلاف کیا ہے کہ یہ باتیں کس وقت ہو گئی۔ بعضوں نے کہا قیامت قائم ہوتے وقت دنیا فنا ہونے سے پہلے اور بعضوں نے کہا حشر کے دن اس صورت میں پھر کراہتے سے یہ مراد ہے کہ اس وقت ایسا دل زور ہو گا کہ اگر کوئی عورت وہاں حاملہ ہو تو اس کا بچہ گر جائے اور یہی مراد ہے بچہ کے پوڑھے ہونے سے (نووی) وہب بن منہ اور مقالہ نے کہا کہ باجوج و ما جوج یا نفث بن نوح لہ

کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ جنت کے ایک چوتھائی آدمی تم میں سے ہونگے۔ اس پر ہم نے اللہ کی تعریف کی اور تکبیر کہی پھر آپ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ جنت کے تہائی آدمی تم میں سے ہونگے اس پر ہم نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور تکبیر کہی پھر آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ جنت کے آدھے آدمی تم میں سے ہوں گے۔ تمہاری مثال اور امتوں کے سامنے ایسی ہے جیسے ایک سفید بال سیاہ تیل کی کھال میں ہو یا ایک نشان گدھے کے پاؤں میں۔

۵۳۳- دوسری روایت کا بیان وہی ہے جو اوپر گزر اس میں یہ ہے کہ تم اس دن اور لوگوں کے سامنے ایسے ہو جیسے ایک سفید بال کالے تیل میں یا ایک سیاہ بال سفید تیل میں اور گدھے کے پاؤں کے نشان کا ذکر نہیں کیا۔

نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَحَدَّثَنَا اللَّهُ وَسَكَّرَنَا ثُمَّ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِنْ مَثَلَكُمْ فِي النَّاسِ كَمَثَلِ الشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جُلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الْجَمَارِ))

۵۳۳- سَمِعْنَا الْأَعْمَشَ يَهْدِي الْإِسْنَادَ غَيْرَ أَتَيْنَاهُ قَالَ ((مَا أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ فِي النَّاسِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالرَّقْمَةِ فِي الذِّرَاعِ)) وَلَمْ يَذْكُرْ أَوْ كَالرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الْجَمَارِ .



لن کی اولاد کو کہتے ہیں اور ضحاک نے کہا وہ ترکوں کی ایک قوم ہے اور کعب نے کہا وہ آدم کی اولاد ہیں لیکن حوا کے پیٹ سے نہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک روز آدم کو اشتہام ہوا لہذا خلفہ مٹی میں مل گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس مٹی سے پانچ پانچ ماجوج کو پیدا کیا۔ واللہ اعلم۔ (توہی)

کِتَابُ الطَّهَارَةِ

طہارت کے مسائل

ہر چند ایمان کے بعد سب عبادات میں نماز مقدم ہے پر نماز کی شرط طہارت ہے اس لیے پہلے طہارت کو بیان کیا۔

باب: وضو کی فضیلت کا بیان

بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ

۵۳۴- عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْفَيْزَانَ وَسُخْحَانُ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالصَّلَاةُ نُورٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَالْفِرَاقُ حُجَّةٌ

(۵۳۴) یعنی طہارت کا ثواب اس قدر بڑھتا ہے کہ ایمان کے آدھے ثواب کے برابر ہو جاتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ ایمان ان سب گناہوں کو جو ایمان سے پہلے ہوئے مٹا دیتا ہے۔ اسی طرح وضو کا بھی حال ہے کیونکہ وضو بغیر ایمان کے صحیح نہیں ہو تا اور جب وضو ایمان پر موقوف ہو تا تو آدھے ایمان کے برابر ہو اور بعضوں نے کہا کہ ایمان سے اس حدیث میں نماز مراد ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وما كان الله ليضيع إيمانكم یعنی اللہ تمہاری نماز کو بیکار نہیں کرے گا اور طہارت شرط ہے نماز کی اس لیے آدھی نماز کے برابر ہوئی اور حدیث میں شطر کا لفظ ہے اور شطر میں یہ ضروری نہیں کہ برابر آدھوں آدھ ہوں یہ سب قولوں میں اچھا ہے اور احتیال ہے کہ مراد حدیث سے یہ ہو کہ ایمان کے دو جز ہیں ایک دل سے یقین کرنا دوسرا ظاہر میں اطاعت کرنا۔ اور طہارت مقدم ہے نماز کا اور نماز اطاعت ہے اس لیے طہارت شطر ایمان ظہری و اللہ اعلم (نووی) اور نماز روکنے سے گناہوں سے اور باز رکھنے سے برائیوں سے اور نئے جاتی ہے ثواب اور نیکی کی طرف جیسے نور سے یہ باتیں حاصل ہوتی ہیں اور بعضوں نے کہا کہ نماز نور ہے اس وجہ سے کہ نماز پڑھنے سے طرح طرح کے معارف اور مکاشفات حاصل ہوتے ہیں اس لیے کہ دل اس وقت فارغ ہو تا ہے اور متوجہ ہو تا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا دے دیا وہ صبر اور نماز سے اور بعضوں نے کہا کہ پڑھنے والوں کے چہرے پر ایک نور ہو گا قیامت کے دن اور دنیا میں بھی نمازی کے چہرے پر نور ہو تا ہے واللہ اعلم (نووی) اور صدقہ دینے والے کی نجات کے لیے قیامت کے دن صدقہ دلیل ہو گا اس لیے کہ منافق صدقہ نہیں دیتا اور صدقہ حق کوئی فائدہ خیال کرتا ہے اور وہ صبر جو شرعاً محبوب ہے وہ کیا ہے؟ صبر کہ اللہ کی اطاعت پر اور صبر کہ ناگناہوں سے بچنے کے لیے اور صبر کہ مہیتوں پر اور دنیا کی تکلیفوں پر اور غرض یہ ہے کہ صبر عمدہ چیز ہے اور جو شخص صابر ہے وہ ہدایت اور روشنی کی راہ پر ہے۔ ابراہیم خواص نے فرمایا صبر کیا ہے صبر رہنا کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ پر۔ ابن عطاء نے کہا کہ صبر کیا ہے بلا کے وقت اپنی زبان کو تھامے رہنا ادب کے ساتھ۔ استاذ ابو علی دقاق رحمہ

لَنْ أَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَايَعُ نَفْسَهُ قَرَأَن دِلِيل ہے دوسرے پر یا دوسرے کی دلیل ہے تجھ پر (یعنی اگر

کچھ کر پڑھے اور فائدہ اٹھائے تو تیری دلیل ہے نہیں تو دوسرے کو فائدہ ہوگا اور تو محروم رہے گا) ہر ایک آدمی (بھلا ہو یا برا) صبح کو اٹھتا ہے یا پھر اپنے تئیں آزاد کرتا ہے نیک کام کر کے خدا کے عذاب سے یا بے کام کر کے اپنے تئیں تباہ کرتا ہے۔

بَابُ وُجُوبِ الطَّهَارَةِ لِلصَّلَاةِ

۵۳۵- عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَلَى ابْنِ عَمِيرٍ يَبْعُوهُ وَهُوَ مَرِيضٌ فَقَالَ أَلَا تَدْعُو اللَّهَ لِي يَا ابْنَ

لہ نے کہا صبر کی حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھ دیا اس پر اعتراض نہ کرے لیکن ظاہر کہ ناپائی مصیبت کا صبر کے خلاف نہیں اگر بطور شکایت کے نہ ہو کیونکہ ابوب کو اللہ تعالیٰ نے صابر اور انھوں نے یہ کہا تھا کہ مجھے دکھ اور بیماری ہے۔ (نودی)

(۶۳۵) نوودی نے کہا یہ حدیث نص ہے طہارت کے وجوب پر نماز کے لیے اور اجماع کیا ہے امت نے اس امر پر کہ طہارت شرط ہے نماز کے صحت کی۔ قاضی عیاض نے کہا اختلاف کیا ہے علماء نے کہ طہارت کیا فرض ہوتی ہے نماز کے لیے۔ ابن حنبل نے کہا شروع اسلام میں وضو سنت تھا پھر آیت تحیم میں اس کی فرضیت اتری اور جمہور نے کہا ہے کہ وضو اس سے پہلے بھی فرض تھا پھر انھوں نے اختلاف کیا ہے اس میں ہر ایک نماز کے لیے وضو فرض ہے یا اس حالت میں جب محدث (بے وضو) ہو تو سلف کی عیادت اس طرف گئے ہیں کہ ہر نماز کے لیے وضو فرض ہے اگرچہ محدث نہ ہو اور دلیل ان کی قول ہے اللہ تعالیٰ کا اذنا قطعتم الی الصلوۃ الاخر تک یعنی جب تم وضو نماز کے لیے تو وضو نہ اور ہاتھ اور اس میں قید حدیث کی نہیں ہے اور ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ اواکل اسلام میں ایسا ہی حکم تھا پھر منسوخ ہو گیا اور بعضوں نے کہا کہ یہ حکم اختیار کیا ہے نہ وجوباً اور بعضوں کے نزدیک وضو ای وقت مشروع ہوا تھا جب آدمی محدث ہو البتہ تازہ وضو کرنا ہر ایک نماز کے لیے مستحب ہے اور اسی قول پر اجماع کیا اہل فتویٰ نے اور ان میں کوئی اختلاف نہیں رہا اور آیت مذکورہ میں محدثین کا لفظ مقدر ہے یعنی جب انھو تم نماز کے لئے حدیث کی حالت میں۔ تمام ہوگا کام قاضی کا۔ ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہے اس میں کہ وضو کے واجب ہونے کی علت کیا ہے بعضوں نے کہا وضو واجب ہو جاتا ہے حدیث سے اور بعضوں نے کہا واجب نہیں ہو تا جب تک نماز کے لیے نہ اٹھیں اور بعضوں نے کہا دونوں امروں سے واجب ہو جاتا ہے اور ہمارے اصحاب کے نزدیک یہی راسخ ہے اور اجماع کیا ہے امت نے کہ نماز بغیر طہارت کے حرام ہے خواہ یہ طہارت پانی سے ہو یا مٹی سے اور کوئی فرق نہیں ہے فرض اور نفل نماز میں اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر اور جنازہ کی نماز میں مگر شعبی اور محمد بن جریر طبری سے منقول ہے کہ جنازہ کی نماز بغیر طہارت کے جائز ہے اور یہ مذہب باطل ہے اور ابن حنیہ سے منقول ہے کہ سجدہ تلاوت بغیر طہارت کے درست ہے اور اجماع کیا ہے علماء نے اس کے خلاف پر اگر کسی شخص نے عمد آئے وضو نماز پڑھی تو وہ گنہگار ہوگا لیکن کافر نہ ہوگا جس کا ہمارا اور جمہور علماء کا مذہب ہے اور امام ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ وہ کافر ہو جائے گا اس لیے کہ اس نے دین کے ساتھ کھینچا کیا اور ہماری دلیل یہ ہے کہ کفر نہیں ہو تا مگر اعتقاد سے اور اس مصلی کا اعتقاد تو صحیح ہے۔ یہ جب ہے کہ اس مصلی کو کوئی عذر نہ ہو اگر عذر ہو مثلاً پانی نہ ملے نہ مٹی تو اس لیے

عُمَرَ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا تَقْبَلُ صَلَاةَ بَغِيرِ طَهْوَرٍ وَلَا صَدَقَةَ مِنْ غُلُولٍ)) وَكَانَتْ عَلَى الْبَصْرَةِ.

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ نہیں قبول کرتا نماز کو بغیر طہارت کے اور نہیں قبول کرتا صدقہ اس مال غنیمت میں سے جو تقسیم سے پہلے اڑا لیا جاوے اور تم تو بصرہ کے حاکم ہو چکے ہو۔

۵۳۶- عَنْ سَيْمَالٍ بْنِ حَرْبٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

۵۳۷- عَنْ هَمَّامٍ بْنِ مُنَبِّهٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَبِي وَهَبٍ بْنُ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَدْ كَرَّ أَحَادِيثُ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تَقْبَلُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَخَذَتْ حَتَّى يَتَوَضَّأَ))

۵۳۷- ہمام بن منبہ سے روایت ہے جو وہب بن منبہ کے بھائی ہیں انھوں نے کہا یہ وہ حدیثیں ہیں جو ابو ہریرہؓ نے ہم سے بیان کیں حضرت محمدؐ سے پھر ذکر کیا کئی حدیثیں کون ان میں ایک حدیث یہ بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نہیں قبول کرتا تم میں سے کسی کی نماز جب وہ بے وضو ہو یہاں تک کہ وضو کرے۔

بَابُ صِفَةِ الْوُضُوءِ وَكَمَالِهِ

۵۳۸- عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَعَا بِوَضُوءٍ فَوَضَّأَ فَعَسَلَنَ كَفِّهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَضْمَضَ

۵۳۸- ہمام بن منبہ سے روایت ہے جو وہب بن منبہ کے بھائی ہیں انھوں نے کہا یہ وہ حدیثیں ہیں جو ابو ہریرہؓ نے ہم سے بیان کیں حضرت محمدؐ سے پھر ذکر کیا کئی حدیثیں کون ان میں ایک حدیث یہ بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نہیں قبول کرتا تم میں سے کسی کی نماز جب وہ بے وضو ہو یہاں تک کہ وضو کرے۔

۵۳۸- حمران سے روایت ہے جو مولیٰ (آزاد کئے ہوئے غلام) تھے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے انھوں نے کہا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور وضو کیا تو

تھ میں امام شافعی کے چار قول ہیں اور ہر ایک قول کی طرف علماء گئے ہیں۔ سب سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ نماز پڑھ لیوے بغیر طہارت کے پھر جب طہارت ممکن ہو تو نماز کا اعادہ کرے دوسرا قول یہ ہے کہ نماز نہ پڑھے اور جب طہارت ممکن ہو اس وقت قضا پڑھ لیوے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ نماز پڑھ لینا مستحب ہے لیکن قضا واجب ہے چوتھا قول یہ ہے کہ نماز پڑھ لیوے اور قضا واجب نہیں اور اسی قول کو حنفی نے اختیار کیا ہے اور یہ اردو کے ذیل سب قولوں میں قوی ہے اس لیے کہ نماز کا واجب ہونا تو حدیث سے ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا جب میں تم کو کسی کام کا حکم کروں تو اس کو بجا لاؤ جہاں تک تم سے ہو سکے اور اعادہ کے لیے کوئی نیا سر چاہیے اور وہ موجود نہیں۔ (نووی مع زیادہ) اور مال غنیمت میں سے صدقہ قبول نہیں ہو تا اس وجہ سے کہ غنیمت کے مال میں سے ضرور تم نے چوری کی ہوگی یا اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق تم پر ہوں گے پھر ایسے شخص کے لیے دعا کیا فائدہ دے گی اور ظاہر ہے کہ ابن عمر کا کہنا بطریق زبرد اور تشدد کے تھا اور اس سے غرض تھی کہ اب بھی ابن عمر غفلت سے بیدار ہو اور توبہ کرے۔ ورنہ دعا فاقصوں کے لیے مفید ہے۔ ہمیشہ رسول اللہؐ اور سلف اور خلف کافروں اور گنہگاروں کے لیے دعا کرتے رہے کہ خدا ان کو ہدایت کرے اور توبہ نصیب کرے۔ (نووی)

(۵۳۸) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شروع وضو میں پانچوں کا تین بار دو مرتبہ سنت ہے اور اس پر اتفاق ہے علماء کا۔ (نووی)

نووی نے کہا کہ کلی کا کمال یہ ہے کہ پانی منہ میں لیوے پھر اسکو پھر اسے بعد اس کے تھوک دیوے اور اونی درجہ اس کا یہ ہے کہ پانی کو صرف منہ میں لیوے پھر اسے نہیں لیکن پھر پانی کا تو قول مشہور کے موافق شرط نہیں ہے اور یہی مذہب جمہور کا ہے۔ لیکن تھ

وَأَسْتَنْزَرْتُ ثُمَّ غَسَلْتُ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلْتُ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْوَرْدِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلْتُ يَدَهُ الْيُسْرَى بِمِثْلِ ذَلِكَ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَلْتُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلْتُ

پہلے دونوں ہاتھوں کو تین بار دھویا پھر کھلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر تین بار منہ دھویا پھر دہانتا ہاتھ دھویا کبھی تک تین بار پھر بائیں ہاتھ دھویا تین بار پھر مسح کیا سر پر پھر دہانتا پاؤں دھویا تین بار پھر بائیں پاؤں دھویا تین بار بعد اس کے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم بعض اصحاب کے نزدیک شرط ہے اور یہ اختلاف ایسا ہے جیسے سر کے مسح میں اختلاف ہے۔ بعضوں کے نزدیک اگر گلیا ہاتھ سر پر رکھ لیا تو مسح ہو گیا اور بعضوں کے نزدیک اس کا پھر اتنا ضروری ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ پھر اتنا ضروری نہیں مثل اور اعضاء کا۔ ان تک پانی پہنچنا کافی ہے حدیث میں استحکام کا لفظ ہے اکثر اہل لغت اور فقہاء اور محدثین نے استحکام کے معنی ہلک بھینکنے کے لیے ہیں۔ ابن اعرابی اور ابن تیمیہ نے ناک میں پانی ڈالنے کے معنی کئے ہیں اور صحیح پہلا قول ہے اور دوسری روایت اس کی توبہ ہے اس میں یہ ہے کہ پہلے استحکام کیا یعنی ناک میں پانی ڈالا پھر استحکام کیا یعنی ناک خشکی۔ فراہ سے منقول ہے کہ استحکام کہتے ہیں ناک کے ہلانے کو طہارت میں اور استحکام کہتے ہیں ناک کے اندر پانی پہنچنے کو اور سانس کے زور سے پانی کے اوپر پہنچنے کو۔ اور مستحب ہے کہ کھلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرے مگر جب روزہ سے ہو تو مبالغہ مکرر وہ ہے کیونکہ لفظ کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا مبالغہ کرنا ناک میں پانی ڈالنے میں مگر جب تور دزدہ اور ہوا ہو یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے اسانید صحیحہ سے۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ جس طرح سے جب پانی ناک اور منہ میں پہنچ گیا تو مضغہ اور استحکام اور اہو کا اور افضل کیونکر ہے۔ اس میں پانچ قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ تین چلوئیے اور ہر ایک چلوئیے سے کھلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے پھر کھلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے۔ تیسرا یہ کہ ایک ہی چلوئیے اور کھلی کرے پھر ناک میں پانی ڈالے پھر کھلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے پھر کھلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے۔ چوتھا یہ ہے کہ دو چلوئیے ایک چلوئیے تین بار کھلی کرے اور دوسرے چلوئیے تین بار ناک میں پانی ڈالے۔ پانچواں یہ کہ چھ چلوئیے پہلے تین چلوئیے کھلی کرے پھر تین چلوئیے سے ناک میں پانی ڈالے اور صحیح پہلا قول ہے اور وہی احادیث سے ثابت ہے جن کو روایت کیا بخاری اور مسلم نے۔ (تووی)

تووی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے صفت وضو میں اور اجماع کیا ہے مسلمانوں نے کہ واجب ایک ایک بار دھونا ہے اور تین بار دھونا سنت ہے اور احادیث صحیحہ میں ایک ایک بار اور تین تین بار اور دو دو بار وارہ ہے۔ علمائے کہا ہے کہ یہ اختلاف دلیل ہے جو ان کی اور تین بار کمال ہے اور ایک بار کافی ہے اور اس پر محمول ہے اختلاف احادیث کا اور راویوں نے جو اختلاف کیا ایک ہی صحابی سے تو یہ محمول ہے اس پر کہ بعضوں نے یاد رکھا اور بعض بھول گئے پھر جس نے زیادہ بیان کیا وہ قبول ہو گا اس لیے کہ زیادتی نقد کی مقبول ہے اور اختلاف کیا ہے علمائے سر کے مسح میں تو امام شافعی کے نزدیک مسح بھی تین بار کرنا مستحب ہے جیسے باقی اعضاء کا تین بار دھونا اور ابو حنیفہ اور مالک اور احمد اور اکثر علماء کے نزدیک سر کا مسح ایک بار سنت ہے اور ایک بار سے زیادہ نہ کرنا چاہیے اور احادیث میں ایک ہی بار مسح منقول ہے اور امام شافعی کی دلیل وہ حدیث ہے حضرت عثمان کی جو آئی ہے کہ حضرت نے وضو کیا تین تین بار اور تیس کیا انھوں نے سر کو اور اعضاء پر اور جن حدیثوں میں ایک بار منقول ہے ان کا جواب دیا ہے کہ ایک بار مسح کرنا جو اس کے بیان کے واسطے ہے اور ہمیشہ رسول اللہ نے وہ کیا ہے جو افضل تھا اور اجماع کیا ہے علمائے مند اور دونوں ہاتھوں اور پاؤں کے دھونے کے وجوب پر لیکن روافض نے پاؤں کے مسح کو واجب کیا ہے اور یہ ان کی خطا ہے کس لیے کہ تمام نفوس متفق ہیں پاؤں کے دھونے پر اور جس نے رسول اللہ کا وضو نقل کیا ہے اس نے پاؤں کا دھونا روایت کیا ہے اسی طرح اجماع کیا ہے علمائے سر کا مسح واجب ہے لیکن اختلاف کیا ہے اس کی مقدار میں۔ امام شافعی اور ایک جماعت کے نزدیک سارے سر کا مسح واجب ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک چوتھائی سر کا۔ اور کھلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے وجوب میں چارہ مذہب ہیں ایک تو مذہب مالک اور شافعی کا کہ

النَّسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
تَوَضَّأَ نَحْوَ وَضُوءِي هَذَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
(مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وَضُوءِي هَذَا ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ
رَكَعَتَيْنِ لَا يَخْذُلُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ
مِنْ ذَنْبِهِ) قَالَ ابْنُ جَبْرٍ وَكَانَ عِلْمًاؤُنَا يَقُولُونَ
هَذَا الْوَضُوءُ أَسْبَغَ مَا يَتَوَضَّأُ بِهِ أَحَدٌ لِلصَّلَاةِ.

اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا اسی طرح جیسے میں نے
اب وضو کیا پھر فرمایا جو شخص میرے وضو کی طرح وضو کرے پھر
دو رکعتیں پڑھے کھڑے ہو کر سجدے میں ان کے اور کسی خیال میں
غرق نہ ہو تو اس کے اگلے گناہ سب بخش دیے جائیں گے۔ ابن
شہابؒ نے کہا ہمارے علماء کہتے تھے کہ یہ وضو سب وضوؤں میں
پورا ہے جو نماز کے لیے کیا جائے۔

تھے کہ یہ دونوں سنت ہیں وضو اور غسل میں اور سلف میں سے حسن بھری اور زہریؒ اور حاکمؒ اور قتادہؒ اور ربیعہؒ اور یحییٰ بن سعید انساریؒ اور
اوزائیؒ اور لیث بن سعدؒ اسی طرف گئے ہیں اور عطاء اور احمدؒ سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں واجب وضو اور غسل
دونوں میں اور وضو اور غسل صحیح نہیں ہوتے بغیر ان کے اور یہی مشہور ہے احمد بن حنبلؒ سے اور یہی مذہب ہے ابن ابی لیلیٰؒ اور حمادؒ اور اسحاق
بن راویہؒ کا اور ایک روایت ہے عطاء سے۔ تیسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں غسل میں واجب ہیں وضو میں واجب نہیں اور یہی قول ہے ابو حنیفہؒ اور
ان کے اصحاب اور سفیان ثوریؒ کا جو قاضی مذہب یہ ہے کہ ناک میں پانی ڈالنا وضو اور غسل دونوں میں واجب ہے اور کھلی کرنا دونوں میں سنت ہے
اور یہی قول ہے ابو ثورؒ اور ابو عبد اللہؒ اور داؤد ظاہریؒ اور ابو یوسفؒ بن مضرؒ کا اور ایک روایت ہے احمدؒ سے اور اتفاق کیا ہے جمہور علماء نے اس پر کہ وضو
اور غسل دونوں میں پانی بہانا اعضا پر کافی ہے اور ملنا ضروری نہیں اور مالکؒ اور حنبلؒ نے ملنا شرط کیا ہے اسی طرح جمہور علماء نے اتفاق کیا ہے کہ
غٹوں اور گنبٹوں کا دھونا واجب ہے اور زہریؒ اور داؤد ظاہریؒ کے نزدیک واجب نہیں اور اتفاق کیا علماء نے غٹوں سے مراد وہ دواؤں پر پڑیاں ہیں
جو پنڈلی اور پاؤں کے سچ میں ہیں اور ہر ایک پاؤں میں دو گتے ہیں اور رافضیوں نے ایک نادر بات کہی ہے کہ ہر ایک پاؤں میں ایک گتہ ہے اور
گتہ وہ ہڈی ہے جو پاؤں کے سچ میں ہے جہاں پر جھیل کا تھمد رہتا ہے اور امام محمدؒ سے بھی یہ مقول ہے پر صحیح نہیں اور خلاف ہے لغت کے اور اس
حدیث سے بھی یہ بات نکلتی ہے کہ ہر ایک پاؤں میں دو گتے ہیں اور دلائل اس کے بہت ہیں اور میں نے ان سب دلائل کو تفصیل سے شرح
مہذب میں بیان کیا ہے اور سب مذہب کے اختلاف کو اور ان کے وجوہ کو مفصل ذکر کیا ہے اور یہاں میرا مقصد یہی تھا کہ حدیث سے متعلق
اسور کو بیان کر دوں۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر کسی آدمی کے منہ دو ہوں تو دونوں کا دھونا واجب ہے اور اگر تین ہاتھ یا تین پاؤں ہوں اور
سب برابر کے ہوں تو سب کا دھونا واجب ہو گا اور اگر زائد ہاتھ یا ناقص ہو لیکن فرض کی جگہ پر ہو یعنی کبھی کے اس طرف تو اس کو دھونا چاہیے
اور جو کبھی سے اوپر آگاہ ہو تو اس کا دھونا فرض نہیں اگر کسی کا ہاتھ کبھی سمیت کاٹ ڈالا گیا تو اب باقی ہاتھ کا دھونا فرض نہیں لیکن مستحب ہے کہ
اس کو دھو لے تاکہ عضو طہارت سے خالی نہ رہے۔ (نووی)

نووی نے کہا ہر ادا ان گناہوں سے صغیرہ گناہ ہیں نہ کبیرہ اور اس حدیث سے یہ نکلا ہے کہ ہر وضو کے بعد دو رکعتیں پڑھنا مستحب
ہے اور یہ سنت موکرہ ہے۔ ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے کہا کہ یہ دو رکعتیں ہر وقت پڑھ سکتا ہے یعنی ان وقتوں میں بھی جن
میں نماز پڑھنا منع ہے اور یہاں تک اس کی حدیث ہے ہاں کی جو صحیح بخاریؒ میں ہے کہ دو جب وضو کرے تو نماز پڑھنے اور کہے کہ سب عملوں
میں اس عمل کی زیادہ امید ہے اور اگر وضو کے بعد فرض پاؤں کو دھو کر غسل پڑھے جب بھی یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی اور یہ فرمایا سچ میں اور
کسی خیال میں غرق نہ ہو اس کا یہ مطلب ہے کہ دنیا کے خیالوں میں نہ پھنسے جو نماز سے علائق نہیں رکھتے اگر کسی قسم کا خیال دل میں گزرے
اور اسی وقت اس کو ٹال دے اس میں غرق نہ ہو تو حائف ہے اور خدا چاہے تو یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی کیونکہ اس میں اس کا احتیاج نہیں۔
دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کو اس قسم کے خیالات جو دل میں گزریں معاف کر دیے ہیں اور اس کا بیان اوپر کتاب الایمان میں

۵۳۹- حمران سے روایت ہے جو مولیٰ (غلام آزاد) تھے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے انھوں نے دیکھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو انھوں نے ایک برتن پانی کا منگوایا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر تین بار پانی ڈالا ان کو دھویا پر دابٹا ہاتھ برتن کے اندر ڈال دیا اور کھلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر منہ کو تین بار دھویا اور دونوں پاؤں کو تین بار دھویا پھر کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے بعد اس کے دو رکعتیں پڑھے اور دل اور خیال میں نہ لگاوے تو اس کے اگلے گناہ بخش دئے جائیں گے۔

باب: وضو کی اور اس کے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت
۵۴۰- حمران سے روایت ہے جو مولیٰ تھے عثمان بن عفان کے انھوں نے کہا کہ میں نے سنا عثمان بن عفان سے وہ مسجد کے سامنے تھے اتنے میں موزن ان کے پاس آیا عصر کی نماز کے وقت انھوں نے وضو کاپانی منگوایا اور وضو کیا پھر کہا قسم اللہ کی میں تم سے

۵۳۹- عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ دَعَا بِإِيَاءٍ فَأَقْرَعَ عَلَى كَفَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ ادَّخَلَ يَمِينَهُ فِي الْإِيَاءِ فَغَسَّصَ وَاسْتَشْتَرَى ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَدَيْهِ إِلَى الْخِرْفَتَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مِنْ تَوَضُّأٍ نَحْوُ وَضُوءِي هَذَا ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ لَا يَحْدُثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ عَقِبَهُ
۵۴۰- عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَهُوَ بِبَيْتِ الْمَسْجِدِ فَخَاءَةُ الْوُضُوءِ عِنْدَ الْعَصْرِ دَعَا بِوَضُوءِهِ فَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ وَاللَّهِ لَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا لَوْلَا آيَةُ فِي كِتَابِ اللَّهِ

اس میں گزر چکا۔

یعنی اس حدیث میں وضو کا ذکر ہے یہ کامل وضو ہے۔ اب اس سے بڑھا اور تین بار سے زیادہ دھونا مکروہ ہے جب ہر ایک بار میں سارا عضو دھل جاوے۔ اگر دو بار میں سارا عضو دھلے تو وہ ایک ہی بار سمجھا جاوے گا اگر کسی کو شک ہو گیا کہ دو بار دھویا میں تین بار تو دو بار سمجھے اور ایک بار اور دھو لے یہی ٹھیک ہے اور جو بیٹے نے کہا تین بار سمجھے اس لیے کہ دو بار کافی ہے اور چوتھی بار دھونا بدعت ہے اور بعض اس حدیث سے دلیل لاتے ہیں کہیں اور انھوں سے زیادہ دھونے کی کراہت پر حالانکہ ہمارے نزدیک یہ بہتر ہے اور ابن شہاب کے قول سے اس کی کراہت نہیں نکلتی۔ (نووی)

(۵۳۹) نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ کھلی اور ناک کے لیے دابٹے ہاتھ سے پانی لینا چاہیے اور یہ بھی دلیل لاتے ہیں اس حدیث سے کہ کھلی اور ناک میں ایک ہی چلو سے پانی لے لے اور یہ ایک طرح ہے ان پانچوں طرحوں میں سے جن کو ہم نے جو بیان کیا اسی طرح یہ دلیل بھی بیان کرتے ہیں کہ دونوں ہاتھوں کو برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے دھونا چاہیے اگرچہ نیند سے بیدار نہ ہوا ہو جب ہاتھوں کی نجاست کا گمان ہو اور ہمارا مذہب یہی ہے۔ انجی

۱۔ وہ آیت یہ ہے ان الذين يكتُمون ما انزلنا من البينات والهدى من بعد ما بينه للناس في الكتاب اولئك يلعنهم الله ويلعنهم اللاعنون یعنی جو لوگ چھپاتے ہیں ان باتوں کو جو کھلی ہیں اور ہدایت کی باتیں بعد اس کے کہ ہم نے بیان کر دیا ان کو لوگوں کے لیے کتاب میں ان پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں تو حضرت عثمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علم کی بات کا حلال

مَا حَدَّثَكُمْ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ فَيُصَلِّي صَلَاةَ إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الَّتِي تَلِيهَا)) .

ایک حدیث بیان کرتا ہوں اگر اللہ کی کتاب میں ایک آیت نہ ہو تو میں تم سے بیان نہ کرتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے تو اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس نماز سے لے کر دوسری نماز تک ہو گئے۔

۵۴۱- عَنْ هِشَامِ بْنِ هَازِمٍ يَهْدَى الْإِسْنَادُ فِي حَدِيثِ أَبِي أَسَامَةَ ((فَيُحْسِنُ وَضُوءَهُ ثُمَّ يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ)).

۵۴۲- عَنْ حُمْرَانَ أَنَّهُ قَالَ فَلَمَّا تَوَضَّأَ عُثْمَانُ قَالَ وَاللَّهِ لَا أَخَذْتُكُمْ حَدِيثًا حَقِيصًا وَاللَّهِ لَوْلَا آيَةُ فِي كِتَابِ اللَّهِ مَا حَدَّثْتُكُمْوهُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ فَيُحْسِنُ وَضُوءَهُ ثُمَّ يُصَلِّي الصَّلَاةَ إِلَّا غَفَرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الَّتِي تَلِيهَا)) قَالَ عَزَّوَهُ الْآيَةُ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى إِلَى قَوْلِهِ لِلْعَاوُونَ .

۵۴۳- عَنْ عُمَرُو بْنِ سَعِيدٍ بْنِ الْعَاصِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عُثْمَانَ فَذَخَا

۵۴۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اتنا فرق ہے کہ اپنا وضو اچھی طرح کرے پھر فرض نماز پڑھے۔

۵۴۲- حمران سے روایت ہے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تہنہ وضو کر چکے تو انھوں نے کہا قسم اللہ کی میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اگر اللہ کی کتاب میں ایک آیت نہ ہوتی تو میں اس حدیث کو تم سے بیان نہ کرتا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے تو اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس نماز کے بعد سے دوسری نماز تک ہو گئے۔ عروہ نے کہا وہ آیت یہ ہے ان الذین یکتُمون ما انزلنا من البینات والہدی الی قولہ الملا عنون۔

۵۴۳- عمرو بن سعید بن العاصی حدیثی ہیں ان کے والد کا بیان ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا انھوں نے وضو کا پانی منگوا یا پھر کہا

اللہ دینا اور اس کا پینچا بنا دینا جب نہ کیا ہو تا تو مجھے کچھ حدیث بیان کرنے کی حرص نہیں کہ میں خواہ مخواہ یہ تم سے بیان کرتا۔ اگرچہ یہ آیت اہل کتاب کی شان میں ہے مگر جو کوئی ان کے سے کام کرے اور دین کی بات کو ضرورت کے وقت چھپائے اس کی شان میں میں عید ہو سکتی ہے اور ایک حدیث مشہور بھی موجود ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جو شخص علم کی بات چھپا دے اللہ تعالیٰ اس کو آگ کی لگام لگا دے گا اور اچھی طرح وضو کرنا یعنی پورے اس کے شرائط اور آداب کے ساتھ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کے آداب اور شرائط سیکھنا اور ان پر عمل کرنا احتیاط کے ساتھ مستحب ہے اور چاہے کہ آدمی اس طرح سے وضو کرے کہ سب اماموں کے نزدیک درست ہو جاوے اور اختلافات کی خصلتوں پر عمل نہ کرے اس لیے ضروری ہے کہ ہم اللہ شروع میں پڑھے نیت کرے تاکہ میں پانی ڈالے تاکہ چھپکے سارے سر پر مسح کرے اعضاء کو ملے پے درپے وضو کرے یعنی ایک عضو کو دھو کر ٹھہرنے جائے یہاں تک کہ وہ سوکھ جائے ترتیب کی رعایت رکھے اس طرح سب اختلافی باتوں کو پیش نظر رکھے اور ایسا وضو کرے جو بالا جماع طہارت ہو۔ (تودی)

(۵۴۳) ☆ یعنی اس نماز اور وضو کی وجہ سے صحیرہ گناہ سب معاف ہو جائیں گے اور کبیرہ گناہ معاف نہ ہو گئے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ صحیرہ ہی اس وقت معاف ہو گئے جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے اگرچہ حدیث سے یہ احتمال ہوتا ہے مگر سیاق حدیث اس احتمال کا انکار ہے

میں نے سارے رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے جو کوئی مسلمان فرض نماز کا وقت پائے پھر اچھی طرح وضو کرے اور دل لگا کر نماز پڑھے اور اچھی طرح رکوع اور سجدہ کرے تو یہ نماز اس کے اگلے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے اور ہمیشہ ایسا ہی ہو کرے گا۔

يُطْمَئِنُّ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا مِنْ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحَضَّرَهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وَضُوءَهَا وَخَشَعَهَا وَرَوَّعَهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ يَأْتِ كَبِيرَةً وَذَلِكَ الذَّهْرُ كُلُّهُ)).

۵۴۴- حمران سے روایت ہے جو مولیٰ تھے عثمان بن عفان کے انھوں نے کہا میں عثمان بن عفان کے پاس وضو کا پانی لایا انھوں نے وضو کیا پھر کہا کہ بعض لوگ رسول اللہ ﷺ سے ایسی حدیثیں نقل کرتے ہیں جن کو میں نہیں جانتا پر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے وضو کیا اس طرح جیسے میں نے وضو کیا پھر فرمایا جو شخص اس طرح وضو کرے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اس کو نماز کا اور مسجد میں جانے کا الگ ثواب ہوگا۔ ابن عبدہ کی روایت میں یوں ہے کہ حمران نے کہا میں عثمان کے پاس آیا انھوں نے وضو کیا (یعنی پانی لانے کا ذکر نہیں)۔

۵۴۴- عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بَوْضُوءٍ قَنَوصًا ثُمَّ قَالَ إِنَّ نَاسًا يَتَحَدَّثُونَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيثَ لَا أَذْرِي مَا هِيَ إِلَّا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ بِمِثْلِ قَنَوصِي هَذَا ثُمَّ قَالَ ((مَنْ قَوَّضًا هَكَذَا غُفِرَ لَهُ مَا بَقِيَ مِنْ ذَنْبِهِ وَكَانَتْ صَلَاتُهُ وَمَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً)) وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَبْدَةَ أَتَيْتُ عُثْمَانَ قَنَوصًا.

۵۴۵- ابوالس (مالک بن ابی عامر) صحابی مدنی جو دادا ہیں امام مالک کے) سے روایت ہے کہ حضرت عثمان نے وضو کیا مقاعد میں پھر کہا کیا میں تم کو دکھلاؤں رسول اللہ ﷺ کا وضو؟ پھر وضو کیا تین بار۔ تفسیر کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جس وقت حضرت عثمان نے یہ حدیث بیان کی اس وقت ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کے کئی اصحاب موجود تھے۔

۵۴۵- عَنْ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ عُثْمَانَ تَوَضَّأَ بِالْمَقَاعِدِ فَقَالَ أَلَا أُرِيكُمْ وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَزَادَ قَنَوصَةً فِي رِوَايَةٍ قَالَ شُعْبَانُ قَالَ أَبُو النَّضْرِ عَنْ أَبِي أَنَسٍ قَالَ وَعِنْدَهُ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

لے کرتا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے جو اس حدیث میں مغائر کا معاف ہونا مذکور ہے اہل سنت کا یہی مذہب ہے اور کہا کہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت اور فضل سے۔ (نووی)

(۵۴۵) ☆ مقاعد ان دکانوں کو کہتے تھے جو حضرت عثمان کے گھر کے پاس تھیں اور بعضوں نے کہا مقاعد زینہ اور سیر محی کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا وہ مقام جو انھوں نے کام کاج کے لیے بیٹھنے کا قرار دیا تھا۔ نووی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے اس مسئلہ کی کہ وضو میں ہر ایک کام تین بار کرنا چاہیے اور پھر بیان کر چکے کہ تین بار بجا لانا سنت ہے یا لا اجماع اور واجب ایک بار ہی ہے اور امام شافعی کا استدلال اسی حدیث سے ہے کہ سر کا مسح بھی تین بار سنت ہے جیسے اور اعضا کا وضو اور اس باب میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں جن کی صحت اور ضعف کو لے

۵۴۶- عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَبَانَ قَالَ كُنْتُ أَصْعُقُ لِعُثْمَانَ طَهُورَهُ فَمَا أَتَى عَلَيْهِ يَوْمَ إِلَّا وَهُوَ يُبَيِّضُ عَلَيْهِ نَظْفَةً وَقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ انْصِرَافِنَا مِنْ صَلَاتِنَا هَذِهِ قَالَ يَسْتَعْرِ أَرَاهَا الْعَصْرَ فَقَالَ ((مَا أَذْرِي أُحَدِّثُكُمْ بِشَيْءٍ أَوْ أَسْكُتُ)) فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كَانَ خَيْرًا فَحَدِّثْنَا وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ فَالْتَمِمْهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَطَهَّرُ فِيهِمُ الطُّهُورُ الَّذِي كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَيُصَلِّيَ هَذِهِ الصَّلَاةَ الْخَمْسَ إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَاتٍ لِمَا بَيْنَهَا))

۵۴۶- حمران بن ابان سے روایت ہے میں حضرت عثمانؓ کیلئے طہارت کا پانی رکھا کرتا تھا وہ ہر روز ایک تھوڑے پانی سے نہا لیا کرتے (یعنی غسل کر لیتے واسطے تکمیل طہارت اور زیادتی ثواب کے)۔ حضرت عثمانؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ہم سے حدیث بیان کی جب ہم اس نماز سے فارغ ہوئے۔ معمر نے کہا (جو اس حدیث کا راوی ہے) میں سمجھتا ہوں وہ عمر کی نماز تھی آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا تم سے ایک حدیث بیان کروں یا چپ رہوں ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر بہتری کی بات ہو تو بیان کیجئے اور جو بہتر نہ ہو تو اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا جو مسلمان طہارت کرے پھر پوری طہارت کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے اور پانچوں نمازیں پڑھے اس کے وہ گناہ معاف ہو جائیں گے جو ان نمازوں کے بیچ میں کرے گا۔

۵۴۷- عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانَ يُحَدِّثُ أَبَا بُرْزَةَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ فِي إِتَارَةِ بَشَرٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مِنْ أَتَمَّ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى

اللہ میں نے شرح مہذب میں بیان کیا ہے اور انھوں نے یعنی صحابہ کرام نے اس حدیث کو تسلیم کیا کسی نے انکار نہیں کیا۔ تنبیہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے تین بار وضو کیا پھر رسول اللہ کے اصحاب سے فرمایا کیا تم نے رسول اللہ کو ایسا کرتے دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں۔ (نووی)

(۵۴۷) یعنی معلوم نہیں اس حدیث کا بیان کرنا مصلحت ہے یا نہ بیان کرنا پھر آپ کو معلوم ہو گیا کہ بیان کرنا مصلحت ہے اسلئے کہ آپ نے بیان کر دیا کہ ان کو غربت پیدا ہو طہارت میں اور عبادت کی سب قسم میں اور پہلے آپ نے بیان کرنے میں تاثر کیا اس خیال سے کہ لوگ اس پر غیہ نہ کریں بعد میں بیان کرنا مناسب سمجھا۔ (نووی)

بہتری کی بات سے یہ مراد ہے کہ ہماری خوشی کی بات ہو جس سے ہم کو غربت پیدا ہو ایسے اعمال میں یا زور پیدا ہو گناہ سے اور جو اس قسم کی حدیث نہ ہو تو اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے یعنی آپ اپنی رائے پر عمل کیجئے اگر مناسب سمجھئے تو بیان فرمائیے ورنہ خیر۔ (نووی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر طہارت میں صرف فرضوں کو ادا کرے اور سنن مستحبات کو چھوڑ دے تب بھی یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی یعنی گناہوں کی مغفرت اگرچہ ستوں کے ادا کرنے سے اور زیادہ گناہ معاف ہوں گے اور ثواب زیادہ ہوگا۔ (نووی)

گی ان گناہوں کا جو ان کے سچ میں کرے۔ یہ روایت ہے ابن معاذ کی اور غندر کی روایت میں یہ عبارت نہیں (بشر کی امارت میں) نہ فرض نمازوں کا بیان ہے۔

فَالصَّلَوَاتُ الْمَكْتُوبَاتُ كَفَّارَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ))
هَذَا حَدِيثُ ابْنِ مَعَاذٍ وَكَانَ فِي حَدِيثِ غَنْدَرٍ
يُنِي إِيمَارَةَ بَشِيرٍ وَلَا ذِكْرَ الْمَكْتُوبَاتِ.

۵۴۸- حمران سے روایت ہے جو مولیٰ تھے عثمان بن عفانؓ کے کہ عثمانؓ نے ایک دن اچھی طرح وضو کیا پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے وضو کیا اچھی طرح بعد اس کے فرمایا جو شخص اس طرح وضو کرے بعد اس کے مسجد میں جائے لیکن نماز ہی کے لیے اٹھے (یعنی اور کوئی کام کی نیت نہ ہو بلکہ خالص نماز ہی کے قصد سے اٹھے) تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

۵۴۸- عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ تَوَضَّأَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ يَوْمًا وَضُوءًا حَسَنًا ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوَضُوءِ ثُمَّ قَالَ ((مَنْ تَوَضَّأَ هَكَذَا ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يَنْهَازُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ غُفِرَ لَهُ مَا خَلَا مِنْ ذَنْبِهِ)).

۵۴۹- حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص نماز کے لیے پورا وضو کرے پھر فرض نماز کے لیے مسجد کو چلے اور لوگوں کے ساتھ یا جماعت سے یا مسجد میں نماز پڑھے تو اللہ اس کے گناہ بخش دے گا۔

۵۴۹- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ تَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ فَأَسْبَغَ الْوَضُوءَ ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ فَصَلَّاهَا مَعَ النَّاسِ أَوْ مَعَ الْجَمَاعَةِ أَوْ فِي الْمَسْجِدِ غُفِرَ اللَّهُ لَهُ ذُنُوبُهُ)).

۵۵۰- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انچوں نمازیں اور جمعہ جمعہ تک کفارہ ہیں ان گناہوں کا جو ان کے سچ میں ہوں جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے۔

۵۵۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الصَّلَاةُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ مَا لَمْ تَغْشِ الْكَبَائِرُ)).

۵۵۱- ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ جمعہ تک کفارہ ہو جاتے ہیں ان گناہوں کا جو ان کے سچ میں ہوں۔

۵۵۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ)).

۵۵۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ جمعہ تک اور رمضان رمضان تک کفارہ ہو جاتے ہیں ان گناہوں کا جو ان کے سچ میں ہوں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچے۔

۵۵۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((كَانَ يَقُولُ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ)).

باب : وضو کے بعد کیا پڑھنا چاہیے

۵۵۳- عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے ہم لوگوں کو اونٹ چرانے کا کام تھا۔ میری باری آئی تو میں اونٹوں کو چرا کر شام کو انکے رہنے کی جگہ لے کر آیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے لوگوں کو وعظ سنا رہے ہیں آپ نے فرمایا جو مسلمان اچھی طرح سے وضو کرے پھر کھڑا ہو کر دو رکعتیں پڑھے اپنے دل کو اور منہ کو لگا کر (یعنی ظاہر اور باطن متوجہ رہے نہ دل میں اور کوئی دنیا کا خیال لائے نہ منہ اوھر اوھر پھراے) اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔ میں نے کہا کیا عمدہ بات فرمائی (جس کا ثواب اس قدر بڑا ہے اور محنت بہت کم ہے) ایک شخص میرے سامنے تھا وہ بولا پہلی بات اس سے بھی عمدہ تھی۔ میں نے دیکھا جو کوئی تم انھوں نے کہا میں سمجھتا ہوں تو ابھی آیا آپ نے فرمایا جو کوئی تم میں سے وضو کرے اچھی طرح پورا وضو پھر کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدًا عبده ورسوله یعنی گواہی دیتا ہوں میں کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے اور محمدؐ اس کے بندے ہیں اور بھیجے ہوئے ہیں کھولے جائیں گے اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے جس میں سے چاہے جائے۔

۵۵۳- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

باب الذکر المستحب عقب الوضوء

۵۵۳- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ عَلَيْنَا رِعَايَةُ الْإِبِلِ فَجَاءَتْ نَوَاسِي فَرَوَّحْتُهَا بِعَشِيٍّ فَأَذْرَكْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا يُحَدِّثُ النَّاسَ فَأَذْرَكْتُ مِنْ قَوْلِهِ ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وَضُوءَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بَقْلِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجِبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) قَالَ فَقُلْتُ مَا أَحْجَزَ هَذِهِ فَإِذَا قَابِلٌ بَيْنَ يَدَيَّ يَقُولُ الَّتِي قَبْلَهَا أَحْجَزَ فَظَلَمْتُ فَإِذَا عُمَرُ قَالَ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُكَ جَلَسْتَ أَيُّهَا قَالَ ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَقْضِي قَضَاءً فَيَبْلُغُ أَوْ يَسْبِغُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُيْحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ السَّمَاوِيَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيُّهَا شَاءَ))

۵۵۴- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرَ بِنْتَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((مَنْ تَوَضَّأَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ))

(۵۵۳) ☆ وضو کے بعد یہ کلمہ پڑھنا مستحب ہے بالاحاق اور ترمذی کی روایت میں اس کے بعد اتارا اور زیادہ ہے اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین۔ اور سنائی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلہ میں روایت کیا ہے سبحانک اللھم اشہد ان لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک استغفرک واتوب الیک۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ غسل کے بعد بھی ان کا پڑھنا مستحب ہے۔ (تووی)

بَابُ آخِرُ فِي صِفَةِ الْوُضُوءِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

دوسرا باب : وضو کی ترکیب میں

۵۵۵۔ عبد اللہ بن زید بن عاصم انصاریؓ سے روایت ہے وہ صحابیؓ تھے ان سے لوگوں نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ کا سا وضو کر کے بتاؤ انھوں نے ایک برتن (پانی کا) منگوایا اس کو جھکا کر پہلے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وضو کے شروع میں دونوں ہاتھ پہنچوں گا دھونا مستحب ہے پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اور دھویاں کو تین بار پھر ہاتھ برتن کے اندر ڈالا اور باہر نکالا اور ایک ہی چلو سے کھلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار ایسا کیا پھر ہاتھ ڈالا اور باہر نکالا اور منہ کو تین بار دھویا (بخاری کی روایت میں ہے دونوں چلو ملا کر پانی لیا اور تین بار منہ دھویا) پھر برتن میں ہاتھ ڈالا اور باہر نکالا اور اسے دونوں ہاتھ کہنوں تک دو دو بار

(۵۵۵) چنانچہ ایک روایت میں صحیح بخاری کی ابن عباسؓ سے یوں آتا ہے کہ ہاتھ ڈال کر ایک چٹو لیا پھر اس کو دوسرے ہاتھ پر جھکا یا دوسرے ہاتھ پر تھام لیا اور ابن عباسؓ نے کہا میں نے رسول اللہؐ کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا اور سنن ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ دونوں ہاتھ برتن میں ڈالے اور پانی کا چٹو لے کر منہ پر مارا تو ان حدیثوں میں کسی میں ایک ہاتھ ڈالنا منقول ہے اور کسی میں دو ہاتھ ڈالنا اور کسی میں ایک ہاتھ کے ساتھ دوسرے کو ملا لیا یہ تین صورتیں ہیں لیکن صحیح بخاری اور مشہور یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے ملا کر پانی کی بوتے تاکہ منہ اچھی طرح دھویا جائے۔ ایسا ہی امام شافعی اور حنفی نے ہمارے اصحاب نے کہا کہ منہ دھونے میں اوپر کی جانب سے شروع کرے۔ (نووی)

نودی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلی کہ ایک عضو کو دہرا دار ایک کو تین بار دہرا دار ست ہے اور شاید یہ جواز کے لیے ہو۔ نودی نے کہا سر کے مسح میں دونوں ہاتھوں کا سامنے سے لے جانا اور پھر پیچھے سے واپس لے آنا یہ مستحب ہے اتفاق علماء اس لیے کہ ایسا کرنے سے سارے سر پر ہاتھ پھر جاتا ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا یہ اس شخص کے لیے جس کے سر پر بال ہوں کھلے ہوئے اور اگر بال نہ ہو یا جوڑا ہوا نہ تو دوبارہ ہاتھ لے جانے کا کوئی فائدہ نہیں اور اس حدیث سے یہ بات نہیں نکلی کہ ہمارے سر کا مسح واجب ہے اس لیے کہ اس میں کمال کا بیان نہ درج ہو۔

وضو اور غسل میں علاوہ اخروی ثواب کے دنیاوی فائدے بہت ہیں۔ اطباء نے کہا ہے کہ انسان کے بدن پر ہر روز گرد و غبار ایسا جمتا ہے جس کی وجہ سے مسلمات بدن کے بندہ جاتے ہیں اس میل کیکیل کو صاف کرنا حفظ صحت کے لیے نہایت ضروری ہے۔ شریعت محمدیؐ نے ایسا عمدہ قاعدہ یا نذہا ہے جس کی وجہ سے انسان کو دوسرے تیسرے پتھر پر براہ ضرور ایک بار غسل کرنا پڑتا ہے جنابت کا جہد کا حیض و نفاس کا غسل عیدین کا غسل اور چونکہ ہر روز غسل کی وقت بھی آتی ضرورت بھی نہ تھی اس وجہ سے سارا بدن آدمی کا لباس سے ڈھکا رہتا ہے اکثر منہ اور دونوں ہاتھ اور پاؤں کھلے رہتے ہیں تو ان کو صاف رکھنے کے لیے وضو مقرر کیا۔ اب پانچ بار چار بار یا دو بار یا ایک بار تو روز وضو میں ان اعضاء کو دھونا ہو گا البتہ اگر پانچ موزوں میں جیسے ہوئے ہوں تو ہر بار دھونا کا ضروری نہیں بلکہ مقیم کو دن رات میں ایک بار اور مسافر کو تین دن میں ایک بار کافی ہے۔ اب وضو کے شروع میں تین ہاتھ یا تین پاؤں کی آزمائش کے لیے مقرر کیں ہاتھ پنجوں تک دھونا رنگ دریاخت لے

دھوئے پھر ہاتھ ڈالا برتن میں اور باہر نکالا اور سر پر مسح کیا پہلے دونوں ہاتھوں کو سامنے سے لے گئے پھر پیچھے سے لے گئے پھر دونوں پاؤں دھوئے ٹخنوں تک بعد اس کے کہا رسول اللہ ﷺ اسی طرح وضو کرتے تھے۔

ثُمَّ قَالَ هَكَذَا كَانَ وَضْؤُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۵۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے آئی ہے مگر اس میں کعبین کا ذکر نہیں۔

۵۵۶- عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَىٰ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرِ الْكَعْبَيْنِ.

۵۵۷- عمرو بن یحییٰ سے اسی اسناد سے روایت ہے اس میں یہ ہے کہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار اور یہ نہیں کہا کہ ایک چلو سے اور آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لے گئے کے بعد اتنا زیادہ کیا کہ پہلے سر کا مسح آگے سے شروع کیا اور گدی تک لے گئے پھر پھیر کر لائے دونوں ہاتھوں کو اسی مقام پر جہاں سے شروع کیا تھا اور دونوں پاؤں دھوئے۔

۵۵۷- عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَىٰ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ مَضْمُونُ مَا اسْتَشْتَرَى ثَلَاثًا وَلَمْ يَقُلْ مِنْ كَفٍّ وَاجِدَةً وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ فَأَقْبَلَ بِيَمِينِهِ وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدِّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِيَمِينِهِ إِلَى قَفَاةٍ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ.

۵۵۸- عمرو بن یحییٰ نے بھی کچھ کی ویشی سے مذکورہ بالا حدیث منقول ہے۔

۵۵۸- عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَىٰ بِمِثْلِ إِسْنَادِهِمْ وَأَقْصَى الْحَدِيثِ وَقَالَ فِيهِ فَمَضْمُونُ مَا اسْتَشْتَرَى مِنْ ثَلَاثِ عَرَفَاتٍ وَقَالَ أَيْضًا فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِهِ وَأَدْبَرَ مَرَّةً وَاجِدَةً قَالَ بِهِزْ أُمْلَى عَلَيَّ وَهَيْبٌ هَذَا الْحَدِيثِ وَقَالَ وَهَيْبٌ أُمْلَى عَلَيَّ عَمْرُو بْنُ يَحْيَىٰ هَذَا الْحَدِيثَ مَرَّتَيْنِ.

۵۵۹- عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے وضو کیا پھر کلی کی پھر ناک میں پانی ڈالا پھر منہ دھو یا تین بار اور داہنا ہاتھ

۵۵۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَدَنِيِّ يَذْكُرُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَضْمُونُ مَا اسْتَشْتَرَى ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَبَدَأَ

تہ کرنے کے لیے اور کلی مردہ دریافت کرنے کے لیے اور ناک میں پانی ڈالنا اور دریافت کرنے کے لیے۔ یہی پانی کے تینوں اوصاف ہیں جن کا دیکھنا طہارت کے لیے ضروری ہے۔

(۵۵۷) ☆ شیعوں نے پاؤں کے دھونے کے عوض ان کا مسح معمول کیا ہے حالانکہ پاؤں پر جس قدر گرد و غبار پڑتا ہے اور نجاست کے نکلنے کا احتمال ہوتا ہے مت اور ہاتھوں پر اتنا نہیں پھر ان کا دھونا ہی مقتضائے عقل ہے اور یہی ثابت ہے احادیث صحیحہ مشہورہ سے اور لطف یہ کہ جب پاؤں مونوں میں ہوں تو مونوں پر مسح کو ناجائز قرار دیں اور جب پاؤں کھلا ہو تو اس کو دھونا ضروری نہ سمجھیں۔

تین بار اور بایاں ہاتھ تین بار اور سر پر مسح کیا نیاپانی لے کر نہ اس پانی سے جو ہاتھ میں لگا تھا اور دونوں پاؤں دھوئے یہاں تک کہ ان کو صاف کیا۔

باب: ناک میں پانی ڈالنا اسی طرح استنجاء کرنا طاق مرتبہ بہتر ہے

۵۶۰- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پانچکان کی جگہ کو ڈھیلوں سے صاف کرے تو طاق ڈھیلوں سے صاف کرے اور جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے پھر ناک چھٹکے۔

۵۶۱- ہمام بن منہب سے روایت ہے ابو ہریرہؓ نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے سن کر یہ حدیثیں ہم سے بیان کیں پھر انھوں نے ذکر کیا کئی حدیثوں کو ایک ان میں سے یہ بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو دونوں نختوں کو صاف کرے پانی سے پھر ناک چھٹکے۔

۵۶۲- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے اور جو شخص استنجاء کرے تو طاق بار کرے۔

۵۶۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مذکور ہے۔

الْيَمْنَى ثَلَاثًا وَالْأُخْرَى ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلٍ يَدِهِ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتَّى أَنْفَاهُ قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ غَيْرِهِ عَنْ ابْنِ الْحَارِثِ

بَابُ الْإِيتَارِ فِي الْإِسْتِجَارِ

وَالِإِسْتِجْمَارِ

۵۶۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يُتْلَعُ بِوَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ وَتَرَا وَإِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَسْتَنْشِفْ))

۵۶۱- عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنْهَبٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَنْشِفْ بِمَنْشُورِهِ مِنْ الْمَاءِ ثُمَّ لِيَسْتَنْشِفْ))

۵۶۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْشِفْ وَمَنْ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ))

۵۶۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُولَانِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغَيْرِهِ

(۵۶۰) یعنی تین لمپاچ یا سات ڈھیلوں سے اور بعضوں نے استنجاء کے معنی دھونے کے لیے ہیں یعنی طاق بار خوشبو یوے لیکن صحیح وہی ہے جو ترجمہ میں مذکور ہوا ہے اور مقصود یہ ہے کہ ڈھیلوں سے پونچھنا طاق بار ہو یعنی تین لمپاچ بار یا زیادہ اور ہمارا مذنب یہ ہے کہ تین سے زیادہ مستحب ہے اور حاصل مذہب کا یہ ہے کہ صاف کرنا واجب ہے اور تین پورے کرنا بھی واجب ہے۔ اگر تین سے صفائی ہوگئی تو اب زیادہ لینا واجب نہیں اگر صفائی نہ ہوئی تو اور لینا چاہیے پھر اگر طاق عدد ہو گیا تو اب زیادہ نہ لیوے اور جو بحث ہوا جیسے چار یا چھ تو طاق کر لینا مستحب ہے اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ طاق لینا واجب ہے بدلیل اس حدیث کے اور جمہور کی دلیل وہ حدیث ہے جو سنن میں مروی ہے کہ جس نے طاق لیا تو اچھا کیا اور جس نے طاق باز نہ لیا تو بھی کچھ حرج نہیں۔ (نوی)

(۵۶۱) نوی نے کہا اس حدیث میں دلیل ہے اس شخص کی جو ناک چھٹکانا واجب کہتا ہے۔

۵۶۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا اسْتَقْبَلْتُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَلْيَسْتَنْزِلْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خِيَاثِهِ)) .

۵۶۳- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جاگے تو ناک چھٹکے تین بار اس لیے کہ شیطان اس کے ہانے پر رہتا ہے یا ناک میں۔

۵۶۵- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُوتِرْ)) .

۵۶۵- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے استجمار کرے تو طاق بار کرے۔

باب : پورا پاؤں دھونا واجب ہے

۵۶۶- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فَذَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَتَضَهَا عَنْهَا فَقَالَتْ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَسْبِغِ الْوُضُوءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((وَيْلٌ لِلْمُغْتَابِ مِنَ النَّارِ)) .

۵۶۶- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما گئے جس دن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا تو انھوں نے وضو کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے عبد الرحمن وضو کو پورا کرو میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے ایڑیوں والوں کے لیے جہنم کی آگ سے۔

(۵۶۴) ☆ قاضی عیاضؒ نے کہا احتمال ہے کہ صحابہ شیطان ناک میں رہتا ہو کیونکہ ناک میں سے راستہ دل تک جاتا ہے اور اس پر کچھ پردہ بھی نہیں ہے اور حدیث میں ہے کہ شیطان دھانچہ ہوتی چیز کو نہیں کھولتا اسی لیے جمائی میں منہ بند کرنے کا حکم ہے تاکہ شیطان منہ کے اندر نہ گھس جاوے اور احتمال ہے کہ شیطان سے مراد مجازاً اغیار ہو یا ناک کا ریشہ وغیرہ۔ (نودی)

(۵۶۶) ☆ نودی نے کہا امام مسلم کی غرض اس حدیث کے لانے سے یہ ہے کہ پاؤں کو دھونا واجب ہے اور مسح کافی نہیں اور اس مسئلہ میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے کئی مذہب ہیں مگر جن کو فقہاء کی ایک جماعت اور اہل فتویٰ نے ہر ایک زمانہ اور ہر ایک شہر میں اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ دونوں پاؤں کا مسح سمیت دھونا واجب ہے اور ان کا مسح کافی نہیں اور دھونے کا ساتھ پھر مسح کا ضروری نہیں اور اس کا خلاف کسی معتبر شخص سے منقول نہیں اور شیعہ نے کہا کہ دونوں پاؤں کا مسح واجب ہے اور محمد بن جریر اور جماعت معتزلہ کے امام نے کہا کہ اختیار ہے خواہ مسح کرے دونوں پاؤں پر خواہ انکو دھوے اور بعض ظاہر یہ نے کہا کہ مسح اور دھونا دونوں واجب ہیں اور ان مخالفین نے جو دلائل بیان کیے ہیں وہ ظاہر نہیں ہیں اور میں نے ان سب کی تفصیل اچھی طرح شرح مہذب میں کی ہے جو کوئی اس کو دیکھے تو کوئی شبہ نہ رہے گا اور یہاں تو ہمارا مقصد وہ ہے کہ حدیث کی شرح بیان کریں نہ مخالفین کی رد و قدح اور مختصر یہ ہے کہ جتنے لوگوں نے رسول اللہ کا وضو نقل کیا ہے مختلف مقامات اور مختلف حالات میں ان سب نے پاؤں کا دھونا نقل کیا ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی آگ سے اس میں دلیل ہے پاؤں کے دھونے کی ورنہ اس و عید کا کوئی مطلب نہیں تھا اور ایک حدیث صحیح ہے عمرو بن شعیب عن ابنیہ عن جدہ کی کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ تجلّی وضو کیونکر کرنا چاہیے؟ آپ نے پانی منگوایا اور دونوں پیچھے دھوئے یہاں تک کہ دونوں پاؤں دھوئے پھر فرمایا وضو اس طرح کرنا چاہیے اور جو کوئی اس سے زیادہ کرے یا کم اس نے برا کیا اور ظلم کیا۔ یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابو داؤد وغیرہ نے باسانید صحیحہ نقل کیا ہے۔

۵۶۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۵۶۷- عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَذَكَرَ عَنْهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۵۶۸- چند الفاظ کے فرق کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۵۶۸- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ فِي جَنَازَةِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ فَمَرَرْنَا عَلَى بَابِ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَذَكَرَ عَنْهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۵۶۹- اوپر والی حدیث کی طرح یہاں بھی چند مختلف الفاظ کے ساتھ یہ حدیث آئی ہے۔

۵۶۹- عَنْ سَالِمٍ مَوْلَى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ كُنْتُ أَنَا مَعَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَذَكَرَ عَنْهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۵۷۰- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کو لوٹے۔ راہ میں ایک جگہ پانی ملا عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا لوگوں نے جلدی جلدی وضو کیا۔ ہم جو ان کے پاس پہنچے تو ان کی ایزیوں سوکھی معلوم ہوتی تھیں ان پر پانی نہیں لگا تھا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی ہے ایزیوں کی آگ سے۔ پورا کر دو وضو کو۔

۵۷۰- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَجَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِبَاءِ بِالطَّرِيقِ تَعَلَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ فَوَضُّوْا وَهُمْ عَجَلَاءُ فَأَتَيْنَهُنَا إِلَيْهِمْ وَأَعْقَابُهُمْ تَلَوُّحٌ لَمْ يَسْهَبْهَا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَتِلْ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ أَسْبَغُوا الْوُضُوءَ)).

۵۷۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے۔ شعبہ کی حدیث میں ”اسبغوا الوضوء“ کے الفاظ ہیں۔

۵۷۱- عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ ((أَسْبَغُوا الْوُضُوءَ)) وَفِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي يَحْيَى الْمَأْعَرِجِ.

۵۷۲- عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ ہم سے چھٹ گئے ایک سفر میں پھر آپ نے پایا ہم کو اور عصر کی نماز کا وقت آگیا تھا۔ ہم مسح کرنے لگے اپنے پاؤں پر۔ آپ نے پکارا خرابی ہے ایزیوں کی جہنم کی آگ سے۔

۵۷۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ سَافَرْتَاهُ فَأَذْرَكْنَا وَقَدْ حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَحَعَلْنَا نَمْسُحُ عَلَى أَرْجُلِنَا فَنَادَى ((وَتِلْ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ)).

۵۷۳- ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے وضو میں اپنی ایزی نہیں دھوئی تھی تو فرمایا خرابی

۵۷۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا لَمْ يَغْسِلْ عَقِبَيْهِ فَقَالَ

((وَنَبَلٌ لِلْعَقَابِ مِنَ النَّارِ))

ہے ایڑیوں کی جہنم کی آگ سے۔

۵۷۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ رَأَى قَوْمًا يَتَوَضَّئُونَ مِنَ الطَّهَّارَةِ فَقَالَ اسْتَبْعُوا الْوُضُوءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((وَنَبَلٌ لِلْعَقَابِ مِنَ النَّارِ))

۵۷۴- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو دیکھا بدھنی سے وضو کر رہے تھے تو کہا پورا کرو وضو کو کیوں کہ میں نے سنا ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے کوئیوں کو انکار سے۔

۵۷۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((وَنَبَلٌ لِلْعَقَابِ مِنَ النَّارِ))

۵۷۵- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی آگ سے۔

بَابُ وَجُوبِ اسْتِيعَابِ جَمِيعِ أَجْزَاءِ

باب: وضو میں تمام اعضا کا جو بایا پورا

مَحَلِّ الطَّهَّارَةِ

دھونے کا بیان

۵۷۶- عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعَ ظِفْرِ عَلَى قَدَمَيْهِ فَأَبْصَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ((ارْجِعْ فَأَخْسِنْ وَضُوءَكَ فَرَجَعَ)) ثُمَّ صَلَّى

۵۷۶- جابر سے روایت ہے کہ مجھ سے بیان کیا حضرت عمرؓ نے ایک شخص نے وضو کیا اور ناخن برابر اپنے پاؤں میں سوکھا چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا جا اور اچھی طرح وضو کر کے آؤ۔ لوٹ گیا پھر آکر نماز پڑھی۔

بَابُ خُرُوجِ الْخَطَايَا مَعَ مَاءِ

باب: وضو کے پانی کے ساتھ گناہوں کے دور

الْوُضُوءِ

ہونے کا بیان

۵۷۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا

۵۷۷- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بندہ مسلمان یا مومن (یہ شک ہے راوی کا) وضو کرتا ہے اور منہ

(۵۷۶) ☆ نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر وضو میں ایک ذرہ مقام بھی جس کا دھونا واجب ہے سوکھا چھوڑ دے تو وضو درست نہ ہو گا۔ اس پر سب کا اتفاق ہے لیکن ختم میں اگر کوئی حصہ منہ کا چھوڑ دے اور اس پر ہاتھ نہ بچیرے تو اس میں اختلاف ہے ہمارا اور رجہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ ختم درست نہ ہو گا جیسے وضو درست نہ ہو گا اور ابو حنیفہؒ سے اس میں تین روایتیں ہیں ایک تو یہ کہ اگر آدمی سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جائے گا۔ دوسری یہ کہ درم سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جائے گا۔ تیسری یہ کہ اگر چوڑھائی سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جائے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی نہ جان کر ایسا کرے تب بھی اس کی طہارت صحیح نہ ہوگی اور جو شخص جاہل ہو اس کو نرمی سے سمجھانا چاہیے۔ اور بعض لوگ دلیل لاتے ہیں اس حدیث سے کہ دونوں پاؤں کا دھونا واجب ہے اور مسح کا نہیں تو اس کا ضعیف دلائل کیلئے کیا ہے اس حدیث کو مولانا عینیؒ نے پڑھنے وضو کرنے کے وجوب پر اس لیے کہ آپ نے اچھی طرح وضو کیا اور یہ نہیں حکم دیا کہ صرف سوکھا جوہر گیا اسی مقام کو دھو لے حالانکہ یہ استدلال ضعیف ہے یا باطل ہے اس لیے کہ اچھی طرح وضو کرنے کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اسی وضو کو پورا کرو۔ (انتہی)

دھوتا ہے تو اس کے منہ سے وہ سب گناہ (صغیرہ) نکل جاتے ہیں جو اس نے آنکھوں سے کئے پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ (جو منہ سے گرتا ہے یہ بھی نکل جاتا ہے) پھر جب ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں میں سے ہر ایک گناہ جو ہاتھ سے کیا تھا پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے۔ پھر جب پاؤں دھوتا ہے تو ہر ایک گناہ جس کو اس نے پاؤں سے چل کر کیا تھا پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے یہاں تک کہ سب گناہوں سے پاک صاف ہو کر نکلتا ہے۔

۵۷۸- حضرت عثمان بن عفان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اچھی طرح وضو کرے تو اس کے گناہ بدن سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔

باب: منہ کو زیادہ دھونا اس قدر کہ سر کے سامنے کا حصہ بھی دھل جائے اسی طرح ہاتھوں اور پاؤں کو کہنیوں

اور ٹخنوں کے پار تک دھونا مستحب ہے

۵۷۹- نعیم بن عبد اللہ مجمر سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا وضو کرتے ہوئے انھوں نے منہ دھویا تو اس کو پورا دھویا پھر داہنا ہاتھ دھویا یہاں تک کہ بازو کا

تَوَضَّاءُ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوْ الْمُؤْمِنُ فَعَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بَعْيْنِيهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَ يَبْطِشُهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَفْيًا مِنَ الذُّنُوبِ)) ۱

۵۷۸- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ))

بَابُ اسْتِحْبَابِ إِطَالَةِ الْغُرَّةِ وَالتَّخْجِيلِ فِي الْوُضُوءِ ۲

۵۷۹- عَنْ نَعِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجَمَّرِ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فَعَسَلَ وَجْهَهُ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ الْيُمْنَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي

۱ قوی نے کہا اس حدیث سے بھی رد ہوتا ہے رد اقص کا جو پاؤں پر مسح کرتے ہیں۔

۲ قوی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے کہ مستحب کہاں تک دھونا ہے بعضوں نے کہا کہنیوں اور ٹخنوں سے بڑھ کر دھونا چاہیے۔ کتنا بڑھا ہے؟ اس کی کوئی حد نہیں۔ بعضوں نے کہا آدھے بازو تک مستحب ہے اسی طرح پندلی تک بعضوں نے کہا موٹو حوں تک دھونا مستحب ہے اور اس باپ میں جو حد پیش مذکور ہیں وہ اس بات کی تاکید کرتی ہیں اور یہ جو امام ابو الحسن بن بطال لکھتے اور قاضی عیاض نے دعویٰ کیا ہے کہ کہنی اور ٹخنے سے بڑھانا باتفاق علماء مستحب نہیں ہے یہ دعویٰ باطل ہے اور کچھ کچھ یہ دعویٰ صحیح ہو گا جب رسول اللہ اور ابو ہریرہ سے اس کے خلاف ثابت ہے اور ہمارا مذہب وہی ہے جو ان حدیثوں سے ثابت ہے اور جس نے خلاف کیا ہے اس پر یہ حدیثیں حجت ہیں اور یہ جو ایک حدیث میں مروی ہے کہ جس نے اس سے بڑھایا گناہ تو اس نے برا کیا اور ظلم کیا۔ مراد اس سے تعدا میں بڑھانا اور گھٹانا ہے۔ انتہی

ایک حصہ دھویا پھر سر کا مسح کیا پھر سیدھا پاؤں دھویا تو پٹنڈی کا بھی ایک حصہ دھویا پھر بایاں پاؤں دھویا یہاں تک کہ پٹنڈی کا بھی ایک حصہ دھویا پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں سفید (نورانی) ہوں گے قیامت کے دن وضو پورا کرنے کی وجہ سے۔ پھر جو کوئی تم میں سے اپنے منہ اور ہاتھ پاؤں کا دھونا بڑھاسکے تو بڑھائے۔

۵۸۰- نعیم بن عبد اللہ سے روایت ہے انھوں نے دیکھا ابو ہریرہؓ کو وضو کرتے ہوئے انھوں نے منہ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے یہاں تک کہ مونٹھوں تک پہنچ گئے پھر دونوں پاؤں دھوئے یہاں تک کہ پٹنڈیوں تک پہنچ گئے۔ بعد اسکے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت کے لوگ قیامت کے روز سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں والے ہو کر آویں گے وضو کے نشان سے پھر جو کوئی تمہیں سے اپنے منہ کو زیادہ دھو سکے وہ دھوے۔

الْفُضْدُ ثُمَّ يَدَهُ الْيُسْرَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي الْفُضْدِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَنْتُمْ الْغُرَّ الْمُحَجَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ إِسْتِغَاغِ الْوُضُوءِ فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ فَلْيُطِلْ غُرَّتَهُ وَتَحَجَّلْ)) ۵۸۰- عَنْ نَعِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ رَأَى أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ حَتَّى كَادَ يَتَلَعَّ الْمُنْكِبَيْنِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتَّى رَفَعَ إِلَى السَّاقَيْنِ ثُمَّ قَالَ سَبَعَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((إِنْ أُمِّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ))

۵۸۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنْ خَوَضِي أَفْعَدُ مِنْ أَيْلَةٍ مِنْ عَذَابٍ لَهَا أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلَجِ وَأَحْلَى مِنَ الْفَسَلِ بِاللَّيْنِ وَلَأَيُّنَتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَذَابِ النَّجْمِ وَإِنِّي لَأَأْصُدُ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَصُدُّ الرَّجُلُ إِبِلَ النَّاسِ عَنْ خَوْصِيهِ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَعْرِفُنَا يَوْمَئِذٍ قَالَ ((نَعَمْ لَكُمْ سِيمَا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ مِنَ الْأُمَمِ تَرُدُّونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ))

۵۸۱- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے عدن سے ایلہ اس سے بھی زیادہ۔ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد دودھ سے زیادہ میٹھا ہے اور اس پر جو برتن رکھے ہوئے ہیں وہ شمار میں تاروں سے زیادہ ہیں اور میں لوگوں کو روکوں گا اس حوض سے جیسے کوئی دوسرے کے اونٹوں کو اپنے حوض سے روکتا ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہم کو پہچان لیں گے اس دن؟ آپ نے فرمایا ہاں تمہارا نشان ایسا ہو گا جو سوا تمہارے کسی امت کے لیے نہ ہو گا۔ تم آؤ گے میرے سامنے سفید ہاتھ پاؤں لے کر وضو کے طفیل سے۔

۵۸۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((تَرَدُّدُ عَلِيٍّ أُمِّي الْحَوْضِ وَأَنَا أَزْدُ النَّاسِ عَنْهُ كَمَا يَذْدُودُ الرَّجُلُ إِيْلَ الرَّجُلِ عَنْ إِيْلِهِ)) قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَتَعْرِفُنَا قَالَ ((نَعَمْ لَكُمْ سِمَا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ تَرُدُّونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ وَلْيَصِدُّنَّ عَنِّي طَائِفَةٌ مِنْكُمْ فَلَا يَصِلُونَ قَائِلُونَ يَا رَبَّ هَؤُلَاءِ مِنْ أَصْحَابِي فَيَجِئُنِي مَلَكٌ يَقُولُ وَهَلْ تَذَرِي مَا أَخَذْتُوا بِغَدِّكَ))

۵۸۲- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے لوگ میرے حوض کوثر پر آویں گے اور میں لوگوں کو ہٹاؤں گا اس پر سے جیسے ایک مرد دوسرے مرد کے اونٹوں کو ہٹاتا ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ہم کو پہچان لیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں تمہاری نشانی ایسی ہوگی جو کسی امت کے پاس نہ ہوگی۔ تم آگے میرے پاس سفید پیشانی اور ہاتھ پاؤں لے کر وضو کی وجہ سے اور ایک گردہ روکا جاوے گا میرے پاس آنے سے وہ مجھ تک نہ آسکے گا تب عرض کروں گا کہ اے پروردگار یہ تو میرے لوگ ہیں۔ اس وقت ایک فرشتہ مجھے جواب دے گا تم نہیں جانتے جو ان لوگوں نے تمہارے بعد دنیا میں نئے نئے کام کئے۔

(۵۸۲) ☆ نوٹی نے کہا ایک جماعت نے استدلال کیا ہے اس حدیث سے کہ وضو خاص ہے اس امت سے اور بعضوں نے کہا کہ وضو اس امت سے خاص نہیں ہے یہ فضیلت یعنی پیشانی اور ہاتھ پاؤں نورانی ہونا خاص ہوگا قیامت کے دن اس امت سے اور دلیل ان کی دوسری حدیث ہے جس میں یہ ہے کہ یہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کا وضو ہے لیکن اول جماعت نے دو جواب دیے ہیں ایک تو یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کا ضعف مشہور ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر اس حدیث کو مان لیا جائے تو اس سے اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ اگلے پیغمبروں کے لیے بھی وضو تھا پر اگلی امتوں کے لیے وضو ثابت نہیں ہوتا۔

دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے یہ سن کر میں کہوں گا تو پھر پرے رہو یعنی دور رہو۔ نوٹی نے کہا علماء نے اس مقام پر کئی طرح کی باتیں کہیں ہیں پہلی یہ کہ مراد ان لوگوں سے منافق ہیں جو اسلام سے پھر گئے تو احتمال ہے کہ ان کا حشر اسی نشان کے ساتھ یعنی سفید منہ اور ہاتھ پاؤں کے ساتھ ہو اور رسول اللہ نشان کو دیکھ کر ان لوگوں کو مسلمان سمجھیں۔ اس وقت آپ کو جواب ملے گا کہ یہ لوگ اپنی حالت پر نہیں رہے اور انھوں نے تمہارے بعد دین کو بدل دیا یعنی اسلام پر ان کا خاتمہ نہیں ہوا۔ دوسرے یہ کہ مراد ان لوگوں سے وہ لوگ ہیں جو حضرت کے زمانہ میں تھے اور آپ کی حمایت میں مسلمان تھے پھر آپ کے بعد اسلام سے پھر گئے تو رسول اللہ ان لوگوں کو پہچان کر بلائیں گے اگرچہ ان پر وضو کا نشان نہ ہوگا اس وقت جواب ملے گا یہ لوگ تمہارے بعد اسلام سے پھر گئے تھے تیسرے یہ کہ مراد ان لوگوں سے گناہگار ہیں جن کا خاتمہ تو حیدر پر ہوا پر کبیرہ گناہوں اور بدعتوں میں مبتلا تھے لیکن بدعت کفر کے درجہ تک نہیں پہنچی تھی اس صورت میں یہ ضروری نہیں کہ یہ لوگ جہنم ہی میں جائیں بلکہ شاید پہلے یہ سزا ہانگے جانے کی ان کو ملے پھر اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے اور وہ جنت ہی میں جائیں بغیر عذاب کے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے منہ اور ہاتھ پاؤں سفید نورانی ہوں اور احتمال ہے کہ یہ لوگ آپ کے زمانہ کے بھی ہوں اور آپ کے بعد کے بھی ہوں لیکن آپ ان کو نشان سے پہچان لیں۔ امام ابن عبد البر نے کہا جو شخص دین میں نئی بات نکالے وہ حوض کوثر سے راندہ جائے گا جیسے رافضی اور خارجی اور تمام گمراہ فرقے اسی طرح وہ لوگ بھی راندے جائیں گے جو ظلم کرتے ہوں لوگوں کے حق دیتے ہوں حق کو مٹاتے ہوں ناحق پیلاتے ہوں کبیرہ گناہ علانیہ کرتے ہوں اور اس قسم کے سب لوگوں کے لیے بھی ڈر ہے کہ وہ حوض سے راندے جائیں۔

۵۸۳- عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ حَوْضِي لَأَبْعَدُ مِنْ أُمَّةٍ مِنْ عَدَنٍ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَذْودُ عَنْهُ الرَّجَالَ كَمَا يَذْودُ الرَّجُلُ الْإِبِلَ الْغَرِيْبَةَ عَنْ حَوْضِهِ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَتَعْرِفُنَا قَالَ ((نَعَمْ تَرُدُّونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِيَّكُمْ))

۵۸۳- حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے عدن سے ایلہ (ایک شہر ہے مصر اور شام کے بیچ میں) قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں لوگوں کو وہاں سے ہٹاؤں گا جیسے کوئی دوسرے کے اونٹوں کو اپنے حوض سے ہانکتا ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ ہم کو پہچانیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں تم میرے پاس آؤ گے سفید پیشانی سفید ہاتھ پاؤں وضو کے نشان ہوں گے جو تمہارے سوا اور کسی امت پر نہ ہونگے۔

۵۸۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى الْمُقْبِرَةَ فَقَالَ ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ذَا رَقُومٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا بِإِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاجِقُونَ وَوَدِدْتُ أَنَا قَدْ رَأَيْتُنَا إِخْوَانًا)) قَالُوا أَوْلَسْنَا إِخْوَانَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ)) فَقَالُوا كَيْفَ نَعْرِفُ

۵۸۴- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ قبرستان میں تشریف لائے تو فرمایا سلام ہے تم پر یہ گھر ہے مسلمانوں کا اور ہم خدا چاہے تو تم سے ملنے والے ہیں میری آرزو ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک بات کی آرزو کرنا درست ہے جیسے علماء اور فضلاء سے ملنے کی)۔ صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا تم تو میرے اصحاب ہو اور بھائی ہمارے وہ لوگ ہیں جو ابھی دنیا میں

(۵۸۴) اگرچہ مرنا چاہتی ہے اس میں شک نہیں پر اللہ تعالیٰ آپ نے برکت کے لیے فرمایا اور خدا کا حکم بجالانے کے لیے کہ اس نے فرمایا ہے تم کسی کام کو جو کل کرنے والے ہو یوں نہ کہو میں کل کروں گا بلکہ یوں کہو کروں گا اگرچہ خدا چاہے اور خطائی نے کہا انشاء اللہ عادت کے طور پر کہا حسین کام کے لیے اور بعضوں نے کہا انشاء اللہ مرنے سے متعلق نہیں ہے بلکہ مومنین کے ساتھ ملنے سے یعنی خدا چاہے تو خاتمہ ہمارا بھی ایمان پر ہو گا اور ہم بھی تم سے ملیں گے اسی جگہ اور بعضوں نے انشاء اللہ کے معنی جس وقت خدا چاہے اور بعضوں نے اور معنی کئے ہیں جو ضعیف ہیں۔ (نوی)

صحابہؓ نے کہا کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا تم تو میرے اصحاب ہو۔ امام باجی نے کہا اس سے یہ غرض نہیں کہ تم بھائی نہیں ہو بلکہ مقصود یہ ہے کہ تمہارا اور جو تو بھائی اپنے سے زیادہ ہے تم تو صحابی ہو اور بھائی بھی ہو اور جو لوگ ابھی پیدا نہیں ہوئے وہ صرف بھائی ہیں صحابی نہیں جیسے اللہ نے فرمایا مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ قاضی عیاضؒ نے کہا ابن عبد البرؒ نے اس حدیث سے اور حدیثوں سے استفادہ لال کیا ہے اس پر کہ آپ کے بعد کے زمانے کے لوگ بھی فضیلت رکھتے ہیں یہاں تک کہ بعض ان میں کے افضل ہیں بعض صحابہؓ سے اور جو حضرتؐ نے فرمایا بہتر تم سے میرے زمانہ کے لوگ ہیں تو اس سے مراد مہاجرین اور انصار ہیں اور وہ بے شک افضل ہیں تمام امت میں لیکن جو شخص حضرتؐ کی صحبت میں رہا ہو یا آپ کو دیکھا ہو اور اس کا کچھ اثر دین میں نہ ہو تو بعد اس کے زمانہ کا شخص اس سے افضل ہو سکتا ہے جیسے اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا سوا ابن عبد البرؒ کے اور بعض متکلمین کا بھی یہی نہ ہوتا ہے لیکن اکثر علماء اس لیے

نہیں آئے۔ صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ! آپ کیوں کر پہچانیں گے اپنی امت کے ان لوگوں کو جن کو آپ نے نہیں دیکھا؟ آپ نے فرمایا بھلا تم دیکھو اگر ایک شخص کے سفید پیشانی سفید ہاتھ پاؤں کے گھوڑے سیاہ منگنی گھوڑوں میں مل جاویں تو وہ اپنے گھوڑے نہیں پہچانے گا صحابہؓ نے کہا بیشک وہ تو پہچان لے گا۔ آپ نے فرمایا تو میری امت کے لوگ سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں رکھتے ہو گئے قیامت کے دن وضو کی وجہ سے اور میں ان کا پیش خیمہ ہو گا حوض کوثر پر خبردار ہو بعض لوگ میرے حوض پر سے ہٹائے جائیں گے جیسے بھٹکا ہوا اونٹ ہٹایا جاتا ہے۔ میں ان کو پکاروں گا آؤ آؤ۔ اس وقت کہا جائے گا ان لوگوں نے اپنے تئیں بدل دیا تھا اور کافر ہو گئے تھے یا ان کی حالت بدل گئی تھی بدعت اور ظلم میں گرفتار ہو گئے تھے۔ تب میں کہوں گا جاؤ دور ہو دور ہو۔

۵۸۵- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے صرف ”لیہد اذن“ کے بجائے ”قلید اذن“ کے الفاظ ہیں۔

مَنْ لَمْ يَأْتْ بَعْدَ مِنْ أَمْتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ ((أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَدَى خَيْلٍ غُرٍّ مُحَجَّلَةٍ بَيْنَ ظَهْرَيْنِ خَيْلٍ ذُهُمٌ بَهُمْ أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ)) قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوَضُوءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْخَوْضِ أَلَا لَيَذَاقَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي كَمَا يَذَاقُ الْبَعِيرُ الصَّائِلُ أَنَادِيهِمْ أَلَا هَلُمَّ فَيَقَالُ إِنَّهُمْ قَدْ بَدَلُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سَحَقًا سَحَقًا))

۵۸۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمَغِيرَةِ فَقَالَ ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ذَا رَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَآجِفُونَ)) بِجَبَلٍ حَدِيثُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ مَالِكٍ ((فَلَيَذَاقَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي))

ظ کے خلاف ہیں اور کہتے ہیں جو حضرت کی صحبت میں رہا ایک بار بھی آپ کو دیکھا اس کو صحبت کی فضیلت مل گئی اب اس کے بعد کے زمانہ کا شخص اس کے برابر نہیں ہو سکتا گو کہ کتنا ہی مرتبہ رکتا ہو زہد میں اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے اگر تم میں سے کوئی احد کے برابر سونا خرچ کرے تو صحابہ کے دیا آدھے دے کر برابر نہیں ہو سکتا تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا۔ (نودی)

اس وقت کہا جائے گا ان لوگوں نے اپنے تئیں بدل دیا تھا آپ کے بعد۔ السراج الہادیج میں ہے اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ کے راضیوں کو انھوں نے ان لوگوں سے صحابہ کرام کو سمجھا ہے مہاجرین اور انصار کو حالانکہ اس حدیث میں رجال کا لفظ ہے نہ صحابہ کا اور اگر صحابہ کا لفظ ثابت ہو تب بھی مراد وہ لوگ ہیں جو آپ کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے نہ تمام صحابہ معاذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف میں فرمایا وما بدلوا تبديلاً اور فرمایا رضی اللہ عنہم ورضو عنہ اور فرمایا لیغبطہم الکفار اس سے یہ لگتا ہے کہ جو شخص صحابہ سے ناراض ہو کر ان پر غصہ کرے وہ خود کافر ہے۔ اہل بیت کو اللہ کی اس مردود پر جو رسول اللہ کے رفیقوں اور چاہان چاروں پر تہمت لگائے اور ان کو اہل بیت رسالت کا بدخواہ جانے اور بھول جاوے ان کی خدمتوں کو جن کی بدولت ہم تک اسلام پہنچا اور جن کی سعی اور کوشش سے آج تک دین کا قیام ہے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

بَابُ تَبْلُغِ الْحِلْيَةِ حَيْثُ يَتْلُغُ الْوُضُوءُ
۵۸۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
كُنْتُ حَلَفْتُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ
فَكَانَ يَمُدُّ يَدَهُ حَتَّى تَبْلُغَ إِبْطَهُ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا
هُرَيْرَةَ مَا هَذَا الْوُضُوءُ فَقَالَ يَا بَنِي قُرُوحِ أَنْتُمْ
مَاهُنَا لَوْ عَلِمْتُ أَنْكُمْ هَاهُنَا مَا تَوَضَّأْتُ هَذَا
الْوُضُوءَ سَمِعْتُ خَلِيلِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ ((تَبْلُغِ الْحِلْيَةَ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَتْلُغُ
الْوُضُوءَ))

باب: وضو کے پانی کی جگہ تک زیور ت پہنائے جانے کا بیان
۵۸۶- ابو حازم سے روایت ہے کہ میں ابو ہریرہؓ کے پیچھے تھا وہ
نماز کے لیے وضو کر رہے تھے تو اپنے ہاتھ کو دھوتے تھے لہذا کہ
کے یہاں تک کہ بغل تک دھویا۔ میں نے کہا اب ابو ہریرہؓ یہ کیا
وضو ہے؟ ابو ہریرہؓ نے کہا اسے فروغ کی اولاد (فروغ ابراہیم کے
ایک بیٹے کا نام ہے جس کی اولاد میں عجم کے لوگ ہیں ابو حازم بھی
عجمی تھے) تم یہاں موجود ہو اگر میں جانتا تم یہاں موجود ہو تو میں
اس طرح وضو نہ کرتا۔ میں نے سنا اپنے دوست سے (یعنی رسول
اللہ ﷺ سے) آپ فرماتے تھے قیامت کے دن مومن کو وہاں
تک زیور پہنایا جاوے گا جہاں تک اس کا وضو پہنچتا ہو۔

بَابُ فَضْلِ إِسْبَاحِ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ

۵۸۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَلَا
أَذُكُّكُمْ عَلَى مَا يَمْضُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ
بِهِ الدَّرَجَاتِ)) قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ
((إِسْبَاحُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكُفْرَةٌ
الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ
الصَّلَاةِ فَذَلِكُمْ الرِّبَاطُ))

باب: ثواب ہے
۵۸۷- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا
میں تم کو نہ بتاؤں وہ باتیں جن سے گناہ مٹ جائیں (یعنی معاف
ہو جائیں یا لکھنے والوں کے دفتر سے مٹ جائیں) اور درجے بلند
ہوں (جنت میں)؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! بتلائیے
آپ نے فرمایا پورا کرنا وضو کا سختی اور تکلیف میں (جیسے جاڑے کی
شدت میں یا بیماری میں) اور بہت ہونا قدموں کا مسجد تک (اس
طرح کہ مسجد گھر سے دور ہو اور بار بار جاوے) اور انتظار کرنا
دوسری نماز کا ایک نماز کے بعد۔ یہی ربط ہے (یعنی نفس کا روکنا
عبادت کے لیے یا وہ ربط ہے جو جہاد میں ہوتا ہے جس کا ذکر
قرآن شریف میں ہے و رابطوا)۔

(۵۸۶) ☆ (میں اس طرح وضو کرتا) اس لیے کہ تم لوگوں کو اتنا علم نہیں ایسا نہ ہو کہ تم گمراہ ہو جاؤ اور یہ خیال کر دو کہ بظنون تک باتوں
کا دھونا فرض ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ابو ہریرہؓ کی یہ غرض ہے کہ جو شخص پیشوا ہو اس کو چاہیے کہ جب کسی ضرورت سے رخصت پر عمل
کرے یا دوسرے کسی امر میں مائل کرے یا کوئی خیال رکھتا ہو تو عام لوگوں کے سامنے نہ کرے خصوصاً جاہلوں کے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ بغیر
ضرورت کے اس رخصت پر عمل کرنے لگیں یا اس کام کو لازم سمجھیں مثل فرض کے۔ (نووی)

۵۸۸- عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ ذَكَرَ الرِّبَاطَ وَفِي حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ نَتْنٍ ((فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ)) .

۵۸۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ اس میں رباط کا ذکر ہے اور مالک کی حدیث میں دومرتبہ ذکر آیا ہے۔

باب : مسواک کرنے کا بیان

۵۸۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((نَوْلًا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَفِي حَدِيثِ زُهَيْرٍ عَلَى أَقْبَى لَأَمْرُهُمْ بِالسَّوَالِقِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ)) .

۵۸۹- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مسلمانوں پر شاق (یعنی دشوار) نہ ہو تا اور نہ ہیز کی روایت میں یوں ہے کہ اگر میری امت پر شاق نہ ہو تا تو میں ان کو حکم کرتا ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا۔

۱۔ امام نووی نے کہا مسواک کرنا سنت ہے واجب نہیں کسی وقت نہ نماز کے لیے نہ اور کسی وقت اور اس پر اتفاق کیا تمام معتد بہ علماء نے لیکن شیخ ابو حامد نے داؤد طائی سے اس کا وجوب نقل کیا ہے لیکن کہا انھوں نے مسواک ایسا واجب ہے جس کے ترک سے نماز باطل نہ ہوگی اور اسحاق ابن راہویہ سے منقول ہے کہ مسواک واجب ہے اگر قصد اس کو ترک کرے گا تو نماز باطل ہو جائے گی اور ہمارے پچھلے اصحاب نے شیخ ابو حامد کی روایت کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ داؤد کا مذہب یہ ہے کہ مسواک سنت ہے جیسے جماعت کا اور اگر داؤد سے مسواک کا وجوب ثابت ہو تب بھی اجماع میں ان کی مخالفت ضرر نہ کرے گی اس لیے کہ محققین علماء اور اکثر علماء اسی طرف گئے ہیں کہ مسواک سنت ہے اور اسحاق بن راہویہ سے وجوب کی روایت صحیح نہیں ہے پھر مسواک مستحب ہے سب وقوتوں میں لیکن پانچ وقت زیادہ مستحب ہے ایک تو نماز کے وقت اگرچہ وضو سے ہوا یا تیمم سے دوسرے وضو کے وقت تیسرے قرآن کی تلاوت کے وقت چوتھے سو کرانچھے وقت پانچویں منہ کے تھیر کے وقت اور یہ تغیر یا تو نہ کھانے اور پینے سے ہو تا ہے یا بدبودار چیز کے کھانے سے یا بہت دیر تک چپ رہنے سے یا بہت باتیں کرنے سے اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ مسواک روزہ دار کے لیے مکروہ ہے دو پہر ڈھلنے کے بعد تاکہ روزہ دار کے منہ کی بوجہ نہ کھانے سے پیدا ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے جاتی نہ رہے اور مستحب ہے کہ مسواک بیلولی ہو اگر کسی ایسی چیز سے کر لے جس سے منہ کا تغیر چاہتا ہے تو مسواک ادا ہو جائے گی۔ جیسے کھرے کپڑے سے اور سعد سے یا شانسان سے اسی طرح منہ سے اگر اٹھنے سے رگڑے اور اٹھنے پر دم تو مسواک ادا ہوگی اور اگر سخت ہو تو اس میں تین قول ہیں ایک تو مشہور ہے کافی نہ ہوگی، دوسرے یہ کہ اگر کوئی اور چیز مسواک کرنے کو نہ ملے تو کافی ہوگی اور مستحب یہ ہے کہ متوسط لکڑی سے مسواک کرے نہ بہت سوکھی کہ جس سے سوزھے چمچ جائیں نہ بالکل گیلی اور مستحب ہے کہ مسواک منہ کے عرض میں کرے نہ لہائی میں ایسا نہ ہو کہ سوزھوں کو زخم لگے اور اگر طول میں مسواک کرے تو سنت ادا ہوگی لیکن مکروہ ہے اور مسواک کو خوب پھر اوڑے داخنوں کے کنارے اور جڑوں اور تمام طلق میں اور نیچے نرمی کے ساتھ اور پچھلے داہنی طرف سے شروع کرے اور دوسرے کی مسواک کرنا اس کی اجازت سے درست ہے اور لڑکے کو لڑکین سے مسواک کی عادت ڈالیں تاکہ عادت ہو جائے۔

(۵۹۲) نووی نے کہا یہ حدیث دلیل ہے اس بات کی کہ مسواک واجب نہیں۔ امام شافعی نے کہا کہ اگر واجب ہوتی تو آپ حکم کرتے اگرچہ وہ شاق ہو تا اور ایک جماعت علماء نے کہا اس حدیث سے معلوم ہو تا ہے کہ امر وجوب کے لیے ہے اور یہی مذہب ہے اکثر فقہاء اور جماعت متکلمین اور اصحاب رسول کا اور یہ بھی معلوم ہو تا ہے کہ جو امر مستحب ہے وہ مامور بہ نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہو تا ہے کہ جس مسئلہ میں خدا کی طرف سے کوئی حکم نہ اترے اس میں رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت پر کیسی شفقت اور آسانی منظور تھی اور یہ بھی معلوم ہو تا ہے کہ ہر نماز کے وقت مسواک کرنا افضل ہے۔ (ابھی باختصار)

۵۹۰- مقدم بن شریح نے اپنے باپ سے سنا انھوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا رسول اللہ ﷺ جب گھر میں آتے تو پہلے کیا کام کرتے؟ کہا مسواک کرتے (اس سے معلوم ہوا کہ مسواک کیسی ضروری چیز ہے)۔

۵۹۱- ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب گھر میں آتے تو پہلے مسواک کرتے۔

۵۹۲- ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا مسواک کا ایک کونہ آپ کی زبان پر تھا (یعنی مسواک سے زبان صاف کر رہے تھے)۔

۵۹۳- حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھڑے ہوتے تہجد پڑھنے کو تو منہ صاف کرتے مسواک سے (یادانتوں کو ملتے مسواک سے)۔

۵۹۴- حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھ کھڑے ہوتے آگے وہی حدیث ہے۔ ”لیتہجد“ کے الفاظ نہیں ہیں اس حدیث میں۔

۵۹۵- حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھ کھڑے ہوتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے۔

۵۹۶- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس رہے تو پچھلی رات کو آپ اٹھے اور باہر نکلے آسمان کی طرف دیکھا پھر یہ آیت پڑھی جو سورہ آل عمران میں ہے ان فی خلق السموات والارض سے فقنا عذاب النار تک پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک کی اور وضو کیا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھی پھر لیٹ رہے پھر اٹھے اور باہر نکلے اور آسمان کی طرف دیکھا

۵۹۰- عَنْ الْمِقْدَامِ بْنِ شَرِيحٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ قُلْتُ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُبْدَأُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ بِالسَّوَاكِ.

۵۹۱- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ يَبْدَأُ بِالسَّوَاكِ.

۵۹۲- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَرَفُ السَّوَاكِ عَلَى لِسَانِهِ.

۵۹۳- عَنْ حَذِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ لِيَتَهَجَّدَ يَشْوِصُ فَاهُ بِالسَّوَاكِ.

۵۹۴- عَنْ حَذِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَبْتَغِيهِ وَكَمْ يَقُولُوا لِيَتَهَجَّدَ.

۵۹۵- عَنْ حَذِيفَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشْوِصُ فَاهُ بِالسَّوَاكِ.

۵۹۶- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَامَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَخَرَجَ فَتَطَرَّ فِي السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ فِي آلِ عِمْرَانَ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاجْتِافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ حَتَّى بَلَغَ فَقِنَا عَذَابِ النَّارِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْبَيْتِ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى

(۵۹۶) ☆ نووی نے کہا اس حدیث سے بڑے فائدے نکلے ہیں اور عمدہ احکام اور امام مسلم نے اس مقام پر اس حدیث کو مختصر ذکر کیا ہے اور پوری حدیث کتاب الصلوٰۃ میں بیان کی ہے۔ ہم بھی وہیں اس کی شرح اور فوائد بیان کریں گے انشاء اللہ۔

ثُمَّ اضْطَحَّ ثُمَّ قَامَ فَحَرَجَ نَفْطَرًا إِلَى السَّمَاءِ فَلَا هُنَا آيَةٌ ثُمَّ رَجَعَ فَتَسَوَّلَ قَتَوَضًا ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى. اور یہی آیت پڑھی۔ پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک کی اور وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

باب: سنت باتوں کا بیان

۵۹۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْخِثَانُ وَالْيَسْتِحْدَاثُ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَتَنْفُ الْبَلِيطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ))۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فطرت پانچ ہیں یا پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں ختنہ کرنا اور زیر ناف کے بال مونڈنا اور ناخن کاٹنا اور بفل کے بال اکھیرنا اور مونچھ کترنا۔

(۵۹۷) ☆ نووی نے کہا فطرت سے یہاں کیا مراد ہے؟ اس میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ ابو سلیمان خطابی نے کہا اکثر علماء نے فطرت کے معنی سنت کے لیے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں پیغمبروں کی سنت ہیں اور بعضوں نے کہا فطرت سے دین مراد ہے پھر ان میں سے اکثر چیزیں واجب نہیں ہیں اور بعض چیزوں کے وجوب میں اختلاف ہے جیسے ختنہ اور ناگلی اور ناک میں پانی ڈالنا۔

ختنہ کرنا امام شافعی اور بہت علماء کے نزدیک واجب ہے اور امام مالک اور اکثر علماء کے نزدیک سنت ہے۔ امام شافعی کے نزدیک ختنہ مرد اور عورت دونوں پر واجب ہے۔ مرد پر تو یہ کہ حشہ (سپاری) پر جتنی کھال ہے وہ سب کاٹی جائے یہاں تک کہ لورا حشہ کھل جائے اور عورت پر یہ کہ فرج کی اوپر کی جانب میں سے ایک ٹکڑا گوشت کا لیا جاوے اور صحیح مذہب ہمارا جس پر مجبور علماء ہیں یہ ہے کہ ختنہ بچپن میں جائز ہے واجب نہیں اور ایک قول یہ ہے کہ دلی پر نا بالغ کا ختنہ کرنا واجب ہے اس کے بالغ ہونے سے پہلے اور ایک قول یہ ہے کہ ختنہ حرام ہے دس برس سے پہلے اور صحیح یہ ہے کہ ختنہ بچہ کا بیدار کش کے ساتھ نہیں کرنا مستحب ہے اور بیدار کش کا دن بھی محسوب ہو گا اور ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہے شخصی شکل میں (یعنی جس میں مرد و عورت دونوں کی نشانیاں برابر موجود ہوں) بعض نے کہا اس کا ختنہ فرج میں کرنا چاہیے بلوغ کے بعد اور بعضوں نے کہا جب تک اس کا حال نہ کھلے کہ مرد ہے یا عورت اس وقت تک اس کا ختنہ نہ کرنا چاہیے اور جس شخص کے دوڑ کر ہوں تو اگر دو دنوں کام کے ہوں تو دونوں کا ختنہ کیا جائے ورنہ جو کام کا ہو اور کام سے مراد بعضوں کے نزدیک بچہ پشاپ ہے اور بعضوں کے نزدیک جماع اور اگر کوئی آدمی بن ختنہ مراد ہے تو اس میں تین قول ہیں صحیح اور مشہور یہ ہے کہ ختنہ نہ کریں خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ دوسرا یہ کہ ختنہ کریں۔ تیسرا یہ کہ بڑا ہو تو کریں چھوٹا ہو تو نہ کریں۔ ابھی۔

زیر ناف کے بال مونڈنا سترے سے اور یہ سنت ہے اور مقصود یہ ہے کہ مقام صاف اور پاک رہے اور افضل مونڈنا ہے اور کترنا اور اکھیرنا بالوں کو بھی درست ہے اسی طرح نورہ لگانا بھی درست ہے اور مرد زیر ناف سے وہ بال ہیں جو ذکر پر ہوں اور اس کے گرد اگر دہ۔ اسی طرح وہ بال جو عورت کی فرج کے آس پاس ہوں۔ ابو اسحاق بن شرح نے کہا کہ مراد وہ بال ہیں جو بد کے گرد ہیں بہر حال قبل اور دو برابر ان کے آس پاس سب بالوں کا مونڈنا بہتر ہے اب اس کے لیے کوئی یہ حد مقرر نہیں جب ضرورت ہو اس وقت مونڈنے یعنی جب بال بڑھ جاویں۔ اسی طرح مونچھ اور بفل کے بال لینے کے لیے اور ناخن کترانے کے لیے کوئی یہ حد مقرر نہیں اور زیر ناف کے بالوں میں منقول ہے چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑنا۔ اس سے یہ مقصود ہے کہ چالیس دن کے اندر مونڈنا چاہیے نہ یہ کہ چالیس دن کچھ مونڈنے کی یہ حد ہے۔ (نووی) بعض بے وقوف کم سمجھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ شریعت محمدی میں ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں سے کیوں بحث کی جاتی ہے؟ ان کا جواب یہ ہے کہ یہ امر تو اس شریعت کے لیے ضروری ہے جو سب شریعتوں سے بہتر اور سب کی ناخ ہو اور اعلیٰ وہی ہے جس میں تمام ضروریات کی تعلیم ہو

- ۵۹۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ((الْفَطْرَةُ خَمْسٌ الْإِحْتِسَانُ وَالِاسْتِحْذَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَتَنْفُ الْإِيطِ)).
- ۵۹۹- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ۵۹۸- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں۔ ختنہ کرنا، زیر ناف کے بال مونڈنا، مونچھیں مونڈنا، ناخن کاٹنا اور بغل کے بال کھیرنا۔
- ۵۹۹- انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال ۵۹۹- انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے لیے معاد مقرر

ہے اور چھوٹی چھوٹی باتوں کو حقیر جان کر چھوڑ دینا اور ان کی تعلیم کی طرف توجہ نہ کرنا یہ تو یہ تو فوٹوں کا کام ہے نہ عاتقوں کا۔ البتہ اس امر میں غور کرنا چاہیے کہ یہ باتیں مفید ہیں اور منعت بخش یا بے کار؟ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت محمدی میں جن کاموں کا حکم ہوا ہے خواہ وہی ہو یا علی سب کے سب مفید اور ضروری اور فائدہ بخش ہیں۔ ایک زیر ناف کے بال لینے کو کیجو کہ علاوہ طہارت اور خفاست سے طہا بھی یہ امر باہ کو بڑھاتا ہے۔ اسی طرح اور کاموں کو قیاس کرو۔ وہ شخص بڑا جاہل، کم سمجھ، نادان، بے وقوف ہے جو جن خبروں کو اپنے برابر خیال کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ ایسے احکام سب مفید اور ضروری نہیں ہو سکتے۔

ناخن کاٹنا یہ بھی سنت ہے واجب نہیں ہے اور مستحب ہے کہ پہلے دونوں ہاتھوں کے ناخن کاٹے پھر پاؤں کے پہلے داہنے کے کٹے کی انگلی سے شروع کرے پھر بیچ کی انگلی پھر اس کے پاس والی انگلی پھر چھٹیا پھر انگوٹھا پھر بائیں ہاتھ میں چھٹیا سے شروع کرے پھر اس کے پاس والی انگلی اس طرح انگوٹھے پر ختم کرے پھر داہنے پاؤں میں چھٹیا سے شروع کرے اور بائیں پاؤں کی چھٹیا پر ختم کرے۔ (نووی)

بغل کے بال اکھیرنا یہ بال اتفاق سنت ہے اور افضل بھی ہے کہ اکھیرے اگر اکھیرے سے اور مونڈنا اور نورہ لگانا بھی درست ہے اور یونس بن عبد الاعلیٰ سے منقول ہے میں امام شافعی کے پاس گیا ان کے پاس مزین تھا وہ ان کی بغل کے بال مونڈ رہا تھا انھوں نے کہا میں جانتا ہوں کہ اکھیرنا سنت ہے لیکن مجھ سے نہیں ہو سکتا رو دیکھو جب سے اور مستحب ہے کہ پہلے داہنی بغل سے شروع کرے۔ (نووی)

مونچھ کترنا یہ بھی سنت ہے اور مستحب ہے کہ داہنی طرف سے کترنا شروع کرے اور اختیار ہے کہ خود کترے یا دوسرے سے کتر دے اور بغل کے بال کو لینا بہتر ہے اگر دوسرے سے منڈائے تو بھی جائز ہے لیکن زیر ناف کے بال خود منڈے۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ مونچھ کہاں تک کترنا چاہیے مختار ہے کہ یہاں تک کترائے کہ ہونٹ کا کنارہ مکمل جائے اور جڑ سے نہ کترے اور وہ جو حد ریٹ میں آیا ہے مٹا دو مونچھوں کو مراد اس سے یہی ہے کہ جس قدر ہونٹ سے بڑھی ہوئی ہیں۔ اسی طرح داڑھی کے چھوڑنے کا حکم ہے اور فارس کے لوگوں کی عادت تھی کہ وہ داڑھیوں کو کترایا کرتے تھے شریعت میں اس کی ممانعت ہوئی اور علماء نے داڑھی میں دس بارہ باتیں ایسی لکھی ہیں جو ایک سے ایک زیادہ بری ہیں۔ ایک تو سیاہ خضاب کرنا داڑھی کا جب جہاد کی غرض سے نہ ہو، دوسرے زرد خضاب کرنا ایک لوگوں کی مشابہت کے لیے نہ سنت کی پیروی کے واسطے، تیسرے خضاب کرنا گندہ حک و غیرہ سے بالوں کو جلدی سفید کرنے کے لیے تاکہ لوگ تعظیم و ادب کریں اور یہ سمجھیں کہ بزرگ ہیں، چوتھی اوائل شباب میں جب شروع داڑھی کے بال نکلیں تو ان کا اکھیرنا یا پائس کے لیے، پانچویں سفید بالوں کا اکھیرنا، چھٹے بالوں کی صفیں جمانا نہ یہ تاکہ عورتوں کو بھلا معلوم ہو، ساتویں اس کو گھٹانا زخاروں کے بال مونڈ کر یا بڑھانا کٹنے کے بالوں کو بلا کر، آٹھویں کٹنے کی نیت نہ رکھیں، نویں اس کو پریشان چھوڑ دینا بے پردائی سے بار بار اپنے تئیں زائد کہلاتے ہو، دسویں اس کی سیاہی اور سفیدی کو دیکھنا غرور اور تکبر اور فخر کی نیت سے، گیارہویں اس کو باندھنا اور گوندھنا، بارھویں اس کو منڈانا۔ پر اگر عورت کے داڑھی نکل آئے تو اس کو منڈانا مستحب ہے۔ انتہی۔

ہوئی موچھ کترنے کی اور ناخن کاٹنے کی اور بغل کے بال نوچنے کی اور زیر ناف کے بال مونڈنے کی کہ نہ چھوڑیں ہم ان کو چالیس دن سے زیادہ۔

۶۰۰- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منادو موچھوں کو اور چھوڑ دو ڈاڑھیوں کو۔

۶۰۱- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کو حکم ہوا مونچھوں کو جڑ سے کاٹنے کا اور ڈاڑھی کو چھوڑ دینے کا۔

۶۰۲- عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خلاف کرو مشرکوں کا نکال ڈالو مونچھوں کو اور پورا رکھو ڈاڑھیوں کو (یعنی چھوڑ دو ان کو اور ان میں کتر پیونٹ نہ کرو)۔

۶۰۳- ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کترو مونچھوں کو اور لگاؤ ڈاڑھیوں کو اور خلاف کرو فارسیوں کا (یعنی آتش پرستوں کا)۔

۶۰۴- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دس باتیں پیدا کنی سنت ہیں ایک مونچھیں کترنا دوسری ڈاڑھی چھوڑ دینا تیسری مسواک کرنا چوتھی ناک میں پانی ڈالنا

قَالَ اَنْسَ وَفَتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمِ الْاُظْفَارِ وَتَنْبِذِ الْبِلَاطِ وَخَلْقِ الْعَانَةِ اَنْ لَا تَفْرُكَ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِينَ لَيْلَةً.

۶۰۰- عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللَّحْيَ)).

۶۰۱- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ بِإِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَإِعْفَاءِ اللَّحْيَةِ.

۶۰۲- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ ((اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَوْفُوا اللَّحْيَ)).

۶۰۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((جَزُوا الشَّوَارِبَ وَأَرْحُوا اللَّحْيَ خَالِفُوا الْمَجُوسَ)).

۶۰۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللَّحْيَةِ

(۶۰۴) ☆ یہی قول ہے ایک جماعت کا ہمارے اصحاب میں سے اور بہت علماء کا اور قاضی عیاض نے کہا ڈاڑھی کا مونڈنا اور کترنا مکروہ ہے اور اس کے طول اور عرض میں سے بالوں کا لینا اور برابر کرنا بہتر ہے اور مکروہ ہے کہ آدمی اپنے تئیں ڈاڑھی بڑھا کر مشہور کرے جیسے ڈاڑھی کتر کر اور سلف نے اختلاف کیا ہے کہ ڈاڑھی کی حد کیا ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ کوئی حد نہیں مگر اتنی نہ بڑھائے کہ مشہور ہو دے بلکہ کم کر دیوے اور امام مالک نے ڈاڑھی کو لمبا کرنا مکروہ رکھا ہے اور بعضوں نے ایک ٹمچی کی حد کر دی ہے جس قدر اس سے زیادہ ہو کر ڈالنا چاہیے اور بعضوں نے اس کا کترنا مطلقاً مکروہ جانا ہے مگر جگہ جگہ میں اور مونچھوں میں تو مٹف کا یہ قول ہے کہ بالکل جڑ سے کتری جاویں یا مونڈی جاویں کیونکہ حضرت نے صاف فرمایا منادو مونچھوں کو اور یہی قول ہے اہل کوئٹہ کا اور بہت سے لوگ اس طرف گئے ہیں کہ مونچھوں کا بالکل مونڈ ڈالنا مکروہ ہے اور امام مالک کہتے تھے کہ یہ مثلاً ہے اور جو کوئی ایسا کرے اس کو سزا دی جاوے اور مکروہ جانتے تھے ان کا لینا اور پر سے اور ان کا یہ قول ہے کہ احتیاطاً ہر جزاء اور قص سب کے معنی کترنے کے ہیں یعنی مونچھوں کو کترنا چاہیے یہاں تک کہ ہونٹ کا کنارہ مکمل جائے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ ان دونوں امر میں اختیار ہے جو چاہیے کرے۔ تمام ہواکام کا معنی عیاض کا اور مختار یہ ہے کہ ڈاڑھی تو اپنے حال پر چھوڑ دی جائے اس میں کمی نہ کریں اور مونچھیں اتنی کتریں کہ ہونٹ کا کنارہ نکلا رہے۔ (نووی)

پانچویں ناخن کاٹنا۔ پھٹی پوروں کا دھونا (کانوں کے اندر اور ناک اور بغل اور رانوں کا دھونا) ساتویں بغل کے بال اکھیرنا۔ آٹھویں زیر ناف کے بال لینا۔ نویں پانی سے استنجاء کرنا (یا شر مگاہ پر وضو کے بعد تھوڑا سا پانی چھڑک لینا)۔ مصعب نے کہا میں دسویں بات بھول گیا شاید کلی کرنا ہو۔ وکیعؒ نے کہا انتقاص الماء سے (جو حدیث میں وارد ہے) استنجاء مراد ہے۔

۶۰۵- اس سند سے بھی یہی حدیث مروی ہے سوائے اسکے کہ یہاں زکریا نے کہا کہ اس کے باپ نے کہا اور میں دسویں چیز بھول گیا۔

باب: استنجے کے بیان میں

۶۰۶- سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کہا گیا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو ہر ایک بات سکھائی یہاں تک کہ پانچخانہ اور پیشاب کو بھی انھوں نے کہا ہاں۔ ہم کو آپ نے منع کیا قبلہ کی طرف منہ کرنے سے پیشاب اور پانچخانہ کے لیے یا ہم استنجا کریں داہنے ہاتھ سے یا تین پتھروں سے کم میں استنجا کریں یا گو بر اور ہڈی سے استنجا کریں۔

وَالسَّوَالُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الْأَظْفَارِ وَغَسْلُ الْأَرْجَمِ وَتَنْفُثُ الْإِطِيطِ وَحَلَقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ ((قَالَ زَكَرِيَّا قَالَ مُصْعَبٌ وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنَّ تَكُونُ الْمَضْمُضَةُ زَادَ قَتِيبَةُ قَالَ وَكَيْفَ انْتِقَاصُ الْمَاءِ بَعْنِي الْإِسْتِنْجَاءُ

۶۰۵- عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ مِنْهُ غَيْرُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَبُوهُ وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ

بَابُ الْإِسْتِطَابَةِ

۶۰۶- عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قِيلَ لَهُ قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْحِرَاءَةِ قَالَ فَقَالَ أَجَلٌ لَقَدْ نَهَانَا أَنْ نَسْتَفِيلَ الْقِثْلَةَ لِغِلَاطٍ أَوْ يُولُ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِينِ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِأَقْلٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيعٍ أَوْ بِعَظْمٍ

(۶۰۶) نووی نے کہا اس مسئلہ میں علماء کے کئی مذہب ہیں ایک قول امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا مذہب ہے۔ وہ یہ ہے کہ پیشاب اور پانچخانہ میں قبلہ کی طرف منہ کرنا جنگل میں حرام ہے مگر آبادی میں حرام نہیں اور یہی روایت ہے عباس بن عبد المطلبؒ اور عبد اللہ بن عمرؒ اور شعبہؒ اور ابن راہویہؒ اور احمد بن حنبل سے۔ دوسرا مذہب یہ ہے کہ ہر جگہ حرام ہے جنگل میں ہو یا آبادی میں اور یہی قول ہے ابو ایوبؒ انصاریؒ اور مجاہدؒ اور ابراہیم نخعیؒ اور سفیان ثوریؒ اور ابو ثورؒ اور احمد کا دوسری روایت میں، تیسرا مذہب یہ ہے کہ ہر جگہ درست ہے مکان میں ہو یا جنگل میں اور یہی مذہب ہے عروہ بن زبیرؒ اور ربیعہ کا جو شیخ تھے امام مالکؒ کے اور داؤد ظاہریؒ کا۔ چوتھا مذہب یہ ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کرنا کہیں درست نہیں ہے نہ مکان میں نہ جنگل میں لیکن پیچھے کرنا درست ہے اور یہ ایک روایت ہے امام ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ سے۔ دوسرے مذہب والوں کی دلیل وہ صحیح حدیثیں ہیں جو مطلقاً ممانعت میں وارد ہیں جیسے سلمانؒ کی حدیث اور ابو ایوبؒ اور ابو ہریرہؒ وغیرہ کی انھوں نے کہا کہ یہ ممانعت قبلہ کی عظمت کے سبب ہے اور یہ بات ہر جگہ موجود ہے خواہ جنگل ہو یا مکان ہو اور اگر مکان کی آڑ کے سبب سے یہ امر جائز ہو تو چاہیے کہ جنگل میں بھی جائز ہو اس لیے کہ جنگل میں ہمارے اور کعبہ کے بیچ میں پہاڑ اور نالے وغیرہ حائل ہیں۔ تیسرے مذہب والوں کی دلیل ابن عمرؒ کی حدیث ہے کہ انھوں نے رسول اللہؐ کو بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے اور کعبہ کی طرف پیچھے کئے دیکھا حاجت کے وقت اور حضرت عائشہؓ کی حدیث کہ رسول اللہؐ کو یہ خبر پہنچی کہ بعض لوگ قبلہ کی طرف منہ کرنا حاجت کے وقت مکروہ جانتے ہیں آپ نے فرمایا یا ایہا خیال کر کہے تب آپ نے فرمایا میری گھڑی قبلہ کی طرف کر دو۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے اپنی مسند میں اور ابن ماجہ نے بساند حسن روایت کیا ہے۔ چوتھے

لے مذہب والوں کی دلیل سلمان کی حدیث ہے۔ پہلے مذہب والوں کی دلیل عبداللہ بن عمر کی حدیث ہے اور حضرت عائشہ کی اور حدیث جابر کی رسول اللہ نے منع کیا پیشاب میں قبیلہ کی طرف منہ کرنے سے پھر میں نے دیکھا آپ کو وضو سے ایک سال پہلے آپ قبیلہ کی طرف منہ کرتے تھے۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ترمذی وغیرہا نے پاسند حسن اور حدیث مروان الصفری کی میں نے ابن عمر کو دیکھا انھوں نے اونٹنی کو بٹھایا قبیلہ کے سامنے پھر اس کی آڑ میں پیشاب کرنے لگے میں نے کہا یہ تو منع ہے انھوں نے منع کیا جب ہے جب کھلے میدان میں ایسا کرے۔ اگر قبیلہ میں اور احتیاج کرنے والے میں کوئی چیز حائل ہو تو منع نہیں۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اور یہ حدیث صحیح ہیں جن سے اس امر کا جواز مکان میں ثابت ہوتا ہے اور ابو ایوب اور سلمان اور ابو ہریرہ کی حدیثیں جو ممانعت میں وارد ہیں وہ محمول ہیں صحرا پر تاکہ جمع ہو جاوے حدیثوں میں اور یہ امر متفق علیہ ہے کہ حدیثوں میں جمع کرنا ضرور ہے جب جمع ہو سکے اور یہاں پر تو جمع ممکن ہے اور جنگل اور مکان میں صرف فرق یہ ہے کہ جنگل میں قبیلہ کی طرف منہ اور پیچھے کرنے کی ضرورت نہیں اور مکان میں کبھی ضرورت ہوتی ہے مثلاً کھڑکیاں اسی طرف بنی ہوں یا اور طرف جگہ نہ ہو اور جس نے پیچھے کرنا درست سمجھا ہے اس کے رد کے لیے بہت سی صحیح موجود ہیں جن میں مطلقاً ممانعت آئی ہے جیسے ابو ایوب وغیرہ کی حدیث۔ اب امام شافعی کے مذہب کے موافق مکان میں قبیلہ کی طرف منہ اور پیچھے کرنا اس وقت درست ہے جب دیوار مکان کے تین ہاتھ یا اس سے کم فاصلہ پر ہو اور وہ دیوار آڑ اس قدر اونچی ہو کہ اعضا داخل نہ ہو اس کے آڑ ہو سکے اس کا اندازہ چالان کی پچھلی کڑی سے کیا ہے اور وہ دہائی ہاتھ کے برابر ہوتی ہے پھر اگر تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ ہو یا آڑ اس سے چھوٹی ہو تو منہ کرنا یا پیچھے کرنا حرام ہو گا مثل جنگل کے اور ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک ہر حال میں مکان میں یہ امر درست ہے اور جنگل میں درست نہیں لیکن صحیح پہلا قول ہے اور کچھ فرق نہیں آڑ میں خواہ جانوری ہو یا دیواری یا پہاڑی یا چٹان کی طرف لٹکاوے تو اس میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ درست ہے اس لیے کہ آڑ ہو گئی اب جہاں منہ کرنا یا پیچھے کرنا درست ہے وہاں بھی کراہت ہے لیکن جمہور کے نزدیک مکروہ نہیں اور مختار یہ ہے کہ اگر تکلیف اور حرج ہو اور طرف منہ یا پیچھے کرنے سے تو مکروہ نہیں ورنہ مکروہ ہے اور جماع کرنا درست ہے قبیلہ کی طرف منہ کر کے مکان میں ہو یا جنگل میں۔ ہمارا اور بوضیفہ اور احمد اور داؤد ظاہری کا یہی قول ہے اور اعلیٰ لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ ابن قاسم نے اس کو جائز کہا ہے اور ابن حبیب نے لکھ دیا ہے لیکن صحیح جواز ہے اور بیت المقدس کی طرف منہ یا پیچھے کرنا درست ہے لیکن مکروہ ہے اور اگر پانچواں یا پیشاب کرتے وقت قبیلہ کی طرف منہ یا پیچھے کرنے سے بچ پھرنا صحیح ہے وقت ایسا کرے تو جائز ہے۔

دہانے ہاتھ سے استنجہ کرنا بالاتفاق منع ہے مگر حرام نہیں ہے اور بعض اہل ظاہر کے نزدیک حرام ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا کہ اپنے ہاتھ سے استنجہ کے متعلق کوئی کام نہ لیوے مگر غدر سے اگر پانی سے استنجہ کرے تو دہانے ہاتھ سے پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ کو بھیرے ذکر کیا۔ ہر پر اور اگر ڈھیلے سے استنجہ کرے تو قعدہ کو بائیں ہاتھ سے پونچھے اور ذکر کو ڈھیلے میں پر یاد دہانوں پاؤں کے بیچ میں رکھ کر اس سے پونچھے اور بائیں ہاتھ سے ذکر کو تھامے اور جو یہ نہ ہو سکے تو ڈھیلے دہانے ہاتھ سے لیوے اور ذکر کو بائیں ہاتھ سے پونچھے اور دہانے ہاتھ سے ہلاوے اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ ذکر کو دہانے ہاتھ سے تھامے اور ڈھیلے کو بائیں ہاتھ میں لیوے اور یہ صحیح نہیں ہے۔ (نووی)

تین پتھروں سے کم میں استنجہ کرنا منع فرمایا نووی نے کہا اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تین بار پونچھنا واجب ہے اور اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے ہمارا مذہب یہ ہے کہ ڈھیلے سے استنجہ کرنے میں نجاست کا دور نہ تا ضروری ہے اور تین بار پونچھنا ضروری ہے اگر ایک بار یاد دہارے نجاست دور ہو گئی تو تیسری بار پونچھنا ضروری ہے اور یہی قول ہے احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ابو ثور کا اور مالک اور داؤد نے کہا کہ واجب صاف کرنا ہے نجاست سے اگر ایک ڈھیلے سے بھی صفائی ہو جاوے تو کافی ہے اور ہمارے بعض اصحاب کا بھی یہی قول ہے لیکن مشہور مذہب وہی ہے جو پہلے بیان کیا گیا۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر ایسے ڈھیلے یا پتھر سے استنجہ کریں جس کے تین کوٹے تھ

۶۰۷- عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لَنَا الْمُشْرِكُونَ إِنِّي أَرَىٰ صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ حَتَّىٰ يُعَلِّمَكُمْ الْحِرَاءَةَ فَقَالَ أَجَلٌ إِنَّهُ نَهَانَا أَنْ يَسْتَنْجِيَ أَخَذْنَا بِمِيمِهِ أَوْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَنَهَىٰ عَنْ الرُّوْثِ وَالْعِطَامِ وَقَالَ ((لَا يَسْتَنْجِيَ أَحَدُكُمْ بِدُونِ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ))

۶۰۸- عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ نَهَىٰ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْتَنْجِيَ بِعَظْمٍ أَوْ بِعِصَىٰ

۶۰۷- سلمان سے روایت ہے کہ ہم سے مشرکوں نے کہا ہم دیکھتے ہیں تمہارے صاحب کو وہ تم کو ہر چیز سکھاتے ہیں یہاں تک کہ پائخانہ اور پیشاب کرنا بھی۔ سلمان نے کہا بیشک آپ نے ہم کو منع کیا ہے داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے یا قبلہ کی طرف منہ کر کے اور منع کیا ہے ہم کو گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے اور آپ نے فرمایا ہے کوئی تم میں سے استنجا نہ کرے تین پتھروں کے بغیر یا تین پتھروں سے کم میں۔

۶۰۸- جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پونچھنا ہڈی یا شنگی سے (یعنی استنجے کو ان چیزوں سے)

لہ ہوں اور ہر ایک کو نے سے ایک ایک بار پونچھے کو کافی ہو جائے گا اس لیے کہ مقصود تین بار پونچھنا ہے اور تین پتھر یا ڈھیلے بہتر ہیں ایسے ایک پتھر یا ڈھیلے سے اور اگر آگور دیکھے دونوں طرف استنجا کرے تو پتھر بار پونچھنا ضروری ہے اور بہتر یہ ہے کہ چھ ڈھیلے ہوں لیکن اگر ایک ہی ڈھیلہ چھ کو نہ والا ہو تو درست ہے۔ اسی طرح مونے دیز کپڑے سے جس میں دوسری طرف تری نہ پہنچے استنجا کرنا درست ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر تین ڈھیلوں سے صفائی ہو جائے تو اب چوتھا ڈھیلہ نہ لےوے ورنہ چوتھا ڈھیلہ لینا ضرور ہے اگر چوتھے سے صفائی نہ ہو تو اب پانچواں لینا واجب ہے اب پھٹنا نہ لےوے اور جو پانچویں سے صفائی نہ ہو چھٹا لینا واجب ہے اور چھٹے سے صفائی ہو جائے تو ساتواں مستحب ہے طاق کرنے کے لیے غرض کلیہ یہ ہے کہ اگر صفائی طاق سے ہو جائے تو اب نہ بڑھائے اور جو جلت ہے ہو تو ایک بڑھا کر طاق کر لےوے اور رسول اللہ نے جو حدیث میں پتھروں کا ذکر کیا ہے اس سے بعض اہل ظاہر نے سوا پتھر کے اور کسی چیز سے استنجا کرنا ناجائز سمجھا ہے اور اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ پتھر کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ کپڑے اور لکڑی سے بھی استنجا درست ہے اور غرض یہ ہے کہ ایسی چیز ہو جس سے نجاست دور ہو اور یہ امر سوائے پتھر کے اور چیزوں سے بھی ہو سکتا ہے اور رسول اللہ نے پتھروں کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ اکثر پتھر سہل سے مل جاتے ہیں اور دلیل اس کی یہ ہے کہ آپ نے منع کیا ہڈی اور گوبر اور لید سے استنجا کرنے سے۔ اگر پتھر کی تخصیص منظور ہوتی تو سوا پتھر کے سب چیزوں سے منع کرتے۔ (نووی)

گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنا منع ہے نووی نے کہا گوبر سے مراد ہر ایک نجس چیز ہے اس لیے استنجا کرنا درست نہیں اور ہڈی کی ممانعت کی یہ وجہ ہے کہ وہ جنوں کی خوراک ہے اسی طرح ہر ایک کھانے کی چیز سے استنجا منع ہے اور جانور کے ہر ایک جڑے اور کتاوں کے درقوں سے نجس چیز درقیں ہو پانی کی طرح یا جمی ہوئی ہو اس سے کسی طرح استنجا درست نہیں اگر کسی نے اس سے استنجا کیا تو درست نہ ہو گا اور پھر صاف پانی سے استنجا کرنا پڑے گا ڈھیلہ کافی نہ ہو گا اس لیے کہ مقام استنجا نجس ہو گیا اجنبی نجاست سے اور جو کسی کھانے کی چیز یا کھانے سے استنجا کیا تو صحیح یہ ہے کہ درست نہ ہو گا لیکن ڈھیلے سے استنجا اس کے بعد کافی ہے اگرچہ نجاست اپنے مقام سے زیادہ نہیں بڑھی اور بعضوں نے کہا استنجا درست ہو جائے گا مگر گہوار ہو گا۔ (نووی)

بَابُ اسْتِغْبَالِ الْقِبْلَةِ

بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ

۶۰۹- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا بِبَوْلٍ وَلَا غَائِطٍ وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا)) قَالَ أَبُو أَيُّوبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَايِضَ فَقَدْ بَيَّضَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَتَنَحَّرَفْنَا عَنْهَا وَتَسْتَغْفِرُ اللَّهُ قَالَ نَعَمْ.

۶۱۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ عَلَى حَاجَتِهِ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرُهَا)).

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ فِي الْآيَةِ

۶۱۱- عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ قَالَ كُنْتُ أَصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ وَعِنْدَ اللَّهِ مِنْ عَمْرِؤَ مَسْجِدٌ ظَهَرَهُ إِلَى الْقِبْلَةِ فَلَمَّا قَضَيْتُ صَلَاتِي انْصَرَفْتُ إِلَيْهِ مِنْ شَيْئِي فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ يَقُولُ نَاسٌ إِذَا قَعَدُوا لِلْحَاجَةِ تَكُونُ لَكَ فَلَا تَقْعُدُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَلَا يَبْتَغِي الْمُقَدِّسُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَلَقَدْ رَقِيتُ عَلَى ظَهْرِ يَبْتَغِي فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا عَلَى لَيْتَيْنِ مُسْتَقْبِلًا يَبْتَغِي الْمُقَدِّسَ لِحَاجَتِهِ.

۶۱۲- عَنْ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ رَقِيتُ عَلَى يَبْتَغِي أُحْتَبِي حَفْصَةَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا لِحَاجَتِهِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ.

باب پانچھانے پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم

۶۰۹- ابو ایوبؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم پانچھانے کو جاؤ تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرو نہ پیٹھ کرو اس طرف پانچھاننا یا پیشاب میں البتہ پورب یا پچھم کی طرف نہ کرو۔ ابو ایوبؓ نے کہا پھر ہم شام کے ملک میں آئے دیکھا تو کھدیاں قبلہ کی طرف بنی ہوئی ہیں۔ ہم ان پر سے منہ پھیر لیتے تھے اور خدا سے استغفار کرتے تھے۔

۶۱۰- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی حاجت کے لیے بیٹھے تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور نہ پیٹھ۔

باب: گھروں میں اس امر کی رخصت کا بیان

۶۱۱- واسع بن حبان سے روایت ہے میں نماز پڑھتا تھا مسجد میں اور عبد اللہ بن عمرؓ اپنی پیٹھ قبلہ کی طرف لگائے ہوئے بیٹھے تھے جب میں نماز پڑھ چکا تو ایک طرف سے ان کے پاس مرا عبد اللہؓ نے کہا لوگ کہتے ہیں جب حاجت کو بیٹھو تو قبلہ اور بیت المقدس کی طرف منہ نہ کرو اور میں چست پر چڑھا تو رسول اللہ ﷺ کو دو اینٹوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا حاجت کے لیے بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے (اور جب بیت المقدس کی طرف منہ ہو گا تو قبلہ کی طرف پیٹھ ہوگی)۔

۶۱۲- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں اپنی ہخصہ کے گھر چڑھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا حاجت کے لیے بیٹھے ہوئے شام کی طرف منہ تھا اور قبلہ کی طرف پیٹھ تھی۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِسْتِجْنَاءِ بِالْيَمِينِ

۶۱۳- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يَمْسُكُنْ أَحَدُكُمْ ذِكْرَهُ بِيَمِينِهِ وَهُوَ يَتَوَلَّى وَلَا يَمْسُحُ مِنْ الْخَلَاءِ بِيَمِينِهِ وَلَا يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ)).

۶۱۴- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْخَلَاءَ فَلَا يَمْسُ ذِكْرَهُ بِيَمِينِهِ)).

۶۱۵- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ وَأَنْ يَمْسُ ذِكْرَهُ بِيَمِينِهِ وَأَنْ يَسْتَطِيبَ بِيَمِينِهِ.

بَابُ التَّيْمُنِ فِي الطُّهُورِ وَغَيْرِهِ

۶۱۶- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَجِبُ التَّيْمُنُ فِي طُهُورِهِ إِذَا تَطَهَّرَ وَفِي تَرَجُّلِهِ إِذَا تَرَجَّلَ وَفِي اتِّعَالِهِ إِذَا اتَّعَلَّ.

باب: دابے ہاتھ سے استنجاء کرنے کی ممانعت کا بیان
۶۱۳- ابو قتادہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی تم میں سے اپنا ذکر پیشاب کرنے میں دابے ہاتھ سے نہ تھامے اور پاخانہ کے بعد دابے ہاتھ سے استنجاء کرے اور برتن میں پھونک نہ مارے۔

۶۱۴- ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پاخانہ جاوے تو اپنے ذکر کو دابے ہاتھ سے نہ چھوئے۔

۶۱۵- ابو قتادہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے منع کیا برتن میں پھونکنے سے اور اپنے ذکر کو دابے ہاتھ سے چھونے سے اور دابے ہاتھ سے استنجاء کرنے سے۔

باب: طہارت وغیرہ میں داہنی طرف شروع کرنے

کا بیان

۶۱۶- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پسند کرتے تھے داہنی طرف سے شروع کرنے کو طہارت میں اور کنگھا کرنے میں اور جو تاپینے میں۔

(۶۱۳) ☆ نووی نے کہا شیخے میں ذکر دابے ہاتھ سے کھانا کر دہ ہے کبراہت حزن بھی نہ تحریری جیسے اوپر گزرنا اور مقصود یہ ہے کہ دابے ہاتھ سے کسی طرح کی مدد نہ کیوے استنجاء میں۔ اور برتن میں پھونک مارنا اس لیے منع ہوا کہ شاید منایا تک میں سے کوئی چیز نکل کر پانی میں گرے لیکن پانی کے باہر پھونکنا سنت ہے تمہن بار۔

(۶۱۶) ☆ نووی نے کہا یہ ایک قاعدہ مستمرہ ہے شروع میں اور وہ یہ ہے کہ جو کام دنیا میں ذرا عزت رکھتے ہیں جیسے کپڑا پہننا اور مونہ پہننا اور مسجد میں جانا اور مسواک کرنا اور سر مدھ لگانا اور ناخن کاٹنا اور جو کچھ کھانا اور پالوں میں کھانے کا اور بھل کے بال منڈوانا اور سلام پھیرنا نماز کے بعد اور وضو کے اعضا دھونا اور پاخانہ سے نکلنا اور کھانا اور پینا مصافحہ کرنا اور حجر اسود چومنا اور جو تپیں ان کے مثل ہیں ان سب میں داہنی طرف سے شروع کرنا اور کپڑا اتارنا اور پانچام یا موزہ اتارنا اور جو کام ان کے مثل ہیں ان میں بائیں طرف سے شروع کرنا مستحب ہے اور یہ سب اس وجہ سے کہ دائیں جانب کو بائیں جانب پر بزرگی اور شرف ہے اور اجتماع کیا ہے علمائے اس پر کہ وضو میں دابے ہاتھ پالاکس کو پہلے دھونا سنت ہے اگر اس کے خلاف کرے تو فضیلت جاتی رہے گی لیکن وضو صحیح ہو جائے گا اور شیعہ کے نزدیک یہ امر واجب ہے اور ان کے خلاف کا اعتبار نہیں اور بائیں طرف سے شروع کرنا اگرچہ درست ہے لیکن مکروہ ہے۔ شافعی نے صاف کہہ دیا ہے اور سنی ابو داؤد اور ترمذی میں لیں

۶۱۷- ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دائیں طرف سے شروع کرنا ہر ایک کام میں پسند کرتے جو تاپسنے میں اور کنگھی کرنے میں اور طہارت کرنے میں (بخاری کی روایت میں ہے جہاں تک آپ سے ہو سکتا ہر ایک کام میں)۔

باب: راستہ اور سایہ میں پاخانہ کرنے کی ممانعت
۶۱۸- ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچو تم لعنت کے دو کاموں سے (یعنی جن کی وجہ سے لوگ تم پر لعنت کریں)۔ لوگوں نے کہا وہ لعنت کے دو کام کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا ایک تو راہ میں (جدھر سے لوگ آتے جاتے ہوں) پاخانہ کرنا۔ دوسرا سایہ دار جگہ (جہاں لوگ بیٹھ کر آرام کر لیتے ہوں) پاخانہ کرنا (ان دونوں کاموں سے لوگوں کو تکلیف ہوگی اور وہ برا کہیں گے لعنت کریں گے)۔

باب: قضائے حاجت کے بعد پانی سے استنجاء کرنا
۶۱۹- انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک باغ کے اندر گئے اور آپ کے پیچھے ایک لڑکا گیا اس کے پاس ایک بدھنا (لوٹا وغیرہ) تھا۔ وہ لڑکا ہم سب میں چھوٹا تھا اس نے بدھنا ایک پیری کے پاس رکھ دیا پھر رسول اللہ ﷺ اپنی حاجت سے فارغ ہوئے اور باہر نکلے پانی سے استنجاء کر کے۔

۶۲۰- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ پاخانہ جاتے ہیں اور ایک اور لڑکا میرے برابر پانی کا ڈول اور بر جمی اٹھاتے پھر آپ استنجاء کرتے پانی سے اور بر جمی اٹھاتے پھر آپ استنجاء کرتے پانی سے (اور بر جمی اس واسطے ساتھ رکھتے کہ اس کو سامنے گاڑھ

۶۱۷- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيْمَنَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ فِي نَعْلَيْهِ وَتَرَجُلَيْهِ وَطُهُورِهِ.

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّحْلِي فِي الطُّرُقِ وَالظُّلَالِ
۶۱۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((اتَّقُوا اللَّعْنَتَيْنِ)) قَالُوا وَمَا اللَّعْنَتَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ فِي ظِلِّهِمْ)).

بَابُ الْإِسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ مِنَ التَّبَوُّزِ
۶۱۹- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَتَبِعَهُ غُلَامٌ مَعَهُ مِیْضَانَةٌ هُوَ أَصْغَرُنَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ سِدْرَةٍ فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهُ فَحَرَّجَ عَلَيْنَا وَقَدْ اسْتَنْجَى بِالْمَاءِ.

۶۲۰- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْحَلَاءَ فَأَحْمِلُ أَنَا وَغُلَامٌ نَحْوِي إِذْوَةَ مِنْ مَاءٍ وَعَنْزَةً فَيَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ.

تھ یا سائیہ حسنہ ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جب تم پہنچو یا وضو کرو تو دائیں طرف سے شروع کرو اور یہ نص ہے دائیں طرف سے شروع کرنے میں اب اس کا خلاف کرنا مکروہ ہے یا حرام ہے اور علماء کا اجماع ہے اس پر کہ حرام نہیں ہے تو مکروہ ہو گا اور بعض اعضاء وضو کے ایسے ہیں جن میں دائیں طرف سے شروع کرنا مستحب نہیں بلکہ دائیں اور بائیں دونوں کی ایک ہارگی طہارت کرنا چاہیے جیسے دونوں کان دونوں رخسار اگر یہ امر نہ ہو سکتے تو دائیں سے شروع کرے۔ (لودی)

کے نماز پڑھیں۔)

۶۲۱- انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ حاجت کو کھلے میدان میں جاتے (لوگوں کی نظر سے دور) پھر میں پانی آپ کے پاس لاتا آپ اس سے استنجہ کرتے۔

۶۲۱- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَرَدَّدُ لِحَاجَتِهِ فَيَأْتِيهِ بِالْمَاءِ فَيَتَغَسَّلُ بِهِ.

باب : موزوں پر مسح کرنے کا بیان

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

۶۲۲- ہمام سے روایت ہے جریرؓ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر۔ لوگوں نے کہا تم ایسا کرتے ہو؟ انھوں نے کہا ہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا دونوں موزوں پر۔ اعمشؓ نے کہا ابراہیمؓ نے کہا

۶۲۲- عَنْ هَمَّامٍ قَالَ بَالَ جَرِيرٌ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ فَقِيلَ لَهَذَا فَقَالَ نَعَمْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ قَالَ الْأَعْمَشُ قَالَ

(۶۲۱) ☆ نووی نے کہا اس حدیث سے کئی مسائل نکلے ایک تو یہ کہ حاجت کو دور جانا چاہیے لوگوں کی نگاہ سے۔ دوسرا یہ کہ جو شخص فضیلت رکھتا ہو وہ اپنے ساتھیوں میں سے کسی سے کام لے سکتا ہے۔ تیسرا یہ کہ خدمت صالحین اور اہل فضیلت کی مستحب ہے۔ چوتھا یہ کہ پانی سے استنجہ کرنا مستحب ہے اور صرف پتھر پر قناعت کرنے سے بہتر ہے اور لوگوں نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ میں لیکن جمہور سلف اور خلف اور اہل فتویٰ اس طرف گئے ہیں کہ دھویوں سے استنجہ کر کے پھر پانی سے دھونا افضل ہے اور ابن حبیب مالکی نے کہا دھیلے کافی نہیں ہیں مگر اس صورت میں جب پانی نہ ملے اور بعض علماء نے ان حدیثوں سے یہ استدلال کیا ہے کہ برتن سے وضو کرنا بہتر ہے حوض یا تالاب سے وضو کرنے سے مگر یہ استدلال مقبول نہیں۔ قاضی عیاضؒ نے کہا اس قول کی کچھ اصل نہیں اور نہ رسول اللہؐ سے یہ امر منقول ہے کہ آپ نے حوض کو پیلا ہو پھر اس کو چھوڑ کر برتن سے وضو اختیار کیا ہو۔ اسی

☆ نووی نے کہا ہے کہ علماء نے اصرار کیا ہے کہ موزوں پر مسح جائز ہے سفر اور حضر دونوں میں برابر ہے کہ ضرورت ہو یا نہ ہو اور نہیں اختلاف کیا اس میں کسی نے جس کا اعتبار ہو اہل تشیعہ اور خوارج نے اس کا انکار کیا ہے اور ان کے اختلاف کا اعتبار نہیں۔ امام مالک سے اس میں کئی روایتیں ہیں اور مشہور روایت جمہور کے موافق ہے اور موزوں کے مسح کو بہت صحابہ نے نقل کیا ہے۔ حسن بصریؒ نے کہا مجھ سے ستر صحابیوں نے کہا رسول اللہ ﷺ مسح کرتے تھے موزوں پر اور میں نے شرح مہذب میں ان صحابہ میں سے اکثر کا نام بیان کیا ہے اور کئی عمدہ باتیں لکھی ہیں اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ مسح موزوں پر افضل ہے یا پاؤں کا دھونا۔ ہمارے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ پاؤں دھونا افضل ہے اور یہی قول ہے حضرت عمرو اور ابوبکر انصاری کا اور ایک جماعت تابعین کی اس طرف گئی ہے کہ مسح افضل ہے اور یہی قول ہے شعبیؒ اور حکم اور حماد کا اور احمد سے اس باب میں دو روایتیں ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ مسح افضل ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ دونوں برابر ہیں ابن منذر نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

(۶۲۲) ☆ اور سورہ مائدہ میں وضو کی آیت ہے جس میں پاؤں دھونے کا حکم ہے۔ اب اگر جریرؓ اس سورہ کے اترنے سے پہلے مسلمان ہو چکے ہوتے تو یہ گمان ہو سکتا تھا کہ ان کی حدیث سورہ مائدہ کی آیت سے منسوخ ہو گئی ہو اور جب وہ اس کے اترنے کے بعد اسلام لائے تو اب یہ گمان ہرگز چل نہیں سکتا اور سنن بیہقی میں ابراہیم بن ادہم سے مروی ہے انھوں نے کہا میں نے موزوں کے مسح میں جریرؓ کی حدیث سے بہتر کوئی حدیث نہیں سنی۔

إِبْرَاهِيمَ كَانَ يُعْجِبُهُمْ هَذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّهُ إِسْلَامٌ جَرِيرٌ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ.

۶۲۳- عَنْ الْأَعْمَشِ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ غَيْرُ أَنَّ فِي حَدِيثِ عَيْسَى وَشُقْبَانَ قَالَ فَكَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ يُعْجِبُهُمْ هَذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّهُ إِسْلَامٌ جَرِيرٌ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ.

۶۲۴- عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِإِلَى سَبَاطَةِ قَوْمٍ قَبَالَ قَائِمًا فَتَنَحَّيْتُ فَقَالَ اذْنُهُ فَنَزَوْتُ حَتَّى قُمْتُ عِنْدَ عَقَبَيْهِ فَنَوَضًا فَمَسَحَ بَعْلَى خَفِيَّهِ.

لوگوں کو یہ حدیث بہت بھلی معلوم ہوتی تھی کیونکہ جریرؓ سورہ مائدہ کے اترنے کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔

۶۲۳- اس سند سے بھی مذکور بالا حدیث مروی ہے اس میں چند الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ مذکور ہے کہ عبد اللہ کے ساتھیوں کو یہ حدیث اچھی لگتی تھی اس لئے کہ جریرؓ مائدہ کے نزول کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔

۶۲۴- حذیفہؓ سے روایت ہے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا آپ ایک قوم کی روڑی پر پہنچے تو کھڑے ہو کر پیشاب کیا میں سرک گیا۔ آپ نے فرمایا نزدیک آ۔ میں نزدیک چلا گیا یہاں تک کہ آپ کی ایڑیوں کے پاس کھڑا ہو گیا پھر آپ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

(۶۲۳) نووی نے کہا علماء اس حدیث میں کئی وجہیں بیان کی ہیں ایک تو وہ جو شافعی سے بھی منقول ہے کہ عرب کے لوگ پشت کے درد کا علاج کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے کرتے تھے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ نے بھی پیچھے کے درد کی وجہ سے ایسا کیا ہو گا۔ دوسری وجہ یہ ہے جس کو بیہقی نے بائنا ضعیف نقل کیا کہ آپ کے کھنوں کے اندر درد تھا، تیسری وجہ یہ ہے کہ آپ کو جگہ نہ ملی بیٹھنے کی اس لیے آپ لاچار ہو کر کھڑے رہے اور امام ابو عبد اللہ مازنی اور قاضی عیاض نے ایک چوتھی وجہ بیان کی ہے کہ کھڑے ہونے میں در سے حدیث نہ نکلنے کا اطمینان ہوتا ہے برخلاف بیٹھنے کے اور اسی واسطے حضرت عمرؓ نے کہا ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا در کو روکے رکھتا ہے حدیث نکلنے سے اور ایک پانچویں وجہ بھی ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے کھڑے ہو کر اس لیے پیشاب کیا تھا تاکہ اس کا جوڑ معلوم ہو مگر ایک ہی بار ایسا کیا اور ہمیشہ کی عادت آپ کی یہ تھی کہ پیچھے کر پیشاب کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کی حدیث سے یہ امر ثابت ہے انھوں نے کہا جو کوئی تم سے کہے کہ رسول اللہ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو ہرگز نہ مانو آپ ہمیشہ پیچھے کر پیشاب کیا کرتے تھے۔ روایت کیا اس کو احمد بن حنبلؓ اور ترمذیؓ اور نسائیؓ اور بہت لوگوں نے اور اسناد اس کی بہتر ہے اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت میں کئی حدیثیں مروی ہیں وہ ثابت نہیں ہیں پھر حضرت عائشہؓ کی یہ حدیث ثابت ہے اسی واسطے علماء نے کہا ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے مگر عذر نہ ہو اور یہ کہ اہمیت تہذیبی ہے نہ تحریمی۔ ابن منذرؒ نے اشراق میں لکھا ہے کہ علماء نے اختلاف کیا ہے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں تو حضرت عمرؓ اور زید بن ثابتؓ اور ابن عمرؓ اور سہل بن سعدؓ سے یہ امر ثابت ہے کہ انھوں نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا ہے اور ایسا ہی منقول ہے انسؓ اور علیؓ اور ابو ہریرہؓ سے اور ایسا ہی کہا ہے ابن سیرینؒ اور عمرو بن زہیرؒ نے اور ابن مسعودؓ اور عقیلؓ اور ابراہیم بن سعدؓ نے اس کو مکروہ جانا ہے۔ ابراہیم بن سعد اس شخص کی گواہی نہیں قبول کرتے تھے جو کھڑے ہو کر پیشاب کرے اور اس مسئلہ میں ایک تیسرا قول ہے وہ یہ کہ اگر کر پیشاب کرنے کی جگہ ایسی ہو جس پر سے پیشاب کے قطرے اڑیں تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے اور جو اڑنے کا ڈر نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ امام مالکؒ کا یہی قول ہے۔ ابن منذرؒ نے کہا کہ پیچھے پیچھے کر کرنا میرے نزدیک بہتر ہے اور کھڑے ہو کر بھی درست ہے اور یہ سب ثابت ہے رسول اللہ ﷺ سے۔ تمام ہواکلام ابن منذرؒ کا لیکن علی

۶۲۵- ابو وائلؓ سے روایت ہے ابو موسیٰؓ نہایت سختی کرتے تھے پیشاب میں۔ وہ پیشاب کیا کرتے تھے ایک شیشی میں اور کہتے تھے کہ بنی اسرائیل میں جب کسی کے بدن کو پیشاب لگ جاتا تو وہ کھال کھڑتا قیچیوں سے۔ حدیث نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ابو موسیٰؓ ایسی سختی نہ کرتے تو بہتر تھا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا آپ ایک قوم کے گھوڑے پر آئے دیوار کے پیچھے آپ کھڑے ہوئے جس طرح سے تم میں کوئی ہوتا ہے پھر پیشاب کیا میں دور ہوا آپ نے اشارہ فرمایا پاس آ۔ یہاں تک کہ میں آپ کی اڑیوں کے پاس کھڑا رہا جب تک کہ آپ پیشاب سے فارغ نہ ہوئے۔

۶۲۶۔ مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کام کو نکلے ان کے پیچھے مغیرہؓ پانی کا ڈول لے کر گئے اور جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے تو پانی ڈالا آپ پر (یعنی وضو کے وقت) پھر وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر۔ ابن رحم کی روایت میں یوں ہے

٦٢٥- عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كَانَ أَبُو مُوسَى يُشَدُّ فِي الْبَوْلِ وَيَبُولُ فِي قَارُورَةٍ وَيَقُولُ إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَ إِذَا أَصَابَ جِلْدَ أَحَدِهِمْ بَوْلٌ قَرَضَهُ بِالْمَقَارِضِ فَقَالَ حَدِيثُهُ لَوَدِدْتُ أَنَّ صَاحِبَكُمْ لَا يُشَدُّ هَذَا التَّشْدِيدَ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَمَاضِي فَأَنَّى سِبَاطَةٌ خَلْفَ حَاطِطٍ فَقَامَ كَمَا يَقُومُ أَحَدُكُمْ قَبَالَ فَأَنْبَذْتُ مِنْهُ فَأَشَارَ إِلَيَّ فَجِئْتُ فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ حَتَّى قَرَعَ

٦٢٦- عَنْ الْمُؤَمَّرَةِ بِنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ خَرَجَ
لِحَاجَتِهِ فَاتَّبَعَهُ الْمُؤَمَّرَةُ بِإِدَاوَةٍ فِيهَا مَاءٌ فَصَبَّ
عَلَيْهِ حِينَ فَرَّغَ مِنْ حَاجَتِهِ فَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى

ایک قوم کی روڑی پر آنا پیشاب کرنے کے لیے تو یہ اس وجہ سے ہو گا کہ وہ لوگ اس سے برائے ماننے ہو گئے بلکہ خوش ہوتے ہو گئے اور جس شخص کو تارا سنبھلی نہ ہو اس کی زمین میں پیشاب کرنا ایسا کا کھانا کھانا درست ہے اور اس کی مثالیں ہیں یا دور روڑی خاص اس قوم کی نہ ہو گا بلکہ سب گھروں کے معین میں مشترک ہو گی لیکن ان کے گھر کے قریب ہو گی اس وجہ سے ان کی طرف نسبت کی گی اور یہ جو آپ نے گھورے پر پیشاب کیا اور دور تشریف نہ لے گئے حالانکہ آپ کی عادت یہ تھی کہ حاجت کے لیے دور جاتے تو قاضی عیاض نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ آپ لوگوں کو سنبھانے میں یاد دہانے اور کاموں میں مصروف ہو گئے۔ دفعتاً آپ کو پیشاب کی حاجت ہوئی اور اس وقت دور جانا ممکن نہ ہو اس لیے آپ گھورے پر چلے گئے۔ (نودی)

(آپ نے فرمایا نزدیک آگ میں نزدیک چلا گیا) آپ نے نزدیک اس واسطے بلایا تاکہ لوگوں سے آڑ ہو جائے دوسری یہ کہ آپ کی غرض پیشاب کرنا تھی نہ اپنا خاندان اور دوسرے حادث سے بھی اطمینان تھا اس لیے پاس بلانے میں کوئی تباہی نہ تھی۔ (نووی)

(یہاں تک کہ آپ کی ایندلیوں کے پاس کھڑا ہوا پھر آپ نے وضو کیا اور موزوں پر صبح کیا نووی نے کہا یہ حدیث بہت سے فوائد پر مشتمل ہے ایک تو موزوں پر صبح کرنا دوسرے محضر میں صبح جائز ہونا، تیسرے کھڑے ہو کر پیشاب جائز ہونا، چوتھے پیشاب کرنے والے سے دوسرے آدمی کے نزدیک ہونے کا جواز، پانچویں پیشاب کرنے والے کا بلانا دوسرے کو آڑ کے لیے، چھٹے پردہ کرنے کا احتیاب، ساتویں جواز پیشاب کا گھر کوں کے نزدیک۔

(۶۲۵) ☆ حذیقہ کی غرض اس حدیث کے بیان کرنے میں یہ تھی کہ احنیٰ بن حنفیہ ابو موسیٰ کی سنت کے خلاف ہے کیونکہ رسول اللہ نے کھڑے کھڑے پیٹاب کیا اور جو شخص اس کا خیال نہ کیا اور چشمے وغیرہ میں پیٹاب نہیں کیا جیسا کہ ابو موسیٰ کرتے ہیں۔

الْحَفِيفِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمَيْحٍ مَكَانَ حِينَ حَتَّى. پانی ڈالا آپ پر یہاں تک کہ آپ فارغ ہوئے حاجت سے (یعنی وضو سے)۔

۶۲۷- عَنْ مَحْبُوبِ بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى الْحَفِيفِ. مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی منقول ہے اور اس میں ہے کہ آپ نے اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے اور سر کا مسح کیا پھر جرابوں پر بھی مسح کیا۔

۶۲۸- عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ يَبْنَا أَنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلٍ إِذْ نَزَلَ فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَّيْتُ عَلَيْهِ مِنْ إِذَاوَةٍ كَانَتْ مَعِيَ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خَفِيَّهِ. مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا آپ اترے اور حاجت سے فارغ ہوئے پھر آپ آئے تو میں نے آپ پر پانی ڈالا ڈول سے جو میرے پاس تھا آپ نے وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر۔

۶۲۹- عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ ((يَا مُغِيرَةُ خُذْ الْإِذَاوَةَ)) فَأَخَذْتُهَا ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ فَأَنْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَارَى عَنِّي فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ ضَيْقَةُ الْكُمَيْنِ فَلَهَبَ يُخْرِجُ يَدَهُ مِنْ كُمَيْهَا فَضَاقَتْ عَلَيْهِ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ أَسْفَلِهَا فَصَبَّيْتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّأَ وَضَوَّاهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى خَفِيَّيْهِ ثُمَّ صَلَّى. مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا آپ نے فرمایا اے مغیرہ! چھاگل لے لے پانی کی۔ میں نے لے لی اور آپ کے ساتھ لکھا آپ چلے یہاں تک کہ میری نظر سے غائب ہو گئے اور حاجت سے فارغ ہوئے پھر لوٹ کر آئے۔ آپ ایک جپ پہنے ہوئے تھے شام کا تنگ استمیں کا آپ نے چاہا اپنے ہاتھ استمیں سے باہر نکالنا وہ نکل نہ سکے تو آپ نے نیچے سے ہاتھوں کو نکال لیا۔ پھر میں نے وضو کیا پانی ڈالا آپ نے وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے ہیں پھر مسح کیا موزوں پر پھر نماز پڑھی۔

۶۳۰- عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ سَعِيدٍ سَعِيدٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَاجَتِ كَعِ دَاسِطِ نَكَلِ جَبِ لَوِ لَوِ تَوِ مِ پانی ڈالا آپ نے دونوں ہاتھ دھوئے پھر منہ دھویا پھر ہاتھ دھونا

(۶۲۸) ☆ نووی نے کہا اس حدیث سے اور اسامہ بن زید کی حدیث سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ وضو میں دوسرے سے مدد لینا درست ہے اور بعض حدیثوں میں اس کی ممانعت آئی ہے لیکن وہ ثابت نہیں ہیں۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ یہ مدد لینا جن قسم پر ہے ایک تو یہ کہ پانی لانے میں کسی سے مدد لیوے اور یہ نہ مکروہ ہے نہ اس میں کچھ قباحت ہے۔ دوسرے یہ کہ اعضا کے دھونے میں مدد لیوے یعنی دوسرا شخص اس کے اعضا کو دھوے یہ مکروہ ہے مگر ضرورت کے وقت جائز ہے تیسرے یہ کہ دوسرا شخص صرف پانی ڈالے اس کا ترک اولیٰ ہے کہ نہ مکروہ ہے یا نہیں اس میں دو قول ہیں اور جب کوئی دوسرا پانی ڈالے تو وہ وضو کرنے والے کے ہاتھیں طرف کھراہو۔

چاہے جب تک تھا آخر دونوں ہاتھوں کو جبہ کے نیچے سے نکالا اور دھویاں کو اور سر پر مسح کیا اور موزوں پر مسح کیا پھر ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔

۶۳۱- مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے کہا ہاں آپ سواری پر سے اترے اور چلے یہاں تک کہ اندھیری رات میں نظروں سے چھپ گئے پھر لوٹ کر آئے تو میں نے پانی ڈالا ڈول سے۔ آپ نے منہ دھویا آپ جب اون کا پینے ہوئے تھے تو ہاتھ آسمان سے باہر نکال نہ سکے۔ آپ نے نیچے سے ہاتھوں کو باہر نکالا اور دھویا اور سر پر مسح کیا پھر میں جھکا آپ کے موزے اتارنے کو آپ نے فرمایا رہنے دے میں نے ان کو طہارت پر پہنا ہے اور مسح کیا ان دونوں پر۔

۶۳۲- مغیرہ سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرایا آپ نے وضو کیا اور دونوں موزوں پر مسح کیا مغیرہ نے کہا تو آپ نے فرمایا میں نے ان کو طہارت میں پہنا ہے۔

باب: پیشانی اور دستار پر مسح کرنا

۶۳۳- مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سفر میں پیچھے رہ گئے میں بھی آپ کے ساتھ پیچھے رہ گیا جب آپ حاجت

غَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ لِغَسِّيلِ ذِرَاعَيْهِ فَضَاغَتْ الْحَبَّةُ فَأَخْرَجَهَا مِنْ تَحْتِ الْحَبَّةِ فَغَسَّلَهَا وَمَسَحَ رَأْسَهُ وَمَسَحَ عَلَى خَفِيهِ ثُمَّ صَلَّى بِنَا.

۶۳۱- عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي مَسِيرٍ فَقَالَ لِي ((اَمْعَلْ مَا)) قُلْتُ نَعَمْ فَفَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَمَشَى حَتَّى تَوَارَى فِي سَوَادِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَاءَ فَأَقْرَعْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَعَلَيْهِ جَبَّةٌ مِنْ صُوفٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا حَتَّى أَخْرَجَهَا مِنْ أَسْفَلِ الْحَبَّةِ فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خَفِيَّ فَقَالَ ((ذَعْهُمَا فَبَانِي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ)) وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا.

۶۳۲- عَنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّهُ وَصَّاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خَفِيَّهِ فَقَالَ لَهُ فَقَالَ ((إِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ)).

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى النَّاصِيَةِ وَالْعِمَامَةِ

۶۳۳- عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ تَخَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَخَلَّفْتُ مَعَهُ

(۶۳۱) ☆ نووی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ میں ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ موزوں کا پہنا طہارت کاملہ پر ضروری ہے یہاں تک کہ اگر کسی نے داہنا پاؤں دھویا پھر موزہ پہنا پھر بایاں پاؤں دھویا اور موزہ پہنا تو اپنے موزے پر مسح درست نہ ہوگا اس لیے کہ اس وقت طہارت کاملہ نہ تھی اب اس کا اتارنا اور دوبارہ پہننا ضروری ہے البتہ بایاں موزہ اتارنے کی حاجت نہیں ہے کیونکہ اس کے پینے کے وقت طہارت کامل ہو چکی تھی اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ بائیں موزہ کا بھی اتارنا ضروری ہے اور یہ قول ہے مالک اور احمد اور اسحاق کا اور ابو حنیفہ اور سفیان ثوری اور یحییٰ بن آدم اور حزی اور ابو ثور اور داؤد کا یہ قول ہے کہ پہننا موزہ کا محدث کی حالت میں بھی درست ہے بعد اس کے طہارت کامل کر لوے۔ انھیں۔

(۶۳۳) ☆ یہی وہ حدیث ہے جس سے رسول اللہ کا نماز پڑھنا صحابی کے پیچھے ثابت ہوتا ہے علماء نے کہا ہے کہ آپ نے سوا عبد الرحمن بن عوف کے اور کسی آدمی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی البتہ جبریل کے پیچھے نماز پڑھی۔ نووی نے کہا اس حدیث سے بہت سی باتیں نکلی ہیں ایک افضل کا اقتداء کرنا اپنے سے کم درجہ والے کے ساتھ دوسرے نبی کا نماز پڑھنا ہے ساتھی کے پیچھے تیسرے فضیلت اول وقت لے

سے فارغ ہوئے تو فرمایا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں ایک چھال لے کر آیا پانی کی آپ نے دونوں ہاتھ دھوئے اور منہ دھویا پھر بائیں آستینوں میں سے نکالنا چاہیں تو آستینیں تنگ ہوئی آپ نے نیچے سے ہاتھ کو نکالا اور جبہ کو اپنے مونڈھوں پر ڈال دیا اور دونوں ہاتھ دھوئے اور پیشانی پر مسح کیا اور عمامہ پر اور موزوں پر پھر سوار ہوئے میں بھی سوار رہا جب اپنے لوگوں میں پہنچے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے عبدالرحمن بن عوف ان کو نماز پڑھا رہے تھے اور وہ ایک رکعت پڑھ چکے تھے ان کو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں وہ پیچھے بنے لگے آپ نے اشارہ کیا اپنی جگہ پر رہو آخر انھوں نے نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور میں بھی کھڑا ہوا اور ایک رکعت جو ہم سے پہلے ہو چکی تھی پڑھ لی۔

۶۳۴- منبرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے مسح کیا موزوں پر اور پیشانی پر اور عمامہ پر۔

۶۳۵- دوسری روایت کا معنی بھی وہی ہے جو اوپر گزر۔

۶۳۶- مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو مسح کیا پیشانی پر اور عمامہ پر اور موزوں پر۔

فَلَمَّا قَضَى حَاجَتَهُ قَالَ ((أَفَعَلَكُمَا)) فَأَنبَأَهُ بِمِطْمَرَةٍ فَغَسَلَ كَفَيْهِ وَوَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ يَحْضِرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَنَاقَى كُمَ النِّجْبَةِ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ النِّجْبَةِ وَأَلْفَى النِّجْبَةَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى خَفْيَيْهِ ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبَتْ فَاتَيْنَا إِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ قَامُوا فِي الْمَلَلَةِ يُصَلِّي بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً فَلَمَّا أَحَسَّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ قَائِمًا إِلَيْهِ فَصَلَّى بِهِمْ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَمَّتْ فَرَكْعَتَا الرُّكْعَةِ الَّتِي سَبَقَتَا.

۶۳۴- عَنِ الْمَغِيرَةِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخَفْيَيْنِ وَتَقَدَّمَ رَأْسِهِ وَعَلَى عِمَامَتِهِ.

۶۳۵- عَنِ الْمَغِيرَةِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

۶۳۶- عَنِ الْمَغِيرَةِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخَفْيَيْنِ.

نماز پڑھنے کی جگہ صحابہ نے آپ کا انتظار کیا اور نماز شروع کر دی، چوتھے جب امام حاضر نہ ہو تو لوگ کسی اور امام کو امام بنا سکتے ہیں بشرطیکہ اس سے کوئی مقدمہ پیدا ہو اور امام کو رنج نہ ہو ورنہ سب لوگ اول وقت اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیں اور دوبارہ جماعت میں شریک ہونا مستحب ہو گا پنجویں مسبق سلام کے بعد باقی باقی نماز پوری کر لے اور یہ باقی نماز بدوں پڑھے اس کے قدم سے ساقط نہ ہو گی البتہ سورۃ فاتحہ پڑھنا ساقط ہو جاتا ہے جب امام کو رکوع میں پادے، چھٹے یہ کہ مسبق کو بھی امام کی پیروی رکوع اور سجود اور قعدہ سب ارکان میں ضروری ہے اگرچہ اسکے قعدہ کا وقت نہ ہو، ساتویں یہ کہ مسبق کو امام سے تب جدا ہوتا ہے جب امام سلام پھیر دے اور عبدالرحمن بن عوف جو نماز پڑھا لے گئے اور ابو بکر صدیق کی طرح پیچھے بیٹھ نہ آئے اس کی وجہ یہ تھی کہ عبدالرحمن ایک رکعت پڑھ چکے تھے اور ابو بکر نے کوئی رکعت نہیں پڑھائی تھی۔ اچھی۔

(۶۳۴) ☆ عمامہ پر مسح کرنا درست ہے اور اس کا آثارنا ضروری نہیں رفع حرج کے لیے۔ البتہ یت کا یہی قول ہے اور بعض علماء کے نزدیک عمامہ پر مسح جائز نہیں جب تک سر پر ہاتھ نہ پھیرے۔

۶۳۷- عَنْ بِلَالٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْجِمَارِ وَفِي حَدِيثٍ عِيْسَى حَدَّثَنِي الْحَكَمُ حَدَّثَنِي بِلَالٌ.

۶۳۸- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ التَّوْقِيفِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

۶۳۹- عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيٍّ قَالَ أَتَيْتُ عَائِشَةَ

أَسْأَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ عَلَيْكَ

بِإِنِّي أَبِي طَالِبٍ فَسَلِّهُ فَإِنَّهُ كَانَ مُسَافِرٌ مَعَ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّاهُ فَقَالَ

جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ

أَيَّامٍ وَلِكُلِّ يَوْمٍ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَلِلْمُعْتَمِرِ قَالَ

وَسَكَانٍ سُبْحَانِ إِذَا ذُكِرَ عَمْرًا أَتَمَّتْ عَلَيْهِ.

۶۴۰- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَنَسَةَ عَنِ الْحَكَمِ

بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۶۴۱- عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيٍّ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ

عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَإِنَّهُ

أَعْلَمَ بِذَلِكَ مِنِّي فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ فَذَكَرْتُ عَنْ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۶۴۲- عَنْ نَوْفَلِ بْنِ أَبِي نَوْفَلٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ

عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَإِنَّهُ

أَعْلَمَ بِذَلِكَ مِنِّي فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ فَذَكَرْتُ عَنْ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۶۳۷- عَنْ بِلَالٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْجِمَارِ وَفِي حَدِيثٍ عِيْسَى حَدَّثَنِي الْحَكَمُ حَدَّثَنِي بِلَالٌ.

۶۳۸- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ التَّوْقِيفِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

۶۳۹- عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيٍّ قَالَ أَتَيْتُ عَائِشَةَ

أَسْأَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ عَلَيْكَ

بِإِنِّي أَبِي طَالِبٍ فَسَلِّهُ فَإِنَّهُ كَانَ مُسَافِرٌ مَعَ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّاهُ فَقَالَ

جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ

أَيَّامٍ وَلِكُلِّ يَوْمٍ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَلِلْمُعْتَمِرِ قَالَ

وَسَكَانٍ سُبْحَانِ إِذَا ذُكِرَ عَمْرًا أَتَمَّتْ عَلَيْهِ.

۶۴۰- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَنَسَةَ عَنِ الْحَكَمِ

بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۶۴۱- عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيٍّ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ

عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَإِنَّهُ

أَعْلَمَ بِذَلِكَ مِنِّي فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ فَذَكَرْتُ عَنْ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۶۴۲- عَنْ نَوْفَلِ بْنِ أَبِي نَوْفَلٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ

عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَإِنَّهُ

أَعْلَمَ بِذَلِكَ مِنِّي فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ فَذَكَرْتُ عَنْ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

(۶۳۹) نووی نے کہا: مشہور علماء کا یہی قول ہے جیسے ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ اور احمد کا اور امام مالکؒ کا مشہور قول یہ ہے کہ مسح کی مدت کچھ مقرر نہیں جتنے دنوں تک چاہے مسح کرے اور یہی ایک قول قدیم ہے شافعی کا ان کی دلیل ابن ابی عمار کی حدیث ہے جو ابو داؤد نے روایت کی لیکن وہ حدیث بالفاظ علماء ضعیف ہے۔ اب اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ یہ مدت موزے پہننے کے بعد حدث کے وقت سے شروع ہوگی نہ موزے پہننے کے وقت سے اور نہ مسح کے وقت سے اگر مدت گزرے تو پہلے کہانے کی حاجت ہوگی تو موزے پر مسح جائز نہ ہوگا ہمارے اصحاب کے نزدیک پھر اگر غسل کیا اور دونوں پاؤں موزے کے اندر دھو لیے تو تہات جاری رہے گی اور نماز جائز ہو جائے گی اب اگر اس کے بعد حدث ہوگا تو موزے پر مسح درست نہیں اس لیے کہ موزوں پر مسح اسی وقت درست ہے جب طہارت کاملہ پر پہننے چاہیں اب ان کو اتار کر طہارت کر کے پھر پہننے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مفتی کو اگر کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو دوسرے کا حوالہ دینے سے جو اس کو خوب جانتا ہو۔ اٹھی

بَابُ جَوَازِ الصَّلَاةِ كُلِّهَا بِوَضُوءٍ

وَاحِدٍ

٦٤٢- عَنْ بُرَيْدَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الصَّلَاةَ يَوْمَ الْفَتْحِ بِوَضُوءٍ وَاحِدٍ وَمَسَحَ عَلَى خَفَافِهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ قَالَ ((عَمْدًا صَنَعْتُهُ يَا عُمَرُ))۔

بَابُ كَرَاهَةِ غَسِّ الْمَتَوَضِّئِ وَغَيْرِهِ
يَدُهُ الْمَشْكُوكُ فِي نَجَاسَتِهَا فِي الْإِنَاءِ

باب: ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنا

٦٣٢- بریدہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے جس دن مکہ فتح ہوا ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھیں اور مسح کیا موزوں پر حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے آج وہ کام کیا جو کبھی نہیں کیا تھا آپ نے فرمایا میں نے قصد ایسا کیا۔

باب: پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنا اس کو دھونے سے پہلے مکروہ ہے

(٦٣٢) ☆ نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک تو موزے پر مسح کرنا دوسرے فرض نمازوں کا ایک وضو سے پڑھنا جب تک حدیث نہ ہو اور یہ جائز ہے باجماع علماء اور امام ابو جعفر طحاوی اور ابو الحسن بن بطال نے صحیح بخاری کی شرح میں ایک جماعت علم سے اس کے خلاف نقل کیا ہے ان کے نزدیک ہر ایک فرض نماز کے لیے تازہ وضو ضروری ہے اگرچہ وضو ہو اور دلیل ان کی قول ہے اللہ تعالیٰ کا اذالہ قسم الی الصلوٰۃ فاعملوا وجوہکم الایہ اور جمہور کی دلیل احادیث صحیحہ ہیں۔ ایک ان میں سے یہ حدیث ہے اور ایک حدیث انس کی ہے صحیح بخاری میں کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے اور ہم لوگوں کو ایک ہی وضو کافی ہو تا جب تک حدیث نہ ہو دوسری حدیث سید بن نعمان کی ہے صحیح بخاری میں کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی پھر سنتو کھائے اور مغرب کی نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا اس کی تائید میں اور بہت سی حدیثیں آئی ہیں جیسے حدیث جمع کرنے کی عرفہ اور مزدلفہ میں اور تمام سفروں میں اور حدیث قضا نمازوں کے جمع کرنے کی خندق میں اور آیت کریمہ سے مراد یہ ہے کہ جب تم بے وضو ہو اور نماز کے لیے اٹھو تو مت دھوا خبر تک اور بعضوں نے کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے رسول اللہ ﷺ کے فعل سے اور یہ قول ضعیف ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا وضو ہوتے ہوئے مستحب ہے اور اس میں کئی قول ہیں ایک تو یہ کہ اس وضو سے کوئی نماز ضرور پڑھے خواہ فرض ہو یا نفل دوسرے یہ کہ تازہ وضو اس صورت میں مستحب ہے جب اس سے کوئی فرض نماز پڑھے تیسرے یہ کہ اس وضو سے وہ کام کرے جو بغیر طہارت کے درست نہیں جیسے مصحف کا چھونا، عمدہ عداوت کرنا، جتنے یہ کہ ہر حال میں مستحب ہے اگرچہ ان میں سے کوئی کام نہ کرے بشرطیکہ وضو سابق اور حال میں اتنا زمانہ گزرے کہ جس کے سبب سے دوسرا وضو پہلے وضو سے علیحدہ ہو جاوے اور تازہ غسل کرنا مستحب نہیں موانع مذہب صحیح کے اور امام الحرمین نے ایک قول استحباب کا نقل کیا ہے اسی طرح تازہ تجتر کرنے میں دو قول ہیں ایک یہ کہ مستحب نہیں اور دوسری زیادہ مشہور ہے اور یہ تازہ تجتر زخمی اور بیمار کے لیے ہو گا جو پانی ہوتے ہوئے تجتر کرتے ہیں اور ان کے سوا اور کے لیے بھی ہو سکتا ہے جب دوبارہ تلاش پانی کی واجب نہ کہیں اور جو یہ حضرت عمرؓ نے کہا آپ نے وہ کام کیا جو کبھی نہ کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے۔ جیسے افضل ہے اور اس دن جو کئی نمازیں ایک وضو سے پڑھیں اس سے جو زکایان کرنا مقصود تھے آپ نے فرمایا میں نے یہ کام قصد کیا ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کم درجے والا بڑے درجے والے سے سوال کر سکتا ہے ان افعال سے جو عداوت کے خلاف ہوں اس لیے کہ کبھی یہ امر نسیان سے ہوتا ہے تو وہ آگاہ ہو جاوے گا اس سوال کی وجہ سے۔ اتھنی

قَبْلَ غَسَلِهَا ثَلَاثًا

۶۴۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا اسْتَبَقَطَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يَغُصِّنُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يَذَرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ))۔
۶۴۳- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے سو کر اٹھے تو اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے جب تک اس کو تین بار نہ دھو لے کیونکہ معلوم نہیں کہاں رہا ہاتھ اس کا۔

۶۴۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَدِيثِ وَصِيحٍ قَالَ يَرْتَعُهُ بَيْتُهُ۔
۶۴۴- مذکورہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۶۴۵- عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔
۶۴۵- اس سند سے بھی وہی حدیث منقول ہے جو اوپر گذر چکی ہے۔

۶۴۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا اسْتَبَقَطَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْرِغْ عَلَى يَدِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ أَنْ يَذْخَلَ بَيْتَهُ))۔
۶۴۶- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے جاگے تو اپنے ہاتھ پر تین بار پانی ڈالے اس لیے کہ اس کو معلوم نہیں کہ کہاں رہا ہاتھ اس کا۔

(۶۴۳) ☆ امام شافعیؒ نے کہا عربوں کی عادت تھی کہ وہ دھویوں سے استنجا کیا کرتے اور ان کے ملک گرم تھے سو نے میں پینے آتا اس لیے احتیاط تھا کہ ہاتھ غسل ہو گیا ہو اور اس حدیث سے کئی مسائل نکلتے ہیں ایک تو یہ کہ قلیل پانی پر اگر نجاست پڑ جائے تو وہ نجس ہو جاوے گا دوسرے یہ کہ سات بار دھو کر نجاست کا ضروری نہیں سوائے کے چالے ہوئے برتن کے تیسرے یہ کہ استنجا کا مقام دھویوں سے پاک نہیں ہوتا بلکہ معاف ہے نماز اس سے چوتھے یہ کہ نجاست کا تین بار دھونا ضروری ہے یعنی نجاست منجھدہ کا اور متوہمہ کا تین بار دھونا مستحب ہے پانچویں یہ کہ نجاست متوہمہ کا دھونا مستحب ہے صرف پانی ڈالنا کافی نہیں چھٹے یہ کہ عبادات میں احتیاط کرنا مستحب ہے بشرطیکہ یہ احتیاط دوسرے کے درجہ تک نہ پہنچے۔ اب جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ یہ ہاتھ ڈالنے کی ممانعت متزکیہ ہے نہ کہ تحریمی جس صورت میں نجاست کا یقین نہ ہو اور اگر ہاتھ ڈال دے گا تو پانی نجس نہ ہو گا اور حسن بصری سے منقول ہے کہ نجس ہو جائے گا اگر رات کو سو کر اٹھا ہے اور اس میں راہویہ اور محمد بن جریر طبری سے بھی یہی منقول ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے کیونکہ اصل پانی اور ہاتھ دونوں میں طہارت ہے پھر شک سے وہ نجس نہیں ہو سکتے اور یہ سو کر اٹھنا مارے نزدیک سو نے سے مخصوص نہیں بلکہ جب سو کر اٹھے اور نجاست کا شبہ ہو یا بغیر سو نے نجاست کا گمان ہو تو برتن میں بغیر ہاتھ دھوئے ہاتھ نہ ڈالے اور امام احمد سے یہ روایت ہے کہ اگر رات کے خواب سے اٹھا ہے تو ہاتھ ڈالنا مکروہ تحریمی ہے اور وجود کے خواب سے اٹھا ہے تو مکروہ تنزیہی ہے اور داؤد غابری کا بھی یہی قول ہے۔ (انتہی)۔

(۶۴۶) ☆ یہ کہنا ہے یعنی دہریا ذکر پر رہا اور کتا یہ ایسے مقاموں میں زیادہ فصیح ہے اور قرآن اور حدیث میں اس کی بہت نظیریں ہیں۔ یہ تب ہے کہ ہاتھ کی نجاست کا گمان ہو اگر ہاتھ کی طہارت کا یقین ہو جب بھی ہاتھ دھونا پھر ڈالنا بہتر ہے اور صحیح ہے کہ اس صورت میں طہارت

يَذُهُ فِي إِنَائِهِ فَإِنَّهُ لَا يَذُرِي فِيهِمْ بَأْسَ يَذُهُ ((

کارات کو۔

۶۴۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث کئی اسانید سے مروی ہے ہر ایک میں ہاتھ دھونے کا ذکر ہے مگر کسی ایک نے بھی تین مرتبہ کا ذکر نہیں کیا۔

۶۴۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي رَوَاتِهِمْ جَمِيعًا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْخَلِيشِ كُلَّهُمْ يَقُولُ حَتَّى يَغْسِلَهَا وَلَمْ يَقُلْ وَاحِدٌ مِنْهُمْ ثَلَاثًا إِلَّا مَا قَدَّمْنَا مِنْ رَوَايَةِ جَابِرٍ وَابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَقِيقٍ وَأَبِي صَالِحٍ وَأَبِي دَرْدِمٍ فَإِنَّ فِي حَدِيثِهِمْ ذِكْرَ الثَّلَاثِ

باب: کتے کے منہ ڈالنے کا بیان

بَابُ حُكْمِ وَلُغِ الْكَلْبِ

۶۴۸۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کتا منہ ڈال کر پے تم میں سے کسی کے برتن میں تو بہارے اس کو پھر سات بار دھو دے۔

۶۴۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَرْفُقْهُ ثُمَّ لْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ))

۶۴۹۔ اس روایت میں بہانے کا ذکر نہیں ہے

۶۴۹۔ عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَقُلْ فَلْيَرْفُقْهُ

۶۵۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا تمہارے برتن میں سے پے تو اس کو سات بار دھونا چاہیے۔

۶۵۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ

۶۵۱۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے برتن کی پانی کی جب کتا اس میں منہ ڈال کر پے یہ ہے کہ اس کو سات بار دھوئیں پہلی بار مٹی سے مٹھیں۔

۶۵۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((طَهِّرُوا إِنَاءَ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُولَاهُنَّ بِالْمُتْرَابِ))

۶۵۲۔ ہمام بن منبہ سے روایت ہے یہ حدیثیں ہم سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان

۶۵۲۔ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

تہ ہاتھ ڈالنا دھونے سے پہلے کر وہ نہیں ہے اگر برتن اتنا بڑا ہے کہ ہاتھ پانی پر ڈالنا ممکن نہ ہو تو منہ سے پانی لیوے اور ہاتھ کو دھو دے یا اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پاک کپڑے سے پانی نکالے یا دھو کر کسی سے مدد لیوے۔ (نووی)

(۱۵۲) ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کتا نجس ہے اور اس کا لعاب اور پینہ ناپاک ہے۔ جمہور علما کا یہی قول ہے اور مکرّمہ اور مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ کتا پاک ہے اور دلیل ان کی یہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لکھاؤ تم وہ شکار جو کتے چکریں تمہارے لیے اور ظاہر ہے کہ کتے کا لعاب جانور کے چکرنے میں ضرور لگے گا مگر یہ دلیل قوی نہیں اس لیے کہ شکار کے مباح ہونے سے خاص اس مقام کی جہاں کتے تلہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((طَهُورُ بِنَاءٍ أَحَبُّكُمْ إِذَا وَلَّعَ الْكَلْبُ فِيهِ أَنْ يَغْسِلَهُ سِتْعَ مَرَّاتٍ))
میں سے ایک حدیث یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کے برتن کی پاکی جب کتا اس میں چڑھ کر پئے ہے کہ اس کو سات بار دھو دو۔

۶۵۳۔ عبد اللہ بن مغفل مزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا کتوں کے مار ڈالنے کا پھر فرمایا کیا ہے حال ان کا اور حال کتوں کا پھر اجازت دی شکاری کتا اور گلے کا کتا پالنے کی (یعنی بکریوں کی منڈی کی حفاظت کے لیے) اور فرمایا جب کتا برتن میں منہ ڈال کر پئے تو اس کو سات بار دھو دو اور آٹھویں بار مٹی سے مانجھو۔

۶۵۴۔ یحییٰ بن سعد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اور رخصت دی آپ نے بکریوں کا کتا اور شکاری کتا اور کھیت کا کتا پالنے کی۔

لے منہ لگا طہارت ثابت نہیں ہوتی۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ جو روایت کیا ترمذی اور ابوداؤد نے ابن عمر سے کہ رسول اللہ کے زمانہ میں کتے مسجد میں آتے جاتے اور پیشاب کرتے لیکن پانی کو نہ دے ڈالتا اس کا جواب یہ ہے کہ آنے جانے سے طہارت اس کی ثابت نہیں ہوتی اب رہا پیشاب اس کا وہ تو بالاجماع نجس ہے اور مسجد کے نہ دھونے کی وجہ یہ ہو گی کہ پیشاب کی جگہ معلوم نہ ہو سکتی ہو گی یا اس وجہ سے کہ زمین سوکھ گئی تو وہ پاک ہے یا یہ حکم ابتدائے اسلام میں ہو گا بعد اس کے مسجدوں کی صفائی اور پاکیزگی کا حکم ہوا تیسری دلیل یہ ہے کہ آگے جو حدیثیں آتی ہیں ان میں کتا پالنے کی اجازت دی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ پالنے کی اجازت سے اس کی طہارت لازم نہیں آتی ان حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کتے کے منہ ڈال کر پینے سے برتن کا سات بار دھونا ضروری ہے اور یہی قول ہے ابن عباس اور عروہ اور ابن سیرین اور طاہس اور عمرو بن دینار اور ابو داؤد اور مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ابو ثور اور ابو عبیدہ اور داؤد کا اور خلاف کیا اس کا ابو حنیفہ نے اور قیاس کیا اس کو نبیائوں پر حالانکہ یہ قیاس ہے بمقابلہ نص کے۔ اور دلیل لائے ہیں عبادی اور دارقطنی کی روایت سے کہ ابو ہریرہؓ نے کہا کتے کے منہ ڈالنے سے تین بار دھونا چاہیے حالانکہ احتمال ہے ابو ہریرہؓ نے بھول کر یہ کہا ہو سات بار دھوئے کو وہ مستحب جانتے ہوں اور تین بار کو واجب اور ابو ہریرہؓ سے یہ بھی ثابت ہے کہ انھوں نے سات بار دھونے کا حکم کیا بہر حال ابو ہریرہؓ کا قول احادیث صحیحہ مرفوعہ صحیحہ کے مقابل نہیں ہو سکتا۔ (مثل الاوطار) نوٹی نے کہا ہمارے نزدیک کتے کا پیشاب اور پاخانہ یا خون یا پیسہ وغیرہ اگر لگ جاوے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ سات بار دھوئیں اور ایک بار مٹی سے۔

(۶۵۳) ☆ نوٹی نے کہا ہمارا مذہب اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ سات بار دھوئیں ان میں ایک بار مٹی مل کر دھوئیں اور چونکہ مٹی ایک علیحدہ چیز ہے گویا آٹھواں بار ہو اور مسجد اس قدر احتیاط کا کتے کے جمونے میں یہ ہے کہ بعض کتا زہریلا ہو تا ہے اور بعض دیوانہ تو سات بار دھونے میں برتن سے بالکل اثر جاتا رہے گا یہ نہیں کہ نجاست اس کی اور نجاستوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ سور کتے سے بھی زیادہ نجس ہے پر اس میں زہر نہیں۔

(۶۵۴) ☆ نوٹی نے کہا ہمارے اصحاب نے اتفاق کیا ہے کہ بغیر ضرورت کے کتا پالنا حرام ہے جیسے کوئی پالے اس کی صورت تھ

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ

٦٥٥- عَنْ حَايِرٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ

٦٥٦- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يُولَنَ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ)) .

٦٥٧- عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا
أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَخَابِثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَكُنْ فِي الْمَاءِ
الذَّائِمِ الَّذِي لَا فَرْجَ ثُمَّ تَغْتَسِلُ مِنْهُ)) .

باب: تھمے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت
۶۵۵- جابرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے منع کیا تھے
ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے۔

۶۵۶- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی تم میں سے تھمے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے اور یہ بھی نہ کرے کہ پیشاب کر کے پھر اس میں غسل کرے۔

۶۵- ہمام بن منہب نے کہا یہ حدیثیں ہیں جو ہم سے ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیں پھر کئی حدیثیں بیان کیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا مت کر کہ پیشاب کرے تو تھمے ہوئے پانی میں جو بہتا نہیں پھر غسل کرے اسی پانی سے۔

نہ کو پسند کر کے یا فحاشی و زانیہ کیلئے تو یہ حرام ہے بلا خلاف لیکن ضرورت کے لیے یا نادرست ہے اور اس حد میں تو تین کاموں کے لیے اجازت ہے ایک شکر کے لیے دوسرے جانوروں کی حفاظت کے لیے تیسرے کھیت کی حفاظت کے لیے ان تین کاموں کے لیے تو ب کے نزدیک درست ہے البتہ اختلاف ہے کہ گھروں کی حفاظت کے لیے اس کا یا نادرست ہے یا نہیں اور صحیح ہے کہ درست ہے اور کما اگر شکستہ ہو تو اس کو مار ڈالیں اور اگر شکستہ نہ ہو تو نہ ہاریں۔ امام الحرمین نے کہا کہ کتوں کے قتل کی حد بیٹ منسوخ ہے اسی طرح بیاہکتے کے قتل کی۔ اہل بیتھرا

(۶۷) ☆ نووی نے کہا ہے ممانعت بعض پانی میں تو تحریم ہے اور بعضوں میں کراہت اور اس حدیث سے نکلے ہے کہ اگر پانی کثیر ہو اور بہتا ہو تو اس میں پیشاب کرنا حرام نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ نہ کرے اور اگر پانی قلیل ہو لیکن بہتا ہو تو ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے کہا کہ اس میں پیشاب کرنا مکروہ ہے اور عذرا ہے کہ حرام ہے کیونکہ وہ پانی نجس ہو جائے گا موافق مذہب مشہور شافعی کے اور دوسرے کو دھوکا دے گا اس کو استعمال کرے گا اور اگر پانی کثیر ہو لیکن تنہا ہو تو ہمارے اصحاب کے نزدیک اس میں پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن حرام نہیں اور اگر حرام کہیں جب بھی ہو سکتا ہے کیونکہ نمی تحریم کے لیے ہے اور وہ پانی نجس ہو جائے گا حنفیہ کے نزدیک جس صورت میں اتنا بڑا حوض نہ ہو کہ ایک کنارہ ملانے سے دوسرا کنارہ ملے اور چو پانی تھوڑا ہو تنہا ہو تو اس میں پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اس میں پیشاب کرنا حرام ہے اور پانچگانہ کرنا بھی مثل پیشاب کے ہے بلکہ اس سے بدتر ہے اسی طرح اگر کسی برتن میں پیشاب کر کے اس کو پانی میں ڈال دے یا نہر سے اتنا نزدیک پیشاب کرے کہ بہہ کر اس میں جاوے یہ سب باتیں منع ہیں اور اس میں کسی عالم نے خلاف نہیں کیا البتہ داؤد غامری سے منقول ہے کہ ممانعت خاص ہے آسمان کے پیشاب سے اور پانچگانہ کی ممانعت نہیں نہ برتن میں پیشاب کر کے اس کو ڈالنے کی اور نہ پانی کے نزدیک پیشاب کرنے کی اور علامہ نے کہا ہے کہ پانی کے نزدیک پانچگانہ اور پیشاب کرنا مکروہ ہے اگرچہ پانی میں نہ جاوے کیونکہ لوگ وہاں آتے جاتے ہیں تو ان کو تکلیف ہو گی اور جس نے استنجانہ کیا وہ وہ اگر پانی میں غوطہ لگا چاہے اسے تنبیہ کے لیے اور پانی قلیل ہو کہ محاسبات پڑنے سے نجس ہو جاوے گا تو حرام ہے اور اگر کثیر ہو اور جاری ہو تو حرام ہے اسی طرح اگر کثیر ہو اور جاری نہ ہو تو اس صورت میں نہ کرنا بہتر ہے۔ انتہی

باب: تھمے ہوئے پانی میں غسل کی ممانعت

۶۵۸- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو نہانے کی حاجت ہو تو وہ تھمے ہوئے پانی میں نہ نہاؤ لوگوں نے ابو ہریرہؓ سے کہا پھر کیا کرے؟ انھوں نے کہا ہاتھوں سے پانی لے کر نہاؤ۔

باب: مسجد میں جب پیشاب کرے تو اس کو پانی سے دھونا ضروری ہے اور زمین پانی سے پاک ہو جاتی ہے اس کا کھودنا ضروری نہیں۔

بَابُ التَّهْنِي عَنْ الْإِغْتِسَالِ فِي الْمَاءِ الرَّائِحِ

۶۵۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يَغْتَسِلُ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنْبٌ)) فَقَالَ كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ يَتَوَلَّاهُ تَتَوَلَّاهُ تَتَوَلَّاهُ

بَابُ وَجُوبِ غَسْلِ الْبَوْلِ وَغَيْرِهِ مِنَ النِّجَاسَاتِ إِذَا حَصَلَتْ فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَّ الْأَرْضَ تَطْهَرُ بِالْمَاءِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ إِلَى حَفْرِهَا

حَاجَةٍ إِلَى حَفْرِهَا

۶۵۹- انسؓ سے روایت ہے کہ ایک گنوار مسجد میں پیشاب کرنے لگا لوگ اس کو مارنے یا نہانے کے لیے اٹھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مت روکو پیشاب اس کا۔ جب وہ پیشاب کر چکا آپ نے ایک ڈول پانی کا منگوا لیا اور اس پر ڈال دیا۔

۶۶۰- انس بن مالک رضی اللہ عنہ ذکر کرتے تھے کہ ایک گنوار مسجد کے کونے میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا لوگ چلائے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دو اس کو جب وہ پیشاب کر چکا تو آپ نے حکم کیا تو ایک ڈول پانی کا اس کے پیشاب پر ڈالا گیا۔

۶۵۹- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَغْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامَ إِلَيْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((دَعُوهُ وَلَا تَزْرُقُوهُ)) قَالَ فَلَمَّا فَرَّغَ دَعَا يَدُلُّوهُ مِنْ مَاءٍ قَصَبَةٍ عَلَيْهِ

۶۶۰- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَذْكُرُ أَنَّ أَغْرَابِيًّا قَامَ إِلَى نَاحِيَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ فِيهَا فَصَّاحُ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((دَعُوهُ)) فَلَمَّا فَرَّغَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَنُوبٍ فَصَبَّ عَلَى بَوْلِهِ

(۶۵۸) ☆ نووی نے کہا ہمارے علماء کے نزدیک تھمے ہوئے پانی میں نہانا مکروہ ہے خواہ پانی قلیل ہو یا کثیر ایسی طرح جاری چشمے میں نہ شافعی نے یوحنا میں کہا میں مکروہ جانتا ہوں جناب کے لیے غسل کرنا کنویں میں اور تھمے ہوئے پانی میں جو جاری نہ ہو خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر اور یہ کراہت ترتیبی ہے نہ تحریمی اور اگر جناب نے ایسے پانی میں غسل کیا اور وہ دو گلوں سے کم ہے تو مستعمل ہو جائے گا اور حنفیہ کے ہاں جو وہ نہ یا زیادہ ہے تو مستعمل نہ ہو گا اور صحیح مذہب احمد یہ کا یہ ہے کہ پانی پاک ہے اور پاک کرتا ہے جب تک نجاست کو وجہ سے اس کا مزہ یا رنگ یا بو نہ بدلے اور کچھ فرق نہیں ہے قلیل اور کثیر پانی میں خواہ وہ دو گلوں سے کم یا کثیر یا زیادہ۔

(۶۶۰) ☆ نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کا پیشاب نجس ہے اور اس پر اجتماع آدمی بڑا ہی اچھا ہو لیکن کم سن بچہ کے پیشاب پر صرف پانی چھڑک دینا کافی ہے اس کو ہم آگے بیان کریں گے انشاء اللہ۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کی عظمت اور عزت کرتی چاہیے اور نجاستوں سے پاک رکھنی چاہیے اور زمین پر پانی ڈالنے سے زمین پاک ہو جاتی ہے اور اس کا کھودنا ضروری نہیں یہی ہمارا اہل

۶۶۱- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ يَسْتَمِنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذَا جَاءَ أَغْرَابِي فَقَامَ يَتَوَلَّى فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَنَ مِنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تَزِدُونَهُ دَعْوَهُ)) فَتَرَكُوهُ حَتَّى بَالَ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ((دَعَا فَقَالَ لَهُ إِنَّ هَذِهِ الْمَسْجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هَذَا الْقَوْلِ وَلَا الْقَوْلِ إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالصَّلَاةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ)) أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَأَمَرَ رَجُلًا مِنْ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَشَنَّهُ عَلَيْهِ.

۶۶۱- انس بن مالک سے روایت ہے ہم رسول اللہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے مسجد میں اتنے میں ایک جنگلی آیا اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا رسول اللہ کے اصحاب نے کہا میں بائیں کیا کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کا پیشاب مت روکنا جانے دو لوگوں نے چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ پیشاب کر چکا آپ نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ مسجدیں پیشاب اور نجاست کے لائق نہیں یہ تو اللہ کی یاد کے لیے اور نماز اور قرآن پڑھنے کے لیے بنائی گئی ہیں یا ایسا ہی کچھ آپ نے فرمایا پھر ایک شخص کو حکم کیا وہ ایک ذول پانی کا لایا اور اس پر بہا دیا۔

اللہ اور جمہور علماء کا مذہب ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک وہ بغیر کھوے پاک نہیں ہوتی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جاہل کو نرم اور ملائمت سے سمجھانا چاہیے کہ تذلیل یا عتاب سے مخالفت نہ کرے اور علماء نے لکھا ہے رسول اللہ نے اس گناہ کے چھوڑ دینے کا دو وجوہ سے حکم کیا ایک تو یہ کہ پیشاب رک جانے سے خود اس کو ضرر ہو تا دوسرے اگر وہ پیشاب کرنا چاہتا تو ساری مسجد اور اس کے کپڑے وغیرہ سب نجس ہو جاتے۔

(۶۶۱) نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجدوں کو بچانا چاہیے ناپاک چیزوں سے اور حقوک سے اور آواز بلند کرنے سے اور لڑائی جھگڑوں سے اور خرید و فروخت سے اور سب معاملات سے اور یہاں پر میں چند مسئلے مختصر طور پر بیان کرتا ہوں ایک یہ کہ بے وضو کو مسجد میں بیٹھنا درست ہے اور اگر عبادت کی نیت سے بیٹھے جیسے اعکاف یا علم دین پڑھنے یا پڑھانے یا وعظ کرنے یا سننے یا نماز کی نیت سے تو مستحب ہے ورنہ مباح ہے اور بعض لوگوں کے نزدیک مکروہ ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے۔ اسی طرح مسجد کے اندر سونا درست ہے۔ امام شافعی نے ام (نامی کتاب) میں اس کی تصریح کر دی ہے۔ ابن منذر نے اشراق میں لکھا ہے کہ مسجد میں سونے کی اجازت دی ہے سعید بن مسیب اور حسن اور عطاء اور شافعی اور ابن عباس نے کہا مسجد کو خواب گاہ مت بناؤ اور ایک روایت ان سے یہ ہے کہ اگر نماز کے لیے مسجد میں جاوے تو کچھ قباحت نہیں اور اورداعی نے کہا مسجد میں سونا مکروہ ہے اور امام مالک نے کہا مسافروں کو مسجد میں سونا درست ہے اور عقیق کو مناسب نہیں امام احمد نے کہا مسافر وغیرہ کے لیے قباحت نہیں پھر اگر کوئی مسجد کو خواب گاہ بنا لے تو جائز نہیں اور اعلیٰ کا بھی یہی قول ہے اور جس نے مسجد میں سونا جائز رکھا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی اور ابن عمر اور اصحاب صفہ مسجد میں سویا کرتے تھے اور کافر مسلمانوں کی اجازت سے مسجد میں جا سکتا ہے البتہ بغیر اجازت سے اس کو جانے سے روکا جاوے گا۔ ابن منذر نے کہا مسجد میں وضو کرنا ہر ایک عالم نے درست رکھا ہے البتہ ایسے مقام میں وضو کرنا جس سے لوگوں کو تکلیف ہو مکروہ ہے اور ابن ہیرین اور مالک اور یحییٰ بن یحییٰ نے کہا ہر مردی ہے مسجد کے صاف رکھنے کے لیے ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے لکھا ہے کہ جانور اور دروہانوں اور لڑکوں کا مسجد میں نہ جانا مکروہ ہے اور مرد دروہ لڑکے ہیں جن کو تیز نہیں کیا کہ وہ نجس کریں گے۔ مسجد پر جانور کا لے جانا حرام نہیں ہے اس لیے کہ رسول اللہ نے طواف کیا ہے خانہ کعبہ کا وٹھ پر سوار ہو کر اور یہ کراہت کے منافی نہیں اس لیے یہ آپ نے بیان جو اواز کے لیے ایسا کیا ہو گا اس لیے کہ آپ سب لوگوں کو دکھلائیے تو دوسرے آپ کی پیروی کریں اسی طرح مسجد میں نجاست کا لے جانا حرام ہے اور جس کے بدن میں ایسی نجاست لگی ہو کہ اس سے مسجد کے نجس ہونے

بَابُ حُكْمِ بَوْلِ الطِّفْلِ الرُّضِيعِ وَكَيْفِيَّةِ غَسْلِهِ

باب : شیر خوار بچے کے پیشاب کو کیوں کر دھونا
چاہیے

۶۶۲- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس لوگ بچوں کو لاتے آپ ان کے لیے دعا کرتے اور ہاتھ پھیرتے ان پر اور کچھ چبا کر انکے منہ میں دیتے جیسے کھجور وغیرہ ایک لڑکا آپ کے پاس لایا گیا اس نے آپ پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوایا اور اس جگہ ڈال دیا اور اس کو دھویا نہیں۔

۶۶۳- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک دودھ پیتا بچہ لایا گیا اس نے آپ کی گود میں پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگو کر اس جگہ پر ڈال دیا۔

۶۶۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۶۶۲- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِي بِالصِّبْيَانِ فَيَبْرُكُ عَلَيْهِمْ وَيَحْنُكُهُمْ فَأَتَتْهُ بِصَبِيٍّ قَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتَتْهُ بِنُؤْلَةٍ وَلَمْ يَغْسِلْهُ

۶۶۳- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ يَرْضَعُ قَبَالَ فِي حَجَرِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ

۶۶۴- عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ تَمِيْمٍ

۶۶۵- ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بچہ لے کر آئیں جو اناج نہیں کھاتا اور اس کو آپ کی گود میں بٹھا دیا اس نے پیشاب کر دیا آپ نے فقط پانی اس پر چھڑک دیا۔

۶۶۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی ایک دو لفظوں کے تغیر سے مروی ہے۔ آپ نے پانی اس پر چھڑک دیا۔

۶۶۷- عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا نے جو پہلی

۶۶۵- عَنْ أُمِّ قَيْسِ بِنْتِ مِحْصَنٍ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَوَضَعَتْهُ فِي حَجَرِهِ قَبَالَ قَالَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ أَنْ تَضَعِ الْمَاءَ

۶۶۶- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّهُ

۶۶۷- عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ وَكَانَتْ مِنْ

لہ جائے کا ذرہ بودہ مسجد میں نہ چلے اور جو ذرہ ہو تو جاسکتا ہے اگر مسجد میں فصد لیوے اور خون کے لیے کوئی برتن نہ رکھے تو حرام ہے ورنہ مکروہ ہے اور اگر برتن کے اندر مسجد میں پیشاب کرے تو اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ مکروہ ہے۔ دوسرے یہ کہ حرام ہے۔ مسجد میں چمک لینا، پاؤں بلانا، انگلیاں بٹھکانا درست ہے۔ مسجد کو جھانڈا صاف رکھنا مستحب ہے۔

(۶۶۷) ☆ نووی نے کہا ان دو قولوں سے بچوں کے منہ میں کچھ چبا کر دینے کا استحباب ثابت ہوتا ہے اور اہل صلاح اور فضل سے برکت حاصل کرنا بھی نکلا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کو بزرگوں کے پاس بٹھانا بھرتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حسن معاشرت اور نرمی اور ملاحت اور اطفال پر رحم کرنا بہت عمدہ چیز ہے اور باب سے مقصود یہ ہے کہ بچہ کے پیشاب پر صرف پانی چھڑکنا کافی ہے اور اس سے

مہاجرات ميں سے تھیں جنہوں نے بيعت كى تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ بہن تھیں عكاشہ بن حصن كى بيان كيا بھ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كے پاس اپنے ايك بچے كو لے كر آئیں جو كھانا نہیں كھاتا تھا اس بچہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كى گود ميں پيشاب كر ديا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوايا اور كپڑے پر چھرك ديا اور اس كو دھواي نہیں۔

باب: منی كا حكم

۶۶۸- علقمہ اور اسود سے روایت ہے ايك شخص حضرت عائشہؓ كے پاس اترا وہ صبح كو اپنا كپڑا دھونے لگا شايد رات كو احتلام ہوگيا ہوگا حضرت عائشہؓ نے كہا كہ تجھے كاڻی تھا اگر منی تو نے ديكي صرف اتنا مقام دھو ڈالتا اور جو نہیں ديكي تو پانی گردا گرد چھرك ديتا ميں تو رسول اللہ ﷺ كے كپڑے سے منی چميل ڈالتی (يعني كھرچ ڈالتی اس ليے كہ وہ كاڻی ہوتی) پھر آپ اس كپڑے كو بہن كر نماز پڑھتے۔

۶۶۹- اسود اور ہمام سے روایت ہے حضرت عائشہؓ نے كہا ميں رسول اللہ ﷺ كے كپڑے سے منی كھرچ ڈالتی تھی۔

۶۷۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا كى نبی اكرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كے كپڑوں سے منی كھرچنے كى حديث اس سند سے بھى مروی ہے۔

المہاجرات الاول اللاتي بايعن رسول الله ﷺ وهن امنت عكاشة بن محصن اخذ بي أسد بن خزيمه قال أخبرني أنها أتت رسول الله ﷺ بابت لها لم يبلغ أن يأكل الطعام قال عبيد الله أخبرني أن ابنها ذاك قال في حجر رسول الله ﷺ فذعا رسول الله ﷺ بماء فتوضه على ثوبه ولم يغسله غسلًا

باب حكم المنى

۶۶۸- عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا نَزَلَ بِعَائِشَةَ فَأَصْبَحَ يَغْسِلُ ثَوْبَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّمَا كَانَ يُحْرِكُ إِنْ رَأَيْتَهُ أَنْ تَغْسِلَ مَكَانَهُ فَإِنْ لَمْ تَرَ نَضَحْتَ حَوْلَهُ وَلَقَدْ رَأَيْتَنِي أَفْرَكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَمَا فَيَسْلِي يَدِي

۶۶۹- عَنْ عَائِشَةَ فِي الْمَنِيِّ قَالَتْ كُنْتُ أَفْرَكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

۶۷۰- عَنْ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ فِي حَتِّ الْمَنِيِّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ

لہ باب ميں تين مذہب ہيں ايك تو صحيح اور مشہور یہ ہے كہ لڑكے كے پيشاب پر پانی چھركنا كاڻی ہے ليكن لڑكی كا پيشاب مثل اور نجاستوں كے دھونا ضروری ہے دوسرا مذہب یہ ہے كہ دونوں كے پيشاب پر پانی چھركنا كاڻی ہے تيسرا مذہب یہ ہے كہ دونوں كا دھونا ضروری ہے اخير كے دونوں مذہب شاذ اور ضعیف هيں اور پہلے مذہب كو اختيار كيا ہے علي بن ابی طالب اور عطاء بن ابی رباح اور حسن بصریؒ اور احمد بن حنبلؒ اور اسحاق بن راہویہؒ اور ايك جماعت سلف اور اصحاب حديث نے اور وہی قول ہے ابن دہبؒ كا اور وہی مروی ہے ابو حنیفہؒ سے اور تيسرے مذہب كو مالكؒ نے اختيار كيا ہے ابو ابراهيمؒ سے بھى مشہور ہے۔ یہ اختلاف اس بچے ميں ہے جو اسود دھ كے اور كوئی مذہب كھاتا ہو ليكن جب وہ اناج كھانے لگے تو سب كے نزدیک اس كا پيشاب دھونا ضروری ہے۔ انہي باختصار

۶۷۱- وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَتَّوْرٍ عَنْ ابْنِ أَبِي هَرَمٍ عَنْ هَمَامٍ عَنْ عَائِشَةَ بَنَتْهُ خَدِيزَةُ

۶۷۲- عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ سَأَلْتُ سَلِيمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنْ النَّمْيِ يُعْبِلُ ثَوْبَ الرَّجُلِ أَغْبِضُهُ أَمْ يُغْسِلُ الثَّوْبَ فَقَالَ أَخْبَرَنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُغْسِلُ النَّمْيَ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ فِي ذَلِكَ الثَّوْبِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى آثَرِ الْغَسْلِ فِيهِ.

۶۷۳- عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ ابْنَ أَبِي زَائِدَةَ حَدَّثَنِيهِ كَمَا قَالَ ابْنُ بِشْرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُغْسِلُ النَّمْيَ وَأَنَّ ابْنَ الْمُبَارَكِ وَعَبْدَ الْوَاحِدِ قَبِي حَدِيثَهُمَا قَالَتْ كُنْتُ أَغْبِضُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۷۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شِهَابٍ الْحَوَّلَانِيِّ قَالَ كُنْتُ نَازِلًا عَلَى عَائِشَةَ فَاخْتَلَعْتُ فِي ثَوْبِي فَعَمِيشْتُهُمَا فِي الْمَاءِ فَرَأَيْتَنِي حَارِيَةً لِعَائِشَةَ

(۶۷۳) یعنی اگر کپڑے میں مٹی لگ جائے تو اسے کپڑے کا دھونا اور غوطہ دینا ضروری نہیں صرف اسے مقام کو دھو ڈالے جہاں مٹی لگی ہو۔ نووی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے آدمی کی مٹی میں تو مالک اور ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ نجس ہے مگر ابو حنیفہ کے نزدیک اگر مٹی خشک ہو تو اس کا مل ڈالنا کافی ہے اور یہی ایک روایت ہے احمد سے اور امام مالک کے نزدیک ہر حال میں اس کا دھونا ضروری ہے اور یحییٰ نے کہا کہ مٹی جس سے لیکن مٹی بھرے اگر کوئی نماز پڑھے تو نماز کا لوٹنا ضروری نہیں اور حسن نے کہا کہ اگر کپڑے میں مٹی بھری ہو اور اس سے نماز پڑھے تو نماز کا لوٹنا ضروری نہیں اگرچہ مٹی کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو لیکن اگر بدن میں لگی ہو تو نماز کا لوٹنا ضروری ہے اگرچہ مٹی تھوڑی ہو۔ اور بہت سے علماء اس طرف گئے ہیں کہ مٹی پاک ہے اور یہی مروی ہے حضرت علیؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ اور عمروؓ اور عائشہؓ سے اور ذاکرؓ اور احمدؓ سے صحیح روایت میں اور یہی مذہب ہے شافعی اور احمدیہ کا اور جس نے کہا کہ مٹی کی طہارت صرف شافعی کا قول ہے اس نے غلطی کی۔ اب جو لوگ نجس کہتے ہیں ان کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں مٹی دھوئے گا ذکر ہے اور جو پاک کہتے ہیں ان کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں کھرج ڈالنے کا ذکر ہے کہ مٹی نجس ہوتی تو اس کا ملنا اور کھرج ڈالنا کافی نہ ہوتا جیسے خون کا ملنا اور کھرج ڈالنا کافی نہیں اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ دعوت کی تہ

بیان کیا انھوں نے مجھے بلا بھیجا اور پوچھا ان کپڑوں کو تم نے کیوں ڈھوپا؟ میں نے کہا خواب میں میں نے وہ دیکھا جو سونے والا دیکھتا ہے (مراد احتلام ہے)۔ انھوں نے کہا کپڑوں میں تو نے کچھ اثر پایا؟ میں نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا اگر کپڑوں میں تو کچھ دیکھتے تو اس کا دھو ڈالنا کافی تھا اور میں تو رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے سوکھی مٹی اپنے ناخنوں سے چھیل ڈالتی۔

فَأَعْبَرَهَا فَبَعَثَتْ إِلَيَّ عَائِشَةُ فَقَالَتْ مَا خَلَلْتُكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ بِمَوْتَيْكَ قَالَ قُلْتُ رَأَيْتُ مَا يَرَى النَّاسُ فِي مَنَابِهِ قَالَتْ هَلْ رَأَيْتُ فِيهِمَا شَيْئًا قُلْتُ لَا قَالَتْ فَلَوْ رَأَيْتُ شَيْئًا غَسَلْتَهُ لَقَدْ رَأَيْتَنِي وَإِنِّي لَأَخُحُّهُ مِنْ تَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْبَسَا بَطْفَرِي

باب: خون کی نجاست اور اس کے دھونے کا بیان

بَابُ نَجَاسَةِ الدَّمِ وَكَيْفِيَةِ غَسْلِهِ

۶۷۵- ۱- اسلم سے روایت ہے ایک عورت آنی رسول اللہ ﷺ کے پاس اور اس نے کہا ہم میں سے کسی کو کپڑے میں حیض کا خون لگ جاتا ہے وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا پہلے اس کو کھرچ ڈالے پھر پانی ڈال کر ملے پھر دھو ڈالے پھر اس کپڑے میں نماز پڑھے۔

۶۷۵- عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ حَاضَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ إِبْذَنَانَا يُعِيبُ تَوْبَتَهَا مِنْ دَمِ الْخَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهِ قَالَ ((تَخْشَعُهُ ثُمَّ تَقْرَضُهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ تَتَضَخُّهُ ثُمَّ تَصْنَعُ فِيهِ))

یہ روایت محمول ہے احتجاب اور صفائی پر یعنی دھو ڈالنا بہتر ہے یہ تو آدمی کی مٹی کا تھم ہو اب ہمارے اصحاب کا ایک قول ضعیف ہے اور وہ یہ کہ مٹی عورت کی نجس ہے اور مرد کی پاک ہے اور ایک قول اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے کہ دونوں کی مٹی نجس ہے اور ٹھیک یہی ہے کہ مرد اور عورت دونوں کی مٹی پاک ہے اور جب مٹی پاک ہوئی تو اس کا کھانا درست ہے یا نہیں اس میں دو قول ہیں صحیح یہ ہے کہ درست نہیں ہے کیونکہ طبیعت اس سے ٹھن کر رہی ہے تو وہ خیانت میں داخل ہیں جو حرام ہیں اب مٹی اور جانوروں کی توکتے اور سوری مٹی تو نجس ہے بلا خلاف۔ اور جانوروں کی مٹی میں ٹھن کر رہی ہے صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہیں خواہ اس جانور کا گوشت حلال ہو یا نہ ہو۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ نجس ہے مطلقاً تیسرا قول یہ ہے کہ جس جانور کا گوشت حلال ہو اس کی مٹی پاک ہے اور جس جانور کا گوشت حرام ہے اس کی مٹی بھی ناپاک ہے۔

نووی نے کہا حضرت عائشہؓ کی اس حدیث سے لوگوں نے دلیل قائم کی ہے کہ عورت کی فرج کی رطوبت پاک ہے اور صحیح بھی یہ ہے اور انھوں نے یہ کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا احتلام تو ہوا محال تھا کیونکہ احتلام شیطان کے فریب سے ہوتا ہے جو اب جو مٹی رسول اللہ پر ہوگی وہ ضرور جماع کی وجہ سے ہوگی اور جماع میں مٹی فرج کی رطوبت کے ساتھ شریک ہوتی ہے اور جو لوگ فرج کی رطوبت کو نجس کہتے ہیں انھوں نے دو جواب دیے ہیں ایک یہ کہ احتلام ہمیشہ شیطان کے فریب سے نہیں ہوتا بلکہ جب بدن میں اعتدال سے زیادہ مٹی پیدا ہو جاتی ہے تو طبیعت اس کو دفع کرتی ہے۔ دوسرے یہ کہ احتمال ہے کہ یہ مٹی مقامات جماع یعنی بوسہ اور مساس اور مباشرت سے لگی ہو۔ اسی

(۱۷۵) نووی نے کہا اس حدیث سے نکلا ہے کہ نجاست کا پانی سے دھونا واجب ہے اور کوئی کسی اور دوسری چیز سے دھوے سرکہ وغیرہ سے تو جائز نہ ہو گا اور خون نجس ہے باجماع اہل اسلام اور نجاست کے دھونے میں صاف کرنا اس کا ضروری ہے حد کی شرط نہیں ہے۔ اگر نجاست مٹی ہے جو آٹھ سے دکھائی نہیں دیتی جیسے چیشاب وغیرہ اس کا دھونا ایک بار واجب ہے اور دوسری تیسری بار مستحب ہے اور نجاست یعنی جو آٹھ سے دکھائی دیتی ہے جیسے خون وغیرہ تو اس کا دھونا واجب ہے کہ نجاست زائل ہو جائے اب بعد اس کے دوسری یا تیسری بار دھونا مستحب ہے اور کپڑے کا نچوڑنا دھرنے کے بعد شرط نہیں ہے صحیح قول کے موافق۔ اب اگر نجاست یعنی کے دھونے کے بعد اس کا کھ

۶۷۶- عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ.

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى نَجَاسَةِ الْبَوْلِ وَوُجُوبِ الْاسْتِزَاءِ مِنْهُ

۶۷۷- عَنْ أَبِي عُبَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ ((أَمَّا إِنَهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يُمَسِّسُ بِالْأَيْمِيَّةِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَبْرِئُ مِنْ بَوْلِهِ)) قَالَ فَدَعَا بِعَبْسِيٍّ رَطْبٍ فَشَفَعَهُ بَالْتَيْنِ ثُمَّ غَسَّسَ عَلَى هَذَا

تہ رنگ رہ جائے تو کچھ قباحت نہیں البتہ اگر اس کا مزہ باقی رہے تو وہ کپڑا جس سے اور مزہ دور کرنا ضروری ہے اور جو بواقی رہے تو اس میں دو قول ہیں صحیح یہ ہے کہ وہ پاگ ہو جائے گا۔ اتنی مختصراً

(۶۷۷) بخاری کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اور وہ بڑا گناہ ہے پھر یہ جو فرمایا بڑے گناہ پر نہیں اس سے یہ غرض ہو گی کہ ان کے دانست میں بڑا گناہ نہ تھا یا یہ مطلب ہے کہ اس گناہ سے باز رہنا ان پر مشکل نہ تھا اور قاضی عیاض نے ایک تیسری تاویل کی ہے وہ یہ ہے کہ بڑے سے بڑا گناہ نہ تھا اس سے یہ مطلب ہے کہ عذاب کچھ بڑے سے بڑے گناہ پر منحصر نہیں بلکہ چھوٹے گناہ پر بھی ہوتا ہے اور اس گناہ کے بڑے ہونے کا یہ سبب ہے کہ پیشاب سے جب پرہیز نہ کیا تو نماز باطل ہوئی اور نماز کا ترک کبیرہ گناہ ہے اسی طرح چھل خوری اور قساد سب سے بدتر گناہ ہے۔ (نووی)

آپ نے ہر ایک قبر پر ایک ایک مٹی گاڑ دی شاید انکے سوکنے تک عذاب ہلکا ہو دے۔ نووی نے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ نے ان دونوں کی سفارش کی تو وہ سفارش قبول ہوئی۔ اس طرح سے کہ انکے عذاب سے کم کرنے کا حکم ہوا انہی کے سوکنے تک اور شاید آپ دعا کرتے ہوں ان کے لیے مٹیوں کے خشک ہونے تک اور احتمال ہے کہ ہری مٹیوں کا تسبیح کہتی ہوں اس وجہ سے عذاب کی کمی ہو اور جب سوکھ جائیں تو تسبیح موقوف ہو جاتی ہو کیونکہ وہ ان من شنی الا یسبح بحمدہ سے اکثر مفسرین کے نزدیک وہی شے مراد ہے جو زمرہ ہو اور کلزی اور چمر کی زندگی جب تک ہے کہ وہ کالے نہ چاویں اور محققین علماء کا یہی قول ہے کہ آیت عام ہے اور ہر ایک چیز چھینا تسبیح کرتی ہے اور بعضوں نے کہا کہ ہر چیز اپنی صورت اور سیرت اور اوصاف اور تاثیرات کی وجہ سے اپنے صانع کی قدرت پر دلالت کرتی ہے اور یہی اس کی تسبیح ہے۔

برگ درختیں ہر در نظر ہشدار

ہر درخت و فترت معرفت کردگار

اور اس حدیث سے علماء نے یہ بات نکالی ہے کہ قبر کے پاس قرآن پڑھنا مستحب ہے اس لیے کہ جب ہری شاخ سے عذاب کی کمی ہو تو قرآن کی برکت سے ضرور عذاب میں کمی ہوگی اور بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ بریدہ بن حبیب اسلمی نے وصیت کی

وَاجِدًا وَعَلَىٰ هَذَا وَاجِدًا ثُمَّ قَالَ ((لَعَلَّهُ أَنَا يُخَفِّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَتَبَسَا))۔
 ۶۷۸- عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((وَكَانَ الْآخِرُ لَا يَسْتَنْزِعُهُ عَنْ الْبَوْلِ أَوْ مِنَ الْبَوْلِ))۔
 فرمایا شاید جب تک یہ ٹہنیاں نہ سوکھیں اس وقت تک ان کا عذاب ہلکا ہو جائے۔
 ۶۷۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ جو دوسرا شخص تھا وہ پیشاب سے پرہیز نہ کرتا تھا۔



حکم کی تھی کہ میری قبر میں دوہری شاخیں رکھ دی جائیں اور شاید انھوں نے تبر کا رسول اللہ کے فعل کو دیکھ کر یہ وصیت کی۔ خطابی نے انکار کیا اس فعل کا جو لوگ قبروں پر کیا کرتے ہیں یعنی پھول اور شاخیں ڈالنے کا اور کہا اس کی کوئی اصل نہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ قبر کا عذاب حق ہے اور معتزلہ نے اس کے خلاف کیا ہے اور پیشاب نجس ہے اور چٹل خوری حرام ہے جب فساد کی نیت سے ہو اور جو کسی مسلمان کا ضرر سے بچنا منظور ہو تو ثواب ہے وہ چٹل خوری میں داخل نہیں۔ اتنی ہی زیادہ۔

کِتَابُ الْحَيْضِ

حیض کا بیان ۱

بَابُ مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ فَوْقَ الْبِازَارِ باب: تہبند کے اوپر حائضہ عورت سے مباشرت کرنا
 ۶۷۹- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَمَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَأْتِرُ بِإِزَارٍ ثُمَّ يُبَاشِرُهَا.

۶۸۰- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَمَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَأْتِرَ فِي فَوْدٍ حِصْصِيهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا.

۱۔ حیض کے معنی لغت میں بہا اور اصطلاح میں اس خون کو کہتے ہیں جو بالغ عورت کے رحم سے بہتا ہے۔ عین دنوں میں اور استحاضہ وہ خون ہے جو بے وقت عادت کے خلاف آوے۔

(۶۷۹) ☆ یعنی لپٹنے اس سے اور مس اس کرتے اور بوسے لیتے پر جمنا نہ کرتے کیونکہ حیض میں جمنا حرام ہے باجماع اہل اسلام اور اگر کوئی اس کو حلال جانے تو وہ کافر مرتد ہے۔ اس لیے کہ اس کی حرمت قرآن سے ثابت ہے اور جو کوئی حلال نہ جانے اور بھول سے پانادانت ایسا کام کرے تو اس پر گناہ ہے نہ کفارہ اور اگر جان بوجھ کر کرے تو گناہ کبیرہ ہے اور کفارہ واجب نہیں۔ مالک اور ابو حنیفہ اور احمد اور شافعی کا ایک روایت میں یہی قول ہے اور جمہور سلف نے اسی کو اختیار کیا ہے جیسے عطاء اور ابن ابی ملیکہ اور شعبہ اور قتیبہ اور زہری اور ابو الزناد اور ربیعہ اور حماد بن ابی سلمہ اور ابویہ خثیمانی اور سفیان ثوری اور لیث بن سعد اور ایک قول یہ ہے کہ اس پر کفارہ واجب ہے اور یہی مروی ہے حضرت ابن عباسؓ اور حسن بصریؓ اور سعید بن جبیرؓ سے اور یہی قول ہے قتادہ اور اوزاعیؓ اور اسحاقؓ کا اور احمد کا ایک روایت میں۔ اب اختلاف کیا ہے ان لوگوں نے کفارہ میں تو حسن اور سعیدؓ نے کہا کہ کفارہ ایک بردے کا آزاد کرنا ہے اور باقی لوگوں نے کہا وہ ایک دینار یا آدھا دینار صدقہ دینا ہے اور دلیل ان کی ابن عباسؓ کی حدیث ہے مرفوع جو شخص اپنی عورت سے جمنا کرے حیض کی حالت میں وہ ایک دینار صدقہ دیوے یا آدھا دینار لیکن یہ حدیث ضعیف ہے۔ بالفاظ حفاظ ائمہ

(۶۸۰) ☆ یعنی نفس پر قابو رکھنا اور اپنی خواہش کو بے موقع روکنا۔ ہر شخص کا کام نہیں البتہ رسول اللہؐ میں یہ قدرت تھی اس لیے جس شخص سے مہر نہ ہو سکے اس کو بھی بہتر ہے کہ حائضہ سے مباشرت بھی نہ کرے۔ ایسا نہ ہو کہ غلبہ شہوت میں جمنا کر بیٹھے اور گنہگار ہو۔ نودی نے کہا مباشرت ایک تو جمنا کے معنی میں ہے وہ حیض کی حالت میں حرام ہے جیسے اوپر گزرا اور ایک مباشرت یہ ہے کہ ناف کے اوپر اور گھٹنوں سے نیچے مباشرت کرے ذکر سے یا بوسہ سے یا چھانہ سے یا مس کرے یہ حلال ہے حیض کی حالت میں۔۔۔ بالفاظ علماء اور وہ جو عیدہ سلمانی سے منقول ہے کہ اس قسم کی مباشرت بھی حیض کی حالت میں درست نہیں تو یہ شاذ ہے مگر ہے اس کو کسی نے قبول نہیں کیا اور اگر

حضرت عائشہؓ نے کہا تم میں سے کون اپنی خواہش اور ضرورت پر اس قدر اختیار رکھتا ہے جیسا رسول اللہ ﷺ رکھتے تھے۔

۶۸۱- ام المومنینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی عورتوں سے مباشرت کرتے تھے ازار کے اوپر اور وہ حائضہ ہوتیں۔

باب : حائضہ عورت کے ساتھ ایک چادر

میں لیٹنا

۶۸۲- ام المومنینؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ لیٹتے اور میں حائضہ ہوتی اور میرے اور آپ کے بیچ میں ایک کپڑا حائل ہوتا۔

۶۸۳- ام المومنینؓ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیٹی ہوئی تھی چادر میں دفعتاً مجھے حیض آیا میں کھسک گئی اور اپنے کپڑے اٹھالے حیض کے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے حیض آیا؟ میں نے کہا ہاں آپ نے مجھے بلایا پھر میں آپ کے ساتھ لیٹی اسی چادر میں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے جنابت سے۔

قَالَتْ وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ بَرْتَهُ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ بَرْتَهُ.

۶۸۱- عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ بَرْتَهُ نِسَاءَهُ فَوْقَ الْإِزَارِ وَهُنَّ حَيَضُ.

بَابُ الْإِصْطِجَاعِ مَعَ الْحَائِضِ فِي

لِحَافٍ وَاحِدٍ

۶۸۲- عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضْطَجِعُ مَعِي وَأَنَا حَائِضٌ وَبَيْنَهُ نَوْبٌ.

۶۸۳- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ يَتِيمَا أَنَا مُضْطَجِعَةٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْحَمِيلَةِ إِذْ حِضْتُ فَأَنْتَلَسْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيضَتِي فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَتَيْسَتْ)) قُلْتُ نَعَمْ فَذَعَانِي فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْحَمِيلَةِ قَالَتْ وَكَذَنْتُ هِيَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلَانِ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ مِنَ الْحَنَابَةِ.

لہ ثابت بھی ہو تو مرد وہ ہے بدلیل احادیث صحیحہ کے جن کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ازار سے اوپر مباشرت کرتے تھے اور ایک مباشرت یہ ہے کہ گھٹنے اور ٹانف کے بیچ میں مباشرت کرے لیکن سوا قفل اور در کے اور مقاموں میں اس میں تین قول ہیں صحیح یہ ہے کہ حرام ہے اب یہ حرمت مجددہ ہے۔۔۔ جہاں حیض بند ہو اور عورت نے غسل کر لیا یا نجس کر لیا تو ہر طرح کی مباشرت حلال ہو جاوے گی تیار اور مالک اور احمد کا ہند یہی ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک اگر دس روز میں حیض بند ہوا تو غسل سے پہلے بھی مباشرت حلال ہے۔ ابھی مختصر۔

(۶۸۳) بخاری نوٹی نے کہا اس حدیث سے یہ لگتا ہے کہ حائضہ کے ساتھ سونا جائز ہے۔ اسی طرح اس کے ساتھ ایک چادر میں لیٹنا بشرطیکہ بدن سے بدن نہ ملے، ٹانف اور زانوؤں کے نیچے یا صرف فرج نہ ملے۔ علاوہ کہ حائضہ کے ساتھ لیٹنا اور اس کا بوسہ لینا درست ہے اسی طرح مساس کرنا ٹانف کے اوپر اور زانوؤں کے نیچے اور حائضہ عورت کا ہاتھ نہیں ہے وہ پانی اور ہر ایک رواں چیز میں ہاتھ ڈال سکتی ہے اپنے خاندان کا مرد دھو سکتی ہے، کلہی کر سکتی ہے، کھانا پکا سکتی ہے اس کا جو قصار پسینہ دونوں پاک ہیں اور ان میں جڑے کرے کھاسا پر اجماع ہے علاوہ کا۔ ابھی۔

اس باب میں یہ بیان ہے کہ حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے اس کے سر میں کنگھی کر سکتی ہے اس کی گود میں تکیہ لگا کر بیٹھنا اور قرآن پڑھنا درست ہے۔

۶۸۴- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کرتے تو اپنا سر میری طرف جھکا دیتے میں اس میں کنگھی کر دیتی اور آپ گھر میں تشریف نہ لاتے (مسجد سے) مگر ضروری حاجت (پیشاب پاندہ وغیرہ) کے واسطے۔

۶۸۵- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں (جب) اعتکاف میں ہوتی (گھر میں جاتی حاجت کے واسطے اور چلتے چلتے جو کوئی گھر میں بیمار ہو تا اس کو بھی پوچھ لیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں رہ کر اپنا سر میری طرف ڈال دیتے میں اس میں کنگھی کر دیتی اور آپ گھر میں نہ جاتے مگر حاجت کے لیے جب اعتکاف میں ہوتے۔ ابن ربیع نے کہا جب کہ وہ سب اعتکاف میں ہوتے۔

۶۸۶- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ اعتکاف میں ہوتے تو مسجد کے باہر اپنا سر نکال دیتے میں آپ کا سر دھو دیتی حالانکہ میں حائضہ ہوتی۔

۶۸۷- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اپنا سر میرے نزدیک کر دیتے اور میں حجرہ میں ہوتی پھر میں کنگھی کرتی آپ کے سر میں اور میں حائضہ ہوتی۔

۶۸۸- ام المومنین حضرت عائشہ نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کا

بَابُ جَوَازِ غَسْلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا وَتَرْجِيلِهِ وَطَهَارَةَ سُورِهَا وَالْإِتِّكَافِ فِي حَجْرِهَا وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِيهِ

۶۸۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اعتكف يُذْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ فَأَرْجُلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ

۶۸۵- عَنْ عُمَرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ إِنْ كُنْتُ لَا أَدْخُلُ الْبَيْتَ لِلْحَاجَةِ وَالْمَرِيضِ فِيهِ فَمَا أَسْأَلُ عَنْهُ إِلَّا وَأَنَا مَارَةٌ وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيَدْخُلَ عَلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَرْجُلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا وَ قَالَ إِنْ رُمِعَ إِذَا كَانُوا مُعْتَكِفِينَ.

۶۸۶- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُخْرِجُ إِلَيَّ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُحْتَاطِرٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ.

۶۸۷- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُذْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ وَأَنَا فِي حَجْرَتِي فَأَرْجُلُ رَأْسَهُ وَأَنَا حَائِضٌ.

۶۸۸- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُ رَأْسَ

(۶۸۴) نوٹ کرتے ہیں کہ اس حدیث سے چند فائدے اعتکاف کے معلوم ہوئے جن کا ذکر انشاء اللہ اعتکاف کے باب میں آئے گا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اعتکاف کرنے والا اپنے بدن کا کوئی حصہ پیچھے یا تھمے یا پاؤں یا سر مسجد سے باہر نکالے تو اس کا اعتکاف باطل نہ ہو گا اور جو شخص حلق کرے اس بات کی کفلاں گھر میں نہ جائے گایا فلاں گھر سے نہ نکلے گا پھر اپنے بدن کے کسی حصہ کو اس کے اندر کرے یا اس میں سے نکالے تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خاوند اپنی بیوی سے خدمت لے سکتا ہے پکانے اور نہانے دھونے میں بشرطیکہ وہ راضی ہو۔

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ. سر دھوئی اور میں حائضہ ہوتی۔

۶۸۹- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((تَأْوِيلِي الْخُمُورَةِ مِنَ الْمَسْجِدِ)) قَالَتْ فَقُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ ((إِنَّ حَيْضَتَكَ لَيْسَتْ فِي يَدِكَ))۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا مجھے جائز اٹھانے کے مسجد سے۔ میں نے کہا میں حائضہ ہوں۔ آپ نے فرمایا حیض تیرے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔

۶۹۰- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَأْوِلَهُ الْخُمُورَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ ((تَأْوِيلُهَا فَإِنَّ الْخُمُورَةَ لَيْسَتْ فِي يَدِكَ))۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے حکم دیا جائز اٹھانے کے اٹھالینے کا مسجد سے میں نے کہا میں حیض سے ہوں۔ آپ نے فرمایا اٹھانے کے حیض تیرے ہاتھ میں توڑی ہے۔

۶۹۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ يَسْتَأْذِنُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ ((يَا عَائِشَةُ تَأْوِيلِي الثُّوبِ)) فَقَالَتْ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ ((إِنَّ حَيْضَتَكَ لَيْسَتْ فِي يَدِكَ)) قَالَتْهُ۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ میں تھے اسے میں آپ نے فرمایا عائشہ مجھ کو کپڑا اٹھانے انھوں نے کہا میں حائضہ ہوں۔ آپ نے فرمایا تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے پھر انھوں نے کپڑا اٹھادیا۔

۶۹۲- ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ میں پانی پیتی تھی پھر پی کر برتن رسول اللہ ﷺ کو دیتی آپ اسی جگہ منہ رکھتے جہاں میں نے رکھ کر پیا تھا اور پانی پیتے حالانکہ میں حائضہ ہوتی اور میں ہڈی نوچتی پھر رسول اللہ ﷺ کو دے دیتی آپ اسی جگہ منہ لگاتے جہاں میں نے لگایا تھا۔

۶۹۳- ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ میری گود میں گھیر لگاتے اور قرآن پڑھتے اور میں حائضہ ہوتی۔

۶۹۴- انس سے روایت ہے یہود میں جب کوئی عورت حائضہ ہوتی تو اس کو اپنے ساتھ نہ کھلاتے نہ گھر میں اس کے ساتھ رہتے

(۶۸۹) ☆ حدیث میں غمرہ کا لفظ ہے اکثر علماء نے کہا کہ غمرہ وہ ذرا سا کڑا ہے جو بے وغیرہ کا جس پر جمہ کیا جاوے اور خطائی نے کہا غمرہ سے مراد جائز ہے اور یہ جو فرمایا تیرا حیض ہاتھ میں نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تو مسجد کے باہر رہا تجھ اندر کر کے بوریا گھسیت لے اور ہاتھ اندر لے جانے میں کوئی قحاح نہیں اگرچہ تو حیض سے ہے۔

(۶۹۴) ☆ آپ ان کی بات پر صرف غصہ ہوئے تھے ان کی ذات پر کوئی غصہ نہ تھا آخر وہ مسلمان تو تھے انھوں نے اسلام کی حرارت لے

رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے آپ سے اس مسئلہ کو پوچھا جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ویسلونک عن المہیض آخر تک یعنی پوچھتے ہیں تم کو حیض سے تم کہہ دو حیض پلید ہے تو جدا رہو عورتوں سے حیض کی حالت میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب کام کرو سوا جماع کے۔ یہ خبر یہود کو پہنچی انھوں نے کہا یہ شخص (یعنی محمد) چاہتا ہے کہ ہر بات میں ہمارا خلاف کرے یہ سن کر اسید بن خضیر اور عباد بن بشر آئے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہود ایسا کیا کہتے ہیں۔ ہم حاضرہ عورتوں سے جماع کیوں نہ کریں؟ (یعنی جب یہود ہماری مخالفت کو برا جانتے ہیں اور اس سے جلتے ہیں تو ہم کو بھی اچھی طرح خلاف کرنا چاہیے۔ یہ سنتے ہی رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا) ان کے یہ کہنے سے کہ ہم جماع کیوں نہ کریں آپ کو برا معلوم ہوا کس لیے کہ خلاف قرآن کے ہے) ہم یہ سمجھ کے آپ کو ان دونوں شخصوں پر غصہ آیا وہ اٹھ کر باہر نکلے اتنے میں کسی نے آپ کو دودھ بھیجا تھک کے طور پر آپ نے ان دونوں کو پھر بلا بھیجا اور دودھ پلایا جب ان کو معلوم ہوا کہ آپ کا غصہ ان کے اوپر نہ تھا۔

باب: ہندی کا بیان

۶۹۵۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میری ہندی بہت نکلا کرتی تھی میں نے شرم کی رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے میں کیونکہ آپ کی صاحبزادی میرے نکال میں تھیں۔ میں نے مقداد بن اسودؓ سے کہا انھوں نے پوچھا آپ نے فرمایا پنے کر کو دھو ڈالے اور وضو کرے۔

۶۹۶۔ حضرت علیؓ نے کہا مجھے شرم آئی ہندی کا مسئلہ پوچھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے بوجہ قاطعہ کے۔ میں نے مقدادؓ سے کہا انھوں

الثبوت فَمَسَّالْ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَانَزَلِ اللَّهُ تَعَالَى وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَهِيضِ قُلْ هُوَ أَذَى فَأَعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَهِيضِ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اضْبَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا التَّحَاكُ)) فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ الْيَهُودُ فَقَالُوا مَا يُرِيدُ هَذَا الرَّجُلُ أَنْ يَدْعَ مِنْ أَمْرِنَا شَيْئًا إِلَّا خَالَفَنَا فِيهِ فَجَاءَ أُسَيْدُ بْنُ خَضِيرٍ وَعَبْدُ بْنُ بَشْرٍ فَقَالَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْيَهُودَ يَقُولُونَ كَذِبًا وَكَذَا فَلَا نَحْمِلُهُمْ فَغَضِبَ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى طَلَسْنَا أَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا فَعَرَجَا فَاسْتَقْبَلَهُمَا حَدِيثُهُ مِنْ نَبِيِّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ فِي أَتَابِهِمَا فَسَقَاهُمَا فَعَرَفَا أَنْ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا.

بَابُ الْمَذْيِ

۶۹۵۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً وَكُنْتُ أَسْتَحْجِي أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ الْبَيْتِ فَأَمَرْتُ الْمُقَدَّادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَمَسَّالَهُ فَقَالَ ((يَغْسِلُ ذِكْرَهُ وَيَتَوَضَّأُ)).

۶۹۶۔ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ اسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذْيِ مِنْ

میں سے یہود سے جل کر یہ بات کہہ دی جو قرآن کے خلاف تھی۔

۱۔ ہندی ایک سفید رقی پانی ہے جو شہوت کے وقت نکلتا ہے اس کے نکلنے کے بعد شہوت کم نہیں ہوتی اور کبھی اس کا نکلا محسوس نہیں ہوتا اور مرد اور عورت دونوں میں یہ پانی نکلتا ہے بلکہ عورتوں میں زیادہ۔ (نووی)

نے پوچھا آپ نے فرمایا مذی نکلنے سے وضو لازم آتا ہے (مسئل ضروری نہیں)۔

۶۹۷- عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے مقداد کو بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انھوں نے پوچھا اگر کسی آدمی کی مذی نکلے تو وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا کہ وضو کر ڈالے اور شرم گاہ دھو ڈالے۔

باب: سونے سے اٹھ کر منہ ہاتھ دھونے کا بیان

۶۹۸- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے تو حاجت سے فارغ ہوئے پھر منہ اور ہاتھ دھوئے پھر سو رہے۔

باب: جنبی کو سونا درست ہے لیکن وضو کرنا اور شرم گاہ دھولینا کھاتے اور پیتے اور سوتے اور جماع کرتے وقت مستحب ہے

۶۹۹- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب سونے کا قصد کرتے اور آپ جنبی ہوتے تو وضو کر لیتے جیسے نماز کے لیے کرتے ہیں سونے سے پہلے۔

أَجَلٍ فَاطْمَةُ فَأَمَرَتْ الْيَقْدَادُ فَسَأَلَتْ فَقَالَ ((مِنْهُ الْوَضُوءُ))۔

۶۹۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَرْسَلْنَا الْيَقْدَادُ بْنَ الْأَسَدِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ الْمَذْيِ يَخْرُجُ مِنَ الْإِنْسَانِ كَيْفَ يَفْعَلُ بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَوَضَّأَ وَانْضَحَ فَرَجَلَهُ))۔

بَابُ غَسْلِ الْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ إِذَا اسْتَقْبَطَ مِنَ النَّوْمِ

۶۹۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ

بَابُ جَوَازِ نَوْمِ الْجُنُبِ وَاسْتِحْبَابِ الْوَضُوءِ لَهُ وَغَسْلِ الْفَرْجِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ أَوْ يَنَامَ أَوْ يُجَامِعَ

۶۹۹- عَنْ غَابِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ

(۶۹۷) ہذا نووی نے کہہ علماء نے اتفاق کیا ہے اس امر پر کہ مذی نکلنے سے غسل لازم نہیں آتا لیکن وضو لازم آتا ہے ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اور ان حدیثوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ مذی جس سے اسی واسطے آپ نے ذکر دھونے کا حکم کیا اور مرد ذکر کے دھونے سے یہ ہے کہ جس قدر ذکر میں لگ گئی ہو اتنی دھو دے نہ کل ذکر کو۔ شافعی اور جمہور علماء نے ایسا ہی کیا ہے اور مالک اور احمد سے منقول ہے کہ سارے ذکر کو دھو دے اور یہ بھی لکھا ہے کہ سوائے پیشاب اور پختانہ کے اور نہجا ستون میں جیسے مذی اور خون وغیرہ دھیلے سے پاک کرنا کافی نہیں بلکہ پانی سے طہارت کرنا چاہیے اور یہی صحیح ہے اور ایک قول یہ ہے کہ دھیلے سے پاک کرنا درست ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ دھال کو اپنے خسر یا ساس یا سارے سے جماع کے متعلق باتیں کرنا آداب کے خلاف ہے۔ (اتحیی مختصر)

(۶۹۸) ہذا نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کو جاگنے کے بعد پھر سو رہنا مکروہ نہیں ہے اور سلف کے بعض زہاد نے اس کو مکروہ کہا ہے اس خیال سے کہ آنکھ نہ کھلے اور رات چھوڑ دو عقیقہ میں ناغہ ہو جاوے اور رسول اللہ کو اس بات کا ذرا نہ تھا۔

۷۰۰- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ حُبْنًا فَأَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلْمَلَأَةِ.

۷۰۱- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کا قصد کرتے اور آپ جنبی ہوتے اور کھانا یا سونا چاہتے تو وضو کر لیتے جیسے نماز کے لیے کرتے تھے۔

۷۰۲- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۷۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَ حَدَّثَنَا غَيْبُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهِذَا الْإِسْنَادِ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى فِي حَدِيثِهِ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ يُحَدِّثُ.

۷۰۲- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ أَحَدُنَا وَهُوَ حُنْبٌ قَالَ ((نَعَمْ إِذَا قَوَّضًا)).

۷۰۳- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ يَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ حُنْبٌ قَالَ ((نَعَمْ لَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ لَيَنْمَ حَتَّى يَغْتَسِلَ إِذَا شَاءَ)).

۷۰۴- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تَصَبَّهَ حَنَابَةً مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَوَضَّأَ وَاغْتَسَلَ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمَ)).

۷۰۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ وَتَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قُلْتُ كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ فِي الْحَنَابَةِ أَكَانَ يَغْتَسِلُ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ أَمْ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ قَالَتْ كُلُّ ذَلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ وَبِمَا اغْتَسَلَ فَنَامَ وَبِمَا تَوَضَّأَ فَتَنَامَ قُلْتُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً.

۷۰۲- ابن عمر سے روایت ہے عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! اگر ہم میں سے کوئی سونا چاہے اور وہ جنبی ہو؟ آپ نے فرمایا وضو کرے پھر سو سکتا ہے۔

۷۰۳- ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا اگر کوئی ہم میں سے جنبی ہو تو وہ سو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں وضو کر لے پھر سو رہے اور جب چاہے غسل کر لے۔

۷۰۴- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ان کو جنابت ہوتی ہے رات کو آپ نے فرمایا وضو کر لے اور ذکر کو دھو ڈال پھر سو رہے۔

۷۰۵- عبد اللہ بن ابی قیس سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے بارے میں پھر بیان کیا حدیث کو یہاں تک کہ میں نے کہا آپ جنابت میں کیا کیا کرتے تھے آیا غسل سے پہلے سو رہتے تھے؟ انھوں نے کہا آپ دونوں طرح کرتے کبھی غسل کر لیتے پھر سوتے اور کبھی وضو کر کے سو رہتے۔ میں نے کہا شکر خدا کا جس نے تمہاری اس بات میں سہولت رکھی امر میں۔

- ۷۰۶- عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مَقْلُودٌ. ۷۰۷- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ أَهْلُهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَفْعُوَ فَلْيَتَوَضَّأْ)) زَادَ أَبُو بَكْرِ فِي حَدِيثِهِ بَيْنَهُمَا وَضُوءًا وَقَالَ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُعَاوِدَ. ۷۰۸- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ يَغْسِلُ وَاحِدَةً. باب وجوب الغسل على المرأة بغرور المني منها
- ۷۰۹- عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَتْهُمُ امْرَأَتَانِ وَهِيَ حَدَثَةٌ يَسْخَرُ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَهُ وَعَائِشَةُ عِنْدَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْفَرْأَةُ تَرَى مَا يَرَى الرَّحْلُ فِي الْفَتَمِ فَتَرَى مِنْ نَفْسِهَا مَا يَرَى الرَّحْلُ مِنْ نَفْسِهِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا أُمَّ
- ۷۰۶- یہ حدیث بھی دیکھی ہے جیسے اوپر گزری ہے۔ ۷۰۷- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنی بی بی سے صحبت کرے پھر دوبارہ کرنا چاہے تو وضو کر لے۔ ۷۰۸- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب عورتوں کے پاس آئے ایک ہی غسل سے۔ باب: اگر عورت کی منی نکلے تو اس پر غسل واجب ہے

- ۷۰۹- انس بن مالک سے روایت ہے کہ ام سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں (اور وہ ادوی تھیں اسحاق کی جو ادوی ہے اس حدیث کا انس سے) اور وہاں حضرت عائشہ بی بی تھیں انھوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ عورت اگر سونے میں ایسا دیکھے جیسے مرد دیکھتا ہے (یعنی منی کو) یہ سن کر عائشہ نے کہا ام سلمہ تو نے رسوا کر دیا عورتوں کو (اس وجہ سے کہ احتلام اسی عورت کو ہو گا جو بہت
- ۷۰۹) ☆ تووی نے کہا ماصل ان سب حدیثوں کا یہ ہے کہ جب کا کھانا اور پینا اور سونا اور جماع کرنا غسل سے پہلے درست ہے اس پر سب کا جماع ہے اسی طرح اس بات پر کہ بدن کا پھینکنا پاک ہے ان حدیثوں کی رو سے یہ امر مستحب ہے کہ کھانا پینا سونا یا جماع کرنا چاہے تو وضو کر لے اور شرمگاہ کو دھو لے اور ایسا نہ کرے تو گھر ہے اور لڑکھن جیب اور داؤد ظاہری کے نزدیک وضو واجب ہے اور ان حدیثوں سے یہ بھی نکلا ہے کہ جنابت کا غسل فی الفور واجب نہیں بلکہ جب نماز کے لیے اٹھے اس وقت واجب ہے۔ (اچھا ہاتھ دھو)
- ۷۰۹) ☆ یعنی حضرت عائشہ کا کہنا حیرت ہے کہ تھو میں منی لگے اس سے بد دعا مقصود نہ تھی نہ کوئی نیک انھوں نے نیک نبی سے یہ کلمہ کہا تھا اگرچہ اس کلمہ کا مطلب اصل یہ ہے کہ تھو پر منی ہو تو غریب ہو جاوے پر اب حادہ ہو گیا ہے عرب میں کہ یہ کلمہ اس وقت کہتے ہیں کہ جب کسی بات کو برا سمجھتے ہیں یا برا جانتے ہیں یا بھرتے ہیں یا خفا ہوتے ہیں۔

نودی نے کہا جب عورت کی منی نکلے تو اس پر غسل واجب ہے جیسے مرد پر اور علماء نے اجماع کیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے یا دخول سے اور عورت پر جنس اور نفاس سے بھی غسل واجب ہوتا ہے اور جو کوئی عورت ہے اور خون ذرا بھی نہ دیکھے تو اس پر غسل واجب ہے صحیح قول کے موافق۔ اسی طرح اگرچہ بچہ کے بدلے صرف گوشت کا تو ہمارے یا خون کی پٹکی اور جو غسل کو واجب نہیں کہتا وہ وضو واجب جانتا ہے اور امام احمد نبی ہے کہ غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے خواہ شہوت سے نکلے یا شہوت کو نہ کر نکلے یا بونہی سونے میں نکلے یا جاگنے میں معلوم ہوا اس کا نکلنا یا نامعلوم ہو عاقل ہو یا مجنون ہو۔ اور منی نکلنے سے یہ مراد ہے کہ باہر سے

سَلِمَ فَطَسَّخَتْ النِّسَاءَ تَرَبَّتْ يَمِينُكَ فَقَالَ
لِعَائِشَةَ ((بَلْ أَنْتَ فَتَرَبَّتْ يَمِينُكَ نَعَمْ
فَلْتَعْتِسِلْ يَا أُمَّ سَلِمٍ إِذَا رَأَتْ ذَلِكَ))
پر شہوت ہو اور مٹی بھی اسی کی نکلے گی) تیرے ہاتھ میں مٹی لگے
(اور یہ انھوں نے نیک بات کہی)۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ
تیرے ہاتھ میں مٹی لگے اور ام سلمہ سے فرمایا اے ام سلمہ عورت
غسل کرے اس صورت میں جب ایسا دیکھے۔

۷۱۰- عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ
أَنَّ أُمَّ سَلَمٍ حَدَّثَتْ أَنَّهَا سَأَلَتْ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ
عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا رَأَتْ ذَلِكَ الْمَرْأَةُ
فَلْتَعْتِسِلْ)) فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمٍ وَاسْتَحْيَيْتُ مِنْ
ذَلِكَ قَالَتْ وَمَلَّ يَكُونُ هَذَا فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ
((نَعَمْ فَمِنْ أَيْنَ يَكُونُ الشُّبْهَ إِنَّ مَاءَ الرَّجُلِ
غَلِيظٌ أَيْضُ وَمَاءُ الْمَرْأَةِ رَقِيقٌ أَصْفَرُ فَمِنْ
أَيِّهِمَا غَلَا أَوْ سَبَقَ يَكُونُ مِنْهُ الشُّبْهَ))
۷۱۰- قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انس بن مالک رضی
اللہ عنہ نے ان سے حدیث بیان کی کہ ام سلمہ نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر عورت خواب میں دیکھے وہ جو مرد دیکھتا
ہے؟ آپ نے فرمایا جب عورت ایسا دیکھے تو غسل کرے۔ ام سلمہ
رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے شرم آئی میں نے کہا ایسا کیا ہوتا ہے؟
(یعنی عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا بے شک ایسا ہوتا ہے ورنہ کچھ عورت کے مشابہ کیوں کر
ہوتا ہے۔ مرد کا نطفہ گاڑھا سفید ہوتا ہے اور عورت کا پتلا زرد پھر
جو اوپر جاتا ہے یا بڑھ جاتا ہے کچھ اسی کے مشابہ ہو جاتا ہے۔

ظہر نکل آوے اگر سونے میں یہ دیکھے کہ جماع کیا اور مٹی نکلی لیکن درحقیقت مٹی نہیں نکلی تو غسل واجب نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر مٹی حرکت
کرے یا باہر نہ نکلے تب بھی غسل نہیں اگر کسی کی مٹی نکلے لگے اور وہ نماز میں ہو اور کپڑے کے اوپر سے ذکر کو تمام لیوے یہاں تک کہ مٹی رک
جاوے تو اس کی نماز صحیح ہو جائے گی اور عورت کا حکم مرد کا سا ہے۔ (ابھی مختصر)
(۷۱۰) یعنی پھر مرد اور عورت دونوں کے نطفہ سے مل کر پیدا ہوتا ہے پھر جس کا نطفہ غالب ہوتا ہے کچھ اسی کی صورت ہوتا ہے اور جب
عورت کا نطفہ ہوا تو اس کا نکلنا اور احتلام ہوتا ممکن ہے۔

نوٹ: نے کہا ہے حدیث اصل عظیم سے مٹی کی مفت کے بیان میں حالت صحبت میں۔ علماء نے کہا مرد کی مٹی سفید اور گاڑھی ہوتی
ہے اور کد کر آہستہ آہستہ نکلتی ہے اور شہوت کے ساتھ نکلتی ہے اس کے نکلنے میں لذت آتی ہے اور جب نکل چکا ہے اسی وقت شہوت ضعیف
ہو جاتی ہے اور اس کی بو ایسی ہوتی ہے جیسے بھجور کے گاہر کی قریب آنے کی بو کے اور سوکھ کر بعضوں نے کہا پیسٹاب کی سی بو ہو جاتی ہے یہ تو
اصل حالت ہے مٹی کی جب مرد صبح اور سالم ہو کسی بیماری میں مبتلا نہ ہو۔ اگر بیمار ہو تو مرد کی مٹی بھی زرد اور رقیق ہو جاتی ہے یا آلات مٹی
ضعیف ہو جاتے ہیں تو وہ کد کر نہیں نکلتی بلکہ بہتی ہے بغیر لذت اور شہوت کے یا کثرت جماع سے سرخ ہو جاتی ہے بخٹی کی طرح اور کبھی
خالص خون کی طرح نکلتی ہے لیکن اگر مٹی سرخ بھی نکلے تب بھی وہ پاک ہے اور اس سے غسل واجب ہو گا اور مٹی کے تین خاصے ہیں ایک تو یہ
کہ شہوت کے ساتھ نکلے اور اس کے نکلنے کے بعد سستی ہو جاوے۔ دوسری بو بھجور کے گاہر کی طرح۔ تیسری آہستہ آہستہ نکلی بار نکلے ان
میں سے ہر ایک بات کافی ہے اس کے مٹی ہونے کے لئے اور تینوں باتوں کا ہونا ضروری نہیں اگر ان تینوں میں سے کوئی امر نہ ہو تو گمان غالب
یہ ہو گا کہ وہ مٹی نہیں ہے اور عورت کی مٹی زرد اور رقیق ہوتی ہے اور کبھی سفید بھی ہوتی ہے اس کی پہچان دو اوصاف سے ہے

۷۱۱- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَأَلْتُ امْرَأَةً رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّحُلُ فِي مَنَامِهِ فَقَالَ ((إِذَا كَانَ مِنْهَا مَا يَكُونُ مِنَ الرَّحُلِ فَلْتَعْتَسِلْ)) .

۷۱۲- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ جَاءَتْنِي أُمُّ سَلِيمٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْخَبُنِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غَسَلٍ إِذَا اخْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((نَعَمْ إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ)) فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ فَقَالَ ((تَوَبَّتْ يَذَاك فِيمَ يُشَبِّهُهَا وَلَذَهَا)) .

۷۱۳- عَنْ هِشَامِ بْنِ غَزْوَةَ يَهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَاهُ وَزَادَ قَالَتْ فَلَنْ فَضَحَتْ النِّسَاءَ .

۷۱۴- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْبَبَتْهُ أَنْ أُمُّ سَلِيمٍ أُمُّ نَبِيِّ أَبِي طَلْحَةَ دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ هِشَامٍ غَيْرَ أَنَّ فِيهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَهَا أَلَمْ يَأْتِ لَكَ أَنْ تَرَى الْمَرْأَةَ ذَلِكَ .

۷۱۵- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ

۷۱۱- انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اگر عورت خواب میں وہ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر اس میں سے وہی چیز نکلے جو مرد سے نکلتی ہے (یعنی منی نکلے) تو غسل کرے۔

۷۱۲- ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ تعالیٰ سچ بات سے شرم نہیں کرتا کیا عورت پر غسل واجب ہے جب اس کو احتلام ہووے؟ آپ نے فرمایا ہاں جب وہ پانی دیکھے (یعنی منی کو)۔ ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا میرے ہاتھوں کو ملتی گے (احتلام نہیں ہوتا تو پھر) بچہ عورت کے منہ سے کیسے ہوتا ہے؟

۷۱۳- مذکور بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۷۱۲- ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ تعالیٰ سچ بات سے شرم نہیں کرتا کیا عورت پر غسل واجب ہے جب اس کو احتلام ہووے؟ آپ نے فرمایا ہاں جب وہ پانی دیکھے (یعنی منی کو)۔ ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا میرے ہاتھوں کو ملتی گے (احتلام نہیں ہوتا تو پھر) بچہ عورت کے منہ سے کیسے ہوتا ہے؟

۷۱۳- مذکور بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۷۱۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتی ہیں کہ ام سلیم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں باقی وہی حدیث ہے۔

۷۱۵- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے

۷۱۵- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے

ایک توہمہ کی منی کی بو کی طرح دوسرے لذت اس کے نکلنے وقت اور اس کے نکلنے کے بعد شہوت کا کم ہو جانا پھر منی جس طرح اور جس حال میں نکلے اس کے نکلنے سے غسل واجب ہوگا۔ (ابھی ما قال النووی)

(۷۱۲) ☆ اس حدیث سے اور کئی حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حیاء اور شرم یہ بھی اللہ جل جلالہ کی ایک صفت ہے پر جیسے اس کی اور صفات مخلوقات کی صفات میں ہیں اسی طرح یہ صفت بھی مخلوق کی طرح نہیں ہے سلف کا یہی اعتقاد ہے اور پچھلے بعض متکلمین نے جو اللہ تعالیٰ کی صفات میں تاویل کا طریقہ اختیار کیا ہے وہ خوب نہیں ہے بلکہ ایک طرح کی بدعت ہے دین میں اہلحدیث نے تاویل کرنے والوں کو بہت برا سمجھا ہے۔

(۷۱۵) ☆ حدیث میں الت کا لفظ ہے اس کا ترجمہ وہی ہے جو بیان ہوا یعنی ہاتھ زخمی کئے جاویں اور کوئی بچہ جاویں اللہ سے جو

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا عورت غسل کرے جب اس کو احتلام ہو اور پانی دیکھے؟ (یعنی منی) آپ نے فرمایا ہاں غسل کرے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا تیرے ہاتھوں کو منی لگے اور وہ کوٹھے جاویں پھر تھپارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوڑ دے اس کو آخر بچہ جو مشابہ ہوتا ہے ماں باپ کے وہ کاہے سے ہوتا ہے؟ جب عورت کا نطفہ مرد کے نطفہ پر غالب ہو تو بچہ اپنے نخیال کے مشابہ ہوتا ہے اور جب مرد کا نطفہ عورت کے نطفہ پر غالب ہو تو بچہ دو حیال پر پڑتا ہے۔

باب : عورت اور مرد کی منی کا بیان اور اس بات کا کہ بچہ دونوں کے نطفے سے پیدا ہوتا ہے

۷۱۶- ثوبانؓ سے روایت ہے جو مولیٰ (آزاد غلام) تھا رسول اللہ ﷺ کا اس نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا تھا کہ اسے میں یہود کے عالموں میں سے ایک عالم آیا اور بولا السلام علیک یا محمدؐ میں نے اس کو ایک دھکا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچاؤ بولا تو کیوں دھکا دیتا ہے میں نے کہا تو (نام لیتا ہے حضرت کا اور) رسول اللہ کیوں نہیں کہتا؟ وہ بولا ہم ان کو اس نام سے پکارتے ہیں جو ان کے گھر والوں نے رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا نام جو گھر والوں نے رکھا ہے وہ محمدؐ ہے۔ یہودی نے کہا کہ میں تمہارے پاس کچھ پوچھنے کو آیا ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بھلا میں اگر تجھے کچھ بتاؤں تجھ کو فائدہ ہو گا اس نے کہا میں کان سے سنوں گا تب رسول اللہ ﷺ نے ایک چھڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی زمین پر لکیر کھینچی (جیسے کوئی سوچتے وقت ایسا کرتا ہے) اور فرمایا پوچھ۔ یہودی نے کہا جس دن یہ زمین آسمان بدل کر دوسرے زمین و آسمان ہوں گے لوگ اس وقت کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَغْتَسِلُ الْمَرْأَةُ إِذَا اخْتَلَمَتْ وَأَبْصُرَتْ الْمَاءَ فَقَالَ ((نَعَمْ)) فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ تَرَبْتُ يَدَاكَ وَأَنْتَ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((ذَعِبِهَا وَهَلْ يَكُونُ الشَّبَّاءُ إِلَّا مِنْ قَبْلِ ذَلِكَ إِذَا عَلَا مَاءُهَا مَاءَ الرَّجُلِ أَشْبَهَ الْوَلَدُ أَحْوَالَهُ وَإِذَا عَلَا مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَهَا أَشْبَهَ أَغْيَامَهُ))

بَابُ بَيَانِ صِفَةِ مَنِيِّ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ وَأَنَّ الْوَلَدَ مَخْلُوقٌ مِنْ مَائِهِمَا

۷۱۶- عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَاءَ جَبْرٍ مِنْ أَحْبَابِ الْيَهُودِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدٌ فَدَفَعْتُهُ دَفْعَةً كَذَا يُصْرَعُ مِنْهَا فَقَالَ لِي تَدْفَعْنِي فَقُلْتُ أَلَا تَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ إِنِّي نَدَعُوهُ بِاسْمِهِ الَّذِي سَمَّاهُ بِهِ أَهْلُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنْ اسْمِي مُحَمَّدٌ الَّذِي سَمَّاهُ بِهِ أَهْلِي)) فَقَالَ الْيَهُودِيُّ حَتَّى أَسْأَلَكَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَيْتَفَعْتُ شَيْئًا إِنْ حَدَّثْتُكَ)) قَالَ أَسْمَعُ بِأَذْنِي فَكَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُودٍ مَعَهُ فَقَالَ ((سَلْ)) فَقَالَ

کہ ایک پتھریا ہوئی نے اسی کو صحیح کہا ہے لیکن مجمع البحرین میں ہے کہ صحیح آلت ہے یعنی صحیح جاری حضرت عائشہؓ نے۔

نے فرمایا لوگ اس وقت اندھیرے میں پہل صراط کے پاس کھڑے ہوں گے۔ اس نے پوچھا پھر سب سے پہلے کون لوگ اس پہل سے پار ہو گئے؟ آپ نے فرمایا مجاہدین میں جو محتاج ہیں (مہاجرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو پیغمبر کے ساتھ گھریا چھوڑ کر نکل گئے اور فقر و فاقہ کی تکلیف پر صبر کیا اور دنیا پر لات ماری) یہودی نے کہا پھر جب وہ لوگ جنت میں جائیں گے تو ان کا پہلا ناشتہ کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا پھلی کے جگر کا ٹکڑا (جو نہایت مزیدار اور مقوی ہوتا ہے) اس نے کہا پھر صبح کا کھانا کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ وہ تیل کا ناجائز گالان کے لیے جو جنت میں چرا کر آتا تھا۔ پھر اس نے پوچھا یہ کھا کر وہ کیا پیئیں گے؟ آپ نے فرمایا ایک چشمہ کا پانی جس کا نام سللیل ہے۔ اس یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور میں آپ سے ایک ایسی بات پوچھنے آیا ہوں جس کو کوئی نہیں جانتا دنیا میں سوائی کے شاید اور ایک رو آدمی جانتے ہوں۔ آپ نے فرمایا اگر میں وہ بات تجھے بتا دوں تو تجھے قائدہ ہوگا؟ اس نے کہا میں اپنے کان سے سن لوں گا پھر اس نے کہا میں بچہ کو پوچھتا ہوں آپ نے فرمایا مرد کا پانی سفید ہے اور عورت کا پانی زرد ہے جب یہ دونوں اکٹھے ہوتے ہیں اور مرد کی مٹی عورت کی مٹی پر غالب ہوتی ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکا پیدا ہوتا ہے اور جب عورت کی مٹی غالب ہوتی ہے مرد کی مٹی پر تو لڑکی پیدا ہوتی ہے اللہ کے حکم سے۔ یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور بے شک آپ پیغمبر ہیں پھر جب چلا پیٹھ پھیر کر تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے جو باتیں مجھ سے پوچھیں وہ مجھے کوئی معلوم نہ تھیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بتادیں۔

الْيَهُودِيُّ أَيْنَ يَكُونُ النَّاسُ يَوْمَ تَبْدَأُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((هُمْ فِي الظُّلُمَةِ دُونَ الْجَنَّةِ)) قَالَ فَمَنْ أَوَّلُ النَّاسِ إِجَارَةٌ قَالَ ((أَفْقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ)) قَالَ الْيَهُودِيُّ فَمَا تُحَفِّظُهُمْ حِينَ يَدْخُلُونَ الْحَنَّةَ)) قَالَ ((زِيَادَةُ كِبَرِ النَّوْنِ)) قَالَ فَمَا غِذَاؤُهُمْ عَلَى بَرِيئِهِمَا قَالَ ((يَنْخَرُ لَهُمْ نَوْرُ الْجَنَّةِ الَّذِي كَانَ يَأْكُلُ مِنْ أَطْرَافِهَا)) قَالَ فَمَا شَرَابُهُمْ عَلَيْهِ قَالَ مِنْ عَيْنٍ فِيهَا تَسْمَى سَلْسَبِيلًا قَالَ صَدَقْتَ قَالَ وَحَيْثُ أَسْأَلُكَ عَنْ شَيْءٍ لَا يَعْلَمُهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ رَحُلٌ أَوْ رَحْلَانِ قَالَ ((يَنْفَعُكَ إِنْ حَدَّثْتُكَ)) قَالَ أَسْمَعُ بِأَذْنِي قَالَ حَيْثُ أَسْأَلُكَ عَنْ الرَّكْبِ قَالَ ((مَاءُ الرَّجُلِ أَيْضُ وَمَاءُ الْمَرْأَةِ أَصْفَرُ فَإِذَا اجْتَمَعَا فَعَلَا مِنْهُ الرَّجُلُ مِنْهُ الْمَرْأَةُ أَذْكَرًا يَأْذَنُ اللَّهُ وَإِذَا عَلَا مِنْهُ الْمَرْأَةُ مِنْهُ الرَّجُلُ أَتْنَا يَأْذَنُ اللَّهُ)) قَالَ الْيَهُودِيُّ لَقَدْ صَدَقْتَ وَإِنَّكَ لَنَبِيٌّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَذَهَبَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَقَدْ سَأَلَنِي هَذَا عَنِ الَّذِي سَأَلَنِي عَنْهُ وَمَا لِي عِلْمٌ بِشَيْءٍ مِنْهُ حَتَّى أَتَانِي اللَّهُ بِهِ))

۷۱۷- اوپر والی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے صرف چند الفاظ کا معمولی تغیر و تبدل ہے۔

۷۱۷- عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَامٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ زَايِدَةُ كَبِدُ النَّوْنِ

وَقَالَ أَذْكَرَ وَأَنْتَ وَلَمْ يَقُلْ أَذْكَرًا وَأَنْتَا.

بَابُ صِفَةِ غَسْلِ الْجَنَابَةِ

باب: غسل جنابت کا بیان

۷۱۸- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے پھر دھوے ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائیں ہاتھ سے شرمگاہ دھوتے پھر وضو کرتے جس طرح نماز کے لیے تیار کرتے تھے۔ پھر پانی لیتے اور اپنی انگلیاں بالوں کی جڑوں میں ڈالتے جب آپ دیکھتے کہ بال تر ہو گئے تو اپنے سر پر دونوں ہاتھوں سے بھر کر تین چلو ڈالتے پھر سارے بدن پر پانی ڈالتے پھر دونوں پاؤں دھوتے۔

۷۱۹- مذکور بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے مگر اس میں دونوں پاؤں دھونے کا ذکر نہیں۔

۷۲۰- اس سند سے بھی ویسی ہی حدیث مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے غسل جنابت کیا تو آپ نے دونوں ہاتھوں سے ابتدا کی ان کو تین مرتبہ دھویاں باقی حدیث وہی ہے صرف پاؤں دھونے کا ذکر نہیں ہے۔

۷۲۱- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے برتن میں ہاتھ ڈالتے سے پہلے پھر وضو کرتے جیسے

۷۱۸- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَغْرِغُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ فَيَذِيلُ أَصَابِعَهُ فِي أَصُولِ الشَّعْرِ حَتَّى إِذَا رَأَى أَنْ قَدْ اسْتَشْرَأَ حَقْنَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَقَّاتٍ ثُمَّ أَقْضَى عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ.

۷۱۹- عَنْ هِشَامٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ غَسْلُ الرَّجْلَيْنِ.

۷۲۰- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَبَدَأَ فَغَسَلَ كَفَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ غَسْلَ الرَّجْلَيْنِ.

۷۲۱- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُذْخِلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ

(۷۱۸) نوٹ: کہا ہمارے اصحاب کے نزدیک غسل جنابت کا کمال یہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھوں کو تین بار دھوئے برتن میں ہاتھ ڈالتے سے پہلے پھر شرمگاہ پر اور بدن پر جو نجاست لگی ہو اس کو دھوئے پھر وضو کرے جس طرح نماز کے لیے وضو کرتا ہے پھر سب انگلیاں پانی میں ڈال کر ایک چلو لے اور سر کے بالوں اور ڈاڑھی کے بالوں میں اس سے خال کرے پھر اپنے سر پر تین چلو بھر کر ڈالتے پھر بطنوں اور کاٹوں اور ناف اور سرین کی خبر لے لے اور پاؤں کی انگلیوں کی اور ان سب جگہوں میں پانی پھیلاوے پھر تین بار سارے بدن پر پانی ڈالتے اور سب جگہ پانی پھیلاوے اور مستحب یہ ہے کہ دائیں جانب سے شروع کرے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور بعد فراغت کے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ و اشہد ان محمدًا عبده و رسولہ پڑھے غسل سے پہلے نیت کرے۔ ان سب چیزوں میں نیت اور سارے بدن پر پانی پہنچانا فرض ہے اور شرط یہ ہے کہ بدن نجاست سے پاک ہو اور باقی سب چیزیں سنت ہیں اور متاثرین کا واجب نہیں ہے مگر مالک و مزی کے نزدیک واجب ہے۔ اسی طرح وضو بھی غسل جنابت میں واجب نہیں ہے مگر ماؤد ظاہری کے نزدیک واجب ہے (انجمنی مختصر)۔

تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوئِهِ لِلصَّلَاةِ.

نماز کے لیے وضو کرتے تھے۔

۷۲۲- عَنْ اَبِي عَبَسٍ قَالَ حَدَّثَنِي حَالِي مِثْمُونَةُ قَالَتْ اُذْنِيتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَسَلَهُ مِنْ الْحَنَابَةِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ اَفْرَغَ بِهِ عَلَى فَرْجِهِ وَغَسَلَهُ بِمِثَالِهِ ثُمَّ ضَرَبَ بِمِثَالِهِ الْاَرْضَ فَلذَلِكَهَا شَدِيدًا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَضُوئَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اَفْرَغَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِلَّةً كَفَّيْهِ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى عَنْ مَقَامِهِ ذَلِكَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ اَتَيْتُهُ بِالْمِثْبَدِيلِ فَرَدَّهُ.

۷۲۲- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انھوں نے پانی پر رکھا رسول اللہ کے لیے غسل جنابت کے واسطے۔ آپ نے پہلے دونوں پہنچے دھوئے دوبارہ تین بار پھر ہاتھ برتن میں ڈالا اور پانی شرمگاہ پر ڈالا اور ہاتھیں ہاتھ سے دھویا پھر بائیں ہاتھ کو زمین پر پھیرا رگڑ کر زور سے پھر وضو کیا جیسے نماز کے لیے کرتے تھے پھر اپنے سر پر تین چلو بھر کر ڈالے پھر سارے بدن کو دھویا پھر اس جگہ سے سرک گئے اور پاؤں دھوئے پھر میں رومال لے کر آئی بدن پونچھنے کو آپ نے نہ لیا۔

۷۲۳- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا إِفْرَاقُ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ عَلَى الرَّأْسِ وَفِي حَدِيثٍ وَكَيْعٍ وَصَفَ الْوُضُوءَ كَلَوْ يَذْكُرُ الْمُضْمَضَةُ وَالْإِسْنَادُ فِيهِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ ذِكْرُ الْمِثْبَدِيلِ.

۷۲۳- اس سند سے بھی یہی حدیث مروی ہے مگر سر پر تین چلو کا ذکر نہیں ہے۔ وکیع سے بھی یہی روایت مروی ہے اس میں وضو کی مکمل ترتیب ہے اور انہوں نے کئی اور نامک میں پانی ڈالنے کا بھی ذکر کیا ہے۔ ابو معاویہ کی حدیث میں رومال کا ذکر نہیں۔

(۷۲۲) نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ پاؤں پونچھنا بہتر نہیں ہے اور ہمارے علماء کے اس میں پانچ قول ہیں۔ ایک تو یہ کہ پونچھنا مستحب ہے اور پونچھنا مکروہ نہیں کہہ سکتے۔ دوسرا یہ کہ پونچھنا مکروہ ہے۔ تیسرا یہ کہ پونچھنا نہ پونچھنا دونوں برابر ہیں۔ چوتھا یہ کہ پونچھنا مستحب ہے۔ پانچواں یہ کہ گمری میں مکروہ ہے جائزے میں مکروہ نہیں۔ اور صحابہ سے اس میں تین مذہب منقول ہیں ایک تو یہ کہ پونچھنا جائز ہے کچھ قباحت نہیں وضو اور غسل دونوں میں انس بن مالک اور سفیان ثوری کا یہی قول ہے۔ دوسرا یہ کہ پونچھنا مکروہ ہے وضو اور غسل دونوں میں ابن عمر اور ابن ابی لیلیٰ کا یہی قول ہے تیسرا یہ کہ وضو میں مکروہ ہے غسل میں مکروہ نہیں۔

ابن عباس کا قول یہی ہے اور نہ پونچھنے کے باب میں ایک حدیث یہ ہے دوسری صحیح حدیث اور ہے کہ رسول اللہ غسل کر کے نکلے اور آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا اور پونچھنے کو ایک جماعت صحابہ نے نقل کیا ہے لیکن اس کی اسناد ضعیف ہیں۔ ترمذی نے کہا اس باب میں رسول اللہ سے کچھ ثابت نہیں۔ (نووی)

بعوضوں نے اس حدیث سے پونچھنا جائز رکھا ہے کیونکہ ہاتھ سے پانی جھٹکنا اور کپڑے سے پونچھنا دونوں برابر ہیں۔ نووی نے کہا ہمارے اصحاب کے اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ نہ جھٹکنا بہتر ہے اور جھٹکنا مکروہ نہیں کہہ سکتے۔ دوسرے یہ کہ مکروہ ہے تیسرے یہ کہ مباح ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ اس حدیث سے اباحت ثابت ہوتی ہے اور ممانعت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ (احمدی)

۷۲۴- ابن عباس رضی اللہ عنہما میوند رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس تویہ لایا گیا لیکن آپ نے اسے نہ چھوا اور ہاتھوں سے پانی چھارتے رہے۔

۷۲۵- ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب جنابت کا غسل کرتے تو ایک برتن پانی کا منگواتے حلاب کے برابر (حلاب وہ برتن ہے جس میں اونٹنی کا دودھ دھتے ہیں) پھر ہاتھ سے پانی لیتے اور پہلے داہنا جانب سر کا دھوتے پھر بائیں جانب بعد اس کے دونوں ہاتھ سے پانی لیتے اور سر پر بہاتے۔

باب: غسل جنابت میں کتنا پانی لینا بہتر ہے اور غسل کرنا مرد اور عورت کا ایک برتن سے ایک ہی حالت میں اور غسل کرنا ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے

۷۲۶- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تھے ایک برتن سے جس میں تین صاع پانی آتا ہے (یعنی سات آٹھ سیر) جنابت سے۔

۷۲۷- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تھے ایک کھٹورے سے اور وہ فرق تھا (فرق

۷۲۴- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بَيْنَدِيلَ فَلَمْ يَسْأَلْهُ وَجَعَلَ يَقُولُ بِالْمَاءِ هَكَذَا يَتَنَفَّضُ.

۷۲۵- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِنَتِي نَحْوَ الْجَلَابِ فَأَخَذَ بَكْفِهِ بَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْيَمِينِ ثُمَّ الْآخَرِ ثُمَّ أَخَذَ بِكَفَيْهِ فَقَالَ يَهْمًا عَلَى رَأْسِي.

بَابُ الْقَدْرِ الْمُسْتَحَبِّ مِنَ الْمَاءِ فِي غَسْلِ الْجَنَابَةِ وَغَسْلِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ فِي حَالَةٍ وَاحِدَةٍ وَغَسْلٍ أَحَدِهِمَا بِفَضْلِ الْآخَرِ

۷۲۶- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ هُوَ الْفَرْقُ مِنَ الْجَنَابَةِ

۷۲۷- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ فِي الْفَذَحِ وَهُوَ

(۷۲۵) صحیح حلاب ہے کبسر حاب اور تخفیف لام اور بعضوں نے اس کو حلاب پر حاضیم جیم و تشدید لام کے اور مراد اس سے حجاب ہے لیکن ہر دوئی نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا کہ صحیح حلاب ہے۔

(۷۲۶) نووی نے کہا اہل اسلام نے اجماع کیا ہے کہ وضو اور غسل کے لیے پانی کی مقدار معین نہیں ہے بلکہ قلیل اور کثیر سب کافی ہے بشرطیکہ اعضا پیچ جاویں اور سب پر ہے کہ وضو میں ایک مد سے کم نہ ہو اور غسل میں ایک صاع سے کم نہ ہو اور صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے اور ہر ایک رطل اور تہائی رطل اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ یہاں وہ صاع مراد ہے جو آٹھ رطل کا ہوتا ہے بہر حال پانی بیکار بہانا مستحب ہے اگرچہ نہی کنارے غسل کرنا ہو۔ یہ ممانعت تحریمی ہے اور بعضوں نے کہا اسراف حرام ہے۔ انجما

(۷۲۷) نووی نے کہا مراد وضو اور عورت دونوں کا طہارت کرنا ایک برتن سے جائز ہے باجماع اہل اسلام لیکن عورت کا طہارت کرنا مرد کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے وہ بھی باجماع جائز ہے اور مرد کا طہارت کرنا عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے ہمارے اور مالک اور ابو حنیفہ اور جمہور علماء کے نزدیک جائز ہے اور اس میں کراہت بھی نہیں ہے بذیل احادیث صحیحہ کے اور احمد بن حنبل اور داؤد و علی

الْفَرْقُ وَكُنْتُ أَعْتَمِلُ أَنَا وَهُوَ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ
وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ بْنِ إِثْنَاءٍ وَاحِدٍ قَالَ قَتِيْبَةُ
قَالَ سُفْيَانُ وَالْفَرْقُ ثَلَاثَةُ أَصْحَابٍ.

٧٢٨- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ أَنَا
وَأَخُوهُمَا مِنَ الرُّضَاعَةِ فَسَأَلَهَا عَنْ غَسْلِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَنَاطَةِ فَنَدَعَتْ
بِإِيَّائِهِمَا فَدَرِ الصَّاعَ فَاغْتَسَلَتْ وَبَيْنَا وَبَيْنَهَا سِتْرٌ
وَأَفْرَغَتْ عَلَى رَأْسِهَا ثَلَاثًا وَقَالَ وَكَانَ أَبُو رَاحٍ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُنِ مِنْ
رُءُوسِهِنَّ حَتَّى تَكُونَ كَالْفَوْزَةِ.

(۷۲۸) ☆ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو سلمہؓ اور عبداللہ بن یزیدؓ نے ان کا سر اور اوپر کا بیدان دیکھا اور نہ ان کے سامنے پانی منگوانے سے انہر ہانے سے کوئی فائدہ نہ تھا۔ عبداللہؓ تو ضامی بھائی تھے اور ابو سلمہؓ ضامی بھائی تھے کیونکہ ام کلثوم بنت ابی بکرؓ نے ان کو دودھ پلایا تھا اور یہ دونوں محرم ہیں اور محرم کو کافر کا بیدان دیکھنا درست ہے۔

عورت کو پال کم کرنا درست ہے۔ (انجمنی)

- ۷۲۹- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ بَدَأَ يَجِيعُو قَصَبَ عَلَيْهَا مِنَ الْمَاءِ فَعَسَلَهَا ثُمَّ صَبَّ الْمَاءَ عَلَى الْاَذَى الَّذِي بِهِ يَجِيعُو وَغَسَلَ عَنْهُ بِمِثَالِهِ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ ذَلِكَ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِبَاءٍ وَاحِدٍ وَنَحْنُ حُبَانٌ.
- ۷۳۰- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ هِيَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِبَاءٍ وَاحِدٍ يَسْبُغُ ثَلَاثَةَ أَثْدَادٍ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ.
- ۷۳۱- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِبَاءٍ وَاحِدٍ تَحْتَلِفُ أَيْدِينَا فِيهِ مِنَ الْحَنَابَةِ.
- ۷۳۲- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِبَاءٍ نَيْنِي وَبَيْنَهُ وَاحِدٍ فَيَبْاِذِرُنِي حَتَّى أَقُولَ دَعْ لِي دَعْ لِي قَالَتْ وَهْمًا حُبَانٌ.
- ۷۳۳- عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ هِيَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِبَاءٍ وَاحِدٍ.
- ۷۳۴- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
- ۷۲۹- ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے حضرت عائشہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تو اپنے ہاتھ سے شروع کرتے پہلے اس پر پانی ڈالتے اور اس کو دھوتے پھر دابے ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائیں ہاتھ سے بدن پر جو نجاست ہوتی اس کو دھوتے جب اس سے فراغت ہوتی تو سر پر پانی ڈالتے۔ حضرت عائشہ نے کہا میں اور رسول اللہ ﷺ جنابت کا غسل ایک برتن سے کیا کرتے۔
- ۷۳۰- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے جس میں تین مہیا کچھ ایسا ہی پانی آتا۔
- ۷۳۱- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ میں اور رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تھے ایک برتن سے دونوں کے ہاتھ اس میں پڑتے جاتے اور یہ غسل جنابت کا تھا۔
- ۷۳۲- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ میں اور رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تھے اور برتن سے جو میرے اور آپ کے بچ میں ہوتا آپ جلدی جلدی پانی لیتے یہاں تک کہ میں کہتی تھوڑا پانی میرے لیے چھوڑ دو اور دونوں جفتی ہوتے۔
- ۷۳۳- ام المومنین مینونہ سے روایت ہے کہ وہ اور نبی کریم ﷺ غسل کرتے تھے ایک برتن سے۔
- ۷۳۴- ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مینونہ کے

(۷۳۰) کا ضعیف معاصر نے کہا مراد یہ ہے کہ ہر ایک کے لیے تین مہیا لیا جاتا تھا۔ یہ مراد صراحہ ہے تاکہ متوافق ہو اس حدیث کے جس میں فرق کا ذکر ہے یا ایسا ہی کسی وقت میں ہوا ہو گا۔ نو دینی نے کہا اس حدیث میں تین مہیا ذکر ہے اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ ایک فرق سے آپ غسل کرتے اور ایک روایت میں ہے حضرت عائشہ نے ایک صاع سے غسل کیا اور ایک روایت میں پانچ کوک کا بیان ہے غسل میں اور ایک کوک کا وضو میں اور ایک روایت میں ایک صاع غسل کے لیے اور ایک مہ وضو کے لیے آیا ہے اور ایک روایت میں ہے ایک مہ سے وضو اور غسل ایک صاع سے پانچ مہ تک۔ امام شافعی اور علامہ نے کہا ہے کہ یہ اختلاف باقتدار موقع اور حالت اور قلت اور کثرت پانی کے تھا۔ بہر حال طہارت کے لیے پانی کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے۔

كَانَ يَغْتَسِلُ بِفَضْلِ مَيْمُونَةٍ.

بچے ہوئے پانی سے غسل کرتے تھے۔

۷۳۵- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَتْ هِيَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلَانِ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ مِنَ الْحَنَابَةِ.

۷۳۵- ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کا غسل ایک برتن سے کرتے۔

۷۳۶- عَنْ أَنَسٍ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلُ بِخَمْسِ مَكَائِكَ وَيَتَوَضَّأُ بِمَكْرُوكٍ وَ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى بِخَمْسِ مَكَائِيٍّ.

۷۳۶- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ مکوک سے غسل کرتے اور ایک مکوک سے وضو کرتے (مکوک سے مراد مد ہے)۔

۷۳۷- عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إِلَى خَمْسَةِ أَشْدَادٍ.

۷۳۷- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مد سے وضو کرتے اور ایک صاع سے لے کر پانچ مد تک غسل کرتے۔

۷۳۸- عَنْ سَعِيدَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُهُ الصَّاعُ مِنَ الْمَاءِ مِنَ الْحَنَابَةِ وَيَوْضُفُهُ الْمُدُّ.

۷۳۸- سفیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک صاع پانی غسل جنابت کے لیے اور ایک مد پانی وضو کے لیے کافی تھا۔

۷۳۹- عَنْ سَعِيدَةَ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ وَيَتَطَهَّرُ بِالْمُدِّ.

۷۳۹- سفیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع پانی سے غسل کرتے اور ایک مد پانی سے وضو کرتے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ إِفَاضَةِ الْمَاءِ عَلَى

باب : سر وغیرہ پر تین بار پانی ڈالنے کا بیان

الرَّأْسِ وَغَيْرِهِ ثَلَاثًا

۷۴۰- عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ تَمَارَدَا فِي الْغُسْلِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ أَمَا أَنَا قَاتِي أَفْسِيلٍ-رَأْسِي كَذَا وَكَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَمَا أَنَا

۷۴۰- جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے لوگوں نے جھگڑا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے غسل میں۔ بعضوں نے کہا ہم تو سر کو اس طرح دھوتے ہیں ایسے ایسے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین چلو ڈالتا

(۷۳۹) امام مسلم نے کہا کہ ابو بکر بن ابی شیبہ نے سفیدہ کو صحابی کہا اور ابو یحیٰ نے کہا کہ وہ بوڑھا ہو گیا تھا یعنی سفیدہ اور مجھے اس کی روایت کا اعتبار نہیں۔ نووی نے کہا اس حدیث میں امام مسلم نے اس حدیث کو اور حدیثوں کی متابعت کے طور پر نقل کیا اس پر اعتماد کر کے۔ (۷۴۰) نووی نے کہا اس حدیث سے یہ لکھا ہے کہ سر پر تین بار پانی ڈالنا غسل میں مستحب ہے اور اس پر اتفاق ہے اور سر پر قیاس کیا ہے اور اعضا کو اور جیسے وضو میں تین بار ہر ایک عضو کا دھونا مستحب ہے اسی طرح غسل میں۔

ہوں۔

۷۴۱- عن جابر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے غسل جنابت کا ذکر ہوا آپ نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتا ہوں۔

۷۴۲- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تھیف کی طرف سے جو لوگ آئے تھے انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارا ملک سرد ہے تو غسل کیوں کر کریں؟ آپ نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتا ہوں (زیادہ پانی بہانا ضروری نہیں)۔

۷۴۳- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل کرتے تو اپنے سر پر تین چلو بھر کر پانی ڈالتے۔ حسن نے کہا میرے تو بال بہت ہیں۔ جابرؓ نے کہا اے نبیجے میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تجھ سے زیادہ تھے اور تجھ سے بہتر تھے۔

باب: عورتیں غسل میں چوٹیاں کھولیں یا نہ کھولیں

۷۴۴- ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے سر پر چوٹی باندھتی ہوں کیا جنابت کے غسل کے لیے اس کو کھولوں آپ نے فرمایا نہیں تجھ کو کافی ہے سر پر تین چلو بھر کر ڈالنا پھر سارے بدن پر پانی بہانا تو پاک ہو جائے گی۔

۷۴۵- اس سند سے بھی مذکور بالا حدیث مروی ہے کہ ام سلمہ نے کیا کہا کہ میں اپنی چوٹی کو غسل حیض اور غسل جنابت کے لیے

فَأَنبِيْ أَيْضًا عَلَى رَأْسِيْ ثَلَاثَ أَكْفٍ))۔

۷۴۱- عن جابر بن مطعمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ عِنْدَهُ الْغُسْلُ مِنَ الْحَنَابَةِ فَقَالَ ((أَمَّا أَنَا فَأَغْرِغُ عَلَى رَأْسِيْ ثَلَاثًا))۔

۷۴۲- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ وَقَدْ تَغَيَّبَ سَأَلُوا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا إِنَّ أَرْضَنَا أَرْضٌ بَارِدَةٌ فَكَيْفَ بِالْغُسْلِ فَقَالَ ((أَمَّا أَنَا فَأَغْرِغُ عَلَى رَأْسِيْ ثَلَاثًا)) قَالَ ابْنُ سَالِمٍ فِي رَوَاتِهِ حَدَّثَنَا هُنَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ وَقَالَ إِنَّ وَقَدْ تَغَيَّبَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ۔

۷۴۳- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ حَنَابَةٍ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَقَنَاتٍ مِنْ مَاءٍ فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ إِنَّ شَعْرِيْ كَثِيرٌ قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ لَهُ يَا ابْنَ أُخْيٍ كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَكْثَرَ مِنْ شَعْرِكَ وَأَطْيَبَ۔

بَابُ حُكْمِ صَفَائِرِ الْمُغْتَسِلَةِ

۷۴۴- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ صَنْعَرُ رَأْسِيْ فَأَنْقَضُهُ لِيُغْسَلَ الْحَنَابَةَ قَالَ ((لَا إِنَّمَا يَكْفِيكَ أَنْ تَحْشِيَ عَلَى رَأْسِكَ ثَلَاثَ حَنَابَاتٍ ثُمَّ تُفَيِّضِينَ عَلَيْكَ الْمَاءَ قَطْرَهَيْنِ))۔

۷۴۵- عَنْ أَبِي بَرْزَةَ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ فِي هَذَا الْمَسْأَلِ وَفِي حَدِيثٍ عَبْدِ الرَّزَّاقِ فَأَنْقَضَهُ لِلْحَنَابَةِ وَالْحَنَابَةِ

(۷۴۴) نوٹی نے کہا ہمارا جمہور کا مذہب یہ ہے کہ چوٹی میں جب سب بالوں کو پانی پہنچ جائے اندر اور باہر تو اس کا کھولنا ضروری نہیں اور جو بن کھولے یا نہ پہنچے تو کھولنا چاہیے اور شخص سے منقول ہے کہ ہر حال میں کھولنا ضروری ہے اور حسن اور علاؤدین سے مروی ہے کہ حیض کے غسل میں کھولنا چاہیے اور جنابت کے غسل میں ضروری نہیں اور ہماری دلیل ام سلمہؓ کی حدیث ہے اور اگر مرد کے سر پر چوٹی ہو تو اس کا بھی حکم عورت کا سا ہے۔ اچھا

قَالَ لَا تُنْمِ ذَكَرُ بَعْضَى حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ.

کھولوں؟ تو آپ نے فرمایا نہیں۔

۷۴۶- عَنْ أَبِي بَرْزَاءٍ بْنِ عَزَبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ فِي الْمَسْجِدِ وَنَسِيَ الْوُضُوءَ فَلْيُحْدِثْ بِمَاءٍ أَوْ بِرُفْدٍ أَوْ بِتُخْمٍ أَوْ بِشَيْءٍ مِمَّا يَكُونُ مِنْ مَاءٍ فَإِنَّهُ يَكُونُ لَهُ وَضُوءٌ.

۷۴۶- مذکورہ بالا حدیث بھی ایک دو الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ اس سند سے بھی آئی ہے۔

۷۴۷- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُءُوسَهُنَّ فَقَالَتْ:

۷۴۷- ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عورتوں کو غسل کے وقت سر کھولنے کا حکم دیتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تعجب ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ سر کھولنے کا حکم کرتے ہیں غسل کے وقت تو سر منڈانے کا حکم کیوں نہیں دیتے۔ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک برتن سے غسل کرتے اور میں فقط اپنے سر پر تین چلو ڈال لیتی۔

يَا عَجَبًا يَا بَنِي عَمْرٍو هَذَا يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُءُوسَهُنَّ أَفَلَا يَأْمُرُهُنَّ أَنْ يَخْلِفْنَ رُءُوسَهُنَّ لَقَدْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِيَّاهُ وَاجِدُ وَلَا أُرِيدُ عَلَى أَنْ أُفْرِغَ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ إِفْرَاقَاتٍ

بَابُ اسْتِحْبَابِ اسْتِعْمَالِ الْمُتَعَسِّلَةِ

مِنْ الْحَيْضِ فِرْصَةً مِنْ يَسْلُبُ فِي

مَوْضِعِ الدَّمِ

۷۴۸- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ امْرَأَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْ حَيْضِهَا قَالَ: فَذَكَرَتْ أَنَّهُ عَلَّمَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مِنْ يَسْلُبُ فَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَتْ:

باب: جو عورت حیض کا غسل کرے وہ ایک کھڑا کپڑے یا روئی کا ٹکڑا لگا کر خون کے مقام پر استعمال کرے تو مستحب ہے

۷۴۸- ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حیض سے کیوں کر غسل کروں؟ آپ نے سکھایا اس کو غسل کرنا پھر فرمایا کہ

ٹھک لگا ہوا ایک پھولے اور اس سے پاکی کر وہ بولی کیونکر پاکی کروں؟ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ تعجب ہے کہ ایسی ظاہر بات

بھی نہیں سمجھتی! پاکی کر اس سے اور آؤ کر لی آپ نے۔ سفیان نے

تلا یا ہم کو ہاتھ اپنا منہ پر رکھ کر (یعنی شرم سے آپ نے ایسا کیا)۔

حضرت عائشہ نے کہا میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچا اور

كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَ: ((تَطَهَّرِي بِهَا سُبْحَانَ اللَّهِ)) وَاسْتَمَرَّ وَأَشَارَ لَنَا سُبْحَانَ بْنِ عَمِيَّةَ يَدِيهِ عَلَى وَجْهِهِ قَالَتْ: عَائِشَةُ وَاحْتَضَبْتُهَا إِلَيَّ وَعَرَفْتُ مَا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۷۴۹- نودی نے کہا عبداللہ بن عمر نے جو سر کھولنے کا حکم دیا یہ اس صورت میں ہے جب سارے بالوں میں پانی نہ پہنچ سکے یا ان کا

مذہب یہی ہوگا کہ سر کھولنا چاہیے جیسے شخصی سے ہم نے نقل کیا اور ان کو ام سلمہ اور عائشہ کی حدیث نہ پہنچی ہوگی یا یہ حکم بطور احتیاج اور

احتیاط کے ہوگا۔

۷۴۹- یہ حکم نظافت اور طہارت اور پاکیزگی کے لیے ہے نہ بطور وجوب کے اور نفاس کے بعد بھی ایسا مستحب ہے۔ بعضوں نے کہا کہ ٹھک کے استعمال سے نفہ جلدی خیر ۳ ہے جب ٹھک نہ لگے تو اور کوئی خوشبو استعمال کرے اور یہ استعمال غسل کے بعد چاہیے۔ اگرچہ

۷۴۹- یہ حکم نظافت اور طہارت اور پاکیزگی کے لیے ہے نہ بطور وجوب کے اور نفاس کے بعد بھی ایسا مستحب ہے۔ بعضوں نے کہا کہ ٹھک کے استعمال سے نفہ جلدی خیر ۳ ہے جب ٹھک نہ لگے تو اور کوئی خوشبو استعمال کرے اور یہ استعمال غسل کے بعد چاہیے۔ اگرچہ

رسول اللہ کا مطلب میں پہچان گئی تھی میں نے کہا اس پھوسے کو خون کے مقام پر لگا (یعنی شرمگاہ پر)۔

۷۴۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میں پاکیزگی کا غسل کس طرح کروں تو آپ نے فرمایا تو خوشبودار روٹی لے کر پاکیزگی حاصل کر۔

۷۵۰- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ اسماء (حکل کی بیٹی یا یزید بن سکس کی بیٹی) نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے حیض کا غسل کیونکر کروں؟ آپ نے فرمایا کہ پہلے پانی پیری کے پتوں کے ساتھ لیوے اور اس سے اچھی طرح جاکی کرے (یعنی حیض کا خون جو لگا ہوا ہو دھوے اور صاف کرے) پھر سر پر پانی ڈالے اور خوب زور سے ملے یہاں تک کہ پانی ماگوں (بالوں کی جڑوں) میں پہنچ جائے پھر اپنے اوپر پانی ڈالے (یعنی سارے بدن پر) پھر ایک پھابا (روٹی یا کپڑے کا) ٹکڑا لگا ہوا لے کر اس سے جاکی کرے۔ اسماء نے کہا کیونکر جاکی کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ پاک کرے۔ حضرت عائشہ نے چپکے سے کہہ دیا کہ خون کے مقام پر لگا دے۔ پھر اس نے جنابت کے غسل کو پوچھا آپ نے فرمایا پانی لے کر اچھی طرح طہارت کرے پھر سر پر پانی ڈالے اور ملے یہاں تک کہ پانی سب ماگوں میں پہنچ جائے پھر اپنے سارے بدن پر پانی ڈالے۔ حضرت عائشہ نے کہا انصار کی عورتیں بھی کیا عمدہ عورتیں تھیں وہ دین کی بات پوچھنے میں شرم نہیں کرتی تھیں (اور یہی لازم ہے کیونکہ شرم گناہ اور معصیت میں ہے اور دین کی بات پوچھنا ثواب اور اجر ہے)۔

۷۵۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے۔

قُلْتُ تَتَّبِعِي بِهَا أَثَرَ الدَّمِّ وَ قَالَتْ أَيْ أَبَى عَمْرٍ فِي رِوَايَةٍ قُلْتُ تَتَّبِعِي بِهَا أَثَرُ الدَّمِّ.

۷۴۹- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اغْتَسِلَ عِنْدَ الطَّهَرِ فَقَالَ ((خُذِي فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِي بِهَا)) ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سَفِيَّانَ.

۷۵۰- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ اسْمَاءَ سَأَلَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غَسْلِ الْمَحِضِ فَقَالَ ((تَأْخُذُ إِحْدَاكُم مَّاءَهَا وَبِذَرَتِهَا فَتَطَهَّرُ فَتُخَسِّنُ الطُّهُورَ ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا فَتَذْلُكُهُ ذَلِكًا شَدِيدًا حَتَّى تَبْلُغَ شَوْوْنَ رَأْسِهَا ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَطَهَّرُ بِهَا)) فَقَالَتْ ((سُبْحَانَ اللَّهِ تَطَهَّرِينَ بِهَا)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ كَأَنَّهُا تُخْفِي ذَلِكَ تَتَّبِعِينَ أَثَرُ الدَّمِّ وَسَأَلَتْهُ عَنْ غَسْلِ الْحَنَابَةِ فَقَالَ ((تَأْخُذُ مَاءً فَتَطَهَّرُ فَتُخَسِّنُ الطُّهُورَ أَوْ تَبْلُغُ الطُّهُورَ ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا فَتَذْلُكُهُ حَتَّى تَبْلُغَ شَوْوْنَ رَأْسِهَا ثُمَّ تَقِيعُ عَلَيْهَا الْمَاءَ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ نِعَمَ النِّسَاءِ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ.

۷۵۱- عَنْ شُعْبَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَقَالَ

لہ کوئی خوشبو نہ ملے تو صرف پانی سے پاک کرنا کافی ہے لیکن بکر کو فرج کے اندر پانی پہنچانا ضروری نہیں اور شبیہ کو اتنی دور تک پانی پہنچانا واجب ہے جس قدر حاجت کے لیے پیٹے میں رکھا ہے۔

قَالَ ((سَبَّحَانَ اللَّهِ تَطْهَرِي بِهَا)) وَاسْتَسْرَ.

۷۵۲- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ ذَلَّكَتُ أَسْمَاءَ بِنْتَ شَيْكَلٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ إِذَا ضُحِرَتْ مِنْ الْخَيْضِ وَسَاقِ الْحَيْضِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ غَسْلُ الْحَيْضَةِ.

۷۵۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ اسماء بنت شکیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ جب ہم میں سے کوئی عورت حیض سے پاک ہو تو کیسے غسل کرے؟ باقی حدیث گزر چکی ہے۔ اس حدیث میں غسل جنابت کا ذکر نہیں۔

بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ وَغُسْلِهَا وَصَلَاتِهَا

باب: مستحاضہ کا بیان اور اس کے غسل اور نماز کا حال

☆ مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہیں جو استحاضہ میں مبتلا ہو اور استحاضہ کہتے ہیں اس خون کو جو بے وقت عورت کی شرمگاہ سے جاری ہو اور یہ خون ایک رنگ میں سے نکلتا ہے جس کو عادل کہتے ہیں اور حیض کا خون رحم کی قعر میں سے نکلتا ہے۔ مستحاضہ سے دلی دوست ہے اگر یہ خون جاری ہو۔ ہمارے اور جمہور علماء کا مذہب یہی ہے اور حضرت عائشہؓ سے اس کی ممانعت منقول ہے۔ فحی اور حکم کا یہی قول ہے اور ابن سیرین کے نزدیک جماع مکروہ ہے اور احمد نے کہا کہ اس وقت جماع کرے جب خاوند کو زمانہ میں پڑ جانے کا ڈر ہو اور صحیح جمہور کا قول ہے اور دلیل اس کی وہ ہے جو عمرہ نے روایت کیا حدیث جنت جنت ہے کہ وہ مستحاضہ تھیں اور ان کے خاوند ان سے جماع کرتے تھے روایت کیا اس کو ابو داؤد اور بیہقی نے اور نماز اور روزے اور اعتکاف اور قرات اور مسح صحیف اور جہدہ و تلاوت اور جہدہ و شکر میں اور ساری عبادات میں غسل پاک عورت کے ہے بالاتفاق لیکن جب نماز کا قصد کرے تو اپنی شرمگاہ کو دھو لے اور فرج میں ایک کپڑا یا روئی رکھ لے۔ اگر خون بہتا ہو اور یہ کپڑا کافی نہ ہو تو اوپر سے لنگوٹ باندھے پھر وضو کرے اسی وقت دینے کے یا ختم کرے اگر پانی نے لے لیا پھر وضو کرے اور فرض پڑھنے کے بعد چستہ لٹل چاہے پڑھے لیکن ہمارے نزدیک ایک وضو سے فرض ایک ہی پڑھے اور ایسا تھا اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہر وقت پر نماز کے وضو کرے اور وقت کے اندر بخشی فرض لٹل چاہے پڑھے اور ربیعہ اور مالک کے نزدیک استحاضہ کے خون سے وضو نہیں ٹوٹتا تو جب تک اور کسی قسم کا حادث نہ ہو چستہ فرض اور لٹل چاہے پڑھے۔ اور وقت آنے سے پہلے مستحاضہ کا وضو اس نماز کے لیے ہمارے نزدیک درست نہیں اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک درست ہے اور مستحاضہ پر غسل واجب نہیں کسی نماز کے وقت پر اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اور ابن زبیر اور عطاء بن ابی رباح سے منقول ہے کہ ہر نماز کے لیے غسل کرے اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ہر دن ایک بار غسل کرے اور مستحب اور حسن سے منقول ہے کہ ٹھہر کے وقت غسل کرے پھر دوسرے دن ٹھہرے غسل کرے اور جمہور کا مذہب صحیح ہے کہ وہ بھی غسل نہ کرے مگر جب حیض سے پاک ہو اور ٹھہرا غسل میں جو حدیثیں آئی ہیں وہ ضعیف ہیں اور مستحاضہ کی دو قسمیں ہیں ایک تو ایسا خون دیکھے جو حیض نہیں ہے جیسے ایک دن رات سے کم دوسرے جو کچھ حیض ہے کچھ نہیں ہے جیسے برابر خون دیکھا کرے یا حیض کی مدت سے زیادہ خون دیکھے اس دوسری قسم کی تین قسمیں ہیں پہلی یہ کہ وہ عورت متعادل ہو یعنی شروع اس کو یہی آیا ہو تو اس کا حیض ایک دن ایک رات تک ٹھہر ہو گا ہمارے نزدیک اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک تین دن تین رات اور باقی استحاضہ۔ دوسری یہ کہ متعادل ہو تو چھ دن حیض کی عادت ہوگی اتنا حیض گنا جلائے گا اور باقی استحاضہ۔ تیسری یہ کہ نمیز نہ ہو کہ کبھی خون قوی دیکھے کبھی ضعیف تو جب تک سیاہ خون دیکھے وہ حیض ہے بشرطیکہ ایک دن رات سے کم نہ ہو اور پندرہ دن سے زیادہ نہ ہو اور لال خون پندرہ دن سے کم نہ ہو۔ (نووی محد زیادہ اختصار)

۷۵۳- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے فاطمہ بنت ابی حیثم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے استحاضہ ہو گیا ہے میں پاک نہیں ہوتی کیا نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں یہ خون ایک رگ کا ہے حیض نہیں ہے۔ جب حیض کے دن آویں تو نماز چھوڑ دے پھر حیض کے دن گزر جائیں تو خون دھو ڈال اور نماز پڑھ۔

۷۵۴- اوپر والی حدیث اس سند سے بھی منقول ہے۔

۷۵۳- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حَتْمٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي امْرَأَةٌ اسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهَرُ أَفَأَدْعُ الصَّلَاةَ فَقَالَ ((لَا إِنَّمَا ذَلِكَ عَرَقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَذْهَبِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَذْبَرَتْ فَأَعْبِلِي عَنْكَ الدَّمَ وَصَلِّيْ)) .

۷۵۴- عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِإِسْنَادِهِ وَفِي حَدِيثٍ قُتِبَتْ عَنْ حَرِيرٍ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حَتْمٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا ذَلِكَ عَرَقٌ فَقَالَ وَفِي حَدِيثٍ حَمَادٍ بْنُ زَيْدٍ زِيَادَةً حَرَفٍ نَزَحْنَا ذِكْرَهُ .

۷۵۵- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا مجھے استحاضہ ہے۔ آپ نے فرمایا یہ خون ایک رگ کا ہے تو غسل کر اور نماز پڑھ۔ پھر وہ غسل کرتی تھیں ہر نماز کے لئے۔ لیٹ نے کہا ابن شہاب نے یہ نہیں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا بلکہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خود ایسا کیا۔ ابن ربیع کی روایت میں ام حبیبہ کا نام نہیں بلکہ صرف جحش کی بیٹی کا ذکر ہے۔

۷۵۶- ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش کو جو سالی تھیں رسول اللہ ﷺ کی اور بی بی عبدالرحمن بن عوفؓ کی سات برس تک استحاضہ رہا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا یہ حیض نہیں ہے بلکہ ایک رگ کا خون ہے تو غسل کر اور نماز پڑھ حضرت عائشہؓ نے کہا وہ

۷۵۵- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ اسْتَفْتَيْتُ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ إِنِّي اسْتَحَاضُ فَقَالَ ((إِنَّمَا ذَلِكَ عَرَقٌ فَأَعْبِلِي ثُمَّ صَلِّيْ)) فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ لَمْ يَذْكُرْ ابْنَ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَلَكِنَّهُ شَيْءٌ غَلَّغَتْ فِيهِ وَقَالَ ابْنُ رُمَيْحٍ فِي رِوَايَتِهِ إِنَّهُ جَحْشٌ وَلَمْ يَذْكُرْ أُمَّ حَبِيبَةَ .

۷۵۶- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ خَلَّتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَنَحَنَتْ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ اسْتَحِضَتْ سِتْعَ سِنِينَ فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنْ هَذِهِ لَيْسَتْ)) .

(۷۵۳) ☆ نوٹی لے کہا اس حدیث سے یہ نکلا ہے کہ مستحاضہ نماز پڑھے مگر اس زمانہ میں جو حیض کا خون نہ ہو اور اس پر اقبال ہے اور یہ بھی نکلا ہے کہ حاجت کے وقت مسند پوچھے اور عورت خود مسند پوچھ سکتی ہے اور اس کی آواز حاجت کے وقت غیر سن سکتا ہے۔ (انجمن)

ایک کو ٹھڑی میں غسل کرتیں اپنی بہن زینب بنت جحش کی کو ٹھڑی میں تو خون کی سرخی پانی پر آجاتی (اس قدر خون بہا کرتا)۔ ابن شہاب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے یہ حدیث ابو بکر بن عبد الرحمن سے بیان کی انھوں نے کہا خدا رحم کرے ہندہ پر کاش وہ یہ فتویٰ سن لیتی۔ قسم خدا کی وہ روٹی تھی نماز نہ پڑھنے سے (یعنی اس کو بھی استحاضہ تھا اور یہ مسئلہ معلوم نہ تھا تو نماز نہ پڑھتی اور نماز کے جانے پر رویا کرتی)۔

۷۵۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں ان کو سات سال سے استحاضہ کا مرض تھا باقی حدیث وہی ہے۔

۷۵۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بنت جحش سات سال سے استحاضہ تھیں۔

۷۵۹- ام المومنین عائشہ سے روایت ہے ام حبیبہؓ نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے استحاضہ کے خون کو حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے ان کے نہانے کا برتن دیکھا خون سے بھرا ہوا تھا۔ آپؐ نے فرمایا تو اتنے دنوں ٹھہری رہ جتنے دنوں حیض آیا کرتا تھا (یعنی عادت کے دنوں میں اس بیماری سے پہلے) پھر غسل کر اور نماز پڑھ۔

۷۶۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا جو عبد الرحمن بن عوفؓ کے نکاح میں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور شکایت کی خون بہنے کی آپؐ نے فرمایا اتنے دن ٹھہری رہ جتنے دنوں (اس بیماری سے پہلے) حیض آیا کرتا تھا پھر غسل کر ڈال تو وہ ہر نماز کے

بِالْخَيْضَةِ وَلَكِنْ هَذَا عَزَقٌ فَأَغْتَسِلِي وَصَلِّي))
قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ فِي مِرْكَبٍ فِي حُمْرَةٍ أُخِيَّتِهَا زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ حَتَّى تَغْلُو حُمْرَةُ الدِّمِ الْمَاءَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَحَدَّثْتُ بِذَلِكَ أَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَقَالَ يَرْحَمُ اللَّهُ هَذَا لَوْ سَمِعْتَ بِهِذِهِ الْفَتَا وَاللَّهِ إِنْ كَانَتْ لَتَبْكِي بِأَنَّهَا كَانَتْ لَا تَصَلِّي.

۷۵۷- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ اسْتَحِضَتْ سِتْعَ سَيِّبِينَ يَبِغِلُ حَدِيثَ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ إِلَى قَوْلِهِ تَغْلُو حُمْرَةُ الدِّمِ الْمَاءَ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ.

۷۵۸- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ ابْنَةَ جَحْشٍ كَانَتْ تُسْتَحِضُ سِتْعَ سَيِّبِينَ يَبْغُو حَدِيثَهُمْ.

۷۵۹- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ الدِّمِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَأَيْتُ مِرْكَبَهَا مَلَانًا دَمًا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اْمْكُحِّي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكَ حَيْضُكَ ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي)).

۷۶۰- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ الْيَمَنِيَّةَ كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ شَكَّتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الدِّمَ فَقَالَ لَهَا ((اْمْكُحِّي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكَ حَيْضُكَ ثُمَّ

(۷۶۰) بنت جحش کی تین بیٹیاں تھیں ایک زینب جن سے پہلے زید بن حارثہ نے نکاح کیا تھا پھر انھوں نے طلاق دے دی تو رسول اللہ کے نکاح میں آئیں۔ دوسری ام حبیبہ جو اس حدیث میں مذکور ہیں یہ عبد الرحمن بن عوفؓ کے نکاح میں تھیں۔ تیسری حندہ جو طلحہ بن عبید اللہؓ

اغْتَسِلِي ۖ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

بَابُ وَجُوبِ قَضَاءِ الصَّوْمِ عَلَى

الْحَائِضِ دُونَ الصَّلَاةِ

۷۶۱- عَنْ مَعَاذَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ

فَقَالَتْ أَتَقْضِي إِحْدَانَا الصَّلَاةَ أَيَّامَ مَحِيضِهَا

فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَحْرُورِيَّةٌ أَنْتِ قَدْ كُنْتَ إِحْدَانَا

تَحِيضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمْتَ ثُمَّ لَا تُؤْمَرُ بِقَضَاءِ

۷۶۲- عَنْ مَعَاذَةَ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ أَتَقْضِي

الْحَائِضُ الصَّلَاةَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَحْرُورِيَّةٌ أَنْتِ

قَدْ كُنْ نِسَاءً رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَحِيضُ فَأَمَرَهُنَّ

أَنْ يَخْرُجْنَ قَالَ مُحَمَّدٌ بْنُ جَعْفَرٍ تَعْنِي يَقْضِينَ.

۷۶۳- عَنْ مَعَاذَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ قُلْتُ

مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي

الصَّلَاةَ فَقَالَتْ أَحْرُورِيَّةٌ أَنْتِ قُلْتُ لَسْتُ

بِأَحْرُورِيَّةٍ وَلَكِنِّي أَسْأَلُ قَالَتْ كَانَ يُصِيبُنَا ذَلِكَ

فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا تُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ.

بَابُ تَسْتِ الْمَغْتَسِلِ بِثَوْبٍ وَنَحْوِهِ

۷۶۴- عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أُنْبِئَهُ

لے غسل کیا کرتیں۔

باب: حائضہ عورت پر نماز کی قضا واجب نہیں اور

روزے کی قضا واجب ہے۔

۷۶۱- معاذہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا عورت قضا کرے حیض

کے دنوں کی نماز کو؟ انھوں نے کہا کیا تو حروری ہے؟ ہم میں سے

جس کو حیض آتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کو

نماز کی قضا کا حکم نہ ہوتا۔

۷۶۲- معاذہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

سے کیا حائضہ نماز کی قضا کرے؟ انھوں نے کہا کیا تو حروری

ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں حائضہ ہوتیں پھر کیا

آپ ان کو نماز کی قضا کا حکم کرتے۔

۷۶۳- معاذہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ سے

پوچھا کیا وجہ ہے جو حائضہ روزوں کی قضا کرتی ہے اور نماز کی قضا

نہیں کرتی؟ انھوں نے کہا تو حروری تو نہیں؟ میں نے کہا نہیں

میں تو پوچھتی ہوں انھوں نے کہا کہ ہم عورتوں کو حیض آتا پھر

حکم ہوا روزوں کی قضا کرنے کا اور نماز کی قضا کا حکم نہ ہوتا۔

باب: غسل کرنے والا کپڑے کی آڑ کر لے۔

۷۶۴- ام ہانی بinti ابی طالب سے روایت ہے کہ

لہ کے کلاں میں تھیں۔ بعضوں نے کہا کہ جیش کی تین بیبیاں استحاضہ میں مبتلا تھیں اور بعضوں نے کہا کہ فقط ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیماری تھی۔ (نووی)

(۷۶۱) ☆ حروری نسبت ہے حرور کی طرف اور حرور ایک گاؤں ہے کوفہ میں دو میل پر۔ پہلے پہل تاریجی دیکھو گئے تھے ان خدا جیوں

نے سارے اہل اسلام کے خلاف یہ بات اختیار کی ہے کہ حائضہ کو نماز کی قضا کرنی چاہیے۔ ان کے سوا تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ حائضہ پر نماز

کی قضا واجب نہیں ہے پر روزوں کی قضا واجب ہے۔

(۷۶۳) ☆ یہ عیادت ہے پر درود گار کی جو نماز کی قضا معاف کر دی ورنہ بڑا حرج ہو تا اس لیے کہ نماز ہر روز پانچ بار فرض ہے۔ سال بھر میں

صد ہا نمازوں کی قضا کرنی پڑتی اور رمضان کو ہر سال میں ایک بار آتا ہے چار پانچ روزوں کی قضا کچھ مشکل نہیں۔

تُقَضِّي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي التُّؤْبِ الْوَاحِدِ»۔ عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لپٹے۔

۷۶۹- عَنْ الصَّحَّاحِ بْنِ عُمَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مَذْكُورَهُ بِالْأَحَدِ اس سند سے بھی مروی ہے۔

وَقَالَ مَكَانَ عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَغَرِيَةِ الْمَرْأَةِ

بَابُ جَوَازِ الْاِغْتِسَالِ غُرْيَانَا فِي الْحُلُوءِ باب: تنہائی میں ننگے نہانا درست ہے

۷۷۰- عَنْ هَمَامِ بْنِ مَنِيبٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا ابُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَغْتَسِلُونَ غُرَّةَ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى سَوَاقِ بَعْضٍ وَكَانَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَغْتَسِلُ وَخَذَهُ فَقَالُوا وَاللَّهِ مَا يَمْنَعُ مُوسَى أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا إِلَّا أَنَّهُ آذَرَ قَالَ فَلَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ قُوَّتَهُ عَلَى

۷۷۰- ہمام بن منبہ سے روایت ہے یہ وہ حدیثیں ہیں جو ابو ہریرہؓ نے ہم سے بیان کیں محمدؐ سے سن کر پھر بیان کیں انھوں نے کئی حدیثیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ

نے کہ بنی اسرائیل کے لوگ ننگے نہایت کرتے تھے ایک دوسرے کے ستر کو دیکھتا اور حضرت موسیٰ اکیلے میں نہاتے تھے۔ لوگوں نے کہا موسیٰ ہمارے ساتھ مل کر نہیں نہاتے انکو تو قنوت کی تیاری ہے

(یعنی حصے بڑھ جانے کی) ایک بار موسیٰ نہانے کو گئے اور کپڑے اتار کر پتھر پر رکھے وہ پتھر (خود بخود اللہ کے حکم سے) ان کے

۷۷۰- اب مرد کو اپنی حرم عورتوں کا دیکھنا ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے کے بدن کا درست ہے اور بعضوں نے کہا اتنے ہی بدن کا درست ہے

جتنا کام کاج کرنے میں نکلتا ہے اب مرد کا ستر مرد سے اور عورت کا ستر عورت سے زیر ناف کے نیچے سے گھٹنے تک ہے اور گھٹنے اور ناف میں تین قول ہیں ایک یہ کہ وہ ستر نہیں ہے یہی صحیح ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ ستر میں داخل ہے، تیسرے یہ کہ ناف ستر ہے اور گھٹنا ستر نہیں اور حنیفہ کے

نزدیک ناف ستر نہیں پر گھٹنا ستر میں داخل ہے اور مرد کو غیر عورت کا دیکھنا ای طرح عورت کا غیر مرد کا دیکھنا بالکل حرام ہے خواہ یہ نظر شوہت سے ہو یا بغیر شوہت کے اور بعضوں کے نزدیک عورت کو غیر مرد کا نہ دیکھنا بغیر شوہت کے درست ہے مگر یہ قول ضعیف ہے اور جب عورت

اجنبی ہو تو کچھ فرق نہیں آتا اور حنیفہ کے نزدیک غیر لوطی مثل حرم عورت کے ہے۔ اسی طرح حرام ہے مرد کو خوب صورت بے ریش لڑکے کا نہ دیکھنا خواہ یہ نظر بغیر شوہت سے ہو یا بغیر شوہت کے خواہ قند کا لڑ ہو یا نہ ہو۔ صحیح اور مختار مذہب یہی ہے مگر یہ جتنی حرمت نظر کی اوپر

بیان ہوئی اسی صورت میں ہے جب حاجت اور ضرورت نہ ہو ورنہ حاجت کے وقت نظر درست ہے جیسے بیچے کھوٹے علاج کو اسی کے وقت پر۔

شوہت سے اس وقت بھی حرام ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا کہ شوہت سے نظر کرنا تو ہر شخص پر حرام ہے سو اپنی بی بی اور لوطی کے یہاں تک

کہ اگر کوئی اپنی بی بی یاں کو بھی شوہت سے دیکھے تو حرام ہے اور جو مرد کو مرد کے ساتھ اور عورت کو عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لپٹنے کی

ممانعت کی یہ ممانعت تحریمی ہے اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ دوسرے کے ستر کا چھونا بھی نادرست ہے اور لوگ حمام میں اکثر ایسی خرابیوں میں

پڑ جاتے ہیں حالانکہ ان باتوں سے بچنا چاہیے اور جو کوئی ایسا کرے اس کو منع کرنا چاہیے اگرچہ ماننے کی امید نہ ہو اور تنہائی میں آدمی ننگا ہو سکتا ہے

پر بلا ضرورت نہ کہ وہ بلکہ حرام ہے۔ (نودی)

(۷۷۰) ہمارے زمانہ کے بعض احمق لوگ ایسی باتوں کا انکار کرتے ہیں اور پتھر کا خود بخود چلنا خلاف عقل سمجھتے ہیں حالانکہ یہ خلاف عقل

نہیں زمین اور چاند اور سورج اور تارے جو چتر کی طرح بے جاں ہیں رات دن حرکت کرتے ہیں پھر ایک پتھر کا چلنا کیا مشکل ہے۔ لہ

کپڑے لے کر بھاگا۔ موسیٰ اس کے پیچھے دوڑے اور کہتے جاتے اے پتھر میرے کپڑے دے، اے پتھر میرے کپڑے دے یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے ان کا ستر دیکھ لیا اور کہنے لگے خدا کی قسم ان میں تو کوئی بیماری نہیں ہے۔ اس وقت پتھر کھڑا ہو گیا اور انہیں خوب دیکھا گیا۔ پھر انھوں نے اپنے کپڑے اٹھائے اور (غصے سے) پتھر کو مارنا شروع کیا۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں قسم خدا کی پتھر پر موسیٰ کی ماروں کا نشان ہے سات یا چھ ماروں کا۔

باب: ستر چھپانے میں احتیاط

۷۷۱- جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جب کعبہ بنایا گیا تو رسول اللہ ﷺ اور حضرت عباسؓ پتھر ڈھونڈنے لگے۔ عباسؓ نے کہا آپ سے تم اپنے تہہ بند کو اٹھا کر کندھے پر ڈال لو پتھر اٹھانے کے لیے۔ آپ نے ایسا ہی کیا اسی وقت زمین پر گر پڑے اور آپ کی آنکھیں آسمان سے لگ گئیں پھر آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا میری ازار میری ازار انھوں نے آپ کی ازار باندھ دی۔ ابن رافع کی روایت میں کندھے کی جگہ گردن کا ذکر ہے۔

۷۷۲- جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ پتھر ڈھونڈ رہے تھے کعبہ بنانے کے لیے اور آپ تہہ بند

حَجَرٍ فَقَرَّ الْحَجَرُ بِتَوْبِهِ قَالَ فَجَمَعَ مُوسَى يَأْتِيهِ يَقُولُ تَوْبِي حَجَرٌ. تَوْبِي حَجَرٌ حَتَّى نَظَرْتُ بَنُو إِسْرَائِيلَ إِلَى مَوَاقِفِ مُوسَى قَالُوا وَاللَّهِ مَا بِمُوسَى مِنْ بَأْسٍ فَقَامَ الْحَجَرُ حَتَّى نَظَرَ إِلَيْهِ قَالَ فَأَخَذَ تَوْبَتَهُ فَنَظَرَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا (۱) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاللَّهِ إِنَّهُ بِالْحَجَرِ نَذَبَ سِتَّةً أَوْ سَبْعَةً ضَرْبًا مُوسَى بِالْحَجَرِ.

بَابُ الْإِغْتِنَاءِ بِحِفْظِ الْعَوْرَةِ

۷۷۱- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ لَمَّا بُنِيَتِ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَبَّاسٌ يَنْقُلَانِ حِجَارَةً فَقَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ ﷺ اجْعَلْ إِرَارَكَ عَلَى عَاتِقِكَ مِنَ الْحِجَارَةِ فَفَعَلَ فَحَرَّ إِلَى الْأَرْضِ وَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ إِرَارِي إِرَارِي فَشَدَّ عَلَيْهِ إِرَارَهُ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ فِي رِوَايَتِهِ عَلَى رَقَبَتِكَ وَلَمْ يَقُلْ عَلَى عَاتِقِكَ

۷۷۲- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ

ہو نوئی نے کہا ہم بیان کر چکے ہیں کہ ضرورت کے وقت ستر کھولنا درست ہے تنہائی میں غسل کے وقت یا پیشاب کرتے وقت یا بی بی سے صحبت کرتے وقت اور لوگوں کے سامنے ستر کھولنا ہرگز درست نہیں لیکن علامہ نے کہا کہ تنہائی میں بھی نہایت وقت تہہ بند باندھنا مستحب ہے اور نگے ہو کر نہایت بھی درست ہے۔ اس حدیث کے لانے سے بھی یہی فرض ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خلوت میں نگے نہاتے تھے اور یہ حدیث ان لوگوں کے ذہب پر دلیل ہو گی جو کہتے ہیں کہ اگلے لوگوں کی شریعت ہمارے لیے بھی کافی ہے عمل کرنے کے لیے بشرطیکہ اس سے ممانعت نہ ہو اور بنی اسرائیل جو ایک دوسرے کے سامنے نگے ہو کر نہاتے تھے تو شاید یہ ان کی شریعت میں جائز ہو یا حرام ہو لیکن وہ اس کو کرتے ہوں جیسے ہماری شرع والے بھی بہت سے حرام کام کرتے ہیں۔ (ابھی)

(۷۷۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحییٰ بنی سے محفوظ تھے بری عادتوں اور خصلتوں سے جو جاہلیت میں جاری تھیں اور پیغمبروں کی عصمت کا بیان ہو چکا ہے کتاب الایمان میں اور ایک روایت میں ہے کہ فرشتہ اتر اور اس نے آپ کی ازار باندھ دی۔ (نووی)

باندھے تھے عباسؓ نے کہا جو آپ کے چچا تھے اے میرے بیٹے! تم اپنی ازار اتار کو موٹھے پر ڈال لو تو چھاپے آپ نے ازار کھولی اور موٹھے پر ڈالی۔ اسی وقت غش کھا کر گرے پھر اس دن سے آپ کو ٹھیک نہیں دیکھا گیا۔

۷۷۳- عَنْ الْمُسَوِّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ أَقْبَلْتُ بِحَجَرٍ أَحْمَرُهُ ثَقِيلٌ وَعَلَيَّ إِزَارٌ خَفِيفٌ قَالَ فَانْخَلَّ إِزَارِي وَمَعِيَ الْحَجَرُ لَمْ أَسْتَطِيعَ أَنْ أَضَعَهُ حَتَّى تَلَفْتُ بِهِ إِلَى مَوْضِعِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((ارْجِعْ إِلَى ثَوْبِكَ فَخُذْهُ وَلَا تَمْشُوا عَرَاةً))

۷۷۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ أَرَدْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ فَأَسْرَأَ إِلَيَّ خَدِيئًا لَمْ أَحْذِثْ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ وَكَانَ أَحَبَّ مَا اسْتَرَّ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِحَاجَتِهِ هَذَفَ أَوْ حَابَسَ نَحْلِي قَالَ ابْنُ أَسْمَاءَ فِي خَدِيثِهِ يَعْنِي خَائِطُ نَحْلٍ

باب: پیشاب کرتے وقت ستر کو چھپانا

۷۷۳- عَنْ الْمُسَوِّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ أَقْبَلْتُ بِحَجَرٍ أَحْمَرُهُ ثَقِيلٌ وَعَلَيَّ إِزَارٌ خَفِيفٌ قَالَ فَانْخَلَّ إِزَارِي وَمَعِيَ الْحَجَرُ لَمْ أَسْتَطِيعَ أَنْ أَضَعَهُ حَتَّى تَلَفْتُ بِهِ إِلَى مَوْضِعِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((ارْجِعْ إِلَى ثَوْبِكَ فَخُذْهُ وَلَا تَمْشُوا عَرَاةً))

۷۷۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ أَرَدْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ فَأَسْرَأَ إِلَيَّ خَدِيئًا لَمْ أَحْذِثْ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ وَكَانَ أَحَبَّ مَا اسْتَرَّ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِحَاجَتِهِ هَذَفَ أَوْ حَابَسَ نَحْلِي قَالَ ابْنُ أَسْمَاءَ فِي خَدِيثِهِ يَعْنِي خَائِطُ نَحْلٍ

باب: اوائل اسلام میں جماع سے غسل واجب نہ ہوتا تھا جب تک منی نہ نکلے لیکن وہ حکم منسوخ ہو گیا اور جماع سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔

۷۷۵- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْبَاقِيَةِ إِلَى قُبَاءَ حَتَّى إِذَا كُنَّا فِي بَيْتِي سَلَّمَ وَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

بَابُ مَا يُسْتَرُّ بِهِ لِقَضَاءِ الْحَاجَةِ

۷۷۳- عَنْ الْمُسَوِّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ أَقْبَلْتُ بِحَجَرٍ أَحْمَرُهُ ثَقِيلٌ وَعَلَيَّ إِزَارٌ خَفِيفٌ قَالَ فَانْخَلَّ إِزَارِي وَمَعِيَ الْحَجَرُ لَمْ أَسْتَطِيعَ أَنْ أَضَعَهُ حَتَّى تَلَفْتُ بِهِ إِلَى مَوْضِعِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((ارْجِعْ إِلَى ثَوْبِكَ فَخُذْهُ وَلَا تَمْشُوا عَرَاةً))

۷۷۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ أَرَدْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ فَأَسْرَأَ إِلَيَّ خَدِيئًا لَمْ أَحْذِثْ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ وَكَانَ أَحَبَّ مَا اسْتَرَّ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِحَاجَتِهِ هَذَفَ أَوْ حَابَسَ نَحْلِي قَالَ ابْنُ أَسْمَاءَ فِي خَدِيثِهِ يَعْنِي خَائِطُ نَحْلٍ

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْجَمَاعَ كَانَ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ لَا يُوجِبُ الْغُسْلَ إِلَّا أَنْ يُتْرَلَ الْمَنِيُّ وَبَيَانُ نَسْخِهِ وَأَنَّ الْغُسْلَ يَجِبُ بِالْجَمَاعِ

۷۷۵- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْبَاقِيَةِ إِلَى قُبَاءَ حَتَّى إِذَا كُنَّا فِي بَيْتِي سَلَّمَ وَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْجَمَاعَ كَانَ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ لَا يُوجِبُ الْغُسْلَ إِلَّا أَنْ يُتْرَلَ الْمَنِيُّ وَبَيَانُ نَسْخِهِ وَأَنَّ الْغُسْلَ يَجِبُ بِالْجَمَاعِ

۷۷۵- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْبَاقِيَةِ إِلَى قُبَاءَ حَتَّى إِذَا كُنَّا فِي بَيْتِي سَلَّمَ وَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْجَمَاعَ كَانَ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ لَا يُوجِبُ الْغُسْلَ إِلَّا أَنْ يُتْرَلَ الْمَنِيُّ وَبَيَانُ نَسْخِهِ وَأَنَّ الْغُسْلَ يَجِبُ بِالْجَمَاعِ

۷۷۵- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْبَاقِيَةِ إِلَى قُبَاءَ حَتَّى إِذَا كُنَّا فِي بَيْتِي سَلَّمَ وَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْجَمَاعَ كَانَ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ لَا يُوجِبُ الْغُسْلَ إِلَّا أَنْ يُتْرَلَ الْمَنِيُّ وَبَيَانُ نَسْخِهِ وَأَنَّ الْغُسْلَ يَجِبُ بِالْجَمَاعِ

۷۷۵- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْبَاقِيَةِ إِلَى قُبَاءَ حَتَّى إِذَا كُنَّا فِي بَيْتِي سَلَّمَ وَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

(۷۷۵) نوٹی: کہا اب امت کا جماع ہے اس پر کہ جماع سے غسل واجب ہوتا ہے اگرچہ انزال نہ ہو۔ اسی طرح انزال سے غسل واجب ہوتا ہے اور صحابہ کی ایک جماعت کا یہ قول تھا کہ غسل بغیر انزال کے واجب نہیں ہوتا پھر بعضوں نے رجوع کیا اس قول سے اور اجماع ہو گیا جماع سے غسل واجب ہونے پر۔ اب یہ حدیث النماء من الماء کی منسوخ ہے یعنی اوائل اسلام میں ایسا حکم تھا کہ

پر کھڑے ہوئے اور اس کو آواز دی وہ اپنی ازار گھنٹا ہوا نکلا آپ نے فرمایا ہم نے اس کو جلدی میں ڈالا۔ عقیبان نے کہا یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص جلدی اپنی عورت سے الگ ہو جائے اور منی نہ نکلے تو اس کا کیا حکم ہے (یعنی غسل کرے یا نہیں)؟ آپ نے فرمایا پانی (یعنی نہانا) پانی سے (یعنی منی نکلنے سے) واجب ہو تا ہے۔

۷۷۶- عن أبي سعيد الخدري عن رسول الله ﷺ أنه قال ((إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ))

۷۷۷- عن أبي العلاء بن شخير عن كاهر رسول الله ﷺ أن قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينسخ حديثه بعضه بعضاً كما ينسخ القرآن بعضه بعضاً.

۷۷۸- عن أبي سعيد الخدري أن رسول الله ﷺ مر على رجل من الأنصار فأرسل إليه فخرج ورأسه يقطر فقال ((لَعَلْنَا أَغْلَجْنَاكَ)) قَالَ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((إِذَا أَغْلَجْتَ أَوْ أَفْحَطْتَ فَلَا غُسْلَ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ الْوُضُوءُ))

۷۷۹- عن أبي بن كعب رضي الله عنه قال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الرجل يصب من المرأة ثم يكسبل فقال ((يَغْسِلُ مَا أَصَابَهُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ))

نہ اگر جماع کرے اور انزال نہ ہو تو غسل واجب نہ ہوتا لیکن بعد کو غسل واجب کیا گیا اور حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک یہ حدیث منسوخ نہیں ہے بلکہ مراد اس سے احتلام کی حالت ہے یعنی اگر کوئی خراب میں جماع کرے لیکن تری نہ دیکھے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔ (۷۷۷) ☆ نوویؒ نے کہا امام مسلمؒ کی فرض اس حدیث کے یہاں لانے سے یہ ہے کہ انما الماء من الماء کی حدیث منسوخ ہے دوسری حدیثوں سے اور حدیث کا نسخ حدیث سے جائز ہے اور اس کی چار صورتیں ہیں ایک تو حدیث متواتر کا نسخ حدیث متواتر سے دوسری خبر واحد کا نسخ خبر واحد سے تیسری خبر واحد کا نسخ متواتر سے، یہ تین صورتیں تو بالاتفاق جائز ہیں۔ چوتھی خبر متواتر کا نسخ خبر واحد سے اس میں اختلاف ہے۔ جمہور کے نزدیک جائز نہیں اور بعض ظاہر ہے کے نزدیک جائز ہے۔

وَيُصَلِّيْ .

کمرے اور نماز پڑھے۔

٧٨٠- عَنْ أَبِي نَبِيٍّ كَعْبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَأْتِي أَهْلَهُ ثُمَّ لَا يُنْزِلُ قَالَ ((يَغْفِيلُ ذِكْرَهُ وَيَتَوَضَّأُ)) .

٧٨١- عَنْ زَيْدِ بْنِ حَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِذَا جَاءَكَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَلَمْ يُبَيِّنْ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّأُ كَمَا ((يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ وَيَغْسِلُ ذِكْرَهُ)) قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

٧٨٢- عَنْ أَيُّوبَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

بَابُ نَسْخِ الْمَاءِ مِنَ الْمَاءِ وَوُجُوبِ
الْغَسْلِ بِالْقَاءِ الْخِتَائِنِ

٧٨٣- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ
اللَّهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شَعْبَيْهَا الْآرَبِيعِ
ثُمَّ جَهَّزَهَا فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ)) وَبِ
حَدِيثٍ مَطْرُحٍ ((وَإِنْ لَمْ يُنْزَلِ)) قَالَ زُهَيْرٌ مِنْ
بَنِيهِمْ ((بَيْنَ أَشْجَعِهَا الْآرَبِيعِ)) .

(۷۸۳) ہنو نوئی نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ غسل کا وجوب منی نکلنے پر نہیں ہے بلکہ جب حشفہ (پداری) فرج کے اندر چلا جاوے تو مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہوگا اور اس میں آج کے دن بالکل اختلاف نہیں ہے۔ پہلے الہت چند صحابہ کا اس میں اختلاف تھا لیکن بعد کو اجتماع ہو گیا۔ ہمارے اصحاب نے کہا کہ اگر حشفہ عورت کی دیر میں یا مرد کی دیر میں عاقب ہو جائے یا کسی جانور کی فرج میں تب بھی غسل واجب ہوگا اگرچہ وہ عورت یا مرد جانور مرد ہو یا کمن ہو جو بولے سے اعتدال زدہ کسی سے ہو یا اختیار سے اسی طرح اگر سور یا ہوا اور عورت اس کا ذکر اپنی فرج کے اندر رکھے تو خواہ ذکر کو اشتہار ہو یا نہ ہو غسل واجب ہوگا خواہ حشفہ ہو یا نہ ہو ان سب صورتوں میں فاعل اور مفعول دونوں پر غسل واجب ہے مگر جب کوئی ان میں سے نا بالغ ہو تو اس پر واجب نہیں لیکن وہ جنب ہوگا اور جوہ نمیزدار ہو تو اس کے دلی پر لازم ہے کہ حکم کرے اس کو غسل کا جیسے حکم کرے تاہم وضو کا وہ بغیر غسل کے نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح نہ ہوگی اور دخول کے لیے صرف حشفہ کا عاقب ہونا کافی ہے تمام ذکر کا عاقب ہو یا ضروری نہیں اور جو ذکر پر پکڑا وغیرہ لپیٹ کر دخول کرے تو اس میں تین قول ہیں صحیح یہ ہے کہ غسل واجب ہے دونوں پر۔ ابھی مختصر۔

۷۸۴- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے مگر اس میں انزال کا ذکر نہیں۔

۷۸۵- ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ اختلاف کیا اس مسئلہ میں مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت نے انصار نے کہا غسل جب ہی واجب ہوتا ہے کہ منی کو ذکر نکلے اور انزال ہو اور مہاجرین نے کہا جب مرد عورت سے صحبت کرے تو غسل واجب ہے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہاری تسلی کے دیتا ہوں ٹھہرو میں اٹھا اور حضرت عائشہ کے مکان پر جا کر ان سے اجازت مانگی انھوں نے اجازت دی میں نے کہا ہے ماں یا مسلمانوں کی ماں! میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن مجھے شرم آتی ہے۔ حضرت عائشہ نے کہا تم شرم کرو اس بات کے پوچھنے میں جو اپنی سگی ماں سے پوچھ سکتا ہے جس کے پیٹ سے تو پیدا ہوا میں بھی تو تیری ماں ہوں کیونکہ حضرت کی بیبیاں مومنین کی ماںیں ہیں میں نے کہا غسل کس سے واجب ہوتا ہے؟ انھوں نے کہا تو نے اچھے واقف کار سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مرد عورت کے چاروں کونوں میں بیٹھے اور خندہ خندہ سے مل جائے (یعنی ذکر فرج میں داخل ہو جائے) تو غسل واجب ہو گیا۔

۷۸۶- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت سے جماع کرے پھر انزال سے پہلے ذکر کو نکال لے تو کیا دونوں پر غسل واجب ہے؟ آپ نے فرمایا میں اور یہ (حضرت عائشہ کو فرمایا) ایسا کرتے ہیں پھر غسل کرتے ہیں۔

۷۸۴- عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ بِقَلْبِهِ غَيْرُ أَنَّ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ ثُمَّ اجْتَهَدَ وَلَمْ يَقُلْ وَإِنْ لَمْ يَنْزِلْ. ۷۸۵- عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ اخْتَلَفَ فِي ذَلِكَ رَبُّهُمْ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّونَ لَا يَجِبُ الْغُسْلُ إِلَّا مِنَ الدَّفْعِ أَوْ مِنَ الْمَاءِ وَقَالَ الْمُهَاجِرُونَ بَلْ إِذَا خَالَطَ فَقَدْ وَجِبَ الْغُسْلُ قَالَ فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَمَا أَصْبَحْتُمْ مِنْ ذَلِكَ فَقُضِيَ فَاِسْتَأْذَنْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَأَذِنَ لِي فَقُلْتُ لَهَا يَا أُمِّ أَوْ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ شَيْءٍ وَ إِنِّي أَشْتَخِيكَ فَقَالَتْ لَا تَشْتَخِي أَنْ تَسْأَلَني عَمَّا كُنْتُ سَأَلَا عَنْهُ أَمَّا أَنتِ وَالْذَكَرُ فَإِنَّمَا أَتَاكَ قُلْتُ فَمَا يُوجِبُ الْغُسْلُ قَالَتْ عَلَى الْغَيْضِ سَقَطَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ وَمِنَ الْخِصَانِ الْخِصَانِ فَقَدْ وَجِبَ الْغُسْلُ)).

۷۸۶- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الرَّجُلِ يُحَامِعُ أَهْلَهُ ثُمَّ يُكْسِلُ هَلْ عَلَيْهِمَا الْغُسْلُ وَعَائِشَةُ جَالِسَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنِّي لَأَفْعَلُ ذَلِكَ أَنَا وَهَذِهِ ثُمَّ نَفْعِلُ)).

(۷۸۵) ☆ یعنی غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ نووی نے کہا خندہ خندہ سے ملنا مراد اس سے دخول ہے ورنہ عورت کا خندہ اوپر ہوتا ہے جماع میں وہ نہیں لگتا اور اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ اگر ذکر کو صرف فرج سے چھو دے اور داخل نہ کرے تو غسل واجب نہیں۔ (۷۸۶) ☆ نووی نے کہا ایسی باتیں آدمی بلی بی سے کر سکتا ہے اگر اس میں کوئی مصلحت ہو اور کسی کو رنج نہ ہو آپ نے یہ اس لہ

بَابُ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

باب: جو کھانا آگ سے پکا ہو اس کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

۷۸۷- عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((الْوُضُوءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ)).

۷۸۷- زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے وضو لازم آتا ہے اس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو۔

۷۸۸- قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَجَعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ عَلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِنَّمَا اتَّوَضَّأُ مِنْ أَنْوَارٍ أَقْطَفُ أَكَلْتُهَا لِأَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((تَوَضَّأُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ)).

۷۸۸- ابن شہاب رضی اللہ عنہ نے عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے سنا انھوں نے عبد اللہ بن ابراہیم بن قارظ رضی اللہ عنہ سے انھوں نے ابو ہریرہؓ کو مسجد میں وضو کرتے دیکھا انھوں نے کہا میں نے پیر کے ٹکڑے کھائے ہیں اس لیے وضو کرتا ہوں۔ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے وضو کرو اس کھانے سے جو آگ پر پکا ہو۔

۷۸۹- قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ عَمْرٍو بْنِ عَثْمَانَ وَأَنَا أَحَدُهُمَا هَذِهِ الْخَبَرُ أَنَّهُ سَأَلَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ عُرْوَةُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَوَضَّأُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ)).

۷۸۹- ابن شہاب نے سعید بن خالد رضی اللہ عنہ سے سنا اور وہ ان سے یہ حدیث بیان کر رہے تھے سعید نے کہا میں نے عروہ بن زبیر سے پوچھا وضو کو آگ سے کیے ہوئے کھانے سے۔ انھوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کرو اس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو۔

بَابُ نَسْخِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ
۷۹۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَكَلَ كَبْشَ شَاةٍ ثُمَّ ((صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ)).

باب: آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہ ٹوٹنے کا بیان
۷۹۰- ابن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے بکری کے دست کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

تہ لے فرمایا کہ اس شخص کو شفی ہو جائے۔

☆ نوٹی نے کہا نام مسلم نے اس باب میں وہ حدیث بیان کی ہیں جن سے وضو کا لازم ہونا آگ کے کپے ہوئے کھانے سے ثابت ہوتا ہے پھر وہ حدیث بیان کیں جن سے وضو کا لازم نہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس سے یہ غرض ہے کہ پہلی حدیثیں منسوخ ہیں اور جمہور سلف اور خلف اور صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے کہ آگ کے کپے ہوئے کھانے کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی مذہب ہے ائمہ اربعہؓ اور اسحاقؒ اور یحییٰؒ اور ابو ثورؒ اور ابو یوسفؒ کا اور ایک جماعت اس طرف مائل ہے کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی موقوف ہے عمر بن عبد العزیزؒ اور حسن بصریؒ اور زہریؒ اور ابو قتاہبؒ اور ابو حنبلہؒ سے۔ (نودی مختصر)۔

- ۷۹۱- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ عَرَفًا أَوْ لَحْمًا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَلَمْ يَمْسَ مَاءً
- ۷۹۲- عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمَرِيِّ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَيْفٍ يَأْكُلُ مِنْهَا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ
- ۷۹۳- عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَيْفٍ شَاةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَدْعِي إِلَى الصَّلَاةِ فَقَامَ وَطَرَحَ السَّكِينَ وَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ
- ۷۹۴- عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذَلِّكَ
- ۷۹۵- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ عِنْدَهَا كَيْفًا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ
- ۷۹۶- عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذَلِّكَ
- ۷۹۷- عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ أَشْهَدُ لَكُنْتُ أَشْهَدُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطْنُ الشَاةَ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ
- ۷۹۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَضَمَّضَ وَقَالَ إِنَّ لِي دَسْمًا
- ۷۹۹- ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَضَمَّضَ وَقَالَ إِنَّ لِي دَسْمًا
- ۸۰۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَضَمَّضَ وَقَالَ إِنَّ لِي دَسْمًا
- ۸۰۱- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَضَمَّضَ وَقَالَ إِنَّ لِي دَسْمًا
- ۸۰۲- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَضَمَّضَ وَقَالَ إِنَّ لِي دَسْمًا
- ۸۰۳- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَضَمَّضَ وَقَالَ إِنَّ لِي دَسْمًا
- ۸۰۴- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَضَمَّضَ وَقَالَ إِنَّ لِي دَسْمًا
- ۸۰۵- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَضَمَّضَ وَقَالَ إِنَّ لِي دَسْمًا
- ۸۰۶- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَضَمَّضَ وَقَالَ إِنَّ لِي دَسْمًا
- ۸۰۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَضَمَّضَ وَقَالَ إِنَّ لِي دَسْمًا
- ۸۰۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَضَمَّضَ وَقَالَ إِنَّ لِي دَسْمًا
- ۸۰۹- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَضَمَّضَ وَقَالَ إِنَّ لِي دَسْمًا
- ۸۱۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَضَمَّضَ وَقَالَ إِنَّ لِي دَسْمًا

۷۹۹- عَنْ ابْنِ شِهَابٍ يَسْنَادُ عَقِيلٍ عَنْ - مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے۔
الرُّمَرِيُّ يَقُولُ.

۸۰۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ عَلَيْهِ يَتَامَى ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَتَى بِهَدْيَةٍ خَيْرٍ وَلَحِمٍ فَأَلَقَ ثَلَاثَ لُقْمٍ ثُمَّ صَلَّى بِالنَّاسِ وَمَا مَسَّ مَاءً.

۸۰۱- عَنْ عَطَاءٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَاقِ الْحَدِيثِ يَتَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ حُلَّةٍ وَفِيهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ شَهِدَ ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ صَلَّى وَلَمْ يَقُلْ بِالنَّاسِ.

بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ لَحْمِ الْإِبِلِ

۸۰۲- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَوْضَأُ مِنْ لَحْمِ الْغَنَمِ قَالَ ((إِنْ شِئْتَ قَوَضًا وَإِنْ شِئْتَ فَلَا تَوْضَأَ)) قَالَ أَتَوْضَأُ مِنْ لَحْمِ الْإِبِلِ قَالَ ((نَعَمْ قَوَضًا مِنْ لَحْمِ الْإِبِلِ)) قَالَ أَصْلِي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ أَصْلِي فِي مَبَادِلِ الْإِبِلِ قَالَ ((لَا)).

لوہ لگنے کی حاجت پڑے اور منہ صاف ہو جاوے اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ و حوتا مستحب ہے یا نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ مستحب ہے کھانے سے پہلے مگر جب ہاتھ کی صفائی کا یقین ہو میل پکیل اور نجاست سے اسی طرح کھانے کے بعد مگر جب ہاتھ پر کھانے کا اثر نہ ہو مثلاً کھانا خشک ہو اور لہام بالک نے کہا کہ کھانے کے واسطے ہاتھ و حوتا مستحب نہیں۔ مگر جب ہاتھ میں کوئی نجاست لگی ہو تو حوتا ضروری ہے۔ (نووی)

۱۔ نووی نے کہا کہ علماء اس طرف گئے ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور یحییٰ اور ابن منذر اور اب خزیمہ اور اہل حدیث کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(۸۰۲) کیونکہ اونٹ زبردست اور شریو ہے اسلئے کہ نماز میں کچھ صدمہ پہنچے اور بکریوں کے تھان میں اس کا ڈر نہیں۔ نووی نے کہا کہ یہ ممانعت خیر کی ہے۔

۸۰۳- حضرت جابر بن سمرہ سے یہی حدیث دوسری اسناد سے بھی مروی ہے۔

باب: جس شخص کو طہارت کا یقین ہے پھر
حدث میں شک ہو تو وہ اس طہارت سے
نماز پڑھ سکتا ہے

۸۰۴- سعید اور عباد بن حمیم نے عباد کے چچا سے روایت کیا کہ شکایت کی گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی آدمی کو معلوم ہوتا ہے نماز میں کہ اس کو حدث ہوا (یعنی گمان ہوتا ہے) آپ نے فرمایا وہ نماز نہ توڑے جب تک حدث کی آواز نہ سنے یا بونہ سوئے۔ ابو بکر اور زہیر نے اپنی روایتوں میں عباد کے چچا کا نام لیا یعنی عبد اللہ بن زید۔

۸۰۵- ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو اپنے پیٹ میں غلش معلوم ہو پھر اس کو شک ہو کہ پیٹ میں سے کچھ نکلا یا نہیں (یعنی ریح خارج ہوئی یا نہیں) تو مسجد سے نہ نکلے جب تک آواز نہ سنے یا بونہ سوئے (یعنی یقین نہ ہو حدث ہونے کا)۔

باب: مردہ جانور کی کھال و باغٹ سے پاک ہو جاتی ہے
۸۰۶- ابن عباس سے روایت ہے کہ یمونہ کی لونڈی کو کسی نے ایک بکری صدقہ میں دی وہ مر گئی رسول اللہ ﷺ نے اس کو پڑا

۸۰۳- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ بِعَنْ أَبِي حَدِيثٍ أَبِي كَامِلٍ عَنْ أَبِي عَوَّانَةَ
بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ يَتَقَنَّ الطَّهَارَةَ
ثُمَّ شَكَّ فِي الْوَضُوءِ فَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ
بِطَهَارَتِهِ تِلْكَ

۸۰۴- عَنْ سَعِيدٍ وَعَبَادِ بْنِ حَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ شَكَّيْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يُحِثُّ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ ((لَا تُتَصَرَّفْ حَتَّى تَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا))
قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ فِي رِوَايَتِهِمَا هُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ

۸۰۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي نَظْفِهِ شَيْئًا فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَخْرَجَ مِنْهُ شَيْءًا أَمْ لَا فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا))

بَابُ طَهَارَةِ جُلُودِ الْمَيِّتَةِ بِالذَّبَاغِ
۸۰۶- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَصَدَّقَ عَلَى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ بِشَيْءٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

(۸۰۳) ☆ نووی نے کہا یہ حدیث ایک بڑا قاعدہ ہے اسلام کے قواعد میں سے۔ اس سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک چیز جس کے وجود کا یقین ہو وہ شک سے رفق نہیں ہو سکتی ہے جیسے طہارت جو یقینی شے حدیث کے گمان سے مٹ نہیں سکتی ہمارا اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور امام مالک سے اس میں دو روایتیں ہیں ایک تو یہ کہ وضو لازم ہے اگر شک نماز کے باہر ہو اور نماز کے اندر ہو تو لازم نہیں اور دوسری یہ کہ دونوں صورتوں میں پھر وضو کرنا چاہیے۔ (انہی مختصر)

(۸۰۶) ☆ نہ اس کی کھال سے فائدہ اٹھاتا تو دینی نے کہا اس باب میں علماء کے ساتھ مذہب ہیں ایک شافعی کا وہ ہے کہ دباغت سے ہر ایک مردہ جانور کی کھال پاک ہو جاتی ہے اندر اور باہر سے اور تراور شک ہر ایک چیز سے اس کا استعمال درست ہے سوائے اور سور کے دوسرے کو کوئی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی احمد اور مالک سے یہی مروی ہے، تیسرا یہ کہ حلال جانور کی کھال پاک ہو جاتی ہے اور حرام کی پاک ہے

ہوا دیکھا تو فرمایا تم نے اس کی کھال کیوں نہ لی دباغت کر کے کام میں لاتے؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ مردار تھی آپ نے فرمایا مردار کا کھانا حرام ہے۔

۸۰۷- ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مردار بکری دیکھی جو میمونہ کی لونڈی کو صدقہ میں ملی تھی آپ نے فرمایا تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا؟ لوگوں نے کہا وہ مردار ہے آپ نے فرمایا مردار کا کھانا حرام ہے۔

۸۰۸- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((هَلَّا أَخَذْتُمْ إِيَّاهَا فَدَبَعْتُمُوهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهِ فَقَالُوا إِنِّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حَرَّمَ أَكْلُهَا)) .

۸۰۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ شَاةً مَيْتَةً أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا قَالُوا إِنِّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حَرَّمَ أَكْلُهَا)) .

۸۰۸- عَنْ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ بِنَحْوِ رِوَايَةِ يُونُسَ .

۸۰۹- ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پڑی ہوئی بکری دیکھی جو میمونہ کی لونڈی کو صدقہ میں ملی تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے اس کی کھال کیوں نہ لی دباغت کر کے فائدہ اٹھاتے۔

۸۱۰- ابن عباس سے روایت ہے کہ میمونہ نے ان سے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بی بی کے گھر میں ایک جانور پلا تھا وہ مر گیا تو آپ نے فرمایا تم نے اس کی کھال کیوں نہ لی اس کو کام میں لاتے۔

۸۱۱- ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میمونہ کی لونڈی کی بکری کو دیکھا وہ مری پڑی تھی آپ ادھر سے نکلے تو فرمایا تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا؟

۸۰۹- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَطْرُوحَةٍ أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَلَا أَخَذُوا إِيَّاهَا فَدَبَعُوهُ فَانْتَفَعُوا بِهِ)) .

۸۱۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مَيْمُونَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ دَاجِنَةً كَانَتْ لِبَعْضِ نِسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَاتَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَلَا أَخَذْتُمْ إِيَّاهَا فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ)) .

۸۱۱- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ لِمَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ فَقَالَ ((أَلَا انْتَفَعْتُمْ بِهَا بِهَا)) .

لہ نہیں ہوتی۔ اور زانی اور ابن مبارک اور ابو ثور اور اسحاق کا یہی قول ہے، چوتھا سب مردار جانوروں کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے سوا سور کے۔ ابو حنیفہ کا یہی مذہب ہے سچا چاہاں یہ کہ سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں مگر صرف باہر سے اور ترچیز میں اس کا استعمال درست نہیں۔ مالک کا مشہور مذہب یہی ہے، چھٹا یہ کہ سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ کتے اور سور کی بھی اندر اور باہر سے اور یہی قول ہے داؤد ظاہری اور ابو یوسف کا، ساتواں یہ کہ مردار جانور کی کھال سے فائدہ اٹھانا درست ہے اگرچہ اس کی دباغت نہ ہو زہیر کا یہی قول ہے۔ (انجمی مختصر ۱)

۸۱۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((إِذَا ذُبِحَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ)) .
۸۱۳- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ يَعْنِي حَدِيثَ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى .

۸۱۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۸۱۴- ابوالخیر سے روایت ہے میں نے ابن وعلہ کو ایک پوچھتے ہوئے دیکھا میں نے اس کو چھو انھوں نے کہا کیوں چھوئے ہو (کیا اس کو نجس جانتے ہو)؟ میں نے عبد اللہ سے کہا کہ ہم مغرب کے ملک میں رہتے ہیں وہاں بربر کے کافر اور آتش پرست بہت ہیں وہ بکری لاتے ہیں ذبح کر کے ہم تو ان کا ذبح کیا ہوا جانور نہیں کھاتے اور مشکیں لاتے ہیں ان میں چربی ڈال کر ابن عباس نے کہا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کو پوچھا آپ نے فرمایا باغت سے پاک ہو جاتی ہے (یعنی چڑے پر جب باغت ہو گئی تو وہ پاک ہے اگرچہ کافر نے باغت کی ہو)۔

۷۱۵- عَنْ ابْنِ وَهْلَةَ السَّيِّئِ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ إِنَّا نَكُونُ بِالْمَغْرِبِ فَأَيْنَا الْمَجْهُوسُ بِالنَّسِيَةِ فِيهَا النَّسَاءُ وَالْوَدَكُ فَقَالَ اشْرَبْ فَقُلْتُ أَرَأَيْتَ تَرَاهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((ذِبَاغُهُ طَهُورُهُ)) .

باجت سے کھال پاک ہو جاتی ہے۔

(۸۱۴) ☆ نووی نے کہا باغت ہر ایک چیز سے درست ہے جو کھال کی رطوبت کو سکھائے اور اس کی بدبودار کرے اس طرح ہے کہ بھر کھال سرنے کے لائن نہ رہے جیسے انار کے چھلکے بھٹکوی وغیرہ دواؤں سے اور صرف دھوپ میں سکھانے سے باغت نہیں ہوتی اور خنویں کے نزدیک ہو جاتی ہے اور جب کھال باغت سے پاک ہو گئی تو اس کا پچھتا بھی جائز ہے اور اس کے کھانے میں تین قول ہیں صحیح یہ ہے کہ کھانا اس کا جائز نہیں۔

بَابُ التَّيْمُمِ ۱

باب: تيمم کا بيان

۸۱۶- عَنْ غَالِثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْحِشْرِ انْفَطَعَ عَقْدٌ لِي فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّيْمِيمِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَبَّسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَأَتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالُوا أَلَا تَرَى إِلَى مَا صَنَعَتْ غَالِثَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ مَعَهُ وَلَبَّسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعَ رَأْسَهُ عَلَى

۸۱۶- ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں نکلے جب بیدایات الحش میں پہنچے (بید اور ذات الحش یہ دونوں مقام کے نام ہیں خیبر اور مدینہ کے بیچ میں) تو میرے گلے کا بار لوٹ کر گیا اور رسول اللہ ﷺ اس کے ڈھونڈنے کے لیے ٹھہر گئے لوگ بھی ٹھہر گئے۔ وہاں پانی نہ تھا اور نہ لوگوں کے ساتھ پانی تھا۔ لوگ ابو بکر کے پاس آئے اور کہنے لگے تم دیکھتے نہیں عائشہ نے کیا کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کو ٹھہرایا ہے اور لوگوں کو بھی جہاں پانی نہیں ان کے ساتھ پانی ہے۔ یہ سن کر ابو بکر آئے اور رسول اللہ ﷺ اپنا سر میری ران پر رکھے ہوئے سو گئے تھے۔ انھوں نے کہا تو نے روک رکھا ہے رسول اللہ ﷺ کو اور لوگوں کو یہاں نہ پانی ہے اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے اور

۱۔ تيمم ثابت ہے کتاب اور اجماع امت سے اور وہ فقط نہ اور دونوں ہاتھوں پر مسح کرنا ہے خواہ حدث سے ہو یا جنابت سے اور علماء نے اختلاف کیا ہے اس کی کیفیت میں۔ اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ تيمم میں دو باریں ضروری ہیں ایک بار منہ کے لیے ایک اور بار دونوں ہاتھوں کے لیے کہیں تک اور یہی مروی ہے علی بن ابی طالب سے اور عبداللہ بن عمر اور حسن بصری اور شعبی اور سالم اور سفیان ثوری اور مالک اور ابو حنیفہ اور اصحاب الراس سے۔ اور علماء کی ایک جماعت کا یہی قول ہے کہ تيمم میں ایک بار کافی ہے مسح کرے اس سے منہ اور دونوں ہتھیلیوں پر اور یہی قول ہے عطاء و کحول اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابن منذر اور اکثر اہل حدیث کا اور یہی صحیح اور مختار ہے محققین کے نزدیک اور زہری سے منقول ہے کہ ہاتھوں کا مسح بظلموں تک ضروری ہے اور ابن سیرین سے منقول ہے کہ تین باریں چاہیں ایک منہ کے لیے دوسری دو ہتھیلیوں کے لیے تیسری ہاتھوں کے لیے اور حدث امفر یعنی وضو کے بدلے تو تيمم سب کے نزدیک درست ہے اسی طرح حدث اکبر یعنی جنابت سے بھی اور اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود سے منقول ہے کہ تيمم جنابت سے درست نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود اس قول سے رجوع کیا اور احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت ہے تيمم جنابت سے درست ہے اور جب جنبی تيمم سے نماز پڑھے لے پھر پانی پائے تو اس پر غسل واجب ہے باقی علماء اور مسافر کو سفر میں جہاں پانی نہ ہو اور صرف تيمم سے نماز پڑھے لیوے تو بھی درست ہے اور اگر بے وضو کے کسی عضو پر نجاست ہو اور وہ اس کے بدلے تيمم کرنا چاہے تو درست نہیں ہے اور امام احمد کے نزدیک جائز ہے اور ثوری اور اوزاعی اور ابو ثور نے کہا کہ اس مقام پر مٹی سے مسح کر لیوے اور جب تيمم سے نماز پڑھی پھر پانی لے تو نماز کا لوٹانا ضروری نہیں اور شافعی اور احمد اور ابن منذر اور داؤد ظاہر ہے کہ نزدیک تيمم کے لیے پاک مٹی کا ہونا جس پر غبار ہو ضروری ہے اور ابو حنیفہ اور مالک کے نزدیک جو چیز زمین کی قسم سے ہے اس پر تيمم درست ہے اگرچہ غبار نہ ہو جیسے صاف پتھر دھویا ہوا چونا وغیرہ اور مالکی لوگوں نے نکزی پر بھی جائز رکھا ہے اسی طرح برف پر۔ واللہ اعلم (ابھی مختصر)۔

فَجَذِي قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبِيبَتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ وَلَيْسُوا عَلَى مَا وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَا قَالَتْ فَعَاتِبَنِي أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ وَجَعَلَ بَطْعُنُ يَدِهِ فِي حَاضِرَتِي فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَجَذِي قَتَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَا قَالَتْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التَّمِيمِ فَنِيصَمُوا فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْخَضِرِ وَهُوَ أَحَدُ الثَّقَفَاءِ مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَبَعَثْنَا النِّعَمَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ.

انھوں نے غصہ کیا اور جو اللہ نے چاہا وہ کہہ ڈالا اور میری کوکھ میں ہاتھ سے کوٹنے دینے لگے میں ضروری بنی مگر حضرت کاسر میری ران پر تھا اس وجہ سے میں مل نہ سکی پھر آپ سوتے رہے یہاں تک صبح ہو گئی اور پانی بالکل نہ تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری۔ اسید بن حنظلہ نے کہا اور وہ نقیبوں میں سے تھے (آپ نے عقبہ کی رات کو انصار کے بارہ آدمیوں کو نقیب مقرر کیا تھا یعنی اپنی قوم کا تمہبان تاکہ ان کو اسلام کی باتیں سکھائیں اور دین کے احکام بتلائیں) اسے ابو بکر کی اولاد یا یہ کچھ پہلی برکت نہیں ہے تمہاری (یعنی تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ مسلمانوں کو فائدہ دیا ہے یہ بھی ایک نعمت تمہارے سبب سے ملی)۔ حضرت عائشہ نے کہا پھر ہم نے اس وقت اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی ہار اس کے نیچے سے نکلا۔

۸۱۷- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ فِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا فَأَذَرَكْنَهُمُ الصَّلَاةَ فَصَلُّوا بِغَيْرِ وُضُوءٍ فَلَمَّا أَتَوْا النَّبِيَّ ﷺ شَكَرُوا ذَلِكَ إِلَيْهِ فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّمِيمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حَضِرٍ حَزْرَاكُ اللَّهُ خَيْرًا قَوْلَ اللَّهِ مَا نَزَلَ بِكَ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ لَكَ مِنْهُ مَخْرَجًا وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَةً.

۸۱۷- ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے انھوں نے اسلحہ سے ایک ہار مانگ کر لیا تھا وہ جاتا رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب میں چند لوگوں کو اس کے ڈھونڈنے کے لیے بھیجا وہاں نماز کا وقت آگیا (اور پانی نہ ملا) تو انھوں نے بے وضو نماز پڑھ لی جب رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ کر آئے تو شکایت کی اس وقت تیمم کی آیت اتری۔ اسید بن حنظلہ نے حضرت عائشہ سے کہا کہ خدا تم کو اچھا بدلہ دیوے خدا کی قسم جب کوئی آفت تم پر آئی اللہ تعالیٰ نے اس کو ٹال دیا اور مسلمانوں کو فائدہ کیا۔

(۸۱۷) ☆ نووی نے کہا کہ اس حدیث سے یہ نکلا ہے کہ جس شخص کو پانی اور مٹی دونوں نہ ملیں وہ یوں ہی نماز پڑھ لے اور اس مسئلہ میں سلف اور خلف کا اختلاف ہے۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے ثلث الاوطار میں کہا کہ احمد اور شافعی اور اکثر اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ نماز پڑھ لے لیکن پھر نماز کا اعادہ واجب ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔ شافعی کا مشہور قول یہ ہے کہ اعادہ واجب ہے اور احمد اور حنظلی اور حنبل اور ابن منذر کا قول یہ ہے کہ اعادہ واجب نہیں اور مالک اور ابو حنیفہ کے نزدیک ایسا شخص نماز پڑھے لیکن قصداً نماز کی واجب ہے اور امام مالک کے نزدیک واجب نہیں یہ سب چار قول ہوئے اس مسئلہ میں اور ایک یا پانچوں قول بھی ہے کہ نماز پڑھ لینا مستحب ہے اور اعادہ واجب ہے۔

۸۱۸- عَنْ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ خَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي مُوسَى فَقَالَ أَبُو مُوسَى يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَجْتَبَ فَلَمْ يَجِدْ الْمَاءَ شَهْرًا كَيْفَ يَصْنَعُ بِالصَّلَاةِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَا يَتَيْمَمُ وَإِنْ لَمْ يَجِدْ الْمَاءَ شَهْرًا فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَكَيْفَ يَهْدِيهِ الْآيَةُ فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَيَتَمَمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ رُخِّصَ لَهُمْ فِي هَذِهِ الْآيَةِ لَأَرَشَكَ إِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَتَيْمَمُوا بِالصَّعِيدِ فَقَالَ أَبُو مُوسَى لِعَبْدِ اللَّهِ أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عُمَارَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ فَأَخْبَنْتُ فَلَمْ أَجِدْ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّابَّةُ ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ ((إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ يَدْبُكَ هَكَذَا)) ثُمَّ ضَرَبَ يَدَيْهِ الْأَرْضَ ضَرْبَةً وَاحِدَةً ثُمَّ مَسَحَ الشَّمَالَ عَلَى الْيَمِينِ وَظَاهَرَ كَفَيْهِ وَوَجْهَهُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ كُنْتُ تَرَى عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ يَقُولَ عُمَارَ.

۸۱۹- عَنْ شَقِيقٍ قَالَ قَالَ أَبُو مُوسَى لِعَبْدِ اللَّهِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ هَكَذَا)) وَضَرَبَ يَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ فَفَضَّ يَدَيْهِ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَكَفَيْهِ.

۸۱۸- شقیق سے روایت ہے کہ میں عبد اللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ کے پاس بیٹھا ہوا تھا ابو موسیٰ نے کہا اے ابو عبد الرحمن (یہ کنیت ہے ابن مسعود کی) اگر کسی شخص کو چناب ت ہو اور ایک مہینے تک پانی نہ ملے تو وہ کیا کرے نماز کو؟ عبد اللہ نے کہا وہ تیمم کرے اگرچہ ایک مہینے تک پانی نہ ملے۔ ابو موسیٰ نے کہا پھر سورہ مائدہ میں یہ جو آیت ہے پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو عبد اللہ نے کہا اگر اس آیت سے ان کو اجازت دی جائے چناب ت میں تیمم کرنے کی تو وہ رفتہ رفتہ پانی ٹھنڈا ہونے کی صورت میں بھی تیمم کرنے لگ جائیں گے۔ ابو موسیٰ نے کہا تم نے عمار کی حدیث نہیں سنی کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک کام کو بھیجا وہاں میں جتنی ہو گیا اور پانی نہ ملا تو میں خاک میں اس طرح سے لینا جیسے جانور لینا ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ تجھے کافی تھا اس طرح دونوں ہاتھوں سے کرنا پھر آپ نے دونوں ہاتھ زمین پر ایک بار مارے اور ہاتھیں ہاتھ کو دابھے ہاتھ پر مارا پھر پتھلیوں کی پشت پر اور منہ پر مسح کیا۔ عبد اللہ نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت عمرؓ نے عمارؓ کی حدیث پر قناعت نہیں کی۔

۸۱۹- اوپر والی حدیث کی طرح یہ حدیث اس سند سے بھی آئی ہے سوائے اس کے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے لیے اتنا ہی کافی تھا پھر آپ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر مارا پھر اس سے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا۔

(۸۱۸) ☆ عبد اللہ نے جو یہ کہا کہ وہ یعنی جتنی کرے اگرچہ ایک مہینے تک پانی نہ ملے وہ اس وجہ سے کہا کہ جتنی کو ان کے نزدیک تیمم درست تھا حضرت عمرؓ کا بھی یہی قول تھا تاہم ان اور صحابہ اور تابعین نے اس کے خلاف کیا ہے اور پھر مجتہدین کا اجماع ہو گیا کہ تیمم چناب ت کے لیے درست ہے اور اوپر گزر چکا ہے کہ عمرؓ اور عبد اللہؓ نے اس قول سے رجوع کیا۔ حضرت عمرؓ نے عمارؓ کی حدیث پر قناعت نہیں کی یعنی صرف عمارؓ کی روایت سے ان کو تسلی نہیں ہوئی نہ یہ کہ حضرت عمرؓ نے عمارؓ کو جھوٹا سمجھا۔

۸۲۰- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ابْنِ أَبِي عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى عُمَرَ فَقَالَ إِنِّي أَخْبَيْتُ فَلَمْ أَحِجْ مَاءً فَقَالَ لَا تَصِلْ فَقَالَ عُمَارٌ أَنَا تَذَكُّرٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَنَا وَأَنْتَ فِي سَرِيٍّ فَأَخْبَيْتَا فَلَمْ نَحِجْ مَاءً فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تَصِلْ وَأَمَّا أَنَا فَصَعَمْتُ فِي التَّرَابِ وَصَلَيْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَضْرِبَ بِيَدِكَ الْأَرْضَ ثُمَّ تَفُخَّ ثُمَّ تَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَكَ وَكَفْكَ)) فَقَالَ عُمَرُ أَتَى اللَّهَ يَا عُمَارُ قَالَ إِنْ شِئْتَ لَمْ أُحَدِّثْ بِهِ قَالَ الْحَكَمُ وَحَدَّثَنِي عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ابْنِ أَبِي عَنْ أَبِيهِ بِمِثْلِ حَدِيثِ ذَرٍّ قَالَ وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ عَنْ ذَرٍّ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ الَّذِي ذَكَرَ الْحَكَمُ فَقَالَ عُمَرُ نَوَيْتُكَ مَا نَوَيْتُكَ.

۸۲۱- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ابْنِ أَبِي عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى عُمَرَ فَقَالَ إِنِّي أَخْبَيْتُ فَلَمْ أَحِجْ مَاءً وَسَاقَ الْحَدِيثِ وَزَادَ فِيهِ قَالَ عُمَارٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنْ شِئْتَ لِمَا جَعَلَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ حَقِّكَ لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا وَلَمْ يَذْكُرْ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ عَنْ ذَرٍّ.

۸۲۲- عَنْ عُمَيْرِ بْنِ أَبِي عُبَيْسٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ

۸۲۰- عبد الرحمن بن ابی زری رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے جنابت ہوئی اور پانی نہ ملا آپ نے فرمایا نماز نہ پڑھنا۔ عمارؓ نے کہا اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ تم کو یاد نہیں جب میں اور آپ لشکر کے ایک کھڑے میں تھے پھر ہم کو جنابت ہوئی اور پانی نہ ملا آپ نے تو نماز نہیں پڑھی لیکن میں منیٰ میں لوٹا اور نماز پڑھ لی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے کافی تھا اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارنا پھر ان کو پھونکنا پھر مسح کرنا منہ اور دونوں پہنچوں پر۔ حضرت عمرؓ نے کہا خدا سے ڈر، اے عمارؓ (یعنی سوچ سمجھ کر حدیث بیان کر)۔ عمارؓ نے کہا اگر آپ کہیں تو میں یہ حدیث بیان نہیں کروں گا (اگر اس کے چھپانے میں کچھ مصلحت ہو اس لیے کہ خلیفہ کی اطاعت واجب ہے)۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا تمہاری روایت کا بوجھ تمہارے ہی اوپر ہے۔

۸۲۱- عبد الرحمن بن ابی زری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا مجھے جنابت ہوئی ہے اور پانی نہ ملا پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری اس میں اتنا زیادہ ہے کہ عمارؓ نے کہا اے امیر المؤمنین! خدا نے آپ کا حق مجھ پر کیا ہے (کہ آپ خلیفہ ہیں اور میں آپ کی رعیت ہوں) اگر آپ فرمائیں گے تو میں یہ حدیث کسی سے بیان نہ کروں گا۔

۸۲۲- عُمیر سے روایت ہے جو مولیٰ تھے ابن عباسؓ کے میں

(۸۲۰) نووی نے کہا اس حدیث سے دلیل ہے کہ لوگ جو کہتے ہیں حجیم پھر درست سے اور اس چیز پر جس پر غبار نہیں ہے اس لیے کہ اگر غبار کا ہونا ضروری ہو تا تو آپ اپنے ہاتھ نہ جھینکتے اس کا جواب یہ ہے کہ جھینکنے سے یہاں یہ غرض نہ تھی کہ بالکل غبار ہاتھوں سے نکل جائے بلکہ بہت غبار لگ گیا ہو گا اس واسطے آپ نے ہاتھوں کو جھڑک کر غبار کم کیا اور یہ مستحب ہے۔

(۸۲۲) نووی نے کہا اس وقت رسول اللہ ﷺ کو پانی نہ ملا ہو گا کیونکہ پانی ہوتے ہوئے حجیم درست نہیں اگرچہ نماز کا وقت تنگ ہو یا نماز جنازہ کی ہو یا عید کی ہو اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور ابو حنیفہؒ نے کہا پانی ہوتے حجیم درست ہے جنازہ اور عید کی نماز کے لیے اگر فوت ہو تو

اور عبدالرحمن بن یسار المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے مولیٰ ابوالجهم بن حارث کے پاس گئے ابوالجهم نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمل (مدینہ کے قریب ایک مقام ہے) کی طرف سے آئے راہ میں ایک شخص ملا اس نے آپ کو سلام کیا آپ نے جواب نہیں دیا یہاں تک کہ ایک دیوار کے پاس آئے اور صبح کیا منہ اور دونوں ہاتھوں پر پھر سلام کا جواب دیا۔

يَقُولُ أَقْبَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي الْجَهْمِ بْنِ حَارِثِ بْنِ الصَّخْتَمِيِّ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ أَبُو الْجَهْمِ أَقْبَلْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ نَحْوِ بَيْتِ حَمَلٍ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى الْحِذَابِ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ.

۸۲۳- ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نکلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہے تھے اس نے آپ کو سلام کیا آپ نے جواب نہیں دیا۔

۸۲۳- عَنْ أَبِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا مَرَّ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَلَّى فَسَلَّمَ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيْهِ.

باب: مسلمان نجس نہیں ہوتا

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجَسُ

۸۲۴- ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو طے مدینہ کی ایک راہ میں اور جہنی تھے تو کھٹک گئے اور غسل کرنے کو چلے گئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو ڈھونڈا جب وہ آئے تو پوچھا کہاں تھے؟ انھوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! جس وقت آپ مجھ سے ملے میں جہنی تھا میں نے برا جانا آپ کے پاس بیٹھا جب تک غسل نہ کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ مومن کہیں نجس ہوتا ہے۔

۸۲۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ لَقِيَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ حَسْبُ فَاغْتَسَلَ فَغَضِبَ فَاعْتَصَلَ فَتَفَقَّهَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا جَاءَهُ قَالَ ((اَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ)) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقِيْتَنِي وَأَنَا حَسْبُ فَكَرِهْتَ أَنْ أَجْأَلِسَكَ حَتَّى أَغْتَسِلَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَبْتَحَنَ اللَّهُ إِنْ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجَسُ)).

لے جانے کا ذرا ہوا اور بکوی نے نقل کیا ہے کہ اگر فرض نماز کا بھی وقت نکل رہا ہے تو حجیم کر کے پڑھ لے پھر وضو کر کے قضا پڑھے اور حجیم دیوار پر درست ہے اور نوافل اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر اور مس مصحف کے لیے بھی درست ہے۔ (ابن ماجہ مختصر)

(۸۲۴) اس سے معلوم ہوا کہ پیشاب کرتے وقت سلام کا جواب نہ دینا چاہیے اور سلام کرنا بھی ایسی حالت میں مکروہ ہے اور جو شخص حاجت کے لیے بیٹھے اس کو اللہ کا ذکر کرنا مکروہ ہے نہ وہ شیعہ کہے نہ جہلیں نہ سلام کا جواب دے نہ چھینکے والے کا نہ خود الحمد للہ کہے چھینکے کے بعد نہ الا ان کا جواب دے۔ اسی طرح حاجت کے وقت باتیں کرنا بھی مکروہ ہے البتہ اگر ضرورت پڑے تو درست ہے اور ابراہیم نخعی اور ابن سیرین سے منقول ہے کہ بات کرنے میں کچھ قحاح نہیں۔ (تووی)

(۸۲۴) مومن خواہ زندہ ہو یا مردہ نہ حاجت نجاست نکلی ہے نہ حقیقی اور کافر بھی مثل مسلمان کے ہے جمہور علماء کے نزدیک طہارت ظاہری میں لیکن وہ نجس ہے باطنی اور نجاست اعتقاد کے اور بعض علماء کے نزدیک کافر کی نجاست ظاہری ہے اور یہی قول ہے شیعہ کا۔ اب مسلمان پاک ہوا تو اس کا پینہ اور لعاب اور آنسو سب پاک ہیں خواہ وہ وضو ہو یا نہیں یا حنظلہ یا نغصاء ہو اور اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا۔ اسی طرح

۸۲۵- عَنْ خَدِيجَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَقِيَ وَهُوَ حُبٌّ فَحَادَّ عَنْهُ فَأَعْتَسَلَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ نَحْبُ حُبًّا قَالَ ((إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْحُسُّ))
باب ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى فِي حَالِ الْجَنَابَةِ وَغَيْرِهَا

۸۲۶- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللَّهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ.
باب جَوَازِ أَكْلِ الْمُحْدِثِ الطَّعَامِ وَأَنَّهُ لَا كَرَاهَةَ فِي ذَلِكَ وَأَنَّ الْوُضُوءَ لَيْسَ عَلَى الْفُورِ

۸۲۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَجَ مِنَ الْحَلَاءِ فَأَتَى طَعَامَ مَذْكُورِ الْوُضُوءِ فَقَالَ ((أُرِيدُ أَنْ أَصْلِيَ فَأَتَوَضَّأُ))
۸۲۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ مِنَ الْغَائِطِ وَأَتَى بِطَعَامٍ فَقِيلَ لَهُ أَلَا تَوَضَّأُ فَقَالَ ((لَمْ أَصْلُ فَاتَوَضَّأُ))

۸۲۹- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَائِطِ فَلَمَّا جَاءَ قَدَّمَ لَهُ طَعَامٌ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا تَوَضَّأُ فَقَالَ ((لَمْ أَلْبَسْ لِبَاسًا))

۸۳۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ

۸۳۱- ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ

۸۲۵- عَنْ خَدِيجَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَقِيَ وَهُوَ حُبٌّ فَحَادَّ عَنْهُ فَأَعْتَسَلَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ نَحْبُ حُبًّا قَالَ ((إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْحُسُّ))
باب ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى فِي حَالِ الْجَنَابَةِ وَغَيْرِهَا

اللہ علیہ وسلم پانچاند سے فارغ ہوئے اس وقت کھانا لایا گیا آپ نے کھایا اور پانی کو ہاتھ نہ لگایا۔ دوسری روایت میں یوں ہے لوگوں نے کہا آپ نے وضو نہیں کیا آپ نے فرمایا میں نماز تمہاری پڑھتا چاہتا تھا جو وضو کرتا۔

باب: پانچاند جاتے وقت کیا کہے

۸۳۱- انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب پانچاند میں جاتے تو فرماتے اللھم انی اعوذ بک من الحیث والنحیث یعنی یا اللہ پناہ مانگتا ہوں میں تیری شیطانوں اور شیطانوں سے یا پلیدی یا نجاستوں سے یا شایطین اور معاصی سے۔ ایک روایت میں ہے جب آپ کیفیت میں جاتے یعنی پانچاند کی مقررہ جگہ۔

۸۳۲- اس سند سے بھی یہ حدیث منقول ہے سوائے اس کے کہ اوپر والی حدیث "اللھم انی" کے الفاظ سے شروع ہوتی ہے۔

باب: بیٹھے بیٹھے سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

۸۳۳- انس روایت کرتے ہیں کہ اقامت کہہ دی گئی اور نبی اکرم ﷺ ایک آدمی سے گفتگو میں مصروف تھے اور عبد الوارث کی حدیث کے الفاظ ہیں کہ نبی اکرم ﷺ آدمی سے سرگوشی کر رہے تھے آپ نماز کی طرف نہ آئے یہاں تک کہ لوگ سو گئے۔

۸۳۴- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کھڑی ہوئی اور رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے کان میں باتیں کر رہے تھے پھر باتیں کرتے رہے اس سے یہاں تک کہ صحابہ سو گئے پھر آئے اور نماز پڑھی ساتھ ان کے۔

۸۳۵- قتادہ نے کہا میں نے انس سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سوئے تھے پھر نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے۔

قضى حاجته من الخلاء فقرأ بآلِهِ طَعَامَ فَأَكَلَ
وَلَمْ يَمْسُ مَاءً قَالَ وَرَأَيْتِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ
سَعِيدٍ بْنِ الْخُوَيْرِثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قِيلَ لَهُ إِنَّكَ
لَمْ تَوَضَّأْ قَالَ ((مَا أَرَدْتُ صَلَاةً فَأَتَوَضَّأُ))
وَرَأَى عَمْرُو أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ سَعِيدٍ بْنِ الْخُوَيْرِثِ.

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَرَادَ دُخُولَ الْخَلَاءِ
۸۳۱- عَنْ أَنَسٍ فِي حَدِيثٍ حَمَادٍ كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ
الْخَلَاءَ وَفِي حَدِيثٍ هُثَيْمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
كَانَ إِذَا دَخَلَ الْكَيْفَ قَالَ ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ
بِكَ مِنَ الْخَيْثِ وَالْخَبَائِثِ))

۸۳۲- عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ
((أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْخَيْثِ وَالْخَبَائِثِ))

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ نَوْمَ الْجَالِسِ لَا

يَنْقُضُ الْوُضُوءَ

۸۳۳- عَنْ أَنَسٍ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَرَسُولُ
اللَّهِ ﷺ يَبْجِي لِرَجُلٍ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الْوَكْرِ
وَنَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْجِي الرَّجُلَ
فَمَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ حَتَّى نَامَ الْقَوْمُ.

۸۳۴- عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَالنَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا فَلَمْ يَزَلْ يَبْجِيهِ حَتَّى نَامَ أَصْحَابُهُ
ثُمَّ حَاءَ فَصَلَّى بِهِمْ.

۸۳۵- عَنْ أَنَسٍ يَقُولُ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُونَ ثُمَّ يُصَلُّونَ

وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ قَالَ قُلْتُ سَمِعْتُهُ مِنْ أَنَسٍ قَالَ
بِ وَ اللَّهِ.

۸۳۶- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ
تَقِيَمْتُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ بِي حَاجَةٌ فَقَامَ
لِيَسْئَلُنِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَاجِيهِ حَتَّى قَامَ
لَهُمْ أَوْ بَعْضُ الْقَوْمِ نَمَّ صَلُّوا.

۸۳۶- انس سے روایت ہے کہ عشاء کی نماز کی تکبیر ہوئی تو ایک
شخص بولا کہ مجھے کچھ کہنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس سے کھڑے ہو
کر کان میں باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ سب لوگ یا بعض لوگ
سو گئے پھر انھوں نے نماز پڑھی۔



تَمَّتْ

الحمد للہ کہ پہلی جلد خدا کی مہربانی سے بخیر و خوبی ختم ہوئی۔ دوسری جلد بھی جلد طلب فرمائیے جو کتاب الصلوٰۃ سے
شروع ہوگی یعنی نماز کے بیان سے اس کی ابتداء ہوگی۔

(۸۳۶) کان میں باتیں کرنا اس وقت مکروہ ہے جب ایک شخص جدا ہو اور جماعت کے سامنے منع نہیں اور نماز کو تیار حتیٰ مگر یہ باتیں
ضروری ہوگی جو نماز پر بھی مقدم سمجھیں اب سونا مطلقاً ناقض وضو نہیں اور بعضوں کے نزدیک مطلقاً ناقض وضو ہے اور بعضوں کے نزدیک
کثیر ناقض ہے قلیل نہیں اور بعضوں کے نزدیک بیٹھے اور کھڑے پار کوں اور سجدہ میں ناقض نہیں اور کروت اور چٹ ناقض ہے اور بعضوں کے
دیک ابر مقدر میں سے لگاتے تو ناقض نہیں ورنہ ناقض ہے۔ (نووی مختصر) اور اونگھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

ضیاء الکلام

از قلم: ابوضیاء محمود احمد غضنفر

زور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ گیا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں منقول تفتیق علیہ احادیث پر مشتمل یہ کتاب اردو دان طبقے کی سہولت کو پیش نظر رکھتے ہوئے درج ذیل دُرُبا و تقریب اور دلکش انداز میں مرتب کی گئی ہے۔

♦ سب سے پہلے حدیث کا متن مع اعراب پھر اس حدیث کا ترجمہ پھر حدیث میں مذکور مشکل الفاظ کے معانی پھر حدیث کا آسان انداز میں مفہوم اور آخر میں حدیث سے ثابت ہونے والے مسائل ترتیب وار بیان کر دیے گئے ہیں۔

♦ ہر حدیث کا تفصیلی حوالہ بھی درج کر دیا گیا ہے۔

♦ کاغذ طباعت اور جلد ہر لحاظ سے اعلیٰ عمدہ اور نفیس ہیں۔

♦ اہل نظر اہل ذوق اور اہل دل کے لیے خوش نما گلدستہ احادیث کا ایک انمول تحفہ۔

♦ ہر گھر کی ضرورت اور ہر لائبریری کی ذینت۔

♦ خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی رغبت دلائیں۔

بہترین معیار کیساتھ

لا جواب کتب

بازوق قارئین کیلئے

حق ستنویس
اردو بازار لاہور

بیت کتب خانہ